# ظل السلطان



رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ | قیمت ۱۲ مع محصولڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۴ | ماہ جنوری ۱۹۱۲ء | نمبر ۶

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام منشی عبد اللہ صاحب نادل مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

## مقاصد و قواعد وضوا

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترقی … مفید و کارآمد
معلومات کا فراہم کرنا ہے۔ سیاسی مضامین یا ایسے مضامین … ان یا جس سے
مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع …

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ میں ایک مرتبہ رسالہ … ہو گا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک سے ؏ اور ہر …

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر … دیگر امور
پیام نمبر کے نام ہونا چاہئے۔

(نوٹ) زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹرس ظل السلطان …

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ … صاف خوشخط
تحریر فرمائیں۔ مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف … کاغذ پر تحریر فرمائیں
مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ … رعالیہ فرمانروائے
بھوپال کی سالگرہ صدر نشینی کی تاریخ سعید پر ایک تحفہ … دیا جائے گا
مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔
اعلیٰ مضامین پر بھی صفحہ ظل السلطان مدرسے … نیکی اور مضامین
اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب … ان طالبات
مدارس انات کے لئے جو ظل السلطان میں بہ تصدیق … اعلیٰ اول مضامین
لکھکر بھیجیں تین انعام عہ، عہ، روپیہ کے مقرر ہیں …

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہونچے تو تاریخ اشاعت … کے اندر طلب
فرمائیں۔ اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

۶۵

# ظلّ السلطان

## پہلی بیوی کی اولاد سے نفرت کا سبب

مکرمہ جناب پروین صاحبہ نے جو مضمون اس خاص عنوان پر لکھا ہے اُس مین اگرچہ نفس مطالب پر بحث ہے۔ لیکن نا تمام ہے۔ یہ حالت تو اُس اولاد کی ہے جو جوان اور سمجھدار ہوتی ہے لیکن ہم تو یہ دیکھتے ہین کہ معصوم اور ننھے ننھے بچے بھی سوتیلی ماؤن کی بے رحمی کا شکار ہوتے رہتے ہین۔ ایک ہی باپ کے دو بچے جنکی عمر دن مین کچھہ زیادہ تفاوت نہین ہوتا۔ ایک خادم اور دوسرا مخدوم معلوم ہوتا ہے۔ ایک ہی گھر مین ایک خدمت گار چھوکرون کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اور دوسرا ناز و نعم مین پرورش پاتا ہے۔ یہ دردناک حالتین ہر شہر اور قصبہ اور دیہات مین موجود ہین۔ ہمین امید ہے کہ جناب پروین صاحبہ اس سوال پر بھی روشنی ڈالین گی کیونکہ اُنپر دونون حالتین گذر چکی ہین۔ وہ سوتیلی ماؤن کی بیٹی اور سوتیلی اولادون

کی مان رہی ہین۔

اڈیٹر

**سوال**۔ کیا سبب ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کے مرجانے پر یا کسی مرض سے بیکار اور معذور ہوجانے پر نکاح ثانی کرلے تو پہلی بیوی کی اولاد سے محبت والفت باقی نہین رہتی اور نزاع پیدا ہوجاتا ہے۔

**جواب**۔ اس عدم الفت اور محبت کا سبب غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عموماً اولاد خود جوان ہونے سے پہلے ذرا سمجھدار ہوتے ہی اپنے باپ کو ہمیشہ بوڑھا سمجھتی ہے گو باپ جوان ہی ہو اور ہمیشہ یہ خیال کرتی ہے کہ اب اسکو شادی کی کیا ضرورت ہے۔ کھانا ہمارے اہتمام سے ان کے لائق اچھا پک سکتا ہے۔ کپڑا بھی علی ہذا القیاس تیار کرا دیتے ہین۔ پھر نکاح کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ نکاح کرنا ان خیالات کے خلاف ہوتا ہے اور وہ اسکو بیکار اور نہ صرف بیکار بلکہ بوالہوسی، حق تلفی اولاد اور شرمناک حرکت سمجھتی ہی اس لئے نکاح یا شادی ہوتے ہی اولاد کے دل مین حقارت اور نفاق پیدا ہوجاتا ہے یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ جیسا قلب پر اثر ہوگا ویسا ہی برتاؤ ہوگا۔ گو ضبط بھی کیا جاوے مگر وہ رنگ جھلکے بغیر نہ رہے گا جب بے قصور باپ یہ رنگ دیکھتا ہے کہ ایسا برتاؤ میرے حق، میری عظمت اور میری شفقت اور محنت وجانکاہی کے برخلاف ہے تو باپ کے دل مین بھی کدورت پیدا ہوجاتی ہے اور اولاد کے ساتھہ برتاؤ مین تلخی نمودار ہوتی ہے پھر نکاح بھی تو ایک انسان ہی سے ہوتا ہے اس لئے دل مین اُسکی محبت بھی تھوڑی بہت پیدا ہوجانا لازمی ہے۔ یہ محبت اولاد کے لئے اور موجب

انتقال ہوتی ہے اور روز بروز نفاق بڑھتا جاتا ہے۔ اولاد باپ کو اپنی ملکیت تصور کرکے یہ ضروری سمجھتی ہے کہ بڈھا جنبش نہ کرے منجمد ہوکر رہجائے اور اگر جنبش کرے بھی تو محض کمانے کے لئے اور اُس کمائی کے بلا شرکت غیرے مالک ہم ہوں۔ ہم اپنی سعادتمندی سے اس کے آرام کا خیال کریں ہاں کوئی تکلیف اگر گذر گئی تو کچھ غضب نہیں ہوا وہ بھی تو بہو بیٹی کو اپنے راحت وآرام کے لئے کچھ کہتے ہوئے بیجا لحاظ کرتے ہیں۔ باپ کی کمائی میں سے پندرہواں حصہ جو سوتیلی ماں پر صرف ہوتا ہے۔ یہ فضول ہے اگر نکاح نہ ہوتا تو ہمارا یہ نقصان نہ ہوتا۔

ان باتوں پر بھی اگر سوتیلی ماں کا برتاؤ اچھا ہو پھر بھی بُرا ہی معلوم ہوتا ہے اور چونکہ ان کا برتاؤ اُس کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا اس لئے رفتہ رفتہ وہ بھی کھنچتی ہے اور دلوں میں نفاق کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے۔ اولاد کو ایک یہ خیال بھی لگا رہتا ہے کہ باپ نے جس دن قضا کی اُس دن یہ کمبخت جائداد بھی مانگے گی کیونکہ باپ کے فضول کوتکوں سے یہ فضول حق دار بن چکی ہے لہذا کچھ نہ کچھ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ کم از کم ترکہ سے تو محروم ہوجائے اس لئے سو تدبیریں جائز وناجائز کی جاتی ہیں۔

اگر جائداد نہیں ہے تو بڑا خطرہ لگا ہوا ہے کہ یہ بلا ہمارے ہی گلے پڑیگی اگرچہ رفتہ رفتہ دیر یا سویر سر پر سے اس بار کو پھینکدیں گے مگر سردست تو غم لگا ہوا ہے۔ باپ اولاد کے خیالات کو کیوں کر پلٹے قلب ماہیت کرنے یا تالیف قلوب کے لئے معجزہ کہاں سے لائے باپ اپنی بیوی کی ضرورت پر اگر ایک جوڑا کپڑا بنائے تو اولاد یہ شکایت کرتی ہے کہ اپنی بیوی کے لئے بنائے اور ہمارے لئے نہ بنائے۔ باپ کو نکاح شادی

کرتے وقت اولاد کے ملال کا خیال اور گونہ شرم بھی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے علاوہ شفقت پدری کے شفقت ارادی و ظاہری بھی اضافہ کر دیتا ہے مگر کاغذ کی ناؤ کب تک چلے آخر رفتہ رفتہ صرف فطری محبت ہی باقی رہجاتی ہے بلکہ اُس میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اُس وقت اولاد اس اضافی محبت کے قطع ہونے کو بیوی کی محبت مین باپ کا پھنس جانا یا بیوی کے بہکانے پر محمول کرکے باپ سے رکاوٹ اختیار کرتی ہے۔ اولاد کی بیجا رکاوٹ دیکھکر باپ کو یہ خیال آتا ہے کہ مین نے تو انکی محبت کی وجہ سے ایسے ایسے جبر کئے ہین تکلیفین سہی ہین ان کا لحاظ کیا ہے اور یہ ایسے نکلے ہین۔ غرض ایسے خیالات باپ کے دل و دماغ مین بھی طوفان برپا کر دیتے ہین اور وہ ایک ایک احسان کو یاد کرکے پیچ و تاب کھاتا ہے اور بڑتا وہین کاوٹ نمایان ہوکر موجب نفاق ہوجاتی ہے۔ مرد کو ایک محبت تو اولاد سے فطری طور پر ہوتی ہے دوسرے بیوی کی محبت اولاد کی محبت کی ضامن ہوتی ہے بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ مرد کبھی بغیر ارادہ محض بیوی کے خوش کرنے کے لئے بچون کو پیار کرتا ہے یا کسی چیز کو بچے کے کہنے سے لانے کو دل نہین چاہتا مگر بیوی کی مروت سے لادیتا ہے۔ دوسری بیوی کے آنے پر برعکس معاملہ ہوجاتا ہے۔ مرحومہ یا مفرورہ بیوی کا خیال قطع ہوتے ہی جو مروت بالواسطہ تھی وہ قطع ہوجاتی ہے مگر جو حقیقی پدری محبت ہے وہی کیا کم قابل شکریہ ہی اور بیٹا جب خود کھانے کمانے کے قابل ہوتا ہے تو اپنی کمائی کی رسید تک نہین دیتا باوجودیکہ باپ کی جان و مال برباد ہونے سے یہ صاحبزادے آج اس قابل ہوسے ہین۔ والدین گو کیسے ہی لکھہ پتی اور مستغنی ہون مگر اولاد کی شادی اور کمائی کی تمنا ضرور رہوتی ہے۔ بیٹا کما کر لائے۔ بسعادتمندی سے

باپ کے آگے لاکر رکھی تو گویا سب نقصان اور تکلیف کا بدلہ ہو گیا مگر بیٹوں کے پاس یہ عذرات ہی عذرات موجود رہتے ہیں کہ والدین خود امیر ہیں ہمارے پیسہ کی کیا پروا ہے یا ضعیف ہیں روپیہ صرف کرنے کی قابلیت اور انتظامی عقل نہیں ہے یا وہ خود کماتے ہیں۔

گو والدین مستغنی ہوں یا ضعیف ہوں روپیہ کی پروا نہ ہو مگر اولاد کے اچھے برتاؤ کی ہر حال میں تمنا ہوتی ہے اور برے برتاؤ پر صدمہ ہوتا ہے کوئی سعادتمند بیٹا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کما کر باپ کے آگے نیاز مندی سے رکھدیتا ہے اور گویا مسکین بنا رہتا ہے۔ مگر بوٹی دیکر بکرا لینے کی فکر میں ہتا ہے کما کر دئے پچاس روپئے خرچ رکھا سو روپئے کا اور یہ افتخار جتاتے رہے کہ ہم جو کچھ کماتے ہیں اپنے باپ کو دیدیتے ہیں۔ بعض کچھ اپنی کمائی میں سے بطور خیرات والدین کو دیتے ہیں۔ آخر رفتہ رفتہ یہ باتیں باپ کو ناگوار ہو کر رنج کا سبب ہوتی ہیں۔ باپ کی کمائی کے تو یہ مالک بلکہ جان کے بھی مگر جب اپنا روپیہ ہو تو باپ مالک نہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں انکی بیوی پر خرچ ہو بجا۔ بچوں پر ہو بجا۔ غیروں پر ہو بجا حتے کہ جائز طریقوں سے گذر کر ناجائز طریقوں پر بھی بجا ہے اور زبان سے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا روپیہ ہے۔ ہم جس طرح چاہیں خرچ کریں پھر یہی کہتے اور اسپر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ باپ کا کون مانع ہے اور اس کے خلاف تم کو خواہش کیوں ہونی چاہئے۔ بیٹے کو باپ کے آگے شرع میں اور طریق شرافت میں خود مختاری کا حق نہیں ہے اور باپ کو ہے۔ اب یہ خیال کرو کہ فرضاً باپ نے کسی کو بیوی یا بیٹی یا بیٹا کوئی ہو زیادہ دیا تو وہ مختار ہیں تمھیں شکایت کیوں ہو تم اپنا حساب لگاؤ کہ تم پر کیا کیا محنت کی روپیہ صرف کیا اور ہو رہا ہے وہی کیا کم قابل

شکرگذاری ہے۔

**سوال۔ پھر اتفاق کی کیا تدبیر ہے؟**

**جواب۔** اتفاق کی تدبیر یہ ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو اطاعت والدین کی تعلیم دیجاوے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ مائین تعلیم یافتہ ہون اور والدین دونون ملکر بچون کی درستی اخلاق کی فکر رکھین۔ آزادی اور بری صحبت سے بچائین اور خدا سے دعا مانگ کر مدد چاہین۔ والدین کے حقوق اولاد پر بے انتہا ہین جن کی تشریح قرآن شریف اور حدیث شریف مین بالتصریح موجود ہے اور قریب قریب جمیع مذاہب مین۔ اطاعت والدین کا حکم ہے۔ اس لئے قلم فرسائی کی چندان ضرورت نہین مگر اولاد کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اول تو مرد کس عمر مین ضعیف ہوتا ہے تم قبل از وقت نہ سمجھو۔ دوسرے یہ کہ اگر باپ ضعیف ہے تو وہ بدرجہ اولی بیوی کی امداد کا محتاج ہے۔ اگر تم مین سعادت و انصاف ہے تو ایسی مجبوری کی حالت مین باپ کے نکاح ثانی کی خود کوشش کرکے باپ کے آرام کی فکر کرو اور اپنے لئے سعادت دارین حاصل کرو باپ کی زوجہ ثانی پر جب یہ خیال ہے کہ مان کی سوکن ہے تو ساتھہ ہی یہ خیال بھی کرو کہ ہمارے باپ کے آرام کا موجب اور ہمارے لئے واجب التعظیم ہے۔ سوتیلی مان جہان مان کی موت کا نشان ہے وہان باپ کی زندگی کے لئے آیت رحمت ہے۔ سوتیلی مان سے عمدہ برتاؤ کرنے سے باپ کے دل مین جگہ کرو جو تمام سعادتون سے افضل ہے۔ اپنی لیاقت اور اپنی ہمت سے باپ کے بعد بھی باپ کی بیوی کو اپنی عزت و ناموس سمجھکر آرام پہونچانیکی نیت رکھو تاکہ دنیا مین عزت اور عقبیٰ مین ثواب حاصل کرسکو۔ اپنے باپ کی جان و مال کو

ملک ہرگز نہ سمجھو یہ بڑی غلطی ہے بلکہ اپنی ذات اور پیسہ کو والدین کی ملک سمجھو
ب ہی دولت کے مالک ہوسکتے ہو کر اپنے سعادتمندانہ برتاؤ سے پہلے
ب پر قبضہ کرلو ورنہ والدین کے ایک لفظ "عاق" سے دنیا وعقبیٰ دونون
بے بہرہ ہوجاؤ گے۔ اپنے نفس کو جیسا سمجھو ویسا ہی اپنے باپ کے
کو سمجھو اور نکاح ثانی کے ہارج نہ ہو۔ ہرکہ زن ندارد آرام تن ندارد۔ اسکی
دجہ ہے کہ تم کو بیوی چاہیئے اور تمھارے باپ کو نہ چاہیئے۔ ضعیف ہوکر
ضرورتین زیادہ ہوجاتی ہین۔ اُنکے روپیئے اُنکی کمائی ہین اُنکو مختار
بلکہ اپنی کمائی کا اُنکو خوشی سے مالک بناؤ اور ان کی خوشی پر صرف کرو اول
لاد کی خوشی والدین کو ہمیشہ مدنظر رہتی ہے۔ دوسرے اگر چندروز دل پہ
رلو تو کچھ بڑی بات نہین۔ والدین کی زندگی چندروزہ ہوتی ہے میعادی
ید بھی آسان ہے۔ پھر ہمیشہ والدین کا سایہ کہان۔ ایسے چاہنے والی تجربہ کار
ب کام کی خواہش کرنے والے برائیون سے بچانے والے برائیون پر
ھانے والے خواب مین بھی نظر نہ آئین گے۔

تمھارے حقوق سن بلوغت تک ہین۔ بعد سن تمیز کے اور پرورش
یم دینیات کے اور خاندانی یا زمانہ کی روش یا ضرورت کے لائق علم وہنر
نے کے بعد شادی کر دینے پر اولاد کے حقوق سے والدین تو سبکدوش
تے ہین اور اولاد کی گودن مین اطاعت کی رسی عمر بھر کے لئے مضبوط
ہ جاتی ہے سن بلوغ پر پہونچکر اپنا فرض منصبی خود سمجھنا چاہیئے ابتک
یہ نہ سمجھے نہ سمجھے مگر ٹھوکر کھاکر نہ سمجھنا محض فقدان عقل ہے۔ نیک برتاو
اق نیکی کچھ گذرا ہوا وقت یا زبان کی نکلی ہوی بات نہین ہے کہ پھر
نہ سکے۔ جب جیسا برتاؤ کروگے اُسی ساعت سے ویسا ہی لوگون کا

خیال پیدا ہونے لگے گا خیال حال کے تتبع مین چلتا ہے۔ یہ ایک عام بات ہو
اور پھر والدین کی محبت تو خاص ہے رحمت حق کی طرح بہانہ ہی ڈھونڈھتی رہتی
ہے۔ تمھارے بُرے برتاؤ سے جیسا رنج، نفاق اور نفرت ہوئی ہے
ویسی ہی اب نیک برتاؤ سے خوشی، اتفاق اور محبت پیدا ہو سکتی ہے فرض کیا
کہ آپ فرشتہ خصلت ہون مگر دنیا کو آدمی سے آدمیت کی ضرورت ہو
اور آدمیت کی شان اس حدیث شریف سے دیکھو کیا ثابت ہو رہی ہے
کہ اللہ کے اخلاق سے اپنے اخلاق ملاؤ یعنی تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ....
(ترجمہ) متخلق ہو جاؤ ساتھہ اخلاق اللہ کے یہ حکم جب ہی ملا کہ انسان مین یہ مادہ
پہلے سے ودیعت کر دیا ہے اور اپنے اخلاق کا شمہ عطا فرما دیا ہے اور
جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے اخلاق پر پیدا کیا ہے تو خود بھی اُسکی
کوشش کرو اور سعادت حقیقی حاصل کرو۔ اوصاف خداوندی سے یقینی تم
متصف ہو۔ صرف غور، خوض اور کوشش کی صیقل چاہیئے اللہ تعالےٰ
رحیم ہے منصف ہے۔ رزاق ہے۔ خالق ہے۔ مالک اور رحمٰن وغیرہ وغیرہ
اُس کے اوصاف ہین۔ انھین سب اوصاف مین سے اللہ تعالےٰ نے
ہمین بھی کچھہ کچھہ عطا فرمائے ہین یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ
تمھین بنائے نور، تم نار بننے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالےٰ کے غضب
پر رحمت کو سبقت ہے لہذا انسان کو سرچشمۂ رحمت بننا چاہیئے نہ کہ اتنی
شانِ جلالی پیدا کرے کہ مظہر قہر ہو جائے انسان اُنس اور نسیان سے
مشتق ہے۔ اس لئے بھول چوک و خطا کا مضائقہ نہین مگر خطا سے توبہ
و رجعت بھی چاہیئے۔ انسان اللہ کی خطا بھی کرتا ہے گناہ بھی صادر ہوتے ہین
مگر خوش نصیب توبہ کرکے امیدوار نجات بھی رہتے ہین ایمان پر خاتمہ ہونے کی

ہر مسلمان کو تمنا ہے۔ صرف نجات ہی کی امید پر اسی طرح اگر باپ سے اچھا
برتاؤ ہوا اور باپ کی وجہ سے باپ کی بیوی کے ساتھ تھوڑی سی انسیت
سے پیش آکر اپنے باپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرو تو پورے انسان
ہونے کے مصداق ہو۔ کیا وہ عورت جو تمھارے باپ کی راحت کا سبب
ہے اور تمھارے باپ کی وجہ سے اپنے اُن پیارون کو چھوڑکر جن کی وجہ
سے دنیا مین اس کا وجود ہوا ہے تمھارے ہان آئی ہے جس طرح تم اپنے
والدین کی اولاد ہو اُسی طرح تمھاری سوتیلی مان بھی کسی کی اولاد ہے جو لوگ
باوجود جوان ہونے کے بھی لڑکے کہکر پکارتے اور سمجھتے تھے۔ آج اُن کی
قدمبوسی بھی دشوار ہے جو بہن بھائی جان نثار اب تک ساری عمر ساتھ رہے تھے
اور ہر رنج و راحت کے شریک تھے اور ہر وقت نظر پڑتے ہی خوش ہوتے تھے
آج اُن کی ملاقات مشکل ہو رہی ہے یہ کیون؟ صرف تمھارے والد صاحب قبلہ
کی وجہ سے۔ کیا ایسا انسان قابل رحم اور قابل انسیت نہین؟ عقلا اور
اہل انصاف کے نزدیک ضرور ہے۔ تم نیکی اور نیک کام کرنے مین کبھی
بھی تاحیات مجبور نہین ہو۔ انسان اگر بالکل مختار نہین تو بالکل مجبور بھی نہین
اچھی کوششون کا اچھا پھل ضرور ملے گا۔ والدین کا راضی رکھنا سب سے بڑھکر
سعادت ہے۔ معراج سعادت کی زینہ کی پہلی سیڑھی عقائد درست
ہونا ہے۔ دوسری سیڑھی والدین کا خوش رکھنا اور تیسری سیڑھی نیک اعمالی
و عمدہ اخلاق ہے۔ جب والدین خوش نہ ہوئے تو پھر اورون کو تم سے
خوش رہنے کی امید محض جنون ہے اور نہ تمھارا کوئی عمل قابل قبول۔ اگرچہ
مان باپ کافر ہی کیون نہ ہون مگر شرع شریف اُنکی بھی اطاعت کا حکم فرماتی
ہے اسی طرح اگر عقائد درست نہ ہون جب بھی عبادت بیکار ہے لکیر کا فقیر

رہنمائی چاہئے اللہ تعالےٰ سے راہ راست پر لگنے کی دعا کرکے تھوڑی سی تحقیق مذہب بھی کرنی چاہئے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ہم دنیا مین کیون آئے ہماری پیدائش سے پیدا کرنے والے کا کیا مقصود ہے۔ دیکھو اس آیت شریفہ سے بھی صاف معلوم ہورہا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ؁ (ترجمہ) "نہین پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے" اور جب عبادت کے لئے پیدا ہوئے تو عبادت کرکے اس مقصود کو معبود حقیقی کے پورا کرکے سعادت حاصل کرو۔ دوراندیش کو عقلمند یا عقلمند کو دوراندیش کہتے ہین۔ پہلی عقلمندی یا قریب اندیشی تو یہ ہے کہ اچھے اخلاق پیدا کرے متمدن آدمی بنے اور اخلاق اس کا نام نہین کہ دل مین نیکی نہ ہو اپنی غرض پر بھیڑ بنا رہے۔ اور کسی ضرورت پر شیر یا اندھا بہرا گونگا بن جاے یا بظاہر طرار گفتگو سے اور روان پر نیکی جتا کر نیک بنا چاہے یہ اخلاق نہین اخلاق کا منہ چڑھانا ہے یہ نہ دنیا مین کارآمد نہ عقبےٰ مین حقیقی نیکی پیدا کرو تو البتہ نیک سمجھے جا سکتے ہو اور حقیقی نیکی کا معیار والدین کی خوشنودی ہے صرف خیر ہی نہ ہونے کا نام شر ہے۔ ایک ایک چیز پر غور کرلو۔ جہان روشنی نہ ہو اندھیرا ہے۔ جہان پانی نہ ہو خشکی ہے جس چیز مین مٹھاس نہ ہو وہ پھیکی یا ترش یا تلخ ہے۔ نفی اثبات کے معنی بھی ہین سب کو "لا" کیا تو اللہ ہی اللہ باقی رہا۔ لیاقت جس مین نہ ہو وہ نالائق ہے۔ پھر کیا وجہ کہ لیاقت پیدا کرکے نالائقی سے نہ بچا جاے اور یہی پوری دوراندیشی اور انجام بینی ہے انسان کا کامل انجام موت کے بعد نتیجۂ اعمال ہے جس کی پہلی سیڑھی اطاعت والدین ہے جو اوپر مذکور ہو چکا۔ تھوڑی عقلمندی تو یہ ہے کہ اورون کے شر سے خوبی کے ساتھ بچے مگر پوری اور حقیقی عقلمندی یہ ہے کہ اپنے

شر سے اوروں کے بچانے کی کوشش کرے اگر کوئی شخص دعوئے ولایت کرے اور اُسکے حقیقی اخلاق درست نہ ہوں اُس کے والدین اُس سے خوش نہ ہوں تو وہ ولی نہین ہے۔گو کرامتین موجود ہوں۔عبادت کرتا ہو مگر ولی ہونا ناممکن ہے یا تو اُس کے نفس نے خود اُسی کو دھوکہ دے رکھا ہے یا وہ اوروں کو دھوکہ دے رہا ہے۔کرامتین اُسکی کرامتین نہین بلکہ استدراج ہین۔اچھے لوگوں۔ لائق اور سعیدوں سے بھی بحمداللہ دنیا خالی نہین اُن کا نمونہ ہو۔اُن سے نصیحت حاصل کرنی کیا دشوار ہے۔یہ مین نے جسقدر خامہ فرسائی یا سمع خراشی کی ہے نہ علماے بحری اور فضلاے بری کے فرمان ہین۔نہ مولانا کوہی کے ارشادات ہین صرف از روی قرآن شریف اور حدیث نبوی صلعم کے جو خیالات تھے نوجوانون کے فائدے کی غرض سے بلاغرض ظل السلطان کے نذر کردئے۔اگر قبول فرماکر ذرا سابھی کوئی فائدہ اُٹھاے۔زہے نصیب مقصود حاصل ہے والا فلا۔اڈیٹر صاحب کی فرمائش کی تعمیل بہرحال ضروری ہے۔

راقمہ خیرخواہ قوم سوتیلی ماؤن کی بیٹی
سوتیلی اولادون کی مان خاکسار

پروین

ازجےپور باغ میر صاحب

# مسائل نسوان پر ایک فاضل یوریین کا تبصرہ

نمبر ۲

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

## (یورپ مین شادی ایک قید اور غلامی ہے)

یورپ مین شادی کے جو قوانین ہین وہ اس سبب سے کہ مردون اور عورتون مین مساوات ہے اس کی بنیاد کو فاسد کرنے والے ہین اس قانون نے ہم کو ایک عورت سے شادی کرنیکی حد قائم کر دی جس سے ہمارے نصف حقوق تو پامال ہو گئے اور ضروریات زندگی دو چند اس بنا پر جبکہ عورت کے حقوق مردون کے برابر ہین تو پھر ضروری ہے کہ اُنکی عقل بھی مردون کی طرح ہو اور جس طرح کہ یہ قوانین عورت کو وہ حقوق اور شرف جن کا نام استحقاق رکھا جاتا ہے عطا کرتے ہین وہی عورتون کی تعداد کو کم کرنے والے ہین اور اسکی مستحق بعض ہی عورتین ہوتی ہین۔ اسی وجہ سے دوسری اور عورتین اپنے طبعی حقوق سے محروم رہجاتی ہین علاوہ اس کے ایک عورت پر بس کرنے کا قانون اور جو کچھ اُس مین قیود ہین وہ ایک عقلمند آدمی کو کوئی فائدہ نہین پہونچاتے بجز اسکے کہ وہ ایک پریشانی مین پڑ جاے کہ ایک دفعہ کے لئے اس غیر منصفانہ طریقہ پر عمل کرے یا خود عورت اپنی قربانی گوارا کرے۔ اُن لوگون مین جن کے یہان تعدد ازدواج جائز ہے عورت کوئی بے حقیقت چیز نہین ہے وہ اپنی بیویون کی ہر قسم کی ضرورتون کے کفیل ہوتے ہین۔

اسی باعث بیاہی ہوی عورتین ہمارے یہان بہت کم اور بن بیاہی بے شمار ہین۔ بڑے لوگون مین ایسی کنواریین جن کا کوئی کفیل شوہر نہین تم زیادہ پاؤگے۔ وہ اسی رنج وحسرت کی حالت مین بوڑہی ہوگئین اور ادنے درجہ کے طبقات مین بہت سی ایسی کمزور مخلوق پائی جاتی ہین کہ وہ سخت سے سخت محنتون اور تکلیفون کے کام کرتی ہین اور لبسا اوقات مبتذل زندگی اختیار کرکے رسوائی وعار کا جامہ پہن کر بے حیائی کا جینا جیتی ہین اور ایسے طبقہ کے افراد مین شامل ہو جاتی ہین جو نہایت ذلیل وعامیانہ ہوتا ہے اور اُن کے لئے سوا اس کے کہ اپنی حفاظت کرین اور کوئی بات مفید نہین ہوتی۔ یہ وہ خوش نصیب ہین جن کو بہت سے شوہر مل جاتے ہین یا یہ وہ عورتین ہین جنکو اس ناجائز طور سے شوہر حاصل کرنیکی بڑی آرزو ہوتی ہے۔

کیا ہمارے لئے ان مشاہدات کے بعد بھی یہ بات جائز نہین کہ عورتون کی ضعف کے لئے اُن کے حیات کو ملحوظ رکھکر کئی بیویان کرنے کو درحقیقت بہتر وانسب نہ شمار کرین اور جب ہم تمام اشیا کی اصل اور اُسکی حقیقت کی طرف نظر کرتے ہین تو وہان ہم کوئی ایسا سبب نہین پاسکتے جو آدمی کو دوسری عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے مانع ہوسکتا ہو خاصکر اس وقت جبکہ اُس کی عورت کو کوئی متعدی مرض ہوگیا ہو یا وہ بانجھہ یا بوڑہی ہوگئی ہو۔ اور مارمونز[1] اس وقت تک اپنے مقاصد مین کامیاب نہین ہوے جب تک اُنھون نے اُس رسواکن طریقہ کا بطلان پوری طور پر نہین کردیا۔

علاوہ ازین جب ہمنے عورتون کو فوق الطبیعت خوق سے رکھی

---

[1] Les Mormons عیسائیون کا ایک فرقہ ہی جو ۱۸۲۶ء مین امریکہ مین تعدد ازدواج کو جائز کئے ہوا

ہیں اور ہم نے اُنپر ایسے فرائض عائد کر دیے جو اُن کی حد قدرت سے بالاتر ہیں تو ہم ہی اُنپر ایسے مصائب ڈالنے کے بانی ہیں اور جبکہ شادی میں مرد صرف نسبی شرافت اور ثروت کو ملحوظ رکھے اور پھر عقد مبارک نہ ہو تو اُسکی مصیبتیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور بھاری بوجھ سر پر پڑجاتا ہے وہ اپنی بیوی کو ایسا نہیں پاتا کہ اُسے اپنا رفیق بنا سے اور اس کو اور اُس کی اولاد کو دیکھ لینا اُس کی خوش نصیبی کے لئے کافی ہو اور جب اس طریق سے کہ جسکو عقل بھی قبول کرتی ہے ثابت ہوا کہ عورت مرد کے آرام وراحت کی ذمہ دار ہے اور عورت اسکی اس ذمہ داری کو بغیر کسی دستاویز اور اقرار کے قبول بھی کرتی ہے اور اس بات کو بھی جانتی ہے کہ واقعی اس کے حقوق کثیر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ایک ہی عورت سے شادی کرنا اپنے اوپر فرض قرار دے لیں کہ جو عورت کی شرافت کو اُس سے زائل کردے اور اُسکی زندگی تلخ ہو جائے۔

مرد کی طبیعت میں ایک قسم کی جانچ کا مادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ شادی بیاہ کرنے سے تھوڑے عرصہ تک خائف اور متامل رہتا ہے کہ اگر بغیر جانچ پڑتال کے ہم نے شادی کرلی تو نہ معلوم عورت کیسی نکلے مزاج کے موافق ہو یا ناموافق اور اگر عورت مرد کو قبول نہیں کرتی ہے اور شادی نہیں کرتی تو محض اس خوف سے کہ ایسے شخص کے ساتھ نہ عقد ہو جاے جو اُسکی طبیعت کے موافق نہیں ہے یا یہ سبب ہو جاتا ہے کہ بڑھاپے تک کنواری رہنے کی وجہ سے اُس کی قدر و قیمت جاتی رہتی ہے۔

اس بحث میں جو تو ماسیوس نے غیر شرعی طور سے شادی بیاہ کے متعلق معاہدہ لکھا ہے اُس کا پڑھنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ عمیق نظر

اور مضبوطاراے کے ساتہہ اُس کا مطالعہ کیا جاسے تو ہم کو معلوم ہوگا کہ تمام متمدن قوموں کے نزدیک کل زمانون مین میان بی بی کی باہمی موافقت مباح رکھی گئی ہے حتی کہ اس زمانہ تہذیب تک اور قانون مین بھی یہی ایک حد معروف اور شریف بات سمجھی گئی ہے جس مین کسی قسم کا ننگ و عار نہین پایا جاتا مگر لوتھر[1] نے اس اصلاحی فائدہ کو اسلیئے پست کر دیا ہے کہ وہ شادی بیاہ کے اُس قاعدہ کو جاری کرنا چاہتا تھا جو اُس کے یہان کے سردارون اور رہبر لوگون کے نزدیک بہتر اور اوے تھا اور اُس نے "کنیسۂ کاتولیکیہ" کی راے پر چلنے کی پروانہ کی کیونکہ اس تعدد زوجات کے باب مین جھگڑنا بالکل فعل عبث ہے اور جب تک ہمارے یہان یہ قاعدہ عام طور پر رائج رہے گا. سواے قانون اور انتظام کے کوئی اُسے نہین توڑ سکتا ہے. ہمارے وہ لوگ کہان ہین جو درحقیقت ایک عورت پر اکتفا کرتے ہین بلکہ اس سے بھی ہم کو انکار نہین کہ بعض دنون یا خاص خاص دنون مین ہم مین سے کل یا اکثر متعدد عورتون سے تعلقات پیدا کر لیتے ہین اور جبکہ آدمی بہت سی عورتون کے لیئے محتاج ہے تو اُسکو ان عورتون کی تمام ضرورتون کا کفیل ہونا چاہیے کیونکہ عورت اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہے وہ سمجھتی ہے کہ دہم بمقابلہ مرد کے) مخلوق ثانوی ہین اور پھر یہ نیک بخت بیوی یورپ کے تمدن کی کمزوری اور جرمنون کی سادہ لوحی کے نتیجہ کی ٹوہ مین رہتی ہے اور اپنی ذات کے لئے جس جائز شرف اور عزت کی مدعی تھی اسکو چھپانا چاہتی ہے

---

[1] (Luther) پروٹسٹنٹ فرقہ (۱۵۴۶ سے ۱۴۸۳) کا بانی جرمنی مین بڑا مصلح فلاسفر گذرا ہے جس نے توریت کا جرمنی زبان مین ترجمہ کیا ہے۔

پس ان نیک بخت بیویون کے ساتھ ان بدنصیب عورتون کا نام ونشان بھی مٹا دینا چاہیئے جن سے تمام شہر آلودہ ہو رہے ہین۔

اور بعض ان دلائل مین سے جو اس بات پر قائم ہوے ہین کہ عورت فطرتاً مرد سے کم مرتبہ اور اسکی فرمانبردار پیدا کی گئی ہے۔ یہ بھی ہے کہ عورت اس بات سے بھی مستغنی نہین ہوسکتی ہے کہ اس کے لئے کوئی داروغہ نہو لہذا وہ کسی نہ کسی آدمی سے وابستہ ضرور ہوتی ہے اور وہ شخص اُس کی ضروریات کا منتظم ہوتا ہے۔

## (عورت کی عزت)

عورت کی عزت اگرچہ مرد کی عزت کی طرح ایک دوسری سے متعلق ہے۔ لیکن عورت کی عزت کا مرتبہ زیادہ اہم ہے۔

ایک نوجوان عورت کی عزت اُسکی عفت اور ایک بیاہی عورت کے لئے شوہر کے ساتھہ وفاداری اسکی عظمت ہے عورت اپنی تمام حاجتون اور خواہشون کے پورا کرنے مین مرد کی محتاج ہے۔ لیکن مرد درحقیقت سوا ایک چیز کے عورت کی کسی چیز کا محتاج نہین ہے۔ عورت کا فرض ہی کہ وہ اس باب مین غور کرے اور مرد کو لازم ہے کہ وہ انھین باتون پر عمل کرے جو کہ اُن کو منزل مقصود کی طرف لیجائے۔

اور یہ مقصد عورت کے مناسب حال بھی ہے کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کی مدد کرے۔ بہترین نصیحت عورتون کے لئے اس معاملہ مین یہ ہے کہ وہ اس طرح زندگی بسر کرین کہ عفت مآبی خود مرد کو نکاح پر اُبھارے۔ اگر کسی عورت مین حقیقی غیرت اور سچی رغبت اپنی ترقی شان کے لئے موجود ہے تو اُس کو ہماری اس قیمتی نصیحت پر عمل کرنا ضروری ہی

اور جو نوجوان عورت اسپر عمل نہ کریگی اپنی تمام مجلسون مین بدکار سمجھی جائے گی فوراً شہر سے نکال دی جائے گی اور اس کی شرمناکی کی تشہیر کی جائیگی۔ اور ہر عورت اُس سے اس طرح دور بھاگے گی جس طرح بدنام مرد سے لوگ بھاگتے ہین۔

اور بیاہی عورت سے اُس سے بھی زیادہ بُرا برتاؤ کیا جاتا ہے کیونکہ وہ ان اہم شرائط کو معطل اور بیکار کرنے والی ہوجاتی ہے جو اُسپر اُس کے مرد کی طرف سے اُس کے ذمہ عائد کئے گئے ہین بلکہ گویا اُس نے اپنی تمام نوع کو نقصان پہونچایا وہ بہت سے لوگون کے لئے ایک نصیحت ہوجاتی ہے کہ وہ پھر عقد کرنے کی جرأت نہین کرسکتے اور جس قدر کہ ایک بیاہی عورت کی بدچلنی سے نفس متاثر ہوجاتا ہے اُتنا کسی کنواری عورت کی بدچلنی سے متاثر نہین ہوتا۔

جو شخص ان امور مین غور و فکر سے کام لے گا اُسکو یہ بات واضح طور سے معلوم ہوجائیگی کہ شرف نساء کے تحفظ کے لئے جو بات نہایت ضروری اور نافع ہے وہ یہی ہے کہ عورتین آپس مین متحد ہون اور اسکی اہمیت آئندہ اُن کے حظ و آرام کا باعث ہوگی اور یہ عورتون کے لئے ایک ایسی مفید اور صائب تدبیر ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔ اپنی زندگی ہی مین عورت کے لئے زیبا ہے کہ اس قسم کی مفید باتون کو اپنے لئے اختیار کرے۔ اس کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اس کا پاگل ہوجانا آوارہ اور بدچلن ہونے سے بہتر ہے۔

سید جلیل احمد منصب دار ریاست
نور محل بھوپال

# عورتون کا عمل

ہمارے رسالہ کی ناظرات نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ آج کل جو یورپ مین جنگ عظیم برپا ہے اس مین وہان کی خواتین نے اپنے ملک کی بڑی مدد وحفاظت کی ہے اور اب بھی کر رہی ہین۔ مگر جب ہم ھندوستان کا خیال کرتے ہین تو یہان کی عورتون اور انکی وجہ سے ساری ملک کی حالت ان سے بھی بہت بدتر ہے۔ اگر ہندوستان کی عورتین چاہین تو وہ اپنے ملک اور ذات کی بہت کچھ خدمت کرسکتی ہین۔ اس ملک کی خواتین کے واسطے یہ کوئی نئی بات نہین کیونکہ قدیم زمانہ مین اُنھون نے اپنے ملک کی بھلائی اور حفاظت کے لئے اپنے خاوندون اور لڑکون کے ساتھ لڑکر اپنی زندگی تک دیدی گو کہ ہم مین ایسے مرد اور عورت نہین رہے ہین تاہم یہ اثر زائل بھی نہین ہوگیا ہے۔ اچھی طرح تعلیم دینے سے وہ ابتر حالت اچھی ہوسکتی ہے۔ اس وقت گو ہم کو کسی بیرونی حریف سے لڑنے کی ضرورت نہین بلکہ عورت ذات کی بدتر حالت کو اچھا بنانیکی ضرورت ہے۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ کوئی قوم و ملک بغیر خواتین کی مدد کے ترقی نہین کرسکتا۔ ملکی ترقی مین عورتون کی مدد کی بہت ہی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک ملک و قوم کی ترقی وتنزل اُسکی اولاد کی قابلیت پر منحصر ہے اور اولاد کی قابلیت بالکل مان پر منحصر ہے جو ماں قوم اور ملک کی حالت سے بالکل بے بہرہ ہے اور یہ بھی نہین جانتی کہ ملک کو کیسی نسل کی ضرورت ہے اور کون کس طرح ترقی کرسکتی ہے۔ بھلا اُن ماؤن سے اپنی اولاد کے قابل بنانیکی

کیا امید کیجا سکتی ہے سیکڑون مان باپ آجکل یہ رونا روتے ہین کہ انکی اولاد بے ادب ہوگئی ہے اور کہنا نہین مانتی مگر پہلے اس بات پر غور وخوض کرنا لازم ہے کہ یہ کس کا قصور ہے۔ ایک طرح پر یہ قصور مان باپ پر بھی عائد ہوتا ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر والدین زمانہ طفولیت ہی سے انھین نصیحت آمیز باتین بتائین اور بری صحبت سے بچاکر لکھائین پڑھائین اور کھلائین پہنائین تو اولاد کا بگڑنا اور برے راستہ پر چلنا ممکن نہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ والدین اپنے گھر پر تو اپنے بچون کی نگرانی کر لیتے ہین۔ اور کبھی کبھی اُن کو اچھی نصیحت بھی کر دیتے ہین۔ مگر اس بات کو بالکل ہی بھول جاتے ہین کہ لڑکا ادھر اُدھر آگے پیچھے کیسی صحبت مین بیٹھتا ہے۔ اور کیسے کام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے عالم وفاضل مان باپ کی اولاد خراب ہوتی ہے۔

ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ اسوقت لڑنے مرنے اور روحانی طاقت پیدا کرنے کی ضرورت نہین بلکہ سادہ چال ڈھال اور مذہب پر پورے صبر کے ساتھہ قائم رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اُنکی راست بازی اور مستقل مزاجی مردون کو بھی راست باز، مستقل مزاج اور بہادر بنانے مین مدد دیتی ہے۔

یہ بات تسلیم کرلی گئی ہے کہ بچپن کی شادی ہی کمزوری وبدتری کا باعث ہے لیکن بہت سے والدین اس کو جانتے ہوے بھی لوگون کے کہنے اور ملکی حیا و ساختون کے خوف کی وجہ سے اپنی مستقل مزاجی اور قول پر قائم نہ رہکر وقت سے پہلے بھی اپنی اولاد کی شادی کرکے اُن کو تباہ کر دیتے ہین۔ اس رواج کے بند کرنے مین اگر مان ذرا بھی ہمت دکھلائے تو رفتہ رفتہ اس کے بالکل

بند ہوجانیکی بہت کچھ امید پائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح سے بہت سی خانگی
خرابیان دور ہوسکتی ہین۔ ساس بہو اور دیورانی جٹھانی کے جھگڑے تو
آج کل عبادت اور روزمرہ کے کامون کے مانند ہوگئی ہین۔ گھر گھر فتنہ فساد
مچے رہتے ہین جس سے خاوند اور بال بچون سب ہی کو مصیبت و پریشانی
اُٹھانی پڑتی ہے۔ ان خانگی جھگڑون کو خواتین خود ذراسے تحمل سے دور کرسکتی ہین
بہت سی اچھی باتون کو تعلیم یافتہ لوگ بھی خاندان و قوم اور عورتون کے خوف
سے کرنے مین ڈرتے ہین یعنی لڑکیون کو تعلیم دلوانا۔ مدرسہ بھیجنا۔ کم رتبہ والے
لوگون سے محبت کرنا۔ شادی مین طوائفون کو نہ بلانا۔ فضول خرچی نہ کرنا۔ نامناسب
چھوت چھات کو چھوڑ دینا اگرچہ یہ سب کام اچھے ہین توبھی سب سے مخالفت
کرنے سے اُنکو سرانجام دینا بہت دشوار ہوجاتا ہے۔ عورتون کا خاص فرض
ہے کہ وہ مردون کو ان اچھے کامون کے کرنے مین مدد سے کر مذہب پر قائم
رکھین۔ اگر میان بی بی راضی ہین تو اورون کے لاکھ بھڑکانے سے کچھ بھی
نہین ہوسکتا۔ مگر جہان پر گھر مین عورت ہی جھگڑالو ہو وہان پر ہمسایون کی
مدد سے بھی کام ہونا دشوار ہے۔ اس لئے ان اچھے کامون کے عمل کرنے
مین لوگون کے بُرے بھلے کہنے کو طاق پر رکھکر ہی اپنی مستقل مزاجی پر قائم
رہنا چاہیئے۔ ہروقت بناؤ سنگار مین رہنا اچھی بات نہین ہے اور اسمین
وقت صرف کرنا فضول ہے کیونکہ تصنع کبھی اچھا نہین ہوسکتا۔ نقل پھر بھی
نقل ہی ہے۔ دن بھر کنگھی چوٹی مین مصروف رہنا ایک گھر والی بیوی اور
بہو بیٹی کا کام نہین۔ لیکن اس سے یہ بھی مراد نہین کہ کپڑے وغیرہ بھی صاف
نہ رکھے جائین۔ اپنے اور اپنے گھر والون کے کپڑے ہمیشہ صاف رکھنے چاہئین
بہت سے والدین ایسے گندے ہوتے ہین کہ وہ اپنے بال بچون کے منھ

اور ناک وغیرہ کو آلودہ دیکھتے ہین اور صفائی پر توجہ نہین کرتے اس کا نتیجہ بہت خراب ہوتا ہے۔ مان باپ بنے والون کو مان باپ بنے سے قبل ہی خانگی کامون اور اولاد کی حفاظت اور معمولی رسم ورواج کی باتین ضرور ہی جان لینی چاہئین۔ انھین جاننا چاہئے کہ جب بچے کی ناک بہے تو اسے فوراً ہی صاف کردینا چاہئے اور بچون کی ابتدا سے ایسی عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ ناک وغیرہ کے میلے پن سے نفرت کرین اور ہمیشہ صاف رہین ورنہ بچونکے مریض ہوکر مرجانے کا خوف رہتا ہے کیونکہ بچون کی ناک پر مکھیان رینٹھ دیکھکر بیٹھتی ہین اور بیٹھتے ہی انڈے بچے دیجاتی ہین جب بچہ اس رینٹھ کو اوپر کھینچتا ہے تو مکھی کے کیڑے بذریعہ ناک دماغ مین چڑھ جاتے ہین اور بچے کی بیماری کا باعث ہوجاتے ہین اس سے اکثر بچون کی موت ہوجاتی ہے۔ مکھیون کو چھوٹا نہ سمجھنا چاہئے۔ یہ مرض کی بنیاد ہین۔ کھانے پینے مین ان سے ہمیشہ بچنا چاہئے اور بچے کی ناک اور منھ پر ان کو ہرگز نہ بیٹھنے دینا چاہئے آدمی کے بول و براز کے برابر ہی ان کی اجابت سے نفرت کرنی چاہئے بہت سے لوگ مکھیون سے حیران ہوکر ان کے مار ڈالنے کی تدبیر کرتے ہین۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ مکھیان مارے سے کم نہین ہوسکتین۔ انھین کم کرنیکا علاج صفائی ہی ہے۔ جہان گندگی وغیرہ ہوگی وہین مکھیان اور بیماریان پیدا ہونگی کیونکہ میلا ہی ان کی غذا ہے جہان صفائی ستھرائی ہوگی وہان نہ مکھیان آئینگی اور نہ بیماریان پھیلینگی۔ اس کے لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ اشیار خانگی اور کام کاج کی چیزون کی نگہبانی خاندان کے آرام واستراحت کا بندوبست اور ان سب سے بڑھکر اور مشکل کام عورتونکے لئے بچون کی پرورش ہی ہے ان سب سے فرصت ملنے پر بقیہ وقت وہ گانے اور پڑھنے لکھنے۔ چہل قدمی اور رسنگار مین صرف کرسکتی ہین۔ پڑھنا لکھنا سب سے اچھا اور

کارآمد کام ہے۔ لیکن وہ بھی خانگی کام اور مذہبی ہو نصیحت آمیز ہو۔ بالکل ناول اور بناؤ سنگار کے متعلق ہی نہ ہو۔ زیادہ تر عورتون کو ایسی کتابون کا مطالعہ کرنا چاہیے جن مین بچون کی پرورش و حفاظت کے طریقے لکھے ہون اس ملک مین قدیم زمانہ مین اس عورت کو بڑا بدقسمت اور بہت ہی گنہگار سمجھتے تھے جسکی اولاد ہوے بنے کی ہی حالت مین فوت ہوجاتی اور یہ بات بجا ہے ہم لوگون کے سامنے گاے کا ذبح کرنا بہت ہی گناہ ہے۔ لیکن آدمی کو قتل کرنا اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ بچون کی موت و زندگی ہمیشہ والدین پر ہی مبنی ہے۔ قدیم زمانے مین جن کی اولاد والدین کے روبرو فوت ہوجایا کرتی تھی وہ زیادہ گنہگار تصور کیا جاتا تھا۔ مگر زمانہ حال مین کچھہ اور ہی بات ہی جس کے چلے یا سات بچے ہوے ہون اور دو تین مر گئے ہون یعنی پانچ یا چند بچے کی مان کا اگر کوئی بچہ فوت ہوجاتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا ہوا کوئی فکر کی بات نہین ہے۔ درخت پر جتنے پھل لگتے ہین سب ہی تھوڑی پکتے ہین کچھہ گر جاتے ہین اور بہتون کو پرند کھا جاتے ہین۔ غرض پوری عمر تک گنے گنا سے ہی رہ جاتے ہین۔ یہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ درخت کے ثمر کو آدمی کے بچون کے برابر سمجھا جاے۔ خداوند کریم نے آدمی کو اسلئے پیدا نہین کیا کہ پیدا ہوتے ہی فوت ہوجاے۔ اولاد خدا کی طرف سے ایک گنجینہ ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کو قابل بناکر اُسکو خدا کے بھروسہ پر ہی چھوڑ دیتے ہین وہ ہی نیک طینت، متقی اور عالم ہین خیال کرنا چاہیئے کہ ہر ایک ذی روح کی زندگی اس وقت تک ہے جبتک کہ وہ بوڑھا نہ ہوجاے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہین کہ جب درخت پرانے ہوجاتے ہین اور اُن مین زمین سے اپنی غذا حاصل کرنیکی قابلیت نہین رہتی تو وہ

ٹوٹ کر گر جاتے ہین۔ اسی طرح جب تک آدمی بوڑھا نہ ہوجاے تب تک
اُس کی موت نہ آنی چاہئے اگر ایسا معاملہ درپیش ہے تو اُس کا یا آسکے کسی
محافظ کا قصور ہے۔ موت کوئی بری چیز نہین بلکہ خدا کی نعمت ہے بوڑھا ہوکر
فوت ہوجانا مصیبت ناک نہین بلکہ راحت دینے والا ہے کیونکہ سن رسیدگی
مین آدمی کو ضعف آجاتا ہے اور اس کے تمام اعضا ہاتھ پیر ناک کان وغیرہ
نکمے ہوجاتے ہین نہ نیند آتی ہے نہ سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے نہ دوڑ دھوپ
کرسکتا ہے نہ بھوک لگتی ہے۔ غرض اُسکو زندگی بسر کرنا پہاڑ معلوم ہونے لگتا ہے
ایسی حالت مین جینا موت سے بھی بدتر ہے (یعنی مدد چاہنے والی زندگی سے)
موت ہی بہتر ہے) سن رسیدگی مین آدمی سوائے دوسرے کی مدد کی طالب
ہونے کے کچھ بھی نہین کرسکتا وہ ہمیشہ دوسرے کا محتاج رہتا ہے اور آرام
واستراحت تو دوسرے کے مطیع ہونے مین حاصل ہی نہین اس لئے دوسری
کے محتاج ہوکر زندگی بسر کرنے سے تو موت ہی بہتر ہے اس لئے ہم لوگ
کہتے ہین کہ سن رسیدگی کی موت تو خداوندکریم کی بڑی ہی مہربانی ہے پس اس
بات سے بالکل عیان ہے کہ خدا بھی انسان کو ایک دوسرے کا محتاج نہین بنانا چاہتا
ہے مگر کم سنی کی موت تو بڑی بھاری گناہ وجور وظلم کا نتیجہ ہے اس لئے
والدین کو اپنے بچونکی بڑی خبرگیری رکھنی چاہیے کہ وہ زمانہ طفولیت مین راہی عدم
نہ ہونے پائین۔

جو مرد و عورت اپنے بچون کی حفاظت و پرورش نہین کرسکتے یا جو اپنی
اولاد کی وجہ سے چوری وغیرہ بُرے فعل کرتے ہین اُن کو پہلے سے شادی ہی
نہین کرنی چاہیے تھی ایسے لوگ جو اچھی طرح سے اپنی اولاد کی پرورش کرنیکے
ناقابل ہین اُن کو بچے پیدا ہی نہین کرنے چاہئین۔ جن کی اولاد چور و بدمعاش

جواری اور ہمسایہ مین برائی پھیلانے والی ہے۔ وہ بڑے گنہگار اور ظالم ہین انکو بھی اولاد پیدا نکرنی چاہئے۔ قدیم زمانہ مین اِس ملک کے لوگ اولاد کی پرورش اور پیدا کرنے کے طریقون سے خوب واقف تھے یہی سبب تھا کہ ملتان کے مرحوم دیوان ساون مل نے اپنے لڑکے کو خفیف سے قصور پر بڑے سخت گناہون کے موافق سزا دینے کا حکم دیا۔ سچ ہے کہ اچھی اولاد خداوند کریم کی عنایت اور اپنے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے۔ گندی اولاد خدا کا قہر و غضب اور اپنے برے افعال کا نتیجہ ہے۔

یہ ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ شادی صرف اچھی اور باادب اولاد پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ گندی اولاد اور عیش و عشرت کے لئے۔

(ماخوذ از رسالہ چاند لاہور)

# خواب

حقیقت خواب کا مسئلہ بھی اُن متنازعہ فیہ مسائل مین سے ہے جن کے حل کرنے مین ہر قرن اور ہر ملک مین بہت سے صحیح الدماغ لوگون نے کوشش کی ہے۔ اختلاف رائے جو فطرت انسانی کا ایک ضروری جزو ہے ایسے امور مین واقع ہونا ایک لازمی امر ہے چنانچہ آج تک حکماء کسی ایسے نتیجہ پر نہین پہونچے جس کو فیصلہ قطعی کہہ سکتے ہون۔ بہر حال اسقدر ضرور ماننا پڑے گا کہ حقیقت خواب کے متعلق بہت کچھ معلومات بہم پہونچ چکی ہین۔ اس اہم مسئلہ پر غور کرنے والی دو جماعتین ہین ایک وہ جسکا عقیدہ یہ ہے کہ خواب انسان کے خیالات کا جو

جو حالت بیداری مین اُس کے دماغ کو گھیرے ہوئے ہوتے ہین محض عکس ہر یعنی جو کچھ خیالات انسان پکاتا ہے وہ بعینہ حالت خواب مین اُس کے دماغ پر اثر کرتے ہین اور عملی صورت مین اس کی نگاہ کے سامنے آجاتے ہین۔ سائیکلوجی یعنی علم النفس کا یہ ایک مسئلہ ہے کہ انسان جو کچھ تصور کرتا ہے وہ بسا اوقات اسکو نظر آنے لگتا ہے۔ اس کو یون سمجھنا چاہئے کہ ایک شخص ایک تاریک رات مین تنہا بازار کو جاتا ہے۔ راستہ مین کچھ کھنڈر پڑتے ہین ان کھنڈرون کو دیکھکر اس کو وسواس پیدا ہوتا ہے کہ یہان جن بھوت رہتے ہون گے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اسپر ایک خوف کی حالت طاری ہوتی ہے وہ بار بار دائین بائین آگے پیچھے دیکھتا ہے کہ کہین جن تو نہین آرہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ فی الحقیقت کسی کے قدمون کی آہٹ سننے لگتا ہے۔ کبھی اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص سامنے کھڑا ہے۔ کبھی کسی کے کھانسنے کی آواز اُس کے کانون تک پہونچتی ہے۔ کیا وہ حقیقتاً کسی شئے کو دیکھتا ہے یا اُس کے چلنے پھرنے کی آواز سنتا ہے؟ نہین یہ اُس کے وہم و تصور کا نتیجہ ہے اس کے خیالات دماغ مین جاگزین ہوکر اُن اعصاب پر اثر کرتے ہین جو دماغ سے آنکھ اور کان تک پیغام لیجاتے ہین۔ اس طریقہ سے اُس کے کان اور آنکھ اس کے خیالات کے پتلہ کے پاؤن کی آہٹ کو سننے اور اُس کے مجسمہ کو دیکھنے لگتے ہین۔ فزیالوجی (علم الاجسام) مین بھی اس مسئلہ پر کافی بحث کیگئی ہے۔ ٹنارٹن اس سائنس کا مشہور مصنف اور ماہر اپنی ایک کتاب مین لکھتا ہے کہ:-

ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میری پڑوس مین ایک

عورت رہتی ہے آج اُس کو جنون کا زور معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ کبھی وہ ہاتھ پھیلا کر اس طرح دوڑتی ہے گویا کسی چیز کو پکڑنا چاہتی ہے کبھی بلانے کا اشارہ کرتی ہے سب لوگون نے تلاش کیا آیا کوئی چیز ہے جس کو وہ بلاتی یا پکڑتی ہے یا محض جنون کا اثر ہے لیکن کچھ نظر نہین آتا۔ چنانچہ مین اس کے دیکھنے کو گیا بعینہ وہی حالت پائی جو مجھ سے روایت کی گئی تھی۔ عورت نے بڑبڑاہٹ کی حالت مین کچھ ایسی باتین کین جن سے معلوم ہوا کہ اُس نے ایک بلی پالی تھی جس کو وہ نہایت عزیز رکھتی تھی اتفاق سے وہ بلی مر گئی۔ عورت کو اس کا سخت صدمہ ہوا چنانچہ وہ ہر وقت اپنی بلی کے خیال مین محو رہتی تھی۔ ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا کہ یہ خیال اس قدر جگہ پکڑ گیا کہ اسکو بیٹھے بیٹھے بلی چلتی پھرتی نظر آتی تھی اس لئے وہ اس کے پیچھے پکڑنے کو دوڑتی تھی کبھی اسکو اشارہ سے بلاتی تھی گویا خیالی بلی کی اصلیت خیال معکوس سے زیادہ کچھ نہ تھی۔"

غرض علم الرویا کی حقیقت بیان کرنے والا ایک گروہ خواب کے مسئلہ کو علم النفس کے اس مسئلہ سے ملاتا ہے۔ دوسرا گروہ اس امر پر مصر ہے کہ خواب بذاتہ ایک حقیقی چیز ہے وہ انسان کے خیالات کا ہی محض عکس نہین بلکہ آئندہ ظہور پذیر ہونے والے واقعات کا آئینہ ہے۔ اس بنا پر علم خواب کو ایک مرتب سائنس قرار دیا گیا ہے اور اسکے متعلق بہت سے اصول قائم کئے گئے ہین مثلاً یہ بتایا گیا ہے کہ فلان رات کو فلان خواب صحیح ہوتے ہین۔ اگر پھل نظر آئے تو حصول مقاصد کی امید کرنی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

مؤخرالذکر جماعت نے عقلی دلائل بھی اپنے بیان کی صداقت مین پیش کی ہین لیکن سب سے بڑی اور روشن دلیل وہ واقعات ہین جن کو قرآن پاک نے ہماری اطلاع اور تنبیہ کے لئے پیش کیا ہے۔ سورۂ یوسف مین اس مشہور خواب کو جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا اللہ تعالے اس طرح بیان فرماتا ہے۔

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ يَآاَبَتِ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِيْنَ ۝ اسکی تعبیر حضرت یعقوب علیہ السلام اسطرح دیتے ہین

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

چنانچہ یوسف علیہ السلام کو بعداز محن بے شمار بادشاہ مصر کی خواب کی تاویل بتاتے ہوے دیکھتے ہین۔ یہ واقعہ اُن کی حکومت اور سلطنت کی سیڑھی ثابت ہوتا ہے۔ یوسف عزیز مصر ہوتے ہین۔ باپ بھائی سب اُن کے مطیع اور محکوم نظر آتے ہین۔ غرض کہ تمام حالات جو خواب مین حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھے تھے آئینہ کی طرح ان کے سامنے پیش آتے ہین۔ پھر عزیز مصر کا خواب موٹی اور دبلی گایون کے متعلق صحیح ہوتا ہے۔ زلیخا جو کچھہ خواب مین دیکھتی ہے وہ عملاً اُس کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ اس کے علاوہ اور صدہا مثالین اسی قسم کی کتب مقدسہ تواریخ اور روایات سے بہم پہونچ سکتی ہین جو ہمکو یہ ماننے پر مجبور کرتی ہین کہ حقیقت خواب ایک اصلی شئے ہے۔ لیکن یہ بیان کردینا ضروری ہے کہ حقیقی خواب کے دیکھنے کے لئے انسان کو لطافت خیال و تزکیہ نفس کی ضرورت ہے

ایک دنی الطبع شخص جس کا دماغ خرابات کا نمونہ بنا ہوا ہو جس کو ہر وقت بُرے افعال کا ہی خیال رہتا ہو صحیح خواب نہین دیکھ سکتا۔ خواب حقیقت مین القا ہے من جانب باری تعالے وہ ایک نور ہے جو صاف دلون پر روشنی ڈالتا ہے اور اُن کو آنے والے واقعات سے باخبر کر دیتا ہے لیکن ایک زنگ آلود دل۔ ایک سیاہ قلب اس کو چھپا لیتا ہے۔ اور انسانی تخیل کو کذب اور بطل کی طرف پھیر دیتا ہے جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کو ڈراؤنی اور بے بنیاد چیزین نظر آنے لگتی ہین۔ بہرکیف غلط خوابون کا دیکھنا اس امر پر دال نہین ہو سکتا کہ خواب کوئی اصلی چیز نہین۔

## ایک عجیب خواب

خواب کی حقیقت کے متعلق تو ایک مختصر نوٹ دیا جا چکا اب ہم اس خواب کی طرف رجوع کرتے ہین جو ایک سوئے ہوئے آدمی کے لئے تازیانہ اور ایک غافل کے لئے نہایت کارآمد تنبیہ ہے۔

ساون کی رات تھی۔ اندھیرا کرۂ ارض کو گھیرے ہوئے تھا۔ بادل کی کڑک۔ بجلی کی چمک سے ایک عجیب خوف طاری تھا۔ غالباً گیارہ بجے تھے۔ خیالات اس سنسان حالت سے فائدہ اُٹھا کر دور دور تک پہنچ رہے تھے کہ یکایک نیند کا غلبہ ہوا۔ تھوڑی ہی دیر سویا ہون گا کہ ایک عجیب و غریب خواب کے دیکھنے مین مشغول ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک دوسری دنیا مین ہون۔ دور دور تک بجز لق و دق میدان کے کچھ نظر نہین آتا نہ کوئی عمارت ہے اور نہ کوئی متنفس چل پھر رہا ہے۔ نہایت پریشان و ہراسان تھا کہ ایک بزرگ سفید ریش۔ خمیدہ پشت۔ عصا در دست

عمامہ برسر یکایک نمودار ہوئے۔ مین نے چاہا کہ اُن سے بچکر بھاگ جاؤن لیکن ہوش وحواس اسقدر منتشر اور پراگندہ تھے کہ کوئی مستقل فیصلہ کرنیکی مہلت نہ ملی۔ مین سوچ بچار مین ہی تھا کہ وہ بالکل میرے قریب آگئے۔ مین نے سلام کیا۔ اُنھون نے دعا دی اور دست شفقت مجھہ پر پھیرا جس سے میرا تمام ڈر جاتا رہا۔ مجھ سے پوچھا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے؟ مین نے کہا مین عالم ناسوت کا باشندہ ہون ایک خستہ حال اور بے کس قوم کا فرد ہون مہربانی کرکے بتائیے کہ یہ کونسا عالم ہے اور مین کیون یہان آیا وہ بزرگ کسی قدر خاموش رہے۔ پھر کہا کہ تو یہ دریافت نہ کر یہ راز تجھہ پر از خود کھل جائے گا۔ اس کے بعد وہ مجھکو اپنے ساتھہ ایک ایک جگہ لے گئے اور جیب مین سے ایک چشمہ نکال کر میری آنکھون پر لگا دیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک بڑی عظیم الشان دیوار کھڑی ہے اُس کے ایک طرف تمام سبزہ زار ہے۔ نہایت شاندار عمارتین بنی ہوئی ہین۔ تمام چہل پہل ہے۔ دوسری طرف ایک بنجر میدان ہے جسمین کہین کہین کچھہ شکستہ مکانات موجود ہین۔ لیکن اس کے ایک کونے مین ایک نہایت پرفضا باغ ہے اس مین فوارے جاری ہین۔ پرندے چہچہا رہے ہین نہایت خوبصورت مکان بنے ہوئے ہین۔ مین نے اس بزرگ سے پوچھا کہ یہ کیا معمہ ہے؟ بولے ایک طرف مغربی دنیا ہے۔ دوسری طرف مشرقی۔ ایک مہذب دولتمند اور تعلیم یافتہ ہے اور دوسری بدبخت جاہل اور مفلس۔ مین نے اس کا سبب دریافت کیا اُنھون نے کچھہ جواب نہ دیا۔ لیکن مجھکو اپنے ساتھہ ایک ایسے مقام پر لے گئے جو دونون خطون کے وسط مین تھا۔ مین ان کے ساتھہ بیٹھہ گیا یکایک

ایک دروازہ سے دس بارہ آدمی نہایت مغرق لباس پہنے سر پر زرین تاج اوڑھے نمودار ہوئے نہایت تجبر اور شان کے ساتھ وہ آکر کھڑے ہوئے اور چشم زدن میں غائب ہو گئے۔ پھر دوسرا دروازہ کھلا اُس سے کچھ آدمی ظاہر ہوئے اُن کے لباس دو رنگے۔ نیم سرخ نیم سیاہ۔ ٹوپیاں نیم زرین اور نیم تاریک۔ یہ لوگ نہایت آزردہ تھے۔ خاموشی سے آئے کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ ان کے پیچھے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا اسی دروازہ سے داخل ہوا۔ اس کا لباس اس قدر تابان تھا کہ نگاہیں نہیں ٹھہرتی تھیں اس کے چہرے پر بشاشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ اس کی حرکات و سکنات سے اقبال ٹپکتا تھا وہ بھی اپنے پیش روون کی طرح آکر کھڑا ہوا اور غائب ہو گیا اب میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا راز ہے حیرت میں تھا بالآخر باصرار میں نے اُس بزرگ سے اس کا مطلب دریافت کیا اُنھوں نے کہا کہ وہ لوگ جو پہلے آئے تھے اہل مغرب کے نمایندے تھے کہ اُن کے دونوں صنف مرد اور عورت تعلیم یافتہ قابل اور مہذب ہیں اسی وجہ سے وہ بام ترقی پر ہیں۔ ان کا ملک سرسبز اور شاداب ہے دوسرا گروہ اہل مشرق کے نائبوں کا تھا جن میں مرد تو تعلیم یافتہ اور روشن دماغ ہیں لیکن عورتیں قعر جہالت میں ہیں اسی وجہ سے یہ لوگ ترقی نہیں کر سکتے اور ذلت و پستی کی حالت میں ہیں ان کا مسکن بھی ویران و بنجر ہے۔ لیکن جو شخص آخر میں آیا تھا وہ اس مشرقی قوم کا نمائندہ ہے جو تعلیم و تربیت میں مغربی روش اختیار کیے ہوئے ہے یعنی اہل جاپان۔ یہ کہکر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ میں ایکدم چونک اٹھا اور ارادہ کیا کہ یہ حالات تمام ہموطنوں کو سناؤں اور ان کو بتاؤں کہ ایک صنف کے تعلیم یافتہ

ہونے سے کماحقہ ترقی نہین ہوسکتی۔

عبد السمیع متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

# میری سوموائل کا بچپن

ذیل کا مضمون ایک کتاب سے لیا گیا ہے جسکو میری سوموائل کی لڑکی نے ترتیب دیا ہے میری سوموائل جس کے نام سے آکسفورڈ مین سوموائل کالج مشہور ہے اپنے زمانہ (سنہ ۱۷۸۰ء ۱۸۷۲ء) کی نہایت روشن خیال اور قابل عورت تھی۔گو اس کی دوسری شادی کے وقت تک اُس کو تعلیم حاصل کرنے مین مدد اور موقع نملا تھا تاہم باوجود کثرت مشاغل اور خاندانی کاروبار کے وہ ایک بہت بڑی علم ہندسہ کی جاننے والی اور سائنس دان بنگئی۔اُس نے علم نجوم اور طبعیات کے متعلق متعدد کتابین تصنیف کین اور ۹۲ سال کی عمر مین بھی ایک کتاب اُس کے زیر تصنیف تھی وہ اپنی ہمجنسون کی تعلیم اور آزادی کی چاہنے والی تھی اور اپنے زمانہ کے مرد اور عورتون کی بہت بڑی خیرخواہ تھی۔اُس نے اپنی زندگی نہایت خوش وخرم رہکر گذاری۔

میری نانی بہت مغرور اور شان والی تھی۔وہ اپنے بچون کو اپنے سامنے کھڑا رکھتی تھی۔اس کے برخلاف میری والدہ اس قدر شفیق اور مہربان تھی کہ اُس کے بچے اس کے ساتھہ نہایت آزادانہ رہتے تھے وہ سوائے اخبار اور انجیل کے اور کچھہ نہ پڑھتی تھی۔ وہ اپنے مذہب مین

بہت پختہ اور تحریر و تقریر مین اپنا مطلب اچھی طرح ادا کرنے کے لئے مشہور تھی۔

میری والدہ نے مجھے صرف انجیل پڑھنا اور صبح و شام نماز ادا کرنا سکھایا جب میرا سن سات آٹھ سال کا ہوا تو مین مختلف کام (مثلاً پھلونکا توڑنا، پرندون کو دانہ ڈالنا اور اپنی گاے کے دودھ کا انتظام کرنا) انجام دینے لگی مجھے گڑیون کا کبھی شوق نہین ہوا اور نہ کوئی دوسرا میرے ساتھ کھیلنے والا تھا۔ مین اکثر باغ مین اپنا دل بہلایا کرتی تھی۔ جہان بہت سے پرند جمع ہوتے تھے۔ مین اُن سب کے عادات اور اڑان کے متعلق بہت کچھہ باتین جانتی تھی۔ اسی زمانہ مین میری والدہ نے مجھکو اسکاٹ لینڈ کے گرجا کے سوال و جواب کی کتاب پڑھنے کے لئے بٹھایا تاکہ مین اُس کے امتحان مین شریک ہون۔ یہ میرے لئے بہت سخت موقع تھا کیونکہ علاوہ بزدل اور شرمیلی ہونے کے میرا حافظہ بہت برا تھا اور اس کتاب کا ایک لفظ میرے سمجھہ مین نہ آتا تھا۔

جب میری عمر آٹھہ اور نو سال کے درمیان تھی میرا والد بحری سفر سے واپس آیا اور مجھکو جاہل پاکر بہت رنجیدہ ہوا۔ مجھے ابھی تک لکھنا سکھایا گیا تھا اور اگرچہ مین چند کتابین مثل رابن سن کروسو (Robinson crusoe) وغیرہ اپنا دل خوش کرنے کے لئے پڑھ لیتی تھی لیکن بہت اٹک اٹک کر اور برے لہجہ کے ساتھہ پڑھتی تھی اس وجہ سے میرا باپ علاوہ انجیل کے اسپکٹیٹر (Spectator) کا ایک پرچہ روزانہ صبح کو ناشتہ کے بعد مجھسے پڑھوا تا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کتاب کو اس زمانہ کے بعد آج تک مین نے کھولا بھی نہین۔ تاریخ انگلستان مصنفہ ہیومر (Humer)

(Humer) بھی میرے لئے ایک سزا ہو گئی تھی۔

جس وقت میرا باپ پھلوار کے درخت لگانے جاتا تھا مین بہت خوشی سے اُس کے ہمراہ ہوتی تھی۔ وہ بہت سے ایسے درختون کو جنھین مین بہت خوبصورت خیال کرتی تھی اُکھاڑ کر پھینکدیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مین اس لئے کرتا ہون کہ ان کی پتیون کا رنگ صاف نہین اور یہ دوسرے درختونکے بیچ کو نقصان پہونچائین گے۔ اس طرح مجھکو اچھے اور بُرے درخت اور پھول اور پتون کی کلیون مین تمیز ہو گئی۔ لیکن یہ علم بالکل بیکار ثابت ہوا کیونکہ مجھکو اپنی آئندہ زندگی شہرون مین گذارنی پڑی جہان بہت افسوس ہے کہ مین کبھی باغ کی مالک نہ ہوئی۔

آخرکار میرے باپ نے میری ماں سے کہا کہ اس طرح کیسے گذارا ہو گا میری (Mary) کو کم از کم لکھنا اور حساب وکتاب جاننا چاہیے بس دس سال کی عمر مین مجھے ایک اسکول کے بورڈنگ ہاوس مین بھیجدیا گیا۔ جہان مین بالکل ناکارہ ثابت ہوئی۔ کامل آزادی کا ہروقت کی پابندی مین تبدیل ہو جانا ایک بہت بڑی سزا تھی۔ علاوہ ازین مین اپنی قدرتی شرم اور بزدلی پن کے باعث ہر اجنبی سے ڈرتی تھی اور حالانکہ مس پرمروز (Miss Primrose) مالکہ اسکول نامہربان نہ تھین۔ لیکن اُن کی عادتاً ہروقت کے ناک بھون چڑھے رہنے سے بڑی لڑکیان بھی خوف کرتی تھین۔

میری آئندہ ساتھہ والیان جو کہ سب مجھہ سے عمر مین زیادہ تھین میرے گرد مثل شہد کی مکھیون کے ایک بڑی تعداد مین جمع ہو گئین اور مجھہ سے مختلف سوالات کرنے لگین۔ مثلاً یہ کہ تمھارے باپ کا کوئی خطاب ہے یا نہین؟ تمھاری ریاست کا کیا نام ہے۔ آیا تمھارے گاڑی گھوڑا بھی ہے

یا نہین ؟ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال تمام لڑکیان بہت مہربان اور خوش اخلاق تھین اور اکثر میری آنکھین دہو دیا کرتی تھین تاکہ ہماری سخت اُستانی میری آنکھون مین ہر وقت رہنے والے آنسو نہ دیکھ لے۔ حالانکہ میرے قوے مضبوط اور اچھے تھے۔ لیکن یہان آنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے ایک سخت سینہ بند سے جکڑ دیا گیا اور میرے فراک کے بند استنے کس دئے گئے کہ دونون کندھے آپس مین مل گئے۔ اسی جکڑی حالت سے مجھے اور اکثر دوسری چھوٹی لڑکیون کو اپنا سبق یاد کرنا پڑتا تھا۔ مجھے جو کچھ کرنا پڑتا تھا وہ یہ تھا کہ جانسن کی ڈکشنری (لغت) کا ایک صفحہ حفظ کرنا ہوتا تھا۔ صرف یہی نہین کہ الفاظ کے ہجے، معنی اور اقسام کلمات یاد کرون بلکہ مشق اور یادداشت کے لئے الفاظ کی ترتیب بھی یاد کرنا پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ مین تحریر کے متعلق پہلا سبق اور انگریزی و فرانسیسی گرامر بھی سیکھتی تھی۔ طریقہ تعلیم بہت بُرا اور تکلیف دہ تھا البتہ مذہبی فرائض کا بہت خیال کیا جاتا تھا۔

میرے مکان واپس آنے کے بعد ہی ایک ہمسائی عورت کا خط میرے پاس آیا جس مین میری والدہ کی علالت سن کر اُنکی خیریت دریافت کی تھی اس خط نے مجھے ایک بڑی دشواری مین ڈالدیا کیونکہ میری تحریر بہت خراب تھی اور نہ مجھے جواب لکھنا آتا تھا نہ الفاظ کے ہجے۔ میری بڑی بہن مس سوفرائل نے جو اُس زمانہ مین ہمارے ہی پاس تھین مجھکو اس کشمکش سے نجات دی لیکن اس کے بعد ہی مین ایک دوسری مشکل مین پڑ گئی کیونکہ مجھے اپنے بھائی کو لکھنا تھا کہ مین تمھارے پاس ایک بنک نوٹ چند چیزون کے خرید کرنے کے لئے بھیجتی ہون۔

ہماری اسکول مین خرچ زیادہ تھا۔ اس لئے مجھکو بُرا بھلا کہا گیا

کہ مین نے اتنا روپیہ بیکار صرف کر ایا۔ میری والدہ نے کہا کہ ہمین صبر آتا اگر تم صرف لکھنا اور حساب رکھنا سیکھ لیتین کیونکہ یہ ہی دو باتین ایسی تھین جن کا جاننا ہر عورت کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ یہ سب کچھ ہوا اور مین مثل ایک جنگلی جانور کے تھی جس نے قید قفس سے رہائی پائی ہو۔ اب میرا دل باغون مین بھی نہ لگتا تھا بلکہ مین گاؤن مین ماری ماری پھرتی تھی۔ جب سمندر کی موجین ساحل کی قدمبوسی کر کے واپس چلی جاتی تھین تو مین ریت پر بیٹھکر مچھلیون اور بچون کا جو وہان کھیلا کرتے تھے تماشہ دیکھا کرتی تھی اور گھونگے، سیپیان جمع کیا کرتی تھی وہان چونے کا پتھر جہاز پر لادنے کے لئے ایک بند بنا ہوا تھا۔ ان پتھرون پر خوبصورت نشان تھے جو بتون کے معلوم ہوتے تھے۔ مین بہت تعجب کرتی تھی کہ یہ نشان کس طرح ہوے اور اسی لئے اُن مین سے چند لیجاکر اپنے خزانہ مین رکھے۔ مین بہت سے قسم کے انڈون کو پہچانتی تھی اور بجاے گھونسلہ چرانے کے مین مختلف قسم کے انڈون کو خرید کر اپنے پاس جمع کیا کرتی تھی۔

پہاڑ کے چارون طرف جنگل بہت خوبصورت تھا اور مین نے بہت جلد اور آسانی سے بہت سے درختون کے نام یاد کر لئے۔ یہ سب درخت ایک چھوٹی سی جھاڑی کی طرح تھے۔

موسم کے خراب ہونے پر مجھے اپنی فکر ہوئی کہ کیا کرون لیکن خوش قسمتی سے ہماری پاس ایک چھوٹا سا کتب خانہ تھا جس مین شکسپیر کی تصنیف بھی تھی جس کو خانگی کامون سے فراغت پاکر پڑھا کرتی تھی۔ میرا بہت سا وقت اس مین کٹ جاتا تھا۔ اور علاوہ اس کے مین سینے اور کاڑھنے کی بھی مشق کرنے لگی تھی۔

میری مان مجھے پڑھنے سے نہ روکتی تھی۔ لیکن میری چچی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد ہمارے پاس رہنے لگی تھی اس کو قطعی ناپسند کرتی تھی۔ وہ ایک پرانے خیالات کی عورت اور عورتون کے فرائض کے متعلق اپنے زمانہ کے موافق بہت متعصب تھی اُس نے میری مان سے کہا کہ تعجب ہے کہ تم میری (Mary) کو پڑھنے مین وقت ضائع کرنے دیتی ہو وہ سینے پرونے مین اس قدر کم وقت صرف کرتی ہے جیسے ایک مرد۔ اس پر مجھے گاؤن کے مدرسہ مین معمولی سینا سیکھنے کے لئے بھیجدیا گیا۔ مجھے یاد نہین کہ اسکول مین داخل ہونے کے کتنے عرصے بعد ایک عورت نے کچھ کپڑا اپنے بھائی کی قمیص سینے کے لئے بھیجا اور یہ خواہش کی کہ ان مین ایک بالکل میرے ہاتھ کی سلی ہو۔ مین نے قمیص سیکر دی کہ مجھے اسکول سے اُٹھا لیا گیا اور گھر کے کپڑے سینا اور درست کرنا میرے سپرد ہو گیا۔ مجھے بہت رنج تھا کہ میرے پڑھنے لکھنے کے شوق کو کیون اس قدر ناپسند کیا جاتا تھا اور سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جب عورتون کے لئے پڑھنا نامنا سب ہے تو اُن کو یہ شوق اور رغبت کیون ہے۔ جب میری عمر قریب گیارہ سال کے ہوئی تو مین نے اپنی کتابون مین ایک کتاب "نوجوان عورتون کے نام خط" مصنفہ چاپون (Chapone) دیکھی اور ارادہ کرلیا کہ اُسکی مجوزہ کتب تواریخ کو دیکھون کیونکہ اُن مین سے بہت سی کتابین ہمارے پاس موجود تھین۔ ایک کتاب جو مین نے اپنی بہن سے مستعار لی۔ فرانسیسی زبان مین تھی اس لئے جو تھوڑا بہت مین نے مدرسہ مین پڑھا تھا کارآمد ثابت ہوا اور مینے ایک لغت کی مدد سے اُس کتاب کو سمجھکر پڑھ لیا۔ اس بات سے سخت تکلیف ہوتی تھی کہ حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے نام اور تاریخین یاد نہ رہتی تھین بہت مدت کے بعد مین نے راگون کے متعلق ایک کتاب پڑھی لیکن سمجھ مین آئی

حالانکہ بچپن مین بغیر کتاب کے مین بہت سے راگ پیانو پر بجالیتی تھی مین
علم ھندسہ کے قاعدون کو کبھی نہین بھولی اور چالیس سال کے بعد بھی
جب مین نے اپنی ہینڈ بک (دستی کتاب) مین ایک قاعدہ دیکھا تو فوراً
سمجھہ مین آگیا ہمارے یہان دو چھوٹے کرہ تھے اور میری مان نے اُن کا
استعمال کرنیکی مجھے اجازت دیدی تھی اور گاؤن کے اسکول کے ایک اُستاد
شام کے وقت مجھے سکھانے آتے تھے علاوہ اور چیزون کے ان اُستاد نے
مجھے لاطینی زبان اور ملاحی بھی سکھائی لیکن یہ بے سود تھی کیونکہ اُس زمانہ مین گاؤن
مین صرف لڑکے تھوڑی سی لاطینی زبان سیکھا کرتے تھے اور لڑکیون کے لئے
فقط اتنا پڑھنا کافی سمجھا جاتا تھا کہ انجیل پڑھہ سکین۔
ایک مرتبہ ہمارے یہان بہت سے مہمانون کے آجانے سے مجھے
ایک ایسے کرہ مین سونے کے لئے بھیجدیا گیا جو سب سے علیحدہ تھا اور جس
کا زینہ بھی دوسرا تھا اس کمرے مین ایک کوٹھری تھی جس مین میرے والد کے
شکار اور کھیل کا سامان اور دوسری مختلف چیزین رہتی تھین۔ علاوہ اور
سب کے ایک رسی مین بہت سے تختے بھی لٹکے تھے جن پر میز رکھی تھی
ایک شب مین نے چراغ بجھا دیا تھا اور نیند مین غافل تھی کہ ایک زور کا
دھماکا ہوا اور کوئی چیز میرے سر پر گری۔ اس کمرے کے متعلق مشہور تھا کہ
ارواح خبیثہ رہتی تھین اور کوئی ملازم بھی اس مین سونا پسند نہ کرتا تھا مین
بہت خوف زدہ ہوئی لیکن دل مضبوط کرکے اُٹھی اور ٹٹول کر کوٹھری تک
پہونچی اُس زمانہ مین دیا سلائی کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ ایک لکڑی گالف
کی پاکر اُس سے دروازہ کھٹکھٹایا جس سے میرا باپ اور گھر کے سب لوگ
دوڑے ہوے آئے آخر کو یہ معلوم ہوا کہ رسی کو چوہون نے کاٹ ڈالا تھا

اور منبر کے تختے میرے اوپر گرے تھے اسپر سب نے مجھے خواہ مخواہ دق کرنے پر لعنت ملامت کی۔ بچون کو اگر اندھیرے مین چھوڑ دیا جاے تو اُنکو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مین بہت چھوٹی تھی تو آٹھہ یا نو بجے ہی بستر مین لٹادی جاتی تھی اور میری ماما مجھے تنہا اندھیرے کمرے مین چھوڑکر چلی جایا کرتی تھی اس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی اور مین خوف زدہ رہتی تھی لیکن یہ نہ بتا سکتی تھی کہ کس چیز سے ڈرتی ہون جب تک ماما سونے کے لئے نہ آتی تھی یہ ہی حالت رہتی تھی اور اُس کے آتے ہی ایسا اطمینان ہوجاتا تھا کہ فوراً نیند آجاتی تھی۔ اب حالانکہ مین بوڑھی بیوہ ہون اور شب کا چراغ جلاے رکھتی ہون لیکن ابتدائی اثرات ایسی مضبوط ہوتے ہین کہ اب بھی دن نکلنے پر بہت خوشی ہوتی ہے۔

میرا سن تیرہ ۱۳ سال کا تھا کہ میری ماں نے اڈنبرا مین ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لیا اور مجھے ایک اسکول مین بھیجدیا جہان مین نے خوشنویسی و حساب کے معمولی قواعد سیکھے۔

اپنے وطن مین واپس آنے کے بعد مین چار پانچ گھنٹے روزانہ پیانو پر صرف کرتی تھی اور لاطینی زبان کو بطور خود سیکھتی تھی موسم گرما مین مین اپنی چچی کے پاس گئی اور پہلی مرتبہ اپنی چچا کو دیکھا اُس کا ایک دوست بھی وہان رہتا تھا جس نے میری تعلیم کے شوق کو پسند کیا مین اسکے ساتھہ اکثر چہل قدمی کو جایا کرتی تھی اور مین نے اُس سے کہا کہ مین لاطینی زبان سیکھنے کی کوشش کر رہی ہون لیکن بیکار معلوم ہوتا ہے کیونکہ میرا بھائی اور اکثر لڑکے جو مجھہ سے زیادہ ذہین ہین اور جنکو اچھی مدد ملتی ہے ایک مدت صرف کرنے کے بعد بھی کامیاب نہین ہوے اس کے برخلاف اُس نے مجھے یقین دلایا کہ زمانہ گذشتہ مین

بہت سی عورتین جن مین اکثر انگلستان کے بڑے خاندانون سے تھین بڑی قابل اور تعلیم یافتہ گذری ہین۔ اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ورجل (Virgil) وایک لاطینی زبان کا مشہور مصنف) کی تصنیفات کو میرے ساتھ پڑہے گا اگر مین صبح کے ناشتہ کے بعد ایک دو گھنٹہ اُس کے پاس صرف کرون مین ذ اُس کو خوشی سے منظور کر لیا۔

یہ زمانہ میری زندگی مین سب سے بہتر اور خوش و خرم طریقہ سے گذرا میری چچی نہایت خوش مزاج اور اچھے طریقہ کی عورت تھی وہ اپنے زمانہ کی عورتون مین بہت زیادہ پڑھی لکھی تہی۔ میری بہنین پڑھنے کی شائق نہ تھین لیکن پھر بھی اپنے زمانہ کی بہت سی لڑکیون سے زیادہ پڑھتی تھین۔

اس عرصہ مین مجھکو اسٹرینج کے ناچنے کے مدرسہ (Strange's dancing school) مین بہیجدیا گیا۔ اسٹرینج خود ایک لانبے قد کا دُبلا پتلا آدمی تھا اور لباس وغیرہ سے بالکل اسٹیج (Stage) پر ایک تصویر کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

اپنی زندگی کے اس حصہ مین میرے خاندان کے لوگ مجھ سے زیادہ اختلاط نہ رکھتے تھے کیونکہ مین سب سے الگ الگ رہتی تھی اور بہت کم خرچ کرتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے مضامین کے متعلق جو میری دلچسپی کا باعث ہوتے تھے خاموشی اختیار کرنا پڑتی تھی۔

اپنے چچا کے یہان کے زمانہ قیام مین مین نے ایک اسکول مین شرکت کی اور لکھنا اور حساب سیکھا اور چونکہ حساب سے دلچسپی تھی اس مین ترقی بھی کی لیکن مزاولت نہ رہنے کی وجہ سے جلد بھول گئی۔

ابتدا ہی سے مین اس ظلم نا انصافی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی کہ دنیا مین

عورتون کے لئے تعلیم حاصل کرانے کے موقع بالکل نہین حالانکہ مردون کو ہرطرح حصول علم کا موقع دیا جاتا ہے۔

مذہب کے متعلق میری آزاد رائے کبھی تبدیل نہین ہوئی بلکہ ترقی کرتی رہی ہے مین نے ہمیشہ خیال کیا ہے کہ شرفا کی جماعت کا تعلیم یافتہ ہونا صرف سلطنت بلکہ عام لوگون کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے۔

وطن مین اکثر بیوہ اور کنواری لڑکیان مجھکو والدہ کے ساتھہ چاے کی دعوت دیا کرتی تھین ان دعوتون مین عموماً راہ ورسم کے متعلق بہت سخت گفتگو ہوا کرتی تھی جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی یہان میری ایک عورت مس اوگلوی (Miss Ogilvie) سے ملاقات ہوئی جو اور سب سے سن مین چھوٹی تھی اُس نے مجھے اپنا کام دکھانے کے واسطے کہا۔ مین اگلے دن اُسکے یہان گئی اور اُسکی بنائی ہوئی چیزون کی بہت تعریف کی اُس نے مجھے ایک رسالہ دکھایا جس مین عورتون کے لباس وغیرہ کی رنگین تصاویر تھین ایک صفحہ کے آخر مین حساب کے کچھہ سوالات معلوم ہوتے تھے لیکن ورق الٹنے پر مجھے چند سطرین دیکھکر تعجب ہوا جن مین حروف تھے اور اکثر (X اور Y) مین نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اُس پر اُس نے جواب دیا کہ یہ ایک قسم کا حساب ہے جس کو الجبرا (جبر و مقابلہ) کہتے ہین لیکن مین اس کے متعلق تم کو کچھہ بتا نہین سکتی اس کے بعد مختلف باتین ہوتی رہین مین نے مکان پہونچکر اپنی کتابون مین تلاش کیا کہ الجبرے کے متعلق کچھہ معلوم ہو اور ایک کتاب مین کچھہ پتہ بھی چلا لیکن مین غلطی پر تھی۔ مجھکو معلوم ہوا کہ علم نجوم صرف ستارون کے دیکھنے پر مبنی نہین ہے مین کچھہ دیر تک اس کتاب کو دیکھتی رہی جس سے چند مضامین کے متعلق جو آئندہ مفید ثابت ہوے معلومات مین اضافہ ہوا۔ موسم گرما کا باقی حصہ

ہ پیانو کی مشق اور یونانی زبان سیکھنے مین صرف کیا اس کے بعد ہم لوگ
چلے گئے۔ اڈنبرا مین مین نے ایک شخص کو کسی سے یہ کہتے سنا کہ تم کو
کی ابتدائی کتاب پڑھنی چاہیے جو کہ نہ صرف علم نقاشی بلکہ علم نجوم اور علم
کی بھی بنیاد ہے۔ یہان مجھے اتفاقیہ طور پر وہ بات معلوم ہوئی جس کی
ن مین تھی۔ کیونکہ مین نے دیکھا کہ اب مین رابرٹس کی جہاز رانی کی
و سمجھ سکون گی لیکن کتب فروش کی دوکان پر جا کر اقلیدس خریدنا
ن کام تھا۔ مجھے ابھی تک الجبرے کے متعلق صحیح معلومات نہین ہو سکی
ہ کر سکتی تھی تاہم مین نے اس چیز کو کبھی فراموش نہین کیا جس سے
ع ہی سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ مین صبح سویرے اٹھکر چار پانچ گھنٹہ
یا نو بجاتی تھی اور ایک اطالین سے جو بہت لاپرواہی سے سکھاتا تھا
ی تھی۔ مین نے پیانو سے راگ نکالنا اور اس کے تارون کا درست کرنا
۔ ایک بری عادت مجھ مین یہ تھی کہ پیانو کے تارون پر انگلی اتنی زور
نی تھی کہ ان کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا تھا کچھ عرصے کے بعد یہ عادت دور
ر مین اس زمانہ کے راگون کو خوب بجانے لگی۔ لیکن مین شرمیلی ہونے کی
لوگون کے سامنے نہ بجاتی تھی اور جب مجبوراً بجانا پڑتا تھا تو برا اور غلط
جس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی۔

ناٹک کا پہلا تماشہ مین نے اپنے باپ کے ساتھ دیکھا جہان شیکسپیر کا
تھا اس کے بعد جب ناٹک اڈنبرگ مین آتا مین شیکسپیر کا ڈراما دیکھنے
تی۔

میری والدہ پرانے خیالات کی عورت تھی اور عورتون کے فرائض کا بہت
ن تھی وہ کھانے کے معاملہ مین خاص توجہ کرتی تھی اور حالانکہ ہمکو بہت

کفایت شعاری سے زندگی بسر کرنا پڑتی ہے لیکن ہمارا کھانا اچھے قسم کا عمدہ پکا ہوا اور نفاست سے چنا ہوا ہوتا تھا کیونکہ میری والدہ کھانے کے عمدہ ہونے پر بتا دیتی تھی کہ فلاں کمی رہ گئی ہے اُس کا خیال تھا کہ شادی ہونے کے بعد آرام اور خوشی کی زندگی کا انحصار ایک حد تک کھانے پر بھی ہے اس لئے اس نے مجھے ایک طباخ کے پاس کھانا پکانا سیکھنے کے لئے روزانہ بھیجنا شروع کیا۔ اس زمانہ مین ہمارے چھوٹے بھائی کے لئے ایک استاد مسیمی مسٹر کرا مقرر کیا گیا اور ہمارے ساتھ رہنے لگا۔

اُس نے مذہبی تعلیم پائی تھی اور وہ لاطینی اور یونانی زبان بخوبی جانتا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے حساب دان نہ تھا وہ ایک سادہ مزاج اور نیک خصلت آدمی تھا مین نے جرأت کر کے اُس سے اقلیدس اور الجبرا کے متعلق دریافت کیا اور خواہش کی کہ میرے لئے اُنکی ابتدائی کتابین خرید کر لادے چنانچہ اسکول کی مروجہ کتابین اُس نے مجھے لادین اس طرح میری بہت عرصہ کی خواہش پوری ہوئی مین نے مسٹر کرا سے کہا کہ چند شکلین اقلیدس کی سن لین اور اس کے بعد مین نے محنت سے خود پڑھنا شروع کر دیا۔

الجبرا سیکھنے کی پہلے ضرورت ہوئی کہ حساب کو پھر تازہ کر لون کیونکہ مزاولت نہ رہنے کی وجہ سے بھول گئی تھی اس کے بعد مین نے بڑے بڑے قاعدے بھی سیکھ لئے۔

مین علی الصباح اٹھکر پیانو بجاتی تھی اُس کے بعد دن مین جب موقع ہوتا نقشہ کشی اور رنگ بھرنے کا کام کرتی تھی اور شب مین اقلیدس دیر تک پڑھتی تھی۔ نوکرون نے میری مان سے کہا کہ موم بتی کا ذخیرہ جلد ختم ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہین کیونکہ مس میری شب مین بہت دیر تک پڑھتی ہین چنانچہ یہ حکم دیدیا گیا کہ جس وقت مین بستر پر جاؤن فوراً بتی شمالی جاسے

مین نے ابھی تک صرف چھ حصے اقلیدس کے پڑھے تھے اور اب مین اپنی یاد سے اور ذہن مین تصور کر کے چند شکلین روزانہ دہرا لیا کرتی تھی۔ میرا باپ تھوڑے عرصہ کے لئے مکان آیا اور میرے متعلق معلوم ہونے پر اُس نے والدہ سے کہا کہ اب اسکو روکنا چاہئے ورنہ میری لڑکی پاگل ہو جائیگی کیونکہ ایک شخص اس وجہ سے پاگل ہو گیا ہے ڈاکٹر بلیر جو اڈنبرگ کا بڑا پادری نہایت ذی علم اور میرے دادا کا بڑا دوست تھا جب اُس نے میری مصوری کے متعلق سنا تو میری والدہ سے میرے ہاتھ کی چند تصاویر دیکھنے کو کہا ڈاکٹر موصوف ان کو دیکھکر بہت متاثر ہوا اور کہا کہ میری کو یہ ہنر سکھانا چاہئے اگر میری تقدیر مین مصوری سے روزی کمانا ہوتا تو مجھے خوف ہے کہ اچھی طرح گذر نہ ہوتی۔ لیکن مین اس سے شرمندہ نہ ہوتی بلکہ اگر مین کامیاب ہوتی تو بہت فخر کرتی مجھے یہ بیان کر دینا چاہئے کہ اپنے مشاغل کے وقت میرے دل مین روپیہ کمانے کا خیال نہ گذرتا تھا بلکہ مین کسی ایک چیز مین خاطر خواہ ترقی کرنے کی خواہشمند تھی کیونکہ میرا خیال تھا اور مجھے یقین تھا کہ دنیا مین عورتین بھی اس قابل ہین کہ ترقی کرین اور اپنی حالت کو اس ردی حالت سے اچھا بنائین جو میرے زمانے مین عموماً پائی جاتی تھی۔

عظمت آلہی زبیری متعلم

مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ

# بھوپال مین جشن سالگرہ جلوس

## میمنت مانوس

۱۷ ربیع الاول ہماری محسن وشفیق اور باعث فخر وشرف حضور سرکار ابد قرار علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس آئی وجی سی آئی ای فرمانرواے بھوپال دام اقبالہا کی سالگرہ جلوس کی تاریخ ہے جو ہر سال اپنے مقررہ وقت مین ہر کہ ومہ کی مسرت وخوشی مین ہمیشہ اضافہ کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس مرتبہ یہ تاریخ ایسی شان سے آئی جو یادگار رہے گی۔ کیونکہ گذشتہ ۲۷ ذیقعدہ کو حضور عالیہ کی ولادت باسعادت کی ساٹھوین سالگرہ بھی تہی اور اس جیوبلی کی خوشی منانے کا بھی یہی وقت قرار پایا تھا اور اس طرح دونون خوشیون کو ایک ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ پھر ان ہی دنون مین بھوپال کی جدید تاریخ کی پہلی صدی کی بھی سالگرہ تھی یعنی ملک بھوپال اور سلطنت انگریزی کے درمیان دوستی کے معاہدہ کو اسی مہینے مین ایک سو سال پورے ہوے تھے۔ اس لئے عام رعایا اور متوسلین کی طرف سے ان تقریبات کا جشن منایا گیا۔ ہزارون روپیہ کا چندہ ہوا اور ایک کمیٹی نے اس کا انتظام کیا لیکن اس جشن مین نہ کوئی اسراف تھا اور نہ کسی قسم کی فضولیات تھین جو عام طور سے ایسے جشنون مین سنی اور دیکھی جاتی ہین بلکہ سراسر خیر وبرکت اور سعادت تھی۔

۱۶۔ ربیع الاول سے اس جشن کا سلسلہ آغاز ہوا۔ مقابلہ کے ورزشی
یل شروع کیے گئے۔ شب کو تاج محل مین ایک بڑے پیمانہ پر بزم میلاد
ئی۔ چندہ مین سے تقریباً دو ثلث حصہ سے ایک لیبا مکان بنانا تجویز کیا گیا تھا
س مین غریب لوگون اور مزدورون کے بچون کو راحت و آسائش سے ملے
۱۔ ربیع الاول کو صبح کے وقت اس کا سنگ بنیاد حضور سرکار عالیہ کے
ست مبارک سے رکھوایا گیا۔ غربا کو رضائیان اور کمبل تقسیم کیے گئے۔
سکینون اور محتاجون کو کھانا کھلایا گیا۔ یتیم خانون اور مجروحان جنگ کے
مدادی فنڈ کو معقول رقوم بھیجی گئین۔

بارہ سو مختلف مضامین کی مفید انات مجلد کتابین جن مین حضور عالیہ
ی تصانیف کا بھی معقول حصہ تھا مختلف مقامات مین تقسیم کے لئے بھیجی گئین
ام کو قصر سلطانی کے باغ ضیار الابصار مین عامہ رعایا وغیرہ کی طرف سے
یڈریس پیش ہوا اور حضور ممدوحہ نے اس کے جواب مین تقریر فرمائی
س مین رعایا کا شکریہ، موجودہ جنگ پر افسوس اور ملکی انتظامات کے متعلق
ذکرہ تھا اسی تقریر مین حضور ممدوحہ نے ۹ لاکھ روپیہ کی بقایا معاف
رمائے جانے اور مفت و لازمی تعلیم کی تجاویز اور ان پر عنقریب عملدرآمد
نے کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد اراکین ریاست کو خطابات اور ترقیات
شاہرات سے ممتاز فرمایا۔

۱۸۔ کی شام کا وقت زنانہ دلچسپیون اور مصروفیتون کا تھا سلطانیہ
لس اسکول مین زنانہ بورڈنگ ہاؤس ٹریننگ کلاس یعنی استانیون
کے درجے اور کنڈرگارٹن کلاس کے افتتاح کی تقریب تھی۔ مدرسہ کو
نر بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ نے خاص طور پر آراستہ کیا تھا۔ معزز

خواتین اور خصوصیت کے ساتھ طالبات کی مربیہ خواتین مدعو تھین ۱۰ بجے حضور سرکار عالیہ تشریف لائین مسز بخش صاحبہ نے ایڈریس پیش کیا۔ حضور ممدوحہ نے جواب مین تقریر فرمائی۔ بورڈنگ ہاؤس اور کلاسون کا افتتاح ہوا۔ ساڑھے چار بجے حضور سرکار عالیہ لیڈیز کلب مین تشریف لے گئین جہان کمیٹی کی طرف سے زنانہ پارٹی تھی۔ اس پارٹی کا انتظام جناب آبرو بیگم صاحبہ سکریٹری کلب نے نہایت عمدگی کے ساتھ کیا تھا اور بکثرت ہر قوم وملت کی مسلمان، ہندو، عیسائی اور یورپین خواتین مدعو تھین۔ یہان بھی سکریٹری صاحبہ نے ایڈریس پیش کیا۔ اور حضور عالیہ نے جواب ارشاد فرمایا۔ شب کو کتب خانہ حمیدیہ کے شاندار ہال مین مولوی سید سلیمان صاحب ندوی نے سیرۃ نبوی پر تقریر کی۔

۱۹۔ ربیع الاول کی صبح کو عدالتہاے انصاف و مال کی عمارتون کا افتتاح فرمایا جہان ایڈریس پیش ہوے اور حضور ممدوحہ نے جوابات ارشاد فرماے۔

جن خواتین نے بھوپال کے ان بے نظیر مجمعون اور جلسون کو دیکھا ہے وہی اُن کی دلچسپیونکا اندازہ کرسکتی ہین۔ تمام ھندوستان مین سواے بھوپال کے عورتون کے لئے ایسے شاندار دلچسپ مناظر کہین نظر نہین آتے اور کیونکر آسکتے ہین یہ فخر بھوپال ہی کو نصیب ہے اور خواتین بھوپال ہی کے حصہ مین یہ خوش قسمتی ہے۔ خداوند جل وعلا حضور عالیہ کی عمر واقبال مین ترقی عطا فرماے کہ اس کی ضعیف مخلوق حضور عالیہ کے ظل عاطفت مین ہر قسم کی دینی و دنیاوی ترقی سے بہرہ یاب ہوتی رہے۔

اب ذیل مین سلطانیہ گرلس اسکول اور لیڈیز کلب کے ایڈریس و جوابات سلسلہ وار درج کئے جاتے ہین تاکہ ناظرات ظل السلطان بھی ان سے فائدہ حاصل کرین۔ عزیز فاطمہ

## ایڈریس منجانب مسز جی بخش لیڈی سپرنٹنڈنٹ سلطانیہ گرلس اسکول بھوپال

## بحضور

## قدردان فیض رسان جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی، ایس آئی و جی سی آئی ای فرمانروا ے ریاست بھوپال دام اقبالہا

## اللہ بالعز والاقبال

حضور عالیہ و خواتین!

جس تقریب سے آج ہم کو حضور عالیہ کی تشریف آوری کا فخر حاصل ہوا ہے وہ اگر آج سے سات یا آٹھ سال پیشتر ہوتی تو مجھے تعلیم نسوان کے فوائد پر ایک تمہید اٹھانی کی ضرورت محسوس ہوتی لیکن حضور عالیہ کی خاص دلچسپی اور شبانہ روز کی کوششون سے اب کم از کم بھوپال مین تو یہ مضمون بالکل پرانا پڑ گیا ہے اور اب مین فوراً بلا تامل اپنی فخر جنس "تاج ہند" حضور عالیہ کا صرف دو لفظون مین دلی تپاک کے ساتھ اپنی، اپنے اسٹاف اور طالبات مدرسہ کی طرف سے خیر مقدم کرکے آپ سب خواتین کی تکلیف فرمائی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہون۔

حضور عالیہ! یہ نہایت فخر اور خوشی کا دن ہمارے لئے ہے کہ حضور کی صدر نشینی کی سترھوین سالگرہ کے مبارک موقع پر ہم کو حضور عالیہ کے دست مبارک سے دہری عزت حاصل ہونے کو ہے ان مین سے

ایک تو اس مدرسہ کے درخت مین جو حضور کے ہاتھون کا لگایا ہوا ہے
پھل پھولون کا نظر آتا ہے۔یعنی مجھے آج عطاے اسناد کے لئے مدرسہ
کی اُن طالبات کو حضور مین پیش کرنے کا فخر حاصل ہونے کو ہی جنھون نے
سال گذشتہ کے امتحانات "ورناکلر و اینگلو ورناکلر مڈل" ممالک متحدہ آگرہ
واودھ مین شریک ہوکر کامیابی حاصل کی ہے اور دوسری عزت حضور عالیہ
کے ہاتھ سے مدرسہ مین ایک ضروری اصلاح یعنی بورڈنگ ہاؤس کے
افتتاح کی ہے جس کے لئے مین حضور سے ابھی درخواست کرون گی۔
حضور عالیہ کا منشار اس مدرسہ کے قائم فرمانے سے یہ تھا کہ بھوپال کی
لڑکیان زیور علم سے آراستہ ہوکر سلیقہ شعار بی بیان اور مائین بن سکین۔
چنانچہ اس منشار کے ایک حصہ کی تکمیل تو حضور کے اقبال سے اس
طرح ہوتی ہوئی نظر آتی ہے کہ اب اس مدرسہ سے مڈل کے امتحان مین جو
گورنمنٹ کی جانب سے ہوتا ہے لڑکیان انگریزی واُردو دونون صیغون
مین شریک ہونے لگی ہین چنانچہ سال گذشتہ کے امتحان "ورناکلر مڈل" مین
چار لڑکیان شریک ہوئین اور چارون کامیاب ہوئین اور انگریزی مڈل
مین منجلہ دو لڑکیون کے جو ایک کامیاب ہوئی اس کا نمبر صوبہ بھر مین ساتوان
رہا۔اور وہ گورنمنٹ سے وظیفہ کی مستحق ثابت ہوئی اور اُن کے سینے پرونے
کی تعلیم کا انتظام بھی خاطرخواہ ہے جس کی صداقت اُن تمغون اور اسناد سے
بخوبی ہوتی ہے جو اس مدرسہ کی دستکاری پر مختلف نمائشون سے ملے ہین
لیکن سلیقہ شعاری کی تربیت کے لئے مدرسہ مین ایک بورڈنگ ہاؤس کا ہونا نہایت
ضروری تھا تاکہ لڑکیان ہر وقت استانیون کی زیر نگرانی رہکر صاف ستھرا رہنے
پابندی اوقات اور انتظام خانہ داری کی تربیت حاصل کرین۔یہ ضرورت بھی

حضور کی فیاضی سے رفع ہوگئی بورڈنگ ہاؤس مین لڑکیون کی آسائش کا جو سامان حضور نے مہیا فرمایا ہے وہ حضور کی دریا دلی اور تعلیم نسوان مین خاص دلچسپی رکھنے کا بین ثبوت ہے اور حضور سب سے زیادہ مبارکباد کی مستحق ہین کہ جہان اس سے پہلے لڑکیون کا مدرسہ بھیجنا بھی والدین کو شاق گذرتا تھا وہان حضور کی سچی کوششون کی بدولت امید سے زیادہ والدین اپنی لڑکیون کو شب وروز مدرسہ مین رکھے جانے کے شائق ہوگئے ہین۔ اس بورڈنگ ہاؤس کے قائم ہونے سے جو فوائد ہون گے اُن کا ابھی ذکر کرنا قبل از وقت ہوگا۔ لیکن مین حضور کو یقین دلاتی ہون کہ حضور کے اقبال سے اس کے کامیاب بنانے مین مین اور میرا اسٹاف حضور کے احکام کی تعمیل کو اپنے لئے باعث فخر سمجھے گا۔

مین اس وقت حضور سے یہ عرض کرنے کی بھی اجازت چاہتی ہون کہ اس مدرسہ مین حضور کی سرپرستی سے ایک ٹریننگ کلاس بھی کھل گئی ہے جس سے استانیون کے کمیاب ہونے کی شکایت ایک حد تک رفع ہوجائیگی اور کنڈر گارٹن کا جو التزام کیا گیا ہے اُس سے چھوٹے بچون کو بہت فائدہ پہونچے گا۔

اب مین حضور کی ترقی عمر و اقبال کی دعا کرتے ہوئے کہ حضور ہمارے لئے مایہ ناز ہین باادب التجا کرتی ہون کہ حضور مڈل کی کامیاب طالبات کو وہ اسناد جو گورنمنٹ ممالک متحدہ کے سرشتہ تعلیم سے آگئی ہین اپنے دست مبارک سے تقسیم فرماکر مدرسہ کے بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح فرمائین تاکہ حضور کے قدمون کی برکت سے ہمین کامیابی حاصل رہے۔

## تقریر علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس، آئی۔ وجی سی، آئی ای فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا

بجواب

## ایڈریس ممبران اسٹاف سلطانیہ گرلس اسکول بھوپال بتقریب افتتاح بورڈنگ ہاوس و ٹرننگ کلاس واقع ۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۱۷ء

خواتین! آج سے چودہ سال قبل جب مین اس مدرسہ کے قائم کرنیکی تجاویز پر غور کر رہی تھی تو اُس وقت مجہ کو عام خیالات کے انداز ہ سے سخت دشواری نظر آرہی تھی۔ لیکن چونکہ خدا کی امداد شامل تھی اور تجویز بنفسہ مفید تھی امید زیادہ کامیابی ہوئی اور اس گذشتہ عرصہ مین اسکول نے ہر حیثیت سے تر حاصل کی اور مجھے دلی خوشی ہے کہ آج چودہ سال کے بعد ہم ایک دوسری منزا مین قدم رکھہ رہے ہین یعنی اس اسکول کے ساتہہ ایک عمدہ بورڈنگ ہا کے افتتاح کرنے کے لئے جمع ہوئے ہین۔

خواتین! بورڈنگ ہاوس کی ضرورتون اور فوائد پر کسی طولانی تقر ضرورت نہین مختصر طور پر تم کو یہ سمجہہ لینا چاہئے کہ مدرسہ کی تعلیم پر بورڈنگ ہا کی تربیت ایک جلا پیدا کر دیتی ہے جو لڑکیان بورڈنگ ہاؤس مین رہتی وہ اوقات کی پابند ہو جاتی ہین اور ان مین تربیت اور سلیقہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اطاعت کی خوگر ہو جاتی ہین اور صفائی و حفظان صحت کے عملی اصول ۔

واقف ہوجاتی ہین۔ ان فوائد کے مقابلہ مین ماؤن بہنون اور عزیزون سے تھوڑے دن کی جدائی کوئی حقیقت نہین رکھتی اور پھر جبکہ ایک ہی شہر مین مکان اور بورڈنگ ہاؤس دونون ہون اور قواعد کے مطابق عزیزون سے ملنا جلنا بھی ہوتا رہے تو یہ جدائی ذرا دیر کے لئے بھی شاق نہین ہوسکتی اگرچہ ہندوستان مین ہرجگہ پردہ کے باعث زنانہ بورڈنگ ہاؤس کا اجرا بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور اس کے منتظین کو بڑی احتیاط اور سخت انتظام کی ضرورت ہے لیکن مجھے پورا بھروسہ ہے کہ مسز بخش اس ذمہ داری کو بخوبی محسوس کرتی ہین اور جو لڑکیان کہ اس مین داخل ہون گی اُن کے ساتھ شفقت اور محبت اور زیادہ ہوگی اور احتیاط و انتظام کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائے گا۔

کنڈر گارٹن کلاس کے افتتاح سے بھی اس مدرسہ مین ایک بہت عمدہ اضافہ ہوگا یہ طریقہ چھوٹے بچون کے لئے ایجاد کیا گیا ہے جس مین کھیل اور کھیل کی چیزون کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی ہے اور اس تعلیم سے ان کی ذکاوت و فراست اور غور کی عادت مین تیزی پیدا ہوجاتی ہے ذہن کھل جاتا ہے اور ذہنی قوے شگفتہ ہوجاتے ہین اور باقاعدہ تعلیم شروع کرنے کے لئے ذہنی و دماغی قوتین نشو ونما پاجاتی ہین۔

خواتین! بارہا بڑے بڑے دلچسپ موقعون پر اس مدرسہ کی لڑکیون کی تہذیب و متانت اور سلیقہ کے دیکھنے کا آپ مین سے اکثر کو اتفاق ہوا ہے اور اگر سب کو نہین تو بعض کو تو ضرور اس وقت اپنی عمر کے اس حصہ کی یاد تازہ ہوکر رشک پیدا ہوگیا ہوگا۔ لیکن یہ صرف نمود و نمائش کے موقع ہوتے ہین اور مدرسہ کی اصلی حالت کا اندازہ معزز

معائنہ کرنے والون اور ماہرین تعلیم کی رائون اور امتحانات کے نتائج سے
کیا جاتا ہے اس کے متعلق مین اپنی اس راے کو ظاہر کرتے ہوے نہایت
خوش ہون کہ خود جو حالات میرے ذاتی علم مین ہین اور جو معائنہ میری معزز
مہمانون نے تحریر کئے اور مجھسے بیان کئے ہین اور جو اطلاعین ماہرین تعلیم
نے مجھے دی ہین اور سال حال کے امتحانات کے جو نتائج شائع ہوے ہین
ان سے اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عام تعلیمی حالت قابل
اطمینان اور رو بہ ترقی ہے اور کوئی شبہہ نہین کہ ان کامیابیون مین علاوہ
فرائض متعلقہ کو بخوش اسلوبی و مستعدی ادا کرنے کے مسز بخش کی ذاتی دلچسپی کا
بھی بڑا اثر ہے جن طالبات نے کہ اس سال مڈل کے امتحانات مین کامیابی حاصل
کی ہے وہ ہم سب کے دلی مبارکباد کی مستحق ہین۔ خصوصاً عالیہ خاتون جو اس
اسکول کی پہلی طالب علم ہے جس نے عمدہ نمبرون کے ساتھہ انگریزی مین
مڈل پاس کرکے ذہانت و قابلیت کا وظیفہ حاصل کیا ہے ان سب کے
ساتھہ ہی مسز بخش اور ان کا اسٹاف بھی کچھہ کم مبارکباد کے قابل نہین کیونکہ
ان ہی کی محنت کے یہ نتائج و ثمر ہین اور مین نہایت خوشی کے ساتھہ کامیابی
کی اسناد اپنے ہاتھہ سے تقسیم کرونگی۔

خواتین! مدرسہ کی ترقی پذیر حالت اور ان طالبات کی کامیابیوں
سے مجھے بعینہ ایسی ہی مسرت ہوتی ہے جس طرح کسی باغ کا مالک اپنے
باغ کو سرسبز اور گل و ثمر سے ہرا بھرا دیکھکر مسرور ہوتا ہے اور مین سمجھتی ہوں
کہ آپ مین سے جو اپنی صنف کی ترقی و بہتری اور اپنی لڑکیون کی تعلیم
خواہان ہین اُن کے دل بھی ایسے تعلیمی باغون کی سیر سے فرحت حاصل
کرتے ہون گے۔

خواتین! اپنی صنف کی تعلیم کا مسئلہ جہان میری دلچسپی کا باعث ہے وہان اس کے تذکرہ سے خواہ وہ کسی محل وموقع پر کیون نہ ہو مجھے یہ افسوس بھی ہوتا ہے کہ ابھی تک عموماً تعلیم کی جانب رفتار ترقی بہت ہی آہستہ ہے اور اس پر وہ توجہ نہین کی جاتی جو مردانہ تعلیم پر ہوتی ہے حالانکہ ہر جگہ اس کے فوائد اور ضرورت کو تسلیم کیا جاتا ہے خاص کر مسلمان قوم بہت ہی پس ماندہ حالت مین ہین اور باوجودیکہ بڑی بڑی تعلیمی مجلسون مین جو تقریرین اور لکچر ہوتے ہین ان مین یہ مسئلہ ایک ضروری جزو بن گیا ہے مگر اس کو عمل مین لانے کے لئے کوئی سعی و کوشش نہین ہوتی جہانتک مین نے غور کر کے نتیجہ نکالا ہے مفید و موزون نصاب تعلیم کا نہ ہونا اور اُستانیون کا میسر نہ آنا اس پس ماندگی کا بڑا سبب ہے۔ مجھے پہلے خود اس مدرسہ کے قائم کرتے وقت یہی دقتین محسوس ہورہی تھین اور ابھی تک میری حسب مرضی تعلیم کی عام اشاعت نہ ہونے مین یہی مشکلات درپیش ہین۔ اگر اُستانیون کی تعلیم کا انتظام ہوتا اور عمدہ نصاب تیار کرلیا جاتا تو بڑی حد تک یہ مشکلین رفع ہوجاتین تاہم بھوپال مین مدارس شہر کے لئے مسز بخش نے خود اسی مدرسہ کی لڑکیون کو ٹرینڈ کرلیا اور ایک حد تک اس مین زیادہ دقت نہین ہوئی یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ مسز بخش کی توجہ اور محنت سے اس مدرسہ کی شاگرد جو کل تک کلاسون مین تعلیم پاتی تھین آج اُستانی کی حیثیت سے اپنی چھوٹی بہنون کو تعلیم دے رہی ہین اور اب اسی مدرسہ کے ساتھ جو ٹریننگ کلاس تجویز ہوا ہے اس مین امید ہے کہ مدرسہ کی لڑکیون کے علاوہ اور خواتین کی بھی کافی تعداد ہوجائیگی اور پھر ہم اس مشکل کو بہت کچھ آسان کرلین گے۔

خواتین! تمام پیشون مین جو عورتین اور مرد کرتے ہین معلمی کا پیشہ سب سے زیادہ شریف اور اعلے ہے کیونکہ اس مین ایک انسان کو بہت سے انسانون کی سیرت اور عادات و اخلاق اور آئندہ زندگی درست کرنے کا موقع ملتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اُستانی کا لفظ ہی حقیر سمجھ لیا گیا ہے اور شریف و ذی رتبہ خواتین اس پیشہ کو اپنے مرتبہ اور شرافت کی توہین سمجھتی ہین حالانکہ اگر وہ خواتین جو زندگی کی ضروریات سے مستغنی ہین اور ان کو وقت و فرصت حاصل ہے اس پیشہ اور کام کو اختیار کرین تو وہ اپنی بہنون اور اپنی صنف کی بہت بڑی خدمت انجام دیسکتی ہین اور وہ عورتین جو اپنی مدد آپ کرنے کے لئے مجبور ہین اس پیشہ کو اختیار کر کے ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہو سکتی ہین۔

خواتین! مین سمجھتی ہون کہ جو نصاب تعلیم عام طور سے زنانہ مدارس مین رائج ہے وہ ہماری قومی و ملکی ضروریات کے لئے ناکافی ہے اور ہمکو ایک ایسا نصاب درکار ہے جو تمام ضرورتون پر حاوی ہو لیکن یہ کام ملک کے قابل ترین اصحاب کا ہے اور افسوس ہے کہ باوجود ضرورت سمجھنے کے مسلمانون نے تو اس پر مطلق توجہ نہین کی اب البتہ دس سال کی کوشش کے بعد چند کتابین تیار ہوئی ہین جو کچھ غنیمت معلوم ہوتی ہین۔ مگر جب تک سلسلہ مکمل نہ ہو جاسے ضرورت پوری نہین ہو سکتی تاہم جو کچھ تیار ہو گیا ہے اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے ہمارے ہندو بھائی بمقابلہ مسلمانون کے ہر طریقہ سے اپنی قوم مین اشاعت تعلیم نسوان کی طرف سرگرمی سے مائل ہین اور اپنی کوششون کو عمل مین لا رہے ہین اور پونہ مین وہ اپنی قومی زنانہ یونیورسٹی کے قائم کرنے مین کوشان ہین کاش مسلمان انکی

ہمتوں اور حوصلوں سے سبق لیتے جو بمقابلہ دیگر اقوام کے زنانہ تعلیم کو قومی نظام مین منتظم کرنے کے بہت زیادہ حاجتمند ہین مگر افسوس کہ اسوقت تک باوجود مالی امداد و عطیات کے ایک نارمل اسکول بھی قائم نہین کر سکے

اے عزیز طالبات! تم مین سے جو عنقریب اپنی تعلیم کو مکمل کر کے مدرسہ چھوڑنے والی ہین اونپر میری امیدون کا بہت کچھ دارمدار ہے۔ یہ امتحانات جو تم دیتی ہو اور وہ کامیابی جو اس مین حاصل کرتی ہو اگرچہ بہت کچھ باعث مسرت ہے مگر اصلی مسرت اور اصلی نتائج وہ ہونگے جو خانہ داری کی زندگی سے متعلق ہین کیونکہ مدرسہ کی تعلیم کا گھر ہی مین سب سے سخت اور بہتر امتحان ہوتا ہے۔

مسز بخش اور خواتین! اب مین اپنی تقریر ختم کرتے ہوے بڑی تمناؤن کے ساتھ بورڈنگ ہاؤس کے افتتاح کا اعلان کرتی ہون۔

## ایڈریس منجانب ممبران لیڈیز کلب و سکریٹری کلب بھوپال

بحضور

## قدردان فیض رسان جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی، سی، ایس، آئی و جی، سی، آئی، ای فرمانروا ے ریاست بھوپال ادامہا اللہ بالعز و الاقبال

حضور سرکار عالیہ سب سے پہلے ہم نہایت خلوص اور دلی عقیدت کے ساتھ حضور کے جشن سالگرہ کی مبارکباد عرض کرتی ہین

اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ ایسے ہی سیکڑون جشن حضور کو دیکھنا نصیب ہون اور وہ دلی آرزوئین اور وہ امیدین جو علیا حضرت کو اپنی رعایا اور خصوصاً اپنی صنف کی فلاح و بہبودی کی ہین پوری کرے۔

علیا حضرت نے اپنے مبارک عہد حکومت مین ہم پر جو احسانات کئے اور ہماری تعلیم و تربیت اور ترقی کے جو ذریعے مہیا کئے اور ہماری فلاح و بہبودی کی جو کوشش فرما رہی ہین ان کے شکریہ اور احسانمندی کے جو جذبے ہمارے دلون مین موجزن ہین اُنکے اظہار کے لئے ہم کو الفاظ نہین ملتے۔

حضور عالیہ ہم پر اس احسان کا شکریہ بھی واجب ہے جو حضور نے ہمارے بچون کی تعلیم و تربیت کا اعلےٰ پیمانہ پر انتظام اور اُنکی ترقی کا پورا سامان فراہم فرمایا ہے کیونکہ ہم خوب سمجھتی ہین کہ موجودہ زمانہ مین عورتون کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے مردون کی تعلیم مقدم ہے بغیر اسکے تعلیم نسوان کی جڑ مضبوط نہین ہو سکتی ہم کو حضور عالیہ کے وہ قابل تعریف جملے یاد ہین جو حضور نے پرنسیس کنیا پاٹ شالہ کے افتتاح کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے کہ "دنیا کی زندگی ایک گاڑی کے مانند ہے جس کا ایک پہیہ مرد اور دوسرا عورت ہے اگر ایک پہیہ صاف ہو اور تیز چلتا ہو اور دوسرا پہیہ زنگ آلود ہو تو زندگی کی گاڑی اچھی طرح نہین چل سکتی پس کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب مرد اور عورت دونون تعلیم یافتہ ہون"۔

اس لئے جس طرح اُن ہمدردیون اور کوششون کا جو حضور عالیہ خاص ہمارے لئے فرماتی ہین شکریہ فرض ہے۔ اسی طرح اُن کوششون اور سرگرمیون کا شکریہ بھی ہم پر فرض ہے جو حضور عالیہ مردون کی ترقی

کے لئے فرماتی ہین۔

حضور عالیہ خوب واقف ہین کہ اب سے تھوڑا زمانہ پہلے ہندوستان مین تعلیم نسوان ایک بہت ہی مشکل مسئلہ تھا اور جب عورتون کی تعلیم کے متعلق بعض ملک کے ہمدردون نے کوششین شروع کین تو اُن کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب وہ مشکلات باقی نہین رہین اور جو باقی رہی ہین تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُن کا بھی نام و نشان نہ رہے گا۔ علیا حضرت نے عنان حکومت ہاتھہ مین لینے کے بعد جب بھوپال مین تعلیم نسوان کے لئے کوشش شروع فرمائی اس وقت حضور عالیہ کو بھی چند مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور حضور عالیہ کو کامیابی کی امید موہوم نظر آتی تھی لیکن وہ مشکلات بہت جلد رفع ہوگئین اور امید موہوم کامیابی سے بدل گئی اس کامیابی مین درحقیقت حکومت کا اتنا اثر شامل نہ تھا جتنا علیا حضرت کے استقلال اور سچی ہمدردی اور خلوص کا تھا یہی وہ چیزین ہین جن سے انسان ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے اور یہی وہ صفتین ہین جو خدا نے علیا حضرت کو کافی طور سے عطا فرمائی ہین حضور عالیہ کے دل مین جو درد ہے وہ صرف اپنی رعایا ہی کے لئے نہین ہے بلکہ کل قوم اور کل ملک کا درد اور اسکی ترقی کی فکر ہے اور اس کا ثبوت ان شاہانہ فیاضیون سے جو علیا حضرت ہندوستان کی مختلف تعلیم گاہون اور انجمنون پر فرماتی ہین اور ان کوششون سے جو حضور عالیہ ملک کی عام تعلیم اور خصوصاً تعلیم نسوان کے متعلق فرماتی ہین ملتا ہے ہم یہ خیال ظاہر کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ جب سے علیا حضرت نے تعلیم نسوان سے

اپنی خاص دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے اور عملی طریقہ سے حصہ لیا ہے اُس وقت سے ہندوستان کی اس تحریک مین تازہ جان پڑگئی ہے اور قوم کے اُن بزرگون کے جو ہماری صنف ضعیف کی بھلائی اور ترقی مین کوشان ہین حوصلے بڑھ گئے ہین اور اُن کو کامل بھروسہ ہوگیا ہے کہ ہماری امداد و اعانت اور حمایت مین خدا کی عنایت سے ایسی مبارک ذات موجود ہے جس سے ہمین اپنے کامون کی تکمیل کی پوری امید ہے نہ صرف امید ہی بلکہ وہ یہ دیکھ رہے ہین کہ تکمیل شروع ہوگئی ہے۔

حضور عالیہ نے اس تحریک مین جو سب سے بڑا حصہ لیا ہے وہ صرف شاہانہ امداد و اعانت ہی تک محدود نہین ہے بلکہ ایک اعلیٰ رہنما کا فرض بھی انجام دیا ہے اور وہ راستے بھی بتادئے ہین جنکی پیروی سے یہ تحریک سرسبز و بارآور ہوسکتی ہے اکثر لوگونکا خیال ہے کہ عورتون سے بجز سینے پرونے اور دوسرے خانہ داری کے کامون کے اور کچھ نہین ہو سکتا اور وہ ملکی تمدنی اور علمی بڑے بڑے کامون کے نااہل ہین جن کے اہل مرد ہی سمجھے جاتے ہین اس کے جواب مین بجاے اس کے کہ ہم دنیا کی تاریخ سے بے شمار مثالین پیش کرین ہم صرف حضور عالیہ کو پیش کرتے ہین اور بلاخوف تردید یہ کہنے کی جرأت کرتے ہین حضور عالیہ نے ۷ برس کی قلیل مدت مین جو کارہاے نمایان کئے ہین ان کی کسی مرد سے توقع نہین ہوسکتی تھی ترقی یافتہ ممالک کے اہل الراے بھی اس مسئلہ کے ثبوت مین کہ عورتین بھی رہنما ہو سکتی ہین، حضور عالیہ ہی کی مثال پیش کرتے ہین۔

اب ہم حضور عالیہ کے اُن قابل تعریف کامون کا ذکر

کرنا چاہتے ہین جو حضور عالیہ نے اپنی صنف کی بہتری اور اُن کی حالت سنوارنے کے لئے خاص ریاست بھوپال مین فرمائے ہین۔

ہمارے ناچیز سپاس نامہ مین اسقدر گنجائش نہین ہے کہ ہم اُن کامون کا تفصیلی بیان کرین اس لئے مختصر طور سے عرض کرینگے لیکن اُن قابل قدر کامون کے بیان سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ان ذرائع ترقی کو دیکھین جن سے ہماری حالت درست ہوسکتی ہے کہ وہ کیا ہین اور کس قدر مہیا ہوئے۔

علیاحضرت ہماری درستی اور ترقی کے لئے جن سامانونکی ضرورت ہے اُن مین سب سے مقدم تعلیم ہے بغیر اس کے ہم بچون کی تربیت اور خانہ داری کے کاروبار اچھی طرح انجام نہین دیسکتے اور نہ اُن فرائض کو ادا کرسکتے ہین جنکا ادا کرنا مذہبًا ہم پر لازم ہے۔ ساتھ ہی اسکے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ صرف دنیاوی تعلیم ہی نہو بلکہ مذہبی تعلیم بھی کامل طور سے ہم کو دیجائے۔ ناقص دنیاوی تعلیم سے جس طرح کوئی فائدہ نہین اسی طرح ناقص مذہبی تعلیم غیر مفید بلکہ مضر ہے مسلمان عورتون کے لئے اس بات کی بھی بڑی ضرورت ہے کہ اُن کی تعلیم مین پردہ کا خاص طور سے لحاظ رکھا جائے۔ بعض لوگون کا یہ خیال کہ ہماری ترقی پردہ کی پابندی کے ساتھ نہین ہوسکتی صحیح نہین ہے مسلمانون مین پردہ کچھ آج سے نہین ہے بلکہ ہمیشہ سے رہا ہے اور گذشتہ زمانہ مین مسلمانون نے جو ترقی کی وہ سب کو معلوم ہے۔ مسلمانون کی ترقی کے دور مین عورتین بھی اعلےٰ تعلیم یافتہ ہوتی تھین اور وہ جو کچھ حاصل کرتی تھین وہ پردہ مین رہکر ہی حاصل کرتی تھین تاریخ مین ایسی اور قومون کی بھی

مثالیں ملتی ہیں جن میں پردہ کا رواج تھا اور وہی زمانہ اُن کی ترقی کا تھا جب اُس قوم کی عورتیں پردہ میں رہتی تھیں۔ اس وقت ہندوستان میں خدا کے فضل سے بہت مسلمان عورتیں اعلے تعلیم یافتہ موجود ہیں اُن کی تعلیم میں پردہ نے کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کی۔ ہمارے سامنے خود علیاحضرت کی ایک اعلے مثال موجود ہے۔ علیاحضرت کو جو علم وفضل حاصل ہے وہ پردہ ہی میں رہکر حاصل ہوا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ پردہ کو جسکی وجہ سے مسلمان عورتیں اعلے صفات سے جو عورتوں کے لئے لازمی ہے ممتاز رہی ہیں خیرباد کہدیں۔

مختلف علوم کی تعلیم کے ساتھ ہم کو صنعت وحرفت کی تعلیم کی بھی ضرورت ہے یہ ایک ایسی تعلیم ہے جس میں ہندوستان کی عورتیں ہی نہیں بلکہ مرد بھی پیچھے ہیں خصوصًا مسلمانوں میں بہت کمی ہے قومی اور ملکی ترقی یہ مسلم ہے کہ بغیر مرد اور عورت کی باہمی شرکت وامداد کے نہیں ہوسکتی بلکہ اگر زندگی ایک بوجھ سے تعبیر کی جاوے تو اُس کے اُٹھانے کے لئے لازمی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ شریک ہوں۔ یہ شرکت پوری طرح اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک عورتوں کو بھی صنعت وحرفت کی تعلیم نہ دیجائیگی۔ تعلیم کے ساتھ بڑی ضرورت شائستہ سوسائٹی کی ہے۔ علیاحضرت نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ بنی نوع انسان کی ترقی وشائستگی کا بہت کچھ انحصار عمدہ صحبت اور شائستہ سوسائٹی پر ہے جس قدر سوسائٹی بہتر ہوگی اسی قدر وسیع الخیالی پیدا ہوگی اور یہی وسیع الخیالی ترقی وشائستگی کی بنیاد ہے۔

حضور عالیہ نے یہ جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا حرف حرف

صحیح ہے بغیر شائستہ سوسائٹی کے نہ علم کا صحیح طور سے استعمال آسکتا ہے اور نہ خیالات مین جلا اور روشنی پیدا ہوسکتی ہے۔

علیا حضرت! یہ وہ چیزین ہین جن کا سامان مہیا کرنے سے ہماری حالت درست ہوسکتی اور ہم ترقی کے میدان مین قدم بڑھا سکتے ہین جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ حضور عالیہ نے ان سب چیزون کا سامان کافی طور سے مہیا کر دیا ہے تو ہماری مسرت اور خوشی کی کوئی حد نہین رہتی۔ تعلیم کے لئے کئی مدرسے جاری ہین جن مین سے وہ دنیادی تعلیم کے مذہبی تعلیم اور تربیت کا بھی پورا انتظام کیا گیا ہے اور ان مین ایسی قابل معلمات مقرر فرمائی ہین جو نہایت دلسوزی اور محنت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتی ہین اور یہ تمام مدرسے علیا حضرت کی خاص توجہ سے نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہین ایک مدرسہ صنعت و حرفت اناث بھی قائم ہے جس مین مختلف حرفتون کی تعلیم کا اعلی پیمانہ پر انتظام کیا گیا ہے اسی کے ساتھ علیا حضرت نے ایک زنانہ مصنوعات کی نمائش قائم فرمائی ہے جو ہر تین سال کے بعد منعقد ہوا کریگی یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے عمدہ نتائج سے نہ صرف بھوپال کی مستورات فائدہ اٹھائینگی بلکہ ہندوستان کی ہر مذہب و ملت کی خواتین بہرہ ور ہونگی بڑی ضرورت دایہ گری کی تعلیم بھی تھی۔ علیا حضرت نے لیڈی منٹو نرسنگ اسکول قائم فرماکر اس کمی کو بھی پورا کر دیا ہے تیسری ضرورت ایک شائستہ سوسائٹی کی ہے اس کے لئے بھی علیا حضرت نے ایک کلب قائم فرما دیا ہے جو پرنسس آف ویلز کلب کے نام سے موسوم ہے جس مین خود علیا حضرت بنفس نفیس شریک ہوکر خواتین کو اپنے بیش بہا

خیالات اور مفید اور کار آمد نصیحتوں سے مستفید فرماتی ہین۔ ہندوستان مین یہ پہلا کلب ہے جو پردہ نشین مستورات کے لئے قائم ہوا ہے غرض کہ علیا حضرت نے ہماری ترقی کے کل اسباب مہیا کر دئے ہین اور علیا حضرت کی کوشش و ہمدردی سے اور بھی نئے نئے اسباب فراہم ہوتے جائین گے۔

علیا حضرت نے عورتون کے لئے مفید معلومات فراہم کرنے مین بہ نفس نفیس جو کوشش اور محنت فرمائی ہے اس کی تعریف ہم سے نہین ہو سکتی۔ علیا حضرت نے جو اپنی نظیر آپ ہی ہین باوجود ملک داری کی مصروفیتون کے اپنے قیمتی وقت کا محض ہماری فلاح و بہبودی کے خیال سے ایک حصہ وقف فرمایا۔ علیا حضرت نے جو کتابین تصنیف فرمائی ہین وہ ہمارے لئے ایک سچے رہنما کا کام دیتی ہین اور اس قابل ہین کہ ہر پڑھی لکھی عورت ان کو مطالعہ مین رکھے۔

علیا حضرت! ہم یہ کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ علیا حضرت کے دل مین جو قومی درد ہے اور خصوصاً صنف نسوان کی ترقی و فلاح و بہبودی کی جو فکر ہے اور جس سرگرمی کے ساتھ علیا حضرت کوشش فرما رہی ہین اُسکی نظیر تاریخ مین نہین ملتی۔ علیا حضرت کی ذات پر ہم جسقدر فخر کرین بجا ہے۔

ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ حضور عالیہ نے اپنی صنف کی بہتری کے لئے جو کوششین فرمائی ہین اُن کو کامیاب بنانے کے لئے ہم نے بہت کم حصہ لیا ہے۔ علیا حضرت کا جو کام تھا وہ علیا حضرت نے ہماری توقعات سے بدرجہا زیادہ کر دیا ہے اب اُس سے فائدہ اُٹھانا

اور حضور کی کوششون مین شریک ہونا ہم پر لازمی ہے۔
اب ہم اپنے سپاس نامہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ حضور عالیہ کے عمر و اقبال مین ترقی دے اور ہمارے سر پر عرصہ دراز تک زندہ و سلامت رکھے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

## تقریر پر تنویر علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس آئی و جی سی آئی ای فرمانروائے بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال

بجواب

## ایڈریس ممبران و سکرٹیری لیڈیز کلب بھوپال بتقریب زنانہ گارڈن پارٹی واقع ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء

خواتین!
یہ آپ کے شریفانہ جذبات ہین کہ آپ میرے کامون کی جو مین اپنی صنف کے متعلق کرتی رہتی ہون اس درجہ قدر کرتی ہین ورنہ یہ تو میرا ایک فرض ہے جس کو ادا کرنا مجھ پر لازم ہے۔ بہرحال مجھ پر بھی آپکی شکرگذاری واجب ہوگئی ہے اور مین اُن خیالات کا جن کو آپنے ایسے عمدہ اور پرجوش الفاظ مین ظاہر کیا ہے شکریہ ادا کرتی ہون۔
خواتین! ہر ایسے ابتدائی کام مین جس کے خلاف تعصبات

موجود ہون اور اُس سے نفرت کی جاتی ہو ابتدا مین ضرور مشکلات حائل ہوتی ہین چنانچہ جسے اور میری طرح تمام حامیان تعلیم نسوان کو مشکلات پیش آئین لیکن کوئی مشکل ایسی نہین ہے جو تدبیر سے آسان نہ ہو سکتی ہو البتہ استقلال اور مضبوط ارادے کی ضرورت ہے عموماً ہندوستان مین اب تعلیم نسوان سے تعصبات کم ہوتے جاتے ہین۔ مخالفت کی آواز دب گئی ہے اور جو نفرت پہلے تھی وہ اب نہین رہی لیکن ترقی اور عام اشاعت مین جو امور سد راہ ہین اُن کے دور کرنے کا ہنوز کوئی کافی انتظام نہین ہوا ہے تاہم مایوسی کی کوئی وجہ نہین۔ جہان اس وقت عام تعلیم کی اشاعت ہے وہان بہی انہین دقتون کا سامنا ہوا تھا اور رفتہ رفتہ ہی دور ہوئی تھین۔ میرے زیر غور جہان مردانہ تعلیم کی اشاعت کی تجاویز ہین وہان مین زنانہ تعلیم کی توسیع سے بھی غافل نہین ہون اور ان چند مدرسون کو کافی تصور نہین کرتی اور اسی لئے مین نے سلطانیہ گرلس اسکول مین ٹرینینگ کلاس جاری کرنے کی منظوری دی ہے کیونکہ جب تک معقول تعداد مین اچھی اُستانیان میسر نہ ہون کوئی تدبیر کارگر نہین ہو سکتی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ پردہ تعلیم کا مانع اور حارج نہین ہو سکتا اور ہمارے سامنے قرون اولے یعنی صحابہ کے وقت سے لیکر اس وقت تک کی ایسی مثالین موجود ہین کہ پردہ مین تعلیم ہوئی اور جو فرائض عورت کے ذمہ عائد کئے گئے اُن مین وہ عہدہ برآ ہو گئی اور اُس مین وہ تمام صفات موجود ہین جو تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہوتی ہین۔ وطن کی محبت۔ غریب اور عزیزون کے ساتھ ہمدردی۔ عفت۔ پاکدامنی اخلاقی جرأت، صداقت وراستبازی کی بڑی بڑی روشن مثالین ان ہی پردہ نشین خاتونون مین ملتی ہین۔ البتہ تعلیم و تربیت کا ایسا صحیح نظام

ضرور قائم رہنا چاہئے جس مین مذہب جز و اعظم ہو کیونکہ مذہب ہی کی وہ قوت ہے جو اخلاق کو سدھارتی اور بناتی ہے صرف یہ کہدینا کہ فلان کام برا ہے انسان کو برائی سے نہین روک سکتا یا یہ کہدینا کہ فلان کام اچھا ہے اچھے کام کرنے پر مائل نہین کرسکتا جب تک کہ اس کا نتیجہ یعنی سزا و جزا سامنے نہ ہو مین تمام مذاہب کا ادب ملحوظ رکھکر کہونگی کہ مذہب اسلام کا بڑا منشا انسان کے اخلاق کی درستی ہے اور ہمارے رسول مقبول نے اپنی بعثت کا بھی یہی منشا قرار دیا ہے پس مسلمان عورتین جو مذہب کو مقصد اول قرار دیکر تعلیم حاصل کرین اور مذہب سے بیگانہ نہ ہون تو اُن سے بہتر کوئی اور قوم تعلیم کا بہترین فائدہ حاصل نہین کرسکتی اور پھر ایسی صورت مین کہ تحصیل علم دونون کے لئے مساوی طور پر لازم کردیگئی ہو

خواتین! پردہ عورت کے لئے محافظ کا کام دیتا ہے خصوصًا مسلمانون مین تو یہ ایک شرعی حکم ہے۔ پس پردہ مین رہکر کمال حاصل کرنا بڑا کمال ہے اور اس کے متعلق جو کچھ خیال آپ نے ظاہر کیا ہے مین اس سے بالکل متفق ہون۔

خواتین! عمدہ سوسائٹی ہمیشہ انسانی اخلاق کو جلا دیتی ہے اور اگر اسکے ساتھ تعلیم بھی ہو تو نور علی نور ہو جاتی ہے۔ مین خود محسوس کرتی ہون کہ اس کلب نے آپکے گروہ مین ایک عظیم تغیر پیدا کردیا ہے اور مجھے کوئی شبہ نہین ہے کہ خواہ رفتار ترقی تیز نہ ہو لیکن اس سے ایک حد تک تو وہ اغراض پوری ہو رہی ہین جو اس کے قائم کرتے وقت قرار دئے گئے تھے۔ اس بات کو بھی کبھی بھولنا نہین چاہئے کہ کلب اور سوسائٹیان عمومًا کسی اصلاح یا ترقی یا کسی اور عمدہ مقصد کے لئے قائم کیجاتی ہین اور وہ عمومًا شریفانہ مقصد ہوتے ہین لیکن اگر اس کو نمود و نمائش فیشن اور خود بینی کا مرکز بنالیا جائے تو وہ مقاصد

پورے نہین ہوتی بلکہ برعکس نتائج نکلتے ہین یا اگر صرف سیر و تفریح کا ہی مقام قرار دے لیا جاے اور اُس مین ہمدردانہ کامون کے متعلق تبادلہ خیالات نہ کیا جاے یا کوئی اور مقصد پیش نظر نہ رکھا جاے تو وہ تضیع اوقات کی جگہ ہو جاتی ہے۔

خواتین! آپ نے میری ذات پر جو اعتماد ظاہر کیا ہے مین اُسکا جواب انکسار کے ساتھہ نہین دونگی بلکہ آپ کو حوصلہ دلاؤنگی کہ آپ کا یہ اعتماد اور زیادہ ہوتا رہے اور مین صاف صاف کہتی ہون کہ مین ہر ممکن طریقے اور اُن ذریعون اور وسیلون سے جو فضل خداوندی سے مجھے حاصل ہین اپنی صنف کی امداد کے لئے تیار ہون۔

خواتین! مین سمجھتی ہون کہ یہ ایک بڑی غلطی ہوگی کہ عورتین تمام ملکی و تمدنی امور مین مردون کی مساوات کا دعوے کرین اُن کو اس دائرہ سے باہر نہین جانا چاہیئے جو دست قدرت نے اُن کے چارون طرف کھینچ دیا ہے نہ اس معاملہ مین اُن منطقی دلیلون کی پیروی کرنی چاہئے جو اس مساوات کے متعلق کی جاتی ہین۔

مستثنےٰ اور خاص مثالین سب پر حاوی نہین ہوتین ہر عورت چاند سلطانہ، رضیہ بیگم اور نواب سکندر بیگم نہین ہو سکتی۔ صدہا سال مین تاریخ کوئی ایسی مثال پیدا کرتی ہے جو خداوند کریم کی قدرت کا محض ایک ثبوت ہوتی ہے ایسی مساوات کے خیال سے گھر کی خوشیان برباد ہو جاتی ہین اور خانہ داری کا لطف جاتا رہتا ہے۔ ہان جو حقوق خدا نے ایک دوسرے کے مقرر کر دئے ہین اُنکو مانگنا اور لینا چاہیئے۔ ہندوستان مین عورتون کے لئے علاوہ عام تعلیم کے جس مین مذہبی تعلیم بھی شامل ہے ابھی صرف اسی قدر صنعتی تعلیم کافی ہے

وہ اپنے خانگی کاموں اور معاشرت میں اس سے امداد لے سکیں اور مقصد
تعلیم عام و خاص مدارس میں بھی حاصل ہو سکتی ہے اور اگر ان کے ساتھ بورڈنگ ہاؤس
ہوں تو وہاں تو بہت آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ بے شک ایسی دستکاری
اور صنعت کے شوق کو پیدا کرنے اور بڑھانے کے لئے زنانہ مصنوعات
کی نمائشیں بڑی چیز ہیں اور بھوپال میں جو نمائش قائم کیگئی ہے وہ ضرور
مفید ہے لیکن ان کا فائدہ اُس وقت تک وسیع طور پر حاصل نہیں ہو سکتا
جب تک کہ ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں ایسی نمائشیں نہ کھولی جائیں اور
خواتین کو آسانی کے ساتھ ان میں شرکت کا موقع نہ ملے۔ یہ کام ایسا اہم اور
مشکل نہیں کہ جا بجا نہ ہو سکے۔ کاش ایسی نمائشوں کے انعقاد کی جانب کم از کم
ہر صوبہ میں ہی توجہ کی جاے۔

خواتین! آپ نے میری مشاغل تصنیف و تالیف کا تذکرہ بڑے پُر جوش
طریقہ سے کیا ہے اسکی نسبت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کاش مجھ سے زیادہ قابل اشخاص
اس طرف توجہ کرتے تو اور بھی زیادہ مفید معلومات حاصل ہوتیں اور زنانہ تعلیم کیلئے
بہترین سلسلہ قائم ہو جاتا۔

خواتین! یہ جو کچھ میں نے کیا ہے اور کرونگی میرا ایک نسائی اور صنفی
فرض ہے جس کا میں کچھ نہ کچھ احساس رکھتی ہوں لیکن آپ سب کو یہ ذہن نشین
کر لینا چاہئے کہ صرف ایک آدمی کی قوت سے اتنی بڑی مہم سر نہیں ہوتی یہ
بڑی کام ہے اور جب تک کہ قوم کی افراد ہی اس میں حصہ نہ لیں گی یہ کام انجام نہیں پا سکتا

اب میں مکرر آپ کے اس خلوص و محبت کا شکریہ ادا کر کے اپنا سلسلہ تقریر
ختم کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ میری صنف اس وقت جس جہل و ظلمت میں
گرفتار ہے اُس سے نجات حاصل کرے۔

# چارشف ترکی برقعہ

یعنی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اسکو پہنے ہی رہتی ہین۔ اس کے دو حصہ ہین۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکائے جائین تو باہر والون کو نظر نہ آئین۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر پیر کے ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ یا اسکرٹ۔ ڈولی۔ گاڑی یا ریل مین بیٹھ کر اگر اوپر کا حصہ اُتار ڈالین اور نیچے کا حصہ پہنے پہنے اسپر دوپٹہ اوڑھ لین تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ پہنے دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہین۔

اس کے خوش وضع و آرام دہ ہونے کی وجہ سے **عربی مصری اور ایرانی خواتین** بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہین ہم نے اس مین کچھ ترمیم کر کے اس کو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیون نے خریدا اس کو پسند کیا ہے روشن خیال مرد اس کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکا کا | دبیز ریشم کا |
|---|---|---|---|
| | دس روپیہ | بارہ روپیہ | تیس روپیہ |

فرمائش مین کمر سے لیکر پاؤن کے ٹخنہ تک کی لمبان تحریر کرنی چاہیے

چارشف کی عکسی تصویر مفت روانہ کیجاتی ہے

**ملنے کا پتہ خاتون اسٹورز چاندنی چوک فوارہ دھلی**

# اسلامک ریویو مجریہ لنڈن قیمت سالانہ معہ ر

## اور
## اس کا اُردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام قیمت سالانہ تین روپیئے

## ایڈیٹر خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی صدر الدین صاحب

مسلم پبلک میں اسلامک ریویو کسی کو معروف کرانے کا محتاج نہیں صرف ہم برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت اس کے منافع پر انگلستان اسلامی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہیں۔ اس کا ہر ایک خریدار گویا بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ اگر برادران ملت کوشش کر کے انگریزی رسالہ کے پانچ ہزار اور اُردو کے دس ہزار خریدار پیدا کر دیں تو ان کا منافع ہی ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انگریزی رسالہ کئی ہزار تک بلاد غربیہ میں مفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی ہمیں پانچ روپیہ سالانہ بھیجدے تو ہم انکی جگہ ایک انگریزی رسالہ یورپ میں مفت تقسیم کر دینگے۔ کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند ہزار بھی ہندوستان میں نہیں؟ دوستو! اٹھو!! جاگو!!! وقت کو غنیمت سمجھو۔ اسلامک ریویو ہی ایک کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام کا ثابت ہوا ہے اور بفضلہ تعالے اُس نے اپنی عزت کو یورپ میں نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہے اسکو مضبوط کرنیکی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر جزیل پاؤ۔ والسلام

**نوٹ۔** نمونہ ایک آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت۔ درخواستیں خریداری کی پتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

**منیجر رسالہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام عزیز منزل نولکھا لاہ**

# مورخ

ادب اردو کے لئے تاریخ کی ضرورت روز بروز زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے اور افسوس کہ اردو مین ابھی تک کسی قوم اور کسی ملک کی مکمل تاریخ موجود نہین ہے ہماری یہان جتنے مورخ پیدا ہوے ہین سب انھون نے سوا اسکے کہ کسی خاص نامور کے حالات مین یا کسی خاص مسئلہ پر کوئی تاریخی کتاب لکھدی ہو کوئی مکمل اور بسیط تاریخ نہین لکھی۔

اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے مین نے یکم جولائی ۱۹۲۰ء سے مورخ نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کردیا ہے جس مین کسی نہ کسی ملک کی ایک مستند مبسوط تاریخ کا سلسلہ جاری رہیگا۔

فی الحال مورخ مین مولانا مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی مشہور تاریخ "ارض مقدس" کے ۴۸ صفحہ ہوتے ہین اور اس کے ۱۶ صفحہ پر کانڈی کی مشہور تاریخ "عرب ان اسپین" کا ترجمہ پورا رسالہ پانچ جز یعنی ۸۰ صفحون پر ہوتا ہے۔ کانڈی کا ترجمہ کرنیکی کئی بار کوشش کی گئی۔ مگر کوئی شخص اس کام کو انجام نہ دے سکا دشواری یہ ہے کہ اس مین کثرت سے عربی نام ہین اور ہماری موجودہ انگریزی دان ان نامون سے بالکل ناآشنا ہین جو بگاڑ کے کچھ سے کچھ کردیا کرتے ہین۔ ہماری خوش قسمتی سے مولانا مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے نامون کی تصحیح کا کام اپنے ذمے لے لیا ہے۔

مورخ کا سالانہ چندہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصول ڈاک چھ آنہ کل پانچ روپیہ چھ آنہ پر مورخ جاری کردیا جاتا ہے۔ ہمین حامیان زبان اردو اور مولانا شرر کے لٹریچر کے قدر دانون سے امید ہے کہ اس رسالہ کی ضرور سرپرستی فرمائین گے۔ نمونہ کا پرچہ ۸ر پر دیا جائے گا ۸ر پر دو ہی بار روانہ ہوسکتا ہے۔

الملتمس محمد صدیق حسن سب ایڈیٹر

دلگداز و اڈیٹر مورخ [illegible] لکھنؤ

# اطبا کے قدیمی مجربات تیار ہین

وہ مجرب نسخے جو اطبائے قدیم کے مجربات کا خلاصہ اور طب یونانی اور ویدک کا سرمایہ فخر ہین۔

وہ اصلی یونانی اور ویدک دوائین جن سے بیشمار بندگان خدا نے نفع حاصل کیا ہو عالیجناب حاذق الملک بہادر کے خاندانی مجربات جنکے کرشمے لاکھون آدمیون نے دیکھ لئے ہین

## بالکل خالص بالکل اصل تیار ہین

اور یہ ہندوستانی دواخانہ دہلی سے واجبی قیمتون پر مل سکتے ہین

## یہ وہی دواخانہ ہے

جو عالیجناب حاذق الملک بہادر حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی مین ہے اور جس کا نفع اس عظیم الشان طبی کالج کے لئے وقف ہے کہ جس کا سنگ بنیاد ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کو ہز ایکسلنسی وائسرائے نے رکھا تمام ملک مین یہ دواخانہ اپنی خالص اور عمدہ اور قابل اعتماد ادویہ عمدگی کاروبار صفائی معاملہ اور فرمائشات کی روز کے روز تعمیل کرا دینے کی وجہ سے مشہور ہو کم سے کم تجربہ تو کیجئے۔ (فہرست ادویات مفت)

پتہ

## منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

# وہ آنکھین کہان ہین

جو ہمیشہ دردِ ملت سے خونبار رہتی ہین وہ دل کہان ہین جو حسن مصیبت اور فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہین مین چاہتا ہون کہ وہ میرٹھ کے دلکش و دلپسند ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ

## اسوۂ حسنہ

کا نمونہ منگا کر دیکھین جو سوا دو سال سے نہایت ایمانداری خلوص اور مآل اندیشی سے قوم و ملت کی خدمت کر رہا ہے اور جس نے اپنے ناظرین کی معلومات و مظنونات اور عادات و اطوار مین ایک خوشگوار انقلاب پیدا کیا ہے اس رسالہ مین ہر قسم کی تحریری دلچسپیان اور مذہب و روحانیت کے متعلق وہ تمام باتین ہوتی ہین جن کی فی زمانہ مسلمانون کو ضرورت ہے اس رسالہ کو دیکھکر انشاء اللہ آپ خود بہت خوش ہونگے سالانہ قیمت عہ مع محصول مقرر ہے۔

المشتہر

**منیجر رسالہ اسوۂ حسنہ کیمپ میرٹھ**

## پہلے درویش کے جنگی کارنامے

(عنوان شہدائے بالا کوٹ کا بیان جن میں خود حضرت سید احمد کا ذکر بھی شریک ہے) اس عنوان کے تحت نہایت پر درد دلکش تاریخی مضامین کا ایک قابل دید سلسلہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے میرٹھ کے ماہوار مذہبی و ادبی رسالہ راز و نیاز کے لئے لکھنا شروع کیا ہے۔ اس دلگیر سلسلہ کا پہلا حصہ راز و نیاز کے نومبر نمبر معروف بہ درویش جنتری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا ہے جو حضرات اس پر درد تاریخی مضمون کے مطالعہ سے لطف اٹھانا چاہیں وہ صرف ۱۲؍ کے ٹکٹ بھیجکر ہم سے درویش جنتری ۱۹۱۷ء منگائیں جس میں سال بھر کے لئے پنجگانہ نماز، روزہ، سحری و افطار کے تمام معتبر اوقات ایک نظر سے، بزرگان دین کے عرسوں کی تاریخیں، حضرت جرجیس علیہ السلام کا عبرت آموز قصہ، اولیاء اللہ کی دلسوز حکایات، فقہی مسائل، قمری آداب، اعمال و وظائف، مجرب علاج، سالانہ اخبارات و رسائل کی فہرست اور بہت سی کارآمد اور دلچسپ باتیں درج کی گئی ہیں اور جس کی ایک ایک سطر پڑھنے کے قابل ہے۔ رسالہ راز و نیاز کہ جس کی سالانہ قیمت ۲؍ ششماہی ۱۲؍ اور سہ ماہی ۸؍ ہے کے مستقل خریداروں کو درویش جنتری مفت دی جاتی ہے محض ۸؍ خرچ کر کے آپ درویش جنتری اور راز و نیاز کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ضرورت ہے درویش جنتری ۱۹۱۷ء کو کمیشن پر فروخت کرنے کے لئے ایجنٹوں کی بہت جلد متوجہ ہوں جنتری کی قیمت ایجنٹوں سے بجائے ۸؍ کے صرف ۴؍ ہی لی جائے گی۔

**مینیجر "راز و نیاز" و درویش جنتری کیمپ میرٹھ**

---

مقابلہ کی صفائی۔ اگر ایک ہفتہ کے مطالعہ کے بعد اتالیق نسواں آپ کے زنانخانے میں ناپسند ہو تو واپس کر کے قیمت منگا لو۔ فہرست مضامین کیلئے دیکھو ... صفحے ... اور فضلاء اور اخبارات کے ریویو ... کے واسطے ... صفحے ... ہی سکے ...




| | |
|---|---|
| رعایتی قیمت | صرف ۱۵ اپریل سے ۱۵ فروری تک بجائے پانچ روپے کے چار روپے۔ محصول ڈاک علاوہ |

یہی کتاب ہے جسکو ہزاروں نے پسند کیا۔ ہز ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ فرمانروائے بھوپال نے ... ہندوستان کی سررشتہ تعلیم کی کمیٹیوں اور اکثر ریاستوں نے پسند کر کے خرید کیا ہے یہ ایسی کتاب ہے جو چند احباب لیگ رام طلب ہوئی اسکی ایک کاپی سرکاری طور پر پسند ہو کر کتب خانہ لندن میں داخل ہوئی۔ بہو بیٹیوں کو سگھڑ سلیقہ شعار بنانے میں اور اسلام خانہ داری سکھلانے میں ہندوستان کی کسی زبان میں ایسی کتاب نہیں ہے ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے۔

دہلی کوچہ چیلاں گلی عزیز الدین خان محمد لطیف منشی سکندر علی خان سے طلب کریں

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) دستی حفظان صحت [illegible] امراض متعدی تیمارداری کے اصول صفحے قیمت مجلد (۲) بچوں کی پرورش [illegible] بچوں کی رضاعت غذا امراض [illegible] صحت [illegible] امراض سے حفاظت زہر اور تدبیریں جانوروں کے کاٹنے کا علاج اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام [illegible] صفحے قیمت مجلد (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کے اصول [illegible] کو کاربند ہونا چاہیے [illegible] صفحے قیمت مجلد (۴) آئین تیمارداری یعنی ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے [illegible] قیمت مجلد (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر و زوجہ کے شرعی و قانونی حقوق و اختیارات اور فرائض [illegible] امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے [illegible] صفحے قیمت مجلد (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کار آمد [illegible] معلومات [illegible] قیمت [illegible] (۷) حفظ صحت اس میں روز مرہ کے ان تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم رکھنے کو ضروری ہے [illegible] صفحے قیمت مجلد (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری [illegible] بیگم صاحبہ کی کتاب [illegible] کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اس کا مطالعہ کریں [illegible] صفحے قیمت مجلد (۹) معیشت و معاشرت خانہ داری کا [illegible] جس میں [illegible] خانگی زندگی کے تمام ضروری [illegible] نہایت تحقیق و دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں [illegible] علیا حضرت سرکار عالیہ [illegible] تہذیب النسوان و تربیت الانسان [illegible] نواب شاہجہان بیگم صاحبہ [illegible] نسوان کی [illegible] خانہ داری کی ضروری [illegible] مسائل ضروریہ [illegible] شائع ہو چکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے [illegible] صفحے قیمت مجلد (۱۰) [illegible] ہر ہائینس [illegible] علیا جناب [illegible] بیگم صاحبہ [illegible] تصنیف [illegible] حفظان صحت بیگم صاحبہ [illegible]

فوائد ورزش (علیگ) ایک تقریر جو حفظان صحت کے اہم اور کارآمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۳ (۱۳) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرۃ نبوی میں ان کی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان لڑکیوں اور بچوں پر اس کا مطالعہ فرض ہے قیمت ۲ مجلد ۳ (۱۴) سیر یورپ ہر ہائینس نازلی رفیعہ سلطان نواب بیگم صاحبہ ریاست جنجیرہ کے سفر یورپ کا روزنامچہ جس میں تمام واقعات کو خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کیا ہے ۴۲ عکسی تصاویر ہیں صفحات ۴ قیمت قسم اول ۴ قسم دوم ۲ مجلد ۲ (اضافہ ۱۵) سرگذشت ہندوستانی گھروں میں بعض غیر خوبی اور تمدنی حالتوں کا فوٹو (مصنفہ زہرا بیگم فیضی صاحبہ) قیمت قسم اول ۸ قسم دوم ۲ مجلد ۲ (اضافہ ۱۶) تفریح الاطفال گھر کے اندر بچوں کو مہذب اور دلچسپ کھیلوں کے طریقے ہیں جس کو مسز بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلس اسکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے ۲ صفحے قیمت ۲ مجلد ۱ (۱۷) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اونی ورسٹی اور سوتی کاموں کو سکھانے کے لئے سب سے بہتر استاد ہے اور اس وقت تک اردو میں اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کو متعدد نقشے بھی دیئے گئے ہیں جن کے بلاک انگلستان سے تیار کرا کے گئے ہیں اور جن کی تعداد ۵۰ ہے صفحات ۴ قیمت عہ مجلد ۴ (۱۸) سوال و جواب تندرستی اس میں تندرستی کے مضامین کو بطور سوال و جواب کے سلطانیہ گرلس اسکول کی ایک معلمہ نے مرتب کیا ہے ۱۴ صفحے قیمت ۲ مجلد ۱ (۱۹) ناول نادر جہان یہ علیا جناب سہیل صاحبہ کا تصنیف کردہ دردانگیز اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۲۳ قیمت ۲ مجلد ۱ (۲۰) زہرہ مصنفہ تاج اس ناول میں ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کر کے ایک عیسائی جنٹلمین کے ان شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض متعصب یوروپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے۔ اس میں چار عکسی تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۱) تعلیم اصول خانہ داری قصے اور کہانیوں میں نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ۱۲ مجلد عہ (۲۲) اثبات شان جب الوجود تعالی ہی تعالی پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت عہ مجلد عہ (۲۳) تاریخ ابو البشر

...انسان کے آغاز کے وقت جگہ اور کیفیت کی بابتہ علوم جدیدہ کی عجیب غریب تحقیقات قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ (۲۴)
...ت تخیال فی تہذیب الخصال بترک رذائل وکسب فضائل مین انسانی زادی کے کامگر اثر کاییان قیمت ۳ مجلد ۳ (۲۵)
...حقائق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس مین اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات نہایت
...محکم فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہین لکھائی چھپائی نہایت صاف خوشخط ہے صفحات ۲۰۴ قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ مذکورہ بالا
...دونون کتابین مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ مولفہ ہین جنکو پبلک سے خلعت قبولیت اور گورنمنٹ سے
...بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۶) آخوش ما دریعنی لوریون کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۲ مجلد ۲ (۲۷) پہیلیان مجلد ۲
...سید مخدوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہے جس پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۲۸) رموز فطرت
...اس کتاب مین علم طبیعات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل آسان اور دلنشین
...عبارت مین لکھی ہین جسکی نظیر اردو مین معدوم ہے قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ (۲۹) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ ہے
...جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مؤلفہ سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج) قیمت ۲ مجلد ۲ (۳۰)
...نظام الملک طوسی۔ پانچوین صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی المخاطب بنظام الملک طوسی
...کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبد الرزاق صاحب مولف البرامکہ) صفحات ۴۲۰ قیمت للعہ مجلد ۲ (۳۱) ذخیرۃ البحرین
...مصنفہ حکیم عبد الحمید صاحب اس کتاب مین سر سے لیکر پاؤن تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب علامات ومعالجات
...یونانی وڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہین اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب مین نہین مل سکتے قیمت حصہ اول ۱۲
...حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم ۱۲ مجلد ۲ (اضافہ) (۲۲) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی بیش بہا تصنیف ہے جس مین اصول وکلیات
...ڈاکٹری ویونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ مجلد حصہ ۲ (اضافہ) (محصول ڈاک
...بذمہ خریدار) (۳۳) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت ذکریا کی بیوی الی سبات کے حالات زندگی
...زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۲۰۰ قیمت غیر مجلد ۱۲ (۳۴) السلطان
...محمد مہدی مولف رموز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس مین علم خواص الاعضا (فزیالوجی) کے مبادیات
...نہایت آسان اور عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین قیمت ۲

ملنے کا پتہ

**محمد مہدی منیجر ظل السلطان**

نوٹ: ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۰ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے درس شریف لکھی ہے جو اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھیں جنتری بذریعہ ڈاک بلا قیمت و محصولڈاک بھیجی جاتی ہے۔

# جس کا درد وہی جانتا ہے
# دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی ایسا مرض نہیں جسکی تکلیف سے مریض نالان اور پریشان نہ ہو مگر دمہ کے مریض خاصکر دمہ کی ناقابل برداشت تکلیف سے واقعی بہت ہی پریشان ہوتے ہیں اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم گھٹا جاتا ہے اور نیند تک حرام ہوجاتی ہے۔ دیکھئے آج اسکو کس قدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء افیون دھتورہ بھنگ بلاڈونا پوٹاس ایوڈائڈ وغیرہ سے بنی ہے اس لئے فائدہ ہوتا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمائیں اس میں نقصان نہیں قیمت عمدہ فی شیشی محصولڈاک پانچ آنے۔ اس دوا کے دو خاص فوائد ہیں (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا ہے اور جب تک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے۔

**ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب**۔ آپ جانتے ہیں انسان کی زندگی خون سے ہے اس لئے خون صاف رکھنا ضروری ہے اسکی ترکیب آسان ہے ڈاکٹر برمن کا آئی اوڈائڈ سارسا مفید ثابت ہوا ہے اسمیں پوٹاس ایوڈائڈ وغیرہ کئی ایک آزمودہ ادویات ملا کر بنتا ہے اس لئے تمام سارسا سے زیادہ مفید ہے گرمی آتشک گٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے خون بگڑنے کی وجہ سے آتشک گٹھیا جیسے عارضے ہیں پارہ ملی ہوئی ادویات استعمال کرنے سے خون بگڑ جاتا ہے پوری حالت درست ہوگی کیونکہ قیمت فی بوتل ۱ روپیہ

**اگر آپ** اپنے لڑکے لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہوں تو **لال شربت** پلائیں کلیجے کی کمزوری دکھانسی لاغری کو دور کرنا چاہتے ہو تو **لال شربت** پلاؤ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکسان فائدہ کرتی ہے۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے لڑکے خوشی سے پیتے ہیں تب ہی تو بچے کو استعمال کراکے آزمائش کیجئے قیمت ۱۲ آنے فی شیشی محصولڈاک چار آنہ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت [illegible] مع محصولڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۴ | ماہ فروری ۱۹۱۶ع | نمبر ۹

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام سید [illegible] طبع ہوکر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لیئے مفید کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے۔ سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہون یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہون شائع نہین کئے جائین گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ مین ایکمرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہو گا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۳ روپے اور ہر حالت مین پیشگی لیجائیگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط وکتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہیئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹرس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط وکتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائین۔ مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائین۔ مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہین۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدرنشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ ر سے لیکر عہ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین انجمن کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے ان طالبات مدارس اناث کے لیے جو ظل السلطان مین بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھکر بھیجین تین انعام ے، عہ، صہ ر کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائین۔ اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## قدرت نے ہماری صنف کا کیا فرض قرار دیا ہے؟ اور وہ فرض ہم کیونکر ادا کرسکتے ہیں

تقریر

علیا جناب میمونہ سلطان شاہ بانو بیگم صاحبہ زاد مجدہا و اقبالہا بجلسہ پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب ۳۰ جنوری ۱۹۱۰ء

---

سرکار عالیہ اور خواتین محترم!

میرا ارادہ تھا کہ مین گذشتہ ۱۸- ربیع الاول کو جب کہ حضور سرکار عالیہ مدظلہا کے جلوس میمنت مانوس کی سالگرہ کی خوشی مین ہمارے کلب مین جلسہ ہوا تھا اور حضور عالیہ نے ہم خواتین کی درخواست منظور فرکر ایڈریس قبول فرمایا تھا اُسکے شکریہ مین تقریر کرتی اور چونکہ اُس دن ہر طبقہ کی خواتین جمع تھین اپنی صنف کے فرائض پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتی لیکن جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ یکایک

نوابزادہ حمید سلطان کی طبیعت علیل ہو جانے سے ہم سب تردد و انتشار مین تھے اور حضور عالیہ باوجود اضطراب کے محض اِس خیال سے کہ اُس مجمع کو جو نہایت خلوص و محبت کے ساتھ ایڈریس پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا مایوسی نہ ہو کلب مین تشریف لائی تھین اسلئے مین نے مجبوراً دوسرے وقت کیلئے اِس تقریر کو ملتوی رکھا اور الحمد للہ کہ اب ہم سب اطمینان کے ساتھ یہان جمع ہین اسلئے سب سے پہلے مین حضور عالیہ کے اُن الطاف وعنایات کا جو خصوصاً ہم سب ممبران کلب اور عموماً اپنی صنف پر مبذول فرماتی ہین شکریہ ادا کرتی ہون اور پھر اجازت چاہتی ہون کہ اِس مسئلہ پر کہ قدرت نے ہماری صنف کا کیا فرض قرار دیا ہے اور وہ فرض ہم کیونکر پورا کر سکتے ہین اپنے ناچیز خیالات کا کچھ اظہار کرون۔

خواتین!

آپکو معلوم ہے کہ نوع انسان مین سب سے پہلے ابوالبشر حضرت آدم کی تخلیق ہوئی اور جب انکا مقام بہشت برین قرار پایا تو ایسے دلفریب مقام پر اُن کی رفاقت اور اُن کی تسکین اور حقیقی مسرت کیلئے حضرت حوّا کو پیدا کیا اور پھر حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونون جنّت مین رہو گویا انسانی خوشی کی تکمیل کیلئے ایک جوڑے کا ہونا قدرت نے ضروری قرار دیا اور اُسکو راحت و رنج کا شریک بنایا جیسا کہ بعد کو جنت سے نکلنے اور اُس قصور پر نادم ہونے اور دنیا مین بسنے کے واقعات سے ظاہر ہے اور جنکو ہم سب جانتے ہین یہ قدرت کا پہلا کام تھا جسکو رہتی دنیا تک کیلئے ایک نمونہ بنا دیا کہ عورت ہی خوشی اور غم مین رفیق و شریک ہو سکتی ہے۔ پھر اُس نے جابجا اپنے کلام پاک میں ہماری تسکین اور ہمدردی کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جیسا ارشاد ہے

[illegible] خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

[illegible] (وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو تن واحد (آدم) سے پیدا کیا

اور اِسی کی جنس کا اُس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے۔"

پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ؁ یعنی اور اِسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی) ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم کو اُن کی طرف (رغبت کرنے سے) راحت ملے اور رحم (میاں بی بی) میں پیار اور اخلاص پیدا کیا جو لوگ سوچ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں اُن کیلئے اِن (باتوں) میں (قدرت خدا کی بہتیری ہی) نشانیاں ہیں۔"

اِن دونوں آیتوں میں اِس خالق کائنات نے انسانوں کی اِن دونوں صنف کو سمجھا دیا کہ تم دونوں اِسی لئے ہو کہ ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرے دوسری آیت میں اس منشا کو سمجھا کر یہ بھی بتا دیا ہے کہ اِس منشا کو پورا کرنے کیلئے ہم نے مودّت اور رحمت بھی تمہارے درمیان پیدا کر دی ہے اور پھر یہ بیان کرکے ارشاد ہے کہ جو قومیں کہ غور و فکر کرتی ہیں اُن کے لئے اِس تخلیق میں نشانیاں ہیں یعنی وہ اِس کے منشا کو سمجھتی ہیں اور ان پر عمل کرتی ہیں۔

پس اے خواتین! عورتوں کا طبعی اور قدرتی فرض کیا ہے۔ یہ ہے کہ وہ تسکین کا باعث ہوں اور اپنی مودّت و رحمت سے اپنے گھر کو بہشت کا نمونہ بنا دیں اور اِس امر پر ہمیشہ غور کریں کہ کیونکر ہم اِس منشا کو پورا کر سکتے ہیں اس منشا کو پورا کرنے کے لئے اتنا تو ہم سب سمجھتے ہیں کہ گھر کو آرام دہ بنایا جائے لیکن گھر میں اُسی وقت آرام مل سکتا ہے۔ جب عورتوں کے اخلاق شائستہ ہوں اُن میں خانہ داری کی قابلیت ہو اور وہ اپنی اولاد کی عمدہ تربیت کر سکیں اور یہ تینوں چیزیں ایسی لازم ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر کارآمد نہیں۔ فرض کیا جائے کہ کسی عورت میں

خانہ داری کی قابلیت موجود ہے لیکن اسکے اخلاق اچھے نہین تو خاوند کو کوئی خوشی حاصل نہین ہوسکتی اور ہر وقت بیوی اسکی بے چینی اور فکر و غم کا سبب بنی رہتی ہے اگر اخلاق اچھے ہین اور خانہ داری کی قابلیت نہین تو ہمہ وقت مالی تردوات مین مبتلا رہتا ہے اگر یہ دونون باتین موجود ہین اور تربیت اولاد کا سلیقہ نہین تو بھی روحانی اور قلبی خلش اور کاوش موجود ہے اور اولاد کی نالائقی بد تہذیبی یا آئے دن کے امراض مین گرفتاری ظاہر ہے کہ روح کو کتنی تحلیل کرنیوالی باتین ہین۔

جس عورت مین یہ تینون قابلیتین موجود ہوتی ہین وہ دنیا کی کامیاب عورت ہوتی ہے اسکا گھر بہشت کا نمونہ ہوتا ہے۔

ہر عورت پر ازدواجی زندگی مین داخل ہوتے ہی یہ فرض عائد ہو جاتا ہے اور پھر تمام عمر وہ اسی کے ادا کرنے مین مصروف رہتی ہے۔ گھر کی راحت اور امن و طمانیت کی وہی ذمہ دار ہو جاتی ہے اور اپنے خاندان کی آیندہ زندگی کو سدھارنا اسی پر منحصر ہو جاتا ہے اور جو خواتین ان فرائض کو ادا نہین کرتین وہ گویا اپنی پیدائش کے منشا کو نہین سمجھتین اور اس کوتاہی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ گھر مین فساد رہتا ہے۔ میان بیوی مین شگفتگی نہین رہتی۔ اعتماد اور اعتبار اُٹھ جاتا ہے مصیبتون مین ترقی ہوتی ہے اور عورت بجائے راحت و سکون کے پریشانی و ابتری کا باعث ہوتی ہے اور گھر پورا جہنم بن جاتا ہے۔

خواتین! خانگی زندگی کی ابتری بالآخر قومی اور ملکی ابتری کا باعث ہو جاتی ہے کیونکہ قوم و ملک بھی گھرون سے بنتے ہین جس قوم کے افراد اپنے گھرون مین امن و سکون حاصل نہین کرسکتے وہ قومی کامون کیلئے کہان سے اطمینان قلب لاسکتے ہین۔

فرض کرو کہ ایک شخص جو اپنے دل مین قوم کا درد رکھتا ہے اور قومی کام کرنا چاہتا ہے۔ اُس مین خدا نے ایسی قابلیت بھی دی ہے لیکن گھر مین بیوی بدمزاج ہے فضول خرچ اور اولاد کی تربیت سے غافل ہے تو وہ قومی کام کس اطمینان اور بھروسہ پر انجام دیسکتا ہے۔ اسکو گھر کی فکر ہی کب اِن کامون کے کرنے کا موقع دیگی یا فرض کرو کہ بیوی آمدنی سے زیادہ خرچ رکھے تو لامحالہ وہ پریشانیون مین مبتلا رہے گا یا آمدنی بڑہانے کیلئے ناجائز وسائل، رشوت، چوری، دغا اور تغلب یا دوسرون کے حقوق ضائع کریگا اگر یہ باتین خلقت پر ظاہر ہوگئین تو دنیا مین روسیاہی ورنہ آخرت کا عذاب تو یقینی ہے۔

خواتین اشائستگی اخلاق تو ایک ایسی چیز ہے جس مین عورت و مرد دونون شریک ہین لیکن خانہ داری اور تربیت اولاد کیلئے قدرت نے خاص طور پر عورت ہی کو بنایا ہے۔ اگر مرد کو ہر قسم کی دولت و ثروت حاصل ہو اور بچون کی پرورش و تربیت اُسکے ذمہ ڈالی جائے تو وہ کبھی عہدہ برآ نہین ہوسکتا حقیقت مین یہ وہ مشکلات ہین جنکو وہ بہادر اور باہمت جوان فوج تو پون کے سامنے اور تلوارون اور سنگینون کے مقابل اپنے سینے سپر کرتے ہین کبھی برداشت نہین کرسکتے یہ ہی صنف ضعیف ہے جو ان مشکلون کو آسان کرتی ہے۔

الغرض عورت اپنے فرائض طبعی کو اس طرح ادا کرے کہ وہ تسکین کا باعث بن سکے لیکن خواتین اِس مشکل کا حل خدا نے صرف ایک چیز مین رکھا ہے جسکا نام تعلیم ہے اور تعلیم ہی کے ذریعہ سے ہم اِس فرض کو پورا کرسکتے ہین مگر تعلیم ایک غیر محدود چیز ہے اگر انسان تمام عمر تحصیل علم کرتا رہے اور آخرین اندازہ کرے کہ اس نے تمام علوم کو ختم کرلیا تو یہ ہی معلوم ہوگا کہ ابھی دریا مین سے قطرہ بھی نہین ہے۔

خواتین میری مراد اس تعلیم سے نہین ہے بلکہ میرا مطلب اس مذہبی تعلیم سے ہے جو انسان کو اخلاق سکھاتی ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد بتاتی ہے اسی تعلیم سے اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا ہوتا ہے، معاشرت کے اصول معلوم ہوتے ہین سلیقہ وصفائی اور پاکیزگی کا سبق ملتا ہے۔ خدا کا شکر ہے اور سرکار عالیہ کی عنایت ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ میری مذہبی تعلیم بھی ہوئی ہی اس بنا پر مین دعوے کے ساتھ کہہ سکتی ہون کہ جو کتاب خلاق عالم نے نازل فرمائی ہے اُس مین اخلاق کی ایسی روشن اور پاک ہدایت ہے جو دنیا کی کسی تعلیم سے حاصل نہین ہو سکتی اور نہ کسی طرح ممکن ہے کیونکہ یہ تعلیم تو اُسی کی جانب سے ہے جس نے اپنی ہی قدرت سے پیدا کی ہوئی مشت خاک سے انسان کو بنایا اور اُس مین جان ڈالی اور اُس کو عقل عنایت کی اور ظاہر ہے کہ جو تعلیم مخلوق کے لئے اُسکے خالق کی جانب سے ہو وہ کس حد تک مفید ہو سکتی ہے لیکن کسقدر افسوس و حیرت ہے کہ ابھی تک ہماری صنفِ ضعیف کی تعلیم پر توجہ نہین ہے اور یہ کسی خاص قوم یا طبقہ کی حالت نہین بلکہ عام حالت ہے اور نہ صرف تعلیم مین مذہبی حصّہ مفقود ہے بلکہ وہ دوسری ضرورتون کو بھی پورا نہین کرتی نہ کوئی مکمل نصاب ہے اور نہ مدارس ہین، اور جو مدارس ہین ان سے بوجہ تعلیمی نقائص کے کوئی اطمینان نہین البتہ مین نے سُنا ہے کہ ہندوستان مین فرقہ رومن کیتھولک کے اکثر کانونٹ اسکول ہین جو ان ضروریات کا لحاظ رکھتے ہین لیکن وہ ایک مخصوص فرقہ کے ہین اور اپنے مذہب کی تعلیم دیتے ہین جہان دیگر مذاہب کی لڑکیان کسی طرح داخل نہین ہو سکتین۔

بعض اولو العزم ہندوؤن نے بھی ایسے قومی مدارس جاری کئے ہین جن مین مذہب اور سنسکرت کی تعلیم ہوتی ہے مگر وہ تعداد مین بہت ہی کم ہین

اور افسوس ہے کہ مسلمانون کے پاس تو نام کو بھی ایسا کوئی مدرسہ نہین کسقدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ اور تعلیم کی قدردان مغربی بہنین اپنے وطن یعنی انگلستان مین جلسے کر کے مشرقی عورتون کی تعلیمی ترقی کے مسائل و تدابیر پر بحث کرین اور خود ہندوستان مین کوئی مستقل تحریک اور متحد کوشش نہ ہو۔

خواتین! جس جلسہ کا مین نے ابھی تذکرہ کیا ہے یہ انگلستان کے ایک بڑے شہر اکسفورڈ نامی مین منعقد ہوا تھا یہ شہر صرف اپنے دار العلوم کی وجہ سے مشہور ہے جس مین متعدد بڑے بڑے کالج ہین اور نہ صرف مردانہ تعلیم کے بلکہ چار کالج خاص عورتون کے ہین جن مین بورڈنگ ہاؤس بھی ہین اور عورتین ہی پرنسپل ہین۔ ان کے علاوہ اور بھی مغربی خواتین ہندوستانی خواتین کی تعلیم مین دلچسپی لیتی رہی ہین اور مجھکو ان سب کی دلچسپی کا اندازہ اُن خطوط سے ہوتا ہے جو وہ سرکار عالیہ کی ہمدردی اور دلی توجہ اور قابلیت اور معلومات کیوجہ سے مشورہ حاصل کرنے اور تبادلہ خیالات کیلئے بھیجتی رہتی ہین۔

خواتین! جہان کہین عورتون کی اصلاح اور تعلیمی ترقی ہوئی ہے وہ عورتون کے ہی ہاتھون سے ہوئی ہے۔ انگلستان مین جو کچھ تعلیم ہم دیکھتے اور سنتے رہتے ہین اُس کی بنیاد اور امداد و حمایت مین عورتون کا ہی حصہ ہے ہندوستان مین بھی جہان کہین قابل تعریف مدارس کام کر رہے ہین وہان بھی عورتین ہی منتظم ہین اور اب تو حال ہی مین حضور وایسرائے بہادر نے بھی اپنی تقریر مین گویا اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ عورتون کی تعلیم مین عورتون سے ہی امداد لینی ضروری ہے۔

خواتین! کوئی شبہ نہین کہ ہماری تعلیمی مشکل ہماری ہی کوشش و ہمت سے آسان ہو سکتی ہے اور یہ خدا کا بڑا فضل اور انعام ہے کہ ہماری رہبری کے لئے حضور سرکار عالیہ موجود ہین جو اپنی سعی و قابلیت اور ہمت و دولت غرض ہر طریقے سے اور ہر وقت امداد کے لئے آمادہ رہتی ہین اور باوجود اُن

مصروفیتون کے جو ملکی انتظامات مین ہوتی ہین اسی کام کے لئے ہمیشہ وقت عطا کرتی ہین اور اپنے راحت و آرام کی بھی پروا نہین کرتین پس یہ کسقدر بدقسمتی ہوگی کہ ہم حضور ممدوحہ کی ہدایتون اور ہمدردیون سے فائدہ نہ حاصل کرین۔

حضور ممدوحہ کی توجہ اور دلچسپی سے خدا نے چاہا تو عنقریب ایک خاص کانفرنس بھوپال مین ان ہی مسائل پر غور و فکر اور بحث مباحثہ کرنے کے لئے منعقد ہونے والی ہے اور جس مین تمام اقوام کی قابل اور تعلیم یافتہ اور اعلے رتبہ کی خواتین شریک ہونگی۔ حضور عالیہ نے اس کا انتظام میرے سپرد فرمایا ہے اگر اس کانفرنس مین دلچسپی لی گئی تو یقیناً ہماری تعلیم و اصلاح کے متعلق بہت اچھے نتائج پیدا ہون گے۔

آپ سب سے مجھے امید ہے کہ جب اس کی تاریخ مقرر ہو جائے گی تو میری پوری مدد کرین گی۔

خواتین! مین نے تعلیم کے متعلق اس وقت بہت کچھ کہا ہے لیکن یہ مسئلہ اسقدر اہم اور قابل توجہ ہے کہ جسقدر اس پر کہا جائے کم ہے آپ یقین کیجئے کہ یہ وہ دولت ہے یہ وہ نعمت ہے جو کسی قوم اور ملک کے لئے مخصوص نہین ہے جو اس کی قدر کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے اُسی کو ملتی ہے۔

آپ کو خوب معلوم ہے کہ یورپ کی عورتین کیسی قابل اور فاضل ہوتی ہین لیکن مین ہندوستان کی ایک خاتون کا نام آپ کے سامنے لیتی ہون جنھون نے یورپ مین اپنی قابلیت کا سکہ جما دیا ہے اور بڑے بڑے قابل مرد ان کے سامنے دم بخود رہتے ہین وہ ہماری مہمان عزیز سروجنی صاحبہ ہین جو اس وقت یہان موجود ہین۔

گذشتہ زمانہ مین مسلمان عورتون کی قابلیت کا بھی یہ عالم تھا کہ مردون کو وہ فقہ و تفسیر کا درس دیا کرتی ہین چنانچہ ہمارے ایک مشہور امام شافعیؒ کو ایک عورت ہی نے تعلیم دی تھی۔

غرض تعلیم ایک فیض عام ہے اور ہر زن و مرد اس کو محنت کرکے حاصل کرسکتا ہے۔ اور وہ ہی دینی و دنیاوی نجات کا باعث ہے۔

## ہماری بیہودہ رسمین

ہندوستان اُن بیہودہ اور لغو رسمون سے بھرا ہوا ہے جو کہ شرعاً و عقلاً و تہذیباً کسی طرح درست نہین اور خاصکر فرقۂ اناث اور ساتھ ہی مردبھی ان رسمون کے حد سے زائد پابند ہین اور فرض و واجب سے بھی بڑھکر سمجھتے ہین اور ناجائز رسمون کے پورا کرنے مین اپنی عزت و ناموری خیال کرتے ہین۔ غور کرنے کی بات ہے کہ گناہ نہ کرنا تو بے عزتی مین داخل ہے اور گناہ کرنا عزت و نام کا باعث ہے۔ پیدا ہونے کے وقت سے آخر دمتک جو جو رسمین ادا کیجاتی ہین اُن مین سے بہت سی کیا بلکہ قریب قریب ساری ناجائز اور خلاف شرع ہین اور خصوصاً سب سے بڑی تقریب جس مین خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہین اور بے انتہا رسمین ادا ہوتی ہین وہ بیاہ شادی کی تقریب ہے جس کو واقعی بربادی کہنا بجا و درست ہے اور بربادی بھی کیسی دین کی بھی اور دنیا کی بھی اس مین جو رسمین ادا کی جاتی ہین حسب ذیل ہین۔

(۱) مایون اس مین بیچاری لڑکی کو ایک بند جگہ قید کرکے بٹھایا جاتا ہے اس کے آداب یہ ہین کہ لڑکی کو زرد رنگ کے کپڑے پہنائے جاتے ہین

اور اس کو چوکی پر بٹھایا جاتا ہے اور دونون ہاتھون پر اُبٹنا اور پینڈیان رکھی جاتی ہین اور جتنے کنبہ رشتے کے لوگ جمع ہوتے ہین وہ بھی ہاتھ پر اُبٹنا رکھتے ہین اور تھوڑی سی پینڈی توڑ کر کھلا دیتے ہین۔ اور اسی تاریخ سے اُبٹنا ملا جاتا ہے اور بہت سی پینڈیان کنبے مین تقسیم ہوتی ہین۔

یہ رسم بھی چند خرافات باتون سے ملاکر بنائی گئی ہے اوّل اس کے علٰحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ کتنی ہی شدید گرمی کیون نہ ہو۔ کیا یہ قابل افسوس بات نہین ہے کہ بیچاری غریب بے زبان لڑکی کو ایسے تنگ وتاریک گوشہ مین قید کرنا جہان صاف وتازہ ہوا کا بھی گزر نہو کسی کے سامنے چل پھر نہ سکے کسی سے بات چیت نہ کرے چاہے دنیا بھر کے حکیم طبیب کہین کہ بیماری ہو جائے گی لیکن کچھ ہی کیون نہ ہو کوئی بیمار ہو جائے تو بلا سے یہ فرض قضا نہ ہونے پائے کوئی ان عقل رسیدہ بندون سے پوچھے کہ اس بیچاری مظلومہ نے ایسا کونسا ظلم کیا ہے جس کے عوض یہ سزائے قید مقرر کی ہے کیا آپ کو اس بے خطا بے زبان پر رحم نہین آتا کہ زندہ کو مردہ سے بھی بدتر بنا دیتے اور ایک مسلمان کو ضرر پہنچانیکا گناہ سر لیتے ہین دوسرے بے ضرورت چوکی پر بٹھانا اس کی کیا ضرورت ہے کیا فرش پر اُبٹنا ملا جائے گا تو بدن مین صفائی نہ آئے گی اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے ملا جائے تو کچھ مضائقہ نہین مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے مل دین بس فراغت ہوئی اس کا اسقدر طومار کیون باندھا جائے تیسرے ہاتھ پر اُبٹنا رکھنا اور منہ مین سب کا پینڈی دینا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کو کون مسلمان بُرا نہین جانتا ورنہ وہی بیجا پابندی کی بُرائی تو موجود ہے بعض جگہ

یہ بھی قید ہے کہ سات سُہاگنین جمع ہو کر اُٹھنا رکھتی ہین یہ بھی ایک شگون ہے

(۲) ساچق- اس مین وقت معین پر دولہا کے ہان سے کلاوے مہندی عطر تیل مسی سرمہ کنگھی شکر نقل میوہ خاص خاص برتن اور کپڑون کے جوڑے زیور وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزین بڑے اہتمام سے خوانون مین لگا کر جاتے ہین اسکو بری کہتے ہین اِس روز بھی تمام کنبہ کی عورتین جمع ہوتی ہین اور بری لیکر دلہن والونکے گھر آتی اور دلہن کو زیور وغیرہ پہناتی ہین اور کچھ مصری کے کوزے بھی لے جاتی ہین اس سے دلہن کا منہ میٹھا کرتی ہین- پھر دلہن والے حسب رسم سب سمدھنون کو شربت پلاتے ہین وہ اِس کے عوض مین روپیہ حیثیت کے دیتی ہین اسے شربت پلائی کہتے ہین اور اس مین بھی وہی بیحد پابندی کی برائی موجود ہے اول شربت پلانے کو ضروری سمجھنا کہ جاڑا ہو یا گرمی زکام ہو یا کھانسی شربت پلانا فرض ہے اور ایسے پلانے سے نہ پلانا بہتر ہے کہ جب اُنسے ایک گلاس شربت کی قیمت وصول کیجائے اور اُنہین جبراً دینی پڑے چاہے دینے کی نیت ہو یا نہو اگر اِس نیت سے دین کہ محض بڑائی اور نیکنامی ہوگی جس کی نسبت حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کو ذلت کا لباس پہنائیگا یعنی جو کپڑا خاص شہرت کیلئے پہنا جائے اُسپر یہ عذاب ہوگا تو معلوم ہوا کہ شہرت کیلئے کوئی کام کرنا جائز نہین یہان تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہین کہ اُس نے اتنا دیا ورنہ مطعون کرینگے کہ وہ ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا دینے والے کو تو یہ گناہ ہوا اب لینے والے کا سُنئے حدیث مین آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال بغیر اُس کی دلی خوشی کے حلال نہین سو جب کسی نے جبراً دیا تو لینے والیکو لینے کا گناہ ہوا- دوسرے ان فضولیات چیزون کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے تو معمولی طور سے ایک آدھ چیز

بیہودہ ہین۔

(۳) بارات۔ اِس یوم کو دلہن والون کے ہان جہیز سجانے کی اور دلہن کے بنانے کی تیاری ہوتی ہے ادھر دولہا والون کے یہان بارات لانے کی جلدی ہوتی ہے۔ اوّل دلہن کے ہاتھ پاؤن حنا سے لال کئے جاتے ہین بعد غسل کے سُرخ کپڑے پہنائے جاتے ہین اور تمام زیور وغیرہ پہنا کر آراستہ کرکے بٹھا دیا جاتا ہے دلہن کے بہنوئی پھوپا وغیرہ سہرا باندہنے آتے ہین اور اپنا نیگ یعنی سہرا بندہوائی کے روپے لیکر رخصت ہوتے ہین اور اس مین بھی بیجا پابندی کی علت لگی ہوئی ہے بعد عقد کے دولہا کو گھر مین بلایا جاتا ہے آرسی مصحف کے مراسم ادا ہوتے ہین سُہاگ پُڑے ہین سے نہ معلوم کیا کیا خوشبوئین نکالی جاتی ہین اور وہ دولہا سے پسوائی جاتی ہین۔ استغفر اللہ کیا جہالت ہے۔ سورہ اخلاص پڑہکر دم کرانا گو اچھی بات ہے مگر اِس مین بھی ان عقل کے اُستادون نے وہ وہ ریسیر اور وہ وہ باتین جل سے نکالی ہین جو محض بالکل مہمل و بیہودہ ہین۔

جہیز دینا گو اپنی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے مگر اِس مین بھی یہی پابندی کہ یہ چیز ضرور ہو وہ چیز ضرور ہو چاہے اِس چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو اور اپنی مالی حالت اِس مصارف کی اجازت دے یا نہ دے مگر رسم ہاتھ سے نجائے اوّل تو جوڑے اِسقدر بھاری بنائے جاتے ہین اور ان پر اسقدر مصالحہ بیسیون روپیہ کا ٹوہتا جاتا ہے جس کا ایک دو گھڑی پہننا تو درکنار ایک دو منٹ بیٹھنا بھی دشوار ہوتا ہے صرف نمائش کے کام کے ہوتے ہین آخر صندوق مین رکھے رکھے کیڑون کی غذا بن جاتے ہین۔

جہیز مین ایسی چیزین دینی چاہئین جو کہ کار آمد ہون اور ایسی چیزین دینے سے کیا فائدہ جو بیکار ہونیکے علاوہ بربادی کا باعث ہون اب دیکھئے جہیز دینے کی یہ

صورت ہوتی ہے کہ مردون کے بھرے مجمع مین نکالا جاتا ہے فرست بنتی ہے کپڑون اور کشتیون مین سجایا جاتا ہے تمام شہر مین مارا مارا پھرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز ٹوٹ پھوٹ گئی یا گم ہوگئی بھلا دیکھئے یہ بھی کوئی جہیز دینے کا طریقہ ہے کہ سارے جہان کو دکھایا جاتا ہے دیکھو ہم نے اتنا دیا اپنی اولاد کے ساتھ سلوک کیا شرع مین دکھاوے اور نام کو کوئی کام کرنا جائز نہین جسکا مفصل ذکر اوپر آچکا ہے جہیز دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وداع کیوقت اپنی حسب حیثیت جو ہو دیدین۔

(۴) چوتھی۔ اس روز دولہا کے یہان سے ہر قسم کی ترکاری خوانون مین لگ کر جاتی ہے اور سب کنبہ رشتہ کی عورتین جمع ہو کر معہ دولہا کے جاتی ہین اور دولہا دولہن کو باہم بٹھا کر چوتھی کھلائی جاتی ہے پھر سب عورتین آپس مین کھیلتی ہین ایک ایک کے مارتی ہے کسی کی آنکھ پھوٹتی ہے کسی کی ناک ٹوٹتی ہے اول تو ایسی کھیل ہنسی کہ دوسرے کو تکلیف ہو حدیث مین اسکی ممانعت آئی ہے دوسرے اسمین جس درجہ بیحیائی و بیغیرتی ہے اسکا کچھ پوچھنا نہین اسمین بھی وہی پابندی کی بلائی موجود ہے اور ان رسمون کا دار و مدار قرض پر ہے جسکی برائی ہر ایک سمجھتا ہے ساتھ ہی ان رسمون کے گانا بجانا بھی ہوتا ہے جس کی حدیث شریف مین بڑی ممانعت آئی ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند رنگ کے بجانے کو منع فرمایا ہے تو ذرا خیال کیجئے کہ آدمی کے بجانیکا کتنا گناہ ہوگا بعض لوگ جنکی عقلون پر پتھر پڑ گئے ہین جس محفل مین ڈومنیون کا گانا نہ ہو اس محفل کو نہایت بد رونق اور اپنی بیعزتی تصور کرتے ہین اور اسکے کولہے مٹکا مٹکا کر ناچنے اور گالیان دینے پر خوش ہوتے ہین اور انعام دیتے ہین خدا رحم کرے ایسے لینے والے اور ایسے دینے والے پر دونون کو پھوٹی کوڑی نہ دین اور ان کو گالیان کھا کر روپیہ بخشین۔ اور پھر یہان بھی وہی کہ جتنے آدمی موجود ہین سب اس گانیوالی کو دین بھلا دیکھئے جس نے گانا بجانا کر دلیا وہ

دے تو ایک بات ہے نہ کہ جتنے مہمان شریک ہون۔ سبحان اللہ گھر بلا کے پریشان کیا جاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی محفل مین گانا بجانا کرائے اور اُس مین جتنے آدمی موجود ہون ان سب آدمیونکا گناہ اُس اکیلے آدمی کو ملیگا اور فرمایا حضرت نے کہ میرے پروردگار نے مجھے اِن طبلہ سارنگیون کے مٹانیکا حکم دیا ہے قابل غور بات ہے کہ جسکے مٹانیکا حضرت مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے اُسکے ترقی دینے والونکی عذاب کا کیا ٹھکانا ہے۔

مہمان نوازی کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اپنے عزیز و اقارب جمع کر تو لئے جاتے ہین لیکن اِن بیچارون کی خبر گیری نہین کیجاتی نہ کھانے کی نہ پانی کی کسی بات کی خبر لینے کی توفیق نہین ہوتی کھانا دن کے چار چار بجے ملتا ہے راتکو بھی ایک ایک بج جاتا ہے وقت پر کھانا اور وقت پر سونا بھی ایسی چیز ہے جس سے انسان کی صحت قایم رہسکتی ہے اگر یہ دونون چیزین وقت مقررہ پر نہ ہوئین تو بتایئے کہ اسکی صحت مین فتور آئیگا یا نہین۔ مہمان نوازی کے معنے تو یہی ہین کہ جہانتک ہو سکے مہمان کی خاطر کرنی اور آرام دینا چاہیئے نہ کہ تکلیف دینا۔ سوچنے کی بات ہے کہ مہمانون کے ساتھ یہ سلوک کرنا ہے میرے خیال مین تو دشمنی کرنی ہے کہ بیٹھے بٹھائے گھر و نسے بلا کے بجائے آرام کے تکلیف دینی اور بیمار ڈالنا اور اس پر طرہ یہ کہ جتنے شادی مین شریک ہون بغیر روپیہ خرچ کئے بجائین کہین دولہن کی منہ دکھائی کے طور پر کہین دولہا کی سلامی غرضکہ جو آئے روپیہ دے خالی ہاتھ کوئی نہ آئے اکثر بیچارے رشتہ دار غریب ہوتے ہین جنکی اتنی وسعت نہین ہوتی کہ یہ خرچ برداشت کرسکین رشتہ داری کے لحاظ سے ناچار شریک ہوتے ہین اور جہانسے ہو قرض لیتے ہین اور یہ رسم چندہ پورا کرتے ہین۔ لیجئے ایک کے گھر شادی ہوئی تمام کنبہ والے دس بیس روپیہ کے پھیر مین آگئے غرض ہم لوگون کے ہان کی شادیان کیا ہین پوری افلاس کی نشانیان ہین۔

خلاصہ یہ کہ ان سب رسموں میں ایسی صاف غلطیاں ہیں جنہیں ہر ایک بخوبی سمجھ سکتا ہے اور جو نقصان اور خرابیاں ہیں عقلمند خود اندازہ کر سکتے ہیں اور اِنہیں بجائے فائدہ کے سراسر نقصان و گناہ ہے اسلئے ان کو ترک کر دینا واجب اللمر ہے چنانچہ کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) نام و نمود (۲) سودی قرض لینا یا بیضرورت قرض لینا (۳) مال فضول و بیہودہ اڑانا (۴) بیجہ پابندی (۵) آرسی مصحف کیواسطے دولہا کا گھر میں بلانا جس سے مستورات کی نہایت بے پردگی ہوتی ہے (۶) شرک اور عقیدے کی خرابی (۷) فضولیات میں نمازیں قضا کر ڈالنا (۸) گناہ میں مدد دینا (۹) گناہ پر قایم و برقرار رہنا اور اُسکو اچھا جاننا گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نکرنے کو بے عزتی سمجھنا اِس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے اور جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے ان میں سے کچھ تھوڑی سی بیان کرنا مناسب سمجھتی ہوں۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیہودہ مت اڑاؤ بیشک اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا بیہودہ اڑانے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ بیہودہ اڑانیوالے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے۔ اور حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دکھانیکے لئے کوئی کام کرے دکھائیگا اللہ تعالیٰ اُسکو یعنی اسکی رسوائی کو اور جو شخص سنانیکے لئے کام کرے سنائیگا اللہ تعالےٰ عیب اُسکے قیامت کے روز۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا کی حدود سے آگے نہ بڑھو اِس سے معلوم ہوا کہ جو بات شرع میں ضرور نہیں اِس کو ضرور سمجھنا اور اِسکی بیجہ پابندی کرنا بُرا ہے کیونکہ اِس میں خدائی حد سے آگے بڑھنا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے اِس سے نماز قضا کرنیکی کتنی بُرائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی صحیح اور ٹھیک نہیں رہتا فرمایا اللہ تعالےٰ نے

ایک دوسرے کی مدد گناہ ظلم مین نہ کرو اور حدیث مین ہے کہ جب نیکی کرنیسے تیرا جی خوش ہو اور برا کام کرنے سے جی برا ہو پس تو مومن ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گناہ کو اچھا جانتا اور اس پر قایم و برقرار رہنا ایمان کا ویران کرنا ہے۔ حدیث مین خاصکر ان رسوم جہالت کے بارہ مین بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصون کے ساتھ ہے ان مین سے ایک یہ بھی فرمایا جو شخص اسلام مین آکر جاہلیت کی رسمین برتے اسکے علاوہ اور بہت سی حدیثین ہین زیادہ لکھنے سے مضمون کو طوالت ہوتی ہے۔

آپ سب بہنین ضرور آگاہ ہونگی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقائے نامدار شہنشاہ دوعالم کی بیبیون اور دختر النور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک جس سیدھے سادھے بے تکلفانہ طور پر ہوا تھا وہی طریقہ ہمکو بھی روا رکھنا ضروری ہے اور ان کی پیروی کرنی فرض ہے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان فضول واہیات رسمون کے چھوڑنے مین کمربستہ ہوجائین جن سی ہماری صحت و ہستی زیست و آخرت سب غارت ہے اور اسی سیدھے سادھے طور پر تمام کام ہونے لگین جس طرح شرع مین حکم ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص میرے چھوٹے ہوئے طریقہ کو پھر پھیلائے اس کو سو شہیدون کا ثواب ملیگا۔ غرض یہ رسمین ایسی ہین جن سے بہتیرے خاندان برباد گئے ہین اور انکا ترک کرنا ایک دو آدمیون کا کام نہین بلکہ تمام قوم کا فرض ہے اور ایسی رسمین جو ایک طرف فضول و تباہ کن و ضرر رسان ہین اور دوسری طرف ان کے چھوڑ دینے سے کچھ نقصان بھی نہین بکلم بند کردی جائین۔

کیا اچھا ہو کہ سب متفق ہوکر ان فضول اور بیہودہ رسمون کو خیرباد کہدین تو ہماری مردہ قوم پھر زندہ ہو جائے اور ہندوستان ان آفات سے

ـ وصاف ہوکر گلستان نظر آنے لگے اور یہ افلاس اور جہالت کی نشانیان کافور
جائین۔ آمین یارب العالمین۔ خاکسار کشور جہان
بنت سید بشیرالدین صاحب دہلوی

# مختلف ملکون مین رسوم شادی

نمبر ۲

(سلسلہ کیلیے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء)

**ہندوستان شمالی کے ہندو مسلمانون کی رسمین**

جب کسی ہندو کے بچہ پیدا ہونے والا ہوتا ہے تو دایہ کو بلا بھیجتے ہین اور وہ سب سے اول یہ کام کرتی ہے کہ
ـخ رنگ کے چھاپے دیوار پر لگا دیتی ہے تاکہ وضع حمل مین آسانی ہو۔ بچہ پیدا ہونے
ـ دایہ زچہ کے ہاتھ پاؤن اور منہ دہوتی ہے اور پھر بچے کے جسم پر خشک مٹی ملکر
ـسکو گرم پانی سے غسل دیتی ہے اور نہلانیکے بعد بچہ کو دایہ پانچ مرتبہ اُچھالتی ہے اور
ـب عورت پیتل کی تھالی بجاتی ہے اور وہان تھوڑا سا اناج دایہ کو دیدیتی ہے۔
ـ روز بعد خاندانی پجاری نیک ساعت دیکھکر بچہ اور زچہ کے
ـسل کا دن معین کرتا ہے اور نیم کے پانی سے دونون کو نہلاتا ہے عورت اپنے
ـشنے کے مقام سے اُٹھکر آتی ہے اور سرسون اُسکے سر پر سے اُتار کر آگ مین ڈالدیجاتی
ـہا اور پھر دایہ بچہ کو گود مین لیکر صحن مین آتی ہے اور بچہ کو پانچ بار اُچھالتی ہے اِس
ـت کا یہ منشاء ہے کہ نظر اُتار دی جائے اور بچہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ قریبی رشتہ دار
ملازم پھر زچہ کے رہنے کے مقام کو دہو کر صاف کرتے ہین۔ اور دہوبی سو بر کے کپڑے
ہونے کیلیے لیجاتا ہے دوسرے دن نائن زچہ کے ناخن تراشتی ہے ساتوین یا آٹھوین
ـو زمین مین ایک گڈہا کھودا جاتا ہے اور اُس مین دودہ اور پانی بھر دیا جاتا ہے۔ اور

اُن کے پاس زچہ بیٹھتی ہے اور بچی رسوئی اب کھانے لگتی ہے۔ اِس کے بعد سے بچہ کے کاجل لگانا شروع کرتے ہین۔ اور پلنگ پر لٹا کر اُسکے جسم پر تیل کی مالش کرتے ہین۔

بارہوین روز چند مذہبی رسوم ادا کرنے کے بعد زچہ کو ٹہلکا دیتے ہین اور اسکے بعد بچہ کا نام رکھنے کی رسم ہوتی ہے۔ مکان کی دیوارون پر گائے کے گوبر سے مربع شکل بناتے ہین، اور اس مین گوبر کی آڑی ترچھی لکیرین بناتے ہین۔ اس مربع شکل کے ہر ایک گوشہ پر کوڑیان لگائی جاتی ہین اور ہینگ سے اُسکو پوت دیتے ہین اور اسکے سامنے روٹیان رکھتے ہین بچہ کے جسم پر تیل کی مالش کرکر اور اُس کی آنکھون مین سرمہ لگا کر اُسکو نئے کپڑے پہناتے ہین اور اُس کے ہاتھ پاؤن مین کڑے پہناتے ہین اور اُسکی مٹھیون مین روپیہ پیسہ رکھدیتے ہین۔ چند اور اس قسم کی رسوم ادا ہونیکے بعد اُسکا نام رکھدیا جاتا ہے۔

بیسوین یا چہبیسوین دن بچہ کو غسل دیا جاتا ہے۔ پہلی بار بچہ کے کھانا کھانے یا زندگی کا کوئی جدید کام کرنے پر رسومات ادا کی جاتی ہین اور ان سب رسمون کے موقعہ پر گھر کے برہمن۔ اُستاد۔ دہوبی۔ حجام وغیرہ کو انعامات دیئے جاتے ہین اور کھانے کھلائے جاتے ہین۔

اس قسم کی رسمین دیہاتی مسلمانون کے یہان بھی چند مذہبی امور کو پیش نظر رکھکر ادا کی جاتی ہین۔ مثلاً نال کشائی کے موقع پر مکان کے صحن مین مٹھائی رکھی جاتی ہے اور کسی نیک عورت کا دودھ لڑکے کو پلایا جاتا ہے۔ پڑوسی جمع ہوتے ہین اور بچہ کیلئے دعا مانگتے ہین اور ایک عورت پیتل کی تھالی بجاتی ہے۔ زچہ کے رہنے کی جگہ انگیٹھی مین برابر آگ روشن رہتی ہے اور زچہ کو اس قسم کی غذا دیجاتی ہے جیسی ہندوؤن مین رائج ہے تاکہ زچہ کی طاقت جسمانی کم ہونے نہ پائے۔ چھٹی کے روز

چہ اور بچہ کو غسل دیا جاتا ہے اور عزیز و اقارب کو دعوت دیجاتی ہے اور عورتین
تی بجاتی ہین خدمتی لوگ انعام مانگنے آتے ہین اور اُرد و تیل خیرات کیا جاتا ہے۔

**دوستان شمالی کے جنگلی ر ذلیل فرقون کی رسمین**

چونکہ یہ لوگ زیادہ تر اوہام پرست ہین اسلئے بلاؤن کے نزول کو روکنے کیلئے زچہ کے رہنے کے مکان کے دروازہ
ر جال لگا دیتے ہین تاکہ اگر کوئی بلا نازل ہو تو اُس مین پھنس جائے اور زچہ کے
ستر پر لوہا یا لوہے کا چاقو رکھدیتے ہین تاکہ بلا نزدیک نہ آسکے اور موسم خواہ
کیسا ہی گرم کیون نہو زچہ کے پاس آگ برابر جلاتے رہتے ہین جس سے بعض وقت
زچہ بیمار ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی اُس کی جان کے لالے پڑجاتے ہین۔ بچہ کی آنکھون
ین سرمہ یا کاجل لگا دیتے ہین تاکہ نظر بد سے وہ محفوظ رہے۔

زچہ کو علیحدہ کمرے یا جنگل کے کسی جھونپڑے مین تنہا رکھتے ہین تاکہ اُسکے
عزا ناپاک نہ ہوسکین۔

چونکہ یہ لوگ حفظانِ صحت کے قواعد سے محض نابلد ہوتے ہین اسلئے
بے احتیاطیون سے بچہ کو اکثر امراض لاحق ہوجاتے ہین ان کا عقیدہ ہے کہ بچہ کی
قسمت ایک روح کے اختیار مین ہے اور وہ چھٹے روز آتی ہے اس لئے اس روز
لکھنے کا سامان اس روح کے واسطے رکھدیا جاتا ہے اور بعض اوقات نام رکھنے
کی رسم بھی اسی کے ساتھ ادا کردی جاتی ہے نام کو یہ لوگ بیحد اہمیت دیتے ہین
کیونکہ ان کو یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اگر کسی جادوگر کو نام معلوم ہوجائے گا تو وہ
س پر جادو کردیگا اس وجہ سے ہر ایک بچہ کے دو نام رکھے جاتے ہین اصلی نام
بطور راز کے پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور فرضی نام مشہور کردیا جاتا ہے۔ فرضی نام
اکثر نہایت ذلیل قسم کے ہوتے ہین مثلاً تین کوڑی۔ کوڑا۔ بھکاری وغیرہ جس سے
یہ مراد ہے کہ یہ بچہ نہایت ذلیل قسم کا ہے اور کوئی دشمن ایسے ذلیل بچہ کو نظر بد

دیکھنے کی پرواہ نہ کریگا۔

ہندوستان شمالی مین اب بھی زمانہ جاہلیت کی چند رسمین بعض اقوام مین باقی رہ گئی ہین۔ شوہر پر اپنی زچہ بی بی کی ناپاکی کا اثر پڑتا ہے بعض اوقات تمام گھر والے چلے جاتے ہین اور زچہ کا سارا کام شوہر کو انجام دینا پڑتا ہے مغربی ہندوستان مین ٹوکرے بنانیوالی قوم مین وضع حمل کے بعد فوراً ہی زچہ اپنے کام کاج مین مصروف ہوجاتی ہے گویا کہ کچھ ہوا ہی نہین۔ لیکن اس قوم کی دیوی زچہ کی ساری کمزوری کو اُسکے شوہر مین منتقل کردیتی ہے جو پلنگ پر لیٹا رہتا ہے اور کئی روز تک مقوی غذائین کھاتا رہتا ہے۔ حاملہ پر گرہن کا بہت کچھ اثر مانا جاتا ہے اور گرہن کے وقت حاملہ کو کوئی ایسی حرکت نہین کرنا چاہیے جس سے کہ اُس کے بچہ پر اثر پڑے کیونکہ اگر وہ کوئی بے احتیاطی کرے گی تو بچہ کے اعضا بدنما ہوجائین گے۔ گرہن کے روز گائے اور بیل کے سینگ گیرو سے رنگ دیئے جاتے ہین کیونکہ گرہن کا دیوتا اِس رنگ کو ناپسند کرتا ہے۔ علاوہ یوم گرہن کے حاملہ کو چاہیئے کہ سانپ یا اس کی کیچلی گائے کی ہڈی یا زمین کے کسی سوراخ پر پاؤن نہ رکھے۔ اسکو کسی پالکی یا ڈولی مین سوار نہ ہونا چاہیے اور اگر سوار ہو تو ایک ڈوری اُس سے زمین پر لٹکتی رہے تاکہ زمین کی پاکی سے اثر بد زائل ہوجائے۔ اُس کو بچہ کے نیچے کھڑا نہ ہونا چاہیئے اور بعد مغرب تنہا نہ پڑنا چاہیئے تاکہ بلائین اُسپر حملہ آور نہون۔

وضع حمل کی ناپاکی کا بچہ پر بہت کچھ اثر ہوتا ہے اگر کوئی جانور اُسکو اٹھا لیجاتا ہے تو بچہ کے حق مین یہ بات نہایت مہلک خیال کی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے گویا کہ کسی نے جادو کردیا اِس ناپاکی کو یا تو وضع حمل کے کمرہ مین دفن کردیتے ہین یا اُس کو آگ سے جلا ڈالتے ہین۔ کسی بانجھ عورت کو بچہ کے

پاس نہین آنے دیتے شاید اس کے اثر سے عورت بھی بانجھ ہو جائے اور بچہ مرجائے
توام بچے ہونا بدشگونی سمجھی جاتی ہے۔ زیادہ جنگلی فرقون مین یہ رسم ہے کہ توام
بچون کو جنگل مین چھوڑ دیتے ہین اور جو فرقے کسی قدر مہذب ہو گئے ہین اُن مین
یہ دستور ہے کہ توام مین سے اگر ایک لڑکی ہے تو اُس کو تنہا چھوڑ دیتے ہین اور
وہ کسی قسم کی داشت نہونے کے باعث ہلاک ہو جاتی ہے۔

تبت | تبت مین بچہ پیدا ہونا کوئی خوشی کا واقعہ نہین سمجھا جاتا ہے
بلکہ مثل دیگر بودہ مذہب والون کے یہ لوگ بھی بچہ کو اُسکے والدین کا لڑکا نہین
شمار کرتے ہین بلکہ کسی اور شخص کے اعمال کا نتیجہ تصور کرتے ہین اور اس وجہ سے
اُس سے بالکل بیگانہ رہتے ہین کیونکہ مسئلہ تناسخ کے بموجب ممکن ہے کہ اس مین
کسی غیر شخص یا کسی جانور کی روح ہو جس کے اعمال کا نتیجہ یہ بچہ ہے اور بچہ کیلئے
یہ امر نہایت سخت ہے اُس کے والدین کو علانیہ طور پر کوئی شخص اُسوقت تک
مبارکباد نہین دلیکتا جب تک کہ یہ معلوم نہو جائے کہ اس بچہ مین لاما کی روح ہے
جو شاذونادر ہی ہوا کرتی ہے۔

لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ والدین اوراعزا بچہ کا خیر مقدم کرتے
ہین اور اُس کی پرورش ویسی ہی فطری محبت سے کرتے ہین جیسی کہ دنیا کے
اور لوگ کیا کرتے ہین گویا کہ وہ اُن کے گوشت و پوست کا ایک جزو ہے۔

بودہ مندر مین شکر ادا کیا جاتا ہے اور بچہ ہونے کی جو کچھ منت
مانی گئی تھی وہ پوری کیجاتی ہے لڑکے کی منتین اعلےٰ قسم کی اور لڑکی کی
ادنےٰ قسم کی ہوتی ہین۔

بچہ کو نہلاتے نہین بلکہ تیسرے روز اُس کے جسم پر مکھن ملکر کئی دن تک
دھوپ مین لٹائے رکھتے ہین۔ بچہ کو دودھ بہت کم دیتے ہین اُس کی خاص غذا

بھنا ہوا اناج اور شور با ہوتی ہے بچہ کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کیلئے نجومی سے زائچہ تیار کراتے ہین اور ستارون کے خراب اثر کو رفع کرنے اور ستارون کے اچھے اثرات کو حاصل کرنے کیلئے تعویذ گنڈے بنواتے ہین۔ جنکو بچہ پہنے رہتا ہے۔ بچون کے لئے عظیم الشان نام تجویز کئے جاتے ہین مثلاً دُرجے شرنگ (طویل زندگی کی رعد) درگیاس (بلند جھنڈا)

لڑکیون کے نام تارا اور ڈولما وغیرہ ہوتے ہین۔

(باقی آئندہ)

شان الٰہی (زبیری)

# کلیسا اور موجودہ تحریک نسوان

ناظرین کو اس حصہ مضمون کے پڑہنے کے بعد یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جائیگی کہ یورپ مین جو آجکل نسوانی تحریکات ہین اُنکی ابتدا کو ایک صدی بھی نہین گذری اور خواہ زمانہ قدیم مین جبکہ رومای تہذیب کا آفتاب نصف النہار پر تہا عورت کا کیسا ہی بلند مرتبہ کیون نہ رہا ہو لیکن اس جدید تہذیب کے شروع ہونیکے وقت وہ اپنے درجہ سے گری ہوئی تہی اور ایسی گری ہوئی تہی کہ درحقیقت اس کی قدر و قیمت کی کوئی انتہا نہ رہی تہی۔

اُسکی دردناک حالت کی تاریخین مرتب ہوئین اور اُس کے دل دہلانے والے مصائب ابھی تک اوراق کتاب مین محفوظ ہین۔

تحریک آزادی کی ابتدا مین اُس کا سب سے بڑا حریف مذہب تہا اور

ہر جگہ مذہب اور مذہبی واعظوں نے اس کے خلاف جنگ کی لیکن بالآخر عورت ہی کو کامل فتح حاصل ہوئی اور ہر ایک عورت کا وجود بجائے خود اس فتح کی یادگار ہے لیکن ہم مشرقی اور خصوصاً مسلمان اس فتح میں ایک شکست ہی محسوس کرتے ہیں کیونکہ جس طرح اکثر فاتح قومیں اپنے فتح کے جوش میں اعتدال سے باہر ہو جاتی ہیں اسی طرح یہ صنف فاتح بھی تفریط کو پامال کر کے اعتدال کی سرحد عبور کرتی ہوئی افراط کے درجہ پر پہنچ گئی۔ لیکن اسلام میں ابتدا ہی سے اس صنف نازک کے حقوق کی حفاظت کیگئی اُس کو مذہبی اعمال و عقائد میں برابر کا درجہ دیا گیا۔ اُس کے تمدنی حقوق قایم کئے گئے معاشرت میں اُسکے ساتھ حسن سلوک لازم کیا گیا اور مرد و عورت کے اختیار و حقوق میں ایک ایسا معتدل امتیاز قایم کر دیا گیا کہ اُن میں کبھی باہم تصادم کا اندیشہ ہی نہیں ہو سکتا پس نسوانی تحریک کی کامیابی کے لئے اور اُس کامیابی کو مستقل رکھنے کے لئے اور اُن نتائج سے بچنے کیلئے جو افراط کے درجہ پر پہونچکر مترتب ہوتے ہیں سب سے پہلے ضروری اور لازمی ہے کہ عورتوں کو مذہبی تعلیم دیجائے تاکہ وہ اپنے اُن حقوق اور حدود سے واقف ہوں جنکی اسلام نے تعلیم کی ہے۔

کوئی شک نہیں کہ اس وقت ہندوستان میں مسلمان عورتوں کی حالت بے انتہا قابل اصلاح ہے اور اُن کو ترقی و تہذیب حاصل کرنے کیلئے ابھی بہت برسوں کی ضرورت ہے لیکن تمام تر ترقی و تہذیب کا راز اُن کے لئے صرف مذہب میں پوشیدہ ہے تمام شریف جذبات اور تمام اعلیٰ اخلاق صرف قران مجید اور

سُنت نبوی سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں آنحضرت صلعم کا یہ دعوے
کہ میں[1] مکارم اخلاق کے کامل کرنیکے لئے مبعوث ہوا ہوں ایک الہامی
دعوے ہے پس مسلمان خواتین جو کچھ حاصل کرسکتی ہیں وہ صرف اسلام
ہی سے حاصل کرسکتی ہیں۔

اخلاقی اور تمدنی نکتہ خیال سے اُنیسویں صدی دو باتوں کیلئے خاص طور پر مشہور ہے ایک تو مذہب کا گر جانا اور دوسرے انصاف اور انسانیت کا تیزی کے ساتھ بڑھ جانا۔ فی الحال ہم یہ نہیں کہینگے کہ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتی تھیں لیکن اس واقعہ میں مطلق شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس "عجیب صدی" میں یہ دونوں باتیں خاص خصوصیت رکھتی ہیں اور جس تحقیق کو اس وقت ہم نے اٹھایا ہے اس میں انہیں دونوں باتوں سے خاص مدد ملے گی۔ جبکہ دنیا کی تکالیف کو دور کیا جا رہا تھا تو تنہا عورتوں کو بے انصافیوں سے بچانے کی ہی کوشش نہیں کیجارہی تھی بلکہ بعض لوگ صنعتی مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش میں تھے جو نئی نئی مشینوں کے نکل آنے سے پیدا ہو گئی تھیں وہ باہر کلاے لوگوں کی کیفیت دیکھ رہے تھے وہ جنگ کے مصائب سے کانپ رہے تھے غرضکہ ہر پہاڑ کی چوٹی اور ہر وادی کے گوشہ میں وہ روشنی لئے اپنے مطلب کے متلاشی تھے۔ اس کے بعد خود اپنے مکانوں میں یہ روشنی ڈالی اور سخت جنگ شروع ہو گئی۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اس نئی یا ترقی یافتہ عورت کی تصویر پیش کریں بلکہ ہم تو اس مسلمہ واقعہ کو دیکھینگے کہ عورت کے ساتھ سخت بے انصافی میں سے تھوڑا سا تدارک ہو گیا اور یہ معلوم کرینگے کہ اس جنگ میں ہمارے پادری صاحبان نے کیا حصہ لیا۔ اس میں شک نہیں کہ بہت کچھ ایسے ہیں جن کے نزدیک اس عظیم الشان ترقی میں ہمارے پادری صاحبان کی مددکی

---

[1] إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق (مسلم)

...ہے عیسائی عورتون مین یہ خیال عام طور سے پھیلا ہوا ہے کہ پادری صاحبان ...س امر مین کہ عورتون کو ملک کی حکومت مین حصہ دیا جائے صداے مخالفت ...لی تھی اور ابتداے بیسوین صدی کی یہ حالت صحیح مان لی جائے تو ہم انیسوین صدی ...تعلق بخوبی اندازہ کرسکتے ہین۔ خیر مناسب یہ ہے کہ کچھ تحقیق کیجائے۔

اگر میرا خیال صحیح ہے تو یون کہنا چاہیے کہ ۱۷۸۹ء کے انقلاب فرانس ...اس ترقی کی ابتدا ہوئی۔ قوت کلیسا کے خلاف یہ سب سے پہلی زبردست سازش ...۔ چند اہل قلم اس کی مخالفت نہایت خوبصورتی سے کرتے ہین۔ اس انقلاب کے ...ت ظاہر ہوئے ہین مالی خرابی نے جو تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھی اور متواتر جنگ جس مین فرانسیسی مبتلا تھے رکاوٹین پیدا کین۔ چند فرانسیسی خیال کے لیڈرون کو ...سے کم مذہبی لوگ تھے اس موقعہ پر یہ خیال پیدا ہوا کہ عورتون کو مردون کے ...بہ مین سیاسی مساوات دینی چاہیے۔ وہ لوگ بھی جو عورت کے مرتبہ کو کمتر کہتے صاف یہ بیان کرتے تھے کہ اس کمی کی وجہ ناقص تعلیم ہے اور قدرتاً کوئی تفاوت ...ن پایا جاتا جیسا کہ کلیسا کا خیال ہے۔ جو لوگ اس مقصد مین کوشان تھے اُن کی کوششون ...غیر معمولی دشواریان اور بے انتہا مشکلین حائل ہوئین۔

جدید ترقی کی پیدائش اور رفتار کو معلوم کرنا مفید مطلب ہوگا یہ قطعی ناممکن ہے ...اس شورش کو صرف یورپ ہی مین تلاش کیا جائے اور حقیقت مین تحریری شہادتین ...تک جمع نہین ہوسکی ہین۔ ایک دن وہ آئیگا کہ ہر ملک کی عورتین اپنی صنف پیشواؤن اور رہنماؤن کی یادگارین قائم کرینگی جیسا کہ امریکہ مین مس کیڈی اسٹینٹن اور ...رفیقون نے مثال قائم کی ہے۔

سب سے پہلے امریکہ اور انگلینڈ مین یہ کام شروع ہوا اور یہان کی شہادتین ...لے آسانی سے پہنچ سکتی ہین اسلیے ہم سب سے پہلے انھین کو لیتے ہین۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ مین مصائب نسوان کے دفیعہ کا قصہ نہایت دردناک ہے جس مین اپنے حقوق کیلئے اچھے اور برے ذرائع اختیار کئے گئے تھے۔ یہ قصہ خاص طور سے مسس کیڈی اسٹینٹن اور مسس گیج نے ہسٹری آف ویمن سفریج (تاریخ مصائب نسوان) مین بیان کیا ہے۔ ہمکو اس کے صرف دو پہلو درکار ہین۔ اول تو انکا کیرکٹر جنھون نے اس جنگ کی ابتدا کی اور مقابلہ کیا۔ دوسرے پادری صاحبان کی روش جو انھون نے اس عرصہ مین اختیار کر رکھی تھی۔ نیویارک مین اس مقصد کیلئے کوشش کرنے والون کی دشواریان بتلاتے ہوئے مذکورہ بالا کتاب کا مصنف کہتا ہے۔

"امریکہ کی عورتون کی ایسی لمبی اور ذلیل جنگ مین پادریون نے ہر نئی ذلت اور بے انصافی کا مذہب عیسوی کے نام سے بپتسمہ کیا اور ہر اس کارروائی مین جو اہل افریقہ کے لئے بھی باعث ننگ تھی خدا کی مدد چاہی"

جب نیویارک کے پادری ہی اس بیوقوفی مین مبتلا تھے تو چھوٹے اور کم تہذیب یافتہ مقامات کے پادری کیسے خلاف کر سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ جنگ کو دیکھکر معاً یہ گمان پیدا ہوجاتا ہے کہ بے دین اور بے ایمان اور پادری اور علماء کے درمیان یہ جنگ شروع ہوئی تھی۔ امریکہ والون کے مقابلہ مین سب سے پہلے ۱۸۲۰ء مین اسکاٹ لینڈ کی ایک نوعمر اور بے خوف عورت فرینسس رائٹ خود ان کی بیویون اور بہنون کے حقوق کا مطالبہ کرتی ہوئی آئی۔ اس نے ملک کے مختلف مقامات کے پلیٹ فارمون پر قدم رکھکر اپنی جادو بیانیون اور تقریرون سے ایک دلچسپی اور غصہ پیدا کردیا یہ پہلا موقع تھا کہ ان ریاستون مین کسی عورت نے عام جلسون مین تقریر کی تھی۔ یہ پہلا وقت تھا کہ امریکہ مین عورت کے قانونی حقوق کی مخالفت اور تذلیل

بئی تھی۔ اِس کے بعد ہی ایک عالی دماغ یہودی مِس آرنسٹائن روبل روز میدان
آئی۔ فرینسس رائٹ کے مذہب کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اُس کے
خیالات بالکل نئے تھے، اس کو "بے دین" کا خطاب دیا گیا اور جہان
پادریوں کو اپنے دشمنوں کی تعداد میں بڑھانی گئی۔ ارنسٹائن روز جسکا نام
آیا ہے مذہب میں "ایسی ہی آزاد" کہی گئی ہے ریاستہائے متحدہ میں اُسکو
"بے دین" کہا گیا اور وہ اِس خطاب کی مستحق تھی۔ چودہ برس کی عمر میں اُسنے
اور اُسوقت کی فقہ سے انکار کیا۔ اِن کے بعد تیسری پیشوا ایبی کیلی ہوئی۔ یہ
آزاد خیال اور بالکل آزاد خیال تھی۔ بہت سے مرد اور عورت کلیسیا سے
اسی لئے خارج کردئے گئے کہ وہ اِس کی جادو بھری تقریریں سنتے تھے اِسکی
رت ہم کو بتلاتی ہے کہ "وہ مذہبی اور سیاسی لوگوں سے یکسان واقف تھی"
ریکہ میں ترقی نسوان کی حامی لکریشیا ماٹ ہوئی اِس کو بھی اُسی طرح "بے دین"
خطاب عطا کیا گیا۔ انجیل کے متعلق وہ بالکل مختلف خیال رکھتی تھی۔

ہم امریکہ کی اور مشہور خواتین کے جنہوں نے اپنی فتح کی یادگاریں ہمارے
اب تک چھوڑی ہیں مذہبی خیالات بیان نہیں کریں گے۔ اب ہم سوال کے
دوسرے رُخ کو لیتے ہیں اور یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر مذہب عیسوی نے اُس کے
میوں کو کوئی الہام نہیں دیا تو کیا اُس کے مخالفوں کو کوئی الہام پہنچا۔ اِسکا جواب
یہ تو ہم پہلے ہی دے چکے ہیں لیکن اِس کو اور صاف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ توقع کسیکو
نہیں ہوسکتی کہ ایک رومن کیتھولک[1] پادری مسئلہ نسوان جیسے مسئلہ کا اُسوقت تک حامی
جبتک یہ مسئلہ خود ایک ترقی پذیر صورت نہ اختیار کرلے اور امریکہ کے پروٹسٹنٹ[2] پادری

۱ عیسائیت کے دو مشہور فرقے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ۔

۲ ملاحظہ ہو نوٹ ۱

بھی اس سے کم بے انصاف شاید ہی ہوں مسس کیڈی اسٹینٹن اپنی وومنس بائبل
دانجیل نسوان میں کہتی ہے :-

"چند ایسی سیاسی جماعتیں ہیں جو عورت کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہیں لیکن
مذہب میں کوئی جماعت ایسی نہیں ملیگی جو ہر دو اصناف میں ایک رنجش
پیدا کرنیوالی تفریق نہ کرتی ہو اور عورت کے دشمنوں میں سب سے
زبردست دشمن پروٹسٹنٹ پادری ہیں"

انگلینڈ کے لیے تو یہ قول زیادہ راست نہیں لیکن امریکہ کے متعلق بالکل
صحیح ہے اور یہ اس شخص کا قول ہے جو واقعات سے واقف تھا۔ فرمنس رائٹ
نے جب اپنا حملہ شروع کیا اس سے ۱۷ برس بعد تک ہمکو امریکہ میں کوئی مذہبی
آدمی مسئلہ نسوان کا حامی نظر نہیں آتا اور ۱۸۴۵ء سے کئی سال بعد تک معدودے چند
حامی ملتے ہیں۔

اس جنگ کے ابتدائی اور کٹھن مرحلوں میں "بے دین" چمکتے نظر
آتے ہیں جو اپنے مقصد کے شاندار حملوں میں بے چین ہو رہے تھے لیکن اسوقت
مذہب والے کیا کر رہے تھے وہ یا تو خاموشی سے دیکھتے تھے یا طعن و طنز اور
لعنت ملامت سے کام لیتے تھے۔ ۱۸۳۷ء میں جبکہ ایبی کیلی اور لکریشیا ماٹ
وغیرہ سرگرم تقریریں کر رہی تھیں تو اسوقت پادریوں کے حلقوں میں ایک خط
گردش کر رہا تھا جسکا مقصد یہ تھا کہ اس تحریک نسوان کی ہر جگہ مخالفت اور
ممانعت کیجائے اس خط میں اُن خطرات کا جو عورت کو نہایت زبردست
اور پائیدار نقصان پہنچانے والے تھے تذکرہ کیا گیا تھا اور اس صنف کے
تباہ ہو جانے کی دھمکی دی گئی تھی۔ اس میں صاف ظاہر کیا گیا تھا کہ عہد نامہ
جدید نے عورت کے دائرہ کو صحیح طور پر بتلایا ہے جیسے پی و ہاٹسٹر (ایک شاعر)

ِسقدر مذہبی آدمی نہ تھا اِسکا جواب ایک نظم مین دیا اور اِس نظم نے تازیانے
یا۔

نیویارک کے پادری کے برتاؤ پر ہم رائے زنی کر چکے۔ جب یہ
اتین سنہ۱۸۴۰ء مین لندن پہنچین تو امریکہ کے پادریون کی ایک جماعت
سے پیش قدمی کی تاکہ انگلینڈ کے پادری صاحبان کو اِس خطرناک مقصد
خواتین کے عام جلسون مین تقریرین کرنیکے خلاف ورغلائے۔ اِن کو
بل افسوس حد تک کامیابی ہوئی۔ دنیا کے مہذب ترین شہر مین اور انیسوین
کے وسط مین ایک غیر معمولی جلسہ آزادی اور انصاف کے نام سے منعقد
امریکہ کی خواتین جو اپنے مقصد کی دُھن مین ڈوبی ہوئی تھین اور جن کو اعلیٰ
یابی عطا ہوئی تھی گھنٹون تقریرین کرنے کے حقوق پر لڑتی رہین اور آخر
یاب ہوئین۔ "وہ جلسون مین نہ بولے گی" یہ سینٹ پال کے الفاظ تھے
لئے پادری صاحبان نے مذہبی دلائل کی بنا پر اِن کی مخالفت کی
کہا کہ "اِس سے خدائے برتر کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی" دوسرے
وہ تعلیم الٰہی (انجیل) کے یہ صریحاً خلاف ہے"۔ ہم ۱۸۷۵ء تک دیکھتے ہین
مین پروٹسٹنٹ پادری زبردست حملے کرتے رہے۔ امریکہ مین یہ تحریک
ڈی پڑ گئی۔ اور مس اینتھونی کہتی ہے "آج کلیسائے امریکہ کے ممبرون کی
ن ۱/۲ سے ۳/۴ حصہ عورتون کا ہے"

ہم نے اب تک اِس ملک مین تحریک نسوان کے مسئلہ کو مفصل اور مرتب
مین بیان نہین کیا اور غالباً ہمارے بیان سے اِس قدر افسوسناک اثر
ن ہو سکتا جسقدر اُس وقت ہوتا جبکہ خود امریکہ کی عورتین اِس کو
ین۔ انجیل کی مخالفت کا اثر کلیسائے امریکہ پر اِسقدر نہین جسقدر بیان ہوا

لیکن یہان اور ہر جگہہ آزاد خیال والون نے اِس تحریک کو اُٹھایا اور کلیسا نے
اِن کی مخالفت کی۔ میری ول اسٹون کرافٹ اور ہیریٹ مارٹینو کے نام انگریزی
خواتین کی تاریخ مین سُرخ حرفون سے لکھنے کے قابل ہین۔ جب اُن کی مذہبی بہنین بے
چون وچرا اپنی گردنین جھکائے ہوئی تھین توان دونون نے جادو بھرے الفاظ مین
اُن کو پکارا اور سر اُٹھا کر سیدھے کھڑے ہونیکو کہا۔ ابتدا ہی سے چند[۱] نہایت
قابل مردون نے جن مین مدبر وسیاسی، ذی علم اور شاعر اشخاص شامل تھے اُنھون
نے انگلینڈ کی عورتون کو اپنا مرہون منت کیا اور اِس تحریک مین اُن کی اعانت
کی۔ اُنھون نے اُس تمسخر اور غلط فہمی کو جس مین اُس زمانہ کے لوگ عموماً مبتلا تھے
حقارت سے پامال کیا۔ لیکن پادری صاحبان خاموش تھے مگر آج کسقدر عورتین
ہین جو کلیسا کے اِس فتوے کو کہ عیسائیت سے انکار کرکے لوگ خودغرض اور
اوباش ہوجاتے ہین خاموشی سے سُن لیتی ہین لیکن وہی لوگ (اودن ہولی اوک
اور بل) جنھون نے عیسائیت کو صریحاً ترک کر دیا اِس تحریک مین منطقانہ دلائل
اور بے غرضی کے ساتھ حامی رہے آزاد خیال رکھنے والون نے پادری صاحبان
کے خلاف جنگ شروع کردی تھی۔ انگلینڈ کی عورتین بہت آہستہ قبول کرتی تھین
کیونکہ جو خیالات پادریون نے اِن مین بھر دیئے تھے اُن کے دور کرنے مین دقت
کا سامنا تھا۔ ہمارے زمانہ کے بحث ومباحثہ کو دیکھکر اندازہ ہوتا ہے کہ اُسوقت
افلاس وکمزوری کی کیا حالت ہوگی۔ یورپ کے اور ممالک مین بھی کلیسا کی مخالفت
کا یہی قصہ ہے۔ فرانس وجرمن وغیرہ مین آزاد خیال لوگ عورتون کے حامی
تھے اور اُن کا اچھا خاصہ گروہ تھا لیکن اسپین مین سوائے ایک آزاد خیال شخص
کے کسی نے توجہ نہین کی۔ اٹلی مین مذہب کے اثر نے دونون اصناف کے مقابلہ

---

[۱] اِن مین حسب ذیل نام قابل الذکر ہین جیرمی بینتھم، کابڈین، اسٹوارٹ مِل، ڈسیلوسٹلی،

مین اطالوی عورت کو بالکل دبا رکھا تھا لیکن آج اٹلی کے آزاد خیال عورتون کو بغاوت کی ترغیب دیتے ہین۔

اب ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہین کہ اُن بے انصافیون کی مخالفت شروع کردی گئی ہے اور جاری ہے جو عورت کے ساتھ روا رکھی گئین اور یہ جدوجہد نہ صرف کلیسا کی اعانت کے بغیر کیگئی بلکہ کلیسا کی مخالفت اور مقابلہ مین جاری رکھی گئی۔ غیر عیسائی جماعتون نے مسئلہ نسوان کی صدا کو باقاعدگی کیساتھ سنا لیکن کسی عیسائی جماعت نے جس مین ذرا بھی مذہبیت تھی باقاعدگی کے ساتھ سُنا تو کیا معنی ضابطہ سے اُس کی مخالفت کی۔ انیسوین صدی کے چند مذہبی اہل قلم نے اِس تحریک کی حمایت کی لیکن پادری ہمیشہ اِس کا جانی دشمن رہا کسی رومن کیتھولک پادری نے اِس کی اعانت نہین کی البتہ بعض پروٹسٹنٹ نے اپنے ضعیف معتقدین سے اتنا ضرور کہا کہ وہ اِس تحریک مین شریک ہونے کے لئے آزاد ہین۔

اب ہم واضح طور پر دکھانا چاہتے ہین کہ اِس سب کا مطلب کیا ہے باہر کی عورتون مین جو اپنی جنس کے لئے نہایت معتدل خواہشات رکھتی ہین یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ دہریئے اور بے دین لوگون نے اپنے خیالات کو اشاعت دینے کیلئے عورتون کو مردانہ پوشاک پہنائی اور پادری ایسی تجویز کی مخالفت کرنے پر مجبور رہتے مگر اُن لوگون پر جن کی آجکل کی عورتین بھی مشکور ہین ایک زبردست الزام ہے۔ جن لوگون کا سینے تذکرہ کیا یہ وہ لوگ تھے جن کو بالکل صاف بے انصافیان دیکھکر غصہ آیا تھا۔ پادری صاحبان کی وجہ مخالفت بالکل ظاہر اور صاف تھی کہ عورت کے خدا کا اور خدا کی کتاب کا حکم یہ ہے کہ وہ گھر مین رہے ان ہی مین ایسے لوگ بھی ہین جن کے نزدیک

عورت کی شان اُس وقت تک قایم نہین رہ سکتی جب تک وہ مرد کی قوت کا بھروسہ نہ کئے رہے یہ لوگ عورت کے لئے کمتر کا لفظ پسند نہین کرتے اور اتنی آزادی دینا چاہتے ہین کہ وہ زبان یا سائنس یا علم مین کچھ کارنمایان کر سکے لیکن ساتھ ہی وہ ہرگز یہ گوارا نہین کر سکتے کہ یہ صنف نازک عام خدمات اور کٹھن کامون کیلئے مرد میدان بنے یہ وہ نکتہ خیال ہے کہ خواہ ہم اس کو غلط کیون نہ مانین لیکن اس کی عزت ضرور کرنی چاہیئے۔ اس کے خلاف اکثر عورتون اور مردون کی ایک جماعت ایسی ہے جسکے نزدیک عورت کی شان مین عام خدمات کی انجام دینے اور اپنی روزی آپ کمانے سے کوئی کمی واقع نہین ہو سکتی۔ اور اس کے خیال مین عورت کی پابند زندگی اُسکے کمتر ہونیکا ثبوت دیتی ہے اور عورت پر صنعت وحرفت اور ہر پیشہ وحرفت کا دروازہ کھول دیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ وہ تمام کامون کو بغیر نقصان کے پورا کر سکتی ہے یا نہین۔ یہ ہین وہ نکتہ خیال جن مین ہر قسم کے درمیانی خیالات شامل ہین جن پر بحث کرنا مقصود نہین ہے۔

یہ ایک خطرناک غلطی ہوگی اگر یہ فرض کرلیا جاوے کہ انیسوین صدی مین خواتین اور پادری صاحبان کے درمیان مخالفت کیوجہ یہی باہمی اختلاف تھا۔ خود وہ پادری جو مسئلہ تحریک نسوان کے حامی تھے عورت کو گھر مین رکھنا چاہتے تھے۔ اصل جنگ تو دوسری ہی بے انصافیون کے رفیعہ کی غرض سے شروع ہوئی تھی۔ عورتون کی اور خصوصاً شادی شدہ عورتون کی قانونی حیثیت ناقابل مقابلہ تھی اور اُنکی حیثیت پر عام طور سے بحث کرنے کی منظوری دینے سے صاف انکار کردیا گیا۔ قانون مین کسی ترمیم کے حق کو محفوظ رکھا گیا۔ جو تعلیم اُن کو دیجاتی تھی وہ ناقص تھی۔ مالی حیثیت سے اُن کو مردون کا اس قدر

تابع رہنا پڑتا تھا کہ صاف طور پر بے انصافیوں کے پیدا ہو جانیکا اندیشہ تھا۔
یورپ مین اِس طریقہ کے عرصہ تک جاری رہنے کا ذمہ دار کلیسا ہے
کلیسا نے تمام بے انصافیون کو قایم رکھا جیسا کہ ہمارے بیانات سے ظاہر ہے
باوجودیکہ تعلیم یافتہ پادریون نے برسون سے عہدنامہ قدیم کے ناقابل یقین
ذریعہ نزول کو سمجھ لیا تھا اور بے انصافیون کے وجوہ کو پہچان لیا تھا پھر کسی نے
بھی دفعیہ کی طرف توجہ نہین کی۔ بیشک وہ چند پادری جنھون نے مثل کنگسلے
اور فرانز کے اس تحریک کی اعانت کی قابل عزت ہین۔ لیکن اُن کی زندگی
نے کلیسا کے گناہ اور ظلم مین کمی نہین کی۔ انھون نے زخمون پر مرہم نہین رکھا
اوران مصیبت زدہ خواتین کی مدد نہین کی جو اپنے مذہبی عقائد اور اپنی جنس
کے درمیان اختلاف پاتی تھین۔

---

ہماری تحقیق کا پہلا حصہ ختم ہوگیا۔ ہم معلوم کرچکے کہ عورت پر عیسائیت
کا کس قدر بار احسان ہے۔ ہم یورپ مین عورت کی حیثیت کو دیکھ چکے اور
وہ امیدین ہمارے سامنے آچکی ہین جو اُسوقت جبکہ عیسائیت نے قانونی
اور تمدنی انتظام مین حصہ لیا ہم اچھی طرح عورت کی خصلت اُسکی تعلیم اور اُسکے
کامون کے متعلق کلیسا کے خیالات کا مطالعہ کرچکے ہین۔ آخر مین ہم اِن بے انصافیان
کے خلاف بغاوت کو دیکھ چکے اور ہمکو معلوم ہوگیا کہ اِس جنگ مین کلیسا کا کیا حصہ رہا۔
اِس تمام قصہ کا خلاصہ بیان کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔
عیسائیت سے پہلے کی دنیا مین عورت کی حالت جو گر چکی تھی آہستہ
آہستہ سنبھل رہی تھی۔ اِس وقت غیر عیسائی معلمان اخلاق سمجھ چکے تھے اور ظاہر
کر رہے تھے کہ عورت کو ناجائز طریقہ سے محکوم بنایا گیا۔ روم مین اُسکی پابند

زندگی کی مخالفت عام طور پر کیجارہی تھی۔ منصف اور متقنن پرانی خرابیون کو دور کر رہے تھے حکومت سے عیش پرستی کا دور جاچکا تھا اور نیک ارادون سے ترقی کی کوشش جاری تھی لیکن پرانے مذہب مین اخلاقی قوت فوت ہوچکی تھی اس لئے اسکے بجائے دوسرے مذہب کی ضرورت تھی نصف درجن مذہب جو سب روحانی اور اعلےٰ قسم کے تھے اس اخلاقی اور تمدنی ترقی کو اُٹھانے کیلئے تیار تھے۔ ان مین سے سوائے عیسائیت کے مجملہ مذاہب عورت کی نئی قسمت کو قبول کرتے تھے۔ یہ مذاہب یونان یا ایران یا مصر سے نکلے۔ لیکن عیسائیت وہانسے پیدا ہوئی جہان عورت سے نفرت کیجاتی تھی مگر عیسائیت نے کامیابی کیلئے اُن بادشاہون کی جنگی قوت کو استعمال کیا جنہون نے اس مذہب کو قبول کیا تھا تاکہ اپنے حریفان مذاہب کی روح کو نیست و نابود کردے۔ اب اس مذہب کے پیشواؤن نے اپنے نصب العین کے لئے عہد نامۂ قدیم (توریت) کو اُٹھایا اور یہودی رنگ تمام یورپ مین نظر آنے لگا اور غیر عیسائی مسلمان اخلاق کی تمام کوششون پر اس طرح پانی پھر گیا۔ غیر معروف حکومت اور حملہ آورون کی آمیزش سے عیسائی یورپ کی صورت بنی سے نئے قانونی انتظام سے قدیم جرمنی کے رسوم اور آخری روم کے قوانین کا جو عورت کے طرفدار تھے اخراج ہوگیا۔ مستند شہادتین مثل سرہنری مین کے اس کی وجہ قانون کلیسا کا اثر تبلاتی ہین جو عورت کے لئے نہایت بے انصاف اور سخت تھا۔ مذہبی اہل قلم کی تصنیفات اور مذہبی کونسلون کے احکام نے بھی عام خیال اور تمدنی زندگی پر یہی اثر کیا۔ کلیسا نے اکیلی اور غیر شادی شدہ زندگی کو پسند کرکے عورت کی حالت مین اور بھی انحطاط پیدا کردیا۔ اُسکے کمتر ہونے کے مذہبی

مسئلہ نے یورپ کے قانون، لٹریچر اور زندگی مین استحکام پالیا۔ اُس کو ذلیل کرنے والی قانونی کمزوریان یعنی اُسکا اپنی خود ترقی کرنےکے ذرائع سے اخراج اور تمدنی وسیاسی حقوق مین بے دخلی چھٹی صدی سے لیکر انیسوین صدی تک رہین۔ اٹھاروین صدی کے آخر اور انیسوین صدی کے شروع مین ایک زبردست حملہ ان بے انصافیون کے خلاف کیا گیا۔ تقریباً ہر جگہ حملہ آور آزاد خیال لوگ تھے۔ کبھی بھی کسی پادری نے حملہ کی جرارت نہین کی اور اکثر موقعون پر جب تک جنگ کا گرم حصہ جاری رہا کسی پادری کی زبان سے کوئی لفظ نہین نکلا۔ ہر ملک مین مخالفت کے لئے مذہبی دلائل اختیار کئے گئے اور فریق مخالف کے لیڈر پادری صاحبان ہی تھے حالانکہ اُس وقت یہ مسئلہ محض ابتدائی حالت مین تھا اور مقصد صرف یہ تھا کہ اس تحریک کی موافقت یا مخالفت مین عوام کی رائے معلوم کیجائے۔ آج حالانکہ عیسائی علما توریت کو ہم پر حکومت کرنے سے خارج کر دیتے ہین لیکن پادری کا غیر معمولی طور پر بے سبب تعصبون کو دور کرنے سے انکار رہتا ہے۔

آخر مین ہم اس نتیجے پر پہنچے ہین کہ یہ تجویز کہ عورتون کو کلیسا کا ممنون ہونا چاہئے عجیب ہے۔ اگر اُن کی تمدنی تاریخ کو بے پروائی سے الٹ دیا جائے تو یہ خیال کچھ دیر کیلئے پیدا ہو سکتا ہے۔ پادری عورت کا بدترین دشمن رہا مگر آج عورتین پادری کی بہترین دوست ہین۔ اگر عورتین مردون سے زیادہ اُن کی اعانت نہ کرتین تو یورپ مین اس قدر اثر ہرگز نہین پیدا کر سکتے تھے عورتونکا عیسائی کلیسا کیطرف اسقدر رجحان کنکی کی وجہ ہم اور کہین دیکھینگے۔

سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج
علیگڈھ

# نابیناؤن کی تعلیم کا انتظام

نصف صدی سے کچھ عرصہ پہلے نابیناؤن کے متعلق لوگونکا عام خیال یہ تھا کہ قدرت نے انہین دنیوی معاملات مین حصہ لینے سے محروم بنایا ہے اور انکا بار محض سوسائٹی پر ہے کہ وہ انکی پرورش کرین۔ ایسے نابینا جنکا کوئی پالنے والا نہ ہوتا وہ بجائے اسکے کہ محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرین معذور ہوکر دریوزہ گری سے اپنا پیٹ پالتے۔ بعض مقامات پر خیرات خانے کھلے ہوے تھے جہانپر انہین رکھکر کھانا کپڑا دیا جاتا یا انکی تنخواہین یا وظائف مقرر کردئے جاتے۔ تمام اہل دل ان کی اس حالت پر رحم کھاتے اور انہین کبھی یہ خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ خود بھی کما کر اپنی پرورش آپ کرسکین گے۔ قریب پچاس برس کے زمانہ گذرتا ہے کہ ایک یہ تحریک ہوئی تھی کہ انہین خود اپنی مدد آپ کرنیکے قابل بنایا جاوے۔ چنانچہ ایک اسکول کھولا گیا جہان نابینا بچون کو ابھرے ہوے حروف تہجی کے ذریعہ سے پڑھنا سکھلایا جاتا تھا۔ اس اسکول مین تعلیم پاکر غریب بچے شاہراہون پر بیٹھکر اشعار پڑھتے اس طرح پر دن بھر مین راستہ چلنے والون سے کچھ ملجاتا جس سے انکی گذر ہوتی لیکن جو لوگ مادر زاد نابینا ہوتے یا کسی مرض یا حادثہ سے انکی آنکھین جاتی رہتین یا جو زیادہ عمر مین نابینا ہوتے ان کی حالت اور بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہوتی وہ غریب اس تعلیم سے بھی محروم رہتے جو انکے گذارے کا ذریعہ ہوتی۔

یہ فخر ملکہ معظمہ ہی کے عہد حکومت کو حاصل ہے جس مین ہر عمر کے نابیناؤن کی تعلیم پانے اور کسب معاش کے طریقے اختیار کئے گئے جنکے ذریعہ سے نابینا بغیر کسی کی محتاجی کے آپ اپنی پرورش کرسکتے ہین۔ اس موقع پر ایک نابینا لیڈی مس الزابیت گلبرگ کی ان قابل قدر کوششون کا تذکرہ دلچسپ ہے

جنہون نے نابیناؤن کے کسب معاش کے طریقے دریافت کئے جو نہ صرف اپنے قوم اور ملک کے نابیناؤن کے لئے مفید ثابت ہوا بلکہ تمام دنیا اس سے سبق حاصل کرکے مستفید ہوئی یہ آکسفورڈ کے ایک پرنسپل کی اکلوتی بیٹی تھین جس وقت ان کی عمر تین برس کی تھی تو چیچک مین انکی دونو آنکھین ضائع ہو گئین یہ بالطبع نہایت ذہین اور طباع تھین بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے باپ کو کھانے کے وقت شراب کا گلاس ہاتھ سے وزن بھانپ کر دیتی تھین اور ایک قطرہ میز پر نہ گرتا تھا جس وقت انکی عمر بیس برس کی تھی تو ایک شخص نے ایک تختی ایجاد کی جس پر نابینا بغیر کسی کی مدد کے تھوڑی سی تعلیم کے بعد لکھنا سیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ اس تختی پر انہون نے لکھنا سیکھ لیا اور کچھ مشق کے بعد بہت آسانی سے لکھنے لگین مس موصوف نے نابیناؤن کے مدرسہ کے ایک منیجر سے خط وکتابت کرکے وہان کا طریقہ تعلیم دریافت کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ اس قسم کے آلات ایجاد کئے جائین اور ایسے سہل ترین صنعت اور پیشے دریافت کئے جائین جنکو نابینا تھوڑے سے سکھلا دینے کے بعد کر سکین۔ اس عرصہ مین انکے والد کا انتقال ہو گیا اور ایک معقول جائداد ترکہ مین آئی۔ اپنے عزیزون اور دوستون کی مدد سے شب و روز اسی ہی کوشش مین رہین کہ نابیناؤن کے کرنے کی لائق پیشہ دریافت کرین سنہ ۱۸۶۰ء مین مس موصوف نے ۲۰ پونڈ سالانہ پر ایک مکان کرایہ پر لیکر سات نابینا مردون کو ایک منیجر کی مدد سے چٹائیان اور ٹوکریان بنانا سکھلایا۔ روز بروز کام کرنیوالون کی تعداد بڑہتی گئی اور عورتین اور لڑکے لڑکیان بھی آنی شروع ہو گئین اور تیار شدہ مال کی مانگ بھی بڑہنے لگی۔ اس کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اور پیشے بھی سکھلائے جائین۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مس موصوف نے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ملکہ معظمہ

نے اس ایسوسی ایشن کو ۲۰۰ پاؤنڈ (۳ ہزار روپیہ) عطا کئے اور اس کا مربی ہونا
قبول کیا۔ مس موصوف نے (۳۷ ہزار پانسو روپیہ) ۲۵۰۰ پونڈ کو اور مختلف چندون
کو شامل کرتے ہوئے کل رقم ۸۷۴۶ پاؤنڈ (۱۳۱۱۹۰ روپیہ) تک پہنچ گئی۔
علاوہ ٹوکریون اور چٹائیون بنانیکے برش بنانا سکھلایا جانے لگا۔ تھوڑی سی
تعلیم کے بعد جسقدر ہوشیاری اور پھرتی سے نابینا مرد اور عورتین بنانے لگین دیکھکر
حیرت ہوتی تھی یہ ضرور تھا کہ ہر کام پر نگران موجود تھے جو انہین ہدایت کرتے
جاتے اور جو کام زیادہ ہوشیاری کا ہوتا یا دیکھکر کرنے کی ضرورت ہوتی وہ
آنکھون والے کیا کرتے۔ علاوہ اسکے جاروب بنانا کرسیون کی بید بننا لکڑی
پر خراد کرنا۔ چوکھٹے بنانا بھی سکھلادیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ کارخانہ ترقی کرتا گیا
انگلستان کے دور دراز ہوٹلون اسپتالون۔ اسکولون۔ دفترون اور کارخانون
سے یہان کی تیار شدہ اشیاء طلب کی جانے لگین۔ ۱۸۷۶ء مین ملکہ معظمہ
اس کارخانہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئین اور اس کی حیرت انگیز ترقی کو
دیکھکر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور ۷۰۰ پونڈ (۱۰۵۰۰ روپیہ) اس کارخانہ کو
اور ترقی دینے کے لئے عطا کئے۔ اس کارخانہ کے چلانے کی یہ صورت تھی
کہ جو نابینا مرد اور عورتین صرف دن کے وقت کام کرنا چاہین ان سے صرف
دن بھر کام لیا جاتا تھا اور ہفتہ وار اجرت دیدی جاتی تھی اوسطاً مرد ۱۵ شلنگ
(للعہ) سے ۳۰ شلنگ (عـــہ) تک اور عورتین ۵ شلنگ (ے ہ سے
۱۵ شلنگ (للعہ) تک ہفتہ وار پاتے تھے اور جن مردون اور عورتون
کا کوئی پالنے والا موجود نہوتا انکے رہنے کا انتظام کارخانہ ہی مین کیا جاتا اور
ان کی تنخواہون مین کھانے پینے اور رہائش کے اصراف منہا کرنے کے بعد جو باقی
بچتا وہ رقم انکے نام سے جمع رہتی جو ان کی مرضی کے مطابق انکے لباس وغیرہ

پر خرچ کی جاتی اور بعد مرنے کے اُن کے وارثوں میں تقسیم کردی جاتی یا اس کارخانہ کی تحویل میں جمع رہتی۔ کپڑے دھونے برتن وغیرہ صاف کرنے کا کام بھی انہیں لوگوں سے بینا شخصوں کی نگرانی میں لیا جاتا تھا۔ جو لوگ خراب صحت ہونے یا پیرانہ سالی کی وجہ سے کام کرنے سے قاصر رہتے انہیں پنشنیں دی جاتی تھیں۔

اس کارخانہ سے کوئی فائدہ اٹھانا متصور نہ تھا بلکہ نابیناؤں سے کسی صورت سے کام لینا مقصود تھا اس لئے جو کچھ آمدنی ہوتی وہ اسی کارخانہ کو ترقی دینے میں صرف کردی جاتی۔ بیس سال کے عرصہ میں اس کارخانہ میں ۸۰۰۰۰ پاؤنڈ (۱۲ لاکھ روپیہ) اجرت پر اور ۳۰۰۰۰ پاؤنڈ (تین لاکھ روپیہ) پنشنوں پر صرف کئے گئے۔ ۱۸۹۶ء تک اس کارخانہ کی قریباً بیس شاخیں برطانیہ کے بڑے بڑے شہروں میں پھیل گئیں اور کئی علیحدہ کارخانے کھل گئے۔ دوسرے یورپ کے ممالک میں بھی اس طرف توجہ کی جارہی ہے اور جابجا نابینا مرد اور عورتوں کے لئے کارخانے کھل رہے ہیں۔

سید عبدالجلیل

# ابو عمران

## (۱)

سلطان صلاح الدین روزانہ رات کو بھیس بدل کر اپنی آنکھ سے رعایا کا حال دیکھنے اور اہل دانش و بینش کی تلاش میں نکلا کرتا تھا ایک روز رات کو وہ حسب معمول قاہرہ کی گلیوں میں پھر رہا تھا کہ اُس نے دو شخصوں کو دیکھا جو لب سڑک ایک دوکان پر بیٹھے ہوئے ابو عمران کا ذکر کر رہے ہیں اور اُس کے فضل و کمال اور دانشمندی کی تعریف توصیف میں رطب اللسان

ہین۔ یہ سنکر سلطان صلاح الدین اُن دونون شخصون کی طرف بڑہا اور اُنسے دریافت کیا کہ وہ قابل تعریف شخص جس کا آپ ذکر کر رہے ہین کہان رہتا ہے ؟

ایک شخص ۔ " یہان سے تھوڑی دور پر محلہ آفاقیہ ہے اس مین دو چار کچے مکانات ایک ہی صف مین بنے ہوئے ہین۔ ان مین جو سب سے چھوٹا مکان ہے اسی مین علامہ ابو عمران رہتے ہین آپ وہان آواز دیجئے گا وہ فوراً آپکو اندر بلا لینگے "

دوسرا شخص ۔ " آپ کہان تلاش کرتے پھرینگے چلئے مین آپکو علامہ کے مکان تک پہنچائے آتا ہون "

سلطان صلاح الدین نے شکریہ ادا کیا اور اُس شخص کے ہمراہ ہولیا وہ ایسی گلیون مین لیگیا جہان اس سے پہلے سلطان کا کبھی گذر نہوا تھا۔ وہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ مین قاہرہ کے سب گلی کوچون مین پھرا ہون لیکن ان گلیون کی طرف کبھی گذر نہین ہوا اور نہ آج تک یہ معلوم ہوا کہ شہر کے اس غیر آباد حصہ کو ایک جوہر قابل کی سکونت کا افتخار حاصل ہے۔

سچ ہے کہ بعض وقت شیر بن یابانی ایسے کونے مین ہوتا ہے جسے لوگ اندہا سمجھکر چھوڑ دیتے ہین۔

تھوڑی دیر مین ابو عمران کا مکان آگیا۔ وہ شخص دروازہ تک پہنچاکر چلا گیا۔ سلطان صلاح الدین نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ ایک ہی منٹ گذرا ہوگا کہ دروازہ کھلا اور وہ اندر بلا لیا گیا، دیکھا کہ ایک شخص جسکے چہرہ سے علم و فضل اور حکمت و دانائی ٹپکی پڑتی ہے چٹائی پر بیٹھا ہوا کتاب کے مطالعہ مین مصروف ہے۔ سلطان نے قریب پہنچکر کہا۔

"سلام علیکم"

ابوعمران - (کتاب ہاتھ سے رکھکر) "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

سلطان - (مصافحہ کرکے اور چٹائی پر بیٹھکر) معاف فرمایئے مین آپ کے مفید مشغلہ مین مخل ہوا۔

ابوعمران - "اگر مین کسی کو نیک مشورہ دے سکون یا نصیحت کر سکون تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ مین کتاب دیکھتا رہون۔ایک انسان کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ہمجنس کی بھلائی کے کام مین شرکت یا معاونت کرے۔نماز مین جو اسلام مین سب فرائض سے مقدم ہے اگر اپنے ہمسایہ کے کام کی وجہ سے دیر ہوجاے کہ قضا پڑھنی پڑے تو کوئی گناہ نہین ہے نہ ہم اُس ثواب سے محروم ہوسکتے ہین جو نماز وقت پر ادا کرنے سے حاصل ہوتا"

سلطان ان باتون سے بہت متاثر ہوا پھر چند ادھر اُدھر کی باتین کرکے ایک اپنی موجودہ مشکل اِس طرح اور ایسے الفاظ مین کہ ابوعمران یہ نہ سمجھ سکے کہ مین سلطان صلاح الدین ہون حل کے لئے پیش کی۔ابوعمران نے نہایت تسکین بخش اور قابل اطمینان حل بتا دیا۔ سلطان بہت خوش ہوا اور اُس سے رخصت ہوکر چلا آیا۔اِس پہلی ہی ملاقات مین سلطان کے دل مین ابوعمران کی عظمت قایم ہوگئی اور وہ اِس کا والہ وشیدا ہوگیا اور اپنا معمول کرلیا کہ ہر چوتھے پانچوین ضرور آیا کرتا تھا اور کار آمد نصیحتین اور مفید معلومات لے کر اُٹھا کرتا تھا۔

ایک روز سلطان گیا تو ابوعمران کو نہایت پریشان اور مغموم بیٹھا ہوا پایا اُس کو نہایت تعجب ہوا اور ابوعمران سے پوچھا کہ ایسا کیا حادثہ پیش آیا

جس نے آپکو اس درجہ مغموم و پریشان کر دیا ؟

**ابو عمران :-** آج مجھکو ایسے غم سے سابقہ پڑا ہے جسکا مقابلہ دنیا کا کوئی غم نہیں کر سکتا ہو

**سلطان -** وہ کیا غم ہے ؟

**ابو عمران -** میری بوڑھی ماں نے انتقال کیا -

**سلطان :-** انا للہ و انا الیہ راجعون ، اس میں شک نہیں کہ یہ ایسا حادثہ ہے جسکا ایک سعادت مند بیٹے کو اتنا ہی صدمہ ہونا چاہیئے جتنا آپکو ہے لیکن آپ کا فضل و کمال ، حکمت و دانائی اور دینداری و تقوے کو اس غم کی مدافعت کیلئے کافی ہونا چاہیئے "

**ابو عمران -** کائنات کی بنیاد اُس محبت پر رکھی گئی ہے جو خالق کو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے اور رشتہ محبت ہی سے کل موجودات کی شیرازہ بندی ہوئی ہے - کسی محبوب یا محب ہستی کی مفارقت کے یہ معنی ہیں کہ وہ رشتہ قینچی سے کاٹ ڈالا گیا اور اس کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے وہ یہ کہ انسان درحقیقت ایک بے بہا " نیکی " سے محروم ہو جاتا ہے -

**سلطان -** لیکن مذہب ہم سے کہتا ہے کہ یہ مفارقت عارضی ہے - مابعد الموت زندگانی میں ہم کو اپنے سب عزیز پیارے مل جائیں گے -

**ابو عمران -** مابعد الموت زندگانی میں کل نجات یافتہ انسان صرف ایک عام برادرانہ محبت کے رشتہ سے مربوط ہوں گے نہ ماں باپ ہوں گے نہ بھائی بہن نہ شوہر اور نہ بیوی ، نہ اور کوئی رشتہ دار اس لئے وہ محبت بھی نہ ہو گی

جس کی وجہ سے ایک محبوب ہستی کی مفارقت ہم کو مبتلائے رنج وآلام کر دیتی ہے۔ قزاق اجل جن کو لوٹ کر لیجاتا ہے وہ پھر کبھی واپس نہیں کئے جا سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔ آج پہلی رات ہے جس میں میں کتاب سے جب سے یہ میری سب سے عزیز دوست ہوئی ہے جدا رہا ہوں۔ معمولی غم پر کسی شغل کے ذریعہ سے فتح پا سکتے ہیں لیکن ایسے غم بھی ہوتے ہیں جن سے غمزدہ کو نجات پانا سخت دشوار ہوتا ہے۔ جب دل کا زخم تازہ ہوتا ہے اُس وقت یہ خیال کہ کبھی غم سے نجات بھی ملے گی اور سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔

سلطان نے یہ دیکھکر کہ ابو عمران کا سلسلہ تقریر ختم ہونے کو نہیں آتا اور اِس خیال سے کہ ابو عمران کا غم غلط ہو دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔

میں نے چند روز ہوئے ایک غلام خریدا ہے وہ خوب رو نوجوان ہے میں چاہتا ہوں کہ گھر کے کل انتظامات اُسی کے سپرد کردوں لیکن لوگ کہتے ہیں کہ "ظاہر پر اعتبار نہ کرنا چاہئے" کیا یہ صحیح ہے کہ "دلفریب ظاہر" کے لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے؟

ابو عمران۔ "ظاہر" کا اثر صرف وہم پر ہوتا ہے اور عقل کا فعل ناقص ہو جاتا ہے۔ وہم صرف خدا کی مدد سے سچائی کو معلوم کر سکتا یا دل خوش کن دریافت کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے بغیر خدا کی مدد کے وہم اِس بات کا ضامن نہیں ہو سکتا کہ وہ حقیقت تک پہنچا دے گا۔ آنکھ جو ہمیشہ "ظاہر" کے فریب

مین آجاتی ہے انسانون کی نسبت رائے قایم کرنے کیلئے
بہت ہی خراب اور ناقص مشیر ہے کیونکہ یہ عضو اگر کوئی
اعتبار نہ ہو تو وہم ہی کو متاثر کرتا ہے"۔

**سلطان۔** آپکے قول کے مطابق لوگون کی نسبت آنکھین بندکرکے
رائے لگانا چاہیئے؟

**ابو عمران۔** اگر آپ لوگون کی نسبت صحیح رائے قایم کرنا چاہتے ہین
تو بظاہر فریبیون سے آزاد ہوئے بغیر ممکن نہین۔ انسان کی
حالت اُس کی باتون سے اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے بشرطیکہ
کوئی باتون سے خیالات کا اندازہ کرنا جانتا ہو۔ کسی شخص
کی عقل ودانش، علم وفضل اور عادات اور اطوار اُسکے
معاملات اور طرز عمل مین خوب منعکس ہوتے ہین جو وہ
دوسرے شخصون کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔

اتنی ہی گفتگو ہونے پائی تھی کہ اور لوگ آگئے اس لئے سلطان
ابو عمران سے رخصت ہوکر چلا آیا

(۲)

ایک روز صبح کو علامہ ابو عمران ضروریات سے فارغ ہوکر بیٹھے ہی تھے
کہ ایک شخص نے آواز دی۔ ابو عمران نے فوراً اندر بلالیا وہ شخص آکر
بیٹھا اور کہا:۔

"مین شاہی محل کا حاجب ہون مجھے سلطان نے بھیجا ہے
کہ آپ کو اپنے ساتھ لیکر آؤن۔ کل دربار مین آپ کا ذکر
تھا بعض درباری کہتے تھے کہ آپ ایسے دانشمند ہین کہ سلطان

کو بغیر دیکھے پہچان لینگے اور بعض کو اس سے انکار تھا آخر یہ شرط قرار پائی کہ آپ بلوائے جائین اور آنکھون پر پٹی باندھکر محل مین بھیجو دیئے جائین اگر شام تک آپ نے سلطان کو پہچان لیا تو سلطان کی بخشش وعنایت کا آپ پر مینہہ برس جائیگا"

مران۔ (دل مین) سنگ آمد وسخت آمد۔ سلطانی حکم سے سرتابی کی کس کو مجال ہے۔ قہر درویش برجان درویش (حاجب سے مخاطب ہوکر) جناب مین تعمیل حکم کے لیئے حاضر ہون اور لڑکونکا کھیل اندھا بھینسا کھیلنے کیلیئے تیار ہون چلیئے"

حاجب ابو عمران کو محل شاہی پر لے آیا اور دروازہ مین ابو عمران نکھون سے پٹی باندھکر چھوڑ دیا اس وقت علامہ کی ہیئت ملاحظہ کے قابل ھی۔ ہاتھ مین ایک لاٹھی تھی۔ اس محل کو اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا ئے جو قدم اٹھاتے تھے وہ قیاسی ہوتا تھا آخرہ ڈیوڑہی سے گذر کر ایک ے مین پہنچ گئے وہان چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے انھون نے علامہ کو دیکھکر ۔ فرمائشی قہقہہ لگایا مگر علامہ نے کچھ خیال نہ کیا اور خاموشی کے ساتھ ٹٹولتے ے دوسرے کمرے مین پہنچ گئے یہان بھی دو ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے ون نے قہقہہ تو نہین لگایا لیکن شائستہ لفظون مین دو ایک پھبتیان ضرور کہین مہ نے کوئی جواب نہین دیا اور دیوار ہی دیوار دوسرے کمرے کے دروازہ پہنچ گئے اس کمرے مین جو انھون نے قدم رکھا تو اُن کے پیرون کو ملائم فرش وس ہوا اور عود ولوبان کی خوشبو دماغ مین آئی کچھ سوچ کر وہین کھڑے گئے اتنے مین ایک خاتون کی آواز آئی "سلام علیکم یا ابو عمران خدا نے کو یہان بھیجا ہے مجھے آپ سے ایک بڑا کام ہے"

**ابو عمران۔** مین آپ کی کیا خدمت انجام دے سکتا ہون؟

**خاتون۔** مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ہاتھ دیکھکر انسان کی قسمت کا حال بتا سکتے ہین اگرچہ آپکو آنکھین کھولنے کی اجازت نہین ہے لیکن میرے گھر مین آپ بلا خوف پٹی کھول سکتے ہین کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔

**ابو عمران۔** کوئی ممنوع کام اسلئے جائز نہین ہوسکتا کہ وہ سہل العمل ہے۔ برائی کی ایک امتیازی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہ نسبت بھلائی کے آسانی سے ہوسکتی ہے اِسکے علاوہ نہ مین کسی کی تقدیر کا حال ہاتھ دیکھکر بتا سکتا ہون نہ پیشانی دیکھکر۔

**خاتون۔** تعجب ہے کہ آپ اتنے بڑے عالم فاضل اور دست بینی سے واقف نہین۔

**ابو عمران۔** یہ دہوکہ باز جانتے ہین جو اگرچہ خود تو بیوقوف نہین ہوتے لیکن دوسرون کو ضرور بیوقوف بناتے ہین۔

**خاتون۔** کیا آپ نجوم کے ذریعہ سے آئندہ کا حال بتا سکتے ہین؟ انسان کی زندگی مین جو کچھ پیش آتا ہے وہ ستارون ہی کا اثر ہوتا ہے نہ؟

**ابو عمران۔** خدا نے ستارے اس لئے نہین بنائے ہین کہ اُنکے ذریعہ سے آئندہ کا حال معلوم ہوا کرے انسان کو جو علم حاصل ہوسکتا ہے اُسکے تین سرچشمے ہین۔ ایک شخصی عقل جو زندگی کے تجربات سے پرورش پاتی ہے۔ دوسرے عام عقل جو شہد کی طرح اہل دانش و بینش کی محنتون اور دماغ سوزیون سے جمع ہوتی ہے جسکو علم کہتے ہین تیسرے خدائی عقل جو وحی و الہام مین ظاہر ہوتی ہے۔ نجوم کا تعلق اِن تینون

سرچشموں میں سے ایک سے بھی نہیں ہے۔"

ابو عمران کی تقریر ابھی ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ یہاں عود و بربط بجنے لگا اور موسیقی تانیں شروع ہو گئیں۔ ابو عمران نے سمجھ لیا کہ یہاں انکی باتوں کا سننے والا کوئی نہیں اسلئے وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور دروازہ تلاش کرکے کمرے سے باہر نکل آئے اور راستہ ٹٹولتے ٹٹولتے ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک مولوی صاحب قرآن پڑھ رہے تھے ابو عمران نے سلام کیا مولوی صاحب نے سلام کا جواب دیا اور اٹھکر مصافحہ کیا اور ہنسکر کہا۔

"مجھے یہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس امتحان میں کامیاب ہونگے۔"

ابو عمران۔ غیر ممکنات کی فہرست تو بہت ہی مختصر ہے اور مجھے جو کام سپرد ہوا ہے وہ تو مشکلات کی ذیل میں بھی نہیں آسکتا۔

مولوی صاحب۔ اگر آپ کامیاب ہو گئے تو سلطان آپ پر نہایت مہربان ہو جائیگا اور آپ مالا مال ہو جائیں گے۔

ابو عمران۔ اگر یہ بات ہے تو میں نہایت خوشی سے اپنی جگہ آپکو دینے پر راضی ہوں۔

مولوی صاحب۔ میں اسکا اہل نہیں۔ اس کام میں تو آپ ہی قسمت آزمائی فرمایئے۔ میری ایک درخواست ہے اگر آپ منظور فرمائیں تو عرض کروں۔"

ابو عمران۔ یہ نرالی طرز کی درخواست ہے کہ عرض مدعا سے پہلے منظوری حاصل کیجاتی ہے آپ بیان فرمایئے اگر آپکی درخواست میرے ضمیر اور استطاعت کے موافق ہوئی تو مجھے اسکے بجالانے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

مولوی صاحب۔ (چپکے سے کان میں) میں کئی سال سے اوراد و وظائف پڑھ رہا ہوں اور بارہا چلے بھی کھینچے لیکن میری جو آرزو تھی یعنی دست غیب یا تسخیر موکل وہ پوری نہ ہوئی خدا کے کلام میں بڑی تاثیر ہے اگر آپکو قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا تعویذ معلوم ہو تو مجھے امید ہے کہ آپ بتانے سے انکار نہ فرمائیں گے۔"

**ابو عمران** - (کسی قدر سکوت کے بعد) قرآن کوئی اوراد و وظائف کی کتاب نہیں ہے اگر یہی سمجھ لیا جائے تو نزول قرآن کا جو اصلی مقصد ہے وہ بالکل فوت ہو جاتا ہے اگر کوئی قرآن کو اوراد و وظائف کی کتاب سمجھتا ہے تو وہ قرآن کو اُسکی حقیقی عظمت اور عزت کے درجہ سے گراتا ہے اور اسکے ساتھ بے ادبی کرتا ہے۔ قرآن اسلئے نازل ہوا ہے کہ انسان کو وہ راہ معلوم ہو جس کی پیروی سے وہ منزل مقصود پر پہنچ جائے اور خالق کا وہ منشا پورا کرے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے اس میں اوامر ہیں اور مناہی ہیں اور وہ ہدایتیں اور طریقے ہیں جنکے اتباع سے انسان روحانی اور اخلاقی ترقیوں کی معراج کمال تک پہنچ سکتا بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ انسانیت کی تکمیل کر سکتا ہے اگر اُسکے احکام پر صدق دل سے عمل کیا جائے تو ہمارے لئے اس میں شفا بھی ہے اور دنیا و عاقبت کی فلاح و بہبود بھی ہے اور اگر آپ اس کی آیتوں کو وظیفے اور اوراد بناتے ہیں تو آپ خدا کی پرستش چھوڑ کر خود قرآن کی پرستش کرتے ہیں جو صریحی شرک ہے۔ پس میری تو یہ نصیحت ہے کہ اگر آپ کوئی وظیفہ پڑھنا چاہتے ہیں تو مجھے اس سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں معلوم ہے کہ آپ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے تمام قوائے ارادی کو متوجہ کر کے یہ دعا مانگا کیجئے کہ خدا تو ایک قانع دل عنایت کر اور وہ دل تیری محبت سے لبریز ہو"

مولوی صاحب نے یہ باتیں کچھ خوشدلی سے نہیں سُنیں۔ جب ابو عمران کی تقریر ختم ہو گئی تو فرمانے لگے۔

"مجھے یقین تھا کہ آپ سے کام کی بات معلوم ہو گی لیکن اسوقت مجھکو

سخت مایوسی ہوئی اور میں نے اپنے دل میں جو خیال آپ کی نسبت
قایم کیا تھا وہ بھی غلط ہوگیا۔"

ابو عمران نے اس کے جواب میں انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور یہاں
سے چلے گئے۔

ابو عمران اسی طرح شاہی محل کی بھول بھلیوں میں دن بھر گھومتے رہے
آخر غروب آفتاب سے ذرا پہلے وہ ایک وسیع کمرے میں پہنچے جہاں سنگ مرمر
کا فرش تھا۔ پیروں کی آواز گونجنے سے انھوں نے قیاس کیا کہ یہ کوئی قبہ دار
مکان ہے۔ یہ دیوار کے سہارے سہارے جا رہے تھے اس کمرے میں گدیدار
چوکیاں اور سوفے بچھے ہوئے تھے یہ ایک سوفے کے پاس پہنچے دن بھر کے
تھکے ماندے تھے کچھ آرام کرنے کیلئے لیٹ گئے۔ لیٹے ہوئے کچھ زیادہ دیر
نہ ہوئی تھی کہ دو ایک شخصوں کی آواز سنائی دی جو اُن کی طرف چلے آ رہے تھے
قریب پہنچکر ایک شخص نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"سلطان نے آپ کو بہت ہی مشکل مسئلہ حل کے لئے دیا ہے
مجھے شبہ ہے کہ وہ حل نہ ہوگا۔"

دوسرا شخص۔ آفتاب غروب ہونے والا ہے اور جو وقت آپکو دیا گیا تھا
وہ قریب الختم ہے

ابو عمران۔ میں بھی مایوس ہوگیا ہوں تاہم مجھے اس بات کا یقین ہے
کہ مجھے اب تک جتنے شخص ملے اُن میں سلطان کوئی نہیں تھا

ایک آواز آرام کرنے دو ابو عمران بہت تھک گئے ہیں پیشانی پر پسینے
کے قطرے چمک رہے ہیں ٹھنڈے شربت کا ایک گلاس
منگاؤ۔"

ابو عمران۔ (اُچھل کر) خدا کی قسم مین نے امیر المومنین کو پہچان لیا حکم دیجیے کہ میری آنکھون سے پٹی کھول دی جائے۔"

پٹی کھول دی گئی ابو عمران نے دیکھا کہ سلطان تخت پر جلوہ فرما ہے ابو عمران نے سلام کیا۔ سلطان نے مسکرا کر جواب دیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر مین شربت آیا سلطان نے گلاس اپنے ہاتھ مین لیکر ابو عمران کو دیا۔ جب وہ شربت پی چکے تو سلطان نے پوچھا:۔

"اس محل مین آپ کس کس سے ملے اور مجھے کیونکر پہچانا؟"

ابو عمران۔ امیر المومنین! سب سے پہلے مجھے خدمت گارون کا گروہ ملا۔ جو لوگ ادنےٰ درجہ سے تعلق رکھتے ہین یا جن کو اس درجہ سے تعلق رکھنا چاہیے وہ اپنی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے کسی شخص کی بے پناہ اور بیکسی کی حالت پر بجائے ہمدردی کرنے کے قہقہے لگاتے ہین۔ ان لوگون کے بعد مجھے دوسرے کمرے مین دو شخص ملے جو اگرچہ شریف تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکو صحبت انفار واراذل ہی کی رہی ہے اور اعلےٰ تعلیم سے بھی جو مزاج مین سنجیدگی پیدا کر دیتی ہے محروم ہین کیونکہ یہ شخص مجھپر پھبتیان کستے تھے۔

پھر مین ایک عورت کے کمرے مین پہنچا مین نے اندازہ کیا کہ یہ عورت حسین ہے کیونکہ یہ اپنی آئندہ قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتی ہے کیونکہ بہ نسبت معمولی عورتون کے حسین عورتین اس کی زیادہ شائق ہوتی ہین وہ عورت سوال تو کرتی تھی لیکن میرے جواب توجہ سے نہین سنتی تھی یہ حسین عورتون کی سوء ظنی

خصوصیت ہے کہ اُن کو اپنی ذات کے سواد وسرون کا زیادہ
خیال نہین ہوتا۔ عورتین فطرتاً او ہام پرستی کی طرف زیادہ
مائل ہوتی ہین اس کا علاج تعلیم اور خصوصاً کامل دینی تعلیم
سے ہوسکتا ہے۔ عورت جسقدر جاہل ہوگی اُسی قدر اُس پر
اوہام پرستیون کا غلبہ ہوگا۔ اگر جاہل ہی رہین تو یہ اوہام پرستیان
اُن کی اولاد مین منتقل ہونگی اور رفتہ رفتہ کل ملت اسلامیہ مین
سرایت ہوکر تباہی کا سامان پیدا کرین گی۔

اس کے بعد میرا گذر ایک ملّا کے پاس ہوا یہ مجھکو دیکھی دیتا
تھا کہ تم کو کامیابی نہ ہوگی۔ ناقص تعلیم پست ہمتی اور ضعیف الاعتقادی
پیدا کرتی ہے۔ یہ مُلّا جن شغلون مین مصروف ہے انھین معلوم
کرکے مجھے مسلمانون کی حالت پر سخت افسوس ہوا کہ اب وہ
اسلام کی اصلی تعلیم چھوڑکر جہلات او لغویات مین مبتلا ہوتے
جاتے ہین خدا نے حکم دیا تھا کہ میری ذات کی پرستش کیجائے
مسلمان ذات کی عبادت سے منحرف ہوکر صفات کی پرستش
کرنے لگے ہین اور تسخیر موکل اور دست غیب وغیرہ لایعنی چیزون
کے حصول مین اپنی اوقات ضایع کرتے ہین اکثر قومین یونہین
تباہ ہوئین کہ اُن مین خدا پرستی کے بدلے صفات پرستی رائج
ہوگئی اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شرک وبت پرستی پر اُتر آئین۔ اندیشہ ہے
کہ کہین آئندہ مسلمانون کی بھی یہی حالت نہ ہوجائے۔

امیر المومنین آپ کو مین نے اس طرح بچانا کہ جس قدر
انسان کا مرتبہ اور عہدہ بلند ہوتا ہے اسی قدر وہ کریم النفس

ہوتا ہے۔ آپ نے میری ہمدردی مین جو دو جملے ارشاد فرمائے
اُنھین سے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ ذات شاہانہ ہے۔

سلطان صلاح الدین بہت غور سے ابو عمران کی تقریر سن رہا تھا جب ختم ہوگئی تو اُس نے کہا:۔

"مجھکو فخر ہے کہ سلطنت مین ایک ایسا فاضل اجل موجود ہے۔ مجھے بہت بڑی خوشی ہوگی اگر آپ میرے مشیر خاص کا عہدہ قبول کرین گے یا آپ کی جو خواہش ہو مین خوشی سے منظور کرونگا"

ابو عمران۔ اگر امیر المومنین آپ مجھپر اِس قدر مہربان ہین کہ مین جو خواہش کرون اُسے خوشی سے منظور فرماوین گے تو میری صرف ایک خواہش ہے وہ یہ کہ آپ مجھے تحصیل کمال کے لئے گوشۂ عافیت ہی مین پڑا رہنے دیجئے وہان مین شاہ و گدا دونون کا مشیر رہ سکتا ہون فقط

محمد مہدی

# صنعتِ قدرت

گلشن مین صبا کو جستجو تیری ہے | بلبل کی زبان پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ مین جلوہ ہے تری قدرت کا | جس پھول کو سونگھتا ہون بو تیری ہے

میدان عموماً قدرت کا سچا جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ وہان کے سین اپنی سادگی اور اپنی دلفریب کیفیتون کے ساتھ انتہا سے زیادہ دلچسپ ہوتے ہین خصوصاً اُس موسم مین کہ ہندوستان کے لئے برسات ہی موسم بہار ہے ہر میدان

قدرت کا کارخانہ اور اُس کی صنعت کا تماشہ ہے۔

اِس موسم مین جوانانِ چمن۔ عروسانِ باغ اور اطفال نباتات سب ہی نہاد ہو کر نئی پوشاکین پہن لیتے ہین۔ نوعروسانِ چمن جن کو نسیم بوستان نے انمول جواہر پہنا دیا ہے صبح کے نور مین اور بھی دلفریب نظر آتے ہین۔ کھیت اِس موسم مین غسل صحت کر کے سبز خلعت زیب جسم کرتے ہین۔ اور ہر میدان مین قدرت کا سبزا ور سادہ فرش بچھ جاتا ہے۔ برسات عارف کے لئے کتاب عرفان ہے۔ آؤ اِس کتاب کا مطالعہ کرین اور قدرت کی کاریگری کو عزت کی نگاہ سے دیکھین۔

دیکھو اہل ہنود کی مقدس کتاب وشنو بھگوت تو یہ کہتی ہے کہ مینہ کی بوچھار خدائے فلک اندرا کی برکتون کی بوچھار ہے۔ اندرا خوش ہو کر زمین کی دیوی پرتھوی پر اُس کو سیراب کر دینے کی نیت سے اپنی برکتین نازل کرتا ہے گرشما یعنی گرمی کا موسم زمین۔ چرند۔ پرند۔ اور حشرات الارض پر چونکہ عرصہ دراز سے دستِ ظلم و تعدی دراز کئے ہوئے تھا۔ اِس لئے اندرا دنیا کو ظالم کے پنجہ سے آزاد کرانے کے لئے گرشما کو اعلانِ جنگ دیتا ہے۔ بادلون کے دِل ہلا دینے والی گرج اُس کے طبل جنگ ہین۔ برق بیتاب حال اُس کی برہنہ شمشیر کی چمک ہے۔ سفید بگلون کی ڈارین اُس کے چمکدار عَلَم جنگ ہین۔ مورون کی جھنکارین مینڈکون کی ٹرٹراہٹ میدان جنگ کے رجز خوان ہین اور مینہ کے قطرات اُس کے تیر ہین آخر حق ظلم پر غالب آتا ہے اور گرشما اِس لڑائی مین شکست کھا کر بھاگ جاتا ہے اور پرتھوی کامل آٹھ ماہ کی جدائی کے بعد اپنے میگھ راجہ سے مل کر بہت ہی خوش ہوتی ہے۔ جو اِس جان بلب کو از سرِ نو تر و تازہ اور خوب آسودہ کر دیتا ہے۔

الحق۔ خواہ ہم اُس کو تشبیہ اور استعارہ کے ساتھ شاعرانہ خیالات میں ادا کریں یا نثر کے سادے الفاظ میں بیان کریں۔ ہماری زبان سے موسمی ہوا (Monsoon) کی فیاضیوں کا حق شکریہ نہیں ادا ہو سکتا۔ اسلئے کہ علم اقتصادیات یعنی ملکی کفایت شعاری (Political economy) کی روسے بخوبی معلوم ہے کہ تمام دولت تجارت۔ صحت۔ راحت اور زیست کا سامان جو آج دنیا کے پاس موجود ہے۔ زمین کی نباتاتی پیداوار سے حاصل ہوا ہے۔ سونا چاندی بھی ہم کو زمین ہی سے ملتا ہے۔ لیکن ہم سیم و طلا سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور ہماری نگاہ میں اس کی قدر کیا ہو سکتی ہے؟ جب ہمارے پاس کھانیکو کچھ نہ ہو۔ شخصی اور نوعی زیست کی بقا ہر سال کی فصل پر ہے۔ اگر کسی فصل میں خدانخواستہ پیداوار کم ہو تو قحط پڑے گا اور اگر بالکل نہ ہو تو خلق خدا بھوکوں مرجائیگی اور فصل کا جزو اور کل سے دار و مدار سالانہ بارش پر ہے ہم اِس لئے موسمی ہوا کیلئے منتیں مانتے اور اُسکو دعائیں دیتے ہیں۔

مزید برآں یہی ہمارے لئے سامان اکل و شرب ہی مہیا کرنے کا باعث نہیں ہے بلکہ اُسی کے دم قدم سے زمین کے چھوٹے سے چھوٹے پھول جو گھاس کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ذلیل ترین نباتات کائی جو دیواروں پر اُگتی ہے اور وہ بڑے سے بڑے مہمان نواز سایہ دار درخت برگد جو کہ فی الحقیقت نباتاتی دنیا کے بادشاہ ہیں اور ہمارے ہندوستان میں خاص طور پر اپنی پوری جسامت کے ہوتے ہیں۔ نشو و نما پاتے ہیں۔ برگد روئے زمین کے تمام درختوں میں عظیم الشان ہوتا ہے اور خاک پاکِ ہند پر تمام عالم کا سب میں بڑا درخت موجود ہے بمطلب میرا اُسی مشہور آفاق کبیر وادسے ہے۔ جو کہ دریائے زبدا پر بھڑوچ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مشہور مورخ مسٹر فاربس (Mr. Forbes) نے ایک

مدی سے زائد زمانہ گذرا جو حالات قلمبند کئے تھے اُس مین اس درخت کا محیط
و ہزار فٹ کا لکھا تھا اور اب اس سے بھی زائد ہوگا۔ یہ درخت ایک قرن سے ہے
لثر مورخین سے یہ روایت بھی نقل ہے کہ سکندر اعظم کے امیر البحر نے مع اپنے لشکر
ے اِس کے زیر سایہ خیمہ ڈالا تھا۔ اور اگر دراصل سکندر اعظم کا بیڑا ابحر وبخ
ـ آگیا تھا۔ جسکی صحت نہایت مشکوک ہے۔ تو یہ روایت بھی ضرور صحیح ہوگی
س لئے کہ اِس درخت کی عمر اس سے کہین زائد ہے کیسی متبرک زمانہ سلف کی یادگار ہے؟
ور کیا عجیب عجیب حکائتین وہ ہمکو سُناتا اگر محض اُسکے زبان ہوتی؟ پھر تعجب
یا ہے اگر ہندو برادران وطن اُس کو متبرک جان کر اُس کی عزت کرتے اور اُسکو
۔ قدرت کا بنا یا ہوا دیر اعظم سمجھتے ہین۔

برگد کا جسیم و قدیم ہونا ہی ایک دلچسپی کی بات نہین ہے۔ بلکہ اُسکی پتی پتی
درت کے عجائبات کی کان ہے اسلئے ہمارا یہ دعوی بھی کہ اگر ہم برگد اور اُس کے
حصون کو اچھی طرح سے سمجھ لین تو زندگی کے کل معمون کو حل کر سکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین
ہ خدا کیا ہے اور انسان کیا ہے غلط نہین۔ دیکھو عام طور سے درختون مین پہلے پھول
ور پھر اُن سے پھل پیدا ہوتے ہین۔

برگد مین پھل تو ہوتے ہین جنکو برگدیان کہتے ہین۔ لیکن پھول کہان؟ کسی
لے برگد یا پیپل یا گولر یا انجیر کے درختون مین پھول نہین دیکھے بزرگون سے سنتے ہین
ہ پریان اڑا لیجاتی ہین۔ لیکن اگر آپ برگد کے پھل کو احتیاط سے چیر کر دیکھین تو یہ
علوم ہو جائیگا کہ حقیقت مین وہ پھولون کا ایک گچھا ہے۔ جو شاخ گل پر ایک جا اکٹھے
ہو گئے ہین اور جنکی صورت مثل اُس چھتری کے ہے جو اندر سے باہر کیطرف الٹ دیجائے
ہین معلوم ہوا کہ پھول جو دیگر درختون مین باہر ہوتے ہیں از قسم انجیر درختون مین اپنے پھل کے اندر ہوتے
ین اور اگر طول ہونیکا ڈر نہ ہوتا تو اس کی وجہ بھی مین سمجھا دیتا۔ ہم کو اس لئے ان

درختوں کے پھول نظر نہیں آتے کیا یہ بات ہمارا آپ کے لئے دلچسپی سے خالی ہے؟
آئیے ہم اور آپ خود کے ذریعہ سے تحقیق نامی روشنفیہ اور ہمت نامی رفیق کو
ڈھونڈیں اور پھر ان کی مدد سے بصیرت کی مشعل لیکر ایک پر فضا باغ میں قدرت کی
بے نظیر صنعتوں کی سیر کریں ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ میں علم نباتات (Botany)
پر لکچر دینا چاہتا ہوں میں محض آپ میں نیچر پرستی کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

عام فہم بات ہے کہ پھول کے چار حصے ہوتے ہیں:-

(۱) ایک سبز رنگ کی پیالی نما شکل۔

(۲) بالکل جدا رنگ کی پتیوں کا ایک دائرہ۔

(۳) سوت کے مانند تنے جنکے سروں سے زیرہ جھڑتا ہے۔

(۴) کہرل نما وسط کا پیدا ان جسکی شکل گاؤدم ہوتی ہے اور جو ہمیشہ سرے کیجانب بڑھتا ہے۔

سب کی تو نہیں لیکن عام طور سے پھولوں کی یہی بناوٹ ہوتی ہے۔ چنبیلی۔ سمن۔ موگرا۔ بیلا وغیرہ اس کی معمولی مثالیں ہیں۔ لیجیے نہایت قدیم۔ مذہبی اور تواریخی سوما کے درخت کو ملاحظہ فرمائیے۔ ویدوں میں اس کی بہت تعریف کیگئی ہے اور پرمیشور کا رتبہ دیا گیا ہے اس حال یہ تنزل زمانہ میں بہت ہی کم ہندو اس کو دیکھکر پہچان سکیں گے۔ اس درخت کی پتلی اور بے برگ بیل ہوتی ہے جسکے تنے نوکیلے اور گرہ دار ہوتے ہیں۔ اگر تنہ کو گرہ پر سے توڑیں تو گاڑھے دودھ کے مانند عرق ٹپکیگا۔ اس کے بیج پردار اور درمیان سے جوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی قسم سے مدار کا درخت بھی ہمارے ملک میں راسکماری سے لیکر ہمالیہ پہاڑ تک عام اور خودرو ہوتا ہے اور بیج اسکے بھی پردار ہوتے ہیں۔ یہ وہ درخت ہے جسمیں ہم ہمیشہ دلچسپی لینگے کیونکہ اسی کے سایہ میں جیسا کہ مشہور ہے اکبر اعظم پیدا ہوا تھا اس واقعہ سے

رس و ناکس کے کان آشنا ہون گے کہ جب اکبر اعظم کا باپ تنہا آم کوٹ کے جنگلون مین
را مارا پھر رہا تھا تو اُسکی حسین زوجہ کے یہان اسی ریگستانی جھاڑی کے سایہ مین
ٹیا پیدا ہوا تھا۔ اور عام کہاوت یہ بھی ہے کہ ایک یہی جھاڑی ہے جسکو اونٹ نہین
کھاتا۔ اِس قسم کی اور بھی مثالین ہین۔ سورج بیل۔ رخت پلی پی جسکی لمبی لمبی کوڑے کے
سند شاخین اور خوبصورت گھنٹی کی شکل کے پھول ہوتے ہین۔ پیاری پیاری چار دہلی
جسکی پتیان دل کی صورت کی ہوتی ہین۔ یہ سب درخت یونان کے و داؤن کے
یوتا ایسکیولاپیس ( Aesculapius ) کے نام سے مشہور ہین
ور آیسکلیپیڈس ( Asclepiads ) کہلاتے ہین بیج اِن کے بھی
پردار ہوتے ہین اور مثل سوما کے جب پھل پک کر پھٹتا ہے تو یہ غبارونکی طرح ہوا
ین اُڑتے پھرتے ہین اور مادر درخت سے بہت فاصلہ پر جاکر زمین پر اُترتے ہین
ب اِن بیجون کے پردار ہونے کی غایت سمجھنا چاہئے۔ اِسلئے کہ صانع حقیقی نے کوئی
یسی چیز دنیا مین نہین بنائی ہے جو اُس کی صنعت کی کافی دلیل نہ ہو۔ ہم خواہ سمجھین
نہ سمجھین۔ اِن بیجون کے پردار ہونے اور درمیان سے جوڑے ہونیکی مصلحت یہ ہے
کہ سب بیج گر کر ایک محدود جگہ پر نہ جمع ہو جائین جسکا نتیجہ خواہ مخواہ یہ ہوگا کہ تھوڑے
سے رقبہ پر متعدد پودے اُگ آئین گے اور سب آپسمین ایک دوسرے سے گھٹکر
ضائع ہو جائینگے۔ اور اِس طرح کچھ عرصہ بعد درخت کی نسل دنیا سے مفقود ہو جائیگی۔ اسی
مقصد کو دوسرے درخت اور اور طریقون سے حاصل کرتے ہین۔ بعض کے بیجون مین
چھوٹے چھوٹے آنکڑے نمودار ہوتے ہین۔ بعض کے بیج بڑے اور خاردار ہوتے ہین
یہ راہ گیرون وغیرہ کے کپڑون مین اٹک کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے
ہین۔ بعض پھل نہایت خوشرنگ اور خوشبودار ہوتے ہین جنکو کھانے کے لالچ سے
چڑیان آتی ہین اور جب وہ پھل کھالیتی ہین تو بیج اِدھر اُدھر منتشر ہو جاتے ہین۔ یہ تمام

باتین تعجب آمیز نہین تو اور کیا ہین ؟ اگر آدمیون کا ایک ہی شہر مین زائد از ضرورت ہجوم ہو جائے تو اُس کا علاج ترکِ وطن کرنے سے ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ انسان مین قوت حرکت موجود ہے۔ لیکن اشجار جن سے یہ قوت مطلوب ہے مجبوراً دوسرا راستہ اختیار کرتے ہین اور اب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس دانائی۔ ہوشیاری اور سہولت سے اُنکی یہ ضرورت پوری ہوتی ہے۔

درخت گو ایک جگہ سے دوسری جگہہ نقل و حرکت پر قادر نہین۔ تاہم اُنمین اپنے اعضا کو ہلانے ڈلانے کی عجیب و غریب طاقت موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ اشجار مین بھی انسان کی طرح افعال ارادی و غیر ارادی پائے جاتے ہین اگر آپ چھوئی موئی کی پتیون کو چھولین تو ہر ایک چھوٹی پتی کمہلا جائیگی گویا کہ آپ نے اُس غریب کے ننھے مُنّے سے دل کو کوئی صدمہ پہنچایا۔ کیا ذی حس درخت ہے ؟ اس قسم کا انگلستان مین بھی ایک درخت ہوتا ہے جسکو ٹیلیگراف پلانٹ (Telegraph plant) کہتے ہین اور جسکا ہماری زبان مین ترجمہ "تار برقی پہنچانیوالا درخت" ہوا۔ یہ پودا دھوپ مین اپنی پتیونکو ایک گھبرائی ہوئی حالت مین آگے پیچھے جھٹکے دیا کرتا ہے گویا کہ اُس کو نسون کی کمزوری کی بیماری ہے۔ یہ درخت ہندوستان مین تو کمیاب ہے لیکن سیلون مین کثرت سے ہوتا ہے اسیطرح اگر آپ ناگ پھنی کی جڑون کو چھوئین تو وہ ایکدم سکڑ جاتی ہین گویا آپکے اس فعل سے شرما گئین انگلستان اور ہندوستان کے پہاڑون پر ایک درخت عام طور سے ہوتا ہے جسکو انگریز سن ڈیو (Sundew) یعنی آفتابی اوس بولتے ہین۔ اس کی پتیون کے باہری رُخ چمٹ جانیوالے باریک ڈورے ہوتے ہین کوئی بدقسمت بیوقوف مکھی جب ان پر آن بیٹھتی ہے تو وہ یکبارگی لپٹ جاتے ہین۔ اور اُسکو زور سے جکڑ لیتے ہین یہانتک کہ مکھی مرجاتی ہے

ے جسم کا کچھ حصہ بطور پودے کی غذا کے اس مین جذب ہو جاتا ہے پس یہ
ین نازک پودا حقیقت مین ایک بیرحم۔ دہوکے باز گندم نما جو فروش
گوشت خوار پودے کی مثال ہے۔ ان سب باتون سے اب یہ پتہ چلا کہ
ن بھی حیوانات کی طرح نسین اور رگین پائی جاتی ہین۔ یا ایسے دیگر آلہ حرکت
جو ان سے بالکل مشابہ ہین اور جسم شجر مین تسکین اور اشتعال کا باعث ہو سکتے
ی ایسے ذی حس پودے پر افیون چھڑک دیجائے تو کچھ دیر کیلئے اُس سے
لب ہو جائیگی۔ اور ایسا معلوم ہوگا کہ پود یا تو نشہ مین ہے یا مفلوج
کیا یہ بات ہمکو حیرت دلانیوالی نہین؟

اگر ہمارے مشاہدہ کی آنکھ پر عقل کی عینک ہے تو ہمکو نباتاتی دنیا مین اسطرح
ینوالی کثرت سے مثالین ملین گی جنکو نہ آجتک ہماری آنکھون نے دیکھا ہوگا نہ کانون
مثلاً یہ سب کو معلوم ہے کہ تمام پھول ایک ہی وقت مین نہین کھلتے۔ ہر پھول اپنے
پر اور ایک معین زمانہ مین کھلتا ہے۔ کوئی آمد صبح کیساتھ اگلے زمانہ کے راس
یہ بات کہان ) بچین نماز ی کیطرح جاگ اٹھتا ہی کوئی کاہل چور آدمی کیطرح ہوا کے خوشگوا
ن انگڑائیان لیا کرتا ہے اسلئے ذرا دن چڑھے شگفتہ ہوتا ہے اور بعض تو مثل چاند مل کے
شوقان باوفا کیطرح محض رات ہی کو کلی کے کمرہ سے باہر آتے ہین اسلئے یورپ کے
تات نے "پھول گھڑیون" کا سلسلہ قائم کیا ہے جنکو دیکھنے سے ہم بآسانی وقت
تے ہین اسلئے خدانخواستہ شاید اگر گھڑیان ایجاد نہ پاتین تو آج ہمکو وقت دریافت
ہماری توجہ باغات کیجانب مائل کرنا پڑتی۔ ازین طور ہزارون اور صدہا تو ان
درختون کو مفید اور ذریعہ نمائش بنا سکتے ہین۔

لاریب نباتات کے فوائد ایسے بیشمار ہین کہ ذہن مین نہین آسکتے تعریف کون کرسکتا ہے
ے و پینے کی چیزون کے قریب قریب کل ادویات جنمین کو نین تک شامل ہے نباتات ہی سے

حاصل ہوتی ہین۔ چوب عمارتی۔ جہاز کے نہایت مضبوط دبیز رستے اور صدہا روزمرہ کی ضرورت کی چیزین انہین سے ملتی ہین۔ تاڑ کے درخت کی مثال لیجیے اور خیال فرمائیے کہ تنہا یہ ایک پیڑ انسان کیلئے کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس سے دودھ ملتا ہے اور شراب طاہر ان لوگون کو جو اس کے قریب آباد ہین۔ وہ اسکے پھلون کو بطور غذا اور ہم بطور میوہ کھاتے ہین۔ شاخون سے دیوارین بنائی جاتی اور پتون سے چھتین پاٹی جاتی ہین اور نرم پتون سے چھتریان اور ٹوپیان بھی بنتی ہین جنکی بدولت ہم دھوپ سے محفوظ رہتے ہین۔ اسکے ریشون سے کپڑے چٹائیان اور بادبان بنے جاتے ہین نفیس قسم کی رسیان بھی بنتی ہین جو پانی مین بہنین سڑتین۔ اس کا عمدہ روغن کھایا بھی جاتا ہے اور چراغ مین بھی جلتا ہے۔ کیا اللہ کی شان ہے اسکی ادنی سے ادنی مخلوق بلا کسی امید صلہ ہم کو کیسے کیسے انمول تحفہ بخشتی ہے اور ہم اشرف المخلوقات جو کچھ بھی کرتے ہین اسکے ساتھ کوئی غرض ضرور وابستہ ہوتی ہے۔ افسوس۔

اب مین بہت کچھ بک گیا اور اس سلسلہ کو بہت دور تک پہنچا سکتا ہون اسلئے کہ یہ مضمون بے پایان ہے لیکن ہمارا وقت عزیز بہت کم اور ہر کام کیلئے محدود ہے مینے ناظرین کا یہ تمام وقت کیون ضائع کیا؟ محض اسلئے کہ اسطرح سے آپ مین نیچر پرستی اور فطرت کی جانچ پرتال کا عمدہ مذاق پیدا ہو اس معزز شغل سے آپکی موجودہ اور روزمرہ کی معلومات مین ایک معتدبہ اضافہ ہوگا اور یہ مفت کی دل لگی آپکو فطرت شناسی کا عمدہ سبق سکھا کر خدا کو پہنچوائیگی اور مین دعوے سے کہتا ہون کہ جب آپکے خیالات فطرت کے قریب ہونگے تو ہرگز خدا سے دور نہ ہون گے۔ والسلام

حاجی جعفر حسین مرزا قزلباش
از لکھنؤ

# ریویوز

## (عورتون کے لئے (۸) اخلاقی کتابین)

خواجہ فیاض حسین صاحب آف مدرسہ شاہی آگرہ کو بھی ہماری طرح تعلیم نسوان کے موضوع سے بہت کچھ دلچسپی ہے انھون نے جو اردو کی ریڈرین مسلمان لڑکیون کے لئے تیار کی ہین وہ ہمارے اس بیان کی شاہد عادل ہین جس اصول پر یہ ریڈرین تیار ہوئی ہین وہ بھی نسبتًا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

ریڈر نمبر ۱ کا نام **معلم البنات** ہے جسکے بعض مضامین کی فہرست یہ ہے حروف کی پہچان۔ اعراب، حروف مرکب، دو حرفی سہ حرفی جملے، مشدد الفاظ ہندی، فارسی دنون اور مہینون کے نام۔ شمار پل۔ منٹ، گھڑی، گھنٹہ، دن سنہ، سال، مہینہ وغیرہ۔ آخر مین کچھ اخلاقی حکایتین بھی ہین۔ اس مین شک نہین کہ اس ریڈر کے اکثر مضامین لڑکیون کے لئے ضروری ہین لیکن کتاب کا نام اور مضامین کی سرخیان اتنی سلیس نہین جتنی سلیس عبارت ہے۔ یہ ریڈر چھوٹے سائز کی ۴۰ صفحات پر ختم ہوتی ہے اور ۲؍ قیمت ہے۔

ریڈر نمبر ۲ کا نام **رفیق نسوان** ہے اس مین کل اخلاقی و ادبی ۲۸ سبق ہین جنکو پڑھنے اور یاد رکھنے سے لڑکیون کو اچھی اچھی باتون کی جانب خود بخود رغبت ہوگی حجم ۷۵ صفحات قیمت ۳؍

تیسرے نمبر کی ریڈر **عزیز نسوان** ہے اس مین ۲۲ سبق اور آخر مین ایک عمدہ نصیحت نامہ ہے اور بعض ضروری اسلامی مسائل بھی بتلائے گئے ہین یہ سب سبق اخلاقی ہین جو تمیز و سلیقہ اور اطوار کی درستی مین ایک استاد سے زیادہ موثر ہون گے یہ ریڈر ۴۴ صفحون پر ختم ہوتی ہے قیمت ۴؍

چوتھی ریڈر ادیب نسوان ہے نام ہی سے کتاب کے مضامین کی نوعیت کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے کئی حصے ہین پہلا حصہ نصیحتون کی کتاب جس مین ردیف وار اُردو کی مفید اور سبق آموز ضرب الامثال ہین دوسرا حصہ کہانون کی کتاب۔ تیسری نسبتون کی کتاب۔ اس مین سوال وجواب کی صورت مین چیستانین ہین جن کے یاد کرنے سے یقیناً لڑکیون کی عقل زیادہ ہوگی۔ چوتھی پہیلیون کی کتاب ہے۔ اس مین بھی عقل کو بڑھانے جودت دینے والی پہیلیان ردیف وار درج ہین حجم ۲۵ صفحہ قیمت ۴؍

پانچوین ریڈر مشیر نسوان ہے یہ بھی اور ریڈرون کی طرح عمدہ عمدہ مفید مضامین سے مملو ہے۔ نثر ونظم دونون قسم کے مضامین پر اس کتاب مین ۴۴ سبق ہین۔ حجم ۸۰ صفحے قیمت ۶؍

چھٹی ریڈر انیس نسوان ہے اس مین کل نظم ونثر کے ۵۲ سبق ہین۔ ہر سبق اپنے مطالب وفوائد کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہو اور اس مین بہت عمدہ عمدہ باتین لکھی گئی ہین حجم ۹۶ صفحہ قیمت ۸؍

ساتوین ریڈر نصیر نسوان ہے یہ دراصل ہندوستان کے مختصر جغرافیہ کا پہلا حصہ ہے اس کا پڑھانا ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے لازمی ہو کیونکہ ہندوستان مین رہ کر اس کے مختصر جغرافیہ سے واقف نہ ہونا بڑی شرم کی بات ہے حجم ۴۴ صفحے قیمت ۱۰؍

آٹھوین ریڈر تمیز نسوان ہے یہ دراصل اردو زبان کے صرف و نحو کے قواعد ہین موضوع ہی سے اس کا ضروری اور مفید ہونا ثابت ہو حجم ۵۶ صفحات قیمت ۳۰؍

اِن سب ریڈرون مین یہ بات قابل تعریف ہے کہ ضروری

مضامین ہین اور زبان صاف - بیان سلیس ہے - کوئی ریڈر علمی و اخلاقی فائدہ سے خالی نہین - لکھائی واضح اور چھپائی بھی عمدہ ہے - گو ان مین کوئی ریڈر ایسی نہین جس مین صنعت و حرفت، سینے پرونے وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہو - کیونکہ یہ صرف اخلاقی کتابین ہین تاہم جبتک ملک مین ان سے بہتر دوسری ریڈرین تالیف نہ ہو جائین اسوقت تک ہی یہ ریڈرین نصاب کا کام خوب دیسکتی ہین گھرون مین بھی پڑھائی جائین - ان سے یہ فائدہ ہوگا کہ لڑکیان خوب روانی سے لکھنے پڑھنے لگین گی اور اخلاق و ادب مین بہت ہوشیار ہو جائینگی - ناظرین ضرور ان ریڈرون کا ایک ایک سٹ خرید کر لائق مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائین یہ سب کتابین مصنف کے پتہ سے ملین گی -

اڈیٹر

# چارشف ترکی برقعہ

یعنی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اس کو پہنے ہی رہتی ہین۔ اسکے دو حصہ ہین۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکا لئے جائین تو باہر والون کو نظر نہ آئین۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر پیر کے ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ یا اسکرٹ ڈولی۔ گاڑی یا ریل مین بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اُتار ڈالین اور نیچے کا حصہ پہنے پہنے اسپر دوپٹہ اوڑھ لین تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوے ہین۔

اس کے خوش وضع و آرام دہ ہونے کی وجہ سے عربی۔ مصری اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہین ہم نے اس مین کچھ ترمیم کر کے اس کو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیون نے خریدا اس کو پسند کیا ہے روشن خیال مرد اس کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکہ کا | دبیز ریشم کا |
| | دس روپیہ | بارہ روپیہ | تیس روپیہ |

فرمایش مین کمر سے لیکر پاؤن کے ٹخنہ تک کی لنبان تحریر کرنی چاہئے

چارشف کی عکسی تصویر مفت روانہ کی جاتی ہے

ملنے کا پتہ۔ خاتون اسٹورز چاندنی چوک فوارہ دھلی۔

# مورخ

ادب اردو کیلئے تاریخ کی ضرورت روز بروز زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے اور
افسوس کہ اردو میں ابھی تک کسی قوم اور کسی ملک کی مکمل تاریخ موجود نہیں ہے ہمارے یہاں مختلف مؤ
پیدا ہوئے ہیں مگر انھوں نے سوا اسکے کہ کسی خاص نامور کے حالات میں یا کسی خاص مسئلہ پر کوئی
کتاب لکھدی ہو کوئی مکمل اور بسیط تاریخ نہیں لکھی۔

اس ضرورت کو رفع کرنیکے لئے میں نے یکم جولائی ۱۹۱۶ء سے مورخ نامی
ایک ماہوار رسالہ جاری کر دیا ہے جسمیں کسی نہ کسی ملک کی ایک مستند مبسوط تاریخ کا سلسلہ جاری رہیگا۔
فی الحال مورخ میں مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب شرر کی مشہور تاریخ "ارض مقدس"
کے ۴۸ صفحے ہوتے ہیں اور اس کے ۲۴ صفحہ پر کانڈی کی مشہور تاریخ "عرب ان اسپین" کا ت
پورا رسالہ پانچ جزو یعنی ۸۰ صفحوں پر ہوتا ہے کانڈی کا ترجمہ کرنیکی کئی بار کوشش کیگئی مگر
شخص اس کام کو انجام نہ دے سکا۔ دشواری یہ ہے کہ اس میں کثرت سے عربی نام ہیں اور
موجودہ انگریزی دان ان ناموں سے بالکل ناآشنا ہیں جو بگاڑ کے کچھ سے کچھ کر دیا
ہیں۔ ہماری خوش قسمتی سے مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نے ناموں کی تصحیح کا کام
ذمے لیا ہے۔

مورخ کا سالانہ چندہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصول ڈاک چھ آنہ کل پانچ
پر مورخ جاری کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں حامیان زبان اردو اور مولانا شرر کے لٹریچر کے قد
سے امید ہے کہ اس رسالہ کی ضرور سرپرستی فرمائیں گے۔ نمونہ کا پرچہ ۸ ر پر دیا جائیگا
وی پی روانہ ہو سکتا ہے۔

الملتمس محمد صدیق حسن سبا

دلگداز و اڈیٹر مورخ کٹرہ بزن بیگ خاں

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) تندرستی حفظان صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کے اصول ۱۵۰ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۲) بچوں کی پرورش۔ زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۳۱۵ صفحے قیمت عہ مجلد عہ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کے اصول جن پر والدین کو کاربند ہونا چاہیئے ۱۴۴ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ر مجلد ۶ر (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر و جبہ کے شرعی و قانونی حقوق و اختیارات اور فرائض المین پر جو خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۸۲ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پرلطف تقریر قیمت ۲ر (۷) حفظ صحت میں روزمرہ کے ان تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم کرنے کیلئے ضروری ہے ۴۴ صفحے قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آر جے بلیکم صاحب بہادر کی کتاب انڈین سِک نرسنگ کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا مطالعہ کریں اس میں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۴۰ نقشے اور تین ضمیمے بھی ہیں قیمت عہ مجلد عہ (۹) معیشت و معاشرت خانہ داری کا تیسرا حصہ جس میں معاشرتی و خانگی زندگی کے تمام ضروری کارآمد باتیں اور ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا (۱۰) تہذیب النسواں و تربیت الانسان (مولفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) امراض مخصوصہ نسواں کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں مسائل ضروری متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۶۰ صفحے قیمت عہ مجلد عہ (۱۱) سیاحت سلطانی۔ ہر ہائینس کے حالات سفر (مولفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ) جس کا حق تصنیف زنانہ اسکول علیگڈھ کو عطا فرمایا گیا ہے قسم اعلیٰ مجلد عہ قسم دوم عہ (۱۲) حفظان صحت بیگم صاحبہ نواب ڈاکٹر حاجی محمد حمید اللہ خانصاحب بہادر بی۔ اے۔ (علیگ)

ایک تقریر جو حفظان صحت کے لیے اہم اور کارآمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۲ ر (۱۳) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی کتاب
بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرۃ نبوی میں انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان
لڑکیوں اور بچوں پر اسکا مطالعہ فرض ہے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۱۴) سیر یورپ ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست
بھوپال کے سفر یورپ کا روزنامچہ جسمیں تمام واقعات کو خوبصورتی اور جامعیت کیساتھ قلمبند کیا ہے ۲۴ عکسی تصاویر ہیں صفحات ۴۰۰
قیمت قسم اول ۲ ر قسم دوم ۲ ر مجلد پر ۸ ر اضافہ (۱۵) سرگذشت ہندوستانی گھر انہیں بعض غیر خوبی اور تمدنی حالتوں
کا فوٹو (مصنفہ ہز ہائینس بیگم صاحبہ) قیمت قسم اول ۳ ر قسم دوم ۲ ر مجلد پر ۴ ر اضافہ (۱۶) تفریح الاطفال گھر کے
اندر بچوں کے مہذب اور دلچسپ کھیلوں کے طریقے جسکو مسز بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بھوپال
نے تصنیف کیا ہے ۷۲ صفحے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۱۷) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اونی و ریشمی اور سوتی کاموں کے سکھانے
کیلئے سب سے بہترین اُستاد ہے اور اسوقت تک ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی
دیے گئے ہیں جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے گئے ہیں اور جنکی تعداد ۵۵ ہے صفحات ۱۴۸ قیمت ۱ ر مجلد ۱ ر (۱۸)
سوال و جواب تندرستی۔ اس میں تندرستی کے مضامین کو بطور سوال جواب لیڈی ہیڈ مسٹریس گرلس اسکول کی ایک معلمہ نے
مرتب کیا ہے ۱۴۲ صفحے قیمت ۲ ر مجلد ۱۰ ر (۱۹) ناول نادریان یہ علیا جناب سہیل صاحبہ کا تصنیف کردہ دلپذیر
اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۳۴۴ قیمت ۸ ر مجلد ۱۴ ر (۲۰) زہرہ مصنفہ تاج اس ناول میں ایک مسلمان بزرگ نے
مذہب اسلام کے محاسن بیان کرکے ایک عیسائی جنٹلمین کے اُن شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض
متعصب یورپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے
اس میں چار عکسی تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک ۱ ر

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۱) تعلیم اصول خانہ داری قصے اور کہانیوں میں نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ۱۲ ر مجلد ۱ ر (۲۲)
اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالیٰ پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت ۸ ر مجلد ۱ ر (۲۳) تاریخ ابو البشر نوع انسان
کے آغاز کے وقت۔ جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب و غریب تحقیقات قیمت ۱ ر مجلد ۱ ر (۲۴)

ـت الجبال فی تہذیب الخصال بزرگ شمائل وکسب فضائل بین السانی ازاعے کا انگریزی کلیات قیمت ۱۲ مجلد
، حقائق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جسمیں اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات
لم فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت صاف وخوشخط ہے صفحات ۲۰۰ قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ انکو بالا
ذن کتابین مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم کی مصنفہ مولفہ ہین جنکو پبلک سے خلعت قبولیت اور گورنمنٹ
ن بہا انعام مل چکا ہے (۲۶) آغوش مادر بچون اور بڑونکا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱ مجلد ۱۲ (۲۷) پہیلیان ۱۲ مجلد ۱۲
ر مخدوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہین جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۲۸) رموز فطرت
ں کتاب مین علم طبیعیات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان عام فہم
بارت مین لکھی ہین جسکی نظیر اردو مین معدوم ہے قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ (۲۹) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ
سکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مؤلفہ سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج قیمت ۱۲ مجلد ۱۲
۳) نظام الملک طوسی۔ پانچوین صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن ابن علی طوسی المخاطب بہ نظام الملک طوسی
ں مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبد الرزاق صاحب مولف البرامکہ صفحات ۹۷ قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ (۳۱) مجربات
مصنفہ حکیم عبد الحمید صاحب) اس کتاب مین سر سے لیکر پاؤن تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب علامات معالجات
یونانی و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہین اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب مین نہین مل سکتے قیمت
حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم ۱۲ مجلد ۱۲ اضافہ (۳۲) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی مشہور تصنیف ہے اس مین ہر
یات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت مشرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ مجلد حصہ ۱۲ اضافہ
محصولڈاک بذمہ خریدار) (۳۳) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی الیسبات کے حالات
زندگی۔ زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۱۰۰ قیمت غیر مجلد ۱۲ (۳۴) انسان
محمد مہدی مولف رموز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جسمین علم خواص الاعضا (فزیالوجی) کے مبادیات نہایت
آسان اور عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین قیمت ۱۲

المشتہر

محمد مہدی منشی ظل السلطان

نوٹ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کا فوری جنتری سنہ ۱۹۱۷ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے
نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری ہذا مفت بلا قیمت و محصولڈاک بھیجی جاتی ہے۔

# جس کا درد وہی جانتا ہے دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی ایسا مرض نہیں جسکی تکالیف سے مریض نالان و پریشان نہ ہو مگر دمہ کے مریض خاصکر دمہ کی ناقابل برداشت تکلیف سے واقعی بہت ہی پریشان ہوتے ہیں اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے دیکھنے آج اسکو کس قدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس لاعلاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء دھتورہ بھنگ تماکو و پوٹاس اسے اور ڈائڈ دیکر بنتی ہے اس سے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک نمبل حبوبر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مطلع ہیں آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایکمرتبہ اسے بھی آزمالیں اسمیں نقصان نہیں قیمت عہ فی شیشی محصولڈاک پانچ آنہ۔ اس دوا کے دو خاص فوائد ہیں (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا ہے اور جب تک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے۔

ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب آپ جانتے ہیں انسان کی زندگی خون سے ہے اسلئے خون صاف رکھنا ضرور ہے اسکی ترکیب آسان ہے ڈاکٹر برمن کا آئی اوڈائڈ سالسہ مفید ثابت ہوا ہے اسمیں پوٹاس آئی اوڈائڈ وغیرہ کئی ایک موادویات ملا کر بنتا ہے اسلئے تمام سالسوں سے زیادہ مفید ہے گرمی آتشک گٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑ گیا ہو تو اس کو استعمال کیجئے خون بگڑنے کی دو وجہ ہیں آتشک و گٹھیا ایسی عارضہ میں پارہ ملی ہوئی ادویات استعمال کرنے سے خون بگڑ جاتا ہے پوری حالت فہرست منگا کر دیکھئے قیمت ۲؎ محصول ۱۰؎ اگر آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو لال شربت پلا دیں کلیجہ کی کمزوری کھانسی لاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو لال شربت پلائیے پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک لڑکا ایکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونیکی وجہ سے لڑکے خواہش سے پیتے ہیں ایسے استعمال کرانیکی فرمائش کیجئے قیمت ۱۱ فی شیشی محصولڈاک چار آنہ ۴؎

ڈاکٹر ایس کے برمن ۹۹۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ — قیمت ۱ روپیہ مع محصول ڈاک — مرتبہ ... زبیری

جلد ۴ — ماہ مارچ ۱۹۱۷ع — نمبر ۱

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام منشی محمد عبداللہ ... طبع کر کے دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید و کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے۔ سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ میں ایکمرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۳ روپیہ اور ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہئے۔

زنانہ مراسلت و نظم کی اڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں۔ مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں۔ مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۱۲ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین کی اجرت کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے اُن طالبات مدارس اناث کے لئے جو ظل السلطان میں بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمۂ اول مضامین لکھکر بھیجیں تین انعام عہ عسہ رصہ کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیں۔ اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# معذرت

موجودہ سیاسی حالات نے جہان دنیا کے قریباً کل کارو بار پر اثر ڈالا ہے وہاں غالباً سب سے زیادہ اثر اخبارات و رسائل پر پڑا ہے کاغذ کی گرانی سے اکثر پرچوں کی تو زندگی ہی کا خاتمہ ہوگیا جو ذرا زیادہ سخت جان تھے وہ کشاکش حیات میں اپنی ہستی قائم تو رکھ سکے لیکن بادِ خزان کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اکثر بیا قالب بدلنے پر مجبور ہوئے اور اکثر طویل سے قصیر اور کثیر الحجم سے قلیل الحجم ہو گئے۔ یہی روزِ بد ظل السلطان کو بھی دیکھنا پڑا۔ ہمارا پرچہ اس وقت تک جس کاغذ پر چھپتا رہا وہ ختم ہوگیا اب جس کاغذ پہ چھپنا شروع ہوا ہے وہ علاوہ وزنی اور دبیز ہونے کے قیمتی بھی ہے اس لئے ہم نہایت افسوس کے ساتھ بادلِ ناخواستہ نصف جز کی کمی پر مجبور ہوئے ہیں اور ناظرین سے باادب معافی کے خواستگار ہیں۔ جب چمنستان سے بہمن و دے کا عمل اُٹھ جائے گا اور تیغ اُردی ملک خزان کو مستاصل کرے گی تو ظل السلطان پھر آئینۂ بہار ہو کر جلوہ نما ہوگا۔

آنریری منیجر

# ظلّ السلطان

## "وفادار بیوی"

صبح کی نماز اور قرآن شریف کی تلاوت سے فارغ ہو کر عزیزہ خاتون چپ چاپ بیٹھی ہے اور اپنے دل سے کچھ باتیں کر رہی ہے۔ چلیں ہم بھی بیچاری کی درد بھری کہانی سُنیں۔ عزیزہ تو کچھ دیوانی سی ہو رہی ہے۔ خدا جانے آج اُسکا شگفتہ دل کیوں ملول ہے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی پریشان کن خبر سُنی ہے۔ اُسکا بشاش چہرہ غم کی تصویر بنا ہوا ہے۔ آہ پیاری عزیزہ! کون ایسی خبر ہے جس نے تیری حالت ہی بدل دی عزیزہ کا شوہر اقبال عرصہ سے بغرض تجارت کلکتہ گیا ہوا تھا۔ عزیزہ کا دل ہر وقت اپنے سرتاج کی آمد اور ترقی کا امیدوار اور دست بدعا تھا۔ مگر اقبال کو تو کچھ ایسا نشہ دولت کا چڑھا کہ پھر مڑکر بیوی کی خبر تک نہ لی۔ اس مصیبت کی ماری نے بیسیوں خط لکھے وہاں صاحب بہادر کو اور ہی ہوا لگ گئی تھی۔ ایک خط کا بھی جواب نہ دیا جواب تو درکنار بیوی کے خط کو پڑھنا بھی بار خاطر اور باعث ذلت تھا اور اسکا خیال دل میں لانا تو جنٹلمینی کی شریعت ہی کے خلاف تھا۔ دن رات شراب

پینا اور سگار نوشی اُنکا کام تھا۔ ملازمین کو حکم تھا کہ صاحب بہادر کہکر مخاطب کیا کرین۔ یہان جسقدر عرصہ زیادہ گذرتا تھا بیوی پریشان ہوئی جاتی تھی آخر پریشان ہوکر اُس نے جوابی تار دیا۔ اقبال نے اُس کا جواب دیا تو کیا اور کیسا دیا خدا دشمن کو بھی بعد انتظار ایسا غمگین جواب نہ سنائے۔ مضمون یہ تھا کہ ایک پارسن سے شادی کرلی ہے اگر تمکو اُس کی خدمت کرنی منظور رہے تو چلی آؤ ورنہ تم جانو اور تمہارا کام۔ آج سے تم پھر خط وکتابت نہ کرنا۔ اور اگر آؤ تو اپنے آپکو میری بیوی نہ کہنا۔ غمزدہ اور بیکس عزیزہ پر جو کچھ اِس خبر کا اثر ہوا ہوگا وہ بیانکا محتاج نہین اِسکے ہزارون ارمانون پر پانی پڑ گیا۔ یہ سوچ رہی تھی کہ اب اُس کا شوہر بہت کچھ کما کر لائیگا اور اُس کی چند روزہ تکلیفین اور مصیبتین خوشی اور اطمینان سے بدل جائنگی۔ مگر افسوس کہ خلافِ امید ظہور مین آیا۔ اور اِس غریب کے سارے منصوبے خاک مین مل گئے۔ اور اُن الفاظ سے اُس کی امیدون اور ارمانون کا خون بہا یا گیا۔ اِسوقت یہ اپنے آپ کو بالکل بے سہارا سمجھ رہی ہے جس سے اُسکا دل گرا جاتا ہے۔ اُسکا دل بہلانیوالی عمر بھر کا سہارا ننی سی لڑکی پاس بیٹھی ہے۔ مان کو اسقدر غمزدہ دیکھکر اِسکا ننا سا دل بھی کملا گیا ہے۔ بڑی دیر تک تو خاموش بیٹھی تھی مگر اب کبھی کبھی کہتی ہے "امان! اچھی امان!! کیا آپ مجھ سے ناراض ہین جو صبح سے نہین بولتین۔ اِس بھولی بھالی ننی سی جان کو کیا خبر ہے کہ اُسکے بدبخت باپ نے اُس پر کیا اور کیسا ظلم کیا۔ اُس کی زبان سے اِسوقت یہ الفاظ اسقدر درد بھرے معلوم ہوتے ہین کہ سُننے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین۔

عزیزہ مان باپ کی اکلوتی بیٹی تھی حسین بھی غضب کی تھی مان باپ نے ناز نعم سے پالا تھا وہ نیک طبیعت اور سیدھی سادی تھی میان اقبال کو جو

ایسی بیوی ملی تو اُن کی چڑھ بنی۔ اُنھون نے بیوی کا سب زیور اور نقد روپیہ اور کل جائداد سوا دو مکانون کے فروخت کرکے چلتے بنے اور اب بیوی کے پاس سوا اِن دونون مکانون کے کچھ نہ رہا۔ ایک مکان جس مین عزیزہ رہا کرتی تھی۔ دوسرا وہ جس مین اُسکا بچپن کا زمانہ عیش و آرام سے بسر ہوا تھا۔ اور جسکا کرایہ اب بیس[2] روپیہ ماہوار آتے ہین۔ عزیزہ کے باپ ڈپٹی کلکٹر تھے اُن کی بہت جائداد تھی اور کوئی دوسری اولاد نہ تھی اسلیے سب جائداد کی مالک عزیزہ ہی ہوئی۔ باپ تو عزیزہ کو ایک ہی برس کی چھوڑ کر راہی ملک عدم ہو گئے تھے شادی سے کچھ عرصہ بعد مان بھی اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئین اب اسکا سوائے ذات پروردگار کے کوئی حامی و مددگار نہ رہا۔ خدا کی شان ہے جس گھر مین کئی کئی لونڈیان اور مامائین موجود تھین آج اُسی گھر مین تنہا ایک ننھی سی بچی کے ساتھ عزیزہ زندگی بسر کرتی ہے۔ اِدھر عزیزہ کو مان باپ کی یاد اور اپنی تنہائی آٹھ آٹھ آنسو رولا رہی ہے اُودھر اپنے تمام عمر کے ساتھی دُکھ درد کے شریک کے چھٹنے کا خیال کلیجہ کو شق کئے دیتا ہے۔ کبھی سوچتی ہے کہ اب کیا کرونگی اور کیونکر بسر اوقات ہوگی۔ چلون اپنے سرتاج کی تابعداری کرون کبھی تو اُن کو میرے حال پر رحم آئیگا۔ کبھی یہ خیال ستاتا ہے کہ شاید اُنکو میرا وہان رہنا باعث تکلیف ہو۔ کبھی سوچتی ہے کہ کل جسکے ملک ہونیکا مجھے فخر تھا اُس کے پاس دوسری عورت دیکھکر میرا دل برداشت نہ کرسکا تو کیا کرونگی۔ اور اگر خدانکردہ اُنھون نے وہان نکالدیا تو پھر کہان جاؤنگی۔ ان خیالات نے اُس کو اسقدر پریشان اور بدحواس کیا کہ بے اختیار رونے لگی۔

اللہ اللہ! آج غمزدہ عزیزہ کو کوئی تشفی دینے والا بھی نہ رہا۔ یہ وہی عزیزہ ہے جسکی تھوڑی سی تکلیف پر ہر شخص بیقرار ہو جاتا تھا۔ اب چاہے بیچاری

روئے چاہے کچھ سوچا کرے مگر آفرین ہے میان اقبال کو کہ اس بیرحم کو بھولکر بھی اُس کا خیال نہین آتا ان پر دولت کا نشہ سوار تھا۔ اور اِس سے زیادہ فیشن نے دیوانہ بنا رکھا تھا اُنھون نے ایک ادنےٰ خاندان کی پارسن سے شادی کرنیکو اپنے واسطے بڑا فخر سمجھا۔ جسکی بدولت اپنی شریف۔ نیک اور کم سخن بیوی پر خوب جی کھولکر ظلم وستم ڈہایا کئے۔ لاکھ روپیہ کی جائداد خاک سیاہ کردی اور اِس بیچاری کے ہاتھ مین بھیک کا ٹھیکرا دیدیا گھر کا کل اسباب معہ کپڑون کے فروخت کرکے چلتے بنے۔ مگر عزیزہ کا صبر کیونکر خالی جاتا۔ اُس کی آہ بغیر اثر کئے کیونکر رہتی۔ تجارت کرتی اقبال کی جوتی۔ اُنھون نے دوسو روپیہ مہینہ کی ایک کوٹھی کرایہ پر لی۔ دو گھوڑون کی ایک گاڑی اور ایک موٹر خریدی بارہ ملازم رکھے اور چندروز نہایت کروفر سے زندگی بسر کی مگر انجام کی خبر خدا جانے۔ اُنکو اپنی آنے والی حالت کا کچھ بھی خیال نہ ہوا۔ اُنھون نے عزیزہ سے بڑھکر خود اپنے اوپر ظلم کئے۔ مے نوشی اسقدر شروع کی کہ تین تین سو روپیہ کی شراب پی جاتے۔ اُدہر فیشن نے اُنکا وہ بُرا حال کیا کہ خدا کسی دشمن کا بھی نکرے۔ جسقدر روپیہ لیگئے تھے سب تین چار سال مین ختم ہوگیا۔ اب بل پر بل آنے شروع ہوگئے۔ پارسن نے جو اِن کی حالت بگڑتی دیکھی تو جو کچھ تھا لے دے چلتی بنی۔

کچھ عرصہ تک تو اقبال ٹال ٹول بتاتے رہے مگر جب قرضخواہون نے دیکھا کہ عرصہ زیادہ ہوگیا اور یہ روز آجکل کرتے ہین تو اُن کے نام کی نالشین دائر کردین اور یہ پکڑے گئے۔ سرکار سے حکم ہوا کہ ایک ہفتہ کے اندر سب روپیہ ادا کردو یا ضمانت دو۔ ورنہ قید مین رہنا پڑیگا۔ اِس حکم کے سنتے ہی میان اقبال کے ہوش اڑ گئے۔ اور اب شراب اور فیشن دونون کے نشے

ہرن ہوگئے۔ اُن کا وہان کون تھا جو ضمانت پر رہا کراتا۔ سیدھے جیلخانہ بھیجدیئے گئے جن بازاروں سے اقبال کروفر سے نکلا کرتے تھے انھین بازارون مین سے آج چار سپاہیون کے ساتھ ذلیل و خوار جارہے ہین۔ خدا اس فیشن کا ستیاناس کرے جسکی وجہ سے ایک شریف آدمی کو یہ ذلت اٹھانی پڑی۔ بیچارے ایک دن جیلخانہ مین رہے دوسرے دن ایک شریف طبیعت بزرگ جو اقبال کے والد مرحوم کے دوست تھے اقبال کی اس ذلیل حالت کو دیکھکر آبدیدہ ہوگئے اور اپنی ضمانت پر انکو قید سے چھڑالیا اور اقبال سے کہا دیکھو بھائی کہین مجھے بھی ذلیل نہ کرنا جہانتک ممکن ہو جلد روپیہ لیکر دہلی سے واپس آجانا۔ ان بزرگ سے جنکا نام میر ذاکر علی ہے اقبال رخصت ہوکر دہلی پہنچے۔ رات کا وقت تھا غمزدہ عزیزہ نماز عشا سے فارغ ہو کر دعا مانگ رہی تھی کہ یکایک اقبال کی آواز کان مین آئی۔ پہلے تو وہ متحیر ہوئی کہ یہ آواز کہان سے آئی اور دل ہی دل مین کہا کہ کہان اقبال اور کہان مین! مگر پے در پے آوازین سننے کے بعد وہ دروازہ کی طرف دوڑی اور کواڑ کھولے۔ اقبال کو دیکھتے ہی نہایت مسرور ہوئی اور اپنی تمام تکلیفین بھولگئی شکوہ شکایت کے بجائے خوشی کے آنسو شل موتیون کے ٹپکنے لگے۔

کچھ دیر تک میان بیوی ایک دوسرے کو تصویر کیطرح دیکھتے رہے مگر باتون پر مہر سکوت لگی ہوئی تھی۔ اس وقت کا نظارہ بھی قابل دید تھا۔ ادہر اقبال دل ہی دل مین شرمندہ تھے کہ مین کس طرح اس کو تنہا چھوڑ گیا تھا۔ اور اس کے باپ کی کل جائداد خاک سیاہ کردی اور ہزارون روپیہ کس طرح بے دردی کے ساتھ برباد کیئے۔ اب جب اس کو یہ معلوم ہوگا کہ اس کا رہا سہا سہارا کھو کے آیا ہون تو کسقدر رنجیدہ اور شکستہ خاطر

ہوگی۔ اس کو تو یہ امید ہوگی کہ مین کچھ کما کر لایا ہونگا۔ اُدہر عزیزہ یہ سوچ رہی تھی کہ خدایا کیا مین خواب دیکھ رہی ہون۔ کبھی خیال کرتی تھی کہ میرے حال پر ان کو رحم آگیا اس لئے آئے ہون گے۔ غرض عزیزہ نے اپنے آپکو سنبھالا اور اقبال کیطرف مخاطب ہو کر بولی آپ تھک گئے ہونگے آرام کیجئے جب خاموشی کی مہر ٹوٹی تو ایک دوسرے کی درد بھری کہانی سُننے لگے۔ اقبال کی سرگذشت عزیزہ نے نہایت بے صبری اور توجہ سے سُنی جسوقت قید کا حال سُنا تو آبدیدہ اور غمگین ہوئی۔ اقبال نے کہا کہ جب تک روپیہ ادا نہو گا قرضخواہ شکاری کتون کی طرح تاک مین لگے رہینگے۔ اور جیلخانہ کی کوٹھریان میرا انتظار کرین گی۔ عزیزہ نے بیتابی کے لہجہ مین کہا میرے مکان حاضر ہین۔ اُن کو فروخت کرکے یا رہن رکھکر قرضہ ادا کردین آئندہ خدا ہماری مدد کریگا۔ ان باتون مین صبح ہوگئی۔ عزیزہ اقبال سے اجازت لیکر نماز کیواسطے گئی۔ اقبال تھکے ہوئے تھے اُن کی آنکھ لگ گئی۔ عزیزہ نماز صبح اور تلاوت قرآن پاک سے فارغ ہوئی۔ اقبال کیواسطے لوٹے مین پانی رکھا اور ناشتہ کا انتظام کیا۔ اتنی مین ننھی بچی جس کو اقبال چار ماہ کا چھوڑ گئے تھے جو اب خدا کے فضل سے پانچوین سال مین تھی اُٹھی تو گھر مین ایک اجنبی آدمی کو دیکھکر متعجب ہوئی اور ماں کے پاس آکر کہا اماں! یہ ہمارے گھر مین کون آگیا؟ عزیزہ اُس کی بھولی بھالی بات پر پہلے تو ہنسی پھر کہا کہ یہ تمہارے ابا ہین رات کو کلکتہ سے آئے ہین تم اللہ میان سے دعا مانگا کرتی تھین کہ "میرے ابا جان آجائین" اللہ میان نے بھیجدیا۔ اب تم باقاعدہ نماز پڑھا کرو۔ بچی دوڑی ہوئی گئی اور وضو کرکے اپنی سمجھ اور بساط کے موافق جو کچھ ماں نے سکھایا تھا نماز پڑھنے لگی۔ اقبال نیند سے بیدار ہوئے تو بچی کو نماز پڑھتے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اسکو

گود مین تھا لیا۔ بچی پہلے تو شرمائی مگر ماں کے کہنے سے باپ کو آداب کیا اور مزاج پوچھا۔ اقبال اس کی پیاری صورت اور تمیز کی بات چیت سنکر پھولے نہ سمائے۔ مگر اُن کے دل مین اپنی باتین بھی کھٹک رہی تھین اس لئے کھُلے دل سے خوشی کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔

ناشتہ کا وقت آیا تو عزیزہ نے دسترخوان بچھایا اور کھانا چنا۔ میان بیوی نے بچی کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھایا۔ آج مدت کے بعد عزیزہ کے گھر مین خوشی کا دسترخوان بچھا۔ کھانے سے فارغ ہوکر مکان کی فروخت کی فکرین ہونے لگین۔ ایک مہاجن نے بڑا مکان سات ہزار روپیہ مین خرید لیا۔ اقبال روپیہ لیکر روانہ کلکتہ ہوئے وہان پہنچکر میعاد مقررہ کے اندر سرکار مین روپیہ داخل کر دیا۔

قرض سے سبکدوش ہوئے تو آئندہ کا فکر ہوا۔ خدا بھلا کرے میرزا ذاکر علی صاحب کا کہ اُنھون نے اقبال کو بیس روپیہ مہینہ پر ایک دفتر مین نوکر رکھا دیا۔ اور اپنا ایک مکان رہنے کیواسطے عاریتًا دیا۔ اقبال اپنے افسر سے رخصت لیکر دہلی پہنچے اور عزیزہ کو لیکر ایک ہفتہ کے اندر کلکتہ واپس گئے اور سلامت روی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

عزیزہ کے باپ نہایت لایق اور نیکنام ڈپٹی کلکٹرون مین سے تھے اُن کی بڑی عزت تھی خوش نصیبی سے اقبال کا افسر بھی اُن کو جانتا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ اقبال اُنکے داماد ہین تو بہت خوش ہوا۔ ادہر اقبال کو ٹھوکر لگ چکی تھی اُنھون نے بھی پوری محنت اور ایمانداری کے ساتھ کام کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ مین اقبال کی معقول ترقی ہوگئی اور وہ اپنی صابرہ اور وفادار بیوی کے ساتھ آرام و عزت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اور

عزیزہ کی مصیبت خوشحالی سے اور اُس کا رنج خوشی سے بدل گیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

"صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد"

راقمہ

اہلیہ مولوی فاضل سعدالدین حیدر قائم مقام سشن جج۔ اوجین (سنٹرل انڈیا)

# بچون کا لباس

ہمارے ہان جہان اور فضول خرچیان ہین وہان بچون کے لباس پر بھی بیکار روپیہ صرف کئے جاتے ہین۔ شاید یہ بھی جدید فیشن کی تقلید بیجا کا ایک نتیجہ ہے۔ بچون کے لباس مین گرمی سردی سے بچاؤ۔ صفائی اور سادگی کو خاصکر ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ صحت کیواسطے جس طرح موسم کے موافق اور سادی غذا مفید ہے اُسی طرح سادا لباس جو موسم کے مطابق ہو فائدہ مند اور اچھا ہے۔

آجکل نئے فیشن کی شیدائی بیون کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی حیثیت سے بڑہکر قیمتی لباس بچون کو پہناتی ہین۔ جو دیکھنے مین خوشنما ضرور معلوم ہوتا ہے مگر بچون کی عادت اور صحت پر اُسکا کوئی اچھا اثر نہین ہوتا۔ اور روپیہ کا نقصان الگ ہوتا ہے۔ غریب یا تھوڑی حیثیت کی شریف بی بیان اپنے بچون کو ریشمی کامدار لباس پہناتی ہین جس مین اُنکو طرح طرح کی مصیبتین پیش آتی ہین۔ میان بیچارے کو بھی بچے وبال جان ہوجاتے ہین کیونکہ اُن کے سر قرض کا بار گران ہوتا ہے۔ بچے نادان ہوتے ہین نہ اُنکو اپنے کپڑون کی حفاظت کا

خیال ہوتا ہے نہ کوئی خاص اور اصلی دلچسپی اُنکو ہوتی ہے بلکہ سچ پوچھو تو ریشمی اور بھاری کپڑے اُنکو تکلیف دیتے ہین۔ خود اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ہمکو کس قسم کے لباس مین آرام ملتا ہے۔ قیمتی کپڑا ہمیشہ تکلیف کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اُس کی حفاظت خاص طور سے کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح جب بچون کو قیمتی لباس پہنایا جاتا ہے تو اُن کو کھیل کود سے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے اُن کی آزادی اور خوشی مین بیجا رکاوٹ ہوتی ہے۔ اور بیچارے بچے قیمتی لباس کے قیدی بن جاتے ہین۔ یہ بات بچون کی صحت پر خراب اثر ڈالتی ہے۔

زیادہ قیمتی لباس بمقابلہ سادہ لباس کے اکثر کم صاف رہتا ہے کیونکہ وہ ہروقت یا جلدی جلدی بدل نہین سکتے۔ معمولی اور سادہ لباس مین آزادی کے ساتھ بچون کا کھیل کود عجیب نعمت ہے۔ اگر ہماری بہنین غور اور انصاف سے دیکھین تو ایک تندرست اور ہنستا کھیلتا بچہ جو سادے مگر صاف ستھرے لباس مین ہو اُس قید آزادی قیمتی لباس سے کہین زیادہ خوشنما اور دل کو راحت و سرور دینے والا معلوم ہوگا۔

اس سے میری یہ مراد نہین ہے کہ اچھا لباس بچون کو نہین پہنانا چاہئے بلکہ غرض یہ ہے کہ بچون کا لباس سادہ صاف اور حسب حیثیت ہونا چاہئے۔

بعض پھوہڑ بی بیون کو دیکھا کہ خدا نے اُن کو سب کچھ دے رکھا ہے پھر بھی وہ بچون کو صاف لباس نہین پہناتین۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ اس سے بے تمیزی اور اپنے فرض سے غفلت ظاہر ہوتی ہے۔ اکثر بی بیان یہ عذر کرتی ہین کہ بچے لباس کو جلد خراب کر دیتے ہین کہانتک بدلے جائین۔ مگر مین سمجھتی ہون کہ یہ اپنی کاہلی کا ایک بہانہ ہے۔ جو بی بیان صاحب مقدرت

ہین وہ بجائے قیمتی لباس کے معمولی کپڑے زیادہ تعداد مین بناکر رکھین اور جلد جلد بدلین۔ اور جو غریب ہین اُنکو اگر ضرورت ہو تو اپنے بچون کے کپڑے خود اپنے ہاتھ سے دہو سکتی ہین اور اُن کو صاف و ستھرا رکھ سکتی ہین۔

راقمہ

اہلیہ مولوی فاضل سعدالدین حیدر قائم مقام سشن جج

اوجین دسنٹرل انڈیا)

# طریق خیرات

زاہدہ خاتون (اپنی چھوٹی بہن سے مخاطب ہوکر) عابدہ! آج کل تم کس کتاب کا مطالعہ کرتی ہو؟

عابدہ۔ کئی روز سے الفاروق پڑہتی ہون حقیقت مین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی دل پر عجیب اثر پیدا کرتے ہین کتاب ہاتھ مین لیکر چھوڑنے کو دل نہین چاہتا۔ آپ کا ایک ایک واقعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اب جو واقعہ مین آپ کو سناؤن گی اس سے آپ اندازہ فرمائینگی کہ ہمارا موجودہ طریقہ خیرات کسقدر بُرا اور خلاف شرع ہے۔ ہماری اس بیجا خیرات کی بدولت قوم بالکل بے دست وپا اور روز بروز مفلوک الحال ہوتی جاتی ہے۔ مگر ہم کسی طرح اس طریقہ خیرات کو نہین چھوڑتے اور حق دارون کو بے حق کرتے ہین اور ناجائز طریقہ سے خیرات کرنے کے باعث دنیا مین اس طرح خرابی پھیلانے کا باعث ہوئے اور آخرت مین اسکا کچھ ثمرہ نہین۔ خیرات حق کسکا ہے؟ محتاج، اندہے، لنگڑے، لولے، نابیناؤن

کمانہ کر بیٹھے کیتے، موٹے مشٹنڈون اور نوعمر بچون کا جن کو اُن کے کمبخت ایسی فقیری کا پیشہ سکھاتے ہین۔ ایک دفع دہلی کے سفر مین یہ اتفاق ہوا کہ جب سہارنپور پر گاڑی ٹھری تو بہت سے لڑکے لڑکیان مانگنے آکھڑے ہوئے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم سب نے ایسی خیرات دینے کا عہد کرلیا ہے چنانچہ جب وہ بھیک منگے آئے تو اُن کو یہ جواب دیا کہ "تمہارے اللہ نے ہاتھ پاؤن دیئے ہین تم کما کر کھا سکتے ہو۔ تم جیسے فقیرون کو دینا گناہ ہے تم ہمارے ساتھ چلو تم کو کپڑا پہنائینگے، تنخواہ دین گے، کھانا کھلائینگے" اس مین سے ایک کوئی دس برس کا لڑکا ہمارے درجہ مین آگیا اور کہنے لگا "مین چلون گا میرے مان باپ مر گئے چچا بہت ظلم کرتا تھا یہان تک کہ چچا نے ایک میرے بھائی کو گلا گھونٹ کر مار دیا اس ڈر سے مین بھاگ آیا اور اب بھیک مانگ کر کھاتا ہون"

زاہدہ۔ یہ کب کا ذکر ہے؟

عابدہ۔ ابھی ماہ نومبر مین جب ہم دہلی سے واپس آئے ہین آپ تو دہلی ہی تشریف رکھتی تھین مین اور والدہ صاحبہ ہم سفر تھے۔

زاہدہ۔ ہان پھر کیا ہوا؟

عابدہ۔ وہ لڑکا ہمارے ساتھ آیا۔ شب کو ہم گھر پہنچے۔ صبح والدہ صاحبہ نے یہ فرمایا کہ اس بچے کے سر مین جوئین بھری ہین اس کا سر منڈوا دُ پھر اس کو نہلایا جائے۔ خیر سر اُسکا منڈوا دیا گیا۔ کوٹ سلنے کی تیاری ہوئی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس کے کپڑے سل جائین تو اس کی یہ جھول اُتروا کر پھینکو۔ یہ سُنتے ہی تھوڑی دیر مین وہ لڑکا غایب ہوگیا۔ سب جگہہ تلاش کیا پتہ نہ چلا۔ باہر کے ملازمین سے پرسش ہوئی تو اُن مین سے ایک نے بیان کیا

کہ جب نائی کی دوکان پر مین اُسے لے گیا تو سر منڈوانے کے بعد یہ میری نگاہ سے غائب ہو گیا۔ آگے چلکر مینے دیکھا تو حلوائی سے لڈو خرید رہا تھا۔ مین بمشکل اُس کو لایا۔ جب یہ حالات سُنے تو خیال ہوا کہ وہ ضرور اِس وجہ سے فوراً ہی کپڑے بدلنے کے نام سے بھاگا کہ اب بھیک کی جیب نکلے گی۔ دوسرے کہان مفت خوری اور کہان پابندی اور کام۔ غرض بچون تک کا یہ حال ہے یہ نہین کہ ان کا کوئی خبر گیران نہین اس وجہ سے وہ بھیک مانگتے ہین۔ بلکہ اب بیکاری ان مین اچھی طرح سرایت کر گئی اور غیرت ان مین نام کو نہین۔ مولانا حالی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

اگر ہین تہی دست اور بے نواوہ | تو محنت سے جی ہین چراتے سدا وہ
نصیبو نکا کرتے ہین اکثر گلا وہ | ہلاتے نہین کچھ مگر دست و پا وہ
اگر بھیک ملجائے قسمت سے اُنکو
تو سو بار بہتر ہے محنت سے اُنکو

اچھا اب مین اپنے دل کی کہانی ختم کرتی ہون اور فاروق اعظم کے طرز عمل کی حکایات بیان کرتی ہون۔

سنہ ۱۸ھ مین جب عرب مین قحط پڑا تو آپنے عجیب و غریب سرگرمی ظاہر فرمائی تمام نقد و غلہ بیت المال کا صرف کیا۔ پھر تمام صوبون کے افسرونکو لکھا کہ ہر جگہ سے غلہ روانہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے چار ہزار اونٹ غلہ کے بھیجے۔ عمرو ابن العاص نے بحر قلزم کی راہ سے بیس جہاز روانہ کئے جن مین سے ایک ایک مین تین تین ہزار اردب غلہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان جہازون کے ملاحظہ کیلئے بندرگاہ پر خود تشریف لے گئے جس کا نام جار تھا جو مدینہ منورہ سے تین منزل ہے۔ بندرگاہ مین دو بڑے بڑے

مکان بنوائے اور زید بن ثابت کو حکم دیا کہ قحط زدون کا مفصل نقشہ بنائین چنانچہ بقید نام مقدار غلہ کا رجسٹر تیار ہوا۔ ہر شخص کو چک تقسیم کیئے گئے جس کے مطابق اُس کو روزانہ غلہ ملتا تھا۔ چک پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مہر ثبت ہوتی تھی۔ علاوہ ازین آپ خود بیس اونٹ ذبح کراتے تھے اور قحط زدون کو کھانا پکوا کر کھلاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اگرچہ بندگان خدا کی پرورش اور پرداخت کا اسقدر خیال تھا لیکن آپ کی یہ فیاضی ایشیائی فیاضی نہ تھی جسکا نتیجہ کاہلی اور مفت خوری کا رواج دینا ہو لیکن آپ اس سے بے خبر نہ تھے اور اس کی سخت کوشش فرماتے تھے کہ مفت خوری اور کاہلی کا مادہ نہ پیدا ہو جن لوگون کی خوراکین اور تنخواہین مقرر تھین وہ صرف وہ لوگ تھے جن سے کبھی نہ کبھی فوجی خدمت کی امید تھی یا جنھون نے پہلے ان خدمت انجام دی تھی یا وہ جو ضعف اور بیماری کی وجہ سے کسب معاش نھین کر سکتے تھے۔ ان اقسام کے علاوہ آپ کبھی اس قسم کی فیاضی روا نہ رکھتے تھے۔

محدث ابن جوزی نے سیرۃ العمرین مین لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک سائل آپ کے پاس آیا آپ نے دیکھا کہ اس کی جھولی آٹے سے بھری ہوئی ہے چنانچہ اس سے چھین کر اونٹون کے آگے ڈالدی اور فرمایا اب جو مانگتا ہے مانگ۔ علامہ ماوردی نے احکام السلطانیہ مین لکھا ہے کہ محتسب کا فرض ہے کہ ایسے لوگون کو جو کھانے کمانے کے قابل ہون تنبیہ و تادیب کرے

اس کے بعد علامہ موصوف نے اس کی سند مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب آپ کسی کو خوش حال دیکھتے تو دریافت فرماتے کہ یہ کوئی پیشہ بھی کرتا ہے اور جب لوگ کہتے نہین تو آپ

فرماتے تھے کہ یہ شخص میری نظروں سے گر گیا۔ آپ کا مقولہ تھا نکبتہ فیہا دنائتہ خیر من مسئالۃ الناس یعنی ذلیل پیشہ بھی لوگوں سے سوال کرنے کی نسبت اچھا ہے۔

زاہدہ۔ ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

افسوس صد افسوس کہ ہم شعائر اسلام سے کوسوں دور ہو گئے اور ہمارا کوئی قول و فعل اسلام کے مطابق نہ رہا۔ ہمارا موجودہ خیرات اور فقرا کا جو حال بیان کیا ہے بجا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم مسلمان مسلمان ہی نہیں رہے۔ کاش ہم میں اوصاف اسلامی ہوتے تو یہ کمینہ حرکتیں ہماری قوم میں نہ پائی جاتیں جو مسلمانوں کے لئے باعث ذلت ہو رہی ہیں آج ہم اصول اسلام سے دور ہونے کی ہی بدولت دنیا میں خوار ہو رہے ہیں اور دوسری قومیں پردہ ہی پردہ میں اصول اسلام پر کاربند ہو کر اوج ترقی پر پہنچ گئیں۔ دیکھو ایک خیرات ہی کا سوال ہے ہمارے ہاں اس کی بابتہ کس قدر احتیاط ہے مگر بجائے ہمارے ولایت میں عمل ہو رہا ہے کہ جو نا اہل خیرات سوال کرے اسکو فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے اور یہاں لاکھوں مفت خورے موجود ہیں اور لئے دن ان میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ کاش ہمارے سرپرستان قوم اس قانون کو ہندوستان کے لئے بھی پاس کرالیں تو زہے نصیب اور ہم اپنی خیرات کو مناسب طریقہ سے خرچ کریں اور ایک خیراتی فنڈ تیار کر کے محتاج خانہ بنانے کی کوشش کریں۔

عابدہ۔ بیشک دل تو یہی چاہتا ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اسکا انسداد ہو خدا ہم سب کو ہدایت فرمائے کہ ہم تعلیم اسلام سے بہرہ ور ہوں اور ہمارے اخلاق ذمیمہ کی اصلاح ہو۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

اچھا اب میں آپ کو کچھ اور حالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

سناتی ہون۔

زاہدہ۔ ہان ضرور سناؤ۔

عابدہ۔ شام کی فتح کے بعد قیصر روم سے دوستانہ مراسم ہوگئے تھے اور خط وکتابت رہتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ام کلثوم (حضرت عمرؓ کی زوجہ) نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی شیشیان بھیجین اسنے اس کے جواب مین شیشیون کو جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ گو عطر تمہارا تھا لیکن قاصد جو لیکر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف عام آمدنی مین سے ادا کئے گئے غرض وہ جواہرات لیکر بیت المال مین داخل کردیئے اور ان کو کچھ معاوضہ دیدیا۔

ایک بار آپ علیل ہوئے۔ مرض کے لئے شہد تجویز ہوا بیت المال مین شہد موجود تھا مگر بلا اجازت نہین لیا۔ مسجد نبوی مین تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آپ لوگ اجازت دین تو بیت المال سے تھوڑا شہد لیلون اس وقت طلب اجازت کے علاوہ یہ بھی ظاہر کرنا تھا کہ خزانہ عامرہ پر خلیفہ وقت کو اتنا بھی اختیار نہین۔

آپ کی تاریخ حیات مین یہ بات حیرت انگیز ہے کہ اگرچہ آپ کو بڑے اہم امور سے سابقہ رہتا تھا تاہم نہایت چھوٹے چھوٹے کام بھی آپ بذات خود انجام فرماتے تھے اور آپ کو وقت کی تنگی اور عدیم الفرصتی مانع نہوتی تھی انمین بہت سے کام ایسے بھی تھے جنکا اختیار کرنا بظاہر شان خلافت کے خلاف تھا لیکن آپ کو کسی کام سے عار نہ تھا روزینہ دارون کے جو روزینے مقرر تھے اکثر خود جاکر تقسیم فرماتے تھے۔ قدید اور عسفان مدینہ منورہ سے کئی منزل کے فاصلہ پر دو قصبے ہین جہان قبیلہ خزعہ کے لوگ آباد تھے۔ ان دونون

مقامون مین خود تشریف لے جاتے روزینہ دارون کا دفتر دست مبارک مین ہوتا تھا۔ آپ کو دیکھکر ہر خورد و کلان گھر سے باہر نکل آتے تھے اور حضرت عمرؓ اپنے دستِ مبارک سے تقسیم فرماتے جاتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ دار الصدقہ مین تشریف لے جاتے اور ایک ایک اونٹ کے پاس کھڑے ہو کر ان کے دانت گنتے اور انکا حلیہ قلمبند کرتے۔

محب طبری نے ابو حذیفہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھرون پر تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ تم کو کچھ بازار سے منگوانا ہو تو مین لا دون وہ لونڈیان ساتھ کر دیتین۔ حضرت عمرؓ خود چیزین خرید فرماتے اور کنیزون کے حوالہ کرتے۔ مقام جنگ سے قاصد آتا اور اہل فوج کے خطوط لاتا تو خود تشریف لیجا کر تقسیم کرتے اور فرماتے کہ فلان تاریخ قاصد واپس جائیگا جواب لکھ رکھنا۔ کاغذ قلم۔ دوات خود مہیا کرتے اور جو لوگ لکھنا نہ جانتے تھے خود اُن کی چوکھٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور جو گھر والے لکھواتے تحریر فرماتے جاتے۔ آپ کی سب سے زیادہ توجہ اس بات پر مبذول رہتی تھی کہ رعایا کی کوئی شکایت مجھ تک پہنچنے سے نہ رہ جائے چنانچہ آپنے یہ معمول رکھا کہ ہر نماز کے بعد صحن مسجد مین تشریف رکھتے اور جس کو جو کچھ عرض کرنا ہوتا کرتا۔ کوئی نہ ہوتا تو آپ انتظار کے بعد کھڑے ہو جاتے۔ راتون کو دورہ کرتے۔ سفر مین راستہ چلتے لوگون سے حالات دریافت فرماتے۔ بیرونی اضلاع سے جو قاصد آتے اُن سے ہر قسم کے حالات دریافت کرتے۔ ان تمام باتون پر بھی آپ کو تسلی نہ تھی فرماتے کہ عمال رعایا کی پروا نہین کرتے اور شکایت کرنے والا شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکتا اس بنا پر ارادہ فرمایا کہ شام، جزیرہ، کوفہ، بصرہ کا دورہ کرین اور ہر جگہ

دو دو ماہ قیام فرمائیں لیکن پیام قضا نے مہلت نہ دی تاہم جب آخر دفعہ شام کا سفر کیا تو ایک ضلع میں شہر کر لوگوں کی شکایات سنیں اور دادرسی فرمائی۔ اس سفر میں ایک پرعبرت واقعہ پیش آیا یعنی آپ دار الخلافہ کو واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں ایک خیمہ نظر پڑا سواری سے اُتر کر خیمہ کے قریب تشریف لیگئے ایک بڑھیا عورت کو دیکھا اُس سے پوچھا کہ عمر کا کچھ حال معلوم ہے۔ اُس نے کہا ہاں شام سے روانہ ہو چکا لیکن خدا اُس کو غارت کرے کہ آج تک اُس کے یہاں سے مجھے ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ انھوں نے فرمایا کہ اتنی دور کا حال عمر کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ بولی اُس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو سخت رقت ہوئی اور بے اختیار رو ئے۔

آپ کو رعایا کی ہمدردی اور خبرگیری کا اس قدر خیال تھا کہ کوئی وقت اس فکر سے خالی نہیں گزرتا تھا۔ ایک بار ایک قافلہ مدینہ منورہ میں آیا اور شہر کے باہر اُترا اس کی خبرگیری کے لیے آپ خود تشریف لے گئے۔ پہرہ دیتے پھرتے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ادھر متوجہ ہوئے دیکھا تو ایک شیرخوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا ہے۔ ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اُدھر سے گزرے تو بچہ کو روتا پایا۔ غیظ میں آکر فرمایا کہ تو بڑی بے رحم ماں ہے۔ اُس نے کہا کہ "تم کو اصل حقیقت معلوم نہیں۔ بات یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچے دودھ نہ چھوڑیں اُس وقت تک بیت المال سے وظیفہ مقرر نہ کیا جائے میں اس غرض سے اس کا دودھ چھڑاتی ہوں اس لئے یہ روتا ہے"۔ حضرت عمرؓ کو بہت رقت ہوئی اور فرمایا ہائے عمر تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا۔ اسی دن منادی کرادی کہ بچے جس روز پیدا ہوں اُس ہی تاریخ سے وظیفہ مقرر کر دیا جایا

کرے۔

اسلم حضرت عمرؓ کا غلام تھا اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ رات کو گشت کو نکلے مدینہ سے تین میل پر حرار ایک مقام ہے وہاں پہنچے تو دیکھا ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جاکر حقیقت حال دریافت فرمائی۔ اُس نے کہا کئی روز سے فاقہ ہے بچوں کو کھانا نہیں ملا اُن کے بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا میں پانی ڈالکر چڑھا دیا ہے آپ اسی وقت مدینہ تشریف لائے اور بیت المال سے آٹا، گوشت اور گھی، کھجوریں لیں اور اسلم سے کہا میری پیٹھ پر رکھدو۔ اسلم نے کہا کہ میں لے چلتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر قیامت کے دن تم میرا بار نہ اُٹھاؤ گے غرض سب چیزیں آپ خود ہی لائے اور عورت کے آگے رکھدیں اُس نے آٹا گوندھا ہنڈیا چڑھائی۔ حضرت عمرؓ خود آگ پھونکتے جاتے تھے۔ کھانا تیار ہوا بچوں نے کھایا اور خوب اچھلنے کودنے لگے آپ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ عورت نے کہا خدا انہیں جزائے خیر دے سچ یہ ہے کہ امیر المومنین ہونے کے قابل تم ہو نہ کہ عمرؓ۔

ایک روز آپ گشت کر رہے تھے کہ ایک بدو اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا تھا کہ آپ پاس جاکر بیٹھے اور اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کیں دفعتہً خیمہ سے رونے کی آواز آئی آپ نے دریافت فرمایا کون روتا ہے؟ اُس نے کہا میری بیوی درد زہ میں مبتلا ہے۔ حضرت عمرؓ گھر پر تشریف لائے اور حضرت ام کلثومؓ کو ساتھ لیا اور آپ وہاں تشریف لائے اور بدو سے اجازت لیکر حضرت ام کلثومؓ کو خیمہ میں بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ ام کلثومؓ نے پکارا کہ امیر المومنین اپنے دوست کو مبارکباد

دیجئے۔ امیر المومنین کا لفظ سنکر بدو چونکا اور مؤدب بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ نہیں کچھ خیال نہ کرو میرے پاس کل آنا مین اس بچہ کی تنخواہ مقرر کر دون گا۔

عبدالرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کو میرے مکان پر آئے مین نے عرض کیا کہ "آپ نے کیون تکلیف فرمائی مجھے طلب فرما لیا ہوتا۔" فرمایا کہ مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے لوگ تھکے ماندے ہون گے آؤ ہم تم چلکر پہرہ دین۔ چنانچہ دونون صاحب گئے اور رات بھر پہرہ دیتے رہے۔

سعد بن یربوع ایک صحابی تھے جو نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "آپ جمعہ کو کیون تشریف نہین لاتے" کہا "میرے پاس کوئی آدمی نہین اسی باعث مین نہین آسکتا۔" آپ نے ایک آدمی مقرر کر دیا تاکہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔

ایک روز آپ لوگون کو کھانا کھلا رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ بائین ہاتھ سے کھاتا ہے۔ پاس جاکر استفسار فرمایا تو اس نے کہا میرا ہاتھ جنگ موتہ مین جاتا رہا آپ کو بہت رنج ہوا اور فرمایا کہ افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا۔ سر کون دہلاتا ہوگا۔ کپڑے کون پہناتا ہوگا۔ اس روز سے آپ نے ایک آدمی مقرر کر دیا اور اس کے لئے تمام ضروری چیزین خود مہیا کر دین۔

عابدہ۔ دیکھئے آپا جان مین نے اکثر لوگون سے یہ کہتے سنا ہے کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو ہم خیرات کرتے مگر مجبوری ہے کہ اپنی بسر اوقات ہی مشکل سے ہوتی ہے لیکن یہ خیال سراسر غلط ہے اگر انسان چاہے تو ہر حالت مین خیرات

ہو سکتی ہے۔ ہاتھ پاؤن سے جو بیکس غریب آدمی کا کام کرے وہ روپیے سے بڑھکر خیرات ہے۔ دیکھئے حضرت عمرؓ کس طرح لوگون کے کام بذات خود انجام فرماتے تھے خدا ہمین توفیق عطا فرمائے کہ ہم غریبون اور محتاجون کی خدمت اپنے کامون سے زیادہ مقدم سمجھین اور علاوہ مالی خیرات کے جسمانی محنت سے بھی دریغ نہ کرین۔

خاکسار مکرم جہان
بنت محمد فضل مبین صاحب تحصیلدار
راجپورہ

## پردہ

اِس وقت ایک خوشنما سجے ہوے روم (کمرہ) مین عجب چہل پہل ہے۔ چند نوعمر لڑکیان آپس مین خوب ہنس بول رہی ہین۔ یہ روم جس مکان مین ہے وہ بھی خوش منظر اور صاف ستھرا ہے۔ مکان مین ایک بیگم (جو مالک مکان معلوم ہوتی ہین) کچھ سی رہی ہین۔ تین چار باادب بچے بیگم کے پاس خاموشی سے کھیل رہے ہین۔ چونکہ ہم ناظرین کو نوعمر لڑکیون والے روم کی سیر کرانا چاہتے ہین۔ اسلئے انکو ان کے حال پر چھوڑکر ہم وہین چلتے ہین لڑکیان اس وقت خلاف معمول خاموش ہین۔ این یہ کیا۔ ابھی تو ہم ان کو خوش اور بولتا چھوڑ گئے تھے۔ اتنی دیر مین کیا ہوا۔ ناظرین گھبرایئے نہین ابھی سبب خاموشی معلوم ہوا جاتا ہے۔ اسوقت چھ سات لڑکیان ہین۔ معمولی صاحب سلامت کے بعد اتنا اور معلوم ہوا کہ ایک لڑکی کا (جو مالک مکان کی دختر ہے) نام فرحت ہے۔ دوسری کا مسرت تیسری کا عبرت چوتھی کا نصرت دو تین لڑکیون نے نہ اپنے نام بتائے اور نہ ہمنے پوچھا۔ ناظرین کہینگے

کہ سبب خاموشی تو اب تک دریافت نہ ہوا۔ نصرت کچھ کہتی ہے آئیے
پاس چلیں شاید گفتگو سے پتہ چلے۔ نصرت۔ (عبرت سے مخاطب ہو کر)
عبرت تمہاری گفتگو نے مجھے بہت صدمہ پہنچایا۔ اور سبکو بھی ساکت کر دیا۔
عبرت واہ ہوا! یہ بھی ایک ہوئی۔ پردہ کی قید اُٹھاؤ۔ مصیبت جھیلو۔ مگر
منہ سے اُف نہ کرو۔ جسے تکلیف ہوگی وہ تو کہے ہی گا۔ اس میں رنجیدہ ہونے
یا بُرا ماننے کی کیا بات ہے۔ نصرت نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ تم بتاؤ پردہ
کی وجہ سے تم کو کیا تکلیف ہے جو تم پردہ سے اسقدر برگشتہ ہو۔ عبرت
(ہنسکر) بہئی تمہاری باتیں بہت مزیدار ہیں۔ مجھے تو اس پر تعجب آتا ہے کہ
کیا بھولی بنکر کہتی ہیں کہ تمکو پردہ کیوجہ سے کیا تکلیف ہے۔ تکلیف ہے
تو شکایت کی۔ نصرت توبہ الہیٰ۔ تکلیف ہی تکلیف کہے چلی جاتی ہیں۔ آخر
تکلیف کو بیان بھی تو کرو۔ عبرت ایک تکلیف ہو تو بیان کروں اول تو
کسقدر قیدی بنکر رہنا پڑتا ہے۔ تماشہ سیر شکار تو درکنار ہم قدرتی نظاروں
سبزہ زار کی دید سے بھی محروم ہیں آزادی سے چل پھر نہیں سکتے۔ حالانکہ کشادہ
ہوادار میدان میں چہل قدمی کرنا مفید صحت بھی ہے۔ مگر ہمکو اتنی اجازت
کہاں کہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ نصرت (مسکرا کر) پیاری بہن تم
غلطی پر ہو۔ تمنے جو تکلیفات بیان کیں ہرگز پردہ کیوجہ سے نہیں ہیں پردہ
تم کو منع نہیں کرتا تم پردہ دار گاڑی میں بیٹھکر سیر کرسکتی ہو۔ رہی چہل قدمی
سو اول تو مکان کے بلند کوٹھے پر صبح کیوقت یہ بات حاصل ہوسکتی ہے۔ دوم
اگر یہ نہو تو تم پردہ دار کشادہ میدان میں پھر سکتی ہو صرف پردہ کو (اپنی حیا
کا زیور جانکر) عزیز رکھکر تم سب کچھ کرلو۔ ہوا! یہ پردہ کا نہیں اپنی عقل کا قصور ہے
مجھے تو بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ آزادانہ خیال نہیں پردہ کو بُرا خیال کرتی اور پردہ

کی قید سے نکلنا چاہتی ہیں اور بعض مرد بھی پردہ کو لغو اور تکلیف دہ خیال کر کے عورتوں کو پردہ کی قید سے رہا کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے مرد اور عورتیں بالکل غلطی پر ہیں۔ ہر شریف عورت کو لازم بلکہ فرض ہے کہ وہ پردہ کو جان سے زائد عزیز رکھے۔ عبرت۔ میں آپ کی تقریر سُنکر بہت خوش ہوئی مگر دو چار باتوں کا جواب دیدیجئے تو میں قائل ہو کر معافی مانگ لونگی۔ نصرت۔ کیا باتیں۔ عبرت۔ اول تو یہ بتلایئے کہ اگر کسی کے گھر میں نوکر وغیرہ نہ ہو تو وہ بازار کا کام کیونکر انجام دے۔ نصرت۔ عبرت تم تو بچوں جیسی باتیں کرتی ہو اگر ایسا ہو تو ہمارا پیارا اسلام کام میں حارج نہیں وہ برقعہ اوڑھ کر دستانے جرابیں پہنکر اپنا کام کر سکتی ہیں کیا تم نہیں جانتیں کہ عرب شریف کی تمام مستورات اسی طرح کام انجام دیتی ہیں عبرت۔ مگر یہاں تو اس پر اعتراض ہوتے ہیں نصرت۔ یہ سچ ہے لیکن بوا جبوری سب کچھ کراتی ہے خیر اس سے تو بہتر ہوگا کہ وہ بے پردہ غیر محرم مردوں کے سامنے پھریں۔ مسرت فرحت وغیرہ بوا عبرت اب تم کو نصرت سے قائل ہو کے معافی مانگ لینی چاہیے۔ زیادہ بحث سے کیا فائدہ۔ تم کو کافی جواب مل گیا ہے۔ عبرت بیشک میں پہلے پردہ کی مخالف تھی مگر اب نصرت بوا نے تکلیف گوارا کر کے مجھے پردہ کا سچا شیدا بنا دیا۔ اب تو میں یہی دعا کرتی ہوں کہ خدا کل مستورات اہل ہند کو پردہ کا پابند رہنا اور پردہ کو عزیز سمجھنا نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

خاکسار

مدحت بانو بنت خواجہ سید محمود حسین

صاحب منصف درجہ اول

سونی پت

# سوتیلی اولاد سے نفرت کا سبب

پروین بیگم صاحبہ کا مضمون جو جنوری کے ظل السلطان میں شائع ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیگم صاحبہ موصوفہ کے خیال میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اولاد کی جانب سے ہی ہوتی ہیں اور اولاد ہی سرتاپا قصوروار ہوتی ہے ممکن ہے کہ کہیں ایسا بھی ہوتا ہو لیکن میں عام طور سے اس بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں کیونکہ تجربہ بتاتا ہے کہ جو کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے وہ سوتیلی ماں کی جانب سے ہوتی ہے اور باپ کا مآل اندیش نہ ہونا ان تمام خرابیوں کی بنیاد ہوتا ہے۔ اگر باپ میں مآل اندیشی ہو تو یہ تکلیفیں اور آفتیں جو خاندانوں پر نازل ہوتی ہیں اور گھروں میں جو خانہ جنگیاں برپا رہتی ہیں کبھی پیدا ہی نہ ہوں۔

پروین بیگم صاحبہ نے جو لکھا ہے کہ "اولاد بہت سے وجوہ سے نہیں چاہتی کہ والد کی دوسری شادی ہو" لیکن یہ تو اس اولاد کا ذکر ہے جو سمجھدار ہو ہم نے تو دیکھا ہے کہ دو دو تین تین سال کے معصوم بچوں سے ایسا خراب برتاؤ ہوتا ہے کہ الامان اور الحفیظ میں نے اوپر لکھا ہے کہ باپ کا غیر مآل اندیش ہونا ان خرابیوں کی اصل ہے مگر اُن کی عیاشی بھی اُس رواج، طریقہ اور اُس طرز معاشرت کا نتیجہ ہے جو ہماری قوم اور ہمارے ملک میں جاری ہے اسکے علاوہ خالق کی طرف سے بندوں پر جو حقوق العباد مقرر کئے گئے ہیں انکا خیال یا اُنکی جوابدہی کی پروا نکرنا بھی ایک بڑی وجہ ہے جب انسان کے دل میں خدا کا خوف اور مواخذہ کا ڈر ہوگا تو وہ حق تلفیوں سے خود بخود باز رہیگا اور نیز جو طریقہ اور رواج خاندان میں ہوتا ہے اُس کے خلاف کرنے کی بھی بڑے بڑوں کی ہمت نہیں پڑتی۔

عرب میں اولاد کی ذمہ داری ہمیشہ والد پر رہی چاہے وہ دوسری بیوی کرے یا تیسری لیکن ہر ایک کا جو شرعی حق ہے وہ پاتا ہے نہ کوئی جھگڑا ہے نہ بکھیڑا ادھر بھی اسقدر نہیں ہوتے جن سے جائدادوں کے تباہ ہونیکا اندیشہ ہو مطلقہ بیوی کی اولاد کے بھی حقوق برابر قائم رہتے ہیں۔

یورپ مین جب سوتیلی مان آتی ہے تو جوان اولاد پھر اپنے باپ کے گھر کو اپنا گھر نہین سمجھتی البتہ چھوٹے بچون کی اُن کی سوتیلی مائین جو تعلیم یافتہ ہوتی ہین اور ایک دوسرے کے حق کا خیال رکھتی ہین بغیر کسی جلن اور سوتیلے پن کے خیال کے پرورش اور تربیت کرتی ہین۔

باپ کو ہمیشہ اس بات کا خیال ہونا چاہئے کہ وہ جب یہ دیکھے کہ اُس کو اپنے آرام کے خاطر دوسری شادی کرنے کی ضرورت ہے اور اس طرح لامحالہ یہ صورت پیدا ہو جائیگی کہ اُن ایسے بچون کے حقوق مین اور دوسرے حق دار شریک ہون گے اور محبت و توجہ تقسیم ہو جائیگی تو عقلمندی اور مآل اندیشی سے کام لے اور اول ان بچون کا بندوبست کر دیا جائے کیونکہ یہ لخت جگر جن کی ناز برداری مین صرف اُنھین کے آسرے اور امید پر اس دنیا کا آخری سانس لیکر قیامت تک کے لئے اُن سے جُدا ہو گئی ہین اور اُن کی جُدائی کے باعث ان کی حالت اور بھی زیادہ قابل رحم ہو گئی ہے دنیا مین صرف باپ ہی کا سہارا رکھتے ہین اور جبکہ ایسے باپ صریحی طور پر اس بات کو جانتے ہین کہ دوسری شادی کے بعد ہمارا آرام جان ان کے واسطے قہر جان ہو جائیگا تو ان کی حفاظت اور آرام و آسائش کا پہلے ہی خیال کر لینا چاہئے۔

اگر باپ صاحب جائداد ہو تو جوان اولاد کا حصہ فوراً اُس کو دیدینا چاہئے اور اگر اولاد نابالغ ہو تو اُس کا حصہ علحدہ کر کے ایماندار لوگ اُس حصہ کے ٹرسٹی (امین) بنا دیئے جائین، اُس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر دیا جائے یا اگر ناجائز نہین سمجھتے تو روپیہ بینک مین جمع کر دیا جائے یا مختلف قسم کے حصے (شیر) خرید دیئے جائین تاکہ بالغ ہونے کے بعد وہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکے۔

جبکہ نکاح سے پہلے ہی کل انتظامات کر دیئے جائین گے تو سوتیلی مان کی ناانصافی کا کوئی اندیشہ نہین ہو سکتا۔ جوان اولاد کا شکوہ مٹ جائیگا اور

چھوٹی اولاد جب جوان ہوگی تو اُس کو بھی کوئی شکایت نہ ہوگی غرض باپ کی مآل اندیشی سے کسی قسم کی خرابی کا احتمال نہیں ہوسکتا ورنہ سوتیلی ماں کو ہی موقع مل سکتا ہے اُس کو خود ہی صبر آجائیگا اور وہ سمجھ لیگی کہ کیسے ہی جھگڑے قضئے کیوں نہ ہوں اب جو حقوق کہ پہلے سے اولاد کو مل چکے ہیں اُن کی مالک میں یا میری اولاد نہیں بن سکتی۔ اور اس سے بھی اچھا طریقہ جائداد ہونے کی صورت میں وقف علی الاولاد کا ہے کہ ہمیشہ کیلئے اُس سے ہر قسم کا اطمینان ہوجاتا ہے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ مرد اور عورت کی طبیعتوں میں جو فرق ہے وہ اس حالت کے پیدا ہوجانے پر بھی ظاہر ہوجاتا ہے مرد کو اولاد کے ساتھ زیادہ تر بیوی کے باعث محبت ہوتی ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ محض بیوی کو خوش کرنے کیلئے بعض مرد غیر معمولی طور پر بچوں کے ساتھ محبت ظاہر کرتے رہتے ہیں اور اگر مرد کو بیوی سے محبت کم ہوتی ہے یا بیوی کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی تو اولاد پر سے بھی توجہ اُٹھ جاتی ہے۔ لیکن کبھی اسکے برعکس بھی ہوتا ہے کہ بیوی کو اگر خاوند سے محبت نہیں تو اپنے بچوں سے بھی کم محبت ہوتی ہے۔

والدین کی محبت ہر صورت میں ایک قدرتی بات ہے لیکن اسکا اظہار سب سے پہلے تو خدا کے خوف اور حق شناسی پر منحصر ہوتا ہے اور اُسکے بعد اپنی قوم وطن اور خاندان کی معاشرت کے طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے اور جو باپ مآل اندیش ہوتے ہیں وہاں ایسے جھگڑے نہیں پیدا ہوتے۔ عورتوں کا کیا قصور ہوسکتا ہے جبکہ خود باپ اپنی اولاد کا خیال نکرے۔ اسیطرح اولاد کا بھی قصور نہیں ہوتا کیونکہ شروع سے اُن کی جو پرداز ہوگی ویسے ہی وہ عمل کریں گے۔

عالیہ خاتون

## مدح کرم

عزیز اسکو رکھا جس نے بخشش کا خوان | جہان مین ہوا نامور بیگمان
کرم نام جگ مین کرے مشتہر | حفاظت سے تجھکو کرے بہرہ ور
کرم مایۂ عیش ہے کر تمیز | کرم حاصل زندگی ہے عزیز
کرم جس مین ہے نیک کردار ہے | کہ اسکا سدا گرم بازار ہے
کرم سے دل خلق کو تازہ رکھ | جہان کو کرم سے پر آوازہ رکھ
کرم کر تو ہر وقت اے مہربان | صفات خدا سے کریمی کو جان

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۲ء یکشنبہ لکھنؤ

ساجدۃ الرب

بنت اصغر نظام الدین حسن

## ملکہ وکٹوریہ (آنجہانی) کا بچپن

(خاص دست مبارک سے)

ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی کئی حیثیتون سے دنیا کی تاریخ مین ایک جلیل المرتبت اور ممتاز ترین خاتون گذری ہین اُن کی متعدد ضخیم ضخیم سوانح عمریان لکھی گئی ہین جو اس قابل ہین کہ اُن کا غور سے مطالعہ کیا جائے اور اُن سے کے اعلےٰ اخلاق کریم النفسی، رحم اور ہمدردی وغیرہ سے سبق حاصل کیا جائے۔ ہم ملکہ معظمہ آنجہانی کے بچپن کے حالات ترجمہ کرکے ناظرین ظل السلطان کے استفادہ کے لئے شائع کرتے ہین۔ یہ وہ حالات ہین جنکو ممدوحہ نے اپنے دست مبارک

تحریر فرمائے تھے۔ اِس کے مطالعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بچپن
[تر]بیت کو ممدوحہ کی آئندہ زندگی پر کیا اثر پڑا۔

ملکہ کا اصلی نام الکزنڈرینا وکٹوریہ ہے آپ دوشنبہ کے دن ۔
[۲۴] مئی ۱۸۱۹ء کو کینسنگٹن Kensington کے قصرشاہی مین
ہوئین انکے والد ایڈورڈ ڈیوک آف کینٹ Edward Duke of
Ken[t] اور اسٹریٹ ہارن Strathearn ۔ جارج سوم
[کے] چوتھے بیٹے تھے۔ یہ نہایت نیک دل، صائب الرائے، پرہیزگار، باوقار
[او]ر روشن خیال تھے۔ ملکہ کی ماں ڈچس آف کینٹ تھین۔ یہ ایک محبت کرنیوالی
[خاتو]ن تھین اور حد سے زیادہ حالات مین عملی عقل پر ہمدردی اور جوش غالب آجاتا تھا لیکن
[برطا]نیہ کی قوم پر اُنکا یہ احسان ہے کہ اُنھون نے اپنی نامور بیٹی کو سادگی اور اطاعت
[شعا]ری کی عادات کی تعلیم دی۔ اس امر کی شہادت مین کہ مدبرین زمانہ نے
[اس]طریقہ کو کسقدر صدق دل سے پسند کیا جو ڈچس آف کینٹ نے
[انگ]لستان کے تاج وتخت کی اغلب وارث کی تعلیم مین ذمہ داری کیساتھ
[اختی]ار کیا تھا۔ ہم دارالعوام کی دو تقریرون کے چند جملے پیش کرتے ہین یہ
[تقر]یرین اُس موقع پر ہوئی تھین جب شہزادی کی تعلیم کے شاہی وظیفہ مین
[اض]افہ کا مسئلہ پیش تھا۔

مسٹر رابن سن چانسلر آف دی ایکسچیکر نے جو بعد کو لارڈ ڈیپن کے نام
[س]ے مشہور ہوئے فرمایا:۔

"جو تعلق اس شہزادی کو تخت انگلستان کیساتھ ہے وہ ایسا نہین ہے
کہ اُسکے معاملات کے متعلق قوم کو بحیثیت مجموعی دلچسپی نہ ہو ۔ وہ بذاتِ خود ڈچس آف
کینٹ کے تعارف سے مشرف نہین ہوا ہے لیکن اس کو اس بات کا یقین ہے

کہ ڈچس نے اپنی بیٹی کی تعلیم مین بڑی محنت کی ہے۔ اُس کو پرہیزگاری، خوش اخلاقی کے اصول سکھلائے ہین اور اپنے جلیل القدر مرتبہ کی بابت جسپر وہ غالباً ممتاز ہونیوالی ہے عاجزانہ احساس کی تعلیم دی ہے غالباً یہ معاملہ پارلیمنٹ مین اس سے پیشتر پیش ہونا مناسب ہوتا۔"

مسٹر کنگ نے فرمایا:۔

"کل فریق اِس امداد کے مناسب ہونے پر متفق الرائے ہین اور اگر گورنمنٹ کو اِس معاملہ مین کچھ جواب دینا ہے تو یہ ہے کہ اس کو پارلیمنٹ مین پیش کرنے مین اسقدر تاخیر کیون کیگئی۔ ڈچس کیلیئے اُس کے خاموش اور نیک نہاد طریقہ زندگی کے اعادہ سے زیادہ اور کیا تحسین و آفرین ہوسکتی ہے۔ اُسنے عوام مین نکلنا بند کردیا ہے اور وہ اپنی بچی کی تعلیم مین جس کو دارالعوام کو وارث تخت و تاج بنانا ہے منہمک رہتی ہے۔"

---

میرے ابتدائی بچپن کا تعلق قصر کین سنگٹن سے ہے جہان مجھکو یاد ہے کہ مین ایک زرد رنگ کے قالین پر جو اِس غرض سے بچھایا جاتا تھا رینگا کرتی تھی اور مجھ سے کہتے تھے کہ اگر مین روئی اور مین نے شرارت کی تو چچا سیکس [illegible] سُن لینگے اور مجھے مارین گے اس لیئے مین جب اُن کو دیکھتی تھی تو چیختی تھی۔ مین بشپ صاحبان سے اُن کی چوٹیون اور عباؤن کی وجہ سے بہت ڈرتی تھی۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ بشپ آف سالسبری ڈاکٹر فشر سے میرا یہ خوف کچھ جاتا رہا تھا کیونکہ اُنھون نے جھک کر مجھے ایک مرتبہ اپنا چانسلر کا تمغہ کھیلنے کو دیدیا تھا۔ ایک دوسرے بشپ نے کہا ذرا اپنا خوبصورت جوتا تو دیکھاؤ اور اس طریقہ سے میرا خوف دور کرنا چاہا لیکن

بے سود ہوا۔

کلیرمانٹ مین میرے بدنصیب بچپن کا شاندار زمانہ گذرا ہے۔ یہان
ین اپنے شفیق ماموں کے مکان مین ٹونرسکے موقعون پر ہال مین باجا سنا کرتی
تی اور بزرگوار لوئی (Louis) (شہزادی شارلاٹ کے سابق
فادار مصاحب اور دوست) سے ملا کرتی تھی۔ شہزادی شارلاٹ[1] کی جو
گ اُن سے واقف تھے بہت عزت و محبت کرتے تھے اور ان کو چھوٹی شہزادی
ے ساتھ کمال درجہ فریفتگی تھی اور ہر فرد بشر محل مین اُس کی پرستش کرتا تھا
س بزرگ خاتون سے ہر شخص ملنے کو آیا کرتا تھا اور فی الحقیقت بیچاری چھوٹی
ہزادی کی یہی نگران تھین کیونکہ اُس کی دائیان اور کھلائیان اُسکی کچھ پروا نہین کرتی
نہین اور مرتے دم تک وہ اُسی کے پاس رہین میرے عم بزرگوار ڈیوک
ف یارک نے مجھے ایک گھوڑا عنایت کیا تھا جس پر مین سوار ہوا کرتی تھی
ہ میرے اوپر بہت شفقت کرتے تھے مجھے اُن کی صورت خوب یاد ہے
دلانبا تھا اور بہت نیک تھے لیکن نہایت درجہ کم سخن تھے وہ مجھے نفیس
حفے دیا کرتے تھے۔ آخری مرتبہ مین اُن سے مسٹر گرین ووڈ کے مکان پر ملی
تی جہان کسی زمانہ مین ڈچی کارلس رہتے تھے وہ (ڈیوک آف یارک)
س زمانہ مین بہت علیل تھے اور انھون نے باغ مین میرے لئے پنچ
ور جوڈی کے رسالے رکھ چھوڑے تھے۔ موسم گرما مین اکثر ہم رمسگیٹ کو
جایا کرتے تھے اور مجھے شہر کے قریب ٹاونلی ہاؤس کو اسٹیمر کے ذریعہ سے
جانا اور وہان رہنا خوب یاد ہے۔ والدہ کی طبیعت بہت ناساز
تی اور ماموجنصاحب لیوپولڈ ہمارے ہمراہ تھے ہم ٹنبرج ویلس Tun bridgewells

[1] شاہ جارج چہارم کی بیٹی

کو بھی گئے تھے اور وہان ایک مکان مین رہے تھے جو پلیزنٹ کے نام سے
موسوم تھا اور اب اُس مین ایک ہوٹل ہے۔ یہان نہایت لطف کیساتھ
وقت گذرتا تھا اور اکتوبر یا نومبر مین کین سنگٹن Kensington
کی واپسی ہمیشہ باچشم پُر آب ہوا کرتی تھی۔ مین نے نہایت سادگی کے ساتھ
پرورش پائی ہے تقریباً جوان ہونے تک مجھے کوئی علیحدہ کمرہ نہین ملا
ہمیشہ اپنی والدہ کے کمرہ مین سویا کرتی تھی یہانتک کہ تخت نشین ہوگئی۔
کلیریمانٹ اور حماموں کے مختصر مکانون مین مین اپنا سبق اپنے اتالیق کے
خواب کے کمرے مین پڑھا کرتی تھی۔ مین بچپن مین پڑھنے کی شوقین نہ تھی اور
پانچ برس تک ہر کوشش حروف شناسی کے لیے رائگان گئی۔ اُس کے بعد مین
اس طریقہ سے اُن کو سیکھنے پر رضامند ہوئی کہ وہ میرے سامنے لکھے جائین مجھے
یاد ہے کہ جب شاہ جارج چہارم کارلسٹن ہاؤس مین جلوہ افروز تھے تو مین بھی وہان
بہت بچپن مین ایک دعوت کے موقع پر گئی تھی ڈچس آف کیمبرز اور میرے
دو بہن بھائی جارج اور آگستا بھی وہان تھے۔ میری خالہ ملکہ ورٹم برگ بھی
غالباً ۱۸۲۶ء مین وہان تشریف لائی تھین اور مجھے خوب یاد ہے کہ مین نے
اُن کو شام کی پوشاک پہنے ہوئے شاہی چوکڑی مین باغ کی سیر کرتے ہوئے
دیکھا تھا اُن کی بہن میری دوسری خالہ شہزادی آگستا اُن کے سامنے بیٹھی
تھین شام کی پوشاک زیب تن تھی اور قصر کین سنگٹن مین ڈیوک آف سیکس
کے ساتھ اُنھون نے خاصہ نوش فرمایا تھا۔ اُنھون نے جرمنی روش اختیار کی
تھی اور ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتی تھین۔ اُنکا انگلستان مین مدتون سے آنا نہین
ہوا تھا۔ وہ نہایت نیک اور خوش مزاج تھین لیکن بڑے تن و توش کی
خاتون تھین۔ اُنھون نے سنیٹ جیمس مین قیام کیا تھا متعدد جرمنی اُن کے

سائھ تھے۔ غالباً ۱۸۲۶ء میں شاہ جارج چہارم نے پہلی مرتبہ میری والدہ
میری ہمشیرا اور مجھ سے قصر ونڈسر آنے کی فرمائش کی۔ جب میرے والد کا
انتقال ہوا تو ان میں آپس میں کچھ سنج تھا اور انھوں نے یتیم لڑکی اور بیکس
بیوہ کی کچھ خبر گیری نہ کی جو اس سانحہ کے وقت ایسی تنگدست تھیں کہ اگر
میرے ماموں شہزادہ لیوپولڈ دستگیری نہ کرتے تو قصر کین سنگٹن تک
واپسی محال تھی۔ ہم کمبر لینڈ لاج میں مقیم ہوئے اور بادشاہ کا قیام رائل لاج
میں تھا جب رائل لاج میں پہنچے تو بادشاہ نے یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑ لیا کہ اپنا
چھوٹا سا ہاتھ مجھے دو۔ وہ بہت لحیم شحیم تھے لیکن عجب دبدبہ اُن کی صورت
سے اور کشش اُنکی حرکات سکنات سے عیاں تھی۔ اُس زمانہ کے رواج کے
مطابق وہ ایک چوٹی لگائے ہوئے تھے بادشاہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک چیز
پہننے کے لئے دونگا اور وہ ممدوح کی تصویر تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے
تھے اور شہزادیاں بہ اعتبار اپنے رتبہ کے بائیں جانب نیلے فیتے سے لٹکتی ہیں
میں اس کو لیکر بیحد مسرور ہوئی اور لیڈی کننگھم نے میرے سینہ پر اُس کو
آویزاں کر دیا۔ ان کے شوہر مارکوئس آف کننگھم مرحوم لارڈ چیمبرلین تھے
اور ہمیشہ وہیں رہتے تھے اور موجودہ لارڈ کننگھم لارڈ چارلس بہ حیثیت
وائس چیمبرلین تھے۔

بجز کننگھم کے خاندان کے اہالیان خاندان شاہی یا مہمانوں میں سے
رائل لاج میں کسی کا قیام نہیں رہتا تھا باقی سب لوگ کمبرلینڈ لاج میں قیام
کرتے تھے۔ لیڈی میریا کننگھم سے[1] (جو اس زمانہ میں نوجوان تھیں) اور لارڈ گریونر سے[2]

---

[1] لارڈ کننگھم کی بیٹی اور لارڈ ایجلنی کی پہلی زوجہ جنکا اب انتقال ہوگیا۔
[2] لارڈ ایجلنی کے بہنوئی جنہوں نے اپنی بیوی کی بدچلنی کی وجہ سے خودکشی کرلی

سے کہا گیا کہ مجھکو سواری مین ہوا خوری کے لئے اپنے ہمراہ لیجاوین - مین ان کے اور اپنی اتالیقہ بیرونس لیہزن Lehzen کے ہمراہ چوکڑی مین گئی جس کے گھوڑے مثل میرے گھوڑون کے کمیت رنگ کے تھے - ہمے پارک مین ہو کر اسٹنیڈیپٹ گیٹ کو لے گئے تھے جہان بادشاہ سلامت کا جانور خانہ تھا اور اُس مین عجیب عجیب قسم کے جانور تھے غالباً دوسرے روز ہم ورجنیا واٹر کو گئے - راستہ مین بادشاہ سلامت اپنی سواری مین ڈچس آف کلاوسٹر کے ہمراہ مل گئے اور فرمایا "بچی کو یہان بٹھادو" مجھکو اٹھا کر بادشاہ سلامت اور ڈچس کلاوسٹر کے درمیان مین بٹھادیا - ڈچز نے مجھکو پیٹھ مین ہاتھ ڈالکر پکڑلیا - امان کو بہت خوف معلوم ہوا - مین بہت خوش ہوئی اور مجھکو خوب یاد ہے کہ مین ارغوانی رنگ کی پوشاکون کو نہایت تعظیم کیساتھ دیکھتی تھی کیونکہ شاہی خاندان کی سبز اور قرمزی رنگ کی وردیان ہوتی تھین اور بادشاہ کی ارغوانی رنگ کی ) ہم ورجنیا واٹر Virginia Water کے نہایت پرفضا حصہ سے گذر کر فشنگ ٹمپل Fishing Temple پر ٹھیرے یہان ایک بڑی کشتی موجود تھی - ہر شخص اُس مین اُتر کر مچھلی کا شکار کھیلنے لگا اور بینڈ باجہ ایک دوسری کشتی مین بجنے لگا معززین کا ایک خاصہ مجمع وہان موجود تھا آخری ڈیوک آف ڈارسٹ Duke of Dorset بھی تھے - اس زمانہ مین یہ داروغہ اصطبل تھے بادشاہ سلامت میری تیلی بہن کی طرف زیادہ متوجہ تھے جس سے لوگون کا خیال ہوا کہ شاید وہ اُسکے ساتھ شادی کرلین - ان کی عمر اُس وقت ۱۸ سال کی تھی اس کی صورت اُس وقت بڑی پیاری تھی اور اُس کی ادائین نہایت دل کش تھین جن پر کہ بادشاہ سلامت خاص طور پر فریفتہ تھے - بعد اس کے مین بیرونس لیہزن

رلیڈی میریاسی کے ہمراہ پیج Page و ہائٹنگ کے مکان
وگئی۔ کسی زمانہ مین وہائٹنگ میرے والدصاحب کا ملازم تھا جہان اب
شر والش رہتے ہین وہین ایک چھوٹے سے مکان مین وہ رہتا تھا اور وہین
تین گذرین اُس نے انتقال کیا۔ یہان مجھکو پہل ملے اور مین نے وہائٹنگ
ی ایک چھوٹی سی لڑکی کے منہ مین ہنسی سے بہت سے شفتالو ٹھونس دیے
ز کے بعد مین قہقہہ خانہ مین بینڈ باجا سننے کو آئی یہ عمارت اب تک موجود
ہے۔ یہ رنگ برنگ کی روشنی سے چراغان کی گئی۔ بادشاہ سلامت اور
یگر ممبران خاندان شاہی بڑے کمرے سے ایک گوشہ مین تشریف فرماتے
الباً دوسرے ہی سال کے موسم گرما مین مین پھر وہان گئی بکثرت خیمہ جات
ہان نصب کیے گئے تھے جن مین مثل مکانون کے کمرے تھے یہ وہی خیمے
تھے جو ۱۸۵۳ء مین بمقام چوبھام (Chobham) استعمال کیے گئے
تھے اور بعض اکہرے ان مین سے ۱۸۶۸-۶۹ء مین قصر بکنگھم مین استعمال ہوے
تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اِس موقع پر موسلا دہار پانی برسا۔ بادشاہ اور
ل ہمراہیان نے وہین ڈنر نوش فرمایا۔ روسی سفیر شاہزادہ لیون مع
اپنی بیگم صاحبہ کے شریک ڈنر تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مین بمقام فراگمور
اپنی پھوپی اگسٹا سے ملنے گئی تھی جہان وہ موسم سرما مین ہمیشہ رہا کرتی تھین۔
ہم نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ناشتہ ساڑھے آٹھ بجے ہوتا تھا
لنچ ڈیڑھ بجے اور ڈنر سات بجے۔ جب کوئی بڑا ڈنر باقاعدہ نہین ہوتا
تھا تو مین بھی شریک ہوا کرتی تھی اور ایک چاندی کی طشتری مین دودھ
روٹی کھایا کرتی تھی۔ آخری خانہ مین چار بڑے تکلفات مین خیال کرکے
دیجاتی تھی۔

غالباً سنہ ۱۸۲۶ء کی گرمیون مین میری نانی صاحبہ ڈچس سکس کوبرگ سالفیلڈ
کلیرمنٹ تشریف لائین والدہ اور ہمشیرہ کچھ فاصلہ تک اُن کے استقبال
کے لئے گئین اور ماموں لیوپولڈ اُن کو ڈوور Dover تک لینے
گئے۔ اس وقت جو بیچینی اور انتظار مجھکو تھا وہ مجھکو خوب یاد ہے جب
وہ گاڑی سے اُترین تو مین اُن سے ملنے کے لئے زینہ سے نیچے اتری اور
اپنی چھوٹی نواسی کو دیکھکر (جس کو وہ اپنے خطوط مین مٹی کے پھول سے
یاد کیا کرتی تھین) اُنھون نے فرمایا بڑی اچھی بچی ہے۔ وہ بڑی عقلمند
بی بی تھین اور اُنکی اولاد خصوصاً بیٹے اُن کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اُنکی
کمر جھک گئی تھی اور چھڑی کے سہارے سے چلتی تھین اور اکثر اپنے ہاتھ
چلنے مین اپنی پشت پر رکھ لیتی تھین۔ وہ دور تک کھلی ہوئی گاڑی مین ہوا
کھانے جایا کرتی تھین اور اکثر مجھے ساتھ لیجایا کرتی تھین جو مثل میری عمر کے
بچون کے مجھے افسوس کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مجھے پسند نہین تھا مجھے
اِدھر اُدھر بھاگنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔ وہ بچون پر بہت مہربانی کرتی تھین
لیکن شریر بچون کو پسند نہین کرتی تھین۔ مین کبھی نہ بھولون گی جب ایک مرتبہ
مین روتی تھی اور سبق نہین پڑھتی تھی تو اُنھون نے تیسرے کمرے سے جہان وہ
اماں کے پاس تھین آکر مجھے سختی سے ڈانٹا جسکا بہت اچھا اثر ہوا۔ وہ سہپہر کو
ہمیشہ سویرے سے کھانا کھالیا کرتی تھین اور ماموں لیوپولڈ اکثر ہمسایون اور
دوسرے لوگون کو اُن سے ملنے کیلئے مدعو کیا کرتے تھے۔ میرے بھائی لیننگن
انکے ہمراہ آئے تھے اور اُس وقت ایک لیڈی کاونٹس کلیبلسبرگ
Countess Klebelsberg کے ساتھ کورٹشپ
کر رہے تھے جن سے اُنھون نے اپنی ماں اور دادی کی مرضی کے خلاف

شادی کرلی - اگرچہ بعد کو یہ ناخوشی دور ہوگئی اور صلح ہوگئی -
نومبر یا شاید آخر اکتوبر میں وہ میری ہمشیر کو لیکر کوبرگ کو واپس
گئین - مجھکو اُس وقت پچش کی بیماری تھی جو اندیشہ ناک ہوگئی تھی بعض
الیشتر مین اکثر بچے اس مرض سے ضائع ہو چکے تھے - میرے ڈاکٹر کے بھی
ہوش و حواس اپنے بچے کے ضائع ہونے سے گم تھے اور تقریباً کل ڈاکٹر
لندن سے باہر چلے گئے تھے - اس موقع پر مسٹر بلیگڈن نے آکر بڑی ستعدی
کا اظہار کیا - مین تندرست ہوگئی - مجھے خوب یاد ہے کہ جب مجھے کچھ دیر
کے لیے جسم سے فلالین کی پٹی باندھنی پڑی تھی تو مین بڑی غصہ ہوئی اور
خوب چیخی چلائی - پانچوین سال تک ہر فرد بشر میری ناز برداری کرتا تھا اور
مین سب سے مقابلہ پر تیار ہو جاتی تھی - بزرگ بیرونس ڈی اسپاتھ میری والدہ
کی غمگسار، میری انا مسز براک اور مسز لوئی سب بیچاری اس یتیم بچی کی
پرستش کرتے تھے جسکا مستقبل اب تک نہایت تاریک تھا - میرے چچا
ڈیوک آف کلیرنس کا بچہ اس وقت بقید حیات تھا اور ڈچس آف کلیرنس
کے بعد کو دو ایک بچے اور ہوئے - پانچ سال کی عمر مین مسز لیزن میری اتالیق
بنائی گئین وہ اگرچہ بڑی محبت کرتی تھین مگر اپنے ارادہ کی بڑی پابند تھین اور مین
اُن کی بڑی تعظیم کرتی تھی - مین قدرتاً نہایت تندمزاج تھی لیکن بعد کو ہمیشہ نہایت نادم
ہوتی تھی - مجھکو ابتدا ہی مین ایسی تعلیم دی گئی تھی کہ اگر مین اپنی خادمہ سے کچھ شرارت
کرتی یا گستاخی کرتی تو اُس سے معافی مانگتی - یہ عادت مینے ہمیشہ قایم رکھی اور
میرے نزدیک ہر شخص کو اپنا قصور نرمی کیساتھ تسلیم کرنا چاہیے خواہ جسکا قصور کیا
ہو وہ کیسا ہی ادنےٰ درجہ کا کیون نہو - اگر اپنے سے کم درجہ والے کی اپنے کسی قول
یا فعل سے گستاخی کی گئی یا اُسے تکلیف دی ہو تو خصوصیت کیساتھ معافی مانگنا چاہیے

لوگ بہت جلد اپنی توہین یا ایذا کو فراموش کر دینگے۔ جب اپنا قصور تسلیم کرلیا جائے گا اور اپنی حرکت پر اظہار تاسف کیا جائیگا۔

۱۸۴۰ء مین ڈچس آف کینٹ نے اس بات کا اطمینان کرنا چاہا کہ شاہزادی کی تعلیم کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا نہین اور آیا اخلاقی اور عقلی ترقی اُس سے کافی ہوتی ہے یا نہین۔ اس غرض کے لیے ڈچس نے جو کارروائی کی اس کا دلچسپ تذکرہ اُس یادداشت مین درج ہے جو نہایت احتیاط سے دفتر مین محفوظ ہے۔ ڈچس نے یہ معاملہ اُن اصحاب کے سپرد کیا جنکو وہ بہ لحاظ اپنے تقدس، علم وفضل اور ذی مرتبت ہونے کے ایسے اہم معاملہ مین نیک مشورہ دینے کا اہل سمجھتی تھین۔ اُنھون نے لندن اور لنکن کے بشپون سے اس خاص طریقہ کا مذکور کیا جو شہزادی کی تعلیم مین برتا گیا تھا اور اُن سے درخواست کی کہ خود امتحان لیکر نتیجہ کو دیکھین حسب ذیل انتخاب سے جو ڈچس کی تحریر موسومہ لشپ صاحبان سے کیا گیا ہے ظاہر ہوگا کہ ہر رائل ہائنس کے اپیل کا کیا مقصد تھا۔

شاہزادی کی عمر مئی کے مہینے مین ۱۱ سال کی ہوگی۔ اس کے محترم والد بزرگوار کی وفات اسکے آٹھ مہینے کی عمر مین واقع ہوئی اس کی نگرانی اور تربیت کا سارا بار مجھ پر پڑ گیا۔ چونکہ مین اُس وقت اس ملک مین اجنبی تھی مجھے یہ فکر ہوئی اور مینے اس بات کی اشد ضرورت سمجھی کہ اُس کی بالکل اپنے وطن مالوف کے طریقہ پر پرورش کیجاے۔ اسکے عادات و اطوار اپنے ملک کے ہون اور اسلیئے مینے اپنا یہ فرض سمجھا کہ مین اُن تمام احساسات کو برطرف کرون جو میرے ملک کے ہون جب شاہزادی کی عمر پانچوین سال مین پہنچی تو مینے اسکی تعلیم کی ابتدا کرنا مناسب خیال کیا اور وہ تعلیم بھی ایسی تعلیم ہو جو بالاوراس قلیم کی سلطنت کے حسب حال ہو یا

خاندان شاہی کے مطابق ہوتا وقتیکہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کا اظہار نہو کہ اسکی تقدیر مین کیا لکھا ہے منسلکہ کاغذات کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوگا کہ کیا طریقہ اختیار کیا گیا اور کس قدر ترقی کیگئی وغیرہ۔

مین تقریباً ہرسبق کے وقت موجود رہتی ہون اور چونکہ شہزادی کی اتالیق ایک نہایت ذی استعداد خاتون ہے وہ اس کو مختلف اسباق کی یاد کرنے مین بڑی امداد دیتی ہے۔ چونکہ مینے خود بطور ایک اتالیق کے یہ خدمت انجام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مجھ کو قدرتاً یہ امید کرنی چاہئے کہ مین نے ہر قسم کے نقصانات برداشت کر کے یہ نہایت مفید اصول اختیار کیا ہے موجودہ وقت مین کوئی امر زیادہ اہم اور ملک کا کوئی معاملہ زیادہ غور طلب بمقابلہ اُس کے آئندہ فرمانروا کی تعلیم و تربیت کے نہین ہے۔

میرے نزدیک اب وہ وقت آگیا ہے کہ جو طریقہ اب تک برتا گیا ہے اُسکی جانچ کی جائے اور اگر تجویز وطریقہ کے انتخاب مین کچھ غلطی ہوئی ہے تو اُسکی تصحیح کی جائے اور جو طریقہ آئندہ اختیار کیا جائے اُسمین حسب ضرورت ترمیم ممکن ہو۔ مین نے جو کچھ کیا ہے اُس پر مجھکو بہت زیادہ بھروسہ نہین ہے بلکہ بحیثیت ایک عورت اور ایک غیر ملکی ہونے کے (صرف بلحاظ پیدائش کے کیونکہ بلحاظ اُن فرائض کے جو مین انجام دیتی ہون اور بلحاظ اُس امداد کے جو مجھکو عطا ہوتی ہے۔ مین اسی ملک کو اپنا ملک خیال کرتی ہون) مجھکو خلقاً اُن حضرات سے جو اس کے اہل ہین نیک صلاح کی خواہش کرنا چاہئے اسی غرض سے مین آپ حضرات سے مخاطب ہون۔ مین آپ سے یہ درخواست کرتی ہون کہ آپ میرے کل بیان پر اور نیز کل کاغذات منسلکہ پر غور کر کے شہزادی کا امتحان کرین اور مجھکو حسب ذیل امور سے مطلع کرین۔

۱۔ آیا جو طریقہ اب تک اُنکی تعلیم مین اختیار کیا گیا ہے وہ بہترین ہے اور اگر نہین ہے تو کیا نقص ہے۔

۲۔ آیا پرنسس نے جو ترقی اُن کو کرنی چاہیے تھی کی ہے یا نہین۔

۳۔ اور آیا جو طریقہ کہ مین اب اختیار کرنا چاہتی ہون اُس کی سفارش آپ کرتے ہین یا نہین۔ اور اگر نہین کرتے تو کیا ترمیم ہونی چاہیے اور مسٹر ڈیویز (Mr. Davys) آپ سے پرنسس کی مذہبی تعلیم کی کیفیت بیان کرین گے جسکی مینے اُنکو اطلاع کر دی ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کے طریقہ پر جو قانوناً قایم کیا گیا ہے پرنسس کی تعلیم ہونی چاہیے۔

جب شہزادی مناسب عمر پر پہنچی تب سے اُس نے میرے ساتھ بلاناغہ نماز مین شرکت کی اور مجھکو کامل بھروسہ ہے کہ وہ دل سے مذہب پر عقیدت رکھتی ہے اور مذہب کا اُسکے اخلاق پر اتنا گہرا اثر ہے کہ اپنی بساط سے زیادہ اپنے محسوسات کو مذہب کے تابع رکھنے مین کامیاب ہوتی ہے۔ اُسکی عام خصوصیت یہ ہے کہ وہ نہایت قوی الذہن ہے۔ بہ سہولت واقعات کو سُنتی ہے اور جس معاملہ پر رائے طلب کیجائے اُسکے متعلق نہایت صائب اور صحیح فیصلہ کرنے مین خاص ملکہ رکھتی ہے۔ صداقت مین وہ اسقدر مستقل مزاج ہے کہ مجھکو کسی نوع سے اسکے جنبش کرنیکا اندیشہ نہین ہے۔ مین اپنی تحریر کو اس فقرہ سے ختم کرتی ہون کہ ہنوز پرنسس کو اس امر کی اطلاع نہین ہے کہ اُسکو ایک جلیل القدر مرتبہ پر جمتا زہونا ہے۔ وہ سلطنت کے فرائض اور ذمہ داری سے آگاہ ہے اور نیز یہ کہ ایک فرمانروا کی زندگی افراد ملک کیلئے ہوتی ہے جب اُسکے معصوم دماغ مین اُسکی آئندہ قسمت کے فیصلہ کی خبر پہنچیگی تو وہ اُس اہم بار سلطنت اُٹھانے کیلئے تیار رہے گی جسکی اُس سے امید کی جاتی ہے اور یہ بھی امید باندہی جاتی ہے

کہ وہ اپنے اصولون مین اسقدر پختہ ہین کہ مرتبہ شاہی کی شوخی انکی نظر کو خیرہ نہین کرتی۔

بشپون نے امتحان لیا جسکا نتیجہ نہایت قابل اطمینان ہوا۔ اُن کی رپورٹ حسب ذیل ہے

" امتحان کے نتیجہ کو دیکھتے ہوئے ہماری یہ رائے ہے کہ تعلیم کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے نہایت مناسب ہے۔ مختلف سوالون کا جواب دینے مین پرنس نے انجیل کے نہایت اہم تاریخی حالات اور مذہب عیسوی کی نصائح اور حقائق کا جنکی تعلیم کلیسائے انگریزی مین دیجاتی ہے صحیح علم ظاہر کیا اور نیز انگریزی تاریخ کے خاص خاص واقعات اور انکے سنین سے ایسی واقفیت کا اظہار کیا کہ اِس عمر مین ہونا تعجب انگیز ہے۔ جغرافیہ کے سوالات، کرہ کے استعمال، حساب. لاطینی قواعد کے سوالات کے جوابات ایسے ہی قابل اطمینان تھے بحیثیت مجموعی ہمکو اس رائے کے اظہار مین قطعی تامل نہین ہے کہ پرنس کی آئندہ کچھ روز تک اسی طریقہ سے اور موجودہ اساتذہ کی ماتحتی مین تعلیم کو جاری رکھا جائے۔ نہ ہم یہ اندازہ کرتے ہین کہ موجودہ طریقہ مین کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت ہوگی بجز اس کے جو ہر ہائینس کے فاضل اتالیق بلحاظ ان کی دماغ کی قوت اور ذہن کی تیزی کے رفتہ رفتہ عمل مین لاوین "

ڈچس آف کینٹ (ملکہ معظمہ کی والدہ) نے اس کاغذ کو آرچ بشپ آف کینٹربری کی خدمت مین بھیجدیا۔ انکی یادداشت محفوظ ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ۔

" مین نے رپورٹ پر غور کیا اور خود بھی پرنس کا امتحان لیا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ اپنی رائے کو ظاہر کرون۔ ہر ہائینس کی تعلیم کی جو روش اختیار کیگئی ہے اور جسکا ذکر ان کاغذات مین ہے جو میرے پاس ہر ہائینس کے حکم کے مطابق ارسال کئے گئے ہین نہایت دانشمندانہ ہے اور پرنس کے جلیل الشان مرتبہ کے لحاظ سے خاص طور سے مناسب ہے اور میری موجودگی مین پرنس نے جیسے صحیح اور معقول جوابات سوالون کے دیئے اس سے مجھے کامل اعتماد ہے کہ پرنس کی

تعلیم ذہن کے نمو، عقل کی ترقی اور مذہبی و اخلاقی اصول پر اسقدر احتیاط اور کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہے کہ موجودہ طریقہ مین کوئی تبدیلی کرنا مناسب نہین ہے"

(باقی آئندہ)

انیس احمد مارہروی

# مختلف ملکون مین رسوم شادی

نمبر ۳

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ فروری ۱۹۱۰ء

---

**ایشیائے کوچک فلسطین اور شام**

مسلمانون مین بچہ پیدا ہونیکی تمنا نہایت اشتیاق کیساتھ کیجاتی ہے جب وضع حمل کا زمانہ قریب آجاتا ہے تو شوہر گھر سے باہر چلا جاتا ہے اور اپنے کسی دوست کے مکان پر ٹھہرایا جاتا ہے کہ وہ اس خوشخبری کی اطلاع دے۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ دوست فوراً ہی دوڑتا کودتا اور بہ آواز بلند "بشارت بشارت" پکارتا ہوا جاتا ہے جسوقت کہ بچے کے باپ کے کان مین یہ نوید جانفزا پڑتی ہے وہ فوراً خوش خوش اپنے دوست کے ہمراہ بچے کا نام تجویز کرنے کے لیے چلا آتا ہے فوراً ہی بچے کے جسم پر نمک اور تیل کی مالش کی جاتی ہے اور اسکا سارا بدن کپڑے کی پٹیون سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ساتوین روز پٹیان دور کیجاتی ہین جسم پر نمک اور تیل کی مالش کیجاتی ہے اور غسل دیا جاتا ہے اور پھر کپڑے کی نئی پٹیون مین اس کو لپیٹ دیتے ہین۔ یہ عمل ۴۰ دن تک ہوتا رہتا ہے اور اسکے بعد اس کو پھر مروجہ لباس پہنانا شروع کرتے ہین بچہ کا باپ اپنے احباب کو دعوت دیتا ہے اور یہ توقع

کیجاتی ہے کہ کل احباب اِس دعوت مین ضرور شریک ہون گے۔ اپنی حیثیت اور ہمت کے بموجب ہر ایک شخص بچہ کے نام سے کچھ رقم دیتا ہے جسکو باپ اپنے خرچ مین لاتا ہے اور بعض مقامات پر بجائے نقد روپیہ کے زندہ جانور دیئے جاتے ہین۔

لڑکی پیدا ہونا بشارت تصور نہین کیجاتی۔ خبر رسان آزردہ خاطر ہوکر آہستہ آہستہ خبر دینے جاتا ہے اور لڑکی کا باپ اُسکی رفتار سے ہی جان لیتا ہے کہ گھر سے کوئی اچھی خبر نہین آئی مسموم باپ سے نہایت آہستگی کے ساتھ یہ خبر بیان کردیجاتی ہے اور اُسکو یہ تسلی دیجاتی ہے کہ خدا آپکی زوجہ کو سلامت رکھے انشاء اللہ پھر لڑکا ہوگا باپ اسکے جواب مین لڑکی کیلئے کچھ تحفہ اِس خبر رسان کو دیتا ہے اگر قاصد اسکو قبول کرلیتا ہے تو قربانی کیجاتی ہے اور اگر انکار کردیتا ہے تو اُسکا شکریہ ادا کرکے کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہونے لگتی ہے۔

اگر کسی کے یہان پہلی مرتبہ بیٹا ہوتا ہے تو اُس کا درجہ نہایت ممتاز ہوجاتا ہے اور اب صرف اسی کا نام نہین لیا جاتا بلکہ اُسکے لڑکے کا نام بھی ضم کرلیا جاتا ہے مثلاً ایسے شخص کے بیٹا ہوا اور اُسنے عبد اللہ نام رکھا تو باپ کا نام ابو عبد اللہ ہوگیا۔

بچہ پیدا ہونے پر والدین کے اعزا حسب مقدرت تحائف پیش کرتے ہین بھیڑ بکری اعلیٰ قسم کا تحفہ تصور کیا جاتا ہے جو لوگ غریب ہین اور کوئی قیمتی شے پیش نہین کرسکتے وہ کسی قسم کی اشیاء خوردنی ہی بھیجدیتے ہین۔

اگر لڑکا ہوا ہے تو خدا کا شکر ادا کرنے کیلئے لڑکے کا باپ مینڈھے یا بکرے کی قربانی کرتا ہے۔

عورتون کو بچے ہونیکی بڑی تمنا ہوتی ہے کیونکہ بانجھ ہونیکی طعن و تشنیع کو سُننا سخت شاق گذرتا ہے اور اپنی تمنا بر آنے کیلئے بہت سی تدابیر کرتی ہین جو اُنکے نزدیک بچہ پیدا ہونے مین معین و معاون ثابت ہوتی ہین۔ وہ درگاہون کو جاتی ہین اور مسن خواتین سے مشورے کرتی ہین۔ یہان پر حضرت داؤد علیہ السلام کی درگاہ نہایت

واجب الا حترام ہے اور ہر سال بکثرت مسلمان اس کی زیارت کو آیا کرتے ہین ہر ایک عورت
کا یہ عقیدہ ہے کہ جو عورت بچہ کی خواہان ہوگی حضرت داؤد علیہ السلام اُسکے حق مین خداوند کر
سے دعا کرینگے یہ عورتین حضرت داؤد علیہ السلام کے وسیلہ سے خداوند کریم سے اولاد کی دعا مانگ
ہین اور منت کا کپڑا درگاہ مین باندہتی ہین جب منت پوری ہو جاتی ہے تو وہ کسی مقدس مسلمان
ہاتھ سے مینڈہے کی قربانی کراتی ہین اور قربانی کا گوشت محتاجون کو تقسیم کر دیتی ہین۔

**ایران** | تمام ایرانی خواتین کو بچہ ہونے کی دلی تمنا ہوتی ہے اور مشہد مین اس مقصد
کے حصول کیلئے صفر کے مہینے مین آخری چہار شنبہ کو بچہ کی آرزومند عورت ۔ اخروٹ ۔ بادا
سبزی بادام اپنے قد کے برابر ڈھیر جمع کرتی ہے اور ایک سن عورت کو ساتھ لیکر شہر سنگ فش
پر جاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے۔ مشہد اور ہمدان مین یہ رسم جاری ہے لیکن دیگر شہر
مین تو مقتول کی قبر پر جاتے ہین اور وہان پر دعا مانگنا بھی ایسا ہی مؤثر مانا جاتا ہے جیسا
مشہد اور ہمدان مین ہوتا ہے۔ طہران مین نیا سال شروع ہونے سے پیشتر آخر چہار شنبہ
گوہر تفنگ پر جاتے ہین جب کوئی عورت منت ماننے جاتی ہے تو اثناء راہ مین قبرستان
سے گذرنے اور مردہ خانہ مین جانے کی اُسکو اجازت نہین دیجاتی کیونکہ یہ مقامات
اجنہ کے مسکن خیال کئے جاتے ہین اگر کوئی عورت کسی ایسی نفیس چیز کو دیکھ لیتی ہے جو اُس کی
دسترس سے باہر ہو تو اُسکے بچہ کا رنگ سبز ہو جائیگا لیکن اگر وہ پانی مین گر جائیگی تو ا
آہو چشم بچہ ہوگا۔ چاندگرہن کے وقت حاملہ کو اُسکی طرف دیکھنا اور اپنے جسم کو ہاتھ نہ لگانا
ورنہ اُسکے بچہ کے جسم پر ایک سیاہ داغ نمودار ہو جائیگا۔ وضع حمل مین آسانی ہونے کیلئے مٹی
چند ڈھیلے بنائے جاتے ہین اور قرآن پاک کے ابتدائی سیپارے اُن پر دم کئے جاتے ہین ا
پھر وہ ڈھیلے کسی کوئین مین ڈالدیئے جاتے ہین۔ اس موقع پر حاملہ کو یہ نصیحت کیجاتی ہے کہ وہ ا
جہیز کا ایک جز خیرات کردے اور نہایت خلوص کیساتھ دعا مانگی جاتی ہے کہ خدا کرے لڑکی نہو
لڑکا پیدا ہو۔ لڑکا پیدا ہونے پر لڑکا تمام خوب مضبوط باندہ دیا جاتا ہے آنکھوں مین سرمہ لگایا

اور سینہ ہے بازو پر سیاہ کپڑا باندھا جاتا ہے تاکہ اسکو نظر نہ لگنے پائے۔ اور اسی غرض کو مدنظر رکھکر دایہ بچہ کو تین مرتبہ چوشتی اور ملتی ہے رشتہ دار اور احباب حلقہ بناکر بیٹھے ہیں اور بچہ کو ۳ مرتبہ ایک کاغذ پر رکھتے ہیں جسپر یٰسین شریف لکھی ہوئی ہوتی ہے اور اسکو یٰسین شریف کا دور کہتے ہیں۔ دو سال تک ایرانی مائیں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہیں اور دانت نکلنے کو نہایت غور اور توجہ سے دیکھتی رہتی ہیں اگر پہلا دانت اوپر کے مسوڑہ میں نمایاں ہوتا ہے تو اسکو نہایت منحوس خیال کرتی ہیں اور اسکا یہ اثر مانا جاتا ہے کہ اس بچہ کے والدین سخت مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا ہونگے یا زندہ نہیں رہینگے اور اس نحوست کو دور کرنے کیلئے بچہ کو چھت پر سے نیچے پھینکدیتے ہیں اور چار آدمی گرتے ہوئے بچہ کو ایک کمبل میں اٹھالیتے ہیں۔ اور ہر ایک مہمان کچھ اس میں ڈالدیتا ہے۔

**جاوا** کسی عورت کے حاملہ ہونیکی اطلاع جب اسکے عزیز و اقارب کو دیجاتی ہے تو غربا میں رنگے ہوئے چاول خوشبودار تیل اور موم بتیاں تحفتاً بھیجی جاتی ہیں۔ اور امرا میں علاوہ ان چیزوں کے بیش قیمت کپڑے نقرئی اور طلائی زیور تانبے کے برتن اور اور طلائی سوئیاں دیجاتی ہیں۔

حمل کے ساتویں مہینہ تمام احباب اور رشتہ داروں کی دعوت کیجاتی ہے اور زرد رنگ کے طباقوں میں چاول کھلائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ چونکہ زرد رنگ کو خوش نصیبی کی علامت تصور کرتے ہیں اسلئے ہر ایک خوشی کے موقعہ پر اسکا ضرور لحاظ رکھتے ہیں۔ اسکے بعد ناریل کے دودھ سے حاملہ کو نہلاتے ہیں اور اس ناریل کے خول پر لڑکا اور لڑکی کی تصاویر نہایت احتیاط کیساتھ بنادی جاتی ہیں تاکہ بچہ خوبصورت پیدا ہو۔

شوہر اپنے ہاتھ سے اس ناریل کو توڑتا ہے اس رسم کے بعد حاملہ کو پانی کا غسل دیا جاتا ہے اور اس پانی میں نہایت تیز خوشبو کے پھول ڈالدیے جاتے ہیں۔ پھر حاملہ نئے کپڑے پہنتی ہے اور اپنے ہاتھ سے دایہ کو چاول ناریل اور پانچ بتی ہر شام کو دیا نگ یعنی ماکیا کا کھیل کھیلا جاتا ہے

اگر لڑکا پیدا ہوتا ہے تو بانس کا قلم کاغذ مین لپیٹ کر جس مین جاوی زبان کی الف بے۔تے لکھی ہوئی ہوتی ہے ایک گھوڑے مین رکھدیتے ہین اور اُسکو زمین مین دفن کردیتے ہین۔پہلی رات کو لوگ بچے کی نگہبانی کرتے ہین اور تمام شب باآواز بلند لوریان قصے کہتے رہتے ہین جب لڑکا نو مہینے کا ہوجاتا ہے تو اُسکی خوشی مین سایہ کا کھیل کھیلتے ہین یوم پیدائش سے چندہی روز بعد بچہ کا نام تجویز کردیا جاتا ہے پہلوٹے لڑکے کا نام اُسکے والدین اکثر اپنے نام سے بدل لیتے ہین۔

**چین** حمل کے چوتھے یا پچھٹے مہینے حاملہ کی ساس اُسکے یہان آتی ہے اور اپنے ساتھ کوئی تحفہ لاتی ہی جسکے بدلے مین بہو تبا کو اور چند اور چیزین اُسکے نذر کرتی ہی اسیطرح تمام رشتہ دار حاملہ کیلئے تحفے لاتے ہین حاملہ کو بلاؤن سے محفوظ رکھنے کیلئے ہزارون تدابیر عمل مین لائی جاتی ہین جب وہ اندر جا کر لیٹتی ہی تو اول غسل کرتی ہی پھر خوشبوئین روشن کیجاتی ہین اور اُسکے پاس ہر وقت ۴۴ دن تک آگ جلتی رہتی ہے۔

بچہ کے ہنڈولے مین تعویذ باندہے جاتے ہین تاکہ وہ ٹونا ٹوٹکا یا کسی نظر بد سے محفوظ رہے

پیدائش سے ساتوین روز موہنڈن کی رسم ادا ہوتی ہے اور سارے رشتہ دارون اور دوستون کو دعوتین دیجاتی ہین مسلمانون مین عقیقہ کیا جاتا ہی جس مین قربانی ہوتی ہے اور بچہ کا نام رکھا جاتا ہے۔

**مصر** لڑکا پیدا ہونے پر ناچنے والے بلائے جاتے ہین عموماً یہ معمولی طوائفین ہوتی ہین جنکو غازیات کہتے ہین لیکن شہرون مین ناچنے والے لڑکے بلائے جاتے ہین جو لڑکا پیدا ہونیکی مسرت مین ناچنے کیلئے موزون ہوتے ہین۔یہ لڑکے مردانہ لباس پہنتے ہین انکے بال بڑے ہوتے ہین اور لڑکیون کی طرح وہ ٹھیان جھمکاتے ہین اور مانگ مین سکے لگاتے ہین۔یوم پیدائش سے ساتوین روز بچہ اپنی مان کی ساتھنون کے روبرو پیش کیا جاتا ہے اور پھر بچہ کو جلوس کیساتھ حرم مین لیجاتے ہین والدین کے احباب بچہ کو تحائف دیتے ہین اور اُسکو تندرستی اور سلامتی کی دعائین دیتے ہین چالیس روز تک زچہ ناپاک خیال کیجاتی ہے اسکے بعد وہ غسل کرتی ہے۔

کانگو — کانگو مین بچہ پیدا ہونے پر بہت سی باطل پرستی کی رسمین ادا کیجاتی ہین
ایک جادوگرنی بچہ کی حفاظت کا انتظام کرنے کے لئے طلب کی جاتی ہے جو مختلف
اقسام کی مچھلیان اور کئی قسم کے گوشت پکاتی ہے پھر وہ ایک مالا تیار کرتی ہے
جس کے دانون کے وسط مین ایک گھونگا لگایا جاتا ہے اور اس گھونگے کے اندر ذراسی
کھریا مٹی۔ ایک سبز پتا۔ نمک کی ایک کنکری اور مچھلی اور گوشت کے ٹکڑے رکھتی
ہے زچہ اس تبرک کو روزانہ ہونٹون سے چاٹتی ہے تاکہ اس سحر کا اثر اس کے
بچہ پر بھی منتقل ہوجائے اسکے بعد مچھلی اور گوشت اُس کی خوراک ہوجاتا ہے
اس کے بعد یہ رسم ادا ہوتی ہے کہ ایک مرغ پکایا جاتا ہے اور بڑے بیٹے کے لئے
مرغ کی ایک ٹانگ ایک طرف رکھدی جاتی ہے اور اگر بڑا بیٹا نہ ہو تو کوئی اور
قریبی رشتہ دار اِس رسم کو ادا کرتا ہے لڑکا مرغ کی ٹانگ چرا لینے کا اظہار
کرتا ہے اور جب وہ بھاگ جاتا ہے تو خاندان کے ممبر اسکو گرفتار کرنے کیلئے چور چور
کہتے ہوئے اُسکے پیچھے دوڑتے ہین

نوزائیدہ بچہ کو گرم پانی سے غسل دیتے ہین اور پہلے روز مان کے علاوہ
کوئی اور عورت اُسکو اپنے پاس رکھتی ہے جب وہ کسیقدر بڑا ہوجاتا ہے
تو مان ہڑ وغیرہ چبا کر اُسکے منہ مین رکھدیتی ہے۔ بچہ ۳ سال تک اپنی مان کی
گود سے علیحدہ نہین ہوتا ہے نومولود بچہ کے گھر مین ایک کرچھی آگ پر ہر وقت رکھی
رہتی ہے اور اُس مین پانی گرم ہوتا رہتا ہے اور بچہ پیدا ہونے سے ۲ دن تک
اگر کوئی بوڑھا یا جوان شخص اس کرچھی مین پوت کا دانہ ڈالدے تو یہ ٹھیکرے
کی نسبت ہوجاتی ہے اور کسی غیر کی یہ مجال نہ ہوگی کہ وہ اس لڑکی سے
شادی کرسکے جس خاندان کی یہ لڑکی ہے صرف اُسی خاندان والے اُس سے
ٹھیکرے کی نسبت کرنے کے مجاز ہوتے ہین اگر کسی اور خاندان کا شخص یا کوئی اجنبی

کرچھی میں پوت کا دانہ ڈالدے تو وہ فوراً واپس کر دیا جاتا ہے لیکن اگر پوت واپس کرنے کی کوئی معقول وجہ اور قومی خاندانی عذر موجود نہ ہو تو پوت کی واپسی کو وہ شخص اپنی سخت توہین تصور کرتا ہے اور غصہ و رنج کا اظہار کرتا ہے۔ کرچھی کی سخت نگرانی کیجاتی ہے پوت لڑکی کے لیئے بطور تحفہ کے خیال کیجاتی ہے اور جو شخص کہ کرچھی میں پوت ڈالتا ہے اُسکا حق اس لڑکی سے شادی کرنے کے لیئے سب سے زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور جب لڑکی شادی کے قابل ہو جاتی ہے تو لڑکی کی حیثیت کے موافق اُسکے شوہر کو روپیہ دینا پڑتا ہے۔

بچہ ہوتے ہی مکان کے دروازہ پر تاڑ کے پتے لٹکا دیئے جاتے ہیں اُس میں دو فائدے ہیں اول یہ کہ اگر اُس مقام پر لڑائی جھگڑا برپا ہوگا تو کوئی شخص یہ معلوم کرکے کہ اس میں بچہ ہوا ہے مکان کے اندر آنیکا ارادہ نہ کرے گا اور یہ گھر امن میں رہیگا دوسرے بچہ کی حفاظت نظر بد سے ہوگی اگر کوئی بچہ بیمار ہو جائے تو یہ پتے دروازہ سے علٰحدہ کر دیئے جاتے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس پر آسمانی بلا نازل ہوگئی۔ اگر ایام حمل میں کوئی عورت بہتا ہوا پانی یا دوڑتا ہوا سانپ دیکھتی ہے تو اُس کو یقین ہو جاتا ہے کہ اُسکا بچہ پانی کے دیوتا کا جنم لیگا اسلیئے پیدا ہوتے ہی بچہ کو کپڑے میں لپیٹ دیتے ہیں اور بجز ساحرہ کے کسی شخص کو اُسکے دیکھنے کی اجازت نہیں دیجاتی تا وقتیکہ بچہ کا نام تجویز نہ کر دیا جائے بچہ ہونے کے چند روز بعد ساحرہ رات بھر ناچتی رہتی ہے اور کھانا پینا ہوتا رہتا ہے تاڑ کے پتوں کا ایک مکان بنایا جاتا ہے جس میں بچہ اور اُسکے والدین بیٹھتے ہیں اور اُنکے روبرو بچہ اور زچہ کے استعمال کے تمام برتن اور کرچھی وغیرہ چنے جاتے ہیں ساحرہ ایک رکابی میں تاڑی لیتی ہے اور چند پتے اُس میں ڈبو کر تاڑی کو بچہ اور اُس کے والدین پر چھڑک دیتی ہے اور حاضرین سے ۳ مرتبہ دریافت کرتی ہے کہ کیا اُنکو

اس بچہ کا نام جانتے ہین؟ اور سب جواب دیتے ہین کہ ہمکو اس کا نام نہین معلوم اس کے بعد ساحرہ زور سے کہتی ہے کہ اس کا نام لامبو ہے۔ فوراً ہی سب لوگ تالیان بجاتے اور خوشیان مناتے ہین۔

نام سنتے ہی لوگ جان لیتے ہین کہ یہ لڑکی ہے کیونکہ اس کا نام لامبو ہے اگر لڑکا ہوتا تو اُسکا نام اشیاکو ہوتا اور لامبو نام سے وہ پہچان جاتے ہین کہ اس کی مان نے خواب مین بہتا ہوا پانی۔ دوڑتا ہوا سانپ یا پانی کے دیوتا کو دیکھا ہے۔ ساحرہ کو اپنی محنت کی فیس مین ایک مرغ ۵ الڑیان پوت کی اور زچہ و بچہ کے استعمال کے تمام برتن مل جاتے ہین جن لڑکیون کا نام لامبو اور جن لڑکونکا نام اشیاکو ہوتا ہے وہ سب پانی کے دیوتا اوتار مانے جاتے ہین اور سب لوگ ان کی بہت عزت کرتے ہین اور تحفے وغیرہ دیتے رہتے ہین کیونکہ اُنکو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ کسی کو خوش نصیب بنادین اور کسی کو بدنصیب۔ یہ بچے سب لوگون کیلئے خوفناک و بابن جاتے ہین کیونکہ بہت جلد اُنکو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے رشتہ دار اور پڑوسی ہم سے خوف زدہ ہین اور کسی چیز کے دینے اور کسی کام کے کرنے مین عذر یا انکار نہین کر سکتے اور وہ ہمکو اوتار مانتے ہین کانگو کی عورتین توام بچہ ہونا پسند نہین کرتی ہین اور ایک بچہ کو بھوکا رکھکر ہلاک کردیتی ہین اور جب ایک بچہ مرجاتا ہے تو لکڑی پر اُس کی تصویر کھودکر دوسرے بچہ کے پاس رکھدیجاتی ہے تاکہ وہ اکیلا نہ رہے۔

بالائی کانگو مین توام بچے کمتر پیدا ہوتے ہین لیکن اگر ہوتے ہین تو اُنکی پرورش اور تمام ضروریات مین توجہ اور فکر سے کیجاتی ہین اُنکی پیدائش سے تیسرے روز مان بچون کو گود مین لیکر اپنے پڑوسیون کے روبرو مکان کے دروازہ پر پہنچ

اور پڑوسی بھی اُسکے ساتھ گانے لگتے ہین اُسکے گلے مین پتھون کے ہار اور کمر مین مختلف قسم کے پتون کے گچھے بندھے ہوتے ہین۔ وہ ایک بچہ کو دائین گود مین اور دوسرے کو بائین گود مین لیتی ہے اور دونون ہاتھون سے کھانا کھاتی ہے تاکہ دونون بچون مین طاقت آئے ہر شخص دو تحفے دیتا ہے اگر ایک بچہ کسی تحفہ کے لینے سے انکار کر دیتا ہے توسمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ اب زندہ نہین رہیگا۔ توام بچون سے اس امر کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ساتھ ساتھ روئین او رہنسین اور اگر اس قاعدہ کے خلاف کوئی حرکت ایک بچہ سے ظاہر ہوتی ہے تو وہ بیمار خیال کیا جاتا ہے۔ اگر ایک بچہ مرجاتا ہے تو اسکی مان کسی سے ایک بچہ مستعار لیتی ہے تاکہ اُسکا بچہ تنہائی کے باعث پریشان نہو۔ کانگو کے بچون کو کھانا پکانا۔ بازار سے سودا سلف لانا۔ شکار کھیلنا اور لڑنا سکھایا جاتا ہے۔

شان الٰہی (زبیری)

# ابو حازم اور سلیمان بن عبدالملک

ابو حازمؒ ایک جلیل القدر تابعی تھے انکا بھی اُن تابعین مین شمار ہے جو کثیر الحدیث تھے۔ کئی آئمہ حدیث جیسے محمد بن اسحاق۔ سفیان ثوری، ابن شہاب زہری اور امام مالک وغیرہ ان کے درس مین شریک ہوے ہین۔ کل نقادان حدیث نے انھین ثقہ اور یکتاے عصر تسلیم کیا ہے۔ مدینہ منورہ مین قناعت کی زندگی بسر کرتے تھے بے لوثی۔ راست بازی۔ حق گوئی اور اخلاقی جرأت مین صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ سے آپ فرمایا کرتے تھے آدمی اُسوقت تک عالم نہین ہو سکتا جب تک اُس مین یہ تین خوبیان نہون اپنے سے بلند رتبہ کی خواہش نہ کرے، جو اپنے سے کم ہو اُسکی حقارت نہ کرے اور علم سے دنیا نہ کمائے۔ یہ تو قول تھا اور آپ کی زندگی اِس قول کی عملی

شرح عقی۔ آپ مین اعلاے کلمۃ الحق کی جرات کا جو خاص جوہر تھا اسکا اندازہ اس مکالمہ سے ہوسکتا ہے جو سلیمان بن عبد الملک خاندان بنی امیہ کے ساتوین خلیفہ سے ہوا تھا۔

دارمی نے ضحاک بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک مکہ معظمہ جارہا تھا جب اسکا مدینہ منورہ مین گذر ہوا تو وہان بھی اُس نے چند روز قیام کیا مدینے کے تمام اعیان واشراف اُس سے ملنے کیلئے گئے لیکن حضرت ابوحازم نے خیال بھی نہ کیا کہ کون آیا۔ سلیمان نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول اللہ صلعم کے اصحاب کو دیکھا ہو سبنے حضرت ابوحازم کا نام لیا سلیمان نے ایک آدمی بھیجکر بلوایا جب یہ گئے تو سلیمان نے اُنسے کہا اے ابوحازم یہ سختی کسلئے ؟

ابوحازم۔ امیر المومنین، آپنے میری کیا سختی دیکھی ؟

سلیمان۔ مجھسے ملنے تمام مدینے کے شرفا آئے لیکن آپ نہ آئے۔

ابوحازم۔ امیر المومنین مین آپکے بارہ مین خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ آپ ایسی بات کہین جو حق نہ ہو، آج سے پہلے نہ آپ مجھکو پہچانتے تھے نہ مینے آپکو دیکھا تھا۔

سلیمان۔ (محمد بن شہاب زہری کیطرف دیکھکر) شیخ نے سچ کہا اور مینے غلطی کی۔

اسی قسم کی اور دو ایک باتون کے بعد سلیمان نے پھر سوال کیا اے ابوحازم! "اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمکو موت سے ڈر لگتا ہے"؟

ابوحازم۔ تم نے آخرت برباد کی اور دنیا آباد کی اس لئے تمکو آبادی سے ویرانے مین جاتے ڈر لگتا ہے۔

سلیمان۔ آپ نے سچ کہا اور کل خدا کے سامنے کسطرح جانا ہوگا۔

ابوحازم۔ اچھا آدمی اسطرح جائیگا جیسے کوئی بچھڑا ہوا اپنے گھر والونکے پاس جاتا ہے اور برا آدمی اس طرح جائیگا جیسے مفرور غلام اپنے آقا کے پاس جاتا ہے۔

سلیمان (روکر) کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ خدا کے سامنے ہمارا کسطرح معاملہ ہوگا۔

ابوحازم۔ اپنے اعمال قرآن پر پیش کرو۔

سلیمان۔ مین کہان تلاش کرون؟

ابوحازم۔ { اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ } بدکار جہنمی ہین اور نکوکار جنتی

سلیمان۔ پھر اللہ تعالی کی رحمت کہان ہے؟

ابوحازم۔ { اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ } خدا کی رحمت نیک لوگون ہی کو قریب ہے۔

سلیمان۔ اے ابوحازم اللہ تعالی کے بندون مین کون شخص سب سے اچھا ہے؟

ابوحازم۔ مروت اور عقل والا۔

سلیمان۔ سب سے اچھا کونسا کام ہے؟

ابوحازم۔ فرائض ادا کرنا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا۔

سلیمان۔ کونسی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟

ابوحازم۔ احسان کرنیوالے کیلئے اُسکی دعا جس پر احسان کیا جائے۔

سلیمان۔ سب سے بہتر کونسی خیرات ہے؟

ابوحازم۔ وہ جو مصیبت زدہ سائل کو دیجائے اور وہ جو مفلس کی کمائی سے دیجائے جس مین نہ احسان رکھا جائے اور نہ تکلیف دیجائے۔

سلیمان۔ سب سے زیادہ قابل تعریف کونسی بات ہے؟

ابوحازم۔ حق بات جو تم اُس شخص سے کہو جس سے ڈرتے ہو یا امید رکھتے ہو۔

سلیمان۔ کون مسلمان زیادہ عقلمند ہے؟

ابوحازم۔ وہ مسلمان جو خدا کی عبادت کرے اور لوگونکو اُسکی ہدایت کرے۔

سلیمان۔ کون مسلمان بے وقوف ہے؟

ابوحازم۔ وہ جو ظالم کی نفسانی خواہش مین شریک ہوگیا اُس نے اپنی آخرت دنیا کے عوض

بیچ ڈالی۔

سلیمان۔ آپ نے سچ کہا۔ ہمارے بارے مین آپ کیا کہتے ہین؟

ابوحازم۔ اے امیر المومنین! آپ اسکے متعلق مجھے معاف رکھین۔

سلیمان۔ نہین سوائے اس کے کچھ نہین ہے کہ آپ ہم کو نصیحت کرین۔

ابوحازم۔ امیر المومنین! آپکے آباو اجداد نے لوگون کو تلوار کے زور سے مغلوب کیا اور اس ملک کو بلا مسلمانون کے مشورے اور رضامندی کے زبردستی لے لیا یہانتک کہ اُن مین سے بہت سے لوگ مارے گئے اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے کاش تمکو معلوم ہو جاتا کہ اُنکے متعلق لوگون نے کیا کیا کہا اور اُنھون نے اُنکے ساتھ کیا کیا۔

ایک صاحب۔ ابوحازم! یہ آپ نے نہایت سخت بات کہی۔

ابوحازم۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اللہ تعالے نے علما سے عہد لیا ہے کہ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ (وہ اُس کے احکام لوگون سے بیان کرین اور چھپائین نہین)

سلیمان ہماری اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟

ابوحازم شیخی ترک کرو اور مروت اختیار کرو اور لوگون کو مال مساوی تقسیم کرو۔

سلیمان۔ ملک کا محصول لینا ہمارے لئے کیسا ہے؟

ابوحازم۔ جائز طریقے سے لو اور اُن لوگون پر صرف کرو جو اُسکے اہل ہین۔

سلیمان۔ کیا آپ یہ پسند کرتے ہین کہ آپ ہمارے ساتھ رہین کہ ہم آپ سے استفادہ حاصل کرین اور آپ کو ہم سے نفع ہو؟

ابوحازم۔ مین خدا سے پناہ مانگتا ہون

سلیمان۔ یہ کیون؟

ابوحازم۔ مجھے خوف ہے کہ مین تم سے تھوڑی دنیا کا طالب ہو جاؤن جسکی وجہ سے

خدا مجھے دُہرا عذاب چکھائے۔

سلیمان۔ آپ کی جو ضرورتیں ہون وہ بیان کیجیے۔

ابو حازم۔ مجھے دوزخ سے نجات دے اور جنت مین داخل کر۔

سلیمان۔ یہ میرے اختیار مین نہین۔

ابو حازم۔ میری اور کوئی حاجت بھی نہین۔

سلیمان۔ آپ میرے لئے دعا کیجیے۔

ابو حازم۔ اے اللہ اگر سلیمان تیرا دوست ہے تو اُس کیلئے دنیا اور آخرت کی بھلائی آسان کردے اور اگر تیرا دشمن ہے تو تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اُن باتون کی طرف پھیر دے جو تیرے نزدیک اچھی ہین اور جن سے تو خوش ہوتا ہے۔

سلیمان۔ بس ؟

ابو حازم۔ مینے گو مختصر دعا کی لیکن اگر تو اسکا اہل ہے تو بہت کی اگر اہل نہین ہے تو مجھکو یہ بات کیا نفع دیگی کہ مین ایسی کمان سے تیر چلاؤن جسمین تانت نہین ہے

سلیمان۔ آپ مجھکو وصیت کیجیے۔

ابو حازم۔ مین مختصر وصیت کرتا ہون۔ اپنے رب کی عظمت کر اور اس بات سے بچتا رہ کہ وہ تجھکو اُس جگہ دیکھے جہان کی اُس نے ممانعت کی ہے یا اُس جگہ نہ پائے جہان کا اُس نے حکم دیا ہے۔

اسقدر گفتگو کے بعد ابو حازم چلے آئے۔ سلیمان نے اِن کے پاس سو دینار بھیجے اور لکھا کہ آپ یہ خرچ کیجیے اور ہمارے یہان سے آپکو اسی طرح بہت ملے گا۔ ملک قناعت کے بادشاہ نے دینار واپس کر دیئے اور سلیمان کو یہ خط لکھا:۔

"اے امیر المومنین! مین خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ مجھے تیرے سوال

بیہودہ ہو جائیں یا زدینار ؟ تو واپس کر دیتا ذلت کی وجہ سے ہوا ہوں جبکہ یہ تیرے لئے پسند نہیں کرتا تو اپنے لئے کسطرح پسند کر سکتا ہوں۔

| | |
|---|---|
| فَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ | اور جب موسیٰ) مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے (اور اپنی مویشی کو) پانی پلا رہے ہیں اور انکے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے کہا تمہارا کیا کام ہے؟ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بوڑھے بڑی عمر کے ہیں۔ تو موسیٰ نے انکے لئے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اسکا محتاج ہوں کہ تو میری طرف اپنی نعمت نازل فرما۔ |

حضرت موسیٰ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ بھوکے اور خوف زدہ تھے اور اُن کو کہیں امن نہیں ملتا تھا۔ انھوں نے اپنے رب ہی سے سوال کیا جو آپ کے نہ سمجھے لیکن وہ دونوں لڑکیاں سمجھ گئیں۔ انھوں نے اپنے باپ سے جا کر کل واقعہ اور حضرت موسیٰ کا قول بیان کیا۔ شعیب نے جو لڑکیوں کے باپ تھے کہا یہ شخص بھوکا ہے اور ایک لڑکی سے کہا اُسکو بلا لا وہ لڑکی حضرت موسیٰ کے پاس گئی اور کہا میرے باپ آپکو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو جانوروں کے پانی پلا دینے کا صلہ دیں۔ حضرت موسیٰ کو مزدوری کے صلہ کا لفظ سنکر نہایت ناگوار گذرا لیکن بلایا تھا اسلئے چلے گئے ..............................

............ جب حضرت شعیب کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہ کھانا لئے بیٹھے ہیں
حضرت موسیٰ کو دیکھ کر کہا "اے جوان یہ کھالے" حضرت موسیٰ نے کہا میں
خدا سے پناہ مانگتا ہوں حضرت شعیب نے تعجب سے پوچھا کیوں کیا تم بھوکے نہیں
ہو؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا بھوکا تو ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ جانوروں
کے پانی پلانے کا بدلہ نہ ہو جائے کیونکہ میں اس خاندان کا ہوں جو اپنا کوئی
دینی کام دنیا کے برابر سونے کے عوض بھی نہیں بیچتے۔ حضرت شعیب نے کہا اے
جوان یہ بات نہیں ہے بلکہ ہمارے بزرگوں کی رسم ہے کہ ہم مہمان کی دعوت
کرتے ہیں" یہ بات سنکر حضرت موسیٰ نے کھانا کھا لیا" تو اگر یہ سو دینار
ان نصیحتوں کے بدلے میں ہیں جو میں نے کہیں تو مجبوری کی حالت میں مردار
خون اور سور کا گوشت اس سے بڑھکر حلال ہیں۔ اور اگر بیت المال کے
حق کی وجہ سے ہیں تو مجھ جیسے بہت لوگ حق دار ہیں اور اگر تقسیم میں
برابری کی ہے تو خیر ورنہ اس کی کچھ ضرورت نہیں والسلام

اس گفتگو سے جہاں ابو حازم کی اخلاقی جرات اور آزادی رائے کا ثبوت ہوتا ہے وہیں سلیمان بن عبد الملک کے علم و حق پسندی کی بھی شہادت ملتی ہے ابو حازم نے جو برجستہ جوابات اور بلیغ جملے کہے انکا لطف ترجمہ میں باقی نہ رہا تاہم ان کے اعلیٰ مضامین سے ہر اہل نظر اندازہ کر سکتا ہے کہ انکا سرچشمہ عالم قدس ہے۔

محمد مہدی

## ...ت ریویو مجریہ لنڈن قیمت سالانہ - ۸عہ ر

اور

...ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام قیمت سالانہ تین روپے ایڈیٹر

خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی صدرالدین صاحب

مسلم پبلک مین اسلامک ریویو کسی کو معرف کرنے کا محتاج نہین صرف ہم
اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہین کہ اس وقت اس کے منافع پر انگلستان
...ی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہین - اس کا ہر ایک خریدار
... دغربیہ مین اشاعت اسلام کا خود متکفل ہوجاتا ہے - اگر برادران ملت
...ں کرکے انگریزی رسالہ کے پانچ ہزار اور اُردو کے دس ہزار خریدار
...ن تو ان کا منافع ہی ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہوسکتا ہے - ہم چاہتے
...ریزی رسالہ کئی ہزار بلاد غربیہ مین مفت تقسیم ہو - اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی
...نچ روپیہ سالانہ بھیجدے تو ہم انکی جگہہ ایک انگریزی رسالہ یورپ مین مفت
...ینگے - کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند ہزار بھی ہندوستان مین نہین ؟
...ٹھو!! جاگو!!! وقت کو غنیمت سمجھو اسلامک ریویو ہی کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام کا
...ہے اور بفضلہ تعالےٰ اس نے اپنی عزت کو یورپ مین نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہی
...ھانے کی کوشش کرو اور اللہ تعالےٰ سے اجر جزیل پاؤ والسلام

...ہ - نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت - درخواستین خریداری کی پتہ ذیل
...ھیجئیں -

## ...الہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام عزیز منزل نولکھا لاہور

# مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خالص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جس مین مختلف مضامین نہین مکمل تاریخین سلسلہ وار شائع ہوتی ہین۔ اور ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ چند روز کے اندر اُنکی زبان مین تمام قومون اور ملکون کی مبسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخین پیدا ہو جائینگی۔ فی الحال مورخ مین دو تاریخین شائع ہو رہی ہین

(۱) مولنا محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی "تاریخ ارض مقدس" جو دراصل بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی تاریخ ہے۔ اس مین یہود۔ نصاریٰ۔ اور مسلمانون کے حالات کے ضمن مین اسیریا و بابل والون۔ مصریون۔ ایرانیون۔ یونانیون۔ رومیون اور بہت سی قومون کے حالات آ گئے ہین۔ اس مین عرب کی پوری تاریخ ہے اور آخر مین صلیبی لڑائیون اور ترکون کے حالات بھی آ جائین گے۔

(۲) کانڈی کی "دولت ہسپانیہ عرب" کا ترجمہ۔ یہ تاریخ تین ضخیم جلدون مین پوری ہوئی ہے۔ انگریزی مین مسلمانون اور عربون کے مذاق کی اگر کوئی کتاب ہے تو یہی ہے۔ یہ ہسپانیہ کے عرب مصنفین کے اعلیٰ ماخذون سے لی گئی۔

مورخ مین ماہانہ پانچ جزو شائع ہوتے ہین۔ تاریخ ارض مقدس کے تین جزو اور دولت ہسپانیہ عرب کے دو جزو۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصول ڈاک ۶ ر جملہ چھ سالانہ مین مورخ جاری کر دیا جاتا ہے لیکن جو صاحب یکمشت سالانہ چندہ نہ ادا کرنا چاہین اُنکی خدمت مین ہر مہینہ کا پرچہ شائع ہوتے ہی مع محصول ڈاک اور فیس منی آرڈر ۹ ر کا وی پی بھیج دیا جاتا ہے۔ نمونہ کے پرچہ کی قیمت ۸ ر ہے اور ۱۰ ر کا وی پی روانہ ہو سکتا ہے۔

**محمد صدیق حسن سب ایڈیٹر دلگداز و ایڈیٹر مورخ کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ**

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) تندرستی حفظانِ صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کے اصول ۱۵۰ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر
(۲) بچوں کی پرورش۔ زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفیعہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۲۱۵ صفحے قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی ترتیب اخلاق کے اصول جن پر والدین کو کاربند ہونا چاہئے ۱۴۴ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ر مجلد ۶ر (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر و بیوی کے شرعی قانونی حقوق و اختیارات اور فرائض یعنی امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۱۰۸ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پرلطف تقریر قیمت ۱ر
(۷) حفظ صحت میں روزمرہ کے اُن تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم کرنے کیلئے ضروری ہیں ۱۴۴ صفحے قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آر جے بلیکم صاحب بہادر کی کتاب "انڈین نرسنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا مطالعہ کریں اس میں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۴ نقشے اور تین ضمیمے بھی ہیں قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۹) معیشت و معاشرت خانہ داری کا تیسرا حصہ جسمیں معاشرتی و خانگی زندگی کے تمام ضروری کار آمد باتیں اور مسائل نہایت تحقیق و دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا
(۱۰) تہذیب النسوان و تربیت الانسان (مولفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) امراض مخصوصہ نسواں کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں، مسائل ضروری متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۰۶ صفحے قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۱۱) سیاحت سلطانی۔ ہر ہائینس کے حالات سفر (مولفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ) جس کا حق تصنیف زنانہ اسکول علیگڈھ کو عطا فرمایا گیا ہے قسم اعلیٰ مجلد عہ قسم دوم ۱۲ر (۱۲) حفظانِ صحت بیگم صاحبہ نواب و میجر حاجی محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی (علیگ)

ایک تقریر جو حفظان صحت کے اہم اور کار آمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۲ ر (۱۳) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرۃ نبوی میں انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان لڑکیوں اور بچوں پر اسکا مطالعہ فرض ہے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۱۴) سیر یورپ ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ فرمان روائے ریاست بھوپال کے سفر یورپ کا روزنامچہ جسمین تمام واقعات کو خوبی اور جامعیت کیساتھ قلمبند کیا ہے ۴۴ تصاویر ہیں صفحات ۴۰۰ قیمت قسم اول ے قسم دوم عہ مجلد پر ۴ ر اضافہ (۱۵) سرگذشت ہندوستانی گھروں میں بعض خوبی اور بعض خرابی کی حالتوں کا فوٹو (مصنفہ زہرا بیگم فیضی صاحبہ) قیمت قسم اول ۳ قسم دوم ۳ مجلد پر ۴ ر اضافہ (۱۶) تفریح الاطفال گھروں کے اندر بچوں کے مہذب اور دلچسپ کھیلوں کے طریقے ہیں جسکو مسز بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے ۷۶ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ ر (۱۷) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اونی و ریشمی اور سوتی کاموں کے سکھانے کیلئے سب سے بہترین استاد ہے اور اس وقت تک ایسی بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی دے گئے ہیں جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے گئے ہیں اور جنکی تعداد ۵۵ ہے صفحات ۱۴۸ قیمت عا مجلد عہ (۱۸) سوال و جواب تندرستی - اس میں تندرستی کے مضامین کو بطور سوال جواب کے طالبات گرلس اسکول کی ایک معلمہ نے مرتب کیا ہے ۱۴۶ صفحے قیمت ۲ ر مجلد ۱۰ ر (۱۹) ناول تا دریان یہ علیا جناب سہیل صاحبہ کا تصنیف کردہ دلآویز اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۴۳۴ قیمت ۸ ر مجلد ۱۴ ر (۲۰) زہرہ مصنفہ تاج اس ناول میں ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کرکے ایک عیسائی جنٹلمین کے اُن شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض متعصب یورپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے اس میں چار رنگین تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۱) تعلیم اصول خانہ داری تھے اور کھانا پکانے کی ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ۱۲ ر مجلد عہ (۲۲) اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالیٰ پر عقلی دلائل سے ایک نظر قیمت عہ مجلد عہ (۲۳) تاریخ ابو البشر نوع انسان کے آغاز کے وقت - جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی تحقیقات قیمت عہ مجلد عا ر (۲۴)

قوت اجتہاد فی تنفیذ یکساں تحریک اول و مکتب ثانی میں انسانی طاقت کا کارگر اثر کا بیان قیمت ۸ مجلد
(۲۵) حقائق اسلام یہ ایک جدید معتقدانہ تصنیف ہے جس میں اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات
مسئلہ فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت صاف و خوشخط ہے صفحات ۲۰۰ قیمت عہ مجلد یہ کتاب
پانچوں کتابیں مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ ہیں جنکو بلحاظ خلعت قابلیت گورنمنٹ
سے بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۶) آغوش مادر یعنی لوریوں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱؎ مجلد ۱۴؎ (۲۷) پہیلیاں مجلد ۱۲؎
سید مخدوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہے جن پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۲۸) رموز فطرت
اس کتاب میں علم طبعیات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان و فصیح
عبارت میں لکھی ہیں جنکی نظیر اردو میں معدوم ہے قیمت عہ مجلد ۱۲؎ (۲۹) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ ہے
جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مؤلفہ سید عبدالکریم متعلم مدرسہ) کی قیمت مجلد
(۳۰) انقلاب عالم بالکل مطبوعہ ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی المخاطب بہ نظام الملک
کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبدالرزاق صاحب مولف البرامکہ صفحات ۴۶۰ قیمت للعہ مجلد عہ (۳۱) مخزن
(مصنفہ حکیم عبدالحمید صاحب) اس کتاب میں سر سے لیکر پاؤں تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے علاجات و معالجات
یونانی و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہیں اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتے
حصہ اول عہ حصہ دوم ۱۲؎ حصہ سوم عہ مجلد پر اضافہ (۳۲) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی تصنیف ہے اس میں
کلیات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ مجلد ہر حصہ پر اضافہ
(معمولہ ایک خیرخواہ ...) (۳۳) ازواج الانبیاء حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی تک ساری بیبیوں کے حالات
زندگی زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی ... صفحات ... قیمت مجلد عہ (۳۴) انسان
محمد مہدی مولف رموز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس میں علم خواص الاعضاء (فزیالوجی) کے مبادیات نہایت
آسان اور عام فہم زبان میں لکھے گئے ہیں قیمت عہ

المشتہر

محمد مہدی منیجر ظل السلطان

# ظل السلطان


رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت ۳ مع محصولڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۴ | ماہ اپریل ۱۹۱۷ء | نمبر ۱۱


## فہرست مضامین




ظل سلطانی رسالہ ... بھوپال ... باہتمام منشی محمد ... [illegible] ... مطبع ... سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لیے مفید کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے۔ سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ میں ایکمرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۳ روپے اور ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہیے۔

زنانہ مراسلت حضور کی اڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) نامہ نگاران سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں۔ مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں۔ مضمون نگار خواتین کا نام اگر وہ اجازت دینگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدرنشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ر سے لیکر عہ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے ان طالبات مدارس اناث کے لیے جو ظل السلطان میں بتصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ باعلاو ل مضامین لکھکر بھیجیں تین انعام عہ، عہ، ہے کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیں۔ اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## باپ کی لاپروائی اور سوتیلی ماؤن کا شکار

آمنہ۔ پیاری بھابی جان آپ اسقدر رنجیدہ کیون ہین عرصہ سے آپکو پریشان دیکھتی ہون لیکن آج بغیر سوال کیئے دل نہین مانتا۔

سلمہ۔ کی آنکھون سے بے اختیار آنسوؤن کی لڑیان بہنے لگین۔

آمنہ۔ پیاری بھابی جان دل مین طاقت نہین لِللہ بیان کیجیے کیا ہوا۔

سلمہ۔ (دل سنبھال کر) پیاری آمنہ کیا بتاؤن دنیا کی حالت دیکھکر عقل دنگ ہے کسقدر لوگ سنگدل بے درد ہو گئے آہ! حسرت نصیب زینب تین ماہ کی بیماری مین آج مجھے داغ مفارقت دے گئی۔

آمنہ۔ بھابی جان آپ کیا کہہ رہی ہین ذرا تو سنبھلیے اس عزیز بچی کو کیا ہوا تھا جو یکایک رخصت ہو گئی مین نے تو بیماری کا ذکر بھی نہین سُنا البتہ آپکو پریشان دیکھکر خیال ہوا کہ دریافت کرون کہ کیا سبب ہے اور اس وقت بھی مجھے ذرا خیال نہ تھا۔ ہین! کیا آپ کو

آج خبر دی ہے جبکہ فیصلہ بھی ہو گیا؟

**سلمہ** - میری عزیز بہن تم کیا جانو جب ماں نہیں رہتی تو یہی حالت ہوتی ہے خدا اماں جان کو زندہ رکھے خدا نہ کرے جو تم کو اس کی قدر ہو۔ جب سے مرحومہ والدہ کا سایہ اُٹھا جو ہم سب پر گذری خدا ہی بہتر علیم ہے لیکن کبھی منہ سے نکالا ہی نہیں وہی مثل ہے کہ اپنی ٹانگ کھولوا اور آپ ہی لاجون مرے۔ ہم سب کے دل مضبوط تھے برداشت ہو گئی۔ لیکن ننھی زینب اول ہی سے نازک دل رکھتی تھی ہر بات پر ماں کا خیال تھا اور ہر تکلیف پر جو اُس کو والدین سے پہنچی مرحومہ کا خیال کر کے گھنٹوں روتی تو عرصہ سے دل کی بیماری کا شکار بن چکی تھی اب اخیر نتیجہ بخار کھانسی نکلا اور اُس نے تین ہی ماہ میں خاتمہ کر دیا۔ والد تو لاپرواہ ہو ہی چکے تھے ہم بیچارے بھی چل جائیں تو اُن کو خبر نہ ہوتی تھی۔ پھر وہ تو سوتیلی ماں ہیں اُن کی شکایت کیا۔ بیوی اپنا مال کھوٹا تو پرکھنے والے کو کیا دوش۔ اگر والد ہم کو اپنا سمجھتے تو پھر اُن کو کیونکر خیال نہ ہوتا۔ ہماری ہی پھوپی زاد بہنیں سب ماں کی ہیں لیکن باپ کی شفقت ایسی ہے کہ سوتیلی ماں کی مجال نہیں جو بدسلوکی سے اُن کے ساتھ پیش آ سکیں تم کو ایک دن کا ذکر آنکھوں دیکھا سناتی ہوں کہ بھائی عابد (پھوپی زاد بھائی) کو سخت بخار ہوا اور ایسا کہ ہوشیار تمام شب پسلی میں درد۔ رمضان شریف کا مبارک مہینہ تھا پھوپا جان کو خبر ہوئی فوراً آ گئے۔ مٹکائی خود سینکائی شروع کی اور ڈاکٹروں کے لیے آدمی بھی بھیجے گئے اسی حالت میں پچھلا ہو گیا۔ سحری کھانے کا وقت

آیا۔ اُنکی سوتیلی مان اُٹھین کھانا گرم کیا میان کو بلوایا۔ جب نہ گئے تو خود آئین اور کہا۔ "صبح ہو جائیگی سحری کھالو یہان رحمت کو بٹھا دو" پھر پھوپا جان کو تاب نہ رہی بگڑ کر بولے "تمہارا کیا ہے میرا تو جوان بچہ ہے مرجائیگا تو تم کو کیا تکلیف ہوگی اس وقت زاہد کو تکلیف ہوتی تو قدر معلوم ہوتی خود آنے سے رہین مجھکو بھی روکتی ہوئین نہین کھانا تم کھاؤ" بس پھر تو وہ خاموش ہو رہین اور پھر یہان نہ آئین خود بھی کھانا رکھدیا اور اس کے بعد سے ہمہ تن خدمت مین مصروف ہوگئین۔ بہن ایک ایسے بھی باپ ہین لیکن یہ فیصدی ایک دو ہونگے ورنہ زاہد تو ہمارے ہی ہم قسمت ہین۔ آہ! خیال کرو کہ زینب مرگئی اور مجھے خبر تک نہ ہوئی کیا بتاؤن جو دل کی حالت ہے اس وقت اگر خدا و رسول کا خیال نہ کرون تو پھر ایک خط ایسا لکھون کہ والد کو بھی خبر ہو جائے کہ ہم ایسے پریشان قسمت ہین اور ہم پر یہ گذری اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے مگر کیا فائدہ فضول میان بیوی مین رنجش ہوگی زینب واپس نہ آئے گی میرا بھی میکا ختم ہوا وہی دم تھا جو مجھکو بار بار لیجاتا تھا۔ اب وہان جا کر کیا کرون گی۔ افسوس خدا معلوم کیا کیا کہنا ہوگا سب دل ہی کے دل مین ارمان رہ گئے جس وقت سے خبر ملی ہے میرا دل و دماغ بالکل صحیح نہین رہا آہ! کیا تھا کیا ہوگیا۔

**آمنہ**۔ پیاری بھابی گو آپ کو سمجھانا ایسا ہی ہے جیسے حکیم لقمان کو حکمت بتانا لیکن سنئے شاعر کیا کہتا ہے ؎

درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

صبر، صبر۔ اس کو ہاتھ سے نہ دیجئے اللہ اجر عظیم دیگا وہ اپنے نیک بندون کی ازمائش کرتا ہے دیکھئے ہمارے پیغمبر رسول مقبول صلعم کو کیسی وقتون کا سامنا ہوا لیکن اُنھون نے کس طرح اُن کا مقابلہ کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی جو حالت کربلا مین تھی اُس پر نظر ڈالئے اُنھون نے ہمارے لئے کیسی نظیر چھوڑی بیشک اس وقت آپ سے بڑھکر کس کو صدمہ ہو سکتا ہے۔ جب میری ایسی حالت ہے کہ پیاری زینب نیک اور پیاری معصوم صورت پیش نظر ہے تو آپکی جو حالت ہو کم ہے۔ صبر بظاہر تلخ ہے لیکن اس کا پھل شیرین ہے اُنکی عمر ہی اتنی تھی۔

**سلمہ۔** آمنہ پیاری تم ٹھیک کہتی ہو مجھے زینب کا صدمہ ہوتا اور بیشک اس کی عمر ہی اتنی ہی تھی خواہ عیش ہوتے لیکن اُس کی بے کسی کا خیال کرکے جگر شق ہوتا ہے اُس کا دنیا مین سوائے میرے غمخوار نہ تھا ایک ماہ سے خیریت نہ ملی تھی نہ مجھے موقع ملا ایک ہفتہ ہوا میرے نام آخری خط آیا اُس کا مضمون کلیجہ شق کرتا ہے اس مین بھی نہ سوتیلی مان کی شکایت اور نہ اس قسم کے مظالم کے تذکرے لیکن ایک ایک حرف رولاتا ہے۔ تحریر پریشان کی پریشان ہوتی ہے وہ کیسا ہی سنجیدہ کیون نہ ہو۔ حقیقت مین مان دنیا مین بڑی نعمت ہے جس دن سے والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا زینب کا چین رخصت ہوا گو اُن کی تعلیم کا اثر اس قدر موجود تھا کہ آج تک حرف شکایت زبان پر نہ آیا۔ مین جب گئی ادھر اُدھر قصے مُنے پوچھا بھی تو ٹال گئی جو گذری جان پر گذار دی سوتیلی مان اور

باپ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھا اور ابامیان کا یہ حال تھا کہ کبھی اُلٹ کر نہ پوچھا کہ تم کو کسی چیز کی ضرورت ہے یا کیا گذرتی ہے آخر تہا تو خیال کرتے کہ غیر اور صبر یہ رشتہ کسقدر سنگدل اور ظالم مشہور ہے خدا معلوم کیا ہوتا ہوگا کسی وقت تو خبر لے لون اور اس بیکس کی حالت دریافت کرلون۔ عقل والے لوگ ہزارون طرح سے دریافت کرا کر اور سب معلوم کرلیتے ہین۔ جس کی زیادتی ہو وہی قابل سزا ہے۔ خیر بیچاری آرام سے ہوگئی ہین اُس کی کیا مدد کرسکتی تھی سوائے اس کے کہ روتی اور رو لوا دیتی۔

آمنہ۔ بھابی جان خدا آپکی حالت سے واقف ہے ضرور وہ آپ کو دنیا مین بھی دکھائے گا اور دین مین بھی بدلا آپکو ملیگا۔

سلمہ۔ بیوی مین تو خاصی اچھی رہی البتہ زینب ہی صابرین مین سے ہے اور اسے ہی صبر کا اجر ملنا چاہئے کہ اس قدر ظلم پر بھی اُف نہ کی۔ جان دیدی لیکن آہ نہ کی۔ اس کو بھی ہمت چاہئے۔

آمنہ۔ شاباش ہے ایسا ہی چاہئے لیکن آہ! یہ لوگ کیسے ظالم ہین جو بچون والون کو بیٹی دیدیتے ہین یہ سب ہماری سنگدل بہنون کا قصور ہے اگر سب مل کر عہد کرلین کہ ایسی جگہہ شادی نہ کرینگے تو کبھی یہ ستم نہ ٹوٹین۔

سلمہ۔ عزیز بہن مین نے مانا کہ یہ بھی ممکن نہین تو کم از کم اپنی لڑکیون کو تو اسقدر سمجھدار بنادین کہ وہ کسی پر جاکر ظلم کے پہاڑ نہ توڑین اپنے اپنے دل پر ہاتھ رکھین اور جگر پر کہ کیا گذرتی ہے افسوس! مسلمانون نے مذہبی تعلیم کو بیکار سمجھ کر دنیا کو اپنے لئے دوزخ کا نمونہ

بنا لیا ہے مانا کہ ظلم کرکے وہ نہیں خوش ہوتی ہونگی لیکن اُنکا ضمیر ضرور اُن کو ملامت کرتا ہوگا اللہ تعالےٰ نے قدرتاً جسکے دل میں ہمدردی اور رحم کا مادہ پیدا کیا ہے اور جو شخص اُس خدا کی نعمت سے فائدہ نہ اُٹھائے اور برعکس اس کے ظلم اور بے دردی پر عمل درآمد کرے اُس کے لئے عاقبت میں سزا ہے اور ہمارے حبیب رسول خدا صلعم کا فرمان ہے کہ جو بچوں پر رحم اور بوڑھوں کا ادب نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم لوگوں نے یہ رشتے ایسے مقرر کرلئے ہیں کہ جن کے نام سنتے ہی سے بیر اور بغض ہو جاتا ہے سوتیلے بچے ساس، نند، بہو، بھاوج۔ لیکن اگر خیال کرو تو یہ ہی باعث محبت کے رشتے ہیں جو ایک دوسرے کو کم جدا کرسکتے ہیں۔ اگر محبت نہ ہو تو محبت کم جدائی ہوسکتی ہے۔ آنے والی بہن جو دراصل غریب بہون پر بجلی کی طرح گرتی ہیں اگر اس قدر خیال کرلیں کہ یہ اُس کے بچے ہیں جو بالکل بے حس و حرکت ہے اور اگر ان پر چھری بھی پھر جائے تو کوئی آہ کرنے والا نہیں ہوگا لیکن ہماری پیاری غریب بہن کی روح کیسی تڑپے گی۔ آہ! بہنوں کوئی ہمیشہ زندہ نہیں ہے اور نہ رہے گا بقا اُسی کی ذات کو ہے اور فنا سب کے لئے ہے یہ امانت خدائے پاک کی ہے۔ بقول شاعر ؎

مرنا ہے سب کو ایک دن دنیا کسی کا گھر نہیں
میرا نہیں گر پاس تو اللہ کا بھی ڈر نہیں

کیا منہ دکھاؤ گی عزیز بہنوں اپنے دل پر ہاتھ رکھکر دیکھو تمہارے

بھی اولاد ہوگی اور اگر تم ظالم ہو تو یقیناً اسکا بدل ضرور ملے گا کوئی دنیا
مین رہا ہے نہ رہیگا ممکن ہے تم بھی اپنے تو عمر بچپن کو چھوڑ جاؤ اگر
سب بہنین اپنے دل کو درد سے بھر لین تو اس مصیبت سے آزاد ہونا مشکل
نہین جو بہنین ننھے معصوم دلون کو جلاتی ہین وہ خود بھی خوش نہین
رہتین تکلیفین دیکر بھی اُن کو دلی چین نہین ہوتا بلکہ فطرت جو ہے
وہ اُن کو بے چین رکھتی ہے۔

آمنہ۔ بھائی جان آپ بالکل صحیح کہتی ہین۔
اسی اثنا رمین (سامنے سے آکر)

فاطمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کہو بہن کیا مباحثہ ہو رہا ہے؟

آمنہ وسلمہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آئیے بہن تشریف رکھئے آج
کیونکر اس طرف گذر ہوا؟ کہئے چچی جان کا مزاج کیسا ہے؟

فاطمہ۔ آج تو کمی ہے اسی باعث میرا یہ وقت فرصت کا نکل آیا۔ آپ
دونون سے ملنے کو دل چاہا چلی آئی۔ تنہائی سے طبیعت گھبرانے
لگی۔ والدہ کے پاس خالہ جان آگئین۔ مریض کے کمرے مین زیادہ
آدمی مناسب نہین۔

آمنہ۔ آپا جان آج آپ نے اخبار یا کسی رسالہ کا مطالعہ کیا یا نہین؟
مین تو بھائی جان کے پاس آگئی اسوقت تک یہین ہون۔

فاطمہ۔ ہوا تم جانتی ہو آج کل فرصت مجھے بہت کم ملتی ہے لیکن جو وقت
موقع ملتا ہے دیکھ لیتی ہون اخبار ستارۂ صبح تو آج ڈاک کی غلطی
سے آیا نہین البتہ ظل السلطان مین جو مضمون تمہارے سننے کے
قابل ہے وہ ضرور سنو لیکن لطف تو پڑھنے مین آئیگا مین تو نہین سمجھ

سے کہنے آئی ہوں کہ تم پروین صاحبہ کو جواب دو وہ لکھتی ہیں
کہ "میں ہوں سوتیلی ماؤں کی بیٹی اور سوتیلے بچوں کی ماں"

آمنہ۔ کیا عنوان بھی یہی ہے؟
فاطمہ۔ نہیں بہن عنوان تو "پہلی بیوی کی اولاد سے نفرت کا سبب"
لکھا ہے۔
سلمہ۔ بہن اس کو منگائیے۔
فاطمہ نے گھنٹی بجائی۔
گیندا۔ (لونڈی) بیگم صاحب کیا حکم ہے؟
فاطمہ۔ میری میز پر سے ایک کتاب جس پر سبز رنگ کا کاغذ لگا ہے اٹھا
گیندا۔ بیگم صاحب لیجئے۔
آمنہ نے اس مضمون کو پڑھنا شروع کیا۔ سلمہ۔ فاطمہ سنتی رہیں
سلمہ۔ (ختم ہونے کے بعد) بہن آپ نے پڑھا اور سنا اب سنیئے بہن
پروین صاحبہ کا اعتراض کسی طرح درست نہیں۔ معلوم ہوتا ہے
جب وہ بیاہی آئیں تو اُن کے بچے سمجھدار ہوں گے اور جب
اُن پر سوتیلی ماں آئیں تو یہ بھی سمجھدار ہوں گی اس لئے اُن کو
اس کی قدر مشکل ہے۔ سوتیلی ماؤں کے تشدد کا حال ننھے معصوم
دلوں سے پوچھئے جن پر بے قصور ماریں پڑتی ہیں اور طرح طرح
کے مظالم ہوتے ہیں۔ خیر بہن پروین صاحبہ کا خیال میں نہیں کہہ سکتی
کہاں تک درست ہے یہ تو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک ہاتھ تالی
نہیں بجتی۔ لیکن اگر سوتیلی مائیں جو ہر طرح یقیناً عمر اور سمجھ میں ان بے زبان
مظلوم بچوں سے بڑی ہوتی ہیں وہی ان کو اپنا بنا لینے کی کوشش

کرین تو بہت ممکن ہے کہ یہ دُکھے دل بہت جلد پگھل جائین گے
غم کی حالت مین انسان کسی کی خاطر مدارات کے قابل نہین ہوتا اور
یہ بھی ناممکن ہے کہ بچے اپنی مادر مہربان کو بھول جائین اور پھر جانشین
جو ہو وہ اس کا عشر عشیر بھی نہ کر سکے۔ یہ ممکن ہے کہ ڈوبتی ناؤ
کو پانی کا سہارا ضرور ہوتا ہے اگر سوتیلی مائین مان کی برابری
نہ کر سکین تو مہربان تو رہین جب یہ بھی سہارا نہ ہو تو ناممکن ہے کہ وہ
ایک غیر سے خود بخود مل جائین۔ مان اور اولاد کی محبت مین بھی
دیکھئے دنیا ہی مین جیتے جی کس قدر فرق ہوتا ہے جسقدر مان کو
محبت اولاد سے ہوتی ہے اولاد اُس کا عشر عشیر بھی نہین
کر سکتی پھر مان کو کبھی اولاد کی طرف سے شکایت نہین ہوتی کونسی
مان ہے جو اپنی اولاد کی برائیان باپ کے سامنے کرے گی
خواہ کیسی ہی بری اولاد کیون نہو۔ سوتیلی مائین تا ئین اور ایمان سے
کہین کہ وہ کبھی چاہتی ہین سوتیلی اولاد کے لئے بھلائی ہو۔ آنکھ سے
دیکھی باتین ہین اور بالکل سچی ہین کہ تنہائی مین باپ کے پاس اولاد کا
بیٹھنا بھی سوتیلی مان کو ناگوار گذرتا ہے۔ بھلا دل مین محبت تو
کون ڈال سکتا ہے۔

آمنہ۔ یہ تو فرماتی ہین کہ سوتیلی مان اپنے مان باپ، بہن بھائی سب کو
چھوڑتی ہے اور تمہارے یہان آئی ہے یہ گویا اللہ جمیعت دنیا
پر احسان ہے۔ دنیا مین ایسا ہوتا ہی آیا ہے اِن پر کیا احسان
کون بیٹی کو بٹھائے رکھتا ہے جو احسان خاص بچون پر ہوتا ہے
مان باپ سب کے چھٹتے ہین کاش کہ اس احسان کے بجائے وہ

ان مظلوموں پر یہ احسان کریں کہ اپنی بیٹیاں دیں ہی نہیں تو بیشک یہ بچے عمر بھر احسان نہ بھولینگے لیکن یہ احسان اُن پر غلط ہے کہ اُن کو ظالم کے سپرد کردیا گیا نہ سوتیلی ماں کا احسان ان پر ہوسکتا ہے نہ اُن کے والدین کا اور یہ بھی بہن پروین صاحبہ کا ارشاد ہے کہ ماں کے رخصت ہوتے ہی باپ کو محبت کم ہو جاتی ہے پھر اگر بچوں کو بھی کم ہو گئی تو پہلا قصور کس کا ہے۔ ع دل را بدل رہے ست درین گنبدِ فلک + محبت کا اثر مثل آئینہ کے ہوتا ہے جیسا عکس پڑتا ہے ویسی ہی تصویر آتی ہے۔

فاطمہ۔ بوا آمنہ اس وقت تو تم نے ایسی ٹھیک مثال دی ہے کہ دل خوش ہو گیا بیشک اگر آنے والی بہن اسقدر لیاقت رکھتی ہوں کہ دونوں طرف سنبھال لیں تو پھر بیشک آرام سے زندگی گذر سکتی ہے ورنہ وہ مالک حقیقی رب العالمین ہے جسکا پلہ جھکتا ہے اُسی کو سزا ملتی ہے ایسی بہنیں جو معصوم بچوں پر ظلم کرتی ہیں خدا کے یہاں جا کر اسکا ثمر دیکھینگی دنیا میں بیکار ہے میں آپ دونوں کو سچا واقعہ سُناتی ہوں اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتی ہیں اب بھی یہ لوگ موجود ہیں جسوقت کہیں دکھا سکتی ہوں۔ بشیر کو شاید بہن سلمہ نے تو دیکھا ہو گا

سلمہ۔ ہاں بہن میں نے دیکھا ہے۔

آمنہ۔ بس بوا اس بیچاری کی ماں تو اُسے نو عمر ہی چھوڑ کر مریں والد نے شادی کر لی غریب نے دل کھول کر ماں اور باپ کی خدمت کی پھر اُن کے بچوں کو پالا جب سب نے خدمت گذار دیکھا تو کون اپنا آرام کھوتا ہے بیچاری کی قسمت بھی ایک معمولی چپراسی سے

پھوڑ دی۔ بھلا اس شادی سے کیا تبدیلی ہوسکتی تھی وہ بھی انھیں کے یہاں رہا بیچاری اپنی حالت سے بیزار تھیں اپنی قسمت پر روتیں لیکن کسی کو کانون کان خبر نہ ہوتی میاں بھی لا پرواسلے روپیہ نہ تھا تو خیال تو ہوتا۔ وہ بھی چین نہ ملا۔ جب مایوسی ہی گلے کا ہار ہوگئی تو صبر سے کام لیا آخر اپنی زندگی ان سب پر قربان کردی۔ دق ہوئی اور ایک بچہ چھوڑ کر رخصت ہوئیں۔ لیکن مرتے دم تک لونڈیون کی طرح کام دیا۔ سوتیلی بہنین بیویان معلوم ہوتی تھین اور اُن کی حالت دیکھکر غیرون کا دل کڑھتا تھا مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا۔ اب اس بیکس کے بچے کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نہ پاؤن مین جوتی نہ سر پر ڈھنگ کی ٹوپی۔ پڑھنا اور لکھنا محض نانا کی چلمین بھرنا اور نانی کی خدمت فرض ہے۔ برابر کے بچے اسکول جاتے ہین اور لباس بھی مطابق زمانے کے حیثیت سے بڑھا ہوا پہن رہے ہین۔ لیکن یہ بیچارہ ان ظالمون کے ظلم سہنے کو تمام دن جوتیان کھاتا ہے نہ مدرسہ نہ علم اور نہ ہنر۔ چلم بھرنے کا علم نانا سکھاتے ہین۔ خیر نانی تو سوتیلی ہین لیکن نانا نے بھی آنکھون پر پٹی باندھ لی ہے کاش حسرت نصیب بھتیجی ہی کی خدمت کا خیال کرتے اور اس بیکس بچے کی خدمت اپنا فرض تصور کر لیتے تو کچھ مشکل نہ تھا ایک وہ لوگ ہین جو اناؤن ماماؤن کی قدر ایسی کرتے ہین کہ دیکھنے والے سمجھ نہین سکتے۔

آمنہ۔ آپا جان! آہ! یہ لوگ اُس وقت سے بے خبر ہین جو آنیوالا ہے قیامت کے دن کیا جواب دین گے اور خدا کے

سامنے کیونکر جائین گے۔

**فاطمہ۔** بوا کون خدا کو جانتا ہے۔ ایسے لوگون کی دنیا ہی ہے تم سوال کر کے دیکھ لو یہی جواب مین نے سُنا ہے کہ جس کی حالت دنیا مین اچھی ہے اسی کی خدا کے ہان بھی اچھی ہوگی گویا اسکے معنی یہ ہین کہ معاذ اللہ خدا بے انصاف ہے۔ قرآن مجید مین تو دیکھین کہ صابرین اور نیک بندون کے کیا درجے ہین

**سلمہ۔** بوا اس کو کون سمجھتا ہے خیر آپ بتائیے پھر کیا ہوا۔ آخر اب وہ بچہ کہان ہے اور کیسی حالت مین ہے۔

**فاطمہ۔** بوا زندہ ہے ایسون سے موت بھی کوسون دور ہے۔ ایک روز مین اور میری بہن اُن کے یہان ملنے گیئن۔ مکان ہمارا اُنسے قریب تھا مین اپنی بہن کو دکھانے کے لیے لے گئی ہم بیٹھے تھے کہ سب بچے عیدگاہ سے واپس آئے عید کا دن تھا اس مین وہی غریب رو رہا تھا اور سب بچے اُس کو بیہودہ باتین سُنا رہے تھے لیکن چھوٹا آدمی ہی آج کل اچھا رہتا ہے چھوٹے کے سامنے سچا رو مرتا ہے آخر نانی کے سامنے اُن کے صاحبزادے نے مقدمہ پیش کیا انھون نے جو فیصلہ کیا آہ وہ سننے کے قابل ہے

**گھر والی بیگم** (اپنے لاڈلے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر) بیٹا کیا ہے؟

**بچہ خاصا سمجھدار** (رونی صورت بنا کر) امان فتو نے میری پھکستری خراب کر دی آج ہی تو ابا نے نئی منگا دی تھی۔ اب باتین بناتا ہے اور فیل مچا رہا ہے۔

اماں کیوں بدذات فتو ٹھہر جا میاں کو آنے دے یہ کیا کیا بچے کی نئی چھتری توڑ دی ٹھہر جا کیسی جوتیاں لگواتی ہوں میں تو کہتی ہوں جانے دو خاموش ہو جاتی ہوں تو سر پر چڑھا جاتا ہے

بچہ خاموش تھا لیکن جب سب طرف سے جوتیاں پڑیں تو کہا میں نے نہیں پھاڑی انھوں نے میرے گیند ماری میں رونے لگا اس پر انھوں نے مجھ سے پہلے آکر چھتری خراب کر لی اور میرا نام لگا دیا آپ باہر سے بچے دریافت کرا لیں۔

گھر والی بیگم۔ (نانی صاحبہ) بس بس چپ رہ میرا بچہ جھوٹ نہیں بولتا کالا منہ کر۔

فتو خوب زور سے رونے لگا میں نے کہا عزیز میاں مجھے چھتری دکھانا لیکن وہ لڑکا ہنستا ہوا باہر چلا گیا اور یہ روتا رہ گیا میری بہن ناواقف تھیں گھر والی بیگم سے مخاطب ہو کر کہا جب آپ کا ملازم بدزبان اور سرکش ہو گیا ہے تو پھر آپ نکال کیوں نہیں دیتیں۔ پھر تو بہت ہی خفیف و شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئیں میں نے کہا بوا یہ تو ان کا سوتیلا نواسہ ہے یہ سنکر وہ سکتہ کے عالم میں رہ گئیں۔

بوا۔ ایک ظلم تھوڑا ہی ہے سینکڑوں ان آنکھوں سے دیکھے ہیں اس غریب کی حالت تو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک روز میں اتفاق سے جا نکلی رات کا وقت تھا دیکھا برامدے میں دسمبر کا مہینا در یہ کڑ کڑا تا جاڑا ایک پلنگڑی بچھی ہے اور کھری پلنگڑی، پھٹی ہوئی ایک رضائی، سکڑا ہوا لیٹا ہے۔ میں نے کہا بوا یہ تمھارا

تو کہاں کیوں پڑا ہے؟ اسپر بولین "نہین بہن یہ تو فتو ہے" بس میرا تو ایمان کانپ گیا بوا ہین خدا جانتا ہے یہ سب باتین صحیح لکھ رہی ہون اور اس کے مقابل مین سوتیلی خالہ جو اسکی تقریباً ہم عمر تھی اُن کے بغیر دیکھے مقابلہ کرنیکے قابل ہین حقیقت مین شاہ و گدا کی مثال مان نہ ہونے سے بھائی بہن کی ہو جاتی ہے اب تم ہی خود مقابلہ کر لو۔

سلمہ۔ بہن میرے صدمہ مین تو اسوقت بہت کمی ہو گئی۔ حقیقت مین زینب بہت ہی صابرہ تھی کبھی کوئی بات مین نے نہ سنی خدا معلوم اس بچی پر کیا کیا گذرتی ہوگی اب تو چین ہو گیا ان کو بھی فکر جاتا رہا اُس کو بھی جنت مل گئی۔

آمنہ۔ خدا ایسون کو نیکی دے کہ وہ اپنی عاقبت کے لئے دنیا کو ہیچ سمجھین اور دنیا کی دوزخ سے بھی نجات پائین۔ تینوں ہمزبان ہو کر۔ آمین یارب العالمین

خاکسار
اکرم جہان
از راجپورہ

## بیوہ کی قدر ہندوستان مین

بیوہ کا ہمارے ہندوستان اور خصوصاً ہندو اور بنگالی قوم مین بہت ہی گراں ہوتا ہے لیکن افسوس ہے باوجود دیکہ یہ قوم ترقی یافتہ کہلاتی ہے اپنی اس بیجا ہٹ دھرمی سے باز نہین آتی گو دنیاوی کاروبار

ہین وہ ہندوستان بھر مین علاوہ پارسیون کے اول درجہ پر ہے مگر خانگی معاملات مین اب بھی اسکے وحشیانہ جذبات باقی ہین سو یہ ترقی ترقی نہین کہلاتی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے پیارے مذہب مین بیوہ کی عزت وحرمت کس طریقہ پر برقرار رکھی ہے اور اجازت ہے کہ اگر اس کے پاس اتنا گذارہ نہ رہے اور اپنے نفس کو قابو مین نہ رکھ سکے تو ضرور وہ نکاح ثانی کرلے خود ہمارے حضرت صلعم اس کی مثال آپ بنے ہین یعنی آپ کی ازواج مطہرات مین سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب بیوہ تھین۔ لیکن ہندوؤن کے چند در چند ایسے ایسے واقعے سننے مین کیا معنی دیکھنے مین آئے ہین کہ دل ہوتا ہے۔

ایک بار مین لاہور سے دہلی جارہی تھی فیروز پور جنکشن سے تین بنگالی عورتین ہمارے درجہ مین سوار ہوئین جن مین ایک بڑھیا، دوسری ادھیڑ، تیسری نوعمر جوان کیا غالباً سترہ اٹھارہ سالہ سمجھ لینا چاہئے۔ پہلی بڑھیا تو اس کی نانی اور دوسری ادھیڑ اس کی ماں تھی جس مین وہ بیچاری نوعمر لڑکی رومال سے منہ ڈھانپے ہوے بنگالی مین کچھ گنگنا گنگنا کر رو رہی تھی اور رونا بھی اس غضب کا دردناک تھا کہ سننے والے کا دل دہلا جاتا تھا۔ صورت اس کی اس وقت غم مین تباہ ہو رہی تھی تاہم پھر بھی وہ نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ الغرض ہمنے اس کی ماں سے دریافت کیا کہ "اس کو کیا صدمہ ہے جو اس قدر رو رو کر ہلکان ہوئی جاتی ہے" ماں نے سرد آہ بھر کر کہا "اب اس کی قسمت مین رونا ہی رونا ہے" پھر ہم نے ہمدردی کے لہجہ مین دریافت کیا "آخر کیا مصیبت پڑی"؟ تو اس نے بتایا "میری لڑکی کا خاوند یہین ریلوے اسٹیشن فیروز پور مین پوسٹ ماسٹر تھا اس کو دوماہ

کا عرصہ ہوا کہ وہ مر گیا بس اب اس کے واسطے گویا تمام خوشیاں اور زیبائش کیا معنی صفائی تک بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔" ہم نے پھر پوچھا کہ تمہارے یہاں کے رسوم ماتم کیا ہیں"؟ تب اس نے کہا، "خاوند کے مرنے کے بعد اب میری لڑکی جو اس وقت سترہ اٹھارہ سال کی ہے اس کے واسطے یہ ہے کہ ایک وقت کھانا ملے گا۔ کبھی اُجلا کپڑا انہیں پہن سکے گی۔ کبھی عمدہ غذا انہیں ملے گی اور اسی طرح زمین پر سوئے گی۔ دن کو گھر میں بھی اندھیرے مقام میں رہے گی۔" ہم نے کہا، "یہ تو اس بیچاری پر صریح ظلم ہے۔ کوئی اس نے جان بوجھ کر تو اپنے خاوند کو نہیں مارا خدا کی مرضی یہی تھی" اس پر کہنے لگی "ہمارے یہاں کا رواج یہی ہے۔ یہ ہم اس وقت تک قائم رکھیں گی جب تک ہے۔ پھر دوا بیچا کر اس کا بھدرا نہ کرائیں جیسے کہ میری ماں کا ہے۔" ہم نے اس کا سر دیکھا تو واقعی اُسترے سے صاف ہو رہا تھا اور صرف ایک ململ کی ساڑھی میں ملبوس تھی حالانکہ سردی کا سخت موسم تھا اس پر ایک موٹا سا خراب کمبل لپیٹے ہوئے تھی۔

ابھی ہم یہ باتیں سُن ہی رہے تھے کہ دریائے ستلج کے پل پر سے ریل نے گذرنا شروع کیا ہائے تب اس بیچاری کا بیقراری سے رونا دیکھنے کے قابل تھا۔ آدھا حصہ جسم کا ریل کی کھڑکی سے باہر نکال لیا اور اس بُری طرح سے بلک بلک کر رونا شروع کیا کہ ہم بھی نہ ضبط کر سکے ہم کا بیان کر کر کے رونا اب بھی بعض اوقات یاد آکر ایک بار بدن کو سنسنا دیتا ہے۔ اب ہم نے دریافت کیا یہاں کیا بات تھی جو اسقدر روتی ہے؟ ماں نے جواب دیا، "اس دریا کے کنارے اس کو جلایا گیا تھا اور اب یہاں سے کلکتہ ہمیشہ کے لئے جا رہی ہے اسی واسطے ایسی بیقراری سے رو رہی ہے۔"

یا آلہی اپنی رحیمی کے صدقے کسی عورت کو بیوگی کے واسطے زندہ نہ رکھنا اور بقول مرحومہ محمدی بیگم صاحبہ کے ؎

ہمارے ہاتھ کی مہندی ہمارے ساتھ ہی جائے
ہمیں شوہر خود اپنے ہاتھ سے مدفن میں رکھ آئے

واقعی وہ عورت پوری خوش نصیب ہے جسے شوہر اپنے ہاتھ سے نہ خاک کر آئے۔ اس وقت کا سماں دیکھا نہ جاتا تھا جب وہ دریا گذر چکا تب اُس نے اندر کھڑکی میں سر کیا اور رومال کو ہاتھ باہر کرکے نچوڑا جو اس وقت بعینہ انسوؤں میں تر بتر ہو رہا تھا اس وقت اس غریب کی حالت بہت ہی ضعف سے نازک ہو رہی تھی اور بڑی دیر تک آنکھیں بند کرکے اور منہ پر رومال ڈالکر پڑی رہی حیرت تو یہ تھی کہ ماں بھی اس کو اس وقت دلاسا، تسلی نہ دیتی تھی اور بار بار اکثر یہی کلمات بر زبان تھے ہوا اب یہی اس کی قسمت میں لکھا ہے ایک اور مصیبت ہے کہ دوسری شادی ان کے ہاں کوئی عورت کر ہی نہیں سکتی۔

یہ واقعہ میرے بچپن کا ہے لیکن اُس وقت جبکہ میرے دل پر اسکا کچھ اثر نہیں پڑ سکتا تھا میں بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔

غرضکہ بیوہ کی ہر طرح مٹی خراب ہوتی ہے جب ہی آئے دن اس قسم کی خبریں اخباروں میں دیکھنے میں آتی ہیں کہ خاوند کی بیماری میں خود مٹی کا تیل ڈالکر جل مری۔

اس وقت اگر مذہب کا جھگڑا ابھی چھوڑ دیا جائے اور غور سے دیکھا جائے تب بھی تو ایسا صریح ظلم کسی طرح روا نہیں اول تو خود ہی اس کا دل جہان سے بیزار ہوتا ہے اس پر دنیا کے طعن تشنے حد درجہ غریب کا

دل دُکھاتے ہوں گے۔ ان کا یہ قول ہے کہ عورت کی قوم کی یہ وفاداری
کہلاتی ہے تو اس قوم کے مردوں کو بھی دوسرا نکاح نہیں کرنا چاہیئے
کیونکہ آخر وہ بھی تو تمام عمر کی رفیق تھی۔
پہلے اس سے بھی زیادہ بیہودہ طریقہ تھا کہ زندہ جان کو دنیا
کے طعن تشنیع سے بچنے کے لیے ستی ہونا پڑتا تھا لیکن پھر بھی وہ بہت اچھا
رواج تھا کیونکہ اس روز کے جلنے اور تڑپنے سے ایکبارگی جلکر مرجانا تو بہتر تھا
ایک اور اسی طرح کا واقعہ ہے کہ ایک امیر آدمی مرگیا اُسکے
ساتھ اس کی ایک بیوہ بہن بھی رہتی تھی۔ اب گویا نند اور بھاوج دونوں
بیوہ ہوگئین۔ وہاں اور سب قیدون کے علاوہ ایک یہ اور بھی قید تھی کہ
رنگدار سالن نہ کھائے اور بگھارا کیا ہوا نہ ہو۔ دونوں تقریباً ایک ہی
طرح کی زندگی بسر کرتین۔ ایک روز نند بھاوج دونوں بیٹھی تھین کہ پڑوس
مین سے سالن بگھارنے کی خوشبو آئی۔ غریب بھاوج کے منہ سے اتفاقیہ
بے خیالی مین نکل گیا کہ "بگھار کی خوشبو آرہی ہے" بس ان الفاظ کا منہ
سے نکلنا تھا کہ نند نے وہین کھڑے کھڑے رونا اور اپنا سر نوچنا شروع
کر دیا اور اسقدر پیٹی اس قدر پیٹی کہ تمام محلہ جمع ہوگیا کہ کیا آفت برپا
ہوئی اور ساتھ ہی یہ الفاظ منہ سے نکلتے تھے " ہائے میرا بھائی ہائے میرا
بھائی" تمام اپنی چھاتی پیٹ پیٹ کر لہو لہان کر لی۔ بہت سی عورتون
نے اُس کو اس سے روکا اور سبب دریافت کیا تو اس پر یہ جواب
ملا کہ آج تو اس کو بگھار کی خوشبو آتی ہے کل نئے نئے شوق پیدا
ہونگے اور پھر ممکن ہے شادی کا شوق بھی دامنگیر ہو ابھی اس کے
دل مین دنیا کی ہوس باقی ہے اور یہ اپنے دل مین ابھی اپنے آپ کو بیوہ نہین

سمجھتی ہے اس واسطے بھائی کو پیٹا جا رہا تھا۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ کس حد تک بھاوج کم بخت کو جلایا گیا ہے۔ اب بھاوج ایسی ہوگئی ہے کہ اُسے زندوں میں شمار ہی کوئی نہیں کر سکتا اسی طرح کے صدہا واقعات آئے دن سننے میں آتے رہتے ہیں۔ یوں تو بیوگی ہر طرح ہی بد قسمتی پر دلالت کرتی ہے مگر یہ امر خدا کی طرف سے ہوتا ہے کوئی عورت دانستہ نہیں کر سکتی۔ خاوند کے مرنے کا رنج ہر ایک عورت کو جس حد تک کہ ہونا چاہیئے ہوتا ہے۔ مگر اس کو ہر وقت جلانا اور اُس کے دُکھی دل کو اور دُکھانا کسی طرح انسانی ہمدردی نہیں سمجھی جا سکتی اور اُس کو بد قسمت، منحوس قدم کہنا سراسر دل دُکھانا اور خارج از انسانیت ہے۔

مسلمانوں نے بھی اہل ہنود کی دیکھا دیکھی یہی رواج قائم کرنا شروع کیا تھا جس پر آج کل کی بعض جہلا تو میں اب بھی عمل درآمد کرتی ہیں لیکن کہنا چاہیئے احکام خداوندی سے پھر جانے کا ٹھیک نتیجہ یہی ہے کہ ہم اُس قعر مذلت میں گھرے ہیں کہ کسی طرح نکلنا نصیب نہیں ہوتا۔ بہت کوشش اپنے نکلنے کی کرتے ہیں لیکن پھر وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں۔ دیکھنا چاہیئے کہ اہل ہنود جو ترقی یافتہ کہلاتے ہیں یا اسی طرح بنگالی وہ صرف ظاہری ٹیپ ٹاپ ہے ورنہ دیکھا جائے تو وہ ابھی نصف کے قریب اسی پرانی ترنگ میں ہیں۔

ایک اور عجیب رسم سنئے اِن کے ہاں دستور ہے کہ ایک قریبی عزیز مرجائے تو عورت پورے تین سال تک کرتے سے برہنہ رہتی ہے اور اکثر تو اپنی تمام عمر ننگا رہ کر گذار دیتی ہیں کیونکہ ایک عزیز مراتب تین سال تک ماتم رہا۔ اسی عرصہ میں کوئی دوسرا عزیز مرگیا چلو چھ سال

کرتے سے نجات ملی ابھی اسکا سوگ ختم نہ ہوا تھا کہ تیسرے کا قضا را
نمبر آ گیا پس اسی طرح تمام عمر برہنہ رہ کر گذار دی۔ بیچارے عزیز تو ا
مرتے رہے مگر اپنی ایک عزیزہ کو ہمیشہ کے لئے ننگا کرتے رہے اس
ماتم تو کیا خاک تصور کرنا چاہئے۔ البتہ عزیز کے مرنے سے ایک تو ضرو
ہو جاتا ہوگا یعنی کرتے کے کپڑے کی بچت۔ ورنہ کسی مرحوم کو اپنی کسی
عزیزہ کے برہنہ رہنے سے کیا ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔

ایک ہندو خاتون سے یہ معلوم کرکے اطمینان ہوا کہ ا
اس قبیح رسم کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یعنی صرف ا
کہ بازار مین کرتا پہن لیتی ہین لیکن مرحوم کے گھر کی گلی سے اُتار کر گھر مین
داخل ہوتی ہین۔ خیر اتنی نہین کچھ تو غیرت آئی۔ شکر ہے اُنھین ا
عیب کچھ تو نظر آیا۔

مین یہ نہین کہتی کہ ہم عیبون سے پاک اور گناہون سے مبّ
ہین نہین ہرگز نہین الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان پھر بھلا ہ
کب غلطیون سے بری ہو سکتے ہین۔ ہماری ہی قوم مین بہت س
ہندو رواج قایم ہو گئے اور بعض جہلا اس حد تک ان کی پابند
کرتے ہین کہ احکام شریعت واحکام خداوندی بھی پس پشت ڈالدیۓ
ہین چھاتی کا زدوکوب کرنا رخسارے پیٹنا یہ سب سخت گناہ ہین لیکن
یہ دستور اکثر دیکھنے مین آیا اور خصوصاً پنجاب مین تو عام ہے کسی
شرع کے پابند شخص کے ہان اتنا فرق ہوگا کہ پیٹنا وغیرہ موقوف
ہو مگر بین کرکے رونا لازمی ہے اور بین کرکے رونا بھی گو مذاق سے
خالی ہو مگر گناہون سے پُر ہے۔ یعنی صف ماتم پر مرحوم کی بیوی، مان،

بہن یا اور کوئی قریب کے رشتہ کی عورت ایک جانب بیٹھ جائیگی
اب تعزیت دینے والی بی بی آئے گی پہلے تو مرحوم یا مرحومہ کا ذکر ہوتا
رہیگا تقریباً پانچ منٹ تک۔ پھر گھونگٹ دونوں نکال لینگی ذرا آواز
بلند ہوگی کہ ایک اور بی بی جو نزدیک کے رشتہ کی ہوگی آکر دونوں
کے سر جو بالمقابل بیٹھنے سے سامنے ہونگے ہاتھ سے پکڑ کر ملا دے گی پھر تو
حضرت نوح کے وقت کا طوفان رونے اور بین کرنے کا دماغی سمندر
بین اگر سننے والوں کو کبھی ہنسائیگا اور کبھی رولائیگا۔ ہنسائیگا یوں کہ
اُن کے بین کا طرز ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی گیت گاتا ہے لیکن الفاظ
ایسے ہوتے ہیں کہ شقی القلب انسان کے بھی ایک دفعہ تو ضرور آنسو
نکل پڑیں۔

ایسے ایسے کئی رسومات ہیں جو گناہ میں داخل ہیں لیکن وہ برابر
عمل میں آتے رہتے ہیں مزید براں ایک رسم تیجہ یا سوم ہے جسے پھول
بھی کہتے ہیں اس میں بجائے مساکین و غربا اور بیواؤں کو کھانا کھلانے
کے اپنے عزیز رشتہ داروں کو جو بعض صاحب دولت و ثروت
ہیں کھلا کر معصوموں اور قابل رحم انسانوں کا حق غصب کیا جاتا ہے
اگر اپنے امیر رشتہ داروں کی خاطر منظور نہ ہوتی تو یہ دو چار بھکمنگے
فقیر (جو کھانا تیار ہوتے دیکھکر آ کھڑے ہوتے ہیں اور تھوڑا بہت اُنکو
دیکر کار ثواب خیال کر لیا جاتا ہے) انکو ایک دانہ بھی ثواب کے لئے
نہ ملتا لازم یہ ہے کہ پہلے غربا، مساکین اور بیوہ معصومین کو بلا کر
یا اُن کے ہاں پہنچا کر بعد میں کھانا تقسیم کیا جائے۔ مگر یہاں برعکس پہلے
عزیز رشتہ دار کھالیں تب باقی بچا ہوا مرحوم کے نام خیرات کیا جائیگا

اوّل تو عزیز رشتہ دارون کو کھانا کھلانے کی غرض ہی کیا ہے۔ پھر اگر کھانا بھی ہو تو معمولی مگر اتنا کہ بہت سے آدمی کھا سکیں۔ بعض خود غرض رشتہ دار عورتیں ایسے کھانون پر طعن کرتی ہین اور کہتی ہین کہ "اے ہے میرا بیٹا یا بھائی تو ایک سو روپیہ مہینہ کما کر لاتا تھا اس کے سوم کی روٹی تو ہر متنجن سے کی جاتی" دوسری بولتی ہے "ہان بوا اتنے کماؤ کے سوم کی روٹی مین کم از کم پلاؤ زردہ تو ہوتا" واقعی اس جگہ کسی نے یہ مثل ٹھیک کہی ہے کہ مردہ دوزخ مین جاے یا جنت مین ہمین تو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے" اس وقت نہ تو مرحوم کے لئے دعاے مغفرت کیجاتی ہے اور نہ اُس کے پس ماندون سے اظہار ہمدردی۔ سواے اُن دلشکن کلمات کے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک عورت کے بیوہ ہونے پر اُسکی چوڑیان توڑنے سے اُسکے خاوند مرحوم کو کیا ثواب مل سکتا ہے اسی طرح ناک کی کیل علیحدہ کرنے پر۔ مگر یہ محض دنیاوی ڈھکوسلا ہے۔

پیٹنے یا بین کرنے پر حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ ملک الموت ایسے موقع پر کہتے ہین کہ اے بیقراری سے رونے والے اور اے اپنے تئین پیٹنے والے اس مین میرا تو قصور نہین ہے جو مین تیرے عزیز کی روح نکال کر لے گیا ہون مجھے تو خدا نے حکم دیا تھا اچھا تو کیا یہ تیرا غصہ خدا پر ہے کہ اُس نے ایسا کیون کیا

پس ہمکو خدا سے پناہ مانگنی چاہیے اور دعا مانگنی چاہیے کہ ہمین راہ راست پر لگا دے اور نیک ہدایت کرے کہ ہم اُسکے حکم سر انکھون پر بجا لا کر تیرے دربار مین سرخروئی حاصل کرین آمین یارب العالمین

راقمہ
بلقیس بیگم
از حصار

# عورتونکے فرائض

ستمبر نمبر مین خاکسار کا ایک مضمون عورتون کے فرائض کے متعلق شائع ہوا تھا جو مکمل نہین تھا بلکہ وعدہ تھا کہ اس کو جلد مکمل کر دیا جائیگا لیکن آہ! افسوس کیا عرض کرون کہ وہ وعدہ ابتک کیون پورا نہوا۔ کن وجوہ نے معذور رکھا چھ ماہ کا عرصہ کچھ تھوڑا نہ تھا لیکن کہنے کو یہ چھ ماہ تھے۔ مگر کچھ عجیب شان کے تھے انکی جو صبح آئی میرے لئے تازہ افکار کا بیشمار ذخیرہ اپنے ساتھ لائی اور جو شام گئی وہ اپنے بعد ہجوم رنج والم یادگار چھوڑ گئی۔ فلک پیر کی جو نگاہ پڑی وہی خنجر کا کام کر گئی۔ نیرنگی زمانہ نمک پاشی کا حق ادا کرتی رہی۔ میرا مطلب اس سے زمانہ کو بدنام کرنا نہین ہے۔ نہ فلک کی سنگدلی کو زیر بحث لانا۔ بلکہ ایک قومی کام سے اتنے عرصہ تک معذور رہنے کی معذرت تھی جو دکھے ہوے دل نے ان الفاظ مین پیش کر دی۔

جب سے دنیا قائم ہوئی۔ اور انسان کا وجود ہوا اسی وقت بلکہ اسی گھڑی سے وہ تمام فرائض بھی پیدا ہو گئے جو صرف اس لئے مخصوص کئے گئے تھے کہ وہ اپنی ناپائدار زندگی کے چند دنون مین انہین بوجہ احسن انجام دے کر سرخروی کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کے دربار مین حاضر ہو تاکہ معلوم ہو کہ اس کا وجود جو محض فانی تھا بیکار پیدا نہین ہوا۔ نہ پیدا کرنے والے کی یہ غرض تھی۔ بلکہ وہ خاص اغراض سے پیدا کیا گیا اور پیدا ہونے والے نے انہین پورا کر کے دکھا دیا لیکن اگر معاملہ اسکے برعکس رہا تو وہ مطلب جو اس کی پیدائش کا

سبب تھا مفقود ہو جاتا ہے۔ اس حالت مین دو صورتین پیدا ہوتی ہین۔ ایک تو یہ کہ پیدا کرنے والے نے خاص وجوہ کو پیش نظر رکھکر پیدا نہین کیا۔ بلکہ یہ صرف اُس کی تفریح طبع کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری یہ کہ پیدا تو خاص اغراض سے ہوا لیکن جیسے ہی اس کا وجود ہستی مین آیا۔ وہ اغراض خاک مین مل گئین۔ اور تمام فرائض یک لخت فراموش ہو گئے۔

عورتون نے پہلے تو اپنے فرائض پر کسیقدر غور کیا۔ اور ایک حد تک انھین انجام بھی دیا۔ مگر پھر زمانہ کی کچھ ایسی ناموافق ہوائین چلین کہ انکی آنکھون پر بھی اس طرف سے پردہ پڑ گیا اور بالکل غافل ہو گئین لیکن بقول ان کی غفلت کوئی معمولی غفلت نہ تھی۔ اس غفلت نے تو ستم ہی کر دیا۔ تمام قوم برباد ہوئی اسلام بدنام ہوا۔ مذہبی شان وشوکت خاک مین مل گئی۔ شیرازہ اسلامی منتشر ہو گیا اور ابھی خدا نکرے شیطان کے کان بہرے کہ اس مین اور اضافہ ہو اور اسلامی شان وعظمت نابود ہو جائے۔

قوم کی ترقی کی باگ عورتون کے ہاتھ مین ہے وہ جس طرف چاہین اُسے چلا سکتی ہین۔ اگر اسلامی شان وعظمت انکے ہر رگ وریشہ مین اچھی طرح پیوست ہے اور تمام بہتری روحانی جذبات اور برگزیدہ وپاکیزہ خیالات وعادات موجود ہین تو کوئی وجہ نہین کہ تمام قوم اسی رنگ مین نہ رنگی جائے، اور جو شخص ان کی آغوش محبت سے پرورش پاکر نکلے وہ اسلام کا حقیقی فرزند اور اُس کی ہر آن پر جان فدا کرنے والا نہو مسلمان ہونے کے یہ معنی نہین کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے کان مین آذان

دی گئی۔ منہ میٹھا ہوا۔ بس اسلامیت ختم ہوئی۔ نہین بلکہ پیدا ہونیوالا تو ایک بالکل معصوم انسان ہے۔ دین و دنیا کی اسے کچھ خبر نہین۔ اسکی مان کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اپنے ان فرائض کو پیش نظر رکھکر جو اسکی تعلیم تربیت کے متعلق قدرت نے اس پر عائد کر دیئے ہین اس کی پرورش کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی تمام کوشش اس بات پر صرف کر دے کہ وہ معصوم انسان اسلام کا حقیقی فرزند ثابت ہوا اور اسکی ہر حرکت اور بات سے اسلامیت کی بو آئے اور اہل دنیا سے جب اسکا سابقہ پڑے تو انہین معلوم ہو جائے کہ اسلام کی شان کیا ہے اور اس کے نام لیوا کس پایہ کے ہین اور انکے نزدیک اسکی کیا عظمت ہے۔

عورتین اگر غور کرین تو معلوم ہو کہ وہ اپنی غفلت اور ہٹ دھرمی سے بہت کچھ کھو چکین اور ابھی کھو رہی ہین۔ اب بھی وقت ہے اگر سنبھل جائین تو ممکن ہے صراط المستقیم کو پالین۔ مردون کے فرائض انجام دینے کا جو خیال خام دل مین سما گیا ہے اُس کو فوراً چھوڑ دینا چاہئیے۔ یہی بربادی کا باعث ہوا اور ہوگا آخر ان مین کیا ایسی خوبی ہے جو کچھ سوچنے سمجھنے کی بھی اجازت نہین دیتی اور اندھا دھند لئے جاتی ہے۔ اگر تھوڑی دیر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرین تو معلوم ہو جائے کہ ہمارے اپنے فرائض کس شان کے ہین اور قدرت نے انہین کیا اہمیت دی ہے جو کام جتنا بڑا اور اہم ہوتا ہے اوتنا ہی اُسے ہوشیاری سے انجام دینا پڑتا ہے لیکن افسوس عورتون نے اس کی خاک قدر نہ کی اور ہرگز نہ سوچا کہ جو بوجھ انکے کندھون پر رکھا گیا ہے وہ کس شان کا ہے اور کسطرح ہمین اس سے سبکدوش ہونا ہوگا۔ آخر خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کیا وہ یہ

پوچھنے کا حق نہین رکھتا کہ بینے جو معزز بوجھ تمہارے کندھون پر رکھ
اُسے لاپرواہی سے کیون پھینک دیا اور دوسرون کی طرف کیون مت
ہوئین۔کیا میری تقسیم تمہاری رضامندی کا باعث نہ تھی۔

اس مین کوئی شک نہین کہ عورتون کی کمزوریون کے ذمہ وا
مرد بھی ضرور ہین کیونکہ اول اول وہی ان کے سدراہ ہوئے اور
چلتی گاڑی مین روڑا اٹکایا۔ ناجائز طور سے ان پر حکومت کی۔ جور
اختیار کی وہ نہایت ظالمانہ کی۔ جو پابندیان ان پر عاید کین وہ بھی خلا
قدرت کین۔ ان کے حقوق کا مطلق خیال نہ کیا۔ بلکہ محض بےحس جانور
سے بھی بدتر سمجھا۔ ایسی سختی مین زندگی بسر کرنے سے ان کی وہ بلند ہمتین جو خا
اسلامی تھین پست ہوگئین۔ پرانی مذہبی عظمت اور شان و شوکت خاک
مل گئی۔ وہ اسلامی خون جو ان کی ہر رگ و ریشہ مین ہمیشہ جوش مارا کر
سرد پڑ گیا۔ دل مردہ ہوگئے اور ناجائز پابندیون مین رہنے سے خی
و عادات سب پراگندہ ہوگئے۔ اسلامی شان کی کہین جھلک بھی باقی ن
پھر بھلا کیا امید ہوسکتی تھی کہ ایسی عورتون کی اولاد اسلام کے لئے باعث
ہوگی۔ اس کی عظمت ان سے قائم رہے گی۔ جب کچھ عرصہ اسی حالت
گذر گیا تو پھر زمانہ نے کروٹ بدلی اور عورتون کو اپنی ہستی کا احس
ہوا۔ دنیا کو ترقی کرتے دیکھا۔ اپنی حالت پر غور کیا تو بالکل پست معل
ہوئی۔ بس فوراً ہی ترقی کی دھن دل مین سما گئی اور اس خیال کو لیکر
کھڑی ہوئین۔ جہان گئین ترقی ترقی کا شور کیا اور آزادی آزادی پکا
نیا نیا جوش تھا یہ تو غور نہ کیا کہ کس قسم کی ترقی کی ضرورت ہے اور
ہو تو کیسی ہو۔ جو ترقی دنیا مین رائج دیکھی اور جس آزادی کا تسلط د

بس اُسی کی خواہان ہوگئین۔ خواہ وہ اُن کے حق مین کیسی ہی ثابت ہوئی وجہ ہے کہ اب اگرچہ ترقی بھی ہے اور آزادی بھی۔ لیکن وہ پہلی سی اسلامی شان کہین نظر نہین آتی۔ کیونکہ عورتون کو ایسی ترقی و آزادی کی ضرورت نہ تھی جیسی انہون نے حاصل کی۔ اس کا نتیجہ یہی ہے جو آجکل نظر آرہا ہے۔ بڑی بھلی تعلیم حاصل کرلی۔ فیشن کی دلدادہ ہوگئین۔ آزادی کی بو دماغ مین سماگئی نہ بچون کی خبر ہے نہ گھر کا ہوش بچے ہین وہ نوکرون پر پڑے ہین۔ تمام دن واہی تباہی پھرتے ہین اور خوب دل کھولکر آوارہ ہوتے ہین۔ اچھی طرح اسلام کو بدنام کرتے ہین۔ گھر مین خاک اُڑ رہی ہے۔ نوکر لوٹ رہے ہین پیسہ کی جگہ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی نہ کھانے کا کچھ انتظام ہے نہ کسی چیز کا ڈھنگ۔ شوہر پریشان حال۔ دیگر عزیز علٰحدہ نالان۔ لیکن انکی بلا سے۔ انہین اپنی فیشن اور آزادی سے کام بچون کی پرورش تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوکر آیا کیون بنین۔ اور گھر کے دھندے کو دیکھکر ماماگیری کیون اختیار کرین۔ تمام دن آرام کرنے ڈاک دیکھنے اور اخبار ملاحظہ کرنے سے کام۔ جب یہ لیل و نہار ہے تو قوم ترقی کر چکی۔ اور اسلام پہلی شان کو پہنچ چکا۔ حقیقی ترقی اُسی وقت نصیب ہوگی۔ جب عورتین اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دینگی۔ اب بھی کچھ نہین گیا اگر سنبھل جائین۔ اور آئندہ لڑکیون کی تعلیم و تربیت کو خاص اہتمام سے انجام دین۔ بچپن سے ہی ان فرائض کو ذہن نشین کر دیا جائے جو قدرت نے ان پر عائد کئے ہین ناجائز آزادی سے بچائین مگر جائز آزادی ضرور دین تاکہ ان کے دل مردہ نہونے پائین اور حقیقی ترقی کا رستہ دکھائین۔ اسلام کی شان و عظمت سے آگاہ کرین تاکہ ان کے حوصلے بلند ہون۔ سینون مین اسلامی خون جوش زن ہو۔ خیالات

وعادات پاکیزہ ہوں اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دینے کا خیال پیدا ہو۔ تو انشاءاللہ سب کمزوریاں دور ہو جائینگی اور اسلام کی پھر وہی گذشتہ شان نظر آئے گی۔

اب آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ خواتین کے دل میں اسلام کا سچا درد پیدا کرے تاکہ وہ کس مپرسی کی حالت سے نکلے اور اہل دنیا کو پھر وہی شان نظر آئے۔ آمین ثم آمین

خاکسار

فاطمہ صغرا بیگم

(اہلیہ انصار احمد) از ہردوئی

# گھر میں عورت کا اقتدار

## (ایک امریکن نقطہ نظر سے)

عورت مرد کی حصہ دار ہے | تمام نادانیوں میں سب سے بڑھکر وہ نادانی ہے ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے کہ وہ عورت جس کی ابتدائی زندگی اب گھر کے کام اور بچوں کی نگہداشت ہے وہ ایک "دو ٹکر خور" عورت۔

کچھ مرد ایسے خود غرض، ایسے کوتاہ بین اور ایسے بے رحم ہیں جو اقوال اور اپنے افعال سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جبکہ غریب عورت بچوں اور خاوند کے لئے گھر کا تمام کام دیکھتی بھالتی ہے وہ بیوی اور بچوں کی خاطر روزی کماتے ہیں اس لئے عورت کے مساوی حصہ دار نہیں تا خاندان کے حاکم و سردار ہیں۔ اور اسی خیال کی بنا پر وہ روپے پیسے خرچ کا حق صرف اپنے تک محدود رکھتے ہیں اور اصل پوچھا جائے تو تم

خرچ اُن ہی کی ذات سے متعلق ہوتا ہے۔

کچھ عورتین ایسی ہوتی ہین جو اپنی غریبی اور مسکینی کی زندگی سے یہ ثابت کرتی ہین کہ چونکہ مرد کمانے والا ہے اس لئے عورت پر شرف رکھتا ہے اور چونکہ عورت جسم مین ضعیف ہے اس لئے اُس کو تمام دنیاوی امور مین مرد کا دست نگر رہنا چاہئے۔ اور اسی طرح ایسی عورتین اُس جنس کو جو اہم ترین اور دشوار ترین کام انجام دیتی ہین جس کی مدد کے بغیر دونون اصناف مین سے کوئی اپنے فرائض کو پورا نہین کرسکتا نگر خوار کہلانے کا باعث ہوتی ہین۔

ان دونون صورتون مین ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے یہ درست ہے کہ عورت کو اُس راستہ پر جس کی وہ قابلیت رکھتی ہے عام اس سے کہ مرد وہ راستہ پیشتر اختیار کر چکے ہون چلنے دیا جائے۔ عورت کو ایک وکیل، ایک ڈاکٹر، ایک کسان اور ایک دوکاندار ہونیکا وہی حق حاصل ہے جو مرد کو۔ ایک شاعر، ایک سیاح، ایک مدبر اور ایک نقاش ہونے کا۔ جس طرح مرد اُن کے لئے بیان کئے پیشون مین سے کوئی ایک پیشہ اختیار کرکے اپنے ہم جنسون کو فائدہ پہنچاتے ہین اسی طرح عورتون کو بھی متذکرہ صدر راستون مین کسی ایک پر چلنے کا خاص حق ہے۔

اس کے علاوہ اگر کسی ملک کی عورتون اور خود اس ملک کو ترقی دینا مقصود ہو تو یہ امر ضروری ہوجاتا ہے کہ عورتون پر یہ راستے کھولدیئے جائین۔ ملک کی ترقی کے لئے جس طرح مردون کو سیاح، صناع، معمار، مدبر اور عالم و فاضل ہونے کی ضرورت ہے اسی طرح عورتون کا ڈاکٹر، وکیل یا دوکاندار ہونا ایک لابدی امر ہے۔ سیاحت و سائنس کی تحقیقات مین بھی عورتون نے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہین اور ایک معنمت یا ایک نقاش مرد ہو

یا عورت یکسان ہے بشرطیکہ کام اچھا ہو۔

مین ان تمام باتون کا محض اعتراف ہی نہین کرتا بلکہ زبردست حامی بھی ہون۔ لیکن یہ کہنا ایک واقعہ کا دوہرانا ہے کہ ایک معمولی مرد یا ایک معمولی عورت کا ابتدائی کام یا اُن تمام مرد اور عورتون کے کام جن کی زندگی غیر معمولی طور پر خوش و خرم ہے صرف یہ ہے کہ اپنے لئے یا اپنے بچون کے لئے گھر کی نگہداشت رکھی جائے اور گھر کا انتظام کیا جائے۔

مرد اور عورت کے جداگانہ کام مرد کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے روزی حاصل کرنے کی تدابیر اختیار کرے یا یون کہنا چاہئے کہ اپنی، اپنی بیوی اور اپنی اولاد کی بسر اوقات کے لئے کوئی سلسلہ اختیار کیا جائے تاکہ اُس کا خاندان قوم مین ایک اضافہ ہو سکے۔

مین ایک مدبر، ایک شاعر اور ایک سنگ تراش کی خدمات کی پوری عزت کرتا ہون۔ اور یہ تو سب جانتے ہین کہ یہ اپنے کام اُس وقت تک انجام نہین دے سکتے جب تک قوم کے اور افراد اپنے اپنے کام جداگانہ طور پر چاہے ہاتھ سے، چاہے دماغ سے، چاہے قلم سے انجام نہ دین۔ اور اس طرح انجام دین کہ ملک کی تجارت اچھے پیمانہ پر چلتی رہے۔ اگر ایسا نہو تو ہمارے کھانے کو خوراک، رہنے کو مکان اور پہننے کو کپڑے بھی نہ ملین گے اور پھر قوم مین شاعر اور مدبر کیسے پیدا ہو سکین گے۔ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ ایک فرقہ کو دبا کر کوئی دوسرا فرقہ عروج پاتا ہے بلکہ برخلاف اِس کے قومی بہبود اور ترقی کے نکتہ خیال سے ضروری ہے کہ قوم کے بعض افراد وہ قابلیت رکھتے ہون جس کا اندازہ روپیہ پیسے کی صورت مین ہو ہی نہ سکے اور اِس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہر شخص ایسا قابل ہو۔ عورتون کے لئے

بھی یہی اصول ہے۔ غیر معمولی قابلیت کی عورتین اچھی بیویان، اچھی مائین اور اپنے گھر کی اچھی منتظم ہوتی ہین اور گھر کے باہر بھی اپنی قابلیت کا اظہار کرتی ہین لیکن مردون اور عورتون ہین ایسی مثالین شاذ ہی ہوتی ہین۔ جس طرح بعض مرد اپنی قوم کو بہت کم فائدہ پہنچاتے ہین اسی طرح بعض وہ عورتین ہوتی ہین جنکی تمامتر کوششین اور خدمات گھر کے باہر ہوتی ہین اور اس لئے وہ قوم کی سچی خدمت نہین کرتین۔ جس طرح کوئی قوم اُسوقت تک ترقی نہین کرتی جب تک مرد اپنے گھر کے قائم رکھنے کے لئے کافی کمائی کرنے کے قابل نہون اُسی طرح کوئی قوم زندہ نہین رہ سکتی جب تک عورت ایک اچھی بیوی اور تندرست بچون کی مان نہ بنے جس سے قوم پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے بڑھتی ہے۔ ایک قوم کی اہم ترین خدمت وہ ہے جو بیوی اور مان کرتی ہے اور یہ نہایت شاندار خدمت ہے اور ایسی خدمت ہے جسکے بغیر قوم کی زندگی ایک لمحہ کو بھی ممکن نہین۔

ناعاقبت اندیش لوگ ان باتون کو اور "اعلے تعلیم" تک کو عورت کے "غیر واجب مطالبات" تصور کرتے ہین یہ سخت غلطی ہے۔ عورت کو تعلیم کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا مرد کو اور تعلیم مرد کے مقابلہ مین عورت کو ایک ذرہ برابر زیادہ نقصان نہین پہنچاتی۔ شاید کسی احمق کو تعلیم سے نقصان پہنچ جائے لیکن اس صورت مین مرد عورت کی خصوصیت نہین ہوتی۔ جو لوگ "اعلے تعلیم" کی مخالفت کرتے ہین اُن کی حمایت ایسی ہی کیجاتی ہے جیسے حال مین زنانہ کالج کے پریسیڈنٹ نے کی ہے اور جس نے پیدائش کے اعداد کی مدد سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صرف ایک بچہ جس کی تربیت اچھی ہو اچھا ہے بہت سے ایسے بچون کے ہونے سے جن کی تعلیم ناقص ہو۔

سب سے پہلے تو یہ ظاہر ہے کہ اُس گھر مین جس مین زیادہ بچے ہون اچھی تربیت ہو سکتی ہے بمقابلہ اُس گھر کے جس مین صرف ایک یا دو بچے ہون۔ دوسرے یہ دعوےٰ اگر عام طور پر اس کو دیکھا جائے تو بظاہر بالکل غلط معلوم ہونے لگتا ہے۔

جس گھر مین صرف ایک بچہ ہو وہان عموماً کیا ہوتا ہے وہان اگر موت اپنا قابو پا گئی تو تمام امیدون کا خاتمہ ہے امیدین صرف زندگی تک قایم رہتی ہین۔ وہ جماعت یا وہ فرقہ یا وہ قوم جو اوسطاً اپنے گھر مین ایک ہی بچہ رکھتے ہون اس کی زندگی تو بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اس لئے اگر اُس ایک بچہ کی تعلیم اچھی ہو یا بُری کوئی زیادہ فرق نہین ہوتا لیکن اگر گھر مین بچے زیادہ ہون تو ہمیشہ امید قایم رہتی ہے اُن کی چاہے اچھی پرورش نہ ہو لیکن پرورش تو ہوتی ہے اور آئندہ کچھ کرنے کی امید باقی رہتی ہے جس طرح مرد کا خاص کام یہ ہے کہ اپنے اور متعلقین کے لئے روزی کمائے اُسی طرح عورت کا خاص کام یہ ہے کہ گھر کا انتظام اور بچون کی پرورش کرے۔

عورت مرد کے مساوی ہے۔ عورت سوسایٹی کی محتاج نہین وہ خود سوسائٹی ہے وہ سوسایٹی کا ایک اہم جزو ہے۔ سوسائٹی مین وہی اخلاقی پابندیان اُس پر عاید ہوتی ہین جو مرد پر بلکہ اس پر اضافہ یہ کہ وہ محبت، عنایت اور عزت کی مستحق ہے لیکن اگر عورت اپنے فرائض کے ادا کرنے مین قاصر ہو تو وہ وہی درجہ رکھتی ہے جو وہ مرد رکھتے ہین جو اپنے فرائض ادا نہین کرتے۔ اگر عورت اپنے فرائض پورے پورے ادا نہ کرے تو سوسائٹی کا خاتمہ ہو جائے اور اگر وہ پورے پورے ادا کرتی ہے تو بیشک وہ ہر عزت کی مستحق ہے۔

بس یہی آخری فیصلہ ہے۔ عورت یعنی مان اور بیوی کی عزت کی
یک طریقہ یہ ہے کہ عورت کو اُس کے خاوند کے مساوی سمجھا جائے
م زچگی کی تکالیف ہر مرد کو عورت کا مرہون منت بنا دیتی ہین اور
د کس قدر بے انصاف ہے کہ اپنی زندگی مین کبھی اس کا خیال تک
ہین کرتا۔

شادی کے اصلی معنی حصہ داری ہے۔ جسم کے ساتھ روح اور دماغ
ر خیالات کی حصہ دار بھی عورت کو بنانا چاہیئے۔ اس مساوات کو
ی طور پر ماننے کے لئے اس امر کا اعتراف سب سے پہلے ضروری ہے
ہ روپیہ پیسے کے خرچ مین عورت کو اسی قدر حق حاصل ہے جس قدر
ن کے کمانے والے کو۔ روپیہ کا کمانا گھر کی نگہداشت کے مقابلہ مین ایک
رہ برابر زیادہ اہمیت نہین رکھتا بلکہ مین تو اُس کو دوسرا درجہ دون گا
مرد کہ گھر کے عام اخراجات مین عورت کو حصہ دار نہین ٹھہراتے وہ
پنے معاہدون مین جھوٹے ہین۔

اِس سوال مین رعایت اور مہربانی کو تو دخل ہی نہین ہے گھربار
ر بچون کے خرچ کے علاوہ عورت کو اپنی ذات پر روپیہ خرچ کرنے کا
ہی حق حاصل ہے جو مرد کو۔ جو روپیہ مرد عورت کو دیتا ہے وہ کوئی
عفہ یا پیشکش نہین ہوتا۔ مرد روپیہ کماتا ہے لیکن وہ محض اس ہی لئے
ماتا ہے کہ عورت گھر کی نگہداشت کرتی ہے۔ عورت کا یہ حق ایسا
ق ہے جس کا مطالبہ اُس کے فرائض مین داخل ہے اور بغیر مانگے اس
ق کا دینا مرد کے لئے باعث فخر و مباہات ہے۔ اگر مرد اس کے
دینے مین غفلت کرے تو وہ بدقسمت ہے اور اگر عورت اس کے

مطالبہ مین سستی کرے وہ بھی بدنصیب ہے۔

مرد عورت کو پورے پورے فرائض کی انجام دہی پر مجبور کرتے ہین اُن کے نزدیک عورت کا سب سے بڑا فرض گھر کا کام ہے اور مردون کے خیال مین عورتون کو اُسیقدر تکالیف بھی برداشت کرنی چاہئین جسقدر خود ان کو اُٹھانی پڑتی ہین۔ ہم حقوق کی مساوات کو مانتے ہین لیکن دونون جنسون کے فرائض کو یکسان نہین کہہ سکتے۔ عورت پر اس کے ملک کا پہلا فرض یہ ہے کہ بچون کی پرورش اور تربیت کرے اور مرد کا پہلا فرض یہ ہے کہ عورت اور بچون کی خبرگیری کرے۔ لیکن دونون صورتون مین صرف یہی ایک اپنا فرض نہ سمجھ لینا چاہئے اور اس فرض کی ادائیگی کے یہ معنی نہین ہین کہ اور فرائض سے غفلت کیجائے۔ عورت کو ووٹ دینے سے منع کرنیکا یہ مفہوم ہے کہ عورت اپنے اصلی فرائض سے غافل ہوجائے اور مرد اپنے فرائض سے بے پروا ہوجائین۔ البتہ صرف ایک اہم پیشہ یعنی طبابت وجراحی اختیار کرنیوالے مردون کے مقابلہ مین اُنکی عورتون کو زیادہ وقت ملتا ہے کہ وہ سیاسی معاملات مین حصہ لین۔

سید عبدالکریم
متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

## بچون کی تربیت کا ایک پہلو

بچون کی چنچل عادت مشہور ہے۔ بچپن مین دماغی اور جسمانی قوی کو کسی آن قرار نہین ہوتا ابھی ذہن مین کسی چیز کے حاصل کرنیکا خیال آیا اور اُسکی دھن لگ گئی شفیق مان لاکھ سمجھائین لیکن ننھے میان اپنی ایک دُھن کے

آگے بھلا کب سنتے ہین۔ اتنے مین ڈیوڑہی سے آواز آئی "ڈاک لیجاؤ" ماما ڈاک لینے گئی آپ بھی رونا دہونا چھوڑ جھٹ اُس کے پیچھے ہولئے اور اُس کے ہاتھ سے خط اُچک "ہم لائے ہین" کہکر خط مان کی گود مین ڈالدیا اور آپ اپنی بہنون کے ساتھ گڑیان کھیلنے بیٹھ گئے اول تو بہنون نے کھلک اُپاڑ تنے بھائی کو آتا دیکھکر اپنی گڑیان چھپالین لیکن حضرت کے میٹھے میٹھے بولون نے آخر بہنون کا دل لبھا ہی لیا اور آپکو بھی دیکھنے کی اجازت مل گئی اور پھر کھیل شروع ہوگیا۔ آج گڑیا کے بیاہ کے لئے جوڑون کی تیاری ہورہی ہے۔ طرح طرح کے ریشمی اور زری کے ٹکڑے فرش پر پھیلے پڑے ہین۔ آپ بنے قینچی اُٹھا ایک کے دو اور دو کے چار کرنا شروع کردیا۔ بہنین جو سر جوڑ کر بیٹھین تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ بھیا کس کارستانی مین لگے ہوئے ہین۔ اِدہر تو یہ کاٹ چھانٹ ہورہی تھی اُدہر قینچی کی ڈہنڈیا پڑی ہر ایک نے اپنے اپنے گھٹنے تلے دیکھا نہ ملی آخر پیچھے مڑکر جو دیکھا تو ننھے میان کی کارگذاری کا حال کھلا۔ بہنون کی نظر اپنی طرف گڑی ہوئی دیکھکر جھٹ قینچی فرش پر ڈال چمپت ہوئے۔ وہ بیچاریان چیختی چلاتی رہ گئین کہ کل ہماری گڑیا کی چٹیا کاٹ ڈالی تھی آج ہمارے اچھے اچھے کپڑون کا ستیاناس کرمارا۔ آپ شوخی سے یہ کہتے ہوئے کہ ہمنے تو بہت سے کردیے مان کی گود مین جا چھپے اور دوپٹہ سے منہ ڈہانپ لیا۔

غرض اِس حکایت سے یہ ہے کہ بچون کی ذات سے جو نقصان سرزد ہوتے ہین اُنکا مقصد حقیقت مین ضرر رسانی ہرگز نہین ہوتا بلکہ اس قسم کی توڑ پھوڑ اور بگاڑ کی جو کیفیت اس شوخ عمر مین پائی جاتی ہے

وہ طبعی ہوتی ہے۔ لایق ماں یا اُستاد کا یہ کام ہے کہ بچے کے ہاتھوں نقصان ہوتا دیکھکر لال پیلا ہونے یا عمر کا تقاضا سمجھکر خاموش ہو جانے کی بجائے اس نقصان رسان قوت کو مفید مشاغل اور کار آمد ڈھرہ پر ڈال دے مثلاً اگر کاغذ ہی کاٹنے کا شوق ہے تو کام کی کتابوں پر ہاتھ صاف کرنے کی بجائے خاص اسی کام کے واسطے کاغذ دیا جائے اور طرح طرح سے موڑ کر کٹوایا جائے۔

راقم
منیر الدین احمد

# ملکہ وکٹوریہ (آنجہانی) کا بچپن

(خاص دست مبارک سے)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ مارچ ۱۹۱۷ء)

پرنس کی آمد و رفت بتدریج پبلک میں ہوئی اور ہمہ وقت یہ امر اُس کے پیش نظر رکھا گیا کہ اُس کے عظیم الشان مرتبہ کے ساتھ کیا اہم اور مخصوص فرائض وابستہ ہیں حسب ذیل تقریر سے جو ۱۸۳۲ء میں بمقام پلی موتھ ایک وفد کے جواب میں دی گئی تھی اُس رائے کا بخوبی اظہار ہوتا ہے جو ڈچس آف کینٹ کی اپنی اور اپنی بیٹی کی ذمہ داریوں کی بابت تھی:-

"پرنس کو اور مجھکو ان جذبات کے علم سے نہایت مسرت ہوئی جن کا آپنے اظہار کیا۔ یہ امر اور بھی دل خوش کن ہے کہ یہ محبت آمیز جذبات اُس مخلصانہ تعلق پر مبنی ہیں جو آپ کو

بادشاہ اور خاندان برنسوک کے متعلقین کیساتھ مین میری زندگی کا یہی مقصد ہے کہ مین پرنس کو اس اہم عہدہ کے قابل بنادون جو اس کے شایان ہے اور اگر مشیت ایزدی ہوئی تو وہ اس عہدہ پر سرفراز ہوگی (مجھکو یقین ہے کہ مدت دراز کے بعد) اور میری فکر وسعی کامیاب ہوگی اگر وہ اس مقدس ذمہ داری کو قابلیت کے ساتھ ادا کرسکی۔ چونکہ ہر درجہ کی سوسائٹی سے پرنس واقفیت رکھتی ہے اس لئے وہ بخوبی سمجھتی ہے کہ ملک مین جسقدر مذہب، علم اور حریت بکثرت پھیلے گی اُسیقدر اُس کی آبادی منضبط، جفاکش اور دولتمند ہوگی۔ اور شاہی اختیارات کو قائم رکھتے ہوئے رعایا کے حقوق کی محافظ ہوگی"۔

پرنس کی تربیت جس سخت نگرانی مین ہوئی اُس سے ہر شخص واقف ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس کا شوق سیر و تفریح کے لئے کسی حد تک ابتدائی زمانہ کی روزمرہ محنت پر مبنی ہو۔ ۱۸۴۳ء مین ایک تحریر جو پرنس فیوڈرر (ملکہ کی سوتیلی مان) نے اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے بھیجی تھی حسب ذیل ہے:-

"پیاری وکٹوریہ! تمہارے ۲۰ تاریخ کے مسرت نامہ کا بابت شکریہ جو کلیرمینٹ سے وصول ہوا۔ مین جانتی ہون کہ تمہین کلیرمینٹ کیسا پسند ہے۔ کلیرمینٹ نہایت پسندیدہ خاموش مقام ہے۔ مجھے بھی بچپن کا جو تھوڑا زمانہ وہان گذرا تھا خوب یاد ہے۔ مین جب کلیرمینٹ سے کینسنگٹن کو جاتی تھی

تو بغیر آنسو بہائے رہ نہ سکتی تھی جب مجھے اپنا وہ زمانہ یاد آتا ہے (۱۴ سے ۲۰ سال کی عمر تک) جو میری زندگی میں بہت زیادہ حیرت کہا جا سکتا ہے تو مجھے اپنے اوپر رحم آتا ہے۔ بچپن کی معصوم خوشیاں حاصل نہ ہونا کوئی بات نہیں ہے لیکن سلسلہ یگانگت کا منقطع ہو جانا اور اس پُر افکار حیات مستعار میں کسی قسم کی خوشی سے محروم رہنا سخت مصیبت ہے۔ میرا تو کچھ وہی زمانہ فرحت آمیز تھا جو تمہارے اور لیہزن کے ساتھ گذرا اور اسکے بعد تو جو جی چاہا کہا اور جو جی چاہا کیا مجھکو کچھ سالوں کی قید سے نجات رہی جو میری شادی کے بعد تمکو اور میری غریب پیاری بہن کو برداشت کرنی پڑی۔ لیکن اُس کارساز حقیقی نے رحم کر کے ہمارے مقسوم کو بدل دیا اور ہمیں اپنے گھر میں ایسا خوش و خرم کر دیا کہ جسکی برابر دنیا میں کوئی خوشی نہیں ہے اور آزمائش کے دن یقیناً ہمارے دونوں کیلئے بہت سبق آموز تھے اگرچہ یقیناً ناگوار خاطر تھے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ ختم ہو گئے مجھے نہایت ہنسی آئی کہ تم نے ہمارے مزاجوں کی عجلت کو ننہیال میں نانی سے منسوب کیا ہے لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ تم بالکل سچ کہتی ہو لیکن اگر ایک طرف شہزادی کے مزاج میں سیر و تفریح کا شوق تھا تو دوسری طرف بزرگوں کی محبت اور عظمت بھی تھی۔ شہزادی کے مزاج میں استقلال و محبت کی ایسی خوبیاں جمع تھیں جو بزرگوں کے لئے بچوں کے ساتھ خاص شفقت کا باعث ہوتی ہیں"

شہزادی فیوڈور نے ۱۸۴۳ء میں ملکہ کو ایک خط میں لکھا:۔

"اسپاتھ (ڈچس آف کینٹ کی خواص) نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ تاجپوشی

کی تصویر کے لیے مین اُن کی جانب سے تمہارا شکریہ ادا کرون کیونکہ
اُن کا بیان ہے کہ اب وہ تمہین ما البرٹ کو خط نہین لکھ سکتین مجھے
نہین معلوم کیون آج تک کسی نے ہمارے سارے خاندان کے ساتھ
ایسا اُنس نہین کیا جیسا اُنہون نے کیا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات اس کا
اظہار حماقت کے ساتھ ہوتا ہے اور تمہاری تو وہ حقیقت مین پرستش
کیا کرتی ہین جب تمہارے بچپن مین وہ تمہارے سامنے گھٹنون کے
بل جایا کرتی تھین۔ اُنہون نے اور غریب لوئی نے تمکو بگاڑنے مین
کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا وہ تو یہ خیریت تھی کہ لیہزن اُن کو روکتی رہتی
تھین اور مناسب موقع پر تمکو تنبیہ کرتی رہتی تھین۔ دراصل یہ واقعات
نہایت دل خوش کن ہوتے تھے"

شہزادی کی تربیت ضرب المثل سادگی کے ساتھ قصر کین سنگٹن مین ہوئی
جہان اُنکی والدہ کے تحت مین چند کمرے مخصوص تھے شہزادی اکثر کلیرمینٹ
کو جایا کرتی تھین۔ یہ مقام اُن کے ماموں لیوپولڈ شاہ بلجین کی ملکیت سے
تھا اور تعطیلین اکثر ریمسگیٹ، ٹن برج ویلس، براڈ اسٹیرس مین گذرتی تھین۔

جون ۱۸۳۰ء مین جارج چہارم نے وفات پائی اور ولیم چہارم تخت نشین
ہوا۔ ولیم کی کوئی اولاد زندہ نہ تھی اس لئے یہ امر حد یقین کو پہنچ گیا کہ اگر شہزادی
اپنے چچا کے بعد زندہ رہی تو وارث تخت و تاج ہوگی۔ ڈچس آف کینٹ کے
وثیقہ منظور شدہ پارلیمنٹ مین اضافہ کیا گیا اور اس مزید آمدنی کو اُس نے شہزادی
کو قوم کی تمدنی زندگی سے واقفیت بہم پہنچانے مین صرف کیا۔ اُنہون نے تاریخی مقامات
اور مشہور شہرون کی سیر کی اور باشندون کے اڈریس قبول کیے۔ یہ طریقہ نہایت
دانشمندانہ اور معقول تھا۔ لیکن بادشاہ نے اپنی بھتیجی کی شاہانہ ترقیون کو ناگواری

کے ساتھ دیکھا۔ اِس اختلاف کی خاص وجہ یہ بھی کہ ڈچس آف کینٹ پرنس کو بادشاہ کی ہمراہی میں پبلک میں آنے میں مانع ہوتی تھیں اور بادشاہ خلقاً یہ خواہش کرتا تھا۔ بادشاہ کو یہ بھی شبہ ہوا کہ پرنس دیدہ و دانستہ دربار سے جدا رکھی جاتی ہے۔ مخالفت بڑھ گئی اور رفتہ رفتہ ڈچس سے اور شوہر کے بھائی سے بالکل مغائرت ہو گئی باوجودیکہ کوئن ایڈیلیڈ نے معاملات کو سلجھانے کی خلوص کے ساتھ کمال کوشش کی۔ بادشاہ کے غصہ نے بہت تکلیف دہ شکل اختیار کی جسکا اظہار ۱۸۳۶ء میں ایک شاہی ضیافت کے موقع پر ایک تقریر کے ذریعے بمقام ونڈسر ہوا۔ ڈچس کی بابت جن کی نشست اِن کے قریب تھی اشارہ کرکے فرمایا کہ "وہ ان کے گرد کج رائے مشیروں کی جماعت رہتی ہے اور میں اس امر پر اصرار کرونگا کہ پرنس کو دربار شاہی میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیئے" پرنس کے آنسو جاری ہو گئے اور ڈچس خاموش بیٹھی رہی۔ جب ضیافت ختم ہو گئی تو ڈچس نے گاڑی کیلئے حکم دیا اور بمشکل تمام ونڈسر میں شب گذارنے پر رضامند ہوئی۔

مئی ۱۸۳۷ء میں بادشاہ نے یہانتک کیا کہ پرنس کی ذاتی جاگیر مقرر کر دی اور اِس کے قبول کرنے سے ڈچس نہایت درجہ پریشان ہوئی لیکن یہ تجویز بعد کو منسوخ ہو گئی دوسرے ہی مہینے میں بادشاہ نے انتقال کیا اور پرنس بھی بعد کو بالغ ہو گئی بادشاہ کی ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ ڈچس ولی مقرر نہ ہو اور اسکی خواہش یوں پوری ہوئی۔

یہ کہنا مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ شہزادی وکٹوریہ کی تخت نشینی سے انگریزی بادشاہت کی رعایا کو ایک خاص اُنس پیدا ہو گیا۔ جارج چہارم نے تخت کو غیر دل عزیز بنا دیا۔ ولیم چہارم نے اگرچہ اُس کو پھر دل عزیز بنایا لیکن اس کا وقار قائم نہ کر سکا اگرچہ ان دونوں بادشاہوں کی مسلمہ قابلیت پر

مزاج ایک دوسرے سے نہایت مختلف تھے۔ سیاسیات مین دونون بادشاہون نے ایک ہی راستہ اختیار کیا جارج چہارم نے بطور ایک زبردست دہگ فریق کے دنیاوی زندگی مین قدم رکھا اور فاکس کا بڑا دوست تھا بعد کو سیاسی حیثیت سے وہ رومن کیتھولک فرقہ کی آزادی سے نفرت کرنے لگا۔ ولیم چہارم نے اپنے عہد سلطنت کی ابتدا پارلیمنٹ کی اصلاحات سے کی اگرچہ وہ اُس ہردلعزیزی سے جو اس کے طرز عمل سے ملک مین پیدا کردی تھی نہایت خوش ہوتا تھا تاہم جن حالات کا قوم کی جانب سے اظہار ہوا ان سے اُسکو اندلیشہ ہوگیا تھا۔ حسب ذیل واقعہ سے بادشاہ کے ان خیالات کا اندازہ ہوگا جو رعایا کی جانب سے اُس کے تھے:-

جب بادشاہ سے کہا گیا کہ اگر ریفارم بل منظور ہوگیا تو بغاوت ہوجائیگی تو اُس نے جواب دیا کہ اُس کو کچھ پروا نہین وہ لندن کی حفاظت کریگا اور علم شاہی ریڈن پر (جہان افواج کا ڈپو تھا) بلند کریگا ورڈچس آف کینٹ اور شہزادی وکٹوریہ اگر اُن سے ممکن ہو تو مقابلہ پر آوین۔

ولیم چہارم کے عہد مین دہگ پارٹی کا عروج انتہا کو پہنچ گیا۔ میونسپل اور پارلیمنٹ کی اصلاحات، غلامی کا انسداد، محتاجون کا جدید قانون اور دیگر اہم قوانین اسی زمانہ مین نافذ ہوئے لیکن اس عہد کے آخری زمانہ مین دہگ فریق رفتہ رفتہ کمزور ہوتے گئے اور ٹوریون کی قوت بڑھتی گئی۔ لارڈ میلبورن بجائے لارڈ گرے کے دھگ پارٹی کا سردار ہوا اور نظام حکومت مین روز بروز نمایان فرق نظر آنے لگا۔ لارڈ میلبورن کے اصول بالکل ایسے ہی رواداری پر مبنی تھے جیسے کہ لارڈ گرے کے لیکن چونکہ ان مین عملی تحریک مفقود تھی اسلیے لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دھگ گروہ کی قوت

معدوم ہوگئی اور اُن کا اعتماد جاتا رہا۔ جدید عہد مین یقیناً اِن کی قوت
مین اضافہ ہوا اسلئے کہ پرنس کی تربیت وِھگ کے زبردست اثر
مین ہوئی تھی اور جیسا کہ ان کے خطوط سے ظاہر ہے ٹوری فریق کے
مدبرین اور اصولون سے سخت اشتباہ پیدا ہوگیا۔ پرنس کے مزاج
اور خصائل کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ
بلند حوصلہ اور مستقل الرائے تھی لیکن دل محبت سے لبریز اور مزاج نسائیت
کا نمونہ تھا۔ فرض منصبی، ذاتی وقار اور شخصی تعصبات کا زبردست
احساس تھا اُس کو اپنے اوپر کامل اعتماد تھا۔ اُس کا دل بلند حوصلون
سے پُر تھا اور پورے طور پر سیر و تفریح کا لطف اُٹھاتی تھی اس کو
لندن کی چہل پہل بڑی پسند تھی۔ ناچ، باجے اور تماشون وغیرہ کی
شایق تھی اور ورزشی کھیلون کو پسند کرتی تھی۔ ایک دوسرا پہلو اسکی
عادات کا بھی قابل ذکر ہے اُس کے خیالات شخصی حکومت کے موافق
تھے اور خاندانی مراعات مد نظر تھین اور جمہوریت کو ترجیح نہین دیتی
تھی۔ اُس کے اصول جمہوریت پسند نہین تھے بلکہ عوام کو مطیع رکھنے
کے اصول کی مؤید تھی۔

ولیم چہارم کے مینونسپل اور پارلیمنٹ کی اصلاحات کا لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ متوسط طبقہ کو ملک کی حکومت مین ایک حصہ مل گیا
اور یہ امر ملکہ کے لئے نہایت فال نیک تھا کہ وہ اپنی خدا داد طبیعت سے
متوسط درجہ کے لوگون کے خیالات کو تمام و کمال سمجھتی تھی۔ برطانیہ عظمے
کے متوسط طبقہ کے دو اوصاف نہایت نمایان ہین ایک خاندانی محبت
اور دوسرے عام فہم اور ان خاص اوصاف پر ملکہ کے خصائل کی بنیاد

رکھی گئی تھی اسلئے وہ اپنی فہم و ذکاوت سے اُس گروہ کے طبائع اور احساس کا صحیح اندازہ کر سکتی تھی جس کے ہاتھ مین اس عہد مین سیاسیات کی باگ تھی اور جو توازن کو قائم رکھتا تھا۔ باطن مین مذہب کا اس کو گہرا احساس تھا۔ وہ مذہب جس کی بنا خدا کی الوہیت کے عقیدہ پر ہے اور جو قانونی دقائق اور اختیارات پر حاوی ہے۔

انیس احمد

(مارہروی)

## بچون کی دلچسپ اور خوش آیند شام

### لندن کے غریب بچے موسم خزان اور ایام سرما مین کسطرح دل بہلاتے ہین

بہت ہفتے نہین گذرے کہ ایک لیڈی (میم) کاونٹ گارڈن کے تھوک فروشی کے بازار مین کچھ پھول خریدنے گئی تھی۔ وہ خریدنا چاہتی ہی تھی کہ ایک شخص جو بظاہر مزدور معلوم ہوتا تھا عمدہ پھولون کا ایک گچھا لیکر اُسکے قریب گیا اور کہا کہ حضور مین معافی چاہتا ہون۔ کیا حضور یہ لینگی" اور بغیر کسی گفتگو کے پھولون کو میم کے ہاتھ مین رکھدیا۔ میم نے کہا کہ مجھے اسقدر پھولون کی ضرورت نہین ہے اور پھولون کی خوبصورتی کی تعریف کی اور قیمت دریافت کی۔ مزدور نے جواب دیا کہ مین کوئی قیمت نہین چاہتا اور نہ مجھے اسکا خیال ہے۔ بلکہ یہ ایک ناچیز تحفہ بعوض اُن کل خوش آئند شامون کے جو حضور کی بدولت میرے چھوٹے چھوٹے بچون کو نصیب ہوئی ہین پیشکش کرتا ہون۔ خوش آئند شامون کی نسبت ہر شخص دریافت کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے

کہ ان مین کیا خصوصیت ہے کہ یہ الفاظ بڑے حرفون سے لکھے جائین۔
تخمیناً بیس۲۰ سال کا زمانہ گذرا کہ مس ہیڈر بگ کے دل مین یہ خیال آیا کہ
اگر" پور جی ازلے وینپگ اور سیلی گوراؤنڈ دی مون" کے کھیلون کے علاوہ
جو بہت پورانے ہوچکے مین لیکن ابتک مقبول ہین اور نئے کھیل ایجاد کئے جائین
اور غریب بچون کو انکا کھیلنا سکھایا جاوے تو بہت ہی بہتر ہو۔
مس ہیڈر بگ نے اپنے دوستون کو جمع کیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ نومبر ۱۸۸۹ء
مین چائلڈرن ہیپی ایو ننگس ایسوسی ایشن کی پہلی شاخ بمقام لیمبیتہ واٹرلو روڈ
اسکول مین کھل گئی[1]۔
ایسوسی ایشن مذکور نے اُس زمانہ سے کاؤنٹس آف جرسی کی قابل تحسین
صدارت مین حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اور محض لندن مین اسوقت اُسکی اکسٹھ ۶۱
شاخین ہین۔ اور سات مہینے موسم خزان اور سرما مین تخمیناً ستائیس ۲۷ ہزار بچے
ہر ہفتہ تفریح کرتے ہین یہ تحریک ممالک کے متعدد قصبون اور صوبون مین پھیل گئی ہے
بالخصوص منچسٹر۔ مڈلس برگ۔ اوکسفرڈ۔ اور پلیمتھ مین۔
پادری مونسگنر کاونٹ وے ڈی ویا امسال لندن مین یہ کام دیکھکر
بہت خوش ہوئے اور بوڈاپسٹ مین اسکی شاخین کھول رہے ہین
شام کا وقت ہر طرح کے کھیلون کے واسطے مخصوص ہے مثلاً ناچ۔ موسیقی
قواعد۔ گھونسہ بازی (مخصوص لڑکون کے واسطے) تصویر مین رنگ بھرنا۔ گانے کا شغل
اکثر رہتا ہے۔ لڑکیان گڑیان بہت کھیلتی ہین۔ بعض لڑکے گھونسہ بازی کے بڑے شائق
ہوتے ہین اور بعض کو ہوائی بندوق سے نشانہ لگانیکا بہت شوق ہوتا ہے۔ اور اگر
کبھی عمدہ نشانہ باز کو انعام دیا جاتا ہے تو بہت ہی دلچسپ امر ہوتا ہے۔
ہر رائل ہائنس پرنسس آف ویلز (حضور شہزادی ویلز) جن کا نام نامی ہر اش

[1] بچون کی خوش آیند شام کی مجلس

تحسے ایک سے دلچسپی ہونے ہین جسمین بچون کی بہبودی ہو مشہور ہے ایسوسی ایشن مذکور
کی صدر انجمن ہین۔ اور ایسوسی ایشن مذکور کی بعض شاخون ہین حضور کا متواتر تشریف
لیجانا اور بچون کے ساتھ اُنکے کھیل مین شریک ہونا حیرت اور تعجب کی بات نہین ہے کبھی کبھی
ہر رائل ہائینس ایسوسی ایشن مذکور مین وہ کھلونے نذر کردیتی ہین جس سے حضور کے بچے آئندہ
نہ کھیلین اور یہ امر خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایک غریب رعایا کا لڑکا اُن کھلونون سے کھیل کر
کہ جن سے ایکمرتبہ اُنکا آئندہ بادشاہ یعنی شاہزادہ ایڈورڈ کھیل چکا ہو کیسا مغرور اور خوش ہو سکتا ہے
ایکمرتبہ مین ایسوسی ایشن مذکور کی ایک شاخ واقع برمنڈسی مین گیا اور دیکھا کہ
ہر ہائینس شاہزادی لوئیس آگسٹا آف شلسوگ ہولسٹن بچون کے ساتھ ہر کھیلون مین شریک ہوکر
اُنکا دل خوش کر رہی ہین بچون کے ساتھ مینے ایک مشہور کاونٹس (ایک خطاب
ہے) کو کھیل موسومہ سیلی گو راؤنڈ دی مون۔ واکنگ راؤنڈ دی ویلج اور
نیز اسی قسم کے دوسرے کھیل بالکل اُسی طرح جی لگا کر کھیلتے ہوے دیکھا ہے جسطرح
کہ بچے کھیلتے ہین۔ ایک لیڈی (رئیسہ) کبھی کبھی جب کسی ناچ یا جلسہ مین تشریف
لیجاتی تھین تو ہیپی ایونگ ایسوسی ایشن مین راستہ مین اُتر جاتی تھین۔ وہ اپنی پوری
پوشاک پہنے ہوتی تھین اور ہمیشہ اُنکا قول تھا کہ مجھے دیکھکر اور واقعی مجھے لیڈی (رئیسہ)
سمجھکر بچون کو جو خوشی ہوتی ہے وہ میری ہر طرح کی ہر تکلیف اور حرج کا کافی
معاوضہ ہوجاتی ہے۔ ممکن ہے کہ پہلی مرتبہ کھیل مین بچون پر اُن کے ممتاز سامعی
کا کچھ رعب پڑتا ہو لیکن وہ حجاب بہت جلد اُٹھ جاتا ہے اور ہر بچہ دوسری مرتبہ
کھیل مین اپنی انیس صحبت لیڈی کا ہاتھ پکڑنے کے واسطے شور اور غل مچاتا ہے
بیرونس وان ڈچین جو ایسوسی ایشن مذکور کی ایک بہت بڑی مددگار ہین
وہ ایسوسی ایشن کے ابتدائی زمانہ کا ایک دلچسپ قصہ جسکا تعلق اُنکی ذات سے ہے اسطرح بیان
فرماتی ہین کہ مین نے ہوکسٹن مین ایک اسکول مین مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سب سے

پہلے مین نے اپنے کوچبان سے دریافت کیا کہ مجھکو وہان کسطرح جانا چاہئے
کوچبان چونکہ تنگ و تاریک اور میلے کچیلے راستون کا عادی نہ تھا اور
نیز اسوجہ سے کہ مین اپنے ارادہ سے باز رہون کوچبان نے مجھکو یہ جواب دیا کہ یہ ناممکن
ہے کہ مین اپنی اُس نازک سواری پر جسپر ہمیشہ سوار ہوتی تھی جا سکون ۔ میرے خیال
مین کوئی تغیر نہین ہوا ۔ اور سوچتی رہی کہ وہان کسطرح جایا کرون ۔ بالآخر کوچبان ابنی
بات پر راضی ہوا کہ باربرداری کی گاڑی کے ایک بوڑھے اور بڑے لمبے گھوڑے
موسومہ بروَلی کو ایک بروہم گاڑی (جو کثرت استعمال کیوجہ سے گاڑی خانہ کے
ایک کونے مین پڑی ہوئی تھی) مین جوت کر مجھے وہان لیجایا کرے ۔
چند ہفتے بروَلی نے یہ خدمت انجام دی ۔ ایک روز شام کو کوچبان میرے
ہوا کھانے کی گاڑی لایا ۔ مجھکو تعجب ہوا کہ آج کوچبان یہ گاڑی کیون لایا اور جبنے
اسکا سبب دریافت کیا کوچبان نے وجہ بتلائی ۔ کہ میرا پرجوش استقبال جو بچے ہمیشہ
کیا کرتے تھے ۔ اور بچون کی گفتگو کا کچھ حصہ جو وہ اسکول کے باہر میرے انتظار مین
کھڑے کھڑے سنتا تھا اُس کا اثر اُس کے دل پر غالب آگیا ہے اور اب نازک سی
تانگہ سواری پر بھی بشرطیکہ میری خواہش ہو ہر جگہ ہیپی ایسوسی ایشن مین مجھے لیجانیکو تیار
تھا ۔ بعض لڑکون کی شام کی تفریح مین فوجی قواعد بھی شامل ہے ۔
چلسیا کے ایک اسکول مین ایک فوجی سارجنٹ قواعد سکھلانے آتا ہے
اس کو اسقدر اِس کام کا اشتیاق ہے کہ وِنڈسر سے ہر ہفتہ ایکمرتبہ اپنی پاس سے خرچ کرکے آتا ہے ۔
مارچ کے مہینہ مین بمقام گروسرس ہال انٹر برانچ فزیکل اکسرسائز کمپیٹین
کھلی تھی ۔ فوجی قواعد مین انہین لڑکون کو پہلا یعنی اول درجہ کا انعام ملا تھا ۔ اُنکی
حرکات ٹھیک سے تھے اور بہت ہی صحیح تھے ۔ جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سارجنٹ
نے اُنکو قواعد سکھانے مین معمول سے زائد محنت کی ہے ۔

اٹنر برانچ فزیکل کمپٹیشن اسی سال قایم ہوئی تھی۔ لیکن اس سے کچھ ایسی دلچسپی ہوگئی کہ بتاریخ ۲۹ جون بمقام کوئنس ہال انعام پانے والے گروہون نے پھر خاص طور پر منعقد کی۔ اور ہزمجسٹی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے مع ایچ ایم ملکہ الگزنڈرا و ایچ آر۔ ایچ شاہزادی وکٹوریہ شرکت فرماکر اس عمل کی عزت افزائی فرمائی۔

ٹی۔ آر۔ ایچ شاہزادہ و شاہزادی ویلز (موجودہ شہنشاہ و شہنشاہ بیگم) بھی تشریف فرماتے۔ تخمیناً اٹھارہ ہزار لڑکیان برابر ہیپی ایوننگ مین حاضر ہوتی ہین عموماً اور لڑکیون کی طرح انکو بھی گڑیون کا شوق ہے۔ لڑکیون کی ضرورتین پورا کرنے کی غرض سے بمقام پیکاڈلی باتھ ہاوس مین ہر سال گڑیون کی نمائش ہوتی ہے اور ایسوسی ایشن کے کل معاونین ہر طرح اور ہر وضع کے کپڑے کے بنے ہوے کھلونے دیتے ہین جو بعد کو ایسوسی ایشن کی ہر شاخ مین اس غرض سے تقسیم ہوجاتے ہین کہ آئندہ موسم مین اور نیز اُسکے بعد بھی جب تک وہ استعمال ہوسکین استعمال ہون۔ ہیپی ایوننگس کی امداد دینی شرکت وغیرہ مین کچھ زیادہ زحمت نہین ہوتی۔

عموماً ہر ہفتہ ایک مرتبہ ہیپی ایوننگس مین بچے جمع ہوتے ہین۔ اور واقعی ایوننگ یعنی شام کے کھیل دو گھنٹے سے زیادہ نہین ہوتے۔ لیکن باوجود ان کل باتون کے بھی معاونین کی تعداد کم ہے۔

آنریبل سکریٹری مسز بلینڈ سٹن سکنہ گروز دینر اسکوائر ڈبلیو نمبر ۴۷ برک اسٹریٹ اُن لوگون کے نام نہایت ہی خوشی سے درج رجسٹر کرنے کو تیار ہین جو اس نیک کام مین شریک ہونا چاہتے ہون یا چندہ

بچون کے کھلونون کے واسطے روپیہ بھیجین اور کسی کام مین شریک نہ ہوسکین۔

عبداللہ

# مختلف ملکون مین موت کی رسمین

**جاپان** جاپان مین انتقال ہونے پر بڑا اعزاز اور احترام کیا جاتا ہی متوفی سے اسقدر محبت کیجاتی ہے کہ چند روز مین وہ دیوتا مان لیا جاتا ہے اور اس کی یاد دلون مین تازہ رہتی ہے۔

دم نکلتے ہی فوراً متوفی کی تمام رشتہ دار اُس کے گرد بیٹھ جمع ہوکر کان پر منہ رکھتے ہین اور نام لیکر فرداً فرداً اس کو آواز دیتے ہین کیونکہ اُنکا عقیدہ ہے کہ مردہ کی روح ہماری آواز سُن لیگی اور جس سے اُس کو محبت ہوگی اُس کے پاس آیا کریگی۔ اگر کسی مان کا انتقال ہوا ہے تو اُسکا سب سے چھوٹا بچہ اولاً اُسکو پکاریگا کیونکہ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ مان کو اپنے چھوٹے بچے سے بہت محبت ہوتی ہے۔ اسکے بعد مردہ کے ہونٹ پانی سے تر کردیئے جاتے ہین اور اُس کا چہرہ سفید کپڑے سے ڈھک دیا جاتا ہے اور کمرہ کی تمام چیزین الٹ پلٹ کردی جاتی ہین۔ اُسکے سرہانے سفید لکڑی کی چھوٹی سی پاک صاف میز رکھدی جاتی ہے اور میز پر متوفی کے باپ کے انتقال کے بعد رکھے ہوئے نام کا کتبہ رکھدیا جاتا ہے اور مردہ کے لئے یہ کتبہ نہایت متبرک خیال کیا جاتا ہے کیونکہ اس مین بہت سے مذہبی اوصاف و رجحانات ہوتے ہین اور اس نام سے بدھ مذہب والے متوفی کو اپنی عبادت گاہ اور دعاؤن مین بلایا کرتے ہین اس کتبہ کی لکڑی صاف اور سفید ہوتی ہے جسکے ایک طرف متوفی کا اصلی نام

اور دوسری طرف لفظ "مت تا" یعنی متبرک روح کندہ ہوتا ہے تختی کے
سامنے خوشبودار بتیان اور پانی کا ایک پیالہ اور مٹی کے پیالے مین تیل
اور بتی رکھدیا جاتا ہے۔ ایک ڈبہ مین سبز شاخین اور ایک رکابی مین سفید
پہلیان رکھی جاتی ہین اور میز پر ایک پیالہ مین خشکہ اور پہلیون کا شقو بھرکر
اور اُسکے وسط مین ایک چھلی ہوئی لکڑی رکھدیجاتی ہے۔ نعش کے نزدیک
یا بعض وقت مردہ کے گھٹنون پر ایک تلوار ارواح خبیثہ سے محفوظ رکھنے
کے لیئے رکھی جاتی ہے۔ تابوت مختلف شکلون کے ہوتے ہین۔ اعلے طبقہ مین
تابوت دوہری لکڑی کے مستطیل شکل کے بنائے جاتے ہین تاکہ نعش اسطرح
پر رکھدیجائے جس سے معلوم ہو کہ گویا مردہ سو رہا ہے۔ کبھی یہ تابوت
مربع شکل کے بنائے جاتے ہین اور مردہ بٹھاکر رکھدیا جاتا ہے۔ تابوت
مین ایک بانس کا ڈنڈا اور ایک تھیلی جس مین تعویذ ہوتے ہین اور جو گردن
مین باندہی جاتی ہے رکھدیتے ہین۔ قریبی رشتہ دار اس تھیلی مین دعائین
لکھکر اور دریائے ہیڈز کو عبور کرنیکا کرایہ رکھدیتے ہین۔ تابوت خوشبودار
سفوف اور خشک پتون سے بھردیا جاتا ہے۔ بیوی اپنے شوہر کے انتقال
پر اُس کے تابوت مین اپنے بال تراش کر رکھدیتی ہے اور یہ عہد کرتی ہے
کہ مین دوسری شادی نہین کرون گی اور یہ عزم کرکے وہ اپنے خاندانی
مندر کے گورستانی تختیان بھی شوہر کے تابوت مین رکھدیتی ہے عورت کا
دوسری شادی نہ کرنیکا عہد معہ اُسکے اصلی نام کے سرخ رنگ سے لکھا جاتا
ہے اور اسکا رواج اعلیٰ طبقہ مین زیادہ ہے کہ عورتین عقد ثانی ہرگز
نہ کرین۔

دفن سے پیشتر سارا گھر تابوت کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔ پھر پجاری

آتے ہین اور کچھ مذہبی دعائین پڑہتے ہین۔ انتقال ہونے پر فوراً ہی تمام اعزا اور احباب کو اطلاع کیجاتی ہے اور وہ تعزیت اور امداد کے لئے آکر جمع ہوتے ہین بہتی ہین صرف ایک ایک پیالہ چاول کہاتے ہین۔ متوفی کے احباب جسوقت کہ انتقال کی خبر سنتے ہین فوراً ہی خود جاکر مالی مدد دیتے ہین یا کسی کی معرفت امدادی رقم بہیجدیتے ہین کیونکہ جاپان مین موت کے مصارف بہت زیادہ ہوتے ہین اور متوفی کے اعزاز کے لئے لوازمہ اٹھا سے نہین رکھی جاتی امدادی رقم سفید کاغذ مین لپیٹ کر سیاہ اور سفید ڈورون سے باندہکر رکھی جاتی ہے اور اس کے شکریہ مین انتقال کے دو ہفتہ بعد چار کے ٹین اور سفید تیلیان بہیجی جاتی ہین

سیام مین مردہ کو سفید کپڑے کا کفن پہنا کر بانس کی بنی ہوئی ارتہی پر لیجاتے ہین ارتہی کے دونون سرون پر محرابین بنائی جاتی ہین جن کو ناریل کے درخت کی سبز پتیون سے آراستہ کیا جاتا ہے انتقال ہونے پر عورتین باواز بلند رونا پیٹنا شروع کرتی ہین۔ خاندانی قبرستان مین چتا بنائی جاتی ہے اور چتا مین وہان ڈالدیئے جاتے ہین اور پھر مردہ کو مغرب کی جانب رخ کرکے اسپر لٹا دیتے ہین اور اس کے ساتھ ایک ہلکا کمبل۔ ایک پیالہ۔ ایک رکابی اور کھانا رکھدیتے ہین پھر نعش پر لکڑیون کا انبار لگاتے اور مٹی کا تیل چھڑک دیتے ہین تاکہ جلنے مین آسانی ہو پھر پنڈت آکر زندگی کی بے ثباتی اور مذہبی فرائض کی ادائیگی کی ضرورت پر تقریر کرتا ہے اور کچھ مذہبی دعائین پڑہتا ہے۔ پھر متوفی کا قریبی رشتہ دار ماموں یا چچا زاد بھائی مشعل سے چتا مین آگ لگا دیتا ہے اور فوراً ہی نعش جلکر راکھ کا ڈھیر ہو جاتی ہے۔

۶-۷ دن بعد اُسکے رشتہ دار اس راکھ کو اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور کسی موزون مقام پر اس کو دفن کرتے ہیں۔ اگر کسی مہنت کا انتقال ہوتا ہے تو اُس کی راکھ دفن کرنے کے مقام پر پختہ چھتری بنا دیتے ہیں۔

باقی آئندہ

شان الٰہی زبیری

## اُڑنے والا پھول

وہ تتلی جس کی کہانی ہم سنانا چاہتے ہیں شروع موسم بہار میں ایک دن صبح کے وقت پیدا ہوئی۔ دہلی کے روشن آرا باغ کا جو گوشہ اُس کا جنم بھوم تھا وہاں گلہائے رنگا رنگ کا ایک چمن لگا تھا کلیاں چٹک رہی تھیں، نکہت بادِ بہاری پھولوں سے اٹکھیلیاں کر رہی تھی تتلی نے جب اس جان بخش منظر کا نظارہ کیا تو حیران رہ گئی۔ اسی عالم میں اُس کو کثرت میں وحدت کا اور رنگا رنگی میں بیرنگی کا جلوہ نظر آیا بیخودی طاری ہو گئی اور چمن آرائے کائنات کی حمد میں خود بخود اُس کی زبان پر سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ جاری ہو گیا اور آئینۂ* گل کے مصلّے پر سربسجود ہو گئی۔ پھر اُس وقت اُس نے سر اُٹھایا جب سورج کی کرنیں اُس کے پروں سے کھیلنے لگیں اُس نے اپنے پر درست کئے اور چاروں طرف دیکھکر بولی "کیسا اچھا ہے کیسا اچھا ہے، کیا چمکدار سورج ہے، کیا نیلا آسمان ہے اور کیسا ہرا سبزہ ہے اور کیسے خوبصورت پھول ہیں۔۔۔۔۔۔۔ بہت اچھا ہے بہت اچھا ہے اور یہ سب میرا ہے"

* پنکھڑی

یہ کہکر وہ اُڑ گئی اور پورے چمن کا چکر لگایا خدا کی صنعت و کاریگری کی تعریف
کی اور خوش ہوئی ابھی وہ اُڑ ہی رہی تھی کہ یکایک اُس کو ایک تکلیف
(بھوک) محسوس ہوئی اُس سے ہماری تتلی بہت پریشان ہوئی اُس کو
معلوم ہوا کہ زندگی میں یہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنی تکلیف رفع کرنے کی
فکر میں تھی کہ اُس پر یہ الہام ہوا کہ "پھولوں کا رس چوسو" فوراً وہ
ایک پودے کی شاخ پر اُتری اُس پر ایک ننھا سا ارغوانی پھول لگا تھا
اُس نے آواز دی "آؤ تتلی میرے پاس" وہ اُس پھول پر جاکر بیٹھ گئی
اور میٹھا رس چوسنا شروع کیا جب خوب سیر ہو گئی تو پھول سے
بولی :-

"ننھے پھول تم کیا اچھے ہو"

پھول- "ہاں اچھا تو ہوں لیکن میں کہیں چل پھر نہیں سکتا۔ نہ میرے پر ہیں
جو ہوا میں اُڑ سکوں اسی کمی کی وجہ سے محکوم ہوں تمکو خدا نے
اُڑنے والا پیدا کیا ہے اور اسی خصوصیت کی وجہ سے تم
حاکم ہو"

تتلی- "تاہم تم اچھے ہو اور میں بیشک حاکم ہوں اور یہ سب چیزیں
میری ہیں"

ابھی یہ جملہ پورا ہی نہیں ہوا تھا کہ ایک بھونرا آیا۔

بھن- بھن- بھن ........ میرے پھول پر کون بیٹھا ہے؟
بھن- بھن- بھن ........ کون میرا میٹھا رس چوستا ہے؟
بھن- بھن- بھن ........ ارے تو ہے شریر تتلی اُڑ جا یہاں سے
بھن- بھن- بھن ........ چل جلدی نہیں تو کاٹ کھاؤں گا۔

تتلی۔ جناب! اس درجہ تہذیب سے گری تقریر کا کیا مطلب ہے؟ یہ سب میرا ہے۔
بھونرا۔ بھن بھن بھن......... چل یہاں سے بڑی تہذیب والی آئی
ہے بتہزا کہاں سے آیا سب ہمارا ہے۔

بیچاری تتلی نے جب یہ دیکھا کہ بھونرا حملہ کرنا چاہتا ہے تو فوراً بھاگی اور سبزے میں جاکر چھپ گئی کچھ دیر بارے ڈر کے دم بخود بیٹھی رہی جب اُسکو اطمینان ہوگیا کہ بھونرا اور کسی طرف چلا گیا تو اُسکی جان میں جان آئی اور وہ بے فکری سے بیٹھکر اپنے رس آلود پیر چاٹنے اور بھونرے پر خفا ہونے لگی۔

"یہ بھونرا بھی کیسا کج اخلاق ہے مجھکو کاٹنے دوڑا تھا حالانکہ یہ سورج، یہ پھول اور یہ سبزہ سب میرا ہے"

"معاف کیجیے یہ آپ کا نہیں ہے میرا ہے"

تتلی اس آواز سے چونک پڑی اسُ کو دھڑکا ہوگیا کہ کہیں بھونرے کی طرح اور کوئی نئی بلا تو نہیں آگئی۔ گھبراکر چاروں طرف دیکھا اُسکے سامنے ہی سبزہ پر ایک ٹڈی بیٹھی ہوئی تھی اُسے تتلی نے بہت غور سے دیکھا اُسکو معلوم ہوا کہ اسکے پر نہیں ہیں اسلیے کچھ ہمت ہوگئی اور ذرا بلند آواز سے بولی۔

"معاف کیجیے آپ غلطی پر ہیں میں آپ کو رینگنے سے منع نہیں کرتی لیکن یہ سب چیزیں میری ہیں اور اسکے متعلق آپ مجھسے بحث نہ کیجیے"

الی۔ بہت اچھا میں بحث نہیں کرتی لیکن میں اسقدر گذارش کرنا چاہتی ہوں کہ مہربانی فرماکر آپ سبزے سے ہاتھ نہ لگائیے۔ آپ کی طرح بہت سی ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہیں آپ کی قوم بہت غیر سنجیدہ و غیر مہذب ہے اور میں نہایت سنجیدہ و مہذب ہوں میں آپ سے صاف صاف کہتی ہوں کہ یہ سب میرا ہے ابھی میں سبزہ کو کھاؤنگی پھر میں جس جگہ پ

جا ہونگی رینگ کر جاؤنگی اور اُسے کھاؤنگی۔ مین پھر نہایت ادب سے التما
کرتی ہون کہ اگر آپکا مقصد یہان بیٹھنے سے صرف تفریح اور آرام لینا ہے تو
مضائقہ نہین بیٹھے رہیئے اور کوئی نیت ہے تو مین آپ کو بھی صلاح دونگی کہ آپکا
یہان بیٹھنا مناسب نہین ہے۔

**تتلی**۔ آپ چونکہ متین اور مہذب ہین اسلئے مین آپکی درخواست منظور کرتی ہون لیکن
مین التماس ضرور رکھونگی کہ یہ خیال آپ دل سے نکال دیجئے کہ پھول اور سبزہ آپکا ہے۔
تتلی یہ کہکر اُڑ گئی اُس کو پیدا ہوئے صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا اس قلیل
عرصہ مین اُسکو معلوم ہو گیا کہ علاوہ خوش رنگ پھولون، فرحت بخش سبزے، نیلے آسمان
اور چمکیلے سورج کے کچھ اخلاق بھونرے اور سنجیدہ و مہذب آنیان بھی ہین۔ اس بات سے
اسکو بہت رنج ہوا کہ انکا بھی یہی دعوٰے ہے کہ یہ سب چیزین ہماری ہین۔

ہماری تتلی جب سبزہ پر سے اڑکر جمنا پر پہنچی تو پانی دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی
"اہا! یہ بھی میرا ہے، کیا خوشی کی بات ہے پانی پر بھی پھول لگے ہین"
وہ چاہتی تھی کہ ایک پھول پر جا کر بیٹھے کہ "بہن سلام، بہن سلام" کی بیس
پچیس آوازین ایک ساتھ آئین ہماری تتلی نے اوپر نظر اٹھائی تو دیکھا اُسکی ہمجنس تتلیون
کا غول کا غول ہوا مین اڑتا چلا جا رہا ہے۔ انھین دیکھکر اُسکو بیحد مسرت ہوئی اور بڑے
تپاک سے ایک ایک سے گلے ملی۔ اور اُن سب کے ساتھ ہو گئی اور اپنی کہانی بیان کی۔
"بہنو! مین بالکل اکیلی تھی اچھا ہوا کہ خدا نے تم سے ملا دیا۔ مین ایک پھول پر بیٹھی
ہوئی تھی وہان بھونرا آیا وہ مجھے کاٹ کھانا چاہتا تھا پھر مجھے ایک اَلّی ملی مین تو یہ
سمجھتی ہون کہ سب میرا ہے لیکن وہ یہی خیال کرتے ہین کہ سب ہمارا ہے۔"

**ایک بوڑھی تتلی**۔ تم کچھ رنج نہ کرو یہ سب ایسا ہی ہے انکو بکنے دو چلو اب ہم سب کھیلین۔"
ہماری تتلی سب کے ساتھ کھیلنے لگی اور کھیل مین ایسی محو ہوئی کہ کچھ اخلاق بھونرے اور

سنجیدہ آپی کو بالکل بھول گئی جب سب کھیل چکین تو آرام لینے کیلیے جمنا کے کنارے پر بیٹھ گئیں اور یہ باتین
ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگین ہماری تتلی بولی "آسمان، سورج، پھول، سبزہ، پانی سب میرا ہے
میری سمجھ مین نہین آتا۔ بھونرے اور آپی کیون خفا ہوتے ہین مین کسی کے اڑنے اور رینگنے مین
مزاحمت نہین کرتی۔ سب ہنسین، بھنبھنائین، رینگین، ناچین، کودین میری طرف سے اجازت ہے"
اس کے جواب مین ایک اور تتلی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایک چڑیا تیر کی طرح آئی اور اسے دیکھتے ہی
تتلیون کی محفل درہم و برہم ہوگئی۔ سب ادھر ادھر بھاگین اور جسکو جہان جگہ ملی وہین چھپ گئی۔
ہماری تتلی چار اور تتلیون کے ساتھ کنارے ہی پر ایک پتے کے پیچھے جا کر چھپ گئی۔ پانچون سہمی
ہوئی بیٹھین تھین اور جھانک جھانک کر چڑیا کو دیکھ رہی تھین۔ ایک مچھلی پانی سے سر نکال کر
دو تتلیون کو نگل گئی۔ ہماری تتلی اور وہ دونون تتلیان جلدی سے اڑ کر ذرا پانی سے دور جا کر
بیٹھ گئیں۔ وہان ایک مینڈک بیٹھا ہوا تھا وہ کود کر چٹ کر گیا۔ ہماری تتلی نے جب دیکھا
تو بدحواس ہو کر بھاگی اور سوچنے لگی کہ "الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کج اخلاق بھونرے سنجیدہ آپیان خطرناک
چڑیان ایک طرف یہان تو ہمارا زندہ رہنا ہی بہت مشکل ہے ایسی مخلوق بھی ہے جو دوسرون کی
ہستی مٹا دیتی ہے یہ تو بہت ہی بری بات ہے"

ہماری تتلی دل ہی دل مین یہ باتین کرتی اڑتی چلی جا رہی تھی کہ اسکو چند نئی تتلیان
نظر آئین وہ بھی یہی کہہ رہی تھین کہ "سب ہمارا ہے، سب ہمارا ہے" ہماری تتلی نے سن کر کہا:۔

"سنو! سب ہمارا نہین ہے یہان کج اخلاق بھونرے سنجیدہ آپیان،
خطرناک چڑیان اور بے رحم مچھلیان اور مینڈک بھی ہین ذرا ہوشیار رہنا"

اُنھون نے اسکی بات سنی ہی نہین اور اڑتی ہوئی ایک طرف چلی گئین۔ ہماری تتلی بھی
ایک درخت پر جا بیٹھی اور پھر کہین نہین گئی جب رات ہوئی تو آسمان پر تارے جھلک آئے چاند نکلا
ہماری تتلی یہ منظر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی "بہت اچھا ہے بہت اچھا ہے میرے ہی تارے
ہین یہ میرا ہی چاند ہے" مگر اب کے اُس نے دل ہی دل مین کہا کہ کھلی زبان سے ایک حرف بھی

نہ نکالا۔ وہ زیادہ تھکی ہوئی تھی اسلئے اسی درخت پر سو گئی صبح ہوئی تو پھر وہ پھولونکا رس چوسنے اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل کود اور سیر و تفریح میں مشغول ہو گئی۔ اسی طرح پورا موسم بہار گذر گیا اس کو زندگی میں بہت سی خوشیاں بھی نصیب ہوئیں اور بہت سے مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ دو مرتبہ وہ ایک شریر لڑکے کے ہاتھ پڑ گئی تھی۔ ایک مرتبہ مینڈک کا لقمہ ہوتے ہوتے بچی۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت سے خطرے پیش آئے لیکن اگر اسکی راحتوں اور آلام و تکالیف کا موازنہ کیا جائے تو خوشیوں اور راحتوں کا پلہ بھاری نکلیگا۔

اس جلوۂ بیرنگی کی یاد جو پہلی مرتبہ اس نے دیکھا تھا کبھی کبھی بے چین کرتی تھی اُسے کمال اشتیاق تھا کہ جمال دلفروز پھر ایک مرتبہ پردہ سے منہ نکال کے بتا دے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ آرزو اسکی پوری ہوئی یا نہیں ممکن ہے کہ اگر اسکے دل پر گل یاسمین کے حسن عارضی نے قبضہ نہ کیا ہوگا تو جب کبھی وہ ظاہری دلفریبیوں اور افکار زندگی سے خالی الذہن ہو کر مراقبہ کرتی ہوگی تو حسن حقیقی ضرور جان نوازی کرتا ہوگا۔

پورے موسم بہار تک وہ زندہ رہی۔ موسم کے بدلتے ہی اسکا پیمانہ حیات لبریز ہو گیا وہ کہیں سبزے میں یا شاخ گلبن پر سوئی کی سوئی رہ گئی۔ آئندہ ایک ایسا موسم بہار آئیگا کہ وہ پھر زندہ ہوگی اور ہمیشہ سلامت رہے گی اس کی یہ زندگی سراپا عیش و راحت ہوگی اور پہلی زندگی کی طرح افکار و صدمات لازمۂ حیات نہ ہوں گے۔

محمد مہدی

# چارشف ترکی برقعہ

یعنی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اس کو پہنے ہی رہتی ہیں۔ اسکے دو حصے ہیں

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکائے جائیں تو ہاتھ والوں کو نظر نہ آئیں۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر پیر کے ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ یا پاجامہ یا اسکرٹ ڈھیلی۔ گاڑی یا ریل میں بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اتار ڈالیں اور نیچے کا حصہ پہنے ہوئے سر پر دوپٹہ اوڑھ لیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ یا پاجامہ پہنے دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہیں۔

اس کے خوش وضع و آرام دہ ہونیکی وجہ سے عربی مصری اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہیں ہم نے اس میں کچھ ترمیم کر کے اس کو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور ابتک جن بیبیوں نے خریدا اس کو پسند کیا اور روشن خیال مرد اس کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکہ کا | دبیز ریشم کا |
|---|---|---|---|
| | دس روپیہ عہ | بارہ روپیہ عـہ | تیس روپیہ ـــہ |

فرمائش میں کمر سے لیکر پاؤں کے ٹخنہ تک کی لمبان تحریر کرنی چاہیے

چارشف کی عکسی تصویر مفت روانہ کیجاتی ہے

**ملنے کا پتہ۔ خاتون اسٹورز چاندنی چوک فوارہ دہلی**

# مؤرخ

اعلیٰ لٹریچر اور فالنس تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جس میں مختلف مضامین نہیں مکمل تاریخیں بسلسلہ وار شائع ہوتی ہیں اور ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ چند روز کے اندر آپ کی زبان میں تمام قوموں اور ملکوں کی مبسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخیں پیدا ہو جائینگی فی الحال مورخ میں دو تاریخیں شائع ہوتی ہیں۔

(۱) مولانا محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی "تاریخ ارض مقدس" جو در اصل بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے حالات کے ضمن میں اسیریا و بابل والوں مصریوں۔ ایرانیوں۔ یونانیوں۔ رومیوں اور بہت سی قوموں کے حالات آگئے ہیں اس میں عرب کی پوری تاریخ ہے اور آخر میں صلیبی لڑائیوں اور ترکوں کے حالات بھی آجائیں گے۔

(۲) کانڈی کی "دولت ہسپانیہ عرب" کا ترجمہ یہ تاریخ تین ضخیم جلدوں میں پوری ہوئی ہے۔ انگریزی میں مسلمانوں اور عربوں کے مذاق کی اگر کوئی کتاب ہے تو یہی ہے۔ یہ ہسپانیہ کے عرب مصنفین کے اعلیٰ ماخذوں سے لی گئی۔

مورخ میں ماہانہ پانچ جز شائع ہوتے ہیں۔ تاریخ ارض مقدس کے تین جز اور دولت ہسپانیہ عرب کے دو جز۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصولڈاک ۵ر جملہ ۵ر سالانہ میں مورخ جاری کر دیا جاتا ہے لیکن جو صاحب یکمشت سالانہ چندہ نہ ادا کرنا چاہیں اُن کی خدمت میں ہر مہینہ کا پرچہ شائع ہوتے ہی مع محصولڈاک اور فیس منی آرڈر ۹ر وی پی بھیج دیا جاتا ہے نمونہ کے پرچہ کی قیمت ۸ر ہے اور ۱۰ر پر وی پی روانہ ہو سکتا ہے۔

محمد صدیق حسن ایڈیٹر دلگداز و ایڈیٹر مورخ کٹرہ بزن بیگ خان لکھنو۔

# مروارید ثلاثہ

یہ ہر سہ کتب مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ہیں جو تین خاص مضمون پر نایاب اور بیمثل کتابیں ہیں جو بتفصیلِ ذیل درج ہیں :-

(۱) **براہین نیرہ حصہ اول** (معروف بہ زندہ و کامل الہام) قیمت - - (۱۲/)

اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب، تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی ہے۔

(۲) **ام الالسنہ** (معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان) قیمت بارہ آنے - (۱۲/)

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اُردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

(۳) **اسوہ حسنہ** (معروف بہ زندہ کامل نبی) قیمت صرف آٹھ آنے - - (۸/)

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عام حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھکر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک ہی ہے۔

**نوٹ** :- محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

احباب ان ہر سہ کتب کے آرڈر ارسال فرمانے میں عجلت فرمائیں ورنہ لجنہ اناطبع ہوئی ہوگی۔

**پتہ**

**مینیجر اشاعت اسلام بکڈپو عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور**

# مسلمان بیبیون کے پڑہنے کی خاص دلچسپ اور نئی کتابین

## عورتون کو یہ کتابین علم تہذیب اخلاق کی خاص تعلیم دیتی ہین

| | | |
|---|---|---|
| معلمہ (بہشتی جوہر) | بیبیات کیلئے تمام [illegible] ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ مین۔ .. | ۱۲/ |
| رسول عربی۔ | رسول مقبول صلعم کی سیرت [illegible] خاص بیبیون کے لئے۔ .. | /۹ |
| بنت الرسول | خاتون جنت حضرت فاطمہ [illegible] زندگی کے حالات۔ | /۵ |
| اصلاح الرسوم | بُری رسمون کے دور کرنے [illegible] .. .. | /۳ |
| عقیلہ بیگم۔ | ایک کفایت شعار اور سمجھدار بیبی کی داستان نہایت دلچسپ۔ | /۳ |
| بسمل خاتون | ایک نصیحت [illegible] راستہ پر آتی ہے۔ - | /۳ |
| باورچیخانہ۔ | انگریزی۔ مسلمانی۔ ہندوانی کہانے پکانے کی ترکیبین۔ - | /۴ |
| راہ جنت۔ | اسلام کی آداب تعلیم دلچسپ قصون کی صورت مین۔ - | /۳ |
| صنعت خانہ | تمام روزمرہ کا کام آنے والی چیزون کے بنانے کی ترکیبین۔ - | /۵ |
| زنانہ خطوط۔ | عورتون کو خطوط نویسی کے قاعدے بتلائے ہین۔ - - | /۵ |
| آداب نسوان | بیبیون کیلئے تمام آداب معاشرت کی باتین۔ - - | /۴ |
| رفیق فرزانہ | تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیون کا مقابلہ - - | /۴ |
| لاڈلہ بیٹا۔ | جاہل و ناسمجھ والدین اپنی اولاد کو کس طرح بگاڑتے ہین۔ - | /۳ |
| قومی گیت | بچے اور بچیون کو یاد کرانے کے قابل دلچسپ قومی گیت۔ - | /۴ |
| ناصح مشفق | نصیحت کے پورے یکستے سچے موتی۔ .. - | /۳ |
| لیکچر اسلام | مسز اینی بیسنٹ صاحبہ کا لیکچر اسلام کی خوبیون کے متعلق - | /۳ |
| پہیلی نامہ | سیکڑون دل آویز پہیلیون کا مجموعہ مع انکی بوجہہ کے۔ - | /۲ |
| سولہ کہانیان | ایک تعلیم یافتہ خاتون کی جمع کی ہوئی ۱۶ دلچسپ کہانیان علیحدہ علیحدہ کل قیمت | ۱۲/ |

تمام کتابون کے ملنے کا پتہ مہتمم پردہ نشین (زنانہ) لائبریری آگرہ

# ظل السلطان

اگر آپ بہترین خیالات و مضامین کا آئینہ دیکھنا چاہیں تو ظل السلطان ملاحظہ فرمائیے جو ماہوار بھوپال سے شائع ہوتا ہے صرف تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ اس میں زنانہ دلچسپیوں اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم نسوان کے متعلق [illegible] شائع ہوتے ہیں اور چار سال کے عرصہ میں جسقدر زنانہ تعلیم کا مواد اس رسالہ نے فراہم کیا ہے اردو میں اس کی نظیر نہیں۔ نمونہ کا پرچہ چار آنہ میں مل سکتا ہے۔ مضمون نگاروں کو معاوضہ اور انعام بھی دیا جاتا ہے اسکے ذخیرہ میں اعلیٰ مرتبہ خواتین کی نہایت قابل قدر تصانیف موجود ہیں خصوصاً علیا حضرت فرمانروائے بھوپال اور بیگم صاحبہ جنجیرہ کی تصانیف بھی ملتی ہیں۔ ذیل میں کچھ کتابیں لکھی جاتی ہیں اگر آپ کا کتب خانہ ان گراں بہا تصانیف سے خالی ہے تو آج ہی ان کی طلبی کا خط لکھدیجئے۔ مفصل فہرست ۱ر کے ٹکٹ پر بھیجی جاتی ہے۔

## حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی تصانیف

بچوں کی پرورش۔ بچوں کے متعلق اصول حفظان صحت کی واقفیت اور خطرات کی اطلاع - - - - - ۸ر

تربیت الاطفال - بچوں میں شائستگی، تہذیب اخلاق اور دیگر صفات حسنہ پیدا کرنے کیلئے نہایت مفید - - ۸ر

ہدایات تیمارداری۔ بچوں کی تیمارداری کے صحیح طریقوں پر واقف کرنے کیلئے یہ کتاب مفید ہے - - - [illegible]

ہدیۃ الزوجین۔ خانہ داری کا پہلا حصہ جس میں شوہر اور زوجہ کے شرعی اور قانونی حقوق [illegible] ۸ر

حفظ صحت۔ خانہ داری کا دوسرا حصہ یعنی روزمرہ کے وہ تمام اصول جو عورتوں کی صحت [illegible] [illegible]

معیشت - خانہ داری کے تیسرے حصہ کا جزو اول جس میں اصول خانہ داری وغیرہ نہایت تفصیل [illegible] [illegible]

معاشرت - خانہ داری کے تیسرے حصہ کا جزو ثانی جس میں بچوں کی تعلیم آداب ملاقات اور انکے متعلق مفید ہدایات

و قواعد ڈاک خانہ و قواعد ریلوے وغیرہ نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں - - [illegible]

سبیل الجنان - ایمان، اسلام اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر حضور عالیہ کی نہایت عالمانہ تقریریں [illegible]

## دیگر عالی مرتبت خواتین کی تصانیف

سیاحت سلطانی۔ ہر ہائینس فرمانروائے بھوپال کے حالات سفر یورپ [illegible]

سیر یورپ۔ ہر ہائینس بیگم صاحبہ جنجیرہ کے سفر یورپ کا روزنامچہ قسم اعلےٰ و قسم معمولی - [illegible]

تہذیب النسوان۔ امور تدبیر منزل کیساتھ ساتھ مذہبی احکام نہایت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں [illegible]

آثار اسلام۔ مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ [illegible] [illegible]

خوان دعوت۔ مختلف کھانوں کی ترکیبیں ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں - - - - - [illegible]

سرگذشت۔ [illegible] نے اس کتاب میں بعض ہندوستانی گھروں کی غیر منتظم حالتوں کا خاکہ [illegible] [illegible]

[illegible]۔ یہ کتاب سوئی سے کاڑھنے، ریشمی اور سوتی کاموں کے سکھانے کیلئے بہترین استاد [illegible]

تعلیم اصول خانہ داری۔ [illegible] قصے کہانیوں کے پیرایہ میں خانہ داری کے اصول بتائے گئے ہیں - ۱۲ر

ازواج الانبیاء۔ حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بی بی تک کے حالات زندگی - - - [illegible]

رموز فطرت۔ [illegible] طبقات الارض ہیئت اور جغرافیہ طبعی کے مبادیات [illegible] [illegible]

[illegible]۔ علم خواص الاعضا کے مبادیات نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں لکھے ہیں - [illegible]

**کلوروڈاین** - یہ انگریزون کی ایک خانگی دوا ہے۔ بیماری درد مروڑ خواہ کسی صورت سے ہو اسکی ایک ہی دو خوراک سے جاتی ہے اور آون دست اور پیچش کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے منگوایا ہے اور دیگر کلوروڈاین سے کہین بہتر ہے اس لئے بازاری کلوروڈاین کو نہ خریدکے اس کلوروڈاین کو خریدین قیمت ۲/ اور ایک درجن کے چار روپیہ محصولڈاک ۵/

**دانت کے درد کی دوا** - لگاتے ہی درد مٹاتی ہے دانتوں کو ہلتا ہو تو ایک باریک صفوطشی یا سینک کے سرے پر روئی لپیٹ کر اسے دوا مین ڈبو کر ہلکا سا درد کے مقام پر لگائے اور اگر دانت کی جڑ مین درد ہو تو ذرا سی روئی ڈبو کے اس پر بھر دین فوراً درد بند ہو جاتا ہے قیمت ۱/ محصولڈاک ایک سے تین شیشی تک ۶/

**جلدی بیماری کی دوا** - یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی استعمال کی تجربہ کی ہوئی دواؤن سے تیار کیا ہے اس سے ہر قسم کی جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی چھاجن ابرش وغیرہ رفع ہوتے ہین برس سے خراب ہوئے چمڑے مین یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے۔ اس حالت مین تیل لگانے سے پورا فائدہ نہین ملتا اس وجہ سے تیل لگانے کے ساتھ ہی خون صاف کرنیوالی دوا اینڈ وڈ آف سارسا بھی ضرور استعمال کرنا چاہیے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵/ سارسا قیمت عا/ محصول ۶/

**ڈاکٹر ایس کے برمن کا جوہر پیپر منٹ** - یہ تو غالباً سب ہی لوگ جانتے ہین کہ معمولی درد شکم مین جوہر پیپر منٹ کو استعمال کیا کرتے ہین مگر بازار کے جوہر مین دوسری چیزین ملی ہوئی ہین اسلئے وہ پورا نفع نہین کرتا ہے یہ جوہر جاپان کے ایک مشہور کارخانے سے تیار کرکے منگوایا گیا ہے اسلئے آدھے چاول کے برابر پان مین رکھکر کھانے سے منہ کی بدبو پیٹ کا درد بیماری وغیرہ کو دور کردیگا تیل مین ملاکر کنپٹی مین لگانے سے درد سر کے لئے بھی مفید ہے قیمت فی شیشی ۶/ محصولڈاک وغیرہ ۵/

**نوٹ** - ادویات ہر جگہ دوکان دارون اور دوا فروشون سے ملسکتی ہین ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے +

**ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ**

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ قیمت ۸ مع محصول ڈاک مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ماہ مئی ۱۹۱۷ء نمبر ۱۲

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی بھوپال میں باہتمام منشی محمد عبد الرحمن صاحب مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

(قیمت فی پرچہ ۸)

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید و کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہون یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہین کئے جائین گے۔

(۲) یہ رسالہ انگریزی مہینہ مین ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ۲ روپے اور ہر حالت مین پیشگی لیجاویگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہیئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹرس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائین مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائین مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہین۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائے گا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلٰی مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ روپے سے لیکر ۱۶ روپے تک اجرت دیجائیگی اور مضامین کا جانچ کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے۔ ان طالبات مدارس نسوان کے لئے جو ظل السلطان مین بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ طالبات مضامین لکھکر بھیجین۔ تین انعام ۲۵ روپے ۱۵ روپے ۱۰ روپے کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائین۔ اسکے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# معذرت و اطلاع

س میں شک نہیں کہ ظل السلطان کی اشاعت میں چند مہینوں سے
ترتیبی ہے لیکن موجودہ زمانے کی مشکلات سے اگر اتنی تاخیر ہو جائے
تو قابل معافی ہے۔ لیکن ہم کو اس کا اعتراف ہے کہ یہ تاخیر
ل السلطان کی ناگواری کا باعث ہوتی ہے اور ہم اس
ے معافی چاہتے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ آئندہ اس
کو حتی الامکان رفع کیا جائے۔

اسی کے ساتھ بعض ناظرین کی طرف سے دو دو تین تین مہینے کے
نہ پہونچنے کی شکایت موصول ہوتی ہے۔ اس کا کوئی علاج
ے پاس نہیں ہے بجز اس کے کہ ہم یہ التماس کریں کہ رسالہ کا
موصول ہونے کے بعد ہی گزشتہ نمبر کی بابت ہم کو فوراً اطلاع
یا کرے ورنہ دفتر نہ اگر گزشتہ نمبر بہم پہونچانے کا ذمہ دار
۔

محمد مہدی منیجر ظل السلطان بھوپال

# ظل السلطان

## ہم خود ملزم ہین

**شمسہ۔** بہن ناصرہ! تم نے سنا کوشش کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

**ناصرہ۔** بہن وہ کیا۔

**شمسہ۔** گورنمنٹ نے حقوق طلب عورتون کو اجازت دیدی کہ وہ وکالت کا امتحان بھی دین اور ملازمت بھی کرین آہ! یہ تو ہم ہی ہندوستانی ہین کہ نہ عورتین کچھہ کر سکین اور نہ مرد۔ مرد جو کام کرتے ہین اسکی تکمیل ہوئی اور نہ آئندہ امید۔ لیکن پھر بھی ہند خدمت ہین ان کے لیڈرون کو دیکھیے کیا کیا کام کر گئے اور آج کیسے بن گئے عورتون کی تعلیم کی کوشش کا نتیجہ انکا جالندھر کالج ہے وہ تو آیندہ اور بڑھین گے سب سے بڑھکر بنیاد عورتون کی تعلیم ہے جسکی اشد ضرورت ہے لیکن اس کی کون پروا کرتا ہے؟ سب بچے ماں ہی کی گود مین پلتے ہین مرد ہون یا عورت۔ اگر ماں تعلیم یافتہ ہو تو یقیناً وہ گود مین بہت سا علم حاصل کر لیتے

**ناصرہ**۔ بہن بالکل درست کہتی ہو۔ ہمارے ہان عام تعلیم نہ ہونے کی وجہ یہی ہے۔ اب غریب آدمی کہان سے فیس کے خرچ لائین جو اپنے بچون کو تعلیم دلائین۔ خدا ہماری حالت پر رحم کرے۔

**شمسہ**۔ بہن خدا تعالے خود فرماتا ہے کہ جو اپنی حالت نہین بدلتا مین بھی اُس کی حالت نہین بدلتا چنانچہ زمیندار کا شعر کیسا پیارا ہے ؎

خدا نے آجتک اُس قوم کی حالت نہین بدلی۔ نہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہم بھی غافل اور بے خبر ہین اگر سب مین ذرا سا بھی احساس ہو اور کوشش کرین تو کچھہ مشکل نہین ورنہ ناممکن ہے۔ جب تک خود کوشش نہ کرینگے ہرگز نہ ہوگا۔ عورتین اگر چاہین تو خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی قابل بنا سکتی ہین۔ دیکھہ لو سرکار عالیہ کو کہ مخدومہ موصوفہ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آج بھوپال مین کسی کو اسکول بھیجنے مین عار نہین اور سب اُمرا اپنی بیٹیون کو خوشی خوشی داخل کرتے ہین مجھے افسوس ہی نہین سخت رنج ہے کہ مین ایسی بیگم صاحبہ کی رعایا مین پیدا نہ ہوئی ورنہ علم سے محروم نہ رہتی۔

**ناصرہ**۔ بہن اب کیا مشکل ہے چلی جاؤ۔

**شمسہ**۔ بوا۔ بقول شاعر "ہو میرا اختیار تو دیدون چمن مین آگ" لیکن مجبور ہون کہ کچھہ اختیار نہین آج کل اکثر لوگ علم کے شوق کے یہی پہلو بٹھاتے ہین اور بہت کم ایسے ہین جو علم کی طرف رغبت دلائین

**ناصرہ**۔ بہن بہت ٹھیک کہتی ہو عورتون کو علم سے بہت فائدے ہین مین تمکو ابھی قصہ سناتی ہون اور یہ سچا واقعہ ہے۔

ایک میری بہن ہین اُن کے میان نے صرف اولاد کی خوشی کی خاطر

دوسری شادی کی ہے لیکن بیوی بیچاری کا کیا اختیار۔ ہون بھی کر سکین
مین نے دیکھا وہ حالت ہی بدل گئی۔ ہر وقت خاموش و پریشان
رہتی ہین نہ بات کر سکتی ہین نہ وہ ہنسی نہ مذاق۔ غرض حالت
قابل دید ہے۔ میان کی ان بیوی سے یہ حالت تھی کہ جس چیز کی
ضرورت ہوا اپنے پاس سے منگائین یعنی جو تنخواہ میان
نے مقرر کر دی تھی۔ لیکن اب اُن بیوی کے لئے سب جائز ہو گیا
جو مقرر کر دیا وہ الگ رہا ہر چیز اپنے پاس سے اُن کے لئے
آتی ہے۔ غرض ہر طرح اُن کی خوشی کے سامان مہیا ہین زبیدہ
کی یہ حالت ہے کہ جلتے جلتے ہڈی سے چمڑا الگ گیا نہ سر کی خبر نہ
تن کا ہوش۔ کوئی ایسا نہین جو دلجوئی کرے۔ مان کا سایہ مدت
ہوئی سر سے اُٹھ گیا۔ بس یہی دنیا مین ایک چیز ہے جو ہر حالت
مین دل کو تسکین دیتی ہے۔ خدا رحم کرنے والا ہے۔ مرد اپنے
دل پر ہاتھ رکھین۔ بہن زبیدہ کا کوئی قصور بھی نہ تھا۔ ایسی
خدمتگزار فرمانبردار کہ دیکھنے والے تعریف کرتے ہین میان اور
ساس کی خدمت گزار۔ نند، دیور پر جان نثار کیا تعریف کرون
انھو دیکھنے سے ترس آتا ہے۔ اس پر میان کا مزاج۔ اللہ۔ اللہ
جب شادی ہوئی تو دنیا تو یہی کہتی تھی کہ نصیب پھوٹ گئے۔ مگر
اس عقلمندی سے بارہ برس گذارے کہ بے اختیار جس نے
سنا داد دی۔

خدا کے نیک بندے ہر حال مین خوش رہتے ہین، اور صبر اُن کا
شیوہ ہوتا ہے یہ سراسر خدا کی ناشکری ہے اور دل آزاری کیا گناہ

نہین اور بیویون کو تکلیف دینا کہان تک جائز ہے کس حدیث مین آیا ہی کہ دل آزاری کو شیوہ بناؤ خیر چار بیویان ایسے لوگون کے لئے کسی طرح بھی جائز نہین۔ قرآن پاک مین دیکھ لو صاف لکھا ہی "ناانصافی کی حالت مین ایک ہی بہتر ہے" یہ نہین کہ دوسری آئی مین اور پہلی سے آنکھ پھرگئی اور یہ ناممکن ہے جو اس کا دعوے کرے غلط کوئی یکسان نہین رکھ سکتا برابر فرق ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کا حق زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ عرصہ سے خدمت کرتی ہے اور ہرطرح کی مشکلات کا سامنا کرتی ہے۔ لیکن زیادہ تو کیا برابر بھی رہنا دشوار ہے ایک شاہ اور دوسری گدا ہوتی ہے مین حیران ہون کہ روزہ نماز سے پڑھکر چار بیویون کا مسئلہ کیسے یاد رہتا ہے ادنے لے علاے سب ہی اس مسئلہ سے واقف ہین اور کوئی حدیث یاد نہین رہتی نہ قرآن مجید کی خبر اور جو واقف بھی ہین وہ بھی نکاح کے بعد پھر خدا کو بھول جاتے ہین ناانصافی کے وقت خدا یاد نہین رہتا کس منھ سے خدا کے سامنے جائین گے لیکن خیر یہ سب شکایت بے جا ہے ہم ہی ملزم ہین نہ علم سے آشنا ہوتے اور نہ یہ روز بد دیکھنا پڑتا

ناصرہ۔ بہن مجھے بھی یہی افسوس آتا ہے اگر اس وقت زبیدہ کچھ پڑھی لکھی ہوتی تو گذر اوقات کرنا مشکل نہ تھا۔ اگر والدین اس وقت کا خیال کر لیتے تو اس غریب کو اس جھگڑے سے نجات ملجاتی سامنے دیکھکر زیادہ رنج ہوتا ہی آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ۔

شمسہ۔ بہن اگر علم عام ہوتا تو یہ دن ہی کیون آتا۔ اگر مائین عقلمند اور ہمدرد

ہوتین تو وہ اولاد کی تعلیم ہی کیون نہ ابتدا سے کرتین اور ایسے بیہودہ
ارمان ہی کیون ہوتے۔ بوا میرا تو اب بھی یہ خیال ہے کہ اگر ان مین
عقل ہو تو بہت کچھہ کر سکتی ہین۔ علم ایسی چیز ہے کہ اس کی عمر کبھی ختم
نہین ہوتی دیکھو حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ کو کہ انھون نے چالیس سال
کی عمر مین علم حاصل کیا اور کیسا علم کہ بالکل مکمل۔

ر ۵۔ بہن اتنی سمجھہ بھی تو علم ہی سکھاتا ہے جہالت مین کسی کا کہنا کارگر نہین ہوتا
یہی جواب ملتا ہے کہ بوا دنیا کیا کبھی گی نبھایا نہ گیا۔ ماں باپ کی ٹیڈیان
جان پر بن جاے قدم گھر سے نہین نکالتین۔ اس کا کون علاج کرے

سعہ۔ بہن ایسے ہی خیالات اپنی قوم کو برباد کر رہے ہین۔ یہ نہین سوچتین
کہ آئندہ یہ ہماری نسلون کے لیے مفید ہوگا اور علم عیب نہین اس سے
تو والدین کا نام بھی مدت العمر زندہ رہے گا اور اپنا بھی۔ زندگی الگ
آرام سے گذریگی بجز دعا ایسے لوگون کے لیے کیا ہو سکتا ہے خدا رحم
فرماے اور عقل سلیم عطا کرے کہ اپنی اور اپنی قوم کی بہبودی کا خیال
دل مین پیدا ہو جاے آمین۔

اگر عورتین دولت علم سے بہرہ ور ہوتین تو یہ خرابیان کبھی بھی ہماری
لاحق حال نہ ہوتین مین پہلے زمانہ کی بیویون کا خیال کرتی ہون
کہ انھین اسلام سے کس قدر محبت تھی۔ میری امان جان خدا بخشے
جس وقت حضرت رسول مقبول صلعم کا نام سنتین تو رونے لگتین
تھین آج کل بیویون کی یہ حالت ہے کہ نماز روزہ سے بھی
واقف نہین۔ رمضان شریف مین دن کو پارٹیون مین شریک
ہونا خود پارٹیان دینا خاص فخر ہے۔ ان کے بچے کیا سمجھین گے

کہ نماز کس کو کہتے ہین اور روزہ کس کا نام ہے نہ امان مذہب سے واقف اور نہ ابا۔ نہ کسی نے کہا اور نہ کسی کو دیکھا تو پھر ایسی حالت مین وہ بیچارے کیا جانین۔ مین اپنی ایک بہن سے ملنے گئی وہ نماز روزہ کی حقیقت سے واقف نہ تھین اُن کا بچہ مجھی نماز پڑھتے دیکھکر متحیر ہو گیا۔ مجھہ سے مخاطب ہو کر بولا۔ خالہ جان آپ کا سر نہین دکھتا اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ مجھے یہ سنکر سخت صدمہ ہوا مینے بچے سے کہا میان یہ بہت اچھی چیز ہے اس کو نماز کہتے ہین اور یہ اُس خدائے پاک کی عبادت ہے جس نے ہمین پیدا کیا ہے۔ اور جس نے ہمکو کام کرنے کے لئے ہاتھہ چلنے کے لئے پیر سننے کے لئے کان اور بولنے کے لئے زبان دی۔ تم دیکھو کہ جب تم کو کوئی کچھہ دیتا ہے تو تم شکریہ ادا کرتے ہو یا نہین۔ بس یہ بھی اپنے مالک حقیقی کی عبادت ہے اُس کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ والدین کی خدمت تم کیون کرتے ہو وہ والدین سے بھی بڑھکر شفیق ہے اُسکی اطاعت والدین سے بھی بڑھکر ہے اس لئے اُس کے حکم کی تعمیل فرض ہے" یہ سن کر بچہ بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا خالہ جان مجھے بھی سکھا دیجئے اُس روز سے بچہ برابر میرے پاس آتا ہے اب نماز یاد کرلی ہے۔ لیکن اُن کے والد بہت گھبراتے ہین کہ وقت ضائع ہوتا ہے مُلا بنے گا۔

آہ! یہ حالت ہماری غفلت سے ہو گئی کہ اب ہم مذہب سے بھی بے خبر ہو گئے۔ بہت سے مسلمان بچون سے دریافت کر لو کلمہ سے بھی واقف نہین اسلام تو کجے کہ سات برس کی عمر مین مار مار کر

نماز پڑھاؤ اور ہم ایسے غافل ہین کہ ہمارے بچے کلمہ بھی نہ جانین۔

ناصرہ۔ پرسون ہمارے ہان ایک عزیز مہمان آئین مین نے اُن کے بچے سے کہا "میان تم نے کیا کیا پڑھا" اُس نے کئی کتابون کے نام لئے میرے دل مین خیال آیا کہ اُس نے "راہ نجات" بھی نہین پڑھی ہی ورنہ ضرور نام لیتا مجھ سے رہا نہ گیا۔ پوچھا میان تمھین کلمہ بھی یاد ہے کہنے لگے "نہین امان کو آتا ہوگا مجھے نہین سکھایا" بہن کیا بتاؤن کہ اُس وقت میری کیا حالت تھی مین تو یہی سمجھتی تھی کہ زمانہ حال کی تعلیم نے مردون کو مذہب سے غافل کر دیا لیکن نہین عورتین بھی غافل ہوتی جاتی ہین۔ مذہبی تعلیم کی اب کوئی حقیقت نہین سمجھتا اور یہی سب سے بڑھکر ہمارے لئے غفلت کا پردہ ہے ورنہ مذہب ہی ہے جو وقت کی پابندی سکھاتا ہے ہماری صحت کی حفاظت مذہبی اصول سے قائم رہسکتی ہے۔ عشاء کے وقت جو وضو کرتے ہین اُس سے نگاہ کی روشنی قائم رہتی ہے۔ پانچون وقت کا وضو صفائی سکھاتا ہے اور صفائی صحت قائم رہنے کی پہلی سیڑھی ہے وقت پر نماز پڑہنے کا کیا درجہ ہے اس سے وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے روزے سال مین ایک مہینے کے ہوتے ہین وہ تنقیہ کا کام دیتے ہین۔ غرض بہن کیا کیا تعریف کرون اس سے کوئی مسلمان جو درحقیقت مسلمان ہے غافل نہین ذرا صل جو مذہب سے واقف نہین وہ مسلمان کہے جانے کا حق نہین رکھتا خدا ہماری حالت پر رحم کرے اور ہم کو نیک توفیق دے۔

نسیمہ۔ بہن مین ہرگز اب مردون کو الزام نہ دون گی۔ ہمکو یہی کوشش کرنی چاہیئے دیکھو حقوق طلب عورتون کی کوشش کا نتیجہ اُن کو کیسا!" اگر ہم چاہین تو خواہ کچھ ہی ہو آپ بھی اور اپنے بچون کو بھی علم مین ترقی کر سکتے ہین سب سے بڑھکر ہم کو پہلے ہمدردی اور اتفاق کی ضرورت ہے یہ نہین کہ ایک کا خیال مشرق ہے تو دوسرے کا مغرب۔ خدا تعالے ہم کو ہمخیالی اور ہمت دلی کی توفیق دے دونون بہنین ہم زبان ہوکر "این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد"

خاکسار

اکرم جہان از راجپورہ

## تعلیم النسوان مفید ہے یا مضر

ایک خوبصورت پختہ نئے مکان کے ایک آراستہ کمرے مین تنہا ایک کمسن لڑکی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے اس لڑکی کے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت متفکر ہے۔ اسے تنہا بیٹھے ہوے مدت گذری اب تک تو کوئی اور نظر نہین آتا۔ خدا جانے یہ تنہا کیون چھوڑ دی گئی ہے۔ لیکن ہمارا یہ خیال کہ یہ کمسن تنہا ہے غلط نکلا کیونکہ ایک نوعمر لڑکی تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کے کمرے مین آئی اور اسے فکرمند دیکھکر بولی:

نوواردلڑکی (نسیمہ) کیون بہن طاہرہ! کس فکر مین ہو؟

طاہرہ۔ فکر تو کچھ نہین۔ تنہائی سے پریشان تھی۔ اچھا ہوا تم آگئین۔

نسیمہ۔ اور پھوپی جان کہان ہین؟

طاہرہ- وہ تو کل سے مشتاق بھائی کو دیکھنے گئی ہین-
نسیمہ- کل سے تم تنہا ہو- مشتاق کب سے بیمار ہین؟
طاہرہ- کل تو فاطمہ تمام دن میرے پاس رہین- شام کو اُنکے جانے کے بعد مین تنہا رہگئی اور مشتاق بھائی بہت روز سے بیمار ہین-
نسیمہ- اس وقت دل گھبرا رہا ہے ذرا باہر چلو وہان باتین کرین گے-
طاہرہ کھڑی ہوگئی- دونون لڑکیان کمرے سے نکل کر ایک وسیع میدان مین پہنچین یہان ادھر اُدھر کوچین پڑی تھین- ایک کوچ پر باطمینان بیٹھکر طاہرہ بولی-
طاہرہ- کہو نسیمہ کیا کہتی ہو-؟
نسیمہ- بوا کہون گی کیا- البتہ ایک بات تم سے پوچھنے والی ہون-
طاہرہ- تو پوچھ بھی چکو- مجھے انتظار اچھا نہین لگتا-
نسیمہ- طاہرہ! مرد عورتون کی تعلیم کے کیون مخالف ہین؟
طاہرہ- (ہنسکر) اس لئے کہ مستورات کی تعلیم سے اُن کو نقصان ہے
نسیمہ (قہقہہ لگاکر) واہ! یہ بھی ایک ہی ہوئی- بھلا کیا نقصان مستورات کے تعلیم یافتہ ہونے سے مردون کو ہے-
طاہرہ- یہ کہ اول تو مرد سمجھتے ہین کہ عورتین جب خود تعلیم یافتہ ہون گی تو ہماری کافی عزت نہ کرینگی یہ اُن کا خیال شاید بالکل غلط ہے دوسرے بہن یہ خیال مردون کو ہے کہ تعلیم آزادانہ خیالی عورتون مین پیدا کریگی- پھر وہ خانہ داری کے کام کی نہ رہین گی یہ خیال بھی بالکل لغو ہے- میرا تو یہ خیال ہے کہ تعلیم یافتہ ہوکر خانہ داری کا کام عورتین خوب انجام دین گی تعلیم اُن مین صفائی کا

مادہ پیدا کریگی طریق الصحت۔ حفظان الصحت وغیرہ رسالے
پڑھکر وہ صحت قائم رکھنے کی باتون سے واقف ہون گی بچون
کو اچھی طرح پال سکین گی۔ مگر نہ معلوم کیون مرد مستورات کی تعلیم
کو ضرر رسان خیال کرتے ہین (مسکرا کر) دراصل بات یہ ہے
کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرد بہت ہی متعصب ہین۔

نسیمہ۔ واقعی میرے خیال مین بھی مستورات کو تعلیم دینی بہت
ضروری ہے۔

طاہرہ۔ بوا ضروری کیسی بلکہ فرض ہے کیونکہ جاہل رہنے سے عورتون کی
دنیا بھی غارت ہوتی ہے اور قریب قریب دین سے بھی ہاتھ
دہونے پڑتے ہین۔ دنیا یون غارت ہوئی دین یون گیا۔

نسیمہ۔ ذرا مفصل طور پر کہو

طاہرہ۔ بوا آخر تم تو تھوڑا بہت پڑھ چکی ہو۔ کیا نہین جانتین کہ ہمارے
ہان جو رسمین جاری ہین وہ سب جہالت کا باعث ہین جاہل عورتین
رسمون کا ادا کرنا فرض خیال کرتی ہین۔ ان ہی فضول رسمون مین
روپیہ برباد کر کے ہم مفلس اور نادار ہو گئے۔ اگر عورتین تعلیم یافتہ
ہوتین تو اونچ نیچ سمجھتین۔ خدا رسول کے حکم سے واقف ہوتین
ان ہندوانی رسمون کو (جنکی پابندی آجکل خدا اور رسول کے حکم
سے زیادہ ہے) برا اور لغو خیال کرتین۔ سادہ طریق سے کام کرنا
ثواب اور مسنون جانتین۔ پس تعلیم سے مستورات کو کس قدر
فائدہ ہے اور ان کی جہالت سے کس درجہ نقصان اور بربادی
ہے۔ دنیا تو یون برباد ہوئی اب دین کی نسبت بھی سن لو۔

بہن! مین بیان نہین کرسکتی کہ جہالت کس قدر توہمات اور واہیات خیالات پیدا کرتی ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو تو اسکی شامت آجاتی ہے یہ ممکن نہین کہ بیماری کو بیماری جان کر ڈاکٹر یا حکیم کا علاج کرین بلکہ یہی کہتی ہین کہ اس کو تو کچھ ہوگیا۔ فلان رنگ کا دوپٹہ اوڑھے فلان دن درخت کے نیچے کھڑی تھی۔ اب مرض اصلی کا علاج چھوڑکر تعویذ اور نقش وغیرہ کی جستجو ہوتی ہے۔ جب مرض کا علاج نہ ہوا تو یہ امر یقینی ہے کہ بیماری ضرور بڑھیگی۔ روپیہ تو فضول خرافات توہمات مین برباد ہورہا ہے اور مریض کی جان پربن رہی ہے۔ فلیتے جل رہے ہین۔ دہونیان خاک بلا کی دی جاتی ہین۔ غرض لوا کیا کیا اور کہانتک بیان کرون تم خود واقف ہو۔ کیا یاد نہین جب تمہارے محلہ کی لڑکی سکینہ مرحومہ بیمار ہوئی۔ مین تو یہی کہتی ہون کہ اُس کی مان کی جہالت نے قبل از وقت مارا جو کچھ اُس کا علاج ہوتا تھا۔ تم سب دیکھتی تھین بھلا بتاؤ کہ ایسی باتون مین ایمان کب قائم رہا اور جب ایمان نہ رہا تو دین گیا یا نہین!

نسیمہ۔ واقعی طاہرہ سچ ہے۔ خدایا تو ہم سب پر رحم فرما۔ مردون کو ہدایت دے کہ وہ عورتون کی تعلیم دینے کو ضرر رسان خیال کرنے کے بجاے فیض رسان خیال کرین تعلیم سے ہمارے دل آئینہ کے مانند صاف ہوجائین اور ہماری قوم نیک سچی خداپرست اور مہذب بنجائے آمین یا رب العالمین

خاکسار رحمت بانو

بنت خواجہ سید محمود حسین حسن ابی اے علیگ منصف درجہ اول سونی پت

# خدمت واطاعت

خدمتگزاری وہ صفت ہے کہ سنگ دل کو نرم دل اور نرم دل کو سچا چاہنے والا رفیق بنا دیتی ہے اور اس طرح وہ اکثر اپنے تمام کنبہ برادری کے حلقہ مین پورا پورا ہردلعزیز اور قابل وقعت سمجھا جاتا ہے اب سوچنا چاہئے کہ وہ کیا شئے ہے جو خدمت گزاری کے لئے درکار ہوتی ہے۔ اول حلم و بردباری دوسرے مستعدی وشیرین زبانی تیسرے ہمدردی و انکسار پس سب سے پہلے ہمین انکی ضرورت ہے جو ہمین پورا پورا ہردلعزیز بنانے مین کامیاب کرے گا۔ کیونکہ اطاعت سے نہ صرف ہردلعزیز ہونے کی عزت ورفاقت حاصل ہوتی ہے بلکہ خدا کو بھی وہی بندہ زیادہ پیارا ہے جو اُس کا سچا اطاعت گزار ہو اور سچے دل سے اس کی عبادت کرے ہمین ہردل عزیز ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ دنیا مین کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو موقع بے موقع ایسے دوست کی ضرورت پڑے جس کو وہ صرف دوست خیال کرتا تھا اور ایسا ربط ضبط نہ تھا کہ وہ اُس کے کسی وقت پر کام آئے پس اس لئے لازم ہے کہ علاوہ رشتہ دارون کے کوئی نہ کوئی اپنا سچا دوست بھی ہونا چاہئے اور تالیف قلب کے لئے خدمت گزاری اور دلی ہمدردی سے بڑھکر کوئی صفت زیادہ کارگر نہین ہوسکتی اور نہ روپئے ہی کی ضرورت ہے صرف مستعدی اور دلی ہمدردی چاہئے جو شخص ہر ایک کی مصیبت کا شریک ہوگا تو لازم ہے کہ اس کے بھی کثرت سے ہمدرد ہون گے۔

لڑکی کے لئے خدمتگزاری ایک نعمت غیر مترقبہ صفت ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے ہی وجود سے ہر ایک پر حکمران ہو سکتی ہے مثل مشہور ہے کہ "جھکتے کے آگے جھکا جاتا ہے" پس اس کی زندگی جو تین حصوں مین منقسم ہے ہر ایک حصہ مین خدمتگزاری کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اول بچپن اور والدین کا گھر۔ بچپن تو خیر کھیل کود اور تحصیل علوم کے واسطے ہے مگر والدین کے گھر مین بھی جب ہی پوری خوش نصیب کہلا سکتی ہے جبکہ اُس کے ماں باپ بھائی بہن اور دیگر رشتہ دار اسپر سچے جان نثار کرنے والے اور خوشیوں کے چاہنے والے ہوں۔ والدین تو کون ایسا ہوگا جو اپنی اولاد کا بدخواہ ہو لیکن تمام رشتہ دارون کو خوش رکھنا ایک خاص لیاقت ہے اور سچی خوشی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ اُس کی خدمت گزاری کے سب ممنون و مشکور ہون اور اُس کی ادنےٰ تکالیف کو اپنی تکالیف خیال کرتے ہون اور اُس کی ذراسی بیماری کو اپنے اوپر ایک صدمہ تصور کرین اور اُس کی جدائی ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہ کر سکین۔ میری ناقص راے مین ہر کسی رشتہ دار پر اپنا نقش ہمدردی جمانے کا سب سے اچھا طریقہ اُس کی بیماری مین تیمارداری کرنی ہوتی ہے اُس سے بے شک ایک سنگ دل سے سنگ دل بھی موم ہو جاتا ہے۔ دوسرے جب کسی کو کسی مصیبت مین گرفتار دیکھی تب پوری پوری رفاقت اور ہمدردی کا ثبوت دے۔

بعدازان متاہل ہونے کے بعد ایک اجنبی خاندان سے واسطہ پڑ ذیر بھی خدمت گزاری ایسا جادو ہے کہ ہر ایک کو اپنا شیدا بنا دیتی ہے اس مین بھی پہلے خدمتگزاری کے باعث تکلیف اُٹھا کر پھر حکومت نصیب ہوتی ہے بڑھاپا صرف خدا کی عبادت و اطاعت کے لئے وقف ہونا چاہیے۔

پس ان تینون حصون پر غور کرنے سے صاف ثابت ہے کہ عورتون کے لئے خدمت گزاری کا خاص وصف ضرور ہونا چاہیئے اگر کسی بدمزاج سے سابقہ پڑ جاے اُس کو اطاعت شیرین مزاج بنا دیتی ہے گو پہلے پہلے سخت کلمات دل کو دکھاتے ہین لیکن اطاعت اپنے کاری اثر سے اُس کی زبان بند کرا دیتی ہے۔

بلقیس بیگم

## ازدواجی زندگی

از حصار

جبکہ زن وشوہر کا نہ منقطع ہونے والا رشتہ تمام زندگی کے لئے بندھ جاے تو دونون کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کی خوشی وراحت کے جویان رہین۔ شوہر کا فرض ہونا چاہیئے کہ حتی الوسع اپنی تمام استعداد وقابلیت کو کام مین لاکر معیشت کے اسباب مہیا کرے اور اپنی اُس بیوی کی جس کو اُس نے تمام دنیا کی عورتون مین سے اپنی تمام زندگی کا ساتھی ہونے مصیبت کے وقت ہمدردی وغمگساری کرنے اور صلاح ومشورہ دینے۔ بیماری مین تیمارداری کرنے اور کبرسنی مین مدد دینے کے لئے انتخاب کیا ہے ہر ضرورت کو پورا کرے۔ گھر کے اخراجات مین ابتدا ہی سے اعتدال سے کام لے اور شروع ہی سے جس قدر مناسب ہو اپنے ہونے والے بچون کے لئے پس انداز کرنا چاہیئے۔ زوج وزوجہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ گھر کے انتظام کبھی خوش اسلوبی سے انجام نہین پا سکتے جب تک کہ دونون ملکر کوشان نہ ہون۔ اگر مرد محنت

کر کے کمائے اور بیوی فضول خرچی سے سب کمائی اُڑا دے یا مرد بیجا اسراف کرے اور توقع رکھے کہ بیوی کفایت شعاری سے گھر کا کام چلائیگی ۔ بالکل خام خیالی ہے ۔ مرد کو چاہئے کہ سوسائٹی کے اور دنیوی تعلقات مین نہایت پاکباز اور ایماندار رہے تاکہ اُس کی بیوی پر بھی اچھا اثر پڑے اور بچون کو ایک اچھی نظیر قائم ہو۔

بیوی کا فرض ہونا چاہئے کہ شادی کے بعد جب سے وہ امور خانہ داری مین دخل دینا شروع کرے اپنے صاحبہ خانہ ہونے کی ذمہ داریون کو محسوس کرے ۔ اس سے یہ مراد نہین کہ خاوند اور ملازمون پر رعب داب شروع کر دے بلکہ خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اسکو عزت اور محبت کی نظر سے دیکھے اور اپنی زندگی کا مونس و ہمدم تصور کرے اور جس موقع پر وہ صلاح و مشورہ دینے کے قابل ہو ضرور دے کسی نے سچ کہا ہے کہ عقلمند بیوی اپنے شوہر کی وزیر ہوتی ہے ۔ ملازمون کے ساتھہ نہایت نرمی اور مہربانی کا سلوک کرے اور اپنے احکام مین بہت مستقل رہے اُن سے ہمدردی کے ساتھہ پیش آئے اور اُنھین بھی اپنی طرح انسان سمجھے جنکو قدرت نے اس کے دست نگر کر دیا ہے ۔ اسکو چاہئے کہ خود مکان کی صفائی اور اسباب کی ترتیب کا خیال رکھے اور اپنے اخراجات کو معاش کے حدود کے اندر رکھے ۔ کبھی قرض لینے کا ارادہ تک نہ کرے اور نہایت کفایت شعاری اور سلیقہ سے گھر کا کام چلائے ۔ جہانتک ہوسکے کم سے کم صرفہ سے زیادہ سے زیادہ راحت و آرام کے اسباب مہیا کرے ۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خواہ گھر مین کیسی ہی عسرت کیون نہ ہو مگر اس کا بشاش اور قانع چہرہ اس کے شوہر کی روحانی مسرت

اور حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔ اُس کا چہرہ خواہ کتنا ہی خوشنما کیون نہ
مگر جب وہ پیشانی پر ہمیشہ بل ڈالے رہے گی اور غمناک بنائے رہیگی
شوہر کی ہمت اور پست ہوگی اور اُس کے رنج و غصہ کا باعث ہوگا
شوہر کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دل خوش کن اور طمانیت بخش
منظر نہین ہو سکتا کہ جب وہ دن بھر کی محنت شاقہ کے بعد گھر واپس
تو اپنی بیوی کو خوش و خرم اور گھر کو صاف ستھرا پائے۔ گھر کی صفائی
اور ستھراپن گو سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا دارومدار قیمتی ا
آرائش اور فرنیچر پر ہی نہین ہے بلکہ جس قدر آمدنی صرفہ کی اجازت دیتی
ہے اس سے زیادہ خرچ کرکے اگر مکان کو آراستہ و پیراستہ کیا جاے تو
وہ بجاے خوبی کے عیب ہے۔ ایک صفائی پسند اور باسلیقہ بیوی خو
ایک محل مین ہو یا جھونپڑی مین گھر کو خوب صاف ستھرا رکھیگی اور ہر چیز کو اسکی مناسب جگہ ایسے سلیقہ سے
کہ دیکھنے والونکو اچھا معلوم ہوگا گھر کا فرش در و دیوار اور کھڑکیان گرد و غبار سے
آلودہ ہونا۔ ہر چیز کا اپنے قرینہ سے نہ ہونا۔ فرش و فروش کا سمٹا سمٹا
یا پھٹا ہونا۔ گھر مین نوکرون اور بچون کا شور و شغب، لڑائی، جھگڑے
اُن کا دوڑ کر چلنا دنیا کے بڑے سے بڑے آراستہ مکان کو کلفت کد
اور تکلیف دہ بنانے کے لئے کافی ہے۔ صاحبہ خانہ کے جب دو ایک
بچے ہو جاتے ہین تو وہ عموماً مکان کی صفائی اور ترتیب نہ رکھنے کا یہ عذ
پیش کرتی ہین کہ انھین بچون کی خبر گیری سے فرصت نہین ہوتی حالانکہ
اگر دیکھا جاے تو یہ کام صرف چند منٹ کا ہے اگر اس کے لئے وقت
نکالنا چاہین تو کچھ دشوار نہین۔

بیوی مین سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنی زبان

قابو رکھی۔ اکثر ایسی مثالیں ملینگی کہ ذرا سے اختلاف رائے سے اگر بیوی زبان دراز ہو تو نہایت ناگوار نتائج پیدا ہو جاتے ہین کسی کا قول ہے کہ ہم ایک بدزبان عورت کے مقابلہ مین ایک پالتو جانور سے جو ہم سے محبت رکھتا ہے بہت زیادہ مانوس ہو جاتے ہین محض اس وجہ سے کہ وہ گونگا ہوتا ہے" بیوی کو یہ چاہئے کہ وہ پہلے اپنے خاوند کے مزاج کو اچھی طرح پہچان لے جس سے اُسے یہ معلوم ہو جائیگا کہ کس موقع پر اُسے بولنا چاہئے اور کس وقت خاموش ہو جانا چاہئے بعض مرتبہ صرف خاموش رہ جانا ہی بہت سبق آموز ہوتا ہے۔

اکثر ایسی نظیرین ہم کو ملی ہین جس مین شادی کے چند مہینے بعد ہی میان بیوی مین نا اتفاقی شروع ہو جاتی ہے جو یا تو طبائع کی غیر مناسبت یا اختلاف رائے سے یا ایک دوسرے سے دلچسپی نہ رکھنے سے یا بدگمانیون کے پیدا ہو جانے سے ہوتی ہے اور جب کسی وجہ سے بھی ایک دفعہ ناچاقی ہو جائے تو خواہ اُس کا دفیعہ کیون نہ ہو جائے مگر پہلی سی یگانگت اور یک جہتی نہین ہو سکتی اور پھر بہت ہی رکیک باتون پر جنپر کہ ذرا تبادلہ خیالات کر لیا جائے یا تھوڑی دیر کے لئے بدگمانی کو دور کر کے خاموشی اور صفائی قلب سے ایک دوسرے کے وجوہات سُن لین تو بہت آسانی سے دفع ہو جائے دن رات قضئے اور فساد برپا ہوتے ہین۔ اس لئے جہانتک ممکن ہو اول تو ایسی نوبت آنے ہی نہ دینی چاہئے لیکن اگر اتفاق سے کسی غلط فہمی کی وجہ سے دلون مین میل آجائے اور شکر رنجی ہو جائے تو دونون کو چاہئے کہ نہایت کشادہ دلی اور دل کی صفائی سے اصل واقعات پر روشنی ڈالین اور اپنی اپنی شکایات کو

ایسے الفاظ مین بیان کرین جس سے جانبین کے حسیات کو صدمہ نہ پہونچے
اور آسانی سے دل صاف ہو جائین۔ اس قسم کے جھگڑے فساد
سے علاوہ شماتت ہمسایہ کے ایک دوسرے کی عزت و محبت قائم
نہین رہسکتی اور ملازمون اور بچون پر بُرا اثر پڑتا ہے جب تک جانبین
سے آپس مین اتحاد و محبت رکھنے کی کوشش نہ ہوگی اور ایک دوسرے
کی غلطیون کو عفو و فراموش اور اُنپر چشم پوشی نہ کرینگے ایک دوسرے
کے غصہ اور طبیعت کے غیر موزون ہونے کے وقت طرح نہ دینگے
تو کبھی گھر مین امن و آرام قائم نہین رہ سکتا۔

سید عبد الجلیل

متعلم محمڈن کالج علی گڈہ

# تعلیم نسوان

ہم کو کچھ واقعات ایسے بھی ملتے ہین جو ہندوستان مین مسلمانون کے وقت مین تعلیم نسوان کی قدر اور اُس کی حفاظت کا کافی ثبوت دیتے ہین اس مین شک نہین کہ پردہ کی بدولت تعلیم مین چند رکاوٹین پیدا ہوئین جس کی وجہ سے لڑکیان اپنی عمر کے ایک محدود حصہ تک اسکول مین بھیجی جاتی تھین۔ لیکن پھر بھی یہ کوئی بڑی قید نہ تھی۔

جعفر شریف کے ذریعہ ہمین پتہ چلتا ہے کہ لڑکیون کو اسکول مین تعلیم دی جایا کرتی تھی وہ اپنی کتاب قانون اسلام مین نہایت واضح طور پر لڑکے یا لڑکیون کا قرآن مجید ختم کرنے کے بعد مکتبون مین داخل ہونا

ظاہر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "جب لڑکے اور لڑکیاں مدرسے جایا کرتی تھیں
تو یہ ایک عام اصول تھا کہ استاد عید کے موقع پر زرفشانی کاغذ پر عیدی
لکھکر دیا کرتے وہ انھیں اپنے والدین کو جاکر سناتیں یا جب لڑکے کی کوئی
نئی کتاب شروع کرتی تو یہ قاعدہ تھا کہ والدین اُستاد کو ہدیۃً کچھ نہ کچھ
ضرور پیش کرتے اور ایسے خوشی کے موقعوں پر لڑکیوں کو آدھے دن کی
تعطیل دی جایا کرتی"

ان واقعات پر نظر کرنے کے بعد ہمین ذرا بھی شک نہین رہتا کہ
اُس زمانہ مین لڑکیون کو باقاعدہ تعلیم دیجایا کرتی تھی۔ لڑکیون کے مدرسون
یا مکتبون مین بھیجے جانے کے علاوہ ہمارے سامنے ایک تاریخی واقعہ
بھی موجود ہے:-

سلطان رضیہ جو التمش کے بعد دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوئی
ایک تعلیم یافتہ بیگم تھی۔

سلطان غیاث الدین جس نے مالوہ پر ۱۴۶۹ء سے ۱۵۰۰ء
تک حکمرانی کی اُس کے حرم سرا مین پندرہ ہزار عورتین تھیں جن مین استانیان
واعظات، مغنیہ اور ہر قسم کا پیشہ وغیرہ جاننے والی خواتین موجود تھین
اُستانیون کا حرم سرا مین موجود ہونا صاف طور سے ظاہر کرتا ہے کہ محل
کی دیگر خواتین کو تعلیم دی جایا کرتی تھی۔

عہد مغلیہ مین بھی ہمکو چند مثالین ایسی شہزادیون کی ملتی ہین جو اعلے
تعلیم سے مزین و مرصع تھین۔ پس ہم کیونکر یقین کر سکتے ہین کہ گذشتہ زمانہ
مین عورتین محض جاہل رہکر اپنی زندگی بسر کیا کرتی تھین۔

بابر کی لڑکی گلبدن بیگم نے ہمایون نامہ اکبر نامہ کے ضمیمہ کے

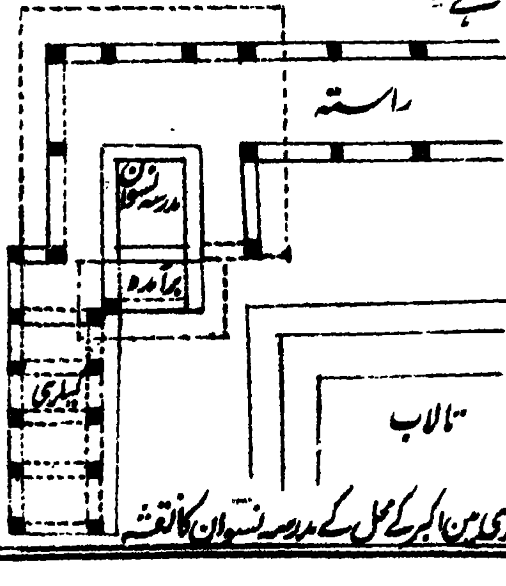
بطور تصنیف کیا اگرچہ اس کا کہین پتہ نہین لگتا کہ کیونکر اُس نے تعلیم پائی تاہم اس امر کے یقین کرنے مین کوئی شک نہین کہ وہ تعلیم یافتہ عورت تھی ایک جگہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کرنے کے لئے اِدھر اُدھر سے کتابین بھی فراہم کرتی۔

ہمایون کی بھتیجی گلرخ کی لڑکی سلیمہ سلطان بھی تعلیم یافتہ اور فارسی کی شاعرہ تھی۔ اُس نے بہت سی نظمین مخفی کے نام سے کہین وہ اپنے پہلے شوہر بیرم خان کی وفات کے بعد اکبر کی بیگم ہوگئی۔

اکبر کی دایہ ماہم بھی تعلیم یافتہ خاتون تھی اور اُس نے دہلی مین ایک کالج بھی قائم کیا تھا۔

اکبر کے عہد حکومت مین محل کی تمام عورتون کو باقاعدہ تعلیم دیجایا کرتی تھی۔ اُس نے فتحپور سیکری کے محل مین مختلف حصے درس تدریس کے واسطے رکھ چھوڑے تھے

"مین نے مدرسہ نسوان کا نقشہ بھی اُس وقت کی ابتدائی تعلیم کے دکھانیکی غرض سے درج کردیا ہے"




فتح پور سیکری مین اکبر کے محل کے مدرسہ نسوان کا نقشہ

شاہنشاہ جہانگیر کی بیگم نور جہان فارسی اور عربی کے علم ادب مین پوری مہارت رکھتی تھی اور یہی وہ عورت تھی جس نے بادشاہ کے حین حیات سلطنت کے کاربار کو خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اوراس واقعہ سے اُس کی ذہانت، روشن ضمیری کا فی پتہ چلتا ہے کہ وہ ملک اور سلطنت کے اہم امور سمجھنے کی کافی قابلیت رکھتی تھی۔

شاہجہان کی بیگم ممتاز محل بھی فارسی کی اچھی خاصی قابلیت رکھتی تھی اور شعر بھی کہتی تھی۔ اس کی بڑی لڑکی جہان آرا بیگم تعلیم یافتہ ہونے کی بدولت ہمیشہ عالمون کی بہت قدر کرتی اور ہمیشہ اُن کو انعام واکرام دیکر خوش کیا کرتی اُس نے اپنا کتبۂ قبر خود ہی لکھا ہے جس سے اُس کے خیالات و جذبات کا پتہ لگتا ہے اُس نے اُس کتبہ کو اپنی قبر پر جو نظام الدین اولیا کے پاس ہے لگانے کا حکم دیا تھا۔

ستی النسار بیگم جہان آرا بیگم کی معلمہ تھی۔ قرآن مجید حفظ پڑھ سکتی تھی اور فارسی مین اچھی قابلیت رکھتی تھی۔ وہ ممتاز محل کی ناظرہ تھی اور اُسی کی سفارشون سے ممتاز محل غریب طالبات و اعظون اور مولویون کو وظیفہ وغیرہ دیتی تھی۔

اورنگ زیب کی سب سے بڑی لڑکی زیب النسار بیگم بھی قابل شہزادی تھی۔ اُس نے خود اپنے باپ سے تعلیم پائی اور قرآن مجید کے مطالب سمجھنے کی کافی قابلیت رکھتی تھی۔ فارسی اور عربی بھی جانتی تھی اور فن خیاطی مین عبور کامل حاصل تھا اس نے بہت سے عالم اشاعر اور مصنف فراہم کر رکھے تھے۔ متعدد کتابین بھی اسیکے واسطے تصنیف اور ترجمہ کرائین۔

اورنگ زیب کی تیسری لڑکی اگرچہ حافظ تھی لیکن وہ قابلیت

جو بڑی بہن مین تھی اُس مین نہ پائی جاتی تھی۔
اگرچہ ہندوستانی خواتین اور شہزادیون نے علم ادب مین وہ مہارت نہ پیدا کی جو اسپین کی مسلمان خواتین مثلاً زینب، حامدہ، فاطمہ، عائشہ اور مریم وغیرہ مین موجود تھی تاہم مندرجہ بالا مثالون سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ مسلمان خواتین پردہ کی حفاظت کا خیال کرتے ہوے بھی علم سے بالکل بے بہرہ نہ ہوتی تھین۔ اور بسا اوقات ترقی کے وہ وہ کارنمایان دکھاتی تھین جو فی الحقیقت قابل تعریف ہوتے تھے۔
آخرکار نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہندوستان کے عہد اسلام مین مسلمان خواتین جیسا کہ خیال کیا گیا ہے جاہل نہ ہوتی تھین۔

(اقتباس از پروموشن آف لرننگ ان انڈیا)

سید سرور عالم

# نیکی کر اور کنوئین مین ڈال

(۱)

جان وینسلے نے صرف تنہائی اور ملالت کی تکالیف ہی سے تنگ آکر یہ اشتہار نہ دیا تھا بلکہ اس کا باعث عزلت گزینی بھی تھا اُس کو کامل یقین تھا کہ اس اشتہار کا کوئی جواب نہ ملے گا اور اگر ملا تو ماننا پڑے گا کہ انسانی خصائل جیسا کہ وہ اُن کو جانتا تھا ضرور بدل گئے ہین۔ اشتہار کے الفاظ یہ تھے:

"ایک اپاہج جس کو درد کی سخت تکلیف ہے بہت
مشکور ہوگا اگر کوئی صاحب چند ایسی دلچسپ کتابون
کے نام اُس کو بتائین کہ جنکو پڑھ کر وہ اپنی تکلیف کو بھول سکے۔"
پتہ:۔ لنگڑا کتا...... آفس"

یہ ایک عجیب و غریب التجا تھی جو اخبار کے ذریعہ سے کی گئی لیکن جان وینسلے اس کو عجیب نہ سمجھتا تھا۔ تقریباً بیس سال تک وہ ایک دور و دراز ملک مین صرف روپیہ کماتا رہا اور اس لئے دنیا کی موجودہ حالت سے بالکل بے خبر رہا وہ دنیا سے بالکل بیگانہ تھا اور اُس کا جغرافیہ اور زبان تبدیل ہوگئی تھی اُسکا کوئی دوست نہ تھا اور جن چند لوگون سے وہ اس زمانہ مین ملا وہ اُس سے قطعاً مختلف تھے اُسکو نصیحت بلکہ ہمدردی کی ضرورت تھی اور وہ سوائے اس کے کہ اخبار مین مشتہر کرے کوئی دوسرا طریقہ اُس کے حصول کا نہ جانتا تھا۔

پینتالیس سال کی عمر مین اُسکو دو چیزین ایک ساتھ اور یکایک ملی تھین دولت اور فالج اپنی زندگی کے باقی حصہ مین اب اُس کا صرف ایک کام ہوگا کہ وہ اُس شہر کے جس مین ایک مرتبہ وہ ایک ذلیل مکان مین رہتا تھا ایک عمدہ ہوٹل کے ایک عمدہ کمرے مین ایک صوفے پر پڑا رہے۔ اتفاق سے ایک کتاب اُس کے ہاتھ پڑ گئی جس مین اُس کو دلچسپی پیدا ہوئی اور وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی تکالیف کو بھول گیا۔ اس سے اُس کی آنکھین کھلین اور وہ ایک نئی دنیا مین پہونچ گیا اُس کو کتابون کا بالکل خیال نہ تھا اور بیس سال سے تو اُس نے کوئی کتاب چھوئی بھی نہ تھی۔ اُس نے اور کتابون کی خواہش

کی اور ہوٹل کے کتب خانہ سے متعدد کتابین منگائین لیکن وہ دلچسپ نہ تھین
اس لئے اُس نے اُن کو نہ پڑھا

اس تنہائی اور تکلیف کی حالت مین ونیسلے کم از کم پڑھ سکتا تھا
لیکن اسکو ایسی کتابون کی خواہش تھی جو دلچسپ ہون نہ کہ تکلیف دہ۔ وہ
اپنے بچپن کے زمانہ کے مصنفون کی کتابین نہ پڑھنا چاہتا تھا اور زمانہ
حال کے مصنفون سے واقفیت نہ رکھتا تھا۔ وہ اپنے کو اس قابل سمجھتا تھا
کہ کسی کتب خانہ کی فہرست سے اپنے مذاق کی کتابین منتخب کرلے
کیونکہ اُس کے مذاق کو زمانے اور حالات نے عجیب بنا دیا تھا۔ اس لئے
اُس نے اپنی کوچ پر بیٹھے بیٹھے دنیا سے یہ التجا کی اور ایک روزانہ
اخبار مین اپنے اشتہار کو چھپوایا۔ اخبار کے خریدار بہت سے تھے
لیکن جیسا کہ ونیسلے کا خیال تھا اُس کو کوئی جواب نہ ملا جواب نہ ملنے کی
(خواہ کچھ ہی وجوہ کیون نہ ہون اور باوجود اس کے کہ اُس کو پہلے سے
یقین تھا مگر تاہم) اُس کو رنج ہوا۔ لیکن تقریبًا ایک ہفتہ کے بعد اخبار کے
دفتر سے اپنے اشتہار کا اُس کو صرف ایک جواب ملا جو کسی بچے کے
ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جواب کے الفاظ اور ہجے دیکھکر اُس کو ہنسی آئی۔
لیکن اسپر ایک خاص اثر ہوا کہ صرف ایک بچے نے اُس کے اشتہار پر توجہ
کی اُس جواب کا مضمون یہ تھا اور کوئی نام و پتہ اُسپر نہ تھا۔

"مجھکو آپ کی حالت سنکر بہت رنج ہوا میرا دل چاہتا
ہے کہ مجھے بہت سی کتابون کے نام معلوم ہوتے تاکہ
آپ کو بتائے جا سکتے۔ لیکن صرف دو نام معلوم ہین
جو آپ کو لکھے جاتے ہین مجھے امید ہے کہ آپ جلد اچھے

ہو جائینگے۔ باوجودیکہ مین آپ سے واقف نہین لیکن مجھے آپ کی حالت پر بہت رنج و افسوس ہے"

اِس تحریر کی سادگی نے وسیلے پر ایک خاص اثر کیا اور اُس نے سوچا کہ صرف ایک بچے کو ہی میری حالت پر ترس آیا۔ اُس نے نام و پتہ کے ظاہر نہ کرنے کو بچپن اور سادہ لوحی پر محمول کیا۔

اُس نے اِس تحریر کو احتیاط سے رکھا اور اُن دونون کتابون کو منگایا ان کتابون کے نام اُس کو یاد تھے لیکن قصہ خیال مین نہ تھا۔ اُس کو ان کے مطالعہ مین اتنی دلچسپی ہوئی کہ چار روز تک وہ اپنی تکالیف کو بھولا رہا۔ اسکے بعد اُس کو برابر اپنے گمنام محسن کا خیال رہا اُس کا دل شکریہ سے لبریز تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اپنی ممنونیت کا اظہار کرے۔ طرز تحریر اور مضمون سے اُسے لکھنے والے کا صنف معلوم ہو گیا۔ اور اُس نے خیال کیا کہ اُس سے خط و کتابت شروع کرنا چندان دشوار نہین۔ اخبار مین ایک دوسرا اشتہار مثل پہلے کے ضرور اُس کی نگاہ سے گذرے گا۔ چنانچہ اُس نے ذیل کے الفاظ مین دوسرا اشتہار تیار کیا:۔

"لیڈی آڈلینہ سیکرٹ اور انکل ٹامس کیبن یہ بہت اچھی کتابین ہین مین آپ کا نام و پتہ معلوم کرنا چاہتا ہون تاکہ شکریہ ادا کرسکون کیا آپ کو چند اور کتابون کے نام معلوم ہین" لیم ڈاگ (لنگڑا کتا)

چند روز کے بعد اُس کو حسب ذیل خط ملا:۔

"مین شکریہ نہین چاہتی۔ مجھکو خوشی ہوئی کہ وہ کتابین آپ کو پسند آئین ٹریژر آئی لینڈ بھی اچھی کتاب ہے اور میرے پاس اُس کا ایک نسخہ بہت پُرانا ہے جو ارسال کرتی ہون۔ آپ کی حالت اب کیسی ہے۔ کیا آپ واقعی

بہت طیل ہیں؟

نینسی بیری

اُس کی صنف کے متعلق ویتنلے کا خیال صحیح نکلا وہ عورتوں کیجانب سے تعصب رکھتا تھا لیکن یہ تعصب لڑکیون تک نہ بڑھ سکا کیونکہ لڑکی کا بچپن اِس محبت وہمدردی کا باعث تھا۔

اِس کتاب نے اُس کو بہت محظوظ کیا اور اُس نے اِس تمام دلچسپی اور لطف کو نینسی کے باعث تصور کیا چونکہ یہ اُس کا ہی انتخاب تھا اُس کو معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ مطالعہ کے وقت اُس کے پاس ہے۔ اُس نے ایک بہترین نسخہ اِس کتاب کا جو مل سکتا تھا منگا کر اُس کو بھیجا اور سرورق پر یہ عبارت لکھدی

"اپنے چھوٹے مشیر تعلیم نینسی بیری کے لیے"

از لیم ڈاگ

اِس کے نیچے اُس نے نام اور پتہ لکھا۔

ایک یا دو ماہ کے بعد اُس نے نینسی کو ایک خط لکھا جس میں اُس نے ظاہر کیا کہ اُس کو اُن کتابون کے مطالعہ سے کتنی دلچسپی اور خوشی ہوئی اُس نے اُن میں سے بعض فقرے جن کا اُس پر بہت اثر ہوا تھا اسلئے اقتباس کر کے لکھے کہ نینسی پر بھی ویسا ہی اثر کرین گے اور اُس سے کبھی کبھی خط لکھنے کی گذارش کی۔ اپنے متعلق اُس نے لکھا کہ:-

"میں صرف ایک طور پر لنگڑا ہون۔ میں بھاگ، دوڑ نہیں سکتا بلکہ ایک سوفے پر پڑا رہتا ہون تم بھی اِس سے رنج نہ کرو کیونکہ ایک وقت میں میں کافی کھیل کود چکا ہون۔ تمہاری بتائی ہوئی کتابیں میری بہت مدد کرتی ہیں۔ اپنے متعلق مجھے اطلاع دو کہ تم کتنی بڑی ہو

تمہاری آنکھیں کیسی ہیں اور سر کے بالوں کا کیا رنگ ہے۔ میرا خیال ہے
کہ تم نو یا دس برس کی خوبصورت محبت والی ہمدرد اور کم سن لڑکی
ہو کیا یہ صحیح ہے؟ تمہارے کتنے بھائی بہن ہیں یا تم اکیلی ہو۔ مہربان
چھوٹی لڑکی خدا تمہاری عمر میں برکت دے۔"

اس کا اس کو کوئی جواب نہ ملا اور چونکہ اس میں کمزوری کے باعث کوئی جوش باقی نہ رہا تھا اس نے اپنے محسن کی تلاش بھی نہ کی لیکن اس کے احسان کو فراموش بھی نہ کیا۔

ایک زمانہ گذر گیا اور اس عرصہ میں اگر کوئی افسوس تھا تو وہ ایک بچے اور اس کی مہربانی کی یاد تھی۔

آخر کار اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوا اور ایک روز وہ اس طرح مردہ پایا گیا کہ ایک سگار اس کے ہاتھ میں تھا اور لڑکی کی بھیجی ہوئی کتاب اس کے زانو پر۔

(۲)

ایک ماہ کے بعد اور وینسلے کے پہلے اشتہار کے سات برس بعد ایک نوجوان عورت ایک وکیل کے آفس کے دروازہ پر کھڑی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط ہے جس کے بھیجنے والے کے دستخط آفس کے سائن بورڈ کے نام سے ملتے ہیں اس کی خوبصورتی، تناسب اعضا اور سیاہ آنکھیں ایک خاص شان کا اثر رکھتی ہیں۔ اس کا لباس سیاہ ہے اور وہ ایک جفاکش خانگی خدمتگار معلوم ہوتی ہے آفس میں داخل ہو کر اس نے اپنا نام بتایا اور وہ ایک اندرونی کمرہ میں جہاں ایک بڑی میز کے سامنے دو آدمی بیٹھے تھے لیجائی گئی۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک نے اس کے لئے کرسی بڑھائی۔ لیکن وہ اپنی

حالت کو نظر میں رکھکر کھڑی ہی رہی اور بہت اصرار کرنے پر بیٹھی۔
اُن میں سے ایک نے اُس سے سوال کیا۔
"مس نینسی میری تم ہمارے خط ملنے پر آئی ہو"؟
مس - جی ہان میرا ہی نام ہے۔
وکیل - میرا خیال ہے کہ تم تنہ مٹنگا رہی کرتی ہو۔
مس - جی ہان میری مالکہ نے مجھے اجازت دی اور کہا کہ بہتر ہے کہ مین خود
آپ سے ملون۔ کیا کوئی اہم بات ہے جس کے لئے آپ نے مجھے بلایا ہے؟
یہ فقرہ اُس نے رُک رُک کر ادا کیا جس طرح کہ ہر وہ شخص جو وکلا کے
سامنے پہلی مرتبہ جاے ادا کرتا ہے۔
وکیل - کوئی اہم بات نہین لیکن اگر تم اپنی شناخت پیش کر سکتی ہو تو ہم تم کو
ایک بڑی خوشخبری سنائین۔
نینسی کے چہرہ سے تعجب کے آثار نمایان ہوے اور اُس نے جواب دیا۔
"ہان میری مالکہ جن کے ساتھ مین ایک عرصہ تک رہی ہون مجھکو شناخت
کرینگی۔"
وکیل - اور تمہاری پیدائش کی جگہہ اور وقت۔
مس - جی ہان۔ اور اُس نے ضروری باتین اُنکو بتائین جس پر اُن دونون نے
ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
وکیل - ہم نے اپنے خط مین لکھا تھا کہ جان ویٹسلے کے متعلق جو معلومات
آپکو ہون اُس سے ہمین اطلاع دیجیے۔ اب بتائیے کہ آپ کیا جانتی ہین؟
اُس کے چہرہ پر گھبراہٹ کے آثار نمایان ہوئے وہ وکلا نے بھی
دیکھے اور کہا سچ سچ کہنا۔ کیونکہ تمہارے بیان پر بہت سی باتون کا انحصار ہے۔

لڑکی نے کمرے کے چاروں طرف نگاہ کی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ کہنا نہیں چاہتی اُس نے رک رک کر کہا کہ :۔

"وہ ایک چھوٹی سی بات تھی جس کو بہت عرصہ ہوگیا بہتر ہوتا کہ مین اُس کو بیان نہ کرتی"

وکیل۔ ہم اُس کو سننے کے لئے بیتاب ہین۔ خوف نہ کرو۔

نیلی نے از اول تا آخر تمام قصہ بیان کیا اور آخر مین ایک تحیر کے ساتھ کہا کہ :۔

"میرا خیال ہے کہ مین نے کوئی غلطی نہین کی"

وکیل۔ نہین بلکہ تمہارے لئے خوش قسمتی کا باعث ہے۔

مس۔ خوش قسمتی۔ میرے لئے (متعجب ہوکر)

وکیل۔ ہان تم نے سنا ہوگا کہ "نیکی کر اور کنوئین مین ڈال" یعنی لوگون کیساتھ مہربانی سے پیش آ اور اُسکا اجر کچھ عرصہ کے بعد ضرور ملے گا۔ مس بیری! تمہارے حق مین بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ہم تمکو مبارکباد دیتے ہین۔ ہم مرحوم جان ویسلے کے قانونی مشیر ہین۔ اُس کے انتقال کو ایک ماہ ہوا اور اُس نے اپنا کل سرمایہ تمہارے لئے چھوڑا ہے"

لڑکی کا چہرہ سفید ہوگیا۔

وکیل۔ صرف چند امور کی تکمیل کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ تم وہ کتاب جو اُس نے تمہارے پاس بھیجی تھی ہمارے پاس داخل کرو۔

مس۔ (سخت تحیر اور استغراق کی حالت مین) اُس کا سرمایہ میرے لئے ؟ اجنبا۔ آخر کیون۔

وکیل۔ احسان مندی اور شکرگذاری کے باعث۔ مرحوم کا وصیت نامہ

اس کی تشریح کرتا ہے۔

مس۔ (آنکھوں مین آنسو بھر کر) مجھکو اُن کے انتقال کا بہت صدمہ ہے لیکن اس روپیے کے میرے لئے چھوڑے جانے مین کوئی غلطی ہوگی۔

وکیل۔ نہین کوئی غلطی نہین۔ مسٹر وینسلے نے نہایت صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے تمہارا پہلا پتہ ہمارے پاس تھا اور ہم کو ہدایت تھی کہ تم کو تلاش کرنا اور خوش قسمتی سے تمہارا پتہ آسانی سے مل گیا۔ تمہاری عمر کیا ہے؟

مس۔ بائیس سال۔

وکیل۔ تب تو تم فوراً اُس کی مالکہ ہو گیا تم یہ نہین جاننا چاہتین کہ وینسلے نے کتنا روپیہ تمہارے لئے چھوڑا ہے۔ تم ایک اچھی خاصی رئیسہ ہو۔

لڑکی نے کوئی جواب نہین دیا اُس کا دماغ حیرت و استعجاب کے صدمہ سے ابھی تک بری نہین ہوا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ ایک اجنبی شخص نے اس کے لئے ایک کثیر رقم ترکہ مین چھوڑی ہے لیکن اسکا سبب اُس کی سمجھ سے باہر تھا بہر حال اس قسم کے خیالات اور شبہات کا اُس کے دل مین ہجوم تھا۔ جنون نے اُس کے دماغ کو معطل اور بیکار کر رکھا تھا وہ انھین خیالات مین مستغرق تھی کہ وکیل نے پھر کہنا شروع کیا:۔

"یہ رقم تقریباً ایک لاکھ پونڈ (پندرہ لاکھ روپیے) ہے ہم اس کا صحیح اندازہ نہین کر سکے کیونکہ ایک زیادہ حصہ کاروبار مین لگا ہوا ہے اور غالباً ۵ ہزار سالانہ کا منافع ہے۔ یہ ایک بڑی رقم ہے تم اسکا کیا کرو گی؟

اُس نے اپنے دل سے یہی سوال کیا مگر اُس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ "ہزارون" کے لفظ نے اُس کے دل پر عجیب اثر کیا وہ اسکا مفہوم سمجھنے

سے قاصر تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اُس کے دل و دماغ مین عجیب خیالات موج زن تھے۔ اتنی کثیر رقم کا نام سنتے ہی اُس کے دل مین اُس ذمہ داری کا خیال آیا جو اونچے طبقہ والون کے شایان ہے اور جس طبقہ سے تعلق رکھنے یا اُس مین شامل ہونیکا خیال کبھی اُس کے دل مین نہ گذر سکا اُسکی دو مین باتین بھی نہ گذری تھین جو ہر نوجوان عورت کا منتہائے خیال ہوتی مین یعنی شادی اور دولت مندی۔ شادی کے متعلق نیک طبعی کے باعث اپنے طبقہ کے مردون سے اُس کی طبیعت منحرف تھی اور اونچے طبقہ کی جانب خیال نہ کر سکتی تھی۔ ان ہی خیالات مین آنسوؤن کا تار بندھ گیا اور غیر معمولی جوش و اضطراب کے باعث زور زور سے سانس آنے جانے لگا۔

وکیل نے یہ حالت دیکھکر شفقت کا ہاتھ اُسکے سر پر پھیرا اور کہا۔

"دیکھو دیکھو دوست۔ اِس مین رونے کی کیا بات ہے۔ اب تمکو محنت نہ کرنا پڑے گی"

مس۔ "مجھکو اِس کی ضرورت نہین مین کسی انعام کی خواستگار نہ تھی مین اِس کا کیا کرون گی"

اِس پر دوسرے وکیل نے اُس کے اضطراب و پریشانی کو سمجھ لیا اور اُس سے مؤثر ہو کر جواب دیا۔

"یہ تمہاری بے غرضی ہی تھی جس نے مسٹر ونیسلے کے دل کو تمہاری جانب متوجہ کر لیا۔ اُس وقت تمکو اپنا خیال نہ تھا اور میرے خیال مین اب بھی تم اپنا خیال نہ کرو گی۔ اُس کے روپیہ کو ایک امانت سمجھو اور اگر تم چاہو تو بہت سے نیک کام کر سکتی ہو"

وہ خاموش تھی اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا۔

"مین مسٹر وینسلے کے متعلق کچھ اور سننا چاہتی ہون اب مین اُن کو ایک اجنبی نہین خیال کرنا چاہتی"

وکلا کو جو کچھ معلوم تھا بیان کیا اور کہا کہ۔

"مرتے وقت تمہاری کتاب اُس کے زانو پر تھی"

اِس پر اُس نے بہت رنجیدہ ہو کر کہا۔

"وہ تنہا رہ گیا۔ سات سال تک بالکل تنہا اور بیمار رہا"

اِس کے بعد جو کچھ اُس نے کہا وہ اتنے آہستہ کہا کہ صرف ایک وکیل جو اُسکے نزدیک کھڑا تھا سُن سکا اُس کے آخری الفاظ یہ تھے۔

"افسوس! کاش مین اُس کی خدمت کر سکتی"

(ترجمہ از پیرسن میگزین) عظمت الٰہی زبیری
بی۔ اے (علیگ)

# جنگ مین عورت مشرق و مغرب مین

یورپ مین عورت کے لئے جنگ نے نئی دنیائین کھول دین دنیا کی تحریکات مین پچاس سال سے عورت کی جو خواہشات تھین وہ ان دو مختصر سالون مین نہایت خاموشی اور بغیر کسی جان توڑ کوشش کے پوری ہوگئین اُس زمانہ مین جبکہ اِن تحریکات کی ابتدا تھی اور اِس زمانہ مین زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہے عورتین اب جنگ کے نتائج کو ایسی بیکسی اور لاچاری سے نہین دیکھ رہی ہین جیسے اُنہین جنگ کریمیا مین دیکھنا پڑا تھا۔ اُس محنت و مشقت مین جو ابھی بالکل مردون کا حصہ تھی۔ عورتین داخل ہوگئی ہین۔ بنکون مین، دوکانون مین، کارخانون مین اور میدان جنگ مین عورتین نہایت اہم قومی خدمات انجام دے رہی ہین اور

جو ہرگز پوری نہ ہوتیں اگر عورتیں ان میں ہاتھ نہ ڈالتیں۔

عورتوں کے سامنے کام کے نئے میدان کھل جانے سے دونوں اصناف کے باہمی تعلقات میں بھی نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔

کسی اور ملک میں جو شامل جنگ ہے عورتوں نے مردوں کا اس قدر ہاتھ نہیں بٹایا جسقدر انگلینڈ میں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ محنت مزدوری کی یہ نئی حالت کب تک قایم رہے گی۔ اگر ہم جنگ کے خاتمہ پر جائیں تو ابھی ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے اور انگلینڈ کو صلح کی حالت میں تصور کریں تو ہمارے سامنے وہ تاریخی تجربات سامنے آجاتے ہیں جن کی ابتدا سے ایک کھلکا مچگیا اور جنہوں نے سوسائٹی میں انقلاب عظیم پیدا کر دیے اور جن کو قدیم ہند و "استری راج" یا حکومت نسوان کہتے تھے۔

بقول ہندوون کے "استری راج" یک بیک پیدا نہیں ہو گیا بلکہ یہ ہندوستان کی قوموں کی سلسل لڑائیوں کا نتیجہ تھا۔ اس کی ابتدا اُس وقت ہوئی جبکہ دریائے سندھ کی وادی میں آریوں کا حملہ ہوا اس کا عروج اُس وقت ہوا جبکہ آریوں نے قدیم باشندگان ہندوستان پر پورا تسلط حاصل کر لیا۔ جبکہ یہ قدیم باشندے ایک ایک انچ پیچھے ہٹ رہے تھے اور ان کی فوجوں میں نئے نئے سپاہی بھرتی ہوتے جا رہے تھے عورتوں نے واقعات سے مجبور ہو کر یکے بعد دیگرے تمام صوبوں میں قومی تحریک پھیلانی شروع کر دی۔ آریوں میں فوج کی کمی نہ تھی جسکا نتیجہ یہ تھا کہ وہ نہ صرف اپنے دشمنوں کو پسپا کرنے میں کامیاب تھے بلکہ مفتوحہ ملکوں کے انتظام میں بھی سہولت ہوتی تھی۔ قدیم باشندوں کا حشر افسوس ناک ہوا۔ دشمن کے آن تھک حملوں سے اُن کے آدمیوں کا خاتمہ ہوتا جاتا تھا اور وہ فوجی انتظامات کو چھوڑ کر ملک کی مصلحتوں پر غور نہیں کر سکتے تھے زراعت کی

طرف بے پرواہی ہوگئی۔ سوسائٹی کی تو بنیاد ہی متزلزل ہوگئی تھی۔ جنوبی ہندوستان
مین وہ اپنا خاتمہ ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ چونکہ اب پسپائی کی گنجائش نہین
تھی اور آریون کی قوت بدستور قائم تھی اس لئے قدیم باشندون نے سوچ لیا
تھا کہ جنوبی ہند کی جنگ کے آغاز پر اُن کی قسمت کا فیصلہ تھا وہ فوجی تفکرات مین
اس قدر منہمک ہوگئے کہ اپنے ملک کی حکمرانی اور انتظام کا بھی خیال نہ رہا آخر کار
جب اُن کو نہایت بربادی اور مایوسی کی حالت مین جنگ سے نجات ملی تو اُنہون
نے دیکھا کہ اُن کی سوشیل حالت مین بھی ایک زبردست انقلاب ہوگیا ہے
جو کچھ جائداد انکی باقی رہگئی تھی اُس کی مالک عورتین تھین۔ عورتون نے
مدنی حقوق حاصل کرلئے تھے جس سے مردون کا مرتبہ سوسائٹی مین بالکل
گر گیا تھا۔

اس انقلاب کے معمولی نہ ہونے کا ثبوت اس واقعہ سے ہوتا ہے
کہ ہندوستان کی قدیم قومون مین "استری راج" کے نشانات اب بھی پائے
جاتے ہین۔ قانون مرومکتھایام جس کی رو سے وراثت کا حق بہن کی اولاد
کو پہنچتا ہے اب تک مالابار، کنارا اور ٹراونکور مین زندہ ہے۔ اگرچہ یہ
دن بدن گرتا جاتا ہے اور اسکو بالکل ترک کردینے کی کوششین کیجارہی ہین۔
ہندوستان ہی صرف ایک ملک نہین ہے جہان "استری راج"
کا رواج ہو۔ البتہ اس ملک مین حکومت نسوانی پر جسقدر عمل رہا کہین اور نہین پایا جاتا
اسپارٹا (یونان کا ایک ملک) مین فوجی قوت سے سوسائٹی کی جو حالت تھی
وہ قریب قریب ایسا ہی "استری راج" تھا جیسا ہندوستان مین فوج کی سخت
پابندیان جو اسپارٹا کے لوگون مین موجود تھین عورتون کو اُن کے حقوق دینے
مین موید ہوئین یہ بات یونان کی کسی اور ریاست مین نہ تھی۔ صرف اسپارٹا مین

مرد عورت مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اسپارٹا کی قوت کے ساتھ عورتون کے حقوق کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ تھوڑے عرصہ مین ۲/۵ حصہ ملک لونکیا کا عورتون کے قبضہ مین آگیا۔

جس طرح اسپارٹا مین اُسی طرح ہندوستان مین "استری راج" چند مسلسل لڑائیون کا نتیجہ تھا۔ انگلینڈ اور یورپ کے اور ملک جو شریک جنگ ہین۔ ہندوستان یا یونان کی طرح "استری راج" تو حاصل نہین کر سکتے۔ لیکن۔ عورتون کا اِن رستون مین قدم رکھنا جو پہلے محض مردون کے لیے مخصوص تھے دوسرے مسائل درمیان مین پیدا کریگا۔

(ترجمہ از انڈین ریویو)

سید عبدالکریم

متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

# مختلف ملکون مین موت کی رسمین

## نمبر ۲

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اپریل ۱۹۱۶ء)

---

**جنوبی ہندوستان** شوہر کے انتقال پر اُس کی بیوہ کی گردن مین سے شادی کا گلوبند اُتار کر پھولون کے ساتھ قبر مین دفن کر دیا جاتا ہے اور متوفی کے کپڑے ایک چوبی ستون پر لپیٹ دیئے جاتے ہین اور اِس ستون کے پاس اُس کی بیوی کی چوڑیاں توڑی جاتی ہین۔

مردہ کی لاش کو جلانے کے بعد اُس کی راکھ دفن کرنے کے وقت بہت

بڑی بڑی رسمین ادا کی جاتی ہین - پہاڑی قوم کوئی راکھ کی گولیان پانی مین گوندھ کر بناتے ہین اور اُن گولیون کو قبر مین دفن کر کے ایک پتھر کا پٹیا رکھ دیتے ہین جب کسی کی قبر کے نزدیک ہو کر اُس کے دوست گذرتے ہین تو پتھر کے پٹیے پر اُس کے لیے تمبا کو کے چند پتے رکھدیتے ہین - پہاڑی قوم سوارا کے افراد اپنے مردون کی جلی ہوئی ہڈیان مع ایک مرغی کے ٹوٹے ہوے انڈے کے ایک چھوٹے سے جھونپڑے مین رکھتے ہین -

بعض قومون مین یہ رواج ہے کہ مردہ کی ہڈیان ایک برتن مین انجیر کے درخت کے نیچے رکھدیتے ہین پھر متوفی کا بیٹا آکر اُس برتن کو اُٹھا لے جاتا ہے اور اپنے مکان کے قریب دفن کر دیتا ہے بعض اوقات اُس مقام پر تلسی کا درخت لگا دیا جاتا ہے جہان پر کہ ہڈیان دفن کی گئی ہین - کبھی ہڈیان کسی درخت پر یا دیمک کے سوراخ مین یا دریا کے بہتے ہوے پانی مین ڈالی جاتی ہین سوارا قوم کے لوگ ہڈیون کو اپنے کسی عزیز کے پاس موت کی رسومات ادا کرنے کے لیے بھیجدیتے ہین جو کسی دور و دراز مقام پر رہتا ہو - بعض اوقات مردہ کی راکھ بذریعہ پارسل اپنے کسی ایجنٹ کے نام بنارس روانہ کر دی جاتی ہے تاکہ وہ گنگا مائی کے متبرک پانی مین اُس کو ڈالدے - اکثر مردون کی راکھ مین چاول کا آٹا - بھوسہ اور کسی تالاب یا دریا کی مٹی ملا کر اُن کی مورتین بنائی جاتی ہین - اور رکھا ناچڑھا کر اُن کی پوجا کی جاتی ہے اِن مورتون کو اکثر جلا ڈالتے ہین لیکن فرقہ کاندہ ان کو اپنے گھرون کے سامنے

یا چھتون پر رکھتے ہین۔ اڑیا گاڈو فرقہ والے مردہ کی راکھ سے مورت بناکر اور ہلدی مین کپڑے رنگ کر اس کے کندہون اور ٹانگون مین باندھ دیتے ہین اور پھر پوجا کرتے ہین اور کھانا چڑہاتے ہین۔ بہت سی قومون مین یہ دستور ہے کہ جب کسی مردہ کو مرگھٹ پر لے جاتے ہین تو راستہ مین یا مرگھٹ پر ایک برتن مین چاول یا پانی لے جاتے ہین اور اس کی بیوہ یا ماموں اس برتن کو توڑ ڈالتا ہے

بعض جنگلی قومون مین یہ پرانا دستور پھر رائج ہو گیا ہے کہ مردہ کو بٹھا کر قبر مین دفن کر دیتے ہین۔ اور قبر پر کوئی سایبان یا چھتری بنا دیتے ہین اور اس کے گرد خاردار درختون کی شاخین رکھدیتے ہین تاکہ گیدڑ وغیرہ لاش کو قبر سے نہ نکال سکے۔ یا قبر پر ایک پتھر کچھ منتر پڑھکر رکھدیتے ہین تاکہ گیدڑون سے قبر محفوظ رہے اور مردہ کی روح لوگون کو پریشان نہ کرنے پائے۔

مردہ کو آرام سے رکھنے کے لئے بہت سی حرکتین ہوتی ہین مثلاً بعض جنگلی قومین دفن کے وقت صندوق جلاتی ہین تامل بولنے والی قومین مرگھٹ لیجانے کے راستہ مین کھیلین بکھیرتے جاتے ہین۔ تاکہ مردہ کی روح جب مکان پر آنے کا ارادہ کرے تو راستہ مین وہ کھیلین اٹھانے مین مشغول ہو جائے اور کھیلین لیکر پھر واپس چلی جائے گی۔

پہاڑی قوم کوئی مین یہ رواج ہے کہ جب کوئی شخص کسی متعدی مرض سے مرتا ہے تو اس کی روح کو گاؤن مین آنے سے باز رکھنے کے لئے مرگھٹ کے راستہ مین مچھلی پکڑنے کا جال لگا دیتے ہین یا خاردار

درختون کی شاخین رکھدیتے ہین۔

قوم کوئی مین جب کوئی موت واقع ہوتی ہے تو مرگھٹ سے ایک لکڑی اُٹھا لاتے ہین اور اُس کو ایک روز مکان پر رکھکر پھر اُس کے ساتھ چاول۔ گوشت۔ اور نیا کپڑا بطور کفارہ کے دیتے ہین۔ کیونکہ لکڑی کو یہ لوگ مردہ کا اوتار تصور کرتے ہین۔

ایک یورپین سیّاح ایک مرتبہ ان لوگون کے قبرستان سے گذرا تو اُس نے قبرون پر کھڑے ہوئے پتھر دیکھے اور ان پتھرون مین بیل کی دم بندھی ہوئی تھی۔

مرنے کے وقت یہ لوگ گائے یا بیل کو ذبح کرتے ہین اور اُس کی دم کاٹ کر مردہ کے مُنہ مین رکھدیتے ہین اور دفن کرتے وقت وہ دم قبر کے پتھر پر باندھ دیتے ہین جیساکہ سیّاح مذکور نے اپنے سفر مین دیکھا۔ بعض اوقات بیل کی قیمت بجائے اسکی دم کے مردہ کے منہ مین رکھدیتے ہین۔

ٹوڈا لوگون مین یہ رواج ہے کہ مرگھٹ کے قریب ایک عارضی جھونپڑا بنا کر اُس مین ارتھی کو رکھدیتے ہین اور اس کے نزدیک عورتین مُنہ ڈھک کر رونا پیٹنا شروع کرتی ہین۔ مرد اور لڑکے بھینسون کی تلاش مین روانہ ہوتے ہین اور طاقتور آدمی اُسکے سینگ پکڑ کر لے آتے ہین اور مرگھٹ کے نزدیک اُسکو دے پٹکتے ہین پھر ایک تبر سے اُس کا سر کاٹ ڈالتے ہین پھر مرد عورتین اور لڑکے اُس بھینس کے سینگ کو چھو کر سلام کرتے ہین اور اُس کے سر کے نزدیک لاش کو دفن کر دیتے ہین۔

ناگا لوگون مین یہ دستور ہے کہ بانس کی بنی ہوئی گاڑی پر

لاش کو رکھدیتے ہین اور گاڑی پر پھریرے اور جھنڈیان لگادیتے ہین اُس کے احباب و رشتہ دار مرد اور عورتین اس گاڑی کے قریب آکر آہ و زاری کرتی ہین اور ایک عورت گھنٹی بجاتی ہے بڑا گانوگ گاڑی کے ساتھ خوبصورت کوٹ پہن کر اور سادہ پگڑیان باندھکر چلتے ہین اور بعض عورتین ناچتی جاتی ہین گاڑی کو مع لاش کے مرگھٹ پرلیجاتے ہین اور اُس کے ساتھ ساتھ ایک گاڑی لکڑیون سے لدی ہوئی لیجاتے ہین۔ نہایت پُراثر دعائین بزرگ خاندان مانگتاہے اور متوفی کے گناہون کا تذکرہ کرتا ہے کہ اس نے بیلون کو پرند کہلائے۔ سانپون اور گایون کو مارڈالا۔ اور اپنی بھو کو پریشان کیا

بعض جنگلی فرقون مین ابھی تک یہ پرانا رواج جاری ہے کہ مردہ کی لاش کو جنگل مین رکھدیتے اور جانور اُس کو کھاجاتے ہین۔ لیکن یہ رواج اب اُٹھ گیا ہے اور صرف شیرخوار بچون یا جذامی اور ایسے لوگون تک محدود ہے جو کسی دیوتا کی ناراضی سے مرے ہون۔ آجکل اکثر جنگلی فرقے اپنے مُردون کو زمین مین دفن کرتے ہین۔ لیکن جن پہ کہ ہندؤن کا اثر پڑ گیاہے وہ دفن کرنے کی بجائے جلاڈالتے ہین جب کوئی مردہ دفن کیا جاتاہے تو اُس کا سر شمال یا جنوب کی طرف اُس روایت کے بموجب رکھا جاتا ہے جو اُس کے مورثون کی آمد کے متعلق ہو کہ وہ کوہ ہمالیہ یا جنوبی جزیرہ نما سے آکر آباد ہوئے۔ اکثر مردہ کا سر جانب مغرب رکھا جاتا ہے جو روح کا آخری مقام ہے۔ تانبے کے چھوٹے چھوٹے سکے قبر مین رکھدیے جاتے ہین تاکہ دھرتی ماتا اُس کو پریشان نہ کرے اور بعض آدمی مردہ کے منہ مین روپیہ پیسہ رکھدیتے ہین

تاکہ یہ رقم بطور سفر خرچ کام آئے اور اسی کے ساتھ بعض اوقات کھانے
پینے کی چیزیں تمباکو اور کپڑے رکھے جاتے ہیں اور تیر و کمان بھی اس
غرض سے رکھتے ہیں کہ روح سفر آخرت میں شکار کھیل سکے یہ ہتیار
قبر میں توڑ کر دفن کئے جاتے ہیں کیونکہ اگر اصلی حالت میں رکھیں گئے تو
روح کے لئے وہ بیکار ثابت ہونگے ذی رتبہ شخص کی قبر پر ایک پتھر
بھی رکھا جاتا ہے تاکہ روح اُس پر آکر آرام کرے اور وقتاً فوقتاً کھانا
اور پانی بھی روح کے لئے اس پتھر پر رکھ دیتے ہیں جو لوگ کہ مرگ ناگہاں
یا سانپ کے کاٹنے یا شیر کے حملہ سے مرجاتے ہیں اُن کے لئے خاص احتیاط
عمل میں لائی جاتی ہیں کیونکہ ان کی روحیں ناپاک خیال کیجاتی ہیں ایسی
قبروں پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیا جاتا ہے یا قبر کے اندر کانٹے ڈالدیے
جاتے ہیں تاکہ روح باہر نہ نکل سکے اور اس غرض کے لئے بعض اوقات
مردہ کو اُلٹا دفن کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کو کوئی درندہ مار ڈالتا ہے
تو بیگا پجاری اس مقام پر جاتا ہے اور خون آلودہ زمین پر متوفی کی مورت
بنا دیتا ہے وہ ہاتھ اور پاؤں کے بل چلتا ہے اور شیر کے شکار کرنے
کی ہوبہو تصویر اُتار دیتا ہے اُس کا ایک دوست دوڑکر قریب آتا ہے
اور اُس کی پشت پر آہستہ سے ایک چھڑی مارتا ہے گویا وہ جانور سے انتقام
لیتا ہے۔ مٹی کی مورت دیمک کے سوراخ پر رکھی جاتی ہے اور اُس پر
ایک سور چڑھا دیا جاتا ہے۔ دوسرے روز ایک چوزہ سرخی سے
رنگ کر اُس جگہ لے جاتے ہیں اور اُس کو جنگل میں چھوڑ دیتے ہیں جہاں
پر کہ وہ غضبناک روح رہتی ہے اگر اُس پر بیگا کی پڑہنت کا اثر نہیں
ہوتا اور روح آرام سے نہیں ہوتی ہے تو وہ یقین کرلیتا ہے کہ در

شیر کے سر پر سوار ہوگئی ہے تو اس کو مزید خونریزیوں کے لئے ترغیب دیجاتی ہے اور ہمیشہ اس کو بیدار رکھکر آفتوں سے محفوظ کرلیتا ہے اور انتقال سے لیکر کئی سال تک اس قسم کی رسمیں ہوتی رہتی ہیں لیکن عموماً دو ایک سالوں کے بعد متوفی کو دل سے فراموش کر دیتے ہیں اور ان رسموں کو بالکل ترک کر دیتے ہیں۔

معمولی موت کا ماتم صرف ایک ہفتہ تک ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین وہ ناپاک سمجھے جاتے ہین کوئی ان سے تعلق نہین رکھتا۔ تمام محنت مزدوری اور گھر کا کام کاج موقوف کردیا جاتا ہے۔ چونکہ کھانا پکانے سے روح کو اذیت ہوتی ہے اور اس حالت مین جو کھانا پکایا جائے وہ ناپاک ہوگا اس لئے گھر والون کے واسطے پڑوس کے مکان سے کھانا لایا جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

شان الٰہی زبیری

# ملکہ وکٹوریہ (آنجہانی) کی تخت نشینی

انتخاب از ملفوظات ملکہ وکٹوریہ آنجہانی

۲۰ جون ۱۸۳۷ء

نمبر ۳

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اپریل ۱۹۱۳ء)

مجھکو ۶ بجے والدہ نے جگایا اور فرمایا کہ آرچ بشپ کنٹربری اور لارڈ کانِنگھم تشریف لائے ہین اور تم سے ملنا چاہتے ہین۔ مین بستر سے

اٹھی اور شب خوابی کا گاؤن پہنے ہوئے نشست کے کمرے مین گئی
اور اُن سے تنہائی مین ملی۔ لارڈ کانگھم (لارڈ چیمبرلین) نے مجھے
اطلاع کی کہ میرے عم بزرگوار شاہ معظم نے ۲ بجکر ۱۲ منٹ پر انتقال
کیا لہذا مین ملکہ ہو گئی۔ لارڈ کانگھم نے جھک کر میری دست بوسی
کی اور تحریری اعلان بادشاہ کی وفات کا میرے حوالہ کیا۔ آرچ بشپ
نے فرمایا کہ آخری وقت اُس کا دین کی طرف رجوع تھا اور اُس کو موت
سے کچھ خوف نہ تھا وہ بالکل خاموش تھا اور ہوش و حواس صحیح تھے
عالم نزع مین اُس کو زیادہ تکالیف نہین ہوئین لیکن بیچینی زیادہ تھی۔
لارڈ کانگھم سے مین نے کہا کہ ملکہ معظمہ سے میرے غم و تعزیت کا اظہار
کردین اور وہ ونڈسر کو فوراً واپس گئے۔ مین تب اپنے کمرے مین
گئی اور پوشاک بدلی۔

چونکہ خدائے برتر نے مجھکو اس مرتبہ پر ممتاز فرمایا اس لئے
مین انتہائی کوشش اُس حق کو ادا کرنے کی کرون گی جو ملک کا مجھ پر
ہے۔ میری عمر ابھی کم ہے اور اگر کل امور مین نہین تو شاید اکثر مین
مین ناتجربہ کار ہون لیکن مجھے یقین ہے کہ بہت کم ایسے انسان ہین
جن کو مثل میرے انصاف اور حق کی حقیقی خواہش اور تمنا ہو۔ اس
کے بعد ناشتہ کیا۔ اس درمیان مین وفادار نیک دل اسٹاک مر
آئے اور مجھ سے بات چیت کی۔ اپنے شفیق چچا لیوپولڈ کو پھر ایک
خط لکھا اور چند الفاظ فیوڈور کو بھی لکھے۔ لارڈ میلبورن کی ایک
تحریر وصول ہوئی جس مین اُنھون نے نو بجے سے قبل حاضری کا ارادہ
ظاہر کیا تھا۔ نو بجے لارڈ میلبورن آئے جن سے مین بالکل تنہا اپنے کمرے

میں ملی۔ یہی طریقہ اپنے کُل وزرا سے ملنے کا ہمیشہ رکھوں گی۔ اُنھوں نے میری دست بوسی کی۔ میں نے اُن پر ظاہر کیا کہ عرصہ سے میرا یہ قصد تھا کہ میں اُن کو اور تمام موجودہ وزرا سلطنت کو بدستور قایم رکھوں گی اور وزارت کے لئے اُن سے زیادہ اہل کوئی نہیں ہے۔ اُنھوں نے دوبارہ میری دست بوسی کی۔ اس کے بعد لارڈ میلبورن نے وہ اعلان مجھکو پڑھ کر سنایا جو مجھے کونسل میں پڑھنا تھا۔ جس کو اُنھوں نے خود مرتب کیا تھا اور جو نہایت عمدہ تھا۔ میں نے کچھ دیر اُن سے گفتگو کر کے اُنھیں رخصت کیا۔ وہ اس وقت کُل ڈریس میں تھے۔ میں اُن کو پسند کرتی ہوں اور مجھ کو اِن پر کامل اعتماد ہے۔ وہ ایک نہایت صاف باطن۔ متدین، ہوشیار اور نیک دل شخص ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک خط ملکہ معظمہ کو لکھا۔ قریب گیارہ بجے کے لارڈ میلبورن پھر میرے پاس آئے اور مختلف معاملات میں گفتگو کی۔ قریب ساڑھے گیارہ بجے کے میں نیچے کے درجہ میں آئی اور دیوان احمر میں کونسل کا اجلاس کیا۔ میں بالکل تنہا اندر گئی اور شروع سے آخر تک بیٹھی رہی۔ میرے دو چچا ڈیوک کیمبرلینڈ اور سسیکس اور لارڈ میلبورن مجھکو لے گئے تھے۔ اعلان، مختلف رسوم، پریوی کونسل کے ممبران کا حلف لینا جن میں اکثر موجود تھے اور کونسل کے اکثر لارڈوں کی ملاقات قبل انعقاد کونسل کے اذکار درج ذیل ہیں۔ میرے اوپر کسی قسم کا رعب طاری نہیں ہوا اور یہ سنکر نہایت اطمینان قلب ہوا کہ لوگ میرے عمل اور طریقہ عمل سے خوش رہے۔ اس کے بعد لارڈ میلبورن، لارڈ جان رسل، لارڈ البیمارلی اور آرچ بشپ کنٹربری سے تنہا اپنے کمرہ میں ملاقات کی۔ اسٹاک مار

سے ملی۔ بعد ازاں کلارک سے جن کو میں نے اپنا طبیب مقرر کیا۔ بعد کو میری سے ملاقات کی مامون صاحب آرنسٹ کو خط لکھا آرنسٹ ہوہن لوہی سے ملاقات کی جو بیچاری ملکہ کا ایک مہربانی آمیز اور پُر درد خط لائے تھے۔ مجھے ملکہ معظمہ پر نہایت رحم آتا ہے اور حقیقت میں ملک معظم بہ نفس نفیس میرے ساتھ اس قدر محبت کرتے تھے کہ اگر میں اس کا اعادہ نہ کروں اور ان کی وفات پر تاسف نہ کروں تو میری ناشکر گذاری ہے۔ میں نے سنا ہے کہ غریب ملکہ تعجب انگیز صبر کے ساتھ کام لے رہی ہے۔ میں نے اپنا روزنامچہ لکھا۔ بالاخانہ پر تنہا خاصہ نوش کیا۔ بالاخانہ سے نیچے آئی۔ اسٹاک مر سے ملی۔ نو بجنے میں بیس منٹ باقی تھے کہ لارڈ میلبورن آئے اور دس بجے قریب تک رہے ان سے نہایت اہم معاملات پر گفتگو ہوئی جس سے مجھے اطمینان حاصل ہوا ہر مرتبہ جب وہ مجھ سے ملتے ہیں میرا اعتماد اُن پر بڑھتا جاتا ہے۔ اُن کے طریقے بھی مہربانی آمیز ہیں۔ اسٹاک مر سے ملی۔ نیچے آئی اور والدہ وغیرہ سے شب کا سلام کر کے رخصت ہوئی۔ عزیز لیہزن ہمیشہ بطور میری رفیق کے میرے ساتھ رہینگی۔ وہ کوئی عہدہ میری ماتحتی میں قبول نہیں کرتیں میرے خیال میں اُن کی راے صحیح ہے۔

(ترجمہ) انیس احمد مارہروی

# علی رضا کی زندگی

(۱)

علی رضا ایک شریف خاندان کے ممبر اور ڈاکخانہ کے

انسپکٹر تھے۔ اسی روپے تنخواہ تھی اور چالیس یا پچاس روپے ماہانہ بھتہ کا مل جاتا تھا۔ اسی کے ساتھ کثیر العیال بھی تھے تین لڑکیون اور دو لڑکون کی پرورش اور تعلیم کا بار تھا۔ ایک پھوپا اور ایک بھائی کے کفیل تھے دیانت دار ایسے کہ رشوت مین روپیہ لینا تو کجا کسی کے گھر کا پانی تک کبھی نہ پیا۔ بیس روپے سے نوکری کی اور ایک سو پچیس تک پہنچے۔ انگریزی مین قدیم زمانہ کے انٹرنس پاس تھے۔ وضع اور لباس مین سادگی تھی۔ دل مین قومی درد تھا مگر وہ اُن مدعیان ہمدردی پر ہمیشہ ہنسا کرتے تھے جو صرف قومی شامیانون اور اخبارات تک ہی اپنی ہمدردی کو محدود رکھتے ہین۔ اُنکی ہمدردی جلسون اور اخبارون مین نمایان نہ ہوتی تھی بلکہ خاموشی کے ساتھ عملی طور پر ثابت ہوا کرتی تھی ہر صوبہ کے مسلمانون مین ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جو انٹرنس سے نیچے یا انٹرنس تک پہنچکر اپنی تعلیم ختم کر دیتا اور تلاش معاش مین مصروف ہو جاتا ہے مگر ان بدقسمتون کی قسمت مین ہر جگہ مصیبت ہی مصیبت ہوتی ہے اور سب سے بڑی مصیبت خود یہ تعلیم ہی ہوتی ہے کہ اس کی بدولت محنت و مزدوری کرنے سے بھی عار آنے لگتا ہے لیکن ہمارے انسپکٹر صاحب ایسے ہی بدنصیبون کا مرجع اور ملجا و ماوا تھے۔ وہ اُن کے لیے کوششین کرتے۔ تدبیرین بتاتے اور جہانتک امکان مین ہوتا مدد کرتے سے کم تین چار درجن نوجوانون کو انھون نے نوکر کرا دیا ہوگا اور اسطرح مسلمانون کے سیکڑون افراد اگر فراخی کے ساتھ نہین تو تنگی ترشی کے ساتھ پیٹ پال رہے ہین کاش اُن کی طرح اُن لوگون مین جن کو ایسے موقع حاصل ہین ذرا بھی ہمدردی ہوتی تو آج بہت سے خاندان تباہی

خلاکت سے نکل جاتے۔ ایسی مدد کرنا تو بہت ہی آسان ہے صرف تھوڑے سے دردِ دل کی ضرورت ہے۔

خوش قسمتی سے بی بی مین بھی وہ تمام اوصاف جمع تھے جو شریف خاندانون کی بڑی بوڑھیون مین ہوا کرتے تھے۔ انتہا کا سلیقہ تھا۔ کھانا پکانے، مربہ، چٹنی، اچار بنانے مین کمال حاصل تھا۔ معمولی کپڑون کی قطع برید کرلیتین اور سنگر مشین پر سی لیتی تھین۔ گھر کا گھر نماز روزے کا پابند تھا رمضان مین جب انسپکٹر صاحب اپنے صدر مقام پر آتے تو ہمیشہ اپنے گھر پر دوستون کے ساتھ روزہ افطار کیا کرتے اور تمام افطاری گھر کی بنی ہوئی ہوتی تھی۔ روزانہ دو ایک مسکینون کا کھانا بھی بھیجا جاتا تھا۔

بی بی کی صرف اتنی تعلیم تھی کہ قرآن مجید بلا ترجمہ پڑھا تھا اور اُس کی بلاناغہ تلاوت کرتی تھین گھر کا حساب کتاب اور عزیزون کو خط لکھ لیتی تھین لڑکیون کی تعلیم کا شوق تھا اور وہ اس بات کو سمجھتی تھین کہ لڑکون اور لڑکیون کا جاہل رہنا ایک بڑی مصیبت ہے۔ اس لئے گھر مین لڑکیون کو تو خود ہی پڑھا لیا کرتی تھین اور لڑکون کو مدرسے جانے اور گھر مین پڑھنے کی ہمیشہ تاکید رکھتی تھین۔ انسپکٹر صاحب تو دورے پر رہتے تھے اور مہینے مین دو چار ہی دن کو آجاتے تھے اور اس طرح بی بی کے سر بچون کی تعلیمی نگرانی کا بھی فرض عاید ہوگیا تھا۔ مگر یہ اولوالعزم خاتون اپنے فرض کو ایسی اچھی طرح ادا کرتی تھین کہ دوسری ماؤن کو بھی اختیار کرنا چاہ[ئے] وہ اس بات سے خوب آگاہ تھین کہ بچون کا چال چلن کس طرح اچھا رکھا جا سکتا ہے اور کیونکر اخلاق کی تربیت کی جا سکتی ہے۔ اُنھون نے ہمیشہ اس بات کا انتظام رکھا۔ مدرسہ، کھیل، جلسہ، دعوت، کوئی جگہ

ہو دونون بھائی ساتھ ساتھ جائین۔ دونون ساتھ ساتھ رہین۔ ہر چیز دونون کی یکسان ہو۔ کسی سے بجز کتاب کے کوئی چیز مستعار نہ لین لباس سادہ اور صاف ہو اور حیثیت سے زیادہ کا نہ ہو۔ نقد روپیہ نہ دیا جائے جس چیز کی ضرورت ہو وہ بیان کر دی جائے۔ معمولی ضرورتین خود پوری کر دیتی تھین اور خاص ضرورتون کے لئے خاوند کے آنے کا انتظار کیا جاتا تھا تھیٹرا ور ناچ رنگ کے جلسون مین کبھی جانے کی اجازت نہ دیتی تھین۔ ہان سرکس اور سینما موٹوگراف وغیرہ کھیلون مین اُن کو جانے کی اجازت دی جاتی تھی اور ٹکٹ کے دام دے دیئے جاتے تھے۔ نہ تو حد سے زیادہ تنگی تھی اور نہ آزادی۔ کپڑا باپ کی مرضی پر خریدا جاتا تھا نہ کہ لڑکون کے انتخاب پر۔ باپ کبھی اپنی حیثیت سے زیادہ کا کپڑا نہ خریدتے تھے اور نہ کم فیشن ایبل لباس کا تو اُس گھر مین گزر تک نہ تھا۔ ٹینس اور کرکٹ تک کے لئے کبھی پتلون پہننے کی اجازت نہ تھی۔ قمیصون کی جگہہ ہمیشہ کرتے اور کوٹ کی جگہہ شیروانی پہنائی۔ وہ جانتی تھین کہ یہ لباس نہ صرف اسراف اور فضول خرچی سکھاتا ہے بلکہ مذہب سے بھی بیگانہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ نماز جو اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا رکن ہے اسی کی بدولت جاتی رہتی ہے۔ مگر اس خاتون محترم کو کیا معلوم کہ ان کھیلون مین ایک ایسا لباس بھی پہننا پڑتا ہے کہ جس کو پہنکر اگر انسان چاہے تو بھی نماز نہین پڑھ سکتا اور وہ ہاکی اور فٹ بال کا نیکر ہوتا ہے جس میں شرعی ستر کا بھی لحاظ نہین ہوتا۔

غرض یہ اصول تھے جن پر ان لڑکون کی تربیت ہو رہی تھی۔ لڑکیان

کو جب وہ اتنی تعلیم دے چکین جتنی اپنی تھی تو اُن کے لئے ایک اُستانی مقرر کی اور اتنی اچھی تعلیم دلائی جتنی ایک مسلمان خاتون کے لئے ضروری ہے۔

(۲)

زمانہ پر زمانہ گذرتا چلا گیا اور سب بچے جوان ہوگئے۔ لڑکیون کی اچھی اچھی جگہہ شادیان کین۔ لڑکون نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اپنے ہی جیسے گھرون مین اُن کی شادیان ہوئین۔ دونون لڑکے بی۔ اے مین پاس ہوگئے مگر پاس ہوتے ہی نوکریون کی تلاش شروع کی کیونکہ ذریعۂ معاش صرف ملازمت ہی تھا۔ باپ نے ہر چند دونون کو سمجھایا کہ سررشتہ تعلیم مین جائین جہان مسلمان استادون کی سخت ضرورت ہے اور ترقیان بھی معقول ملتی ہین اور مسلمانون کی عملی طور پر بہت کچھ مفید خدمت بھی کر سکتے ہین۔ مگر سرون مین تحصیلداری اور کلکٹری کی بو سمائی ہوئی تھی اور ہمدردی کے لئے کانفرنس کا پلیٹ فارم موجود تھا۔ باپ کی بات اس کان سُنی اور اُس کان اُڑا دی۔ تمام عمر مین صرف یہی ایک نافرمانی ہوئی تھی۔ اور باپ کو اس کا بڑا صدمہ تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دوسرون کے ساتھ تو کجا اِس طرح وہ اپنے ساتھ بھی ہمدردی نہین کر سکتے۔ جوان اولاد تھی خاموشی کے سوا کیا چارہ تھا۔ دو سال تک بنگلون اور کوٹھون کی خاک چھانی۔ ڈہائی تین ہزار روپیہ ریلون اور سفرون مین برباد کیا تب جاکر چھوٹا لڑکا نائب تحصیلداری مین نامزد ہوا۔ بڑے لڑکے کی عمر پچیس ۲۵ سال کی ہوگئی تھی۔ اس لئے اُس کو قدرتی طور پر مایوسی ہوگئی۔

ایسے مایوس لوگ مجبور ہوکر قانون کے امتحان کی طرف توجہ کرتے ہین اس لئے وہ بھی لا کلاس مین داخل ہوگیا۔ یہ بھی شکر ہے کہ دوسرے ہی سال پاس ہوا اور لکھنؤ مین وکالت کی تجویز کی۔

(۳)

انسپکٹر صاحب کی پنشن مین ایک سال باقی تھا کہ یکایک ان پر فالج گرا اور چند ہی گھنٹے مین اُن کی زندگی کا فیصلہ ہوگیا۔ یہ بھی خدا کی مہربانی تھی کہ وہ گھر پر تھے کہ تجہیز و تکفین اچھی طرح ہوگئی۔ مگر گھر کی کیا حالت ہوئی کہین سے ایک پیسہ کا سہارا نہین۔ گھر مین جو مہینے کے باقی دنون کا خرچ تھا بس وہی جمع پونجی تھی۔ بیوی کے پاس البتہ کچھ زیور تھا اور وہ صرف اتنا ہی تھا کہ اُس کا نصف تو میت کے سامان اور فاتحہ و خیرات مین صرف ہوگیا اکرم کی کوئی آمدنی شروع نہ ہوئی تھی اور وہ خود ابھی گھر پر بار تھے۔

بہت سے مسلمان خاندانون مین عموماً ایسے دردناک نظارے پیش آتے ہین ایک کماؤ ہوتا ہے اور قافلے کا قافلہ کھانے والا ہوتا ہے۔ اُس کی آنکھ بند ہوتے ہی گھر پر مصیبت چھا جاتی ہے۔ تنکے کا بھی سہارا باقی نہین رہتا۔ جتنی آمدنی ہوتی ہے اتنا ہی خرچ ہوتا ہے وہ گھر خوش قسمت ہوتے ہین جہان ہر مہینے مین کچھ قرض لینا نہین پڑتا۔ مگر کھاتے پیتے گھرون مین بھی ایک کمانے والے کے مرجانے سے تکلیف و مصائب کی گھٹائین چھا جاتی ہیں۔ اُس کی آنکھین بند ہوتے ہی گوشت روٹی کی جگہہ چٹنی روٹی بھی میسر نہین گھر والے ہر چند چاہتے ہین کہ پس انداز کرین۔ مگر کنبے کا خرچ اتنا ہوتا ہے کہ وہ مجبور رہ جاتے ہین۔ پھر ایسے گھرون مین جہان اولاد کی تعلیم کا بار بھی ہو پس انداز ہونا قریب قریب ناممکن

کے ہو جاتا ہے۔

انسپکٹر صاحب کی بی بی صابر و شاکر تھین اور اُن کو بجز اُن کے شوہر کی موت کے صدمہ کے اور کوئی خیال نہ تھا۔ اُن کو خدا کی شان رزاقی پر بھروسہ تھا اور وہ اس بات سے مطمئن تھین کہ انھون نے خدا کی نعمت کی ناقدری نہین کی اور کبھی ایک پیسہ بھی فضول خرچ نہین کیا۔

سوم کے بعد انسپکٹر صاحب کے کاغذات کا بکس کھولا گیا تو اُس مین چند لفافے ملے جس مین دوستون کے خاص خطوط تھے کچھ ان کی یادداشتین تھین۔ چار پانچ خط سر سید مرحوم، محسن الملک، وقار الملک مرحوم کے تھے جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نیچے کے خانہ مین ایک بڑا لفافہ ملا اور جب اُس مین سے کاغذات نکالے تو لڑکون کو ایک حیرت سی ہو گئی کیونکہ وہ کاغذات جان بیمہ (لائف انشورنس) کمپنی کے تھے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرحوم نے پانچ ہزار کا بیمہ کرایا تھا اور یہ بیمہ میعاد معینہ سے پہلے موت واقع ہونے کی صورت مین بی بی کو ادا کئے جانے کی ہدایت تھی۔

کاش! مسلمان لائف انشورنس کے فوائد سے آگاہ ہون اور ہر مہینے مین ایک خفیف رقم ہی اسکے لئے بچا لیا کرین تو اپنے پس ماندون یا خود اپنے لئے دس پندرہ سال مین بہت بڑی رقم پس انداز کر لین۔ یہ طریقہ دراصل اسلئے ایجاد کیا گیا ہے کہ بڑھاپے مین غریبون کو فائدہ پہنچے یا اچانک موت واقع ہونے سے اولاد بے سہارا نہ رہ جائے۔

اڈیٹر

# مخدومہ جہان

یہ خاتون سلطان محمد تغلق شاہ کی والدہ اور نہایت بزرگ و باخیر عورت تھی بہت سی خانقاہین اُس نے تعمیر کرائی تھین جہان مسافرون کو کہانا ملتا تھا۔ لیکن قدرت خدا کہ اُس کی آنکھونکی بصارت جا چکی تھی اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُسکا بیٹا بادشاہ ہوا تو اُس کے پاس تمام بیگمین اور امیرون کی بیٹیان زرق و برق کپڑے اور مرصع زیورات پہنکر آئین اور وہ ایک سونے کے تخت پر جس مین جواہرات جڑے تھے بیٹھی ہوئی تھی۔ چمک کی چکا چوندسے یکایک آسی وقت اُس کی بینائی جاتی رہی ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بادشاہ یعنی اُس کا بیٹا مخدومہ جہان کی تعظیم و اطاعت بدرجہ غایت کرتا تھا۔

سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم باب ہفتم مین اس بیگم کے حالات کے متعلق تحریر ہے کہ جب ہم بادشاہ کے محل سے واپس ہوکر حرم سرا کے دروازہ پر جہان مخدومہ جہان رہتی تھی پہنچے تو وہاں ایک منشی نے جو دروازہ پر موجود تھا ہمارے وہ تمام تحائف جو ہم مخدومہ جہان کے واسطے لائے تھے قلمبند کئے۔ پھر کچھ جوان لڑکے اندر سے نکلے اور اُن مین سے سب سے بڑے لڑکے نے وزیر سے جو ہمارے ساتھ تھا آہستہ آہستہ باتین کین اور واپس چلے گئے۔ پھر وہ غلام وزیر کے پاس آئے اور پھر محل مین واپس چلے گئے ہم اتنی دیر وہین باہر ٹھہرے رہے اسکے بعد ہم کو ایک دالان مین بیٹھنے کا حکم ہوا اور کچھ دیر بعد کہانا آیا پیالے، رکابیان، لوٹے، مٹکے اور گھڑونچیان وغیرہ تک سب کے سب سونے

گئے تھے جب ہم کھانے کے واسطے آگے بڑھے تو حاجیوں اور نقیبوں نے
تعظیم کی اور ہم نے بھی تعظیم دی۔ پہلے شربت لائے جب ہم شربت پی چکے
تو حاجیوں نے بسم اللہ کہا اُسوقت ہم نے کھانا شروع کیا۔ جب کھانا
کھا چکے [illegible] لائے اُس کے بعد پان۔ پھر حاجیوں نے بسم اللہ کہا ہم سب نے
تعظیم کی اُس کے بعد ہم کو ایک جگہہ بلا لئے گئے اور تین زربفت کی خلعت
دی گئیں [illegible] محل کے دروازہ پر آئے وہاں پہنچکر سب نے تعظیم کی حاجیوں
نے [illegible] اور وزیر ٹھہر گیا اور ہم سب بھی ٹھہر گئے۔ پھر محل کے اندر سے
[illegible] اور روٹی کے تھان [illegible] ہوئے لائے [illegible]
ہر ایک [illegible] دیئے گئے۔ اُس کے بعد [illegible] میں
سوکھے میوہ جات اور دوسری میں گلاب اور تیسری میں پان
لائے گئے ہم نے وزیر کی ہدایت [illegible] سب [illegible]
[illegible] کو ہاتھ میں لیکر دوسرے ہاتھ سے زمین کو چھوا۔ اُس کے بعد
ہم جائے قیام پر جو مستری کی گلی تھی گئے۔ وہاں ہم نے تمام ضروریات
کی چیزیں مثلاً فرش، بوریا، برتن، چارپائی، بستر وغیرہ
مہیا پائے اور کئی روز تک مخدوم جہان کی طرف سے ضیافت
ہوتی رہی۔

اڈیٹر

# مروارید ثلاثہ

یہ ہرسہ کتب مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ہیں جو تین خاص مضمون پر نایاب اور بے مثل کتابیں ہیں جو تفصیلِ ذیل درج ہیں:-

(۱) **براہین نیرہ حصہ اول** (معروف بہ زندہ و کامل الہام) قیمت - - (۱۲/)

اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب، تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی ہے۔

(۲) **ام الالسنہ** (معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان) قیمت بارہ آنے - (۱۲/)

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

(۳) **اسوہ حسنہ** (معروف بہ زندہ کامل نبی) قیمت صرف آٹھ آنے - - (۸/)

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عام حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک ہی ہے۔

**نوٹ:-** محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار رہے گا۔

احباب ان ہرسہ کتب کے آرڈر ارسال فرمانے میں عجلت فرمائیں ورنہ بعد ازاں مایوسی ہوگی۔

**پتہ**

**مہتمم اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور**

# بیش بہا علمی جواہرات

نیر اعظم ۔ روہیلکھنڈ مراد آباد کا ۴۲ سال کا پرانا ۱۶ صفحہ اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا دلسوز وکیل ہے اسلامی قومی درد لیکر پبلک کی اغراض بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے ۲۲×۲۲ کے ۱۶ صفحہ کلاں پر ہفتہ وار شائع ہوتا ہے سالانہ چندہ عام پیشگی چار روپیہ صرف ایک کارڈ بھیجکر ایک یا دو پرچہ مفت منگا کے پسند خاطر ہونے پر قدر دانی فرمایئے تجارتی سوداگروں کیلئے اشتہارات کیواسطے بہترین اور آسان ذریعہ ہی گنج شایگان دنیا بھر کے سلطنتوں کے سونے چاندی [illegible] سکوں کی تصویریں ماہیت وغیرہ [illegible] جلد ۲ مخزن الفوائد دنیا بھر کے اوزان پیمانہ تصاویر سکہ جات اور مختلف صنعتیں دو جلد قیمت [illegible] تاج ونشان ۔ دنیا بھر کی سلطنتوں ریاستوں کے تاج ونشان مارسکے وغیرہ کی تصاویر [illegible] دستار وکلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی ٹوپی کنٹوپ خود شملہ عمامہ وغیرہ کی تصاویر [illegible] تاریخ فن تاریخ گوئی کے تمام قواعد [illegible] اس فن کے صنائع بدائع نادرہ [illegible] قیمت [illegible] رسالہ التاریخ دو ہزار [illegible] تاریخی مادے نئے بنائے گئے قیمت [illegible] مصباح الادب اخلاقی حکایتیں شاعر ازرقی کے سندباد نامہ کا ترجمہ جو سات زبانوں میں ہو چکا ہے جنگ یورپ ۔ اس جنگ کے مفصل حالات اور تفصیلی واقعات کی پہلی کتاب قیمت [illegible] آئینہ جنگ جنگ یورپ کے نہایت کار آمد مفصل اور مبسوط ڈائری [illegible] قیمت [illegible] تاریخ ٹیپو سلطان [illegible] حصہ ریاست کی تاریخ [illegible] کا تذکرہ [illegible] سفرنامہ قیمت [illegible] ایک صفحہ کلاں پر [illegible] تاریخ اودھ برہان الملک کے [illegible] واجد علی شاہ تک کے مفصل حالات چار جلد قیمت [illegible] تذکرہ [illegible] مصطفیٰ [illegible] صوفیہ قیمت [illegible] احسن الاذکار [illegible] کے مفصل سوانح کرامات حالات [illegible] قیمت ۱۲ [illegible] کتاب طلبا کو نہایت مفید [illegible] بحر الغرائب [illegible] تاریخ [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

المشتہر

منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد

## وہ آنکھیں کہاں ہیں

جو ہمیشہ دین و ملت سے خونبار رہتی ہیں اہل کمال ہیں
جو حسن معیشت و فکر مآل سے زخمی ہوتے ہیں ہم چاہتے ہیں
کہ وہ میرٹھ کے دلکش و دلچسپ ماہوار مذہبی اصلاحی رسالہ

## اسوۂ حسنہ

کا نمونہ منگا کر دیکھیں جو سوا دو سال سے نہایت کامیابی سے نکل رہا
اور مآل اندیشی سے قوم و ملت کی خدمت کر رہا ہے جس نے
اپنے ناظرین کی معلومات و ملفوظات اور عادات و اطوار میں
ایک خوشگوار انقلاب پیدا کیا ہے اس رسالہ میں ہر قسم کی
تحریری دلچسپیاں اور مذہب و روحانیت کے متعلق وہ تمام
باتیں ہوتی ہیں جنکی فی زمانہ مسلمانوں کو ضرورت ہے اس رسالہ
کو دیکھکر انشاء اللہ آپ خود بہت خوش ہونگے سالانہ قیمت
عہ مع محصول مقرر ہے۔

**المشتہر**
**منیجر رسالہ اسوۂ حسنہ کمپ میرٹھ**

## پہلے درویش کے جنگی کارنامے

دیسی اُن پڑھی اڈیٹروں کا بیان جس میں خود حضور سرکار کائنات
شریک ہوئے عنوان بالا کے تحت میں نہایت مؤثر و دلکش تاریخی مضامین
کا ایک قابل دید سلسلہ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے میرٹھ کے
مذہبی ادبی رسالہ راز و نیاز کیلئے لکھنا شروع کیا ہے اس
سلسلہ کا پہلا حصہ رسالہ راز و نیاز کے نوروز نمبر معروف بہ درویش جنتری
۱۹۱۶ء میں شائع ہوا ہے جو صاحب اس پُر از تاریخی مضامین
کے مطالعہ سے لطف اٹھانا چاہیں صرف ۲ کے ٹکٹ بھیجکر
**درویش جنتری ۱۹۱۷ء** منگائیں جس میں سال بھر کیلئے
پنجگانہ نماز اور سحر و افطار کے نہایت معتبر اوقات علاوہ
بزرگان دین کے عرسوں کی تاریخیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا عبرت آموز قصہ اولیاء اللہ کی دلسوز حکایات فقہی مسائل
شرعی آداب اعمال و وظائف مجرب علاج اسلامی اخبارات
و رسائل کی فہرست اور بہت سی کارآمد اور دلچسپ
باتیں درج کی گئی ہیں اور جس کی ایک ایک سطر پڑھنے
کے قابل ہے رسالہ راز و نیاز کے جنکی سالانہ قیمت عہ ششماہی ۱۲/ اور سہ ماہی ۷/ ہے
کے مستقل خریداروں کو درویش جنتری مفت دیجاتی ہے محض ۷/ خرچ کرکے آپ درویش جنتری کو
راز و نیاز کے دو پرچے خرید سکتے ہیں۔

**ضرورت ہے۔** درویش جنتری ۱۹۱۷ء کو کمیشن پر فروخت کرنے کیلئے ایجنٹوں کی بہت جلد
ضرورت ہے ۲۵ جنتریوں کی قیمت ایجنٹوں سے بجائے للعہ کے صرف ۲ روپے لیجائیگی۔

**منیجر "راز و نیاز" و "درویش جنتری" کمپ میرٹھ**

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) تندرستی حفظان صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کے اصول ۱۵۶ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۲) بچوں کی پرورش زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہر اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۱۵۲ صفحے قیمت ۱۲ مجلد ۱۴ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کے اصول جن پر والدین کو کاربند ہونا چاہئے ۷۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ مجلد ۶ (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر زوجہ کے شرعی قانونی حقوق واختیارات اور فرائض انہیں پر امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۴۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پر معلومات تقریر قیمت ۲ (۷) حفظ صحت اسمیں مستورات کے ان تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم کرنے کیلئے ضروری ہیں ۹۴ صفحے قیمت ۱۲ مجلد ۱۴ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آرچی بلیکم صاحب بہادر کی کتاب "انڈین ہوم نرسنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا مطالعہ کریں اسمیں علاوہ ۲۲۴ صفحوں کے ۴ نقشے اور تین ضمیمے ہیں قیمت ۱۲ مجلد ۱۴ (۹ و ۱۰) معیشت و معاشرت خانہ داری کے تیسرے حصہ کا پہلا اور دوسرا جز جس میں معاشرتی و خانگی زندگی کے تمام ضروری و کارآمد باتیں اور ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا قیمت معیشت ۱۲ قیمت معاشرت ۱۴ (۱۱) تہذیب النسواں و تربیت الانسان (مؤلفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) [illegible] مستورات کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں مسائل ضروری متعدد بار شائع [illegible] ہز ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۶۰ صفحے قیمت ۱۲ مجلد ۱۴ (۱۲) سبیل الجنان [illegible] ارکان اسلام پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کی نہایت مفید تقریریں ہیں جو عورتوں اور مردوں کے [illegible] اور دلسوز واعظ ہے خاصکر عورتوں کے لئے اس سے بہتر مذہبی امور کی سمجھانے والی کوئی کتاب [illegible] (۱۳) حیات سلطانی ہز ہائینس کے حالات سفر مؤلفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ [illegible] حصہ اول مجلد [illegible] دوم [illegible] (۱۴) حفظان صحت بیگم صاحبہ نوابزادی [illegible]

دعا مانگ، ایک تفسیر حفظان صحت کے اہم و کار آمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۲ ر (۱۵) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی
کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرۃ نبوی میں انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیاجناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے عام مسلمان لڑکیوں
اور بچوں کو اسکا مطالعہ فرض ہے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۱۶) سیر یورپ ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ فرمانروائے ریاست بھوپال کے سفر یورپ کا روزنامچہ
جس میں تمام واقعات کو خوبصورتی اور جامعیت کیساتھ قلمبند کیا ہے ۲۴ عکسی تصاویر ہیں صفحات ۵۰۰ قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸ ر
مجلد پر ۸ اضافہ (۱۷) سرگذشت۔ ہندوستانی گھروں میں بعض غیر خوبی اور تمدنی حالتوں کا فوٹو مصنفہ ہمایون بیگم نفیس صاحبہ)
قیمت قسم اول ۱۲ قسم دوم ۸ ر مجلد پر ۴ اضافہ (۱۸) تفریح الاطفال گھروں کے اندر بچوں کے مہذب و دلچسپ کھیلوں کے
طریقے ہیں جسکو مسز بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بہاولپور نے تصنیف کیا ہے ۴۲ صفحے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر
(۱۹) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اون و ریشم اور سوتی کاموں کے سکھانے کیلئے سب سے بہترین استاد ہے اور اسوقت تک اردو میں
اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی دیئے گئے ہیں جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے گئے ہیں اور جنکی
تعداد ۵۰ ہے صفحات ۹۴ قیمت ۱۲ مجلد ۱ ر (۲۰) ذائقہ جواب تندرستی اس میں تندرستی کے مضامین کو سوال و جواب کے
سلطانیہ گرلس اسکول کی ایک متعلمہ نے مرتب کیا ہے ۴۸ صفحے قیمت ۶ ر مجلد ۱۰ ر (۲۱) ناول دلچسپ یعنی علیاجناب بیگم صاحبہ
کا تصنیف کردہ دردانگیز اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۲۴۳ قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۲۲) زہرہ مصنفہ تاج النساء بیگم
ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کرکے ایک عیسائی خاتون کے ان شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض
متعصب یورپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے
اس میں چار عکسی تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۳) تعلیم اصول خانہ داری قصے اور کہانیوں میں نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ...
اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالیٰ پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت ۸ ر مجلد عہ (۲۵) تاریخ ...
ستاروں کے وقت جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب غریب تحقیقات قیمت عہ مجلد ...
فی تہذیب منفعل۔ تذکرہ اول کہ فضائل میں انسانی ارادے کے کارگر اثر کا بیان قیمت ...
حقوق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس میں اسلام کے کل اہم مسائل محققانہ ...

نہایت محکم فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت صاف و خوشخط ہے صفحات ۲۲۴ قیمت ۸ مجلد ۱۲
والا پانچوں کتابیں منشی آنندی لعل صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ مؤلفہ ہیں جنکو پبلک سے خلعت قبولیت و گورنمنٹ
سے بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۸) آغوش مادر یعنی لوریوں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱ مجلد ۴ (۲۹) پہیلیاں امیر
سید محمد دوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہے جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۳۰)
اس کتاب میں علم طبیعیات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان اور دلنشین
عبارت میں لکھی ہیں جنکی نظیر اردو میں معدوم ہے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۳۱) تربیت اطفال یہ ایک ایسا مفید کتاب
جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مؤلفہ سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج) قیمت ۱ مجلد ۲
(۳۲) نظام الملک طوسی - پانچویں صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی المخاطب نظام الملک طوسی
کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبدالرزاق صاحب مولف البرامکہ) صفحات ۲۰۹ قیمت للعہ مجلد صہ (۳۳)
مصنفہ حکیم عبدالحبیب صاحب) اس کتاب میں سر سے لیکر پاؤں تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب و علامات و معالجات یونانی
و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہیں اور اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب میں نہیں ملسکتے حصہ
اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم ۸ مجلد پر ۴ اضافہ (۳۴) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی تصنیف
ہے جس میں اصول کلیات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت مشرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ مجلد پر
محصول ڈاک بذمہ خریدار (۳۵) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی الیصبات کے حالات
زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۶۰ قیمت غیر مجلد ۸ (۳۶) السالک
حضرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس میں علم خواص الاعداد فرمائی ہے کے مباحث
عام فہم زبان میں لکھے گئے ہیں قیمت ۸ (۳۷) باغبانی مسٹر فرمنگر صاحب کی کتاب
کا ترجمہ جس میں باغبانی کے متعلق تمام ضروری معلومات اور کارآمد ہدایات بہ تفصیل
تجربات درج ہیں کو فٹ نوٹس کے تحت میں لکھ دیے ہیں جس سے کتاب کی خوبیاں

مجلد

محمد مہدی مہتمم ظل السلطان

# ظل السلطان


رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت ے مع محصول ڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ | ماہ جون ۱۹۱۷ع | نمبر ۱


## فہرست مضامین




مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام مولوی محمد عبداللہ صاحب نائب اول مہتمم مطابع ریاست طبع ہوکر دفتر سے شائع ہوا

# ظل السلطان

## پانی پت مین ایک زنانہ اسکول

(۱)

اس نمبر مین ہم سب سے پہلے ایک عزیز بچی کا وہ خط درج کرتے ہین جو ایک جدید زنانہ اسکول کے قائم ہونے کی اطلاع مین ہم کو موصول ہوا ہے ۔ یہ عزیز بچی خواجہ غلام الثقلین مرحوم کی نور نظر ہے۔

خواجہ مرحوم سے یقیناً تمام ناظرین ظل السلطان مین سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو واقف نہ ہو۔ اُن کی اصلاح تمدن کی کوششین آج تک ہمارے سامنے ہین اور جن لوگون مین بھی احسان مندی ہے وہ ہمیشہ اُن کے شکر گزار رہین گے۔

مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری سال مین جبکہ وہ کونسل کے ممبر تھے سود کو محدود کرنے مین جو کوشش کی تہی وہ کبھی فراموش نہین ہوسکتی اور اگر اُن کے جانشین اس کوشش کو

کامیاب بنائین گے تو خصوصیت کے ساتھ ہزار در ہزار خاندان ذلت و افلاس کی موت سے بچ جائین گے۔

ان عام احسانات یا خدمات کے علاوہ مرحوم کا خاص احسان طبقۂ نسوان پر یہ تھا کہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۱۹۰۵ء مین جمہور مسلمانان کو اشاعت تعلیم نسوان پر توجہ دلائی۔ اور اُس کی حمایت مین پوری قوت سے کام لیا۔ اگر مخالف طاقتون کی حاسدانہ کارروائیان مرحوم کے راستے مین حائل نہ ہوتین تو اُس کی مساعی جمیلہ نوجوانون کے لئے مثالین اور نظیرین ہو جاتین اور اب جبکہ تمام مخالف طاقتون پر اُس نے فتح پائی تھی تو موت کے زبردست پنجے سے جان بر نہ ہو سکا خدا مرحوم کو اعلیٰ علیین مین جگہ دے اور اُس کے نور نظر کو خواتین اسلام کے لئے قرۃ العین بنائے۔ ہم اس مضمون کے صلہ مین ناظرات ظل السلطان کی طرف سے اس عزیز بچی کو چند علمی کتابون کا ایک بہترین تحفہ پیش کر رہے ہین فقط

اڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ ظل السلطان بھوپال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسلمانون کے تعلیمی تحریکون کے ساتھ جو دلچسپی آپ کو ہے اور جو عملی حصہ آپ حالی مسلم ہائی اسکول پانی پت کی تحریک مین لیتی ہین اور جو عقیدت آپ کو علیا حضرت بیگم صاحبۂ ام قبالہا و خلد اللہ ملکہا کی ذات

ستودہ صفات کے ساتھہ ہے اس کے لحاظ سے آپ کو یہ بات معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ قصبہ پانی پت کی خواتین کو جب یہ معلوم ہوا کہ علیا حضرت نے فی الحال ایک سو روپیہ ماہوار کی گرانقدر امداد پانچ سال کے واسطے حالی مسلم ہائی اسکول کے لئے منظور فرمائی ہے اور حضور ممدوحہ کے چھوٹے صاحبزادہ نواب محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر بالقاب نے اپنی ذات سے دو ہزار روپیہ کا یکمشت عطیہ مدرسہ مذکور کے لئے عطا فرمایا ہے اور علیا حضرت کے دیگر اعزہ اور اعیان نے بھی اس تحریک کے ساتھہ ہمدردی کا اور دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے تو اُن کے دلون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی احسن طریق سے علیا حضرت کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا جاے ۔ جو خواتین پڑہی لکھی ہین اور اخبار دیکھنے کا اُنکو موقع ملتا ہے اُن کو معلوم تھا کہ علیا حضرت کو کس درجہ مسلمانون کے تعلیمی معاملات کے ساتھہ دلچسپی ہے اور خصوصاً تعلیم نسوان کا کس قدر خیال ہے چنانچہ اُنھون نے علیا حضرت کے احسان کی شکرگزاری کا بہترین طریقہ یہ قرار دیا کہ ایک لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا جاے جس مین قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم کے علاوہ پڑہنا لکھنا اور حساب وغیرہ مضامین اور خانہ داری کے ضروری کام لڑکیون کو سکھائے جائین ۔ اور اس مدرسہ کا نام علیا حضرت کی اجازت سے مدرسہ سلطانیہ علیا حضرت کے نام نامی پر رکھا جاے ۔

الحمد للہ کہ یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے یہ مدرسہ خواجہ سجاد حسین صاحب کے مکان پر جاری ہوگیا ہے اور اہلیہ خواجہ صاحب موصوف واہلیہ خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم اور ان کی دیگر رشتہ دار خواتین کی نگرانی

مین مدرسہ مذکور کا کام شروع ہوگیا ہے اس وقت ۱۸ لڑکیاں اور ۲ کم سن لڑکے قصبہ کے مختلف خاندانون اور محلون سے اس مدرسہ مین داخل ہو چکے ہین اور انشاء اللہ العزیز روز بروز اس تعداد مین اضافہ کی امید ہو طالبات کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ مدرسہ پانی پت مین تعلیم نسوان کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہو گا۔

مدرسہ چونکہ ابھی نیا ہے اس لئے ابھی اس بات کی جرأت نہین کی گئی کہ علیا حضرت سے اس مدرسہ کو حضور ممدوحہ کے نام نامی سے معنون کرنے کی درخواست کی جاے۔ مدرسہ جب کسی قدر مستقل صورت اختیار کرے گا اُس وقت اس مضمون کی عرضداشت علیا حضرت کے حضور مین پیش کی جائیگی۔ والسلام

راقمہ بنت خواجہ غلام الثقلین مرحوم

## مسائل نسوان پر ہر ہائینس مہارانی بڑودہ کے خیالات

ہر ہائینس مہارانی صاحبہ بڑودہ اس زمانے کی اُن ممتاز، عالی مرتبت اور تعلیم یافتہ مہارانیون مین سب سے بلند رتبہ رکھتی ہین جو اپنی صنف اور اپنی قوم کی بہبودی و بہتری اور اصلاح مین حصہ لیتی ہین۔ اُنھون نے اپنے نامور اور مقتدر شوہر ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر کے اُن اصلاحی کامون مین جنھون نے بڑودے کی معاشرتی زندگی مین ایک نمایان

تبدیلی پیدا کر دی ہے ہمیشہ بطور ایک مشیر اعظم کے حصہ لیا ہے اور جہان تک کہ جنس اناث کے رفاہ کا تعلق ہے وہ شریک غالب رہی ہین۔

بڑودے مین زنانہ اصلاح کے متعلق جو عظیم الشان کام ہوئے ہین اُن مین صغر سنی کی شادی کے روکنے کا کام سب سے زیادہ قابل توصیف ہے اور اب بارہ سال سے کم عمر لڑکیون کی شادی قانوناً ممنوع ہے اور جس طرح لڑکون کے لئے ابتدائی تعلیم مفت اور لازمی ہے اسی طرح لڑکیون کے لئے بھی ہے۔ ہر ضلع کے قصبون اور شہرون مین لڑکیون کے متعدد اسکول ہین اور ایک ہائی اسکول خاص بڑودے مین ہے اس کے علاوہ ایک فیمیل ٹرینگ کالج بھی ہے ابتدائی مدارس مین ۲۶۰۰۰ لڑکیان تعلیم پاتی ہین اور کُل ۱۴۹ مدارس ہین ان مین سے پانچ مین کاڑھنا نقشہ کشی، مصوری، اور کھانا پکانا سکھایا جاتا ہے اونھین مدرسون مین موسیقی کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ بڑودہ سے باہر بھی ہر ہائینس مہارانی ہند و خواتین کی اصلاح و تعلیم مین حصہ لیتی ہین اور دو سال ہوئے کہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ بمبی مین سرمایہ وظائف نسوان کے لئے عطا کیا تھا۔

ہر ہائنس مہارانی صاحبہ نے تقریباً یورپ کے تمام ممالک کا سفر کیا ہے اور جاپان کی بھی سیاحت کی ہے اور اس سفر و سیاحت سے اُنھون نے بڑے بڑے نتائج حاصل کئے ہین

اوران ممالک کی ترقی کے تمام رازون اور بنیادون کو گہری نظر سے ملاحظہ کیا ہے۔ سنہ مین ہرہائینس نے ایک کتاب (Position of women in Indian life) ہندوستانی زندگی مین عورت کا مرتبہ" ایک قابل شخص مسٹر مترا کے ساتھہ شریک ہو کر تحریر کی ہے۔ اس کتاب مین نسوانی ترقی کے مختلف مسائل پر مختلف پہلوؤن سے بحث کی ہے جو عورتون کے لئے نہایت دلچسپ اور توجہ کے قابل ہے۔

اس کتاب مین سے مختلف مضامین کا اقتباس ناظرین ظل السلطان کے لئے پیش کرتا ہون۔ ان اقتباسات کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ ہرہائنس مہارانی صاحبہ نے اگرچہ نہایت اعلےٰ قابلیت اور کامل غور و تجربہ کے بعد اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ لیکن یہ امر بہت مشکل ہے کہ ابھی ہندوستانی خواتین ان تمام خیالات و تجاویز کو قبول کر سکین کیونکہ اُن مین سے اکثر کی بنیاد اُس تمدن و تعلیم پر ہے جو یورپ مین صدیون کی کوشش و تجربہ کے بعد قائم ہوئی ہے۔

گھر کے پیشے — جو راستے آجکل ہندوستانی عورتون پر کُھلے ہوئے ہین اُن مین سے شاید کوئی پورے طور سے ان کے قبضہ مین ہو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے جوہر دکھلانے کا موقع نہین ملتا۔ تمام کارخانے مردون کے ہاتھون مین ہین اور ...... ۱۶ عورتون مین سے

تھوڑی سی ان کارخانون مین کام کرتی ہین۔ کامیابی کا راز اس مین ہے کہ ہندوستان کی عورتون کو بھی اپنے باپ۔ بھائی اور خاوندون کے ساتھ کام مین حصہ لینے کے قابل بنایا جاوے۔ جبتک تمام کام مردون کے ہاتھ مین رہے گا اُسوقت تک قدرتی طور پر اس کے حقوق سے بے پروائی کی جاوے گی۔ لیکن اس کی کوئی وجہ نہین ہے کہ عورتین ہمیشہ مردونکے ساتھ کام کرنے کے ناقابل بنی رہین۔ بعض شاخین ایسی ہین جن مین عورتین آسانی سے داخل ہو سکتی ہین۔ اس لئے عورتون کو ایسے راستے تلاش کرنے چاہئیں جن کے لئے قدرت اور تعلیم نے اُن کو موزون بنایا ہو اور جنمین وہ بہت زیادہ مرد کے برابر کامیابی حاصل کر سکتی ہون۔

بہت سے وہ کام جو گھر سے تعلق رکھتے ہین کیون مردون کے ہاتھ مین ہین۔ قدیم زمانہ مین ادھر سے اُدھر ڈیرے ڈالنا اور بیٹھ جھونپڑے بنانا عورت کے سپرد تھا لیکن اب کیون عورت اُس وقت گھر مین قدم رکھتی ہے جبکہ مکان کا نقشہ تیار ہو جاتا ہے تعمیر شروع ہو جاتی ہے اور ختم بھی ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مرد عمارت کی تعمیر کے بعد اُس کی آرائش مین عورت سے سبقت نہین لیجا سکتا کیونکہ جو مذاق سلیم عورت کو عطا کیا گیا ہے وہ مرد کو کہان تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورت اُس کام کو پورے طور سے اپنے قبضہ مین نہین لے لیتی۔ یہ ظاہر ہے کہ تعمیر کے کامون مین عورت کو ماہر بنانے کے لئے بہت سرمایہ اور محنت کی ضرورت ہوگی۔ لیکن اس طرح وہ عملی کامون کی قابلیت اور اپنے صحیح مذاق کا اظہار کر سکیگی اور اُس کو اپنے دماغ اور ہاتھ کے جوہر دکھلانے کا زبردست میدان ہاتھ لگیگا۔

یہ ظاہر ہے کہ عورتون کا یہ کام نہین ہو سکتا کہ وہ سامنے بیٹھکر مزدورون سے کام لین اور پوری عمارت کو اپنی نگرانی سے تعمیر کرائین لیکن اُن کو اس قابل ہونا چاہئے کہ عمارت کا نقشہ یا کم سے کم عمارت کے کسی خاص حصہ کا نقشہ تجویز کر سکین۔ اس کے علاوہ اگر عورتون کو اس تعلیم مین لگایا گیا تو وہ پبلک کی عمارتون مین بھی ہاتھہ بٹا سکتی ہین۔ مندرون اور مسجدون کی آرائش اگر عورتین کرین تو کس قدر کامیابی ہو۔

مکانون کی آرائش اور اسباب کی ترتیب بھی وہ کام ہین جو عورتون کے لئے نہایت موزون ہین۔ ان مین کمال حاصل کرنے کے لئے تجارتی اصول سے وقفیت اور اس فن کا شوق ضروری چیزین ہین۔ ان لوگون سے کام لینا جو مکان کا سامان سجاتے ہین اور اُن کرایہ دارون کو خوش رکھنا جو مختلف مذاق رکھتے ہین کوئی آسان کام نہین ہے۔

علاوہ تجارتی اصول سے واقف ہونے کے ضروری ہے کہ اس فن کی تعلیم زبانی دیجاے یا گھر مین اس کی تعلیم حاصل کی گئی ہو جبکہ ہزارون قسم کی دریان۔ فرش۔ کمبل۔ پردے اور دوسرا فرنیچر ہمارے سامنے موجود ہے تو اچھے اور مناسب انتخاب کے لئے اعلیٰ مذاق رکھنا بھی لازمی ہے۔ انگلینڈ مین بھی یہ کام زیادہ تر مردون کے ہاتھہ مین ہے مگر ہندوستانی عورتین بہت کامیابی کے ساتھہ اس مین حصہ لے سکتی ہین۔

اسباب آرائش اور فرنیچر کی تجارت بھی عورتون کے لئے بہت موزون ہے اس کام کے لئے ان اسباب کی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ اب بجاے حال کے کارخانون کے بنے ہوے سامان کے قدیم نمونون کی زیادہ مانگ ہے۔ اس لئے اگر قدیم طرز کی نقاشی۔

چاندی کا کام۔ فرنیچر۔ سکے۔ قیمتی پتیل پر کھدائی وغیرہ کے نمونے رکھے گئے تو تجارت نہایت ترقی پائیگی۔ قدیم فرنیچر کو پھر زندہ کرنے سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور اس کام کو وہ عورت آسانی سے کر سکتی ہے جو کہ اصول تجارت سے واقف ہو۔ گاہکون کا برتاؤ جانتی ہو۔ اس کام کے لئے اس خاص قسم کا مزاج رکھنا پڑتا ہے اور ایک دو سال کی تعلیم کامیاب نہین بناتی بلکہ مسلسل تجربہ درکار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم باورچیخانہ کے کام کی طرف آتے ہین یہان ہمکو ایک یہ عجیب بات نظر آتی ہے کہ عموماً عورت اپنی زندگی کا زیادہ وقت باورچیخانہ کے کامون مین صرف کرتی ہے لیکن مرد جو کہ خانہ داری کے اس شعبہ مین بہت سی باتون سے ناواقف ہوتا ہے اپنی تجاویز پر اُس سے عمل کراتا ہے۔ اب تک عورت نے اس کام مین کوئی نمایان کارگزاری نہین دکھلائی۔ لیکن یہ وہ کام ہے جو بالکل اُس کی توجہ کے لئے موزون ہے۔ اُس شخص نے جسکو سب سے پہلے پنسل کے ایک سرے پر ربڑ لگانے کا خیال پیدا ہوا بڑا سرمایہ کما لیا لیکن عورتون کو زرین موقع ہے کہ وہ ایسی باتین ایجاد کرین جن سے کفایت وقت اور کفایت محنت ہو اور ساتھہ ہی پہلے کسی نے اُن کو جانا بھی نہ ہو۔

ان سب کامون کے ساتھہ ایک کام مکان اور جاگیر کی ایجنسی بھی ہے اس کام کو انگلینڈ مین بھی عورتون نے اختیار نہین کیا ہے لیکن ہندوستانی عورتون کو اس مین ترقی کا بہت موقع ہے۔ پہلا کام جس مین عورت کو مرد کے ساتھہ قدم رکھنا چاہیئے۔ یہ ہے کہ مکانون کے کرایہ جمع کرنے مین وہ بھی حصہ لے وہ یہ انتظام رکھے کہ کرایہ ماہوار باقاعدگی کے ساتھہ وصول ہوتا ہے یا نہین پرانے کرایہ دار نکالے۔ نئے منتخب کرے۔ مکانون کی مرمت کا انتظام کرے محصول

وغیرہ ادا کرے اور پورے انتظام کی آپ نگرانی کرے۔ اس کام مین پوری طور پر کامیابی حاصل کرنے کے لئے قیمتون سے پوری وقفیت رکھنا اور جائداد ون کے متعلق کچھ قانونی علم ہونا ضروری ہے۔ مثلاً جائداد کے نیلام مکان اور زمین کو کرایہ پر دینا معاہدون اور اقرار نامون کی تکمیل کے متعلق وقفیت ہو۔

کرایہ پر مکان چلانے مین تعلیم یافتہ عورت مکان مین اصول حفظان صحت وغیرہ کو ملحوظ رکھکر بہت ترقی کر سکتی ہے۔ اپنے علم کی مدد سے وہ کرایہ دارون کی صحت کے متعلق تمام دیکھہ بھال رکھے گی۔ اس مین زیادہ کامیاب ہونیکے لئے کتابون اور رسالون کے ذریعہ حفظان صحت کی تعلیم ہونا ضروری ہے۔

اس کام کے شروع کرنے کے لئے زیادہ سرمایہ کی ضرورت نہین۔ اصول تجارت سے واقف ہونا اور کرایہ دارون سے اچھا برتاؤ لازمی باتین ہین۔ ہمارے یہان ایک درجن گریجویٹ عورتین ہین جو آسانی سے سب کی سب معلمون کی جگہ پر مامور نہین ہو سکتین پردہ کے ملک مین یونیورسٹی کی کامیاب شدہ عورتین اس طرف رخ کر سکتی ہین اور اپنی قابلیت کی مدد سے بہت جلد کامیابی حاصل کرین گی۔ کلکتہ مین رسم پردہ کے ہونیکی وجہ سے ایک گھٹاکی (جو ہندوؤن مین شادی مقرر کرتی ہے) نے بمقابلہ گھٹاک کے بہت ترقی کی ہے۔ اور اب جسقدر شادیان گھٹاکی کے ذریعہ ہوئی ہین گھٹاک کے ذریعہ نہین ہوئین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ مین رہکر بھی تمام درجون کی عورتون کو کام کا موقع ہے۔

(۲) زمین اور زراعت | عورتون کے لئے زراعت سے دو خاص فائدہ ہین۔

(۱) صحت جسمانی کا اچھا رہنا۔

(۲) اس کام کے اختیار کرنے سے بیوی اور مان کے فرائض کی انجام دہی مین کوئی خلل واقع نہین ہوتا۔

اور پیشون کی طرح اس مین بھی ترقی کرنے کے لئے باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہے زبانی تعلیم کے علاوہ عملی تعلیم بھی ضروری ہے اور جو اپنا بچپن گاؤن مین گذارتے ہین بہت فائدہ مین رہتے ہین بمقابلہ اُن لوگون کے جو شہر کے رہنے والے ہین۔ انگلینڈ مین زراعتی تعلیم کی مدرسے قائم ہین جہان مویشی کی پرورش۔ ڈائری کا انتظام۔ جانورون کے علاج اور زمین کے متعلق تعلیم دیجاتی ہے لیکن ایسے کالجون مین داخل ہونے سے پہلے شروع عمر ہی مین ابتدائی تعلیم کو اس ڈھنگ پر ڈالنا چاہئے کہ دل مین زراعت کا شوق پیدا ہوجائے۔ اگر لڑکیون کو کھیتون کے کام مین لگا یا جائے تو اُنکے دماغ تعلیمی مشاغل سے ہٹ جائین گے لیکن اُن کی صحت کو ایک زبردست فائدہ پہونچیگا اور اُن کو اس کام سے کوئی نقصان نہ پہونچے گا اگر شروع ہی سے لکھنے پڑہنے مین زراعت کے سبق دیے جائین تو دل مین اس کا شوق پیدا ہوجائیگا۔ انگلینڈ کے بہت سے مدرسون مین باغبانی کی تعلیم دیجاتی ہے۔ ہر لڑکی کا باغ علیحدہ ہوتا ہے اُس مین جو وہ چاہتی ہے بوتی ہے۔ سال مین ایک مرتبہ ان باغون کی نمائش ہوتی ہے اور انعامات تقسیم کئے جاتے ہین۔

ہندوستان کے ممالک متوسط مین ابتدائی مدارس نے نہایت اچھا طریقہ اختیار کیا ہے بعض اضلاعات کے مدرسون مین صرف ۸ سے ۱۱ بجے صبح تک تعلیم دیجاتی ہے تاکہ بقیہ اوقات مین لڑکے اپنے والدین کو کھیت کے کامون مین مدد دیسکین۔ نصاب تعلیم مین لکھنا پڑہنا حساب جغرافیہ (جو

گاؤن کے جغرافیہ سے شروع کیا جاتا ہے) معمولی پیمائش اور زراعت شامل ہے۔ ہر مدرسہ کے متعلق ایک باغ ہے اور کتابون کے مضمون عموماً زراعت سے تعلق رکھتے ہین۔

لڑکیون کو زراعتی تعلیم دینے کے لئے تمام ہندوستان مین ایسی ہی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہین۔

(۱) زبانی تعلیم خاص مقام کی مناسبت سے دیجائے مثلاً جہان مویشی زیادہ ہون وہان دودھ مکھن پر زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔

(۲) مدرسہ کے باغ مین ترکاریون کی کاشت کی عملی تعلیم ہونی چاہیئے۔

(۳) کام کرنے کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے تاکہ کھیتون کا کام کامیابی سے ہوسکے۔

ان عورتون کے لئے جو بڑی مالکہ اور منتظم بننا چاہتی ہین زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے کھانے پکانے اور خانہ داری کے امور کے علاوہ مالی انتظامات مین بھی خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی عورت اول درجہ کی منتظم بننا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہی کہ زراعتی تعلیم کے علاوہ وہ اصول حفظان صحت صفائی وغیرہ اور معمولی امراض کا معالجہ بھی جانتی ہو۔ حفظان صحت نہایت اہم مضمون ہے اور اس کی طرف ہندوستان مین بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ کامیابی کے لئے صفائی کا انتظام رکھنا اہم ہے۔

ڈایری کا کام نہایت کامیابی سے صرف عورتون کے ہاتھ سے ہوسکتا ہے۔ مرد کی مدد صرف زیادہ محنت کے کامون مین درکار ہوگی۔

مکھن اور گھی کا تیار کرنا۔ دودھ دوہنا اور اسکی تقسیم اور تمام انتظامات عورتین بآسانی کر سکتی ہین۔ اگر مکھن کا کام اعلےٰ پیمانہ پر چلایا جاسے تو نہایت فائدہ ہو سکتا ہے۔ ڈینمارک کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام عورتون کے لئے بالکل موزون ہے۔ یہان بکثرت تعداد عورتون کی ہی جو اس کام کو نہایت بڑے پیمانہ پر چلا رہی ہین۔

ایک محنتی ہندو عورت جو شہر سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہو مکھن گھی شہد وغیرہ کی تجارت کامیابی سے کر سکتی ہے اور تھوڑے عرصہ مین اسکا کام زبردست ترقی کر سکتا ہے۔ مسلمان عورت مرغی اور انڈے اور اضافہ کر سکتی ہے۔ کام اگر تھوڑے پیمانہ پر کیون نہ شروع کیا جاے فائدہ دیگا اور اس مین جلد ترقی ہو سکتی ہے۔

انگلینڈ مین زراعت کی تعلیم اعلےٰ پیمانہ پر دیجاتی ہے اسکی تکمیل کے بعد عورتون کی "نیشنل یونین" کے ممبر ہوجانے سے زراعت کے متعلق مضامین۔ اخبارات اور تقریرون سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملتا ہے اس جماعت کے مقاصد کو عورتون کی دوسرے "نیشنل کانگریس" (مجلس قومی) رپورٹ مین یون بیان کیا گیا ہے۔

(۱) تمام ممالک کی ان عورتون مین جو کھیتی۔ ڈائری مرغیون اور شہد کی مکھیون کی پرورش پھول اور پھل اور جنگل کے کام کرتی ہین ایک سلسلہ ربط پیدا کیا جاے۔

(۲) مفید معلومات کو شائع کیا جاے اور مختلف ممالک اور صوبون کے اصول کا مقابلہ کیا جاسے۔

(۳) مال کی نکاسی کے متعلق ضروری ہدایات بہم پہونچائی جائین ممبرانِ مین

ایک دوسرے سے مشورہ کر سکین اور اس طرح ایک ملک کا رہنے والا کسی دوسرے ملک کے رہنے والے سے فائدہ حاصل کر سکے۔

(۴) اس کام مین عورتون کو کافی مزدوری دیئے جانے کا انتظام کیا جاوے۔

مرغی خانہ کا انتظام اگر ٹھیک سے کیا جاوے تو اس سے بھی کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔ بڑے مرکزون مین مشتہر کرنا اور پھر اسناد حاصل کرنا کامیابی کے راز ہین۔ اس کام مین بھی عورتون کو وہی فائدہ حاصل ہے جو کاشت اور ڈائری کے کام مین یعنی وہ فرائض خانہ داری کو بھی انجام دے سکتی ہین۔

ترکاریون کی کاشت بھی زراعت کی ایک شاخ ہے جس پر عورتون کو توجہ کرنی چاہیے اگر زیادہ فائدہ مدنظر ہو تو باورچیخانہ کی ترکاریون کے ساتھ مرغی خانہ اور ڈائری بھی رکھی جاوے۔ چٹنیان اور مربے بھی بنائے جائین۔

ترکاریون کی کاشت کے لئے کم سے کم دو سال کی عملی تعلیم ہونی چاہیئے۔

باغبانی کا کام بھی عورتون کی نہایت دلچسپی کا باعث ہوگا اسکے لئے درختون سے واقف ہونا ضروری ہے ایک عورت جسکو باغبانی کی تعلیم دیگئی ہو کسی باغ کو ابتدا سے انتہا تک مکمل کر سکتی ہے۔

باغبانی کے ساتھ مالیونکا کام یعنی پھول توڑنے اور اُس کے گلدستے ہار اور سہرے بنانا عورتون کے لئے نہایت موزون ہے۔ اگر صرف ایک عورت اپنے ہاتھون کی مدد سے باغبانی کرے پھول اور بیج کا انتظام کرے۔ پھلون سے مربے اور چٹنیان بنائے تو زیادہ کامیابی ہوگی بمقابلہ اس کے کہ ہر کام کے لئے جداگانہ طور پر ایک ایک کام

کرنے والی ہو۔
شروع شروع مین کچھ سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔لیکن اگر کام کو تجارتی اصول پر چلایا گیا تو یقیناً بہت ترقی ہوگی۔

## سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج

# التربیۃ الاستقلالیہ

یعنی

## آزادانہ طریقہ تربیت و تعلیم

یہ ایک کتاب ہے جس مین طریقہ تربیت اولاد کی تشریح فلسفیانہ اور وعظانہ دونون طریقون سے کی گئی ہے۔ دو میان بی بی فرض کئے گئے ہین جن مین شوہر کا نام اراسم اور بی بی کا نام حیلانہ ہے نکاح کے بعد ہی بدقسمتی سے شوہر ایک سیاسی جرم مین گرفتار ہوگیا ہے اور مدتون قید رہا ہے لیکن قید ہونے سے پہلے بی بی کے پہلو مین اپنی یادگار ایک شعاع امید چھوڑ گیا ہے جس کا نام نو مہینے کے بعد امیل رکھا گیا۔ میان بی بی مین باہم لطف و محبت کے ساتھ تا زمانہ قید خط و کتابت ہوتی رہی ہے اور اُن مین دونون کی سب سے زیادہ امیل کی طریقہ تعلیم و تربیت پر مشورہ و گفتگو کی ہے۔ اس لئے (۱) خطوط مین تربیت و تعلیم کے

نہایت قیمتی اصول ملتے ہین۔ ان خطوط کا مجموعہ فرنچ زبان مین
شایع ہوا تہا کیونکہ میان بی بی دونون فرنچ تھے لیکن مصر مین
مفتی محمد عبدہ مرحوم کی کوششون سے اس کا ترجمہ التربیۃ الاستقلالیہ
کے نام سے عربی مین کیا گیا اور وہ غایت مقبول ہوا اردو
مین پوری کتاب کا ترجمہ تو مشکل اور کسی قدر غیر ضروری بہی ہی
تاہم اس کتاب مین تربیت و تعلیم کے متعلق جو مباحث ہین
اُن کو نظر انداز نہین کیا جا سکتا اس لئے ہم ان خطوط کے اور
مضامین کو حذف کر کے صرف اُن مباحث کا ترجمہ کرنا ضروری
سمجھتے ہین جن کا تعلق تربیت و تعلیم کے ساتھ ہے اس
کوشش کا پہلا نتیجہ یہ ہے جو ناظرین ظل السلطان کی
نذر کیا جاتا ہے۔

**فرائض تربیت کی اہمیت** غالبًا آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ خوشگوار زمانے مین
ہماری سب سے بڑی آرزو یہ تہی کہ خداوند تعالےٰ ہم کو ایک اولاد دے
لیکن اب یہ خیال کر کے میرا دل کانپ اُٹھتا ہے بااینہمہ مین آپ سی
اپنے حمل کو مخفی نہین رکھ سکتی چند دن کی ناگواری کے بعد مین نے
محسوس کیا کہ عزت اور مسرت کی ایک شعاع میرے غمہاے تاریک
کے سیاہ پردون پر پڑ رہی ہے اور مین آپ کی زیارت سی واپس
ہو کر تنہا اور بے رفیق و مددگار نہین رہی بلکہ مجھے محسوس ہوا کہ آپ کے
کھونے کے بعد مین نے آپ کو پا لیا۔ بے شبہہ مجھے فخر و غرور کے ساتھہ
معلوم ہوا کہ جو وجود میرے کوکہ کے ساتھہ لپٹا ہوا ہے وہ خود آپ ہی
ہین اور اُس کی حقیقت اس سے زیادہ نہین کہ وہ آپ کی زندہ تصویر ہے

آپ کے گوشت کا ٹکڑا اور آپ کے خون کا قطرہ ہے اس کے تھوڑی دیر کے
بعد مجھی معلوم ہوا کہ یہ بیقرار لہرین مجھ آپ کی زبان سے ماں اور بی بی دونوں
کی طرف سے سلام کہتی ہین۔ اس لئے مین نے دل مین کہا کہ اب مین تمہارے
نار اور ریگستانہائے گرم کو طے کر سکتی ہون اور قید خانہ قید خانہ کے قوانین اور جیلر اور
سنتری کی داروگیر کی مجھے کچھ پروا نہین ہونی چاہئے یہ لوگ مجھے گرفتار
نہین کر سکتے وہ کم از کم اُس کا باپ ہے۔ یا کم از کم یہ اُس کے جسم کا ایک
ٹکڑا ہے۔ مین اُس کو اپنے پہلو مین چھپا سکتی ہون اور مستبدین کے مظالم
سے محفوظ رکھکر اُس کو آزاد بنا سکتی ہون جس طرح شیرنی اپنے بچے کو اپنے
کھو مین چھپا کر رکھتی ہے یہ سب کچھ کہتی ہون لیکن ایک بات مجھے سخت
پریشان رکھتی ہے اور وہ یہ کہ اس بچے کی تربیت کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے
کیونکہ آپ نے بار بار اس معاملہ مین والدین کے فرائض کا ذکر ایسے بلیغ اور
موثر الفاظ مین کیا ہے کہ اُسکو سنکر میرا دل لرز لرز اُٹھتا تھا اس خیال سے کہ
شاید یہی اسی بچہ کی تربیت مقصود ہو اور اب وہ امید پوری ہونیوالی ہے اور مین اسکی پوری ہونے سے
گھبراتی ہون۔ ان فرائض کو جن کو صرف آپ ہی خوب جانتے ہین کون
ادا کریگا؟ آپ مجھسے کہتے تھے کہ اگر خدا مجھے اولاد دیگا تو مین اپنی پوری زندگی اسکی
تعلیم و تربیت پر وقف کر دونگا اور آپ نہایت شدت کے ساتھ اُس
طریقہ تربیت کی برائی بیان کرتے تھے جو موجودہ زمانے مین رائج ہے
یہ تمام باتین اب مجھے یاد نہین ہین۔ لیکن اُس وقت آپ کے خیالات
و مقاصد مجھے جسقدر خوشگوار معلوم ہوتے تھے اب اس بوجھ سے جو تنہا
مجھپر پڑنے والا ہے مین اُسی قدر پریشان ہون۔ انسانی قوانین نے
ایسی حالت مین جبکہ مجھے آپ کی ہدایت و ارشاد کی ضرورت تھی ہمارے

درمیان ایک آہنی دیوار کھڑی کر دی ہے - مین نہین جانتی کہ اس بچے کا جو کہ اپنے باپ کی توجہ و نگہداشت سے محروم ہے بڑے ہونے پر کیا حشر ہوگا؟ اور مین گیاہ ضعیف جسکو ضعف و امراض نے خشک کردیا ہے اُسکی بھلائی کے لئے کیا کرسکتی ہون۔

مراعات زمانہ حمل | اے محبوبہ! اب مجھے تمھاری محبت پر اعتماد سے اور مین تمھین دنیا کی پاک سے پاک چیز کی قسم دلاتا ہون کہ میرے پاس نہ آؤ اور مجھ سے دور بھاگو - بے شبہ آج سے مہینہ دو مہینہ بیشتر جبکہ مجھے تمھارے حمل کی خبر نہ تھی مین نہایت کھلے دل کے ساتھ تمھارے مخلصانہ جذبات کی قدر کرتا تھا اور وقتاً فوقتاً ان کو اپنے انس و تفریح کا ذریعہ پاتا تھا لیکن اب حالات مین عظیم الشان تغیر پیدا ہوگیا ہے۔ اب ہم اپنے معاملات یہان تک کہ لطف و محبت کے بھی مالک نہین ہین۔ جو چیز عام طور پر مرد اور عورت کے تقرب و اتصال کا ذریعہ ہے۔ وہ ہماری جدائی کا سبب بن گئی ہے۔ اب اُس نامکمل وجود کے لئے جسپر صحیح طریقے سے وجود کا اطلاق بھی نہین کیا جاسکتا ہمکو ان تعلقات کو خیرباد کہنا چاہیے۔ یقیناً اُس کے حقوق ہم پر عائد ہوگئے ہین اور ہم سے اُن کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ تم سے خدا کے سامنے اُن اوصاف کے متعلق سوال کیا جائیگا جنھون نے تمھین مان بننے کے قابل بنایا ہے۔

مین بحیثیت ایک طبیب اور بحیثیت ایک شوہر کے تم سے خطاب کرتا ہون کیونکہ اپنے آپ کو باپ کہتے ہوئے مجھے ڈر لگتا ہے۔ اسوقت تمھین سکون و اطمینان کی ضرورت ہے اس لئے مین تمھین نصیحت کرتا ہون کہ تم ہمارے ملک کو چھوڑ دو اور اس سرزمین سے جو ہمیشہ فتنہ و فساد کے

زلزلوں سے لرزتی رہتی ہے ہجرت کر جاؤ۔ انگلستان مین میرا ایک دوست ڈاکٹر رہتا ہے جس کی نسبت میرا حسن ظن یہ ہے کہ وہ تم کو تمام وہ طریقے بتادیگا جن کے ذریعہ سے مناسب طور پر اُس ملک مین قیام کیا جاسکتا ہی خدا کے فضل سے مین نے تھوڑا بہت جو روپیہ جمع کر دیا ہے وہ ضروریات کے لئے کافی ہوگا۔ پہلے اپنے آرام کا تمام سامان کر لو پھر جو کچھ بچے اُس کو بچے کی تربیت کے لئے محفوظ رکھو۔

مین خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہون کہ تم میرے نزدیک کبھی اس سے زیادہ معزز اور اس سے زیادہ گران قیمت نہ تھین جتنی اس وقت ہو میری گرفتاری کا کچھ رنج نہ کرو اور خوب سمجھ لو کہ ایک قیدی کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ محسوس کرے کہ اُس کی ذات بالکل ایک غیر مفید ہستی ہوگئی ہے مین اس غم کا مزا چکھ چکا ہون۔ لیکن اس وقت مجھ پر ایک نیا فرض عائد ہوگیا ہے اور کتنی ہی ذکاوتین پیدا ہوئین ہین ان کو ادا ہی کرنا چاہتا ہون۔

بچے کی صحت پر دیہات کی آب و ہوا کا اثر اس ڈاکٹر نے مجھ سے فرنچ مین نہایت روانی کے ساتھ گفتگو کی اور کہا کہ تمھارے شوہر نے یہ بہت اچھا کیا کہ تم کو اجنبی ملک مین بھیج دیا۔ انگلستان کی معتدل آب و ہوا مین تمھارے دل کو سرور حاصل ہوگا۔ لیکن مین تم کو یہ نصیحت کرتا ہون کہ تم دیہات کی صاف اور خوشگوار ہوا مین قیام اختیار کرو کیونکہ حمل کی حالت مین عظیم الشان تمدن شہرون کی سکونت ماں اور بچے دونون کے لئے ناموزون ثابت ہوتی ہے۔ لندن کے بڑے بڑے تاجرون نے دیہات کے قیام کے فوائد کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور اُس کے اسقدر شیدائی ہوگئے ہین کہ دن مین دو مرتبہ سفر کرنے اور بڑے بڑے اجتماعی فوائد کے قربان کرنے کی بھی پروا نہین کرتے۔ اس فریفتگی کا

مقصد یہ ہے کہ دیہات کے سبزہ زار اور بے نقاب آفتاب کی حرارت سے فائدہ اُٹھائین۔ وہ لوگ اس طرز معاشرت کے ذریعہ سے اپنی عورتون کو ٹھیر اور رات کے دوسرے کھیل تماشے سے بھی روک رکھتے ہین۔ دیہاتی زندگی کا فائدہ اگرچہ ہر شخص کو پہونچتا ہے لیکن بچے خصوصیت کے ساتھ اس سے متمتع ہوتے ہین کیونکہ وہ اس کھلی ہوئی فضا مین اس آزاد زندگی کی بدولت کمال صحت کے ساتھ نشو ونما پاتے ہین۔ صرف نازک مزاج فیشن ایبل عورتین اس زندگی سے گھبراتی ہین لیکن آخر اس کا کیا علاج؟ فرنقش مادرانہ کا ادا کرنا بھی تو ضروری ہے۔ جو لڑکے عظیم الشان شہرون مین پرورش پاتے ہین اُن کو غور سے دیکھو تو صاف نظر آئے گا کہ ان مین اکثر کا رنگ متغیر ہے اور اُن کے جسم لاغر ہین جس طرح وہ گھاس ہوتی ہے جو آفتاب کی حرارت سے محروم رہتی ہے۔ غالبًا تمہارا یہ خیال ہوگا کہ وہ جسقدر اپنی صحت کا نقصان کرتے ہین اُسکی تلافی عقلی ترقی سے کر لیتے ہین لیکن مین اس خیال کو کسی طرح صحیح نہین مان سکتا کیونکہ جب شہر کو مختلف لذائذ اور مختلف کامون نے بالکل خراب کر دیا ہے اُسکی فضا بچے کی فطری عقل کی نشو ونما کے لئے ہرگز موزون نہین ہے۔ بچے شہرون کی اس مصنوعی حرارت سے زمانہ شباب کے آنے سے پہلے ہی جوان ہو جاتے ہین لیکن وہ بہرحال ناقص آدمی ہوتے ہین کمال کے درجہ مطلوبہ کو نہین پہونچتے۔

**حاملہ کی محافظت** ہمارے دوست ڈاکٹر وارنگٹن نے دیہات مین رہنے کا جو مشورہ تم کو دیا ہے وہ غایت دانشمندانہ ہے کیونکہ اس وقت دیہات کا قیام تمہارے لئے شور انگیز شہرون کے قیام سے بہتر ہے۔

صرف دیہات ہی مین انسان کو فطری زندگی کی لذت دوبارہ نصیب ہو سکتی ہے اور جو روحانی صدمات تم کو برداشت کرنی پڑے ہین اُنکے بعد تمہاری قوئ کی شیرازہ بندی اسی طرح ہو سکتی ہے۔

تمہارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو تمام امراض سے محفوظ رکھو کیونکہ خدا نے جوامانت تمہاری سپردگی ہے تم اُسکی ذمہ دار اور مسئول ہو مین اس وقت جو تم سے طبی اصطلاح مین گفتگو کر رہا ہون تو اسپر حیرت و استعجاب کا اظہار نکرو کیونکہ مین نے طب کی تعلیم یون ہی نہین حاصل کی ہے بلکہ یہ دردسر اس لئے مول لیا ہے کہ اُس سے فائدہ اٹھاؤن۔ ہر بچہ جو عرصۂ حیات مین قدم رکھتا ہے وہ مرض اور ہلاکت کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ بچون کے حقیقی اور مخفی امراض کی تحقیق سے علم اب تک عاجز ہے تاہم ہم پوری طور پر یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ بچے کے اعضا کی بدنمائی پر اکثر عورت کا اثر پڑتا ہی تم کو وہ لیڈی یاد ہوگی جس کا حسن دلفریب لوگون کے لیئے فتنہ نظر تھا۔ لیکن جب اُسکو رقص وسرود کے شوق نے جا گھیرا دن بھر اس مشغلہ مین مصروف رکھا یہان تک کہ وہ زمانہ وضع حمل تک ناچتی رہی تو وہ ایک حسین لڑکی جنی جو بدقسمتی سے کوزہ پشت تھی اب جبکہ یہ معلوم ہو چکا کہ عورت کے مشاغل کا اثر بچے پر پڑتا ہے تو ہم کو یہ بھی معلوم کرلینا چاہئے کہ عورت کے انفعالات نفسانیہ کا اثر بچے کے اخلاق پر کیا پڑتا ہے ؟ ٹامس ہوب جو ایک انگریزی فلاسفر تھا وہ اپنی بزدلی کی وجہ یہ بیان کیا کرتا تھا کہ جب اسپین کی ایک غارتگر جماعت سواحل انگلستان کے تاخت و تاراج مین مصروف تھی تو اُس وقت وہ ماں کے پیٹ مین تھا اور وہ اُن خطرات سے سخت خائف رہتی تھی۔ تم نے نیگل کا ناول پڑھا ہے اس مین شاہ جیکب ثانی کس قدر

مسکین صورت مین نظر آتا ہے۔ یہان تک کہ برہنہ تلوار دیکھکر اُس کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور اُس کا چہرہ زرد پڑجاتا ہے لیکن اس مضحکہ خیز بزدلی کا سبب وہ تکلیفین اور وہ دردانگیز مصیبتین تھین جو اُس کی مان مریم اشارٹ کو حالت حمل مین پیش آئی تہین۔

موجودہ حالت مین علم جس درجہ ترقی تک پہنچ چکا ہے اُس کے لحاظ سے یہ بمشکل کہا جا سکتا ہے کہ رحم کے اعصاب کی حرکت شدیدہ کا اثر بچے پر کس قدر پڑتا ہے؟ تاہم متاثر ہونے کا شک قائم ہے اور یہ انفعالات شدیدہ اور ریاضات شاقہ وغیرہ سے مان کی احتیاط کے لئے کافی ہے

عورت قالب انسانی کا ایک سانچہ ہے جس مین وہ ڈھلتا ہے اس بنا پر اپنی صحت کی نگرانی وحفاظت اُسپر لازمی ہے اس لئے حالت حمل مین اُسپر فرض ہے کہ جسم ودماغ دونون کے لئے آرام وآسائش کا سامان بہم پہونچائے لیکن نازپروردہ عورتون مین بہت کم عورتین ایسی ہین جو ہر قسم کی لذتین۔ ہر قسم کی تفریحات اور ہر قسم کے کھیل تماشون کو چھوڑکر اچھے بچون کے پیدا کرنے کی عزت حاصل کرین بلکہ اُن کو تو یہ رونا ہے کہ جس طرح دودھ پلانے کے لئے دائیان مل جاتی ہین اُسی طرح ایسی عورتین نہین دستیاب ہوتین جو معاوضہ لیکر حالت حمل کی تکلیفین بھی اپنے اوپر برداشت کرلین اگر یہ ممکن ہوتا تو دولت مند عورتین حمل سے مدتون پہلے غریب عورتون کا پیٹ خرید لیتین کہ وہ اُن کے بچے کا مستقر بنے۔

یہ تو امرا کی عورتون کا حال ہے۔ غریب عورتون کی کیفیت یہ ہے کہ وہ معاش کے دہندون سے اس قدر فرصت نہین پاتین کہ اپنی اولاد کی خبرگیری کافی طور پر کرسکین مین نے اس قسم کی بعض عورتون کو

دیکھا کہ اُنکا زمانۂ وضع حمل اس قدر قریب آگیا ہو کہ وہ گرانبار ہو گئی ہین بایں ہمہ اُنکو ضرورت مجبور کرتی ہے کہ جاڑون کے زمانہ مین برف سے لبریز نہرون مین کپڑے دہوئین یا گاڑیون کو ڈھکیل کر چلائین یا ایسے وزنی بوجھہ اُٹھائین جنکو دیکھکر قوی سے قوی قلی بہی کانپ اُٹھتے ہین۔

جسقدر عورت ضعیف ہو گی اُسی قدر بچہ بہی ضعیف ہو گا اور نوع انسانی کی فضیلت کم ہوتی جائیگی۔ اس لئے اگر اجتماع انسانی یہ اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے کہ ایسی اولاد پیدا ہو جو زمانہ آئندہ مین قوی ترین مرد بن سکے تو اُسکی تدبیر اس کے سوا کوئی نہین کہ نہایت انصاف کے ساتھہ تمام کامون کے فوائد تقسیم کئے جائین اور عورت کا ادب و احترام کیا جاسے۔

**ابتدائی تربیت کا تعلق مان کے ساتھہ ہے**

مین جب علم طب کی تحصیل کے لئے جہازون مین بیٹھکر سیاحت کر رہا تہا تو مین نے مختلف ملکون کے انسانون کو دیکھا اور اُنکی مختلف عمرون پر غور کیا۔ اس وقت جو کچھہ مجہے یاد ہے وہ انسان کی فطرتی تربیت کے لئے ایک دستور العمل کا کام دیسکتا ہے۔

بچے کی ابتدائی تربیت مان کی خصوصیات مین داخل ہے اور تم اپنی ذہانت اور روشنضمیری کی وجہ سے اُسکی اہلیت رکہتی ہو لیکن سب سے پہلے ہمکو وہ حد متعین کر لینی چاہیئے جو ہماری کوششون کی آخری منزل ہوگی مجہے یہ بالکل معلوم نہین ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا سانچہ ہے جس مین بڑے بڑے لوگ ڈھلتے ہین اور اگر ہوتا تو وہ تربیت کے کام نہ آتا بلکہ خدا کے پاس ہوتا جس مین وہ جسکو چاہتا ڈھالتا۔ اس بنا پر اگر میرا بچہ صنف ذکور سے ہو تو اُسکی تربیت سے میرا مقصد صرف یہ ہوگا کہ وہ ایک آزاد آدمی ہو مین کسی

حالت مین یہ نہین چاہتا کہ وہ بہت بڑا آدمی ہو۔

**انگلینڈ اور فرانس کی تربیت اولاد کا مقابلہ**

مین اس شہر مین لوگون سے بالکل الگ تھلگ رہتی ہون صرف لیڈی وارنگٹن کے مکان پر جاتی ہون جہان مجھے بنیز الین یا اطراف لندن کی بعض لیڈیان مل جاتی ہین۔ ان لیڈیونکی صحبت مین جو اہم چیز مجھے نظر آتی ہے وہ اُن کا طریقہ تربیت اولاد ہے اور مین اُنکو دیکھکر فرانسنما درہی کے سیکھنے کی کوشش کرتی ہون۔

کورنوال کے باشندے اگرچہ سیکسن انگریزون کی نسل سے جیسا کہ کہا جاتا ہے نہین ہین تاہم اُن مین چند انگریزی خاندان آباد ہین اُنکے علاوہ جو لوگ ہین اُن مین بھی انگریزی اخلاق و عادات سرایت کرگئی ہین۔

انگلستان کی عورتین بچون کے بہت زیادہ ڈھانکنے توپنے کو برا سمجھتی ہین۔ اور ہمکو طعنہ دیتی ہین کہ ہملوگ لوگون کے دکھانیکے لئے اپنی بچون کو تھیلے مین رکھتے ہین۔ یہان تک کہ اگر ہمکو موقع ملے تو اُن کو دیوارون کی کھونٹیون مین لٹکادین اور اُن کی نگرانی وحفاظت سے سبکدوش ہوجائین۔ اس طعنے کا موقع اُن کو اس لئے ملا ہی کہ اُن کے بچے اپنے افعال وحرکات مین پوری آزادی سے فائدہ اُٹھاتے ہین کیونکہ وہ اُنکو فلالین کا لمبا کپڑا پہناتی ہین جن مین وہ بقدر اپنی سن وسال کی طاقت کے اپنی ذات پر پورا اعتماد رکھتی ہین۔ مجھے یہ طریقہ بہت خوش آتا ہی کیونکہ جب مین بچون کو اس حالت مین دیکھتی ہون کہ تنگ کپڑے مین اُنکا بدن جکڑا ہوا ہے تو یہ مجھی سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے بچون کے چلنے کے لئے بید کی بائیسکل اور دوسری حرکت کرنے والے جو مصنوعی آلات بنائے جاتے ہین اُنکو انگلستان کے اطباء سخت ناپسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس کے استعمال سے بچون کا سینہ بدنما

ہوجاتا ہے اور چونکہ اس کا بار تمامتر اڑیوں پر پڑتا ہی اس لئے اُنکے استعمال سے پنڈلیاں ٹیڑھی ہوجاتی ہین بلکہ ڈاکٹر وارنگٹن نے تو یہان تک مبالغہ کیا ہی کہ ابتدا ہی سے بچون کے تمام افعال کا صدور اُنکے قصد وارادہ ہی سے ہونا چاہئے اس لئے مصنوعی آلات کے ذریعہ سے اُنکے کھڑے کرنے اور چلانے پھرانے کا طریقہ ترک کردینا چاہیئے کیونکہ اس حالت مین خود بچہ کو اپنی اصلی طاقت کا اندازہ نہین ہوسکتا وہ ایسی حالت مین خیال کرتا ہے کہ مین خود چل رہا ہون حالانکہ وہ نہین چلتا بلکہ وہ آلہ چلتا ہی جسپر اُس نے اعتماد کیا ہے اور یہ ایک ایسا وہم ہے جس کا اثر اُسکے تمام اعمال زندگی سے ظاہر ہوتا ہے۔ انگلستان مین بچے چلنا پھرنا سب کچھ خود سیکھتے ہین کیونکہ اُنکو آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور ایک فرش بچھا دیا جاتا ہی جسپر وہ خود اڑھکتے پھرتے ہین یہان تک کہ اُن کے پاؤن مین کھڑے ہونیکی طاقت آجاتی ہی۔ پھر گھر کے اسباب خانہ داری کے سہارے سے وہ چند قدم اُٹھانے لگتے ہین اور جب اپنے ضعف سے لڑکھڑانے لگتے ہین تو اُن کی ماؤن کے ہاتھ اُنکو گرنے نہین دیتے۔

تربیت کا یہ ایک فطری طریقہ ہے اور وہ انگلستان سے بھی زیادہ امریکہ مین رائج ہے چنانچہ مین نے ایک موقع پر سنا کہ ایک انگریزی سیاح نے ولایات متحدہ امریکہ مین دو تین سال کے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک پل کے کنارے جس کے نیچے طوفان خیز دریا بہہ رہا ہے گھٹنون کے بل چل رہا ہے وہ اس خطرناک حالت کو دیکھکر سخت گھبراگیا اور نہایت عجلت کے ساتھ اُسکی مان کی تلاش کرنے لگا وہ دریا کے کنارے کپڑا دھوتی ہوئی اُس کو ملی اور اُس نے

نہایت گھبراہٹ سے اس واقعہ ہائلہ کو بیان کیا لیکن ماں نے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھہ صرف یہ جواب دیا کہ بچہ اپنی حفاظت کا خود خوگر ہی اور اگر مین اس کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے یہ حال پریشان جاؤن تو یہ یقیناً اُسکی عقل درہنمائی کو برباد کر دیگا چنانچہ جب اس سیاح نے اُسکا یہ مقولہ سنا تو لڑکے کی دیکھہ بھال شروع کی کہ آخر اس کا انجام کیا ہوتا ہی آخر اُسکو نظر آیا کہ خود وہ اپنی قوت بازو کی بدولت اوس خطرے سے نکل آیا۔ مجھو اگر کل دنیا ملجاے تب بھی مین اس حالت مین اپنے بچے کو دیکھنا پسند نہ کرون گی لیکن اگر اُس عورت نے اپنے بچے کو خطرے مین ڈال دیا تو اُس نے کوئی غلطی نہین کی بلکہ ہم سے زیادہ بہتر طریقہ سے فرائض مادری کو سمجھا کیونکہ بچون کی تربیت کا یہی طریقہ ہے جس کی بدولت ہمکو شمالی امریکہ کے لوگون مین استقلال اور اپنے آپ کو خطرے مین ڈالدینے کا میلان عام طور پر نظر آتا ہے انگریزی مائین عموماً بچون کے سر ڈھانکنے سے احتراز کرتی ہین اور اونکو اون سے بھری ہوی ٹوپیان نہین پہناتین اُنپر صرف یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس حالت مین بچون کے گرنے سے سر مین چوٹ آنے کا اندیشہ رہتا ہے لیکن وہ اس کا یہ جواب دیتی ہین کہ خود اُن کی نگرانی و حفاظت ان مصنوعی طریقون سے قائم مقام ہو جاتی ہی دوسرے یہ کہ لڑکا جب سمجھہ جاتا ہی کہ اُس کی حفاظت کا کوئی سامان دوسرون نے نہین کیا ہے تو وہ خود نہایت شدت کے ساتھہ اپنی حفاظت کرنے لگتا ہے اس لئے وہ بچپن ہی سے اپنی حفاظت مین استقلال کا طریقہ سیکھہ جاتا ہی اور مصنوعی احتیاطی طریقون پر اعتماد نہین کرتا اگر تم کسی

انگریزی بچے کو برہنہ سر۔ برہنہ بازو۔ برہنہ ساق دیکھو تو وہ تم کو سور ما معلوم ہو گا۔ یہی وجہ ہی کہ انگلستان سے زیادہ پر جوش خون اور اُس سے زیادہ قوی نسل کہین نہین پائی جاتی اُنکا جسم امراض سے بالکل پاک ہے اور وہ بہت کم اُن مین پائے جاتے ہین۔ اگر مین یہ کہون کہ مین نے اب تک اُن مین کوئی کوزہ پشت آدمی نہین دیکھا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ میرا خیال یہ ہے کہ نسل کا حسن وجمال خود زبان حال سے اُس آزادانہ طریقہ تربیت کی شہادت دیرہا ہے جس پر ہمارے پڑوسی انگریز کاربند ہین۔ حرکت کرنے والا جھولا جو ہمارے یہان بچون کے لئے ایک لازمی چیز ہے انگلستان مین بہت کم مستعمل ہے وہان بچون کے لیئے صرف کھٹولے ہوتے ہین جو ہاتھون سے ہلائے نہین جاتے انگریز عموماً اس طریقہ کو ناپسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس کے یہ معنی ہین کہ بچے بغیر مصنوعی ذریعہ کے گویا سو ہی نہین سکتے اس طریقہ سے وہ اس امر کے خوگر ہو جاتے ہین کہ دوسرون سے اپنے آرام کی جستجو کرین حالانکہ اپنا آرام خود اپنی ذات ہی کے ذریعہ سے تلاش کرنا چاہیئے۔ اس مصنوعی طریقہ سے بچون کی طبیعت مین جو بُرائیان پیدا ہو جاتی ہین ہم اُن کی پروا نہین کرتے بچہ اپنے سن تمیز کے پہلے فطرتاً ایسے حیلے ڈہونڈھتا رہتا ہے جو اُس کے ضعف کی حالت مین مفید ہو سکین۔ بہت سے لوگ ایسے ہین جنکے بچپن کا زمانہ گذر گیا لیکن وہ عمر بھر سونے کے لئے مصنوعی حرکت کے محتاج رہے ایسے لوگ نیند اور بیداری دونون سے الگ ایک تیسری حالت مین رہتے ہین بلکہ بعض اوقات غفلت کی حالت مین اُنکو یہ خواب نظر آتا ہے

کہ وہ ہل رہے ہین حالانکہ سزاوار یہ تھا کہ دلیری اُن کو للکارتی کہ وہ اپنی نیند سے بیدار ہون اور سرگرمی کے ساتھ میدان زندگی کے جیتنے کی کوشش کرین۔

مجھے خوف ہی کہ میری یہ گفتگو وعظ سے مشابہ ہوتی جاتی ہی۔ لیکن یہ خود میری ایجاد نہین ہے بلکہ مین نے اُسکو قریب قریب انھین الفاظ مین لیڈی وارنگٹن کی ایک دایہ سے سنا ہے جسکا قول تربیت کے بارے مین حجت قاطعہ خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ انگلستان مین سب سے پہلے عورتون کو فن تربیت ہی کی تعلیم دیجاتی ہی۔

میرے خیال مین انگلستان کے بچے ہمارے یہان کے بچون سے کم روتے ہین اور یہ میرا کوئی وہمی خیال نہین ہے کیونکہ بچون کا رونا اُس تکلیف کا نتیجہ ہوتا ہی جو عارضی طور پر اُنکے جسم کو پہونچتی ہے۔ لیکن یہان بچون کو جو آزادی حاصل ہے جو طبی تدبیرین اُنکے لئے کی گئی ہین۔ اُنکی غذا کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے وہ اُنکے لئے نہایت صحت افزا ہے۔ لیکن یہ کوئی عجیب بات نہین ہے کیونکہ جب انگریزون کو جانورون کی ترقی نسل کا خیال ہی۔ یہان تک کہ اُنکے یہان سے بہتر گھوڑے اور بہتر کتے کہین نہین پائے جاتے تو وہ انسان کی تربیت کو کیونکر نظر انداز کرسکتے ہین۔

انگریزی مائین عموماً بچون کو خود ہی دودھ پلاتی ہین۔ یہی وجہ ہی کہ مرضعہ کے جو معنے ہمارے یہان لئے جاتے ہین وہ انکے یہان مراد نہین ہوتے انکے یہان اس سے صرف وہ عورت مراد ہوتی ہی جو بچون کی تربیت کرتی ہے۔ غرض انگریزون کے یہان مرضعہ

کی دو الگ الگ قسمین ہین۔ایک تربیت کرنے والی عورتین جنکو مرضعہ خشک کہا جاتا ہی۔ دوسرے دودھ پلانے والی دائیان جنکو مرضعہ تر کا خطاب دیاگیا ہے۔لیکن دوسری قسم کی عورتین یہان ہماری یہان سے بہت کم ہین اور اُنکی طرف صرف اس مجبورانہ حالت مین رجوع کیا جاتا ہے جب مان بچے کو دودھ پلا ہی نہین سکتی بلکہ بہت سی انگریزی لیڈیان تو دایہ پر دودھ پلانے کی شیشی کو ترجیح دیتی ہین اور ہم نے اس معاملہ بین جو سہل انکاری اختیار کرلی ہے اُسپر وہ ہم کو لعنت و ملامت کرتی ہین اور اس بین وہ حق بجانب بہی ہین کیونکہ بہت سی دولتمند فرنچ لیڈیان اپنے ننھے جگر کو بدخو اور میلی کچیلی دیہاتی عورتون کے حوالے کردیتی ہین اور انکو صاف ستھرے رہنے کے لئے کسی قسم کی مدد نہین دیتین۔

انگریزون کے نزدیک صفائی بچون کی تدبیر حفظان صحت کا سنگ بنیاد ہے اور وہ عموماً تمام طبقات مین پائی جاتی ہی یہان تک کہ فقرا بہی اپنے بچون کو صبح کے وقت روزانہ غسل کرلاتے ہین۔ یہان کے اطبا عورتون کو تنگ کرتے کے پہننے سے شدت کے ساتھ روکتی ہین اور دوسرے ملکون مین بہی اس سے روکا جاتا ہے لیکن ماؤنکی کوئی نہین سنتا۔چینی عورتین تنگ جوتیون سے اپنے پاؤن کو بگاڑ ڈالتی ہین اور ہم فرنچ لیڈیان اپنے قدکو ان تنگ کرتون کے ذریعہ سے بیکار کردیتی ہین تاکہ موٹاپا نہ ظاہر ہو اور حالت حمل مین پیٹ نہ نکلنے پائے لیکن انگلش لیڈیان حالت حمل مین پیٹ نکلنے کی پروا نہین کرتین بلکہ وہ اُسپر فخر کرتی ہین چنانچہ اُن مین سے ایک نے

حاملہ عورت کو شجر بارآور سے تشبیہ دی اور کہا کہ "قبیلہ کی افزائش و تولید مین عورت کی مثال بارآور درخت کی سی ہے"

آپ کو یاد ہوگا کہ ہم لوگ گذشتہ خوشگوار زمانے مین جب سیرگاہ نوبلیر یا باغ لوکسمبرگ مین ٹہلتے تھے تو اُن بچون کو دیکھکر ہمین رنج ہوتا تھا جن کو اُن کے مان باپ نہایت آراستہ و پیراستہ کرکے لاتے تھے اور اُن کی دائیان سر سے پاؤن تک اُنھین عمدہ کپڑے پہناتی تھین جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ خود بچہ بچہ نہین معلوم ہوتا تھا اور اُس کے باہر نکالنے کا مقصد خود اُسکی سیر و تفریح نہین ہوتی تھی بلکہ وہ دوسری نگاہون کے لیئے ایک پُر لطف تماشا بنایا جاتا تھا اس لیئے جب وہ زمین کو اپنے ہاتھون سے کریدتا تھا یا ہوا مین چلنے سے اُس کے گھونگروالے بال پریشان ہوجاتے تھے تو اُس کو جھڑک دیا جاتا تھا کہ اُس نے اپنے آپ کو میلا کچیلا بنا لیا اور وقار و سکون کی روش اختیار نہین کی گویا اُس کے مان باپ کا مقصود خود اُسکی تفریح نہ تھی بلکہ اُنھون نے اُس کو دوسرون کے سامنے دیکھنے کے لئے پیش کیا تھا اس لئے اس سیر و تفریح کا مقصود اصلی یہ نہین تھا کہ سورج کی حرارت اور کھلی ہوئی فضا کی ہوا بچے کی صحت کو ترقی دے اور اس ریاضت سے اسکے اعضا نشو و نما پائین بلکہ مقصود یہ تھا کہ اُس کو ایک ایسا عجیب کھلونا بنایا جاے جو دوسری ماؤن کے عجب و غرور کو توڑ دے اس لئے جب مان کو نظر آتا تھا کہ اس کی لڑکی بیلدار ریشمی کپڑے پہنکر اکڑتی ہوئی چلتی ہے تو اپنے جی مین کہتی تھی کہ اگر فلان بی بی اسکو دیکھین تو رشک کے مارے جل جائین انگریزی لیڈیان بھی اپنے بچون کو

عمدہ کپڑے پہنا کر باہر نکالتی ہین۔ بلکہ وہ کبھی کبھی اس معاملہ مین حد اعتدال سے گذر جاتی ہین۔ لیکن یہ نمائش صرف اتوار کے دن ہوتی ہے اور جو لڑکے دیہات مین پرورش پاتے ہین اُنکو تو ہفتون باہر نکلنے کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی کیونکہ اُن کے مربی اُن کو نہایت آزادی کے ساتھ گھر کے باغ مین کھیلنے اور دھوپ مین دوڑنے پھرنے کا موقع دیتے ہین لڑکیان چھوٹی قمیص کرتیان اور لڑکے معمولی قمیص پہنتے ہین اور وہ لوگ اُن کے کھیل کود مین مداخلت نہین کرتے۔ لیکن ہم جو کہ ہر چیز کی نگرانی کرتے ہین لڑکون کی سیر و تفریح مین بھی دخل دیتے ہین اور اُن کو ایسے قواعد کا پابند بنا دیتے ہین جن کے دائرے کے آگے وہ قدم نہین بڑھا سکتے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ایک روز ہم لوگ ایک لیڈی کے گھر مین بیٹھے ہوے تھے کہ اُنکا بڑا لڑکا جس کا سن چار پانچ سال کا تھا آیا اور اپنی ماں سے پوچھا کہ "اماں مین دل بہلانے کے لئے کیا کرون" مین اُس حیرت اور تمسخر انگیز ہنسی کو نہین بھولتی جو اس سوال کو سنکر ہم پر طاری ہوئی حالانکہ اس بچے کے لئے بیش قرار تنخواہ پر ایک دایہ ملازم تھی جسکی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی خدمت سے سخت نالان ہے

بعض انگریزی خاندانون مین بھی دائیان ہین۔ لیکن وہ اس طرح اپنی اس چھوٹی رعایا پر حکومت کرتی ہین جس طرح ملکہ انگلستان اپنی رعایا پر فرمانروا ہین یعنی انکو بچے کے کھیل کود اور سیر و تفریح کرانیکا پورا حق حاصل ہے۔ ہمارے پڑوسی انگریز بچون کے کھیل کود کی آزادی پر نہایت معقول دلائل پیش کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اگر بڑے لوگ

بچون کے کھیل کود مین شریک ہو جائین تو وہ بچون سے زیادہ خود اپنے لطف و مسرت کا لحاظ رکھین گے اور بچون کے فطری ذوق کا بہت کم خیال کرین گے اس لئے وہ بچون کے حقوق سے غفلت کرین گے اور یہ اس قدر نازک حقوق ہین کہ اگر وہ غصب کر لئے جائین تو خود صاحب حق مین اتنی طاقت نہین کہ اُنکا مطالبہ کر سکے انکے پاس اس سے بھی زیادہ قوی ایک دلیل ہے اور وہ یہ کہ اگر لڑکون کا اختیارات سلب کر لئے جائین تو وہ اُنکی ایجاد و اختراع اور شوق عمل کی روح کو فنا کر دیگا اس لئے ہم اُنکے ذوق فطری کو مٹا کر اپنے ذوق کو اُسکا قائم مقام بنائین گے لیکن کیا اُن کی فطرت کی تربیت اس طریقہ سے ممکن ہے؟ اگر لڑکا چست چالاک، اور تندرست ہے تو وہ آسانی کے ساتھ اپنی آزادانہ سیر و تفریح کا خود راستہ نکال سکتا ہے اس لئے اگر وہ اس روش پر قائم رہا تو کھیل کود مین دوسرون کا تابع نہین ہو سکتا۔ یہ لڑکون کے عدم استقلال ہی کا نتیجہ تھا کہ قدیم زمانہ کے امرا و سلاطین مسخرون کو اس غرض سے ملازم رکھتے تھے کہ جب وہ افسردہ خاطر ہون تو اُنکو ہنسائین۔

جو شخص کسی انگریزی گھر مین داخل ہو گا بالخصوص ایسا شخص جو میری طرح ہمیشہ فرنچ خیالات سے متاثر ہوتا رہتا ہے اُسپر اول نظر مین یہ ظاہر ہو جائیگا کہ اس گھر کے لوگون مین جو تعلقات ہین اُن مین سکون و وقار کی شان پائی جاتی ہے ماں باپ ان کو وہ دیکھیگا کہ ہم سے بہت کم لڑکون کے ساتھ تملق و تلطف کرتے ہین اسی طرح بچے بھی جنبیون کے ساتھ بہت کم میل جول اور اُنس و محبت کا اظہار کرتے ہین۔ مجھسے ایک نہایت قابل عزت دائی نے کہا کہ "انگریز بچون کے ساتھ بہت زیادہ ملاطفت کے اظہار سے احتراز کرتے ہین تاکہ

نو خیالات اُن پر قابو نہ پا جائین" لیکن ہماری یہان بچہ اور عورت دونون کا معاملہ ایک ہی اور دونون سی یہ خواہش کی جاتی ہی کہ وہ ضرورت سی زیادہ محبت کرے جس کا نتیجہ یہ ہی کہ ہماری یہان عشوہ پرداز عورتین اور آوارہ خو بچے پیدا ہوتے ہین محبت بی شبہہ محبت پیدا کرتی ہی لیکن خوشامد اور فریب النسان مین خودبینی اور خود غرضی کا مادہ پیدا کرتی ہین۔ اس لئی جن بچے کے ساتھہ وہی سلوک کیا جائیگا جو بادشاہون کے ساتھہ کیا جاتا تو اُس کے دل مین چند برسون کے بعد یہ خیال جاگزین ہو جائیگا کہ تمام دنیا اُسکی فرمانبردار ہے اور وہ کسی کا اطاعت گذار نہین

عبدالسلام (ندوی)
شبلی منزل اعظم گڈہ

## ہندو زنانہ یونیورسٹی پونہ

ہم نے ظل السلطان کی چند اشاعتون مین پروفیسر کاروی کی اُس اولوالعزمی اور اس کی نتائج کا تذکرہ کیا ہی جو ہندو زنانہ یونیورسٹی کی شکل مین اب پبلک کے سامنے موجود ہی۔ دسمبر ۱۹۱۵ء مین پروفیسر کاروے نے اس یونیورسٹی کی ضرورت کو ہندو قوم کے سامنے پیش کیا اور ۱۹۱۶ء مین بمقام پونہ اس کی بنیاد قائم ہو گئی اور عملی طور پر کام شروع ہو گیا۔

کارکن کمیٹی نے اس کے متعلق جو رپورٹ تیار کی ہی اُس مین اس تجویز کو پیش کرنے اور اس کو عملی صورت کے لانے کے دوران مین جو جو مشکلات پیش آئین اور جس طرح اُنکو حل کیا گیا اور جو جو امدادین حاصل ہوئین سبکو بیان کیا ہی۔

جبکہ عورتون کی لئی علحدہ یونیورسٹی بنانے کا خیال پبلک مین پیش کیا گیا

تو بعض اشخاص کے نزدیک یہ خیال بالکل محال معلوم ہوتا تھا اور بعض کو ایسی تجاویز کے عملی صورت مین آنے پر شک تھا لیکن اس قسم کی مخالف نکتہ چینیان اور شکوک نے ہندو وڈوز ہوم ایسوسی ایشن (انجمن بیوگان ہنود) کو مایوس نہین کیا۔ ایسوسی ایشن نے اس خیال کو عملی شکل مین لانے کا ارادہ کر لیا تھا اور ایک عارضی کمیٹی بھی مقرر کی تاکہ ابتدائی کام شروع کر دی اور اس مثل کو پیش نظر رکھی الدنو یا جسوقت بیٹھا جاے اس وقت گرم ہو ناچاہئے۔ ابتدائی کمیتی کے ممبر نہایت جوشیلے کام کرنے والے تھے جنھون نے اپنی تمام قوتین اس کام مین صرف کین کمیٹی کے سامنے یکے بعد دیگرے جو مشکلین آتی گئین فوراً انکا تدارک کیا گیا اور پھر ایک قدم کے بعد دوسرا آگے بڑھایا گیا۔

اول یہ خیال تھا کہ اگر ۲۰۰ گریجویٹ یونیورسٹی کی انتخابی کمیٹی مین داخل ہو گئی تو پھر مایوسی کی کوئی وجہ نہ ہوگی "ہندو وڈوز ہوم" کی چار ممبر کام کرنے کی لئی فوراً آمادہ ہو گئی اور مختلف مقامون پر دورے کے لئی روانہ ہوے۔

پروفیسر کاروے نے مدراس۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ پنجاب۔ بمبئی اور ان صوبون کے بڑے بڑے شہرون مین دورہ کیا۔ مس کرشنا بائی ٹھاکر نے بمبئی اور اس کے قرب و جوار۔ اندور۔ دیواس اور گونڈل مین کام کیا۔ مسنر وینو بائی برار اور ناگپور مین گئین اور مسنر پارسی بائی فزدہار وار اور بیجاپور وغیرہ مین گشت کیا اس کا نہایت حوصلہ افزا نتیجہ نکلا ہے ۱۳۷۔ آدمی اس کمیٹی کے ممبر ہوے اور ۴۲۳ روپیہ ۱۹۱۶ء مین ۸۰۰۱ روپیہ تک چندہ کا روپیہ وصول ہوا اور ۹۵ آدمی کمیٹی کی مختلف جماعتون مین چندہ ادا کرنے کے بعد شامل ہوئی اور اسی طرح یونیورسٹی کی کام کرنے والی جماعتین مرتب کی گئین۔

یونیورسٹی کی سینیٹ مین جسکی ذمہ واری اور جس کا اختیارات بہت بڑے

ہوتے ہین ہر طبقہ اور ہر صوبے کے آدمی منتخب ہوے اور اُن منتخب
ممبرون مین چند نہایت قابل عورتین بھی انتخاب کی گئین فیلوز کی جماعت
مین چھ پرنسپل سولہ پروفیسر چار ہیڈ ماسٹر ۲ ڈاکٹر تین وکیل چھ ممبران کونسل
اور سولہ دوسرے اشخاص ہین۔ عارضی کمیٹی ترتیب نصاب کے لئے مقرر ہوئی اور
اس عارضی کمیٹی نے اپنا کام شروع کر دیا۔ نصاب مرتب ہو گیا اور ۳ جون سنہ ۱۹۱۶ء
کو سینیٹ کا پہلا جلسہ فرگوسن کالج مین منعقد ہوا اور اس طرح اس یونیورسٹی کی
باضابطہ ابتدا ہو گئی گویا چھ مہینہ مین ایک زندہ قوم نے وہ یونیورسٹی قائم کر لی جو
ہر یونیورسٹی سے ضروری اور آزاد ہے۔ پہلا اجلاس سر آر۔ جی بھنڈارکر کی صدارت
مین ہوا اور دوا اجلاس (مشہور و معروف) پرنسپل آنریبل پرانجپے کی صدارت مین ہوے
جو اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہین۔ پہلے اجلاس مین ایک اور جماعت سنڈیکیٹ
قائم کی گئی اور اُس کو اختیارات دیے گئے کہ وہ سنہ ۱۷-۱۹۱۶ء مین داخلہ کا امتحان لے
اور قواعد و ضوابط مکمل کر کے سینیٹ کے جلسے مین پیش کرے

پہلا امتحان جو ہوا اُس مین پانچ عورتین کامیاب ہوئین اور یہ
یونیورسٹی کالج ان پانچ طالب علمون سے جو فرسٹ ایر (سال اول) مین داخل ہوئی
تھین جاری ہو گیا۔ کل کمیٹیان سرگرمی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہین اور جس وقت
کہ یہ مضمون لکھا جا رہا ہے ان کمیٹیون نے بہت سے مراحل طے کر لیے ہونگے۔

رپورٹ مین یہ امر بھی بیان کیا گیا ہے کہ پروفیسر کاروے نے یونیورسٹی کے حامیون
کا دائرہ وسیع کرنے مین جو کوشش کی اور پبلک مین جو مقبولیت حاصل ہوئی موجودہ
زمانے کی مشکلات اور تعلیم نسوان کے متعلق پھیلی ہوئی بے پروائی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت
ہمت افزا ہے۔

رپورٹ مین بڑے پُر زور لفظون مین یہ درج ہے کہ یونیورسٹی کے بانی اس مشکل کام

کو انجام دینے کے لئے روپیہ کی ضرورت کو اچھی طرح محسوس کرتے تھے لیکن اُن کے نزدیک کام شروع کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت پہلی شرط نہ تھی ایسی تحریک کے لئے جیسی تعلیم نسوان ہے اور جس مین ہمدردی کرنے والون اور کام کرنے والون کی راؤن مین ایک اختلاف تھا اور دس بارہ لاکھ روپیہ کے انتظار مین ٹھیرنا صرف ناموزون بلکہ خودکشی تھا ایسی حالات مین انتظار کرنا ایک فضول امر تھا انھون نے نہایت مستقل ارادے سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کام شروع کیا اور ایسی حالت مین جبکہ تحویل مین ایک بھی روپیہ نہ تھا لیکن اُن کو تعلیم یافتہ اشخاص پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرورت کے وقت ہاتھ نہ روکین گے اور آخری دس مہینون مین معلوم ہو گیا کہ یہ اعتبار بیکار نہ تھا اور قبل اس کے کہ سنہ ۱۹۱۲ء ختم ہو دس ہزار روپیہ سالانہ کے وعدے تھے اور رقم موعودہ کی تعداد پچاس ہزار تک پہونچگئی تھی ان دونون ذرائع سے جو رقم اس سال وصول ہوئی وہ یونیورسٹی کے لئے کافی تھی اور تین ہزار تین سو روپیہ کا موجودہ خرچ منہا کر کے تین ہزار کی مستقل آمدنی ساڑہے تین فیصدی کے حساب سے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ کی شکل مین ہو گئی۔

یہ ہین ایک زندہ قوم کے کارنامے جسکو دنیا مین رہنا۔ پھولنا پھلنا اور زندگی کو عزت کے ساتھ گزارنا مقصود ہے مسلمان تعلیم نسوان مین اسی طرح پیچھے ہین جس طرح کہ اُنیسوین صدی کے اختتام اور بیسوین صدی کے آغاز مین تھے۔ مگر ہندو ایک تجویز سوچتے ہین اُس پر غور و بحث کرتے ہین اور پھر عملی شکل مین لے آتے ہین۔ ہمارے ہان بھی تجاویز سوچی جاتی ہین مگر اُن کا عمل صرف کاغذ ہی پر محدود رہتا ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء مین ہم نے بھی دارالخلافہ علی گڈھ مین ایک اسکول کی بنیاد ڈالی اور یہ تجویز سوچی کہ اس اسکول سے اُستانیان تیار کر کے تمام ملک مین تعلیم نسوان کی اشاعت کرین۔ روپیہ بھی ہاتھ مین آیا فیاض معطیون اور

حامیان تعلیم نسواں نے حوصلہ افزائی بھی کی گورنمنٹ نے اعانت کا ہاتھ بڑھایا شاباش آفرین کی زمین دلوائی۔ روپیہ دیا مگر ابھی تک ہندوؤں کے ایک معمولی سے معمولی اسکول کے مقابلے مین بھی ہم کوئی کارنمایاں نہ دکھا سکے

پانچہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہی ہماری سالانہ آمدنی ہو لیکن ہمارے مدرسے مین سو لڑکیاں بھی نہین جن کی تعلیم پر یہ روپیہ صرف ہوتا ہو۔ ہماری قوم مین پروفیسر وکیل۔ اڈیٹر کونسلون کے ممبر سب ہی قسم کے تعلیم یافتہ اشخاص موجود ہین اور خود دارالخلافتہ مین ان سب کا اچھا مجمع ہے اور ایسا کہ اگر کام کیا جاے تو اُس مین بیرونی امداد کی کچھ ضرورت ہی نہ ہو مگر کسی کو توجہ نہین اور کام کرے بھی تو کون کرے ہم سے کسی مین قوت عمل ہی نہین۔

وہان چھ مہینہ مین یونیورسٹی کا تخیل عملی صورت اختیار کرلیتا ہو۔ روپیہ فراہم ہوجاتا ہو۔ ممبر اور عہدہ دار کام کی حالت کو کہین سے کہین پہونچا دیتے ہین مگر ہمارے یہان جب اس مشہور روزگار مسلم گرلز اسکول علیگڈھ کو ٹرننگ اسکول بنانے کے متعلق احتجاج کیا جاتا ہے اور اُس کے سکریٹری و جائنٹ سکریٹری سے جواب طلب کئے جاتے ہین اُن کے وعدے یا دولا کر اعتراضات کی بوچھار ہوتی ہے تو اُس مجمع تعلیمی مین جو کالج کے اسٹریچی ہال مین ۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو منعقد تھا تو چھ مہینہ کی طویل مدت اس امر کے لئے معین کی جاتی ہے کہ ایک کمیٹی جس کے ممبر مشرق و مغرب اور جنوب و شمال مین علیگڈھ سے سینکڑون میل کے فاصلہ پر رہتے ہون جون مین حاضر ہوکر غور کرین اور پھر کوئی شکل ٹرننگ اسکول کی قرار دیجاے فقط

اڈیٹر

# دنیائے اسلام مین بچون کی حالت

سیسل۔ ایم۔ سویمر جرمن کے ایک مشرقی فاضل ہین اور مشرقی زبانون کا بھی علم رکھتے ہین۔ ان کی تمام تر قابلیتین اور کوششین اشاعت دین عیسوی اور مشن کی تقویت کے لئے مبذول رہتی ہین اور انکے خاندان کی کئی عورتین ان کی حامی اور قوت بازو ہین۔

ان کی تمام تصانیف کا یہ مقصد ہوا کرتا ہے کہ وہ اشخاص جن کو کہ مشن کی تبلیغ سے تعلق ہوتا ہے۔ انکو دیکھین اور ان سے نتائج اخذ کرین تاکہ تبلیغ کیلئے اصول معین کر سکین اور اس طرح اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے ایک صحیح راستہ خود تیار کر سکین۔

انہون نے مسلمانون کے متعلق کئی کتابین تصنیف کی ہین اور یہ کتابین حالات موجودہ کے مشاہدہ سوشل حالت کی خرابی اور عموماً اسلام کی غلط روایات اور موضوع احادیث کی بنا پر ہین۔ اور جہان کہین انہون نے مسلمانون کی زبون حالت دکھائی ہے وہان انہین روایات و احادیث کو عین مذہب سمجھ کر اسکا باعث قرار دیا ہے لیکن جیسا کہ عموماً قاعدہ ہے اور انجیل کی مشہور آیت ہے کہ تجھکو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہین آتا لیکن دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے" ڈاکٹر صاحب موصوف بھی اسی کے مصداق ہین جن غیر محقق روایات اور موضوع احادیث کی بنا پر وہ مذہب اسلام کو بدنام اور مسلمانون کی تباہی کا باعث سمجھتے ہین اوسی قسم کی بلکہ اس سے بہت زیادہ بدتر روایتین اناجیل مقدس مین موجود ہین

پھر باوجود ایسے فضائل علمی اور اُس دعوی تہذیب واخلاق کے جو عموماً علمائے یورپ کو ہے وہ اکابر اسلام پر حتیٰ کہ ذات مقدس خاتم النبیین پر نہایت قابل افسوس مطاعن کرتے ہین اور ایسے وجود اقدس کی نسبت جس پر دنیا کا اتنا بڑا حصہ نہایت گہرا عقیدہ رکھتا ہے ایسے الفاظ سے جو قطعاً دائرہ تہذیب سے خارج ہوتے ہین یاد کرنے سے دریغ نہین کیا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہین ہو سکتا کہ حالات کا کچھ حصہ گو غلط فہمیوں پر منحصر ہو نہین بہت زیادہ حصہ خود مسلمانون کی موجودہ حالت، اُن کی جہالت، غیر مشروع رسم ورواج اور توہمات اور جاہلانہ عقائد کی بنا پر ہے اور اس طرح گویا مسلمان خود ہی اپنے ہاتھون سے اپنی توہین کرتے ہین۔ یہ حالت کسی ایک ملک کے لئے مخصوص نہین ہے بلکہ ہر ملک مین جہان مسلمانون کی آبادی ہے اسی قسم کی حالت ہے

اس حالت کی بہت زیادہ ذمہ داری خواتین اسلام پر ہے اور یہ تمام تر نتائج انہین کی بے علمی اور جہالت سے مترتب ہوتے ہین مین ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب "چائلڈ ہڈ ان دی مسلم ورلڈ" (مسلمان دنیا کا بچپن) سے مسلمان بچون کے حالات کا کچھ اقتباس ناظرین ظل السلطان کے لئے پیش کرتا ہون۔

مین نے اس اقتباس مین اُن دل آزار اور دلدوز فقرون کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے اور ناممکن ہے کہ کسی مسلمان کے قلم سے ایسے الفاظ خواہ وہ نقل کفر ہی کیون نہ ہون صفحہ کاغذ پر نقل ہو سکین مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ اقتباس جن خواتین کی نظر سے گذرے گا وہ ضرور اس سے متاثر ہون گی اور اُن برائیون کی

اصلاح کرینگی جو حقیقی برائیان ہین اور اگرچہ وہ دوسرے ملکون
مین کوئی اصلاح نہین کرسکتین لیکن کم سے کم اپنے خواہران و فرزندان
ملت کو اپنی دعاؤن مین یاد کرلیا کرینگی فقط

(۱)

آیندہ ابواب مین جو واقعات جمع کئے گئے ہین اگر ان کو غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ دنیائے اسلام کی کیفیت حالات بچپن مین سب سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ تمام دنیا کے بچون کا آٹھوان حصہ ممالک اسلام مین ہلال کے سایہ مین رہتا ہے۔

دنیا کا کوئی مذہب اپنے بچون کو اسقدر جلد مذہبی تعلیم اور اسقدر کم اخلاقی تعلیم نہین دیتا جیسا کہ اسلام ان تمام بچون کے لئے رسول اللہ صلعم ایک نمونہ اور ذریعہ نجات ہوتے ہین اور قرآن مجید سے خدا کی مرضی اور احکام معلوم ہوتے ہین۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق دنیا مین ۱۵ سال سے کم عمر بچون کی تعداد فی ہزار ۴۰۰ ہے چونکہ یہ تخمینہ یورپ کے اعداد و شمار کی بنیاد پر ہے اسلئے یہ اوسط بہ نسبت مشرقی ممالک کے کم ہے۔ جہان عموماً خاندان بڑے ہوتے ہین اور شادی جلدی کردی جاتی ہے۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس کی پچھلی مردم شماری کے مطابق ۱۵ سال سے کم عمر کے بچون کی تعداد کل آبادی مین تقریباً ۳۲ فیصدی ہے اور حالانکہ اسلامی دنیا مین بچپن اتنی دیر تک قایم نہین رہتا جتنا کہ مغربی ممالک مین کیونکہ وہان مادری و پدری فرائض بہت جلد عائد ہو جاتے ہین مگر تاہم ۴۰ فیصدی کم از کم تخمینہ ہے۔ اس حساب سے مسلمان بچون کی کل آبادی ۸ کروڑ سے زیادہ ہوتی ہے یونائیٹڈ اسٹیٹس مین جتنی بچون کی

تعداد ہے اُتنی ہی ہندوستان اور ایران مین ملاکر ہے۔ لیکن وہان ہم دیکھتے ہین کہ بچون کے لئے عام اور جبریہ تعلیم کا انتظام ہے۔ اور اُن کے لئے بڑی بڑی رقمین صرف کی جاتی ہین اور برخلاف اس کے ہندوستان مین ۹۶½ فیصدی نوجوان مسلمان جاہل ہین اور بچون کے لئے کوئی خاص انتظام نہین۔ افریقہ مین تمام بچون مین ایک تہائی مسلمان ہین جو عموماً گلے مین تعویذ گنڈے پہنتے ہین اور اکثر صرف یہی اُنکا لباس ہوتا ہے۔

وسط ایشیا مین تین بڑے مذاہب پائے جاتے ہین جن مین سے ہر ایک، ایک عرصہ تک فوقیت لے گیا ہے اور حالانکہ بدھ اور عیسوی مذاہب کے چند پیرو اب بھی وہان پائے جاتے ہین لیکن سوائے تبت کے اور تمام حصۂ ملک اسلام کے زیر اثر ہے۔ اس جگہ کی سوشل زندگی علم و ہنر، عمارتین، روزمرہ کی گفتگو آداب غرض ہر چیز پر اسلام کا اثر باقی ہے۔

دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہین جہان مسلمانون کی آبادی نہ ہو مسلمان تمام ممالک مین پائے جاتے ہین اور بہت سی مختلف زبانین جانتے ہین اُن کی مذہبی کتاب کا بھی مختلف زبانون مین ترجمہ ہوا ہے۔ لیکن عموماً عربی ہی مین پڑھتے ہین اور بہت کم ایسی تعداد ہے جو اس کو سمجھ کر پڑھ سکتی ہو انجیل کا بھی ان تمام زبانون مین ترجمہ ہو چکا ہے جو اسلامی ممالک مین رائج ہین مگر یہ جتا دینا ضروری ہے کہ ان ممالک مین یعنی مسلم بچین کی دنیا مین مشن کا کام یا تو بالکل نہین یا اگر ہوا ہے تو بہت ہی کم۔ مس وان سمیر نے جو کچھ سمرقند سے لکھا ہے کتنا افسوسناک ہے وہ لکھتی ہین۔

"مین یہان کے بچون کی تعداد، تعلیمی حالت اور فوقی پیدائش کے متعلق معلومات حاصل کرون گی لیکن فی الحال یہان کے مذہبی کام کے متعلق

کوئی اطلاع نہین ہوسکتی کیونکہ باوجود اس کے کہ یہان ایک کثیر تعداد مسلمان بچون کی ہے کسی وقت مین اور کسی جگہ اُن مین سے کسی ایک کا بھی مذہب عیسوی سے سامنا نہین ہوتا"۔

بعینہ یہی حالت چینی ترکستان، افغانستان۔ وسطی و غربی عرب ایران و بلوچستان وغیرہ کی ہے۔ غرض جن مقامات پر عیسوی مذہب کا اس وقت کوئی اثر نہین پہونچا وہان کے بچون کی تعداد ۴ کروڑ سے کسی طرح کم نہین۔

مشنری حقوق کے علاوہ یورپین سلطنتون کا اخلاقی فرض بھی ہو کہ اُن ممالک مین جو اُن کے زیر اثر ہین اگر مذہبی نہین تو بچون کی اخلاقی اور دماغی ترقی مین کوشش کرین۔

امریکہ کے ذمہ جن مشنون کا بار ہے اُن مین سے جس کو بہت سے زیادہ مشکلات پیش آتی ہین وہ جزائر فلپائن کا جزیرہ موروس ہے۔ اُن کی تعداد ڈھائی لاکھ سے زائد ہے۔ اور وہ سب مسلمان ہین ان لوگون کو سوشل۔ اخلاقی۔ دماغی۔ روحانی۔ غرض ہر قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ لیکن امریکن گورنمنٹ اب تک یہان کامیابی حاصل نہین کرسکی گو یہ لوگ جاہل اور وحشی ہین۔ لیکن اپنے ہمسایہ جزائر کے باشندون مین جسمانی اور دماغی حیثیت سے ممتاز ہین۔ اسلام نے یہان تہذیب پھیلائی ہے اور علم و ہنر سکھا کر دوسرے ملکون سے تعلقات پیدا کرنا سکھایا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ان تمام مقبوضات مین مسلمان بچون کی تعلیم کے مسئلہ کا انحصار گورنمنٹ پر ہے۔ گریٹ برٹن۔ فرانس۔ جرمنی وغیرہ نے

سپنے تمام مقبوضات مین اقتصادی ترقی کی ہی اور اس طرح بہت رکاوٹون
دور کر دیا۔ مسلمانون کو مغربی تعلیم حاصل کرنے کی خاص کر ترغیب دی ہی
راس طرح مشن کے کام مین بہت سہولتین پیدا ہو گئی ہین لیکن مشرقی افریقہ
ر نائجیریا مین گورنمنٹ انگریزی نے اسلام کے پھیلنے مین ایک حد تک مدد
ی ہے چنانچہ ڈاکٹر کلیر ٹسڈل وہان کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے۔
"گورنمنٹ برٹش مشرقی افریقہ مین مشن کے کام مین رکاوٹین پیدا کرتی ہی
ر باوجود اس کے کہ ایک وفد مشنریون کا اس لئے گورنمنٹ کے پاس
حاضر ہوا کہ وہ اُن مقاصد مین غیر جانبدار رہے اور اُن کو مشن کا کام
رنے دے گورنمنٹ نے یہان تک کیا ہی کہ عربون اور سہیلیون کے لئے
یے مدرسے خود جاری کئے ہین اور جاری کرنے مین مدد دی ہے جنمین عیسوی
ہب کی تعلیم نہین ہو سکتی لیکن ہم کو ایسی امید کرنے کے اسباب ہین کہ یہ ابلہانہ
ر نالائق پالسی جلد تبدیل ہو جائیگی"

یہی صاحب نائجیریا کے متعلق لکھتے ہین کہ:-

"وہ ہماری گورنمنٹ عیسائیت کے مقابلہ مین اسلام کی طرفداری
تی ہی اور مشن کے ساتھہ ایسی سلوک کرتی ہے جیسا کہ اسلامی سلطنت ایران
ن کرنیکی جرأت نہین کر سکتی وہان کے مدرسون مین صرف قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے
ر ملک مین اسلامی شرع (قوانین) رائج کی جارہی ہے - یہ ایک معمولی نہین
بلکہ سخت گناہ ہے"

چونکہ مسلمانون مین بچپن کا زمانہ بہت تھوڑا ہوتا ہی اس لئے گورنمنٹ
فرض ہی کہ جلد سے جلد اس طرف توجہ کرے اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہی
مشن کے کام مین سہولت ہو اور وہ اُن کو مذہبی عیسوی کی روشنی دکھا کر

تعر ذلت سے بچا سکیں"۔

زمانہ بچپن کے مختصر ہونے کی وجہ یہ ہو کہ گیارہ بارہ برس کی عمر میں اور بعض وقت اس سے بھی پہلے لڑکیوں کو پردے میں بٹھا دیا جاتا ہے مصر اور ٹرکی میں عموماً ۱۵۔۱۶ سال کی عمر میں لڑکے اور لڑکیوں کی شادی ہو جاتی ہے۔ پنجاب کے متعلق ایک شخص لکھتا ہے کہ کم سن لڑکیاں اکثر درمیانی عمر یا اس سے بھی زیادہ عمر والے کے ساتھ بیاہ دیجاتی ہیں۔ مصر کے متعلق ایک شخص لکھتا ہے۔ ایک لڑکی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو اُس وقت جانا جب کہ ایک کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور میری ماں نے اشارہ کر کے بتایا۔ لڑکیوں سے لڑکپن کی خوشی اور بے فکر زندگی چھین لی جاتی ہے اور قبل اس کے کہ وہ اس قابل ہوں مادری فرائض کا بار ڈال دیا جاتا ہے۔

(۲)

مصنف کتاب نے یہ دکھا کر کہ جس آب وہوا میں ایک چیز نشو و نما پاتی ہو اُسپر ویسا ہی اثر ہوتا ہے یہ ظاہر کیا ہو کہ چونکہ اسلام عرب جیسے گرم و خشک اور بنجر ملک میں پیدا ہوا اس لئے مسلمانوں میں وہ تمام عیوب موجود ہیں جو اس آب وہوا کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان مختلف ممالک میں رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ہر حیثیت سے اختلاف رکھتے ہیں مگر ان سب میں ایک پوشیدہ اتحاد اور خصوصیت پائی جاتی ہے جو اُس آب وہوا کا اثر ہو جہاں اسلام پیدا ہوا۔ ایک عیسائی پادری نے جو کچھ بلوچستان کے متعلق لکھا ہے وہی عرب اور جنوبی ایران کی حالت ہو۔ وہ کہتا ہے کہ:-

"ان لوگون کی ایک بڑی تعداد خانہ بدوشون کی طرح زندگی بسر کرتی ہے
موسم کے لحاظ سے کبھی میدان اور کبھی پہاڑی پر رہتی ہے۔ اُن کی دولت مین
اونٹ، بھیڑ، بکریان۔ گدہے اور گھوڑے ہوتے ہین جب وہ ایک جگہ سے
دوسری جگہ جاتے ہین تو ذرہ بولنے قابل دید ہوتا ہے جہان سے اُنکا قافلہ
گزرتا ہے۔ بھیڑ کے اُون کا کمبل تین لکڑیون پر تانکر وہ اپنا خیمہ بناتے ہین
اور اُن کے پاس سوائے چند کمبلون، برتنون، چکی اور ایک تلوار یا بندوق
کے کوئی اثاثہ نہین ہوتا"

ایسی حالت مین یہ ظاہر ہے کہ عموماً سب مرد اور عورتین جاہل اور
وہم پرست ہوتی ہین اور ان سختیون کو صرف وہی جہیل سکتی ہین جنکی جسمانی حالت
مضبوط اور اچھی ہو۔ دنیا کے کسی حصہ مین بچون کی اس قدر بے قدری نہین ہوتی
جتنی کہ ان بدوٴن مین کیونکہ ماؤن کو اس قدر افکار اور کام ہوتے ہین کہ
بچے کی دیکھ بھال کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔ بحر احمر کے ساحل کے
متعلق ایک دوسرا شخص لکھتا ہے:۔

"عورتون کو علاوہ کھانا پکانے بچون کی پرورش اور جانورون کی
دیکھ بھال کے اور بہت سے کام کرنے ہوتے ہین مثلاً چٹائیان اور
کمبل وغیرہ بنانا۔ گھریلو آرام و آسائش کی شہرون اور گاؤن مین بھی یہی
حالت ہے جو کہ ان خانہ بدوشون کے یہان دیہات کے مکانون مین
روشنی صرف دیوار کے سوراخون مین سے آتی ہے اور اُن کا فرنیچر صرف
پلنگ اور کھانے کا برتن ہوتا ہے۔ دیہات مین ہر جگہ غلیظ، میلہ اور کوڑا
کرکٹ پڑا رہتا ہے مکان اس قدر چھوٹے ہوتے ہین کہ تنہائی ناممکن ہوتی
ہے۔ موسم سرما مین بچے اندرون مکان ایک ہی جگہ کھچا کھچ بھرے رہتے ہین

یا زمین پر پڑے رہتے ہین۔ اور اُن پر مکھیان بھنکا کرتی ہین۔ بچے ہی ٹوکرون مین گوبر اکھٹا کرتے ہین جن سے اُپلے بنائے جاتے ہین جو مکان کی دیوارون اور چھت پر سکھلائے جاتے ہین۔

الجیرس Algeirs جو ایک بہت خوبصورت مقام ہے اُس کے قصبہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ایک نامہ نگار لکھتا ہے "وہ قصبہ وہ مقام ہے جہان عموماً عرب رہتے ہین اس کو دیکھکر سخت صدمہ ہوتا ہے گلیان اس قدر تنگ ہین کہ اگر بیچ مین کھڑے ہوکر ہاتھ پھیلائے جائین تو دونون جانب دیوارون کو چھو سکتے ہین۔ کھانے کی چیزین جو بکتی ہین اُن کو دیکھنے ہی سے تنفر ہوتا ہے جو لوگ ان مین رہتے ہین وہ عموماً سفید لباس پہنتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مُردے اپنی قبرون سے نکل آئے ہین۔ بالکل یہی حالت بغداد۔ یارقند دہلی وغیرہ کی بھی ہے۔ خانہ بدوش اور قصبات کے باشندون مین جو خاص فرق ہے وہ یہ کہ قصبات مین پردے کا بہت رواج ہے اسی کی متعلق ایلس و رتھ ہنٹنگٹن نے اپنی کتاب پلس آف ایشیا مین بہت صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

"جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اسلام عورتون کو پردے کی تعلیم دیتا ہے اور اُنکو مردون کا سخت پابند اور دلچسپی کا سامان بناتا ہے جب کوئی مہمان آتا ہے تو عورتین ایک علیحدہ جگہ مین رہتی ہین اور اپنا کام پردے کے اندر کرتی ہین وہ اپنے شوہر کی مرضی کی بالکل پابند ہین اور خاندان کا بار اُنپر بالکل نہین ہوتا وہ صرف اشد ضرورت کے وقت گھر سے باہر جا سکتی ہین۔ لیکن چہرے کو برقع یا کسی نقاب سے چھپا کر صرف وہ عورتین جو بہت غریب اور آوارہ

ہوتی ہین چہرہ کھول کر باہر نکلتی ہین۔

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ "خانہ بدوش عورتون کی حالت بہت مختلف ہے اور یہ فرق قومی اختلاف کے باعث نہین بلکہ اُس سوشل آزادی کا نتیجہ ہے جو ان اقوام مین اسلام سے پیشتر تھی اور چونکہ عورتین باہر آجاسکتی ہین اور اس قدر سخت پردے مین مقید نہین ہتین اس لئے اون کی اخلاقی اور دماغی حالت اپنی اُن بدقسمت بہنون سے بدرجہا بہتر ہے۔"

ایران کی ایک دیہاتی عورت سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا تم لکھہ پڑہ سکتی ہو؟ تو اُس نے جواب دیا کہ ہماری زندگی یہ ہے۔

"دریا مین کپڑے دہونا۔ اُپلے پاتہنا۔ بھاری بوجہہ اٹھانا کاتنا۔ بنیا سینا۔ پکانا۔ پنیر بنانا۔ بچہ پیدا کرنا اور بڈھا ہو جانا اور ان تمام باتون کی عوض گھونسے اور گالیان کھانا اور ہر وقت طلاق کا ڈر لگا رہنا۔ کیا ایسی حالت مین لکھنے پڑہنے کا وقت مل سکتا ہے؟"

ڈاکٹر زجیٹہر اسلام کے تنزل کے اسباب بیان کرتے ہوئے اخلاقی انحطاط پر زور دیتا ہے جس کے اسباب تعدد ازدواج اور خانگی زندگی کے ذلیل و پست خیالات ہین۔ وہ کہتا ہے کہ صحیح خانگی زندگی غیر ممکن ہے۔ بچے سازش۔ بدزبانی اور شرمناک آوارگی کی زہریلی آب و ہوا مین پرورش پاتے ہین اور اُن مین بچپن ہی سے خرابیان پیدا ہو جاتی ہین۔ یہ تمام سوشل حالات اور تہذیب کی کمی صرف گرم ممالک کی آب و ہوا کے اثر سے نہین ہین بلکہ ان ممالک مین بہی جہان کی آب و ہوا خوشگوار ہے (مثلاً کاشمیر) مسلمان بچون کی سوشل و اخلاقی حالتین ایسی ہی ہین چنانچہ قسطنطنیہ کا وہ حصہ جہان مسلمان رہتے ہین اس حصہ سے جس مین

عیسائیون کی بود و باش سے بہت مختلف ہے۔ اس اختلاف کے متعلق ایک مسلمان لکھتا ہے۔

"اس شہر کی شان اور خوبصورتی پر ہم سب کو ناز ہے۔ لیکن اس کی مختلف محلون کی حالت دیکھکر ہم کو بہت افسوس ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ عیسائیون کے مکانات خوبصورت، کشادہ اور سجے ہوے ہین اور مسلمانون کی نسبتًا بہت ذلیل ہین جس سے تعجب اور افسوس ہوتا ہے۔ کیا ہم مین وہ قابلیت نہین جو عیسائیون مین ہے"

اگر یہ صحیح بھی ہو کہ اسلام کا اثر اُن اقوام پر جو ایک حدتک تہذیب یافتہ ہین بُرا ہوتا ہے۔ تب بھی یہ ماننا پڑیگا کہ افریقہ کی وحشی اقوام پر اسلام کا اثر ایک حد تک اچھا ہوا ہے اور اُن مین سے بہت سی بُرائیان مثلاً شراب خواری آدم خوری وغیرہ اُسی کے سبب سے دور ہوئی ہین مگر باوجود اس کے وہ بُرائیان جو اس مذہب کے ساتھہ آئی ہین مقابلتًا بہت زیادہ ہین۔

اسلام کی وجہ سے کتنی ہی اقتصادی منفعتین کیون نہ ہون اور مختلف ممالک اسلامی کی تہذیب مین کتنا ہی فرق کیون نہ ہو ان سب کی سوشل زندگی اور دماغی و اخلاقی کمزوری البتہ یکسان ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ یہ حالات باوجود مذہب کے نہین بلکہ بسبب مذہب کے ہین۔ چین مین باوجود اسکے کہ مسلمان عورتون کی حالت نسبتًا خالص اسلامی ممالک کی عورتون سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ عورتین غیر مسلم چینی عورتون سے کوئی نسبت نہین رکھتین۔

مسلمان عورتون کی حالت بلحاظ تو انین شادی اور سوشل مرتبہ کے ہر جگہ یکسان ہے اور جبتک کہ ماؤن کے مرتبے مین ترقی نہوگی

دنیاے اسلام کی خانگی زندگی اچھی نہین ہوسکتی مسلمان خود اس کمی کو محسوس کرتے ہین چنانچہ آغا خان نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوے فرمایا کہ:-

"عورتون کا پردہ قوم کے نصف حصہ کے جاہل اور ذلیل رہنے کا ذمہ دار ہی" منصور فہمی جو مصر کا ایک قابل شخص ہے اپنی ایک حال کی تصنیف مین لکھتا ہی کہ اسلام مین عورت کا مرتبہ رفتہ رفتہ کم ہوا ہے اسکا ثبوت وہ قرآن مجید سے دیتا ہے اور اسلامی قوانین کے مطابق تعدد ازدواج اور طلاق کے باعث عورتون کا درجہ ذلیل ثابت کرتے ہوے کہتا ہی کہ شہادت دینے اور ترکہ پانے مین اُسکا صنف ہی اُس کے مخالف ہوتا ہی اور ان تمام باتون کا برا اثر بچون کی سوشل زندگی پر پڑتا ہے۔

دنیاے اسلام مین بچون پر تین قسم کے بُرے اثرات ہوتے ہین یعنی کم سنی کی شادی۔ باطل پرستی کے موافق علاج معالجہ (ٹوٹکا وغیرہ) اور اُن کی دیکھ بھال مین تقدیر پر شاکر رہنا (یعنی یہ کہ اگر تقدیر ہوگی تو بچہ زندہ رہیگا) قریب قریب ہر ملک کے ڈاکٹر و اطبا اس پر متفق ہین کہ مسئلہ تقدیر اور توہم پرستی و جہالت مسلمان عورتون اور بچون کی زندگیان تاریک بناتی ہین۔ ولادت سے پہلے اور بعد کو جس طرح عورتون کی تیار داری اور علاج معالجہ کیا جاتا ہی وہ سخت ظالمانہ ہے اور اس کا بہت کچھہ اثر بچے کی زندگی پر پڑتا ہی۔ کم سنی کی شادی سے مراد صرف یہی نہین کہ کم عمر مین لڑکون اور لڑکیون کی آپس مین شادی ہو جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک وہ حالت ہے کہ ایک کم سن لڑکی ایک ایسے شخص کی بیوی بنا دی جاتی ہے جو اس سے عمر مین کہین بڑا ہوتا ہی۔

لڑکیون کو اسلام سے جو ورثہ ملتا ہی اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے

کم سنی کی شادی کے باعث لڑکی کا کوئی حقیقی (صحیح) چلن نہین ہوتا وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ جس کو اُس نے کبھی نہین دیکھا۔ شادی ہونیکا نہایت خوف و وحشت سی خیال کرتی ہے۔ اُس کو شروع ہی سے مکر و فریب کی تعلیم دی جاتی ہے اور جذبہ حسد اُس مین خاص طور پر نمایان ہوتا ہے جب اُس کی یہ حالت ہو کہ ولادت کے وقت نامسعود سمجھی جائے ہمیشہ اپنے بھائیون باپ اور شوہر سے کم رتبہ پر خیال کی جاے اور اُن تمام ذلتون اور کمزوریون سے گھری ہو جو اس مذہب کے باعث ہین تو اس کا خوش نہ رہنا بالکل بجا اور ناقابل الزام ہے۔

اس جگہ ہم ایک قصہ نقل کرتے ہین جو قاہرہ کے اخبار المؤید اگست سنہ ۱۱ء مین ایک مسلمان نامہ نگار نے مصر کی خانگی زندگی کے حالات دکھاتے ہوئے لکھا تھا۔ یہ ایک لڑکی کا قصہ ہے جو خود اس طرح بیان کرتی ہے۔

"چند سال ہوئے کہ میرے باپ نے میری شادی ایک ایسے شخص کے ساتھ کی جو کئی شادیان کر چکا تھا اور کئی بیویون کو طلاق دے چکا تھا اور جو کسی عورت سے ایک سال سے زیادہ محبت و اختلاط نہ رکھتا تھا اگر میرا بس چلتا تو ہرگز شادی نہ کرتی لیکن مجبور تھی اور اس شخص کے نکاح مین دیدی گئی۔ اُس نے پہلی مرتبہ بڑے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا لیکن مین جانتی تھی کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ شیر اپنے شکار کو دیکھکر مسکرا دیتا ہے مجھے ہمیشہ جدائی کا ڈر لگا رہتا تھا۔ ابھی حالت زچگی سے بھی فارغ نہ ہوئی تھی کہ مین نے سنا کہ اُس نے ایک اور شادی کر لی اور اب مین مکان مین بالکل تنہا رہ گئی بچہ کو لیکر باپ کے گھر گئی جو سخت بیمار تھا اور چند ہی دن بعد

مر گیا۔ اب میں قطعی تنہا تھی۔ مین نے بہت کوشش کی کہ یا تو مجھے روٹی کپڑا دے یا آزاد کر دے تاکہ مین اپنا کچھ انتظام کر سکون لیکن اُس نے ایک نہ سنی اور جب مین نے کئی خط اُس کے پاس بھجوائے تو ایک روز وہ ظالم آیا اور میرے بچے کو جو میری اس خستہ حالی مین ایک سہارا تھا چھین کر لے گیا۔ مین بہت کچھ روئی چلائی لیکن کوئی سننے والا نہ تھا اور اب میری یہ حالت ہے کہ موت کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور کوئی امید نہین کہ بچے کی دید کی آخری تمنا پوری ہو سکے۔"

یہ حالات ہین جنمین ایک بڑی تعداد بچون کی رہتی اور پرورش پاتی ہے ہمارا کام ان مین سے صرف چند کو بچانا ہی نہین بلکہ ان حالات کو تبدیل کر کے سوشل آب وہوا کا صاف کرنا ہے تاکہ یہ تمام برائیان دور ہون فقط

باقی وارد

عظمت آلہی زبیری بی اے

# ایک پارسا خاتون کی احتیاط

داؤد بن علی بغداد کی خلیفہ کی طرف سے بلخ کا امیر تھا اس کی بیوی ایک نہایت دیندار اور پارسا خاتون تھی۔ داؤد کے انتقال کے بعد ایک دفعہ بلخ مین کوئی فساد ہوا جس کی وجہ سے خلیفہ کو بہت غصہ آیا اور اُس نے ایک شخص کو روانہ کیا کہ وہ بلخ جا کر وہان کے باشندون پر جرمانہ کرے جب یہ شخص یہان آیا اور اُس نے سب بلخ والون سے جرمانہ مانگا تو شہر کے لوگ بہت پریشان ہوئے اور سب مرد عورتین اور بچے داؤد کی بیوی کے پاس آئے اور

اُس سے یہ عرض کی کہ ہم پر خلیفہ نے جرمانہ کیا ہے ہم لوگ بالکل نادار اور مفلس ہین ہمارے پاس جرمانہ ادا کرنے کو کچھ نہین ہے اُس نیک بی بی نے سب کی تسلی وتشفی کی اور اپنا ایک کپڑا جسپر جواہرات ٹکے ہوے تھے اس شخص کے پاس جو بغداد سے جرمانہ وصول کرنے آیا تھا بھیجدیا یہ کپڑا اُس جرمانہ سے بہت زیادہ قیمت کا تھا جو بلخ والون پر کیا گیا تھا۔ وہ شخص یہ کپڑا بغداد لے گیا اور خلیفہ کی خدمت مین پیش کیا خلیفہ نے پوچھا یہ کپڑا کیسا ہے تو اُس نے سب قصہ بیان کر دیا۔ خلیفہ اس نیک بخت بی بی کی اپنے شہر والون سے یہ ہمدردی اور فیاضی سنکر بہت خوش ہوا اور اسی بی بی کی خاطر سے جرمانہ معاف کر دیا اور کپڑے کی نسبت کہا یہ بلخ جاکر واپس دیدو اور اسی کے ساتھ بلخ کے باشندون پر ایک سال کا خراج بھی معاف کر دیا۔ وہ شخص کپڑا لیکر پھر بلخ آیا اور اُس بی بی کے گھر جاکر واپس کر دیا اور خلیفہ سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سنا دی اُس بی بی نے پوچھا کیا خلیفہ نے یہ کپڑا دیکھا ہے۔ اُس شخص نے کہا ہان دیکھا ہے یہ سن کر اس بی بی نے کہا "وہ کپڑا میرے کام کا نہین جسپر غیر محرم کی نظر پڑ چکی"

پاکدامنی ایسی بےمول چیز ہے کہ اُس کی حفاظت کے لئے اتنی احتیاط کیجاے۔

غرض اُس نیک بی بی نے وہ کپڑا اپنے پاس نہ رکھا اور اسے بیچکر ایک مسجد۔ ایک خانقاہ اور کذان[1] کی ایک سرا بنوا دی، اس کپڑے پر ایسے قیمتی جواہرات ٹکے تھے کہ اُن کی قیمت سے یہ تینون چیزین تیار ہوگئین اور ایک تہائی رقم بچگئی۔ اُس کی نسبت اس نیک بی بی نے یہ حکم دیا کہ مسجد کے کھمبون کے نیچے دفن کرا دیا جاے کہ کبھی کوئی

[1] کذان ایک قسم کا نرم پتھر ہوتا ہے۔

ضرورت پڑے تو کام آوے۔ چنگیز خان نے جب بلخ پر چڑھائی کی
اور اُس شہر کو برباد کیا تو اُس نے یہ حکایت سنکر مسجد کے کھمبے رہنے دیئے
محمد مہدی

# عرض حال
## (اظہار تشکر و امتنان)

الحمدللہ کہ ظل السلطان کا پانچوان سال شروع ہوتا ہی اور اس امر کا فیصلہ خود ناظرین ظل السلطان کی راے اور طبیعت پر ہی کہ ہم نے اپنے فرائض کو کس طرح انجام دیا اور آیا ہم ہمدردی اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہین یا نہین۔

بروقت اشاعت کے متعلق ہم کو اعتراف ہی کہ ہم باوجود کوششون کے کامیاب نہین ہو سکے۔ اور اس ناکامی کے وجوہ ہم باربار عرض کر چکے ہین اور یقیناً جب بنظر انصاف دوسرے رسائل کا مقابلہ کر کے دیکھا جائے گا تو ناظرین کرام ہمکو معاف کر دین گے۔

مضامین کے متعلق ہم اُن قابل اور ذی علم خواتین کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے وقت صرف کر کے اور تکلیف گوارا فرما کر ظل السلطان کے صفحات کو اپنے رشحات قلم سے ممتاز کیا۔

اس مین شک نہین کہ اکرم جہان بیگم صاحبہ اہلیہ سعدالدین حیدر صاحب
اختر دلہن صاحبہ، بلقیس بیگم صاحبہ، زیب النسا صاحبہ، ساجدۃ الرب صاحبہ،
سردار بیگم صاحبہ، ط ہ صاحبہ، عالیہ خاتون صاحبہ، فاطمہ صغرا بیگم صاحبہ،
فخر النسا صاحبہ، کشور جہان صاحبہ، مدحت بانو صاحبہ، مکرم جہان بیگم صاحبہ

ناظمۃ النسا صاحبہ والدہ سید مشتاق حسین صاحب نے تعلیم نسوان اور دیگر اخلاقی و معاشرتی مضامین کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہین وہ نہایت قدر اور عزت کے قابل ہین اور ایک مرتبہ پھر اُن خواتین کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہین۔

ہمارے قلمی معاونین مین مفتی انوار الحق صاحب ایم اے، منشی انیس احمد صاحب سید جلیل احمد صاحب منصب دار، حاجی جعفر حسین صاحب قزلباش، مشیر حمایت علی خان صاحب بی، ایس، سی، سید سرور عالم صاحب، شان الٰہی صاحب زبیری، شبیر حسین صاحب (علیگ) سید عبد الجلیل صاحب بی اے (علیگ) سید عبد الکریم صاحب، سید عبد الرحیم صاحب، محمد عظمت الٰہی صاحب زبیری بی اے (علیگ) عبد السمیع صاحب بی اے (علیگ) مولوی عبد السلام صاحب (ندوی) مسٹر عبد الوہاب صاحب، عبد اللہ صاحب، حکیم قمر الحسن صاحب مولوی لئیق احمد صاحب، شیخ مسعود علی صاحب (ندارتی) مولوی مظہر الحسن صاحب محمد مہدی صاحب، محمد یوسف صاحب قیصر، سید مخدوم عالم صاحب مولوی محمود علی صاحب، محمد حسین صاحب (محوی) ہمارے عزیز اور دوست جنھون نے بڑی محنت و قابلیت کے ساتھہ مفید اور دلچسپ مضامین لکھے نہایت شکریہ کے قابل ہین اور ہم ان سب سے امید رکھتے ہین کہ اسی طرح اپنی قلمی اور دماغی امداد سے ہم کو مشکور کرتے رہین گے

اڈیٹر

# چارشف ترکی برقعہ

یعنی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اِس کو پہنے ہی رہتی ہین۔ اسکے دو حصّہ ہین۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصّہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہی کہ اگر ہاتھ لٹکالئے جائین تو باہر والون کو نظر نہ آئین۔

دوسرا حصّہ کمر سے لیکر پیر کے ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصّہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ یا جامہ یا اسکرٹ۔ ڈولی۔ گاڑی یا ریل مین بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اُتار ڈالین اور یہ نیچے کا حصّہ پہنے پہنے اِس پر دوپٹہ اوڑھ لین تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ یا جامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہین۔

اسکے خوش وضع و آرام دہ ہونے کی وجہ سے عربی مصری اور ایرانی خواتین بھی اِسکو بڑے شوق سے پہنتی ہین ہم نے اِس مین کچھ ترمیم کر کے اسکو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیون نے خریدا اس کو پسند کیا ہی روشن خیال مرد اِس کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہین

| | | | |
|---|---|---|---|
| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا<br>دس روپیہ عہ | سیاہ الپکہ کا<br>بارہ روپیہ عـہ | دبیز ریشم کا<br>تیس روپیہ سےعہ |

فرمائش مین کمر سے لیکر پاؤن کے ٹخنہ تک کی لمبائی تحریر کرنی چاہیے

چارشف کی عکسی تصویر مفت روانہ کیجاتی ہی

## ملنے کا پتہ۔ خاتون اسٹور چاندنی چوک فوارہ دہلی

# مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خالص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جسمین مختلف مضامین نہین مکمل تاریخین سلسلہ وار شائع ہوتی ہین اور ایسا انتظام کردیا گیا ہے کہ چند روز کے اندر آپکی زبان مین تمام قومون اور ملکون کی مبسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخین پیدا ہو جائینگی۔ فی الحال مورخ مین دو تاریخین شائع ہو رہی ہین۔

(۱) مولٰنا محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی "تاریخ ارض مقدس" جو دراصل یہ بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی تاریخ ہے۔ اس مین یہود۔ نصاریٰ۔ اور مسلمانون کے حالات کے ضمن مین اسیریا و بابل والون۔ مصریون۔ ایرانیون۔ یونانیون رومیون اور بہت سی قومون کے حالات آگئے ہین اس مین عرب کی پوری تاریخ ہے اور آخر مین صلیبی لڑائیون اور ترکون کے حالات بھی آجائینگے۔

(۲) کانڈی کی "دولت ہسپانیۂ عرب" کا ترجمہ یہ تاریخ تین ضخیم جلدون مین پوری ہوئی ہے انگریزی مین مسلمانون اور عربون کے مذاق کی اگر کوئی کتاب ہے تو یہی ہے۔ یہ ہسپانیہ کے عرب مصنفین کے اعلیٰ ماخذون سے لی گئی۔

مورخ مین ماہانہ پانچ جز شائع ہوتے ہین۔ تاریخ ارض مقدس کے تین جز اور دولت ہسپانیۂ عرب کے دو جز۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصولڈاک ۶ رجملہ ۵ ؎ سالانہ مین مورخ جاری کردیا جاتا ہے لیکن جو صاحب یکمشت سالانہ چندہ نہ ادا کرنا چاہین اُن کی خدمت مین ہر مہینہ کا پرچہ شائع ہوتے ہی مع محصولڈاک اور فیس منی آرڈر ۹ ر پر وی پی بھیج دیا جاتا ہے نمونہ کے پرچہ کی قیمت ۸ ر ہے اور ۱۰ ر پر وی پی روانہ ہو سکتا ہے۔

المشتہر

محمد صدیق حسن سب اڈیٹر دلگداز و اڈیٹر مورخ کٹرہ بزن بیگخان لکھنو۔

# بیش بہا علمی جواہرات

**نیر اعظم** ۔ روہیلکھنڈ مراد آباد کا ۲۴ سال کا پرانا اور معزز اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا دلسوز وکیل ہے اسلامی ۔ قومی رنگ کے ساتھ پبلک کی اغراض بھی پیش نظر رکھتا ہے ۲۰×۲۶ کے ۲ صفحہ کلان پر ہفتہ وار شائع ہوتا ہے سالانہ چندہ عام پیشگی للعہ چار روپیہ صرف ایک کارڈ بھیجکر ایک یا دو پرچے مفت نمونہ طلب کیجیے پسند خاطر ہوں تو قدردانی فرمائیے تجارتی سوداگروں کو اشتہارات کیواسطے بہترین اور ارزاں ذریعہ ہے **گنج شایگان** دنیا بھر کے سلطنتوں کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کی تصویریں ماہیت وغیرہ دو جلد عہ **مخزن الفوائد** دنیا بھر کے اوزان پیمانہ تصاویر سکہ جات اور مختلف صنعتیں دو جلد قیمت ۱۲ **تاج ونشان** ۔ دنیا بھر کی سلطنتوں ریاستوں کے تاج ونشان ملک وغیرہ کی تصاویر دو جلد عہ **دستار و کلاہ** تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی ٹوپی کنٹوپ ۔ خود ۔ شملہ ۔ عمامہ وغیرہ کی تصاویر ۸ر **ملہم تاریخ** فن تاریخ گوئی کے تمام قواعد محاکمہ اس فن کے صنائع بدیع نادر تاریخیں قیمت عہ **عدد التاریخ** ۔ دو ہزار بیس تک الٹ کہون ہر قسم کے تاریخی مادے بنے بنائے تیار قیمت ۱۲ **مصباح الادب** ۔ اخلاقی حکایتیں شاعر زشتی کے سندباد نامہ کا ترجمہ جو سات زبانوں میں ہو چکا ہے ۸ر **جنگ یورپ** ۔ اس جنگ کے مفصل حالات اور تفصیلی واقعات کی پہلی کتاب قیمت ۸ر **آئینۂ جنگ** جنگ یورپ کے نہایت کارآمد مفصل و مبسوط ڈائرکٹری قیمت ۶ر **تاریخ خیرپور سندھ** تین حصہ ریاست کی تاریخ عمائدین کا تذکرہ ۔ اڈیٹر کا سفرنامہ قیمت ۸ر **کنز الظفر** قدیم وجدید ۲۰۰ نایاب طغری کا ایک صفحہ کلان پر قیمت ۱۴ر **تاریخ اودھ** برہان الملک کے عہد سے واجد علی شاہ تک کے مفصل حالات چار جلد قیمت سے **تذکرۃ السلوک** اردو فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے ہے مصطلحات صوفیہ قیمت ۱۲ **احسن الذکر** حضرت حبیب پیر پاک کے مفصل سوانح کرامات حالات حسب اور مناقب صحیحہ قیمت ۱۲ر **اصول فقہ** اردو فقہ میں نہایت مفصل و مشرح پہلی کتاب طلبا کو نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ **بحر الغرائب** طریقہ ہائے جفر و شروح خواص اسماء خدا وندی مفصل قیمت ۸ر **تاریخ بوہران** بوہرہ قوم کی محققانہ اور مستند تاریخ کلان و خورد قیمت ۲ روپیہ ۴ر

**المشتہر**

**مینیجر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد**

# بچون اور عورتون کے کام کی کتابین :-

## بچون کے لئے

اتیا پچیسی تصویردار - پچیس آسان کہانیان قیمت ۴ر

تاج گیت - ننھے بچون کے لئے بہت آسان نظمین ۲ر

تاج پھول - بچون کے لئے آسان اخلاقی سبق ۲ر

دلچسپ کہانیان - بچون کے لئے اچھی کہانیان - ۴ر

دلپسند کہانیان - جو دہلی مین بچون کو سناتی ہین تصویردار ۸ر

نصیحت آمیز کہانیان - انگریزی کتابون سے جمع کی ہوئی ہین ۴ر

حکایات عجیب - دل بہلانے کے لئے قیمت ۵ر

سونے کا ہاتھی - بہت دلچسپ قصہ ۲ر

تین شہزادے - انکی جلا وطنی اور کامیابی کا قصہ ۳ر

بن باسی رستم - سانپ اور نیولے کا بہت مزیدار قصہ ۴ر

چوہے بلی نامہ تصویردار - چوہون اور بلیون کی لڑائی نظم مین - ۱ر

بدمزاج شوہر - شوہر بیوی سے کام بگاڑ کر پچھتایا - ۱ر

مرزا پھویا - ایک بھولے بھالے طالب علم کا مزہ دار قصہ نظم ۱ر

شرابی کی بیوی - شرابیون کا کیا حال ہوتا ہے نظم مین ۰ر

معجزہ آل نبی - حضرت مولا علی کی سخاوت کا قصہ ۱ر

صبح ملال شام غم - ایک یتیم بچہ کی نہایت دردناک سرگذشت ۴ر

سپاہی زادہ - ایک چالاک سپاہی زادہ اور امیر امیرا ڈاکوؤن کا قصہ نظم مین تصویردار قیمت ۱ر

سمندری شہزادی - وفادار جل مانس شہزادی کا نہایت دلچسپ اور دردناک قصہ قیمت ۱۰ر

بچون کی بہادری - دو بلند ہمت بچون کا نہایت دلچسپ قصہ ۴ر

تین بہنون کی کہانی - باہمی حسد اور بھائی بہنون کی محبت کا نہایت دلچسپ قصہ از الف لیلہ - ۳ر

علی بابا چالیس چور - جادو کے غار اور چالیس ڈاکوؤن کا قصہ - تصویردار از الف لیلہ قیمت ۴ر

موت کا راگ جونی جزیرے کی خونی پریون کا نہایت دلچسپ قصہ قیمت - ۲ر

الماس - ایک نہایت غریب مگر بلند ہمت متحمل مزاج لڑکے کا قصہ اردو کی نہایت عمدہ ناولون مین سے ایک قیمت ۱۲ر

ابوالحسن - سوتے جاگتے کا قصہ از الف لیلہ قیمت - ۴ر

سلیم کی کہانی - ایک غریب مگر باہمت لڑکے کا قصہ بچون کے لئے نہایت مفید قیمت - ۲ر

سیر جزیرہ صورت آباد - دنیا مین لکھنا پڑھنا اور سکون کا رواج کس طرح چلا - قیمت - ۴ر

انگریزی گریمر - بچون کو انگریزی گریمر سکھانے کی نہایت عمدہ کتاب - قیمت ۱۰ر

سات کہانیان خلیفہ عمادالدین کی جمع کی ہوئی سات اچھی اچھی کہانیان قیمت - ۳ر

چڑیا خانہ حصہ اول معمولی چڑیا سے لیکر ہمانک کی نہایت دلچسپ کہانیان قابل دید قیمت ۶ر

چڑیا خانہ حصہ دوم - بھیڑ سے لیکر ہاتھی شیر تک کے دلچسپ قصے لومڑیون کی ہوشیاریان - گیدڑون کی مکاریان قابل دید کتاب قیمت ۱۰ر

# سرمایۂ عمر چودھری دیبی پرشاد بلگرامی

(۱) کھٹمل، مچھر ان روغن سے دفع ہوتے ہین۔ خوبی یہ کہ ایک قسم کا عطر ہے جس سے پارچہ یا بستر پر داغ نہین آتا ہے اور خوشبو اس کی دافع ہوائے خراب ہے شیشی ۴ر (۲) دیبی تیل جس سے کیسا ہی کہنہ بخار، درد چشم، گٹھیا کیون نہو رفع ہوتا ہے مدام استعمال کرنیوالے کا جسم موٹا تازہ اور کل امراض سے پاک رہتا ہے۔ شیشی ۵ر (۳) کھانسی تر ہو یا خشک کے دفع کو مفید ہے ۳ر (۴) طلسم شفا مفید بخار، درد سر، بدہضمی، اعضا شکنی، تخمہ نفخ، پیچش، قے، قولنج وغیرہ کو مفید شیشی ۴ر (۵) رادھا تیل یہ خالص کنجد سفید سے تیار کیا جاتا ہے نہ کہ مثل اکثر عوام اشتہاری پٹرولیم اول ریفانڈ سے تیار کرتے ہین جو مضر دماغ، روشنی چشم ہے خالص رادھا تیل کام خضاب دیتا ہے اور اگر واسطے مرض درد سر دماغ مین چکر آنا۔ نزلہ۔ بالون کو گرنے سے محفوظ رکھے بال بڑھاوے گنجان کرے سیاہ باریک ملایم۔ خوشرنگ کرے مقوی دماغ واسطے دماغی کام کرنیوالے ضعیفان، پیران وکیلان طالبعلم مفید فاتر العقل کو فائدہ دے۔ ایک شیشی ایک بوتل روغن جنبیلی نمبر ا مین کافی ہوگا شیشی ۸ر (۶) رادھا تیل نمبر ۲ علاوہ خضاب کے باقی فوائد مذکورہ بالا سب مین ہین جو کہ ایک شیشی نصف بوتل روغن جنبیلی نمبر ا مین کافی ہوگی ۵ر (۷) رادھا تیل نمبر ۳ یہ مرکب روغن نمبر ا رادھا تیل مین ہے جس کے استعمال سے بال مستورات اندر تین ماہ اسقدر دراز و گنجان ہو جاتے ہین کہ بال ایڑیون تک آجاتے ہین شیشی ۱۱ر (۸) بخار یا تپ لرزہ کیسا ہی کسی موسم کا کیون نہو تین یوم مین جڑ سے جاتا ہے فی درجن ۲ر (۹) بچون کے سوکھے کا علاج ایک ہفتہ مین بچہ توانا و تندرست ہو جاتا ہے شیشی مع نصف درجن گولی ۸ر

احقر العباد چودھری دیبی پرشاد بلگرامی وارد حال شہر لکھنؤ گنگا پرشاد روڈ کوٹھی لال [illegible]

## المنح المدینہ

یہ کتاب حضرت شیخ محمد الباقی انصاری لکھنوی نزیل مدینہ طیبہ کی لکھی ہوئی اور خاص مطبع علیہ مدینہ منورہ کی چھپی ہوئی ہے جس مین نہایت قوی دلائل اور بزرگان دین کے اقوال شریفہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہر وہ باطن جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو باطل ہے اور خلاف ورزی حکم رسول صلعم کرنے والے کے لئے تمام راستے مسدود ہین۔ آجکل جو صدہا آدمی جبے پہنے اور بال بڑھائے لوگون کو مرید کرتے پھرتے ہین اُنکے اعمال کے محاسبہ کے لئے یہ ایک نہایت بے خطا اور سہل العمل آلہ ہے یہ کتاب جناب نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب کے صرف خاص سے طبع ہوئی ہے اور ممدوح کی جانب سے بلاقیمت شائع کیجا رہی ہے۔ حضرات صوفیہ عربی مدارس کے اساتذہ اور منتہی طلبا اور دیگر با مذاق اصحاب جو اس کتاب سے فائدہ اُٹھانا چاہین ایک آنہ کے ٹکٹ محصولڈاک کے لئے بھیجکر یہ کتاب دفتر انسٹیٹیوٹ پریس علیگڈہ سے طلب فرمائین چونکہ کتاب کی زبان عربی ہے اسلئے صرف وہ اصحاب درخواست بھیجین جو کتاب سے کافی نفع حاصل کرسکنے کی استعداد رکھتے ہون طلبہ کی درخواستین فی مدارس مہتمم صاحبان مدارس کے توسط سے آنی چاہیئین۔

# رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کے ساتھ ہر انگریزی مہینے کے آخر میں شائع ہوتا ہے معلومات مفیدہ کا مخزن اور زبان اردو کا سرگرم معاون ہے۔ ملک کے مستند اہل قلم اسکو دلچسپ کامیاب بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں نظم و نثر کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعہ کے لئے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوئے باوجود کاغذ کی ناقابل برداشت گرانی کے سالانہ چندہ صرف [illegible] ہے جو کچھ بھی نہیں نمونہ منگا کر دیکھئے صرف سات آنہ کا خرچ ہے۔ نمونہ مفت نہیں ملتا

# رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی ایس آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہو گئے ہیں ان کا مجموعہ ذخیرہ پریس میں زیر طبع ہے جو عنقریب پیرایہ اشاعت سے مزین ہو کر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا۔ ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھکر اسکی دلچسپی میں اور اضافہ فرمایا ہے۔

اس مجموعہ کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی و بے تکلفی اور خیالات کی نفاست و پاکیزگی کا خاص عنصر اس میں بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات میں کثیر اضافہ ہونیکی پوری امید ہے۔

صفحات [illegible] کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی و چھپائی کے ساتھ طبع ہو کر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائیگا قیمت [illegible] مع محصولڈاک مقرر ہے۔ جو بزرگان قوم اس علمی مجلس میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنی خوشی کے مطابق

ایک یا زیادہ نسخون کی فرمائش فرماکر اپنا نام درج رجسٹر کرا دین تاکہ بعد تکمیل طبع رسائل عماد الملک" بذریعہ وی۔ پی بہیجدیا جاے اور جو صاحب بذریعہ منی آرڈر قیمت بہیجکر طلب فرمانا چاہتے ہین

## رباعیات و قطعات شاد

جسکو عالیجناب ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی۔ سی۔ آئی۔ ای شاد بالقابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات مین نظم فرمایا۔

یہ کتاب آرٹ پیپر پر نہایت عمدہ لکھائی چہپائی کے ساتھہ نامی پریس کانپور میں طبع ہوئی ہے صفحات ۱۷۵ باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت صرف دو روپیہ مقرر ہے تاکہ اس سے عام لوگ فائدہ اٹھائین اور اس کے مطالعہ سے روحانی و دلی مسرت حاصل کرین۔ موقع کو ہاتھہ سے نہ دیجیے۔ بہت کم مقدار مین جلدین باقی ہین۔ اس اعلان کو پڑہتے ہی ایک کارڈ لکھدیجیے۔ جس وقت آپکے ہاتھہ مین یہ دیدہ زیب کتابت پہونچیگی اور کتاب کے ظاہری و باطنی محاسن پر نظر پڑے گی تو مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ آپ بے حد محظوظ ہون گے بلکہ اپنے دوستون کو بہی اس کی خریداری کی طرف مائل کرنیکی کوشش کرین گے فقط

**مینیجر رسالہ ذخیرہ واقع اندرون حیادر گہاٹ**

**حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیے**

# بلاد غربیہ مین اسلام کا مشعل بردار

## اسلامک ریویو مجریہ لندن قیمت سالانہ عہ

اسکا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام قیمت سالانہ ہے۔ اڈیٹر خواجہ کمال الدین و مولوی صدر الدین صاحبان مسلم مشنری ووکنگ

مین اسلامک ریویو کی معرفت کرانیکا محتاج نہین صرف برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہین کہ اسوقت اسی رسالہ کے منافع پر انگلستان اسلامی مشن کے اخراجات بحت خدا چل رہے ہین اسکا ہر ایک خریدار گویا بلاد غربیہ مین اشاعت اسلام کا خود متکفل ہوجاتا ہے اگر برادران ملت کوشش کرکے انگریزی رسالہ کی پانچہزار اور اردو کے دس ہزار خریدار پیدا کر دین تو اُن کا منافع ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہے ہم چاہتے ہین کہ انگریزی رسالہ کی ہزار کاپی بلاد غربیہ مین مفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی ہمین پانچروپیہ سالانہ بھیجے تو ہم اُن کی جگہ ایک انگریزی رسالہ یورپ مین مفت تقسیم کر دین گے۔ کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند نفر بھی ہندوستان مین نہین؟ دوستو اٹھو! جاگو!! وقت کو غنیمت سمجھو!!! اسلامک ریویو ہی ایک کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام کا ثابت ہوا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس نے اپنی عزت یورپ مین نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہے اسکو مضبوط کرنیکی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر جزیل پاؤ والسلام نوٹ نمونہ ہر دو کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال خدمت کیا جائیگا۔ کل درخواست ہائے خریداری پتہ ذیل پر آنی چاہئیں:-

**المشتہر منیجر (رسالہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام) عزیز منزل لاہور**

## نادر و نایاب کتابین

ہمارے پاس نہایت دلچسپ مفید کتابین حسب ذیل برائے فروخت موجود ہین:-

| خدا پرست بیلی قیمت ۱ر | شہزادی لقیس قیمت ۱ر | انشائے خرد فروز قیمت ۱ر | اخلاقی کہانیان قیمت ۲ر |
|---|---|---|---|
| بچہ مامائین " ۱ر | دکھاری دلہن " ۱ر | روشن جمال کلان " ۱ر | انشائے نورن " ۲ر |
| نندیدی بیگم " ۱ر | وفادار حبشی " ۱ر | بہشتی حورین " ۲ر | خورشید جہان " ۲ر |
| دکھیا شہزادی " ۱ر | راہ نجات اردو " ۱ر | ہنر آموزی " ۲ر | .. .. .. |
| فریبی خالہ " ۱ر | دعائے سریانی " ۱ر | کھانا پکانا " ۲ر | .. .. .. |

**ملنے کا پتہ - ایس آر - ایس کوشل - نورس گمٹی بازار لاہور**

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصنیفات)

(۱) تندرستی حفظان صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کے اصول ۱۵۰ صفحے قیمت ۱۰ مجلد ۱۴ر (۲) بچوں کی پرورش زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہر اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۱۵۱ صفحے قیمت عہ مجلد عہ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کا اصول جنپر والدین کو کاربند ہونا چاہیے ۲۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۴ر (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ مجلد ۶ر (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر زوجہ کے شرعی قانونی حقوق واختیارات اور فرائض ہیں پر امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۱۴۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۴ر (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پرمعلومات تقریر قیمت ۲ر (۷) حفظ صحت اس میں روزمرہ کے ان تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم کرنے کیلئے ضروری ہیں ۱۴۰ صفحے قیمت ۱۲ مجلد عہ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آرجے بلیکہم صاحب بہادر کی کتاب "انڈین ہوم نرسنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا مطالعہ کریں اسمیں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۸ نقشے اور تین ضمیمے ہیں قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۹ و ۱۰) معیشت و معاشرت خانہ داری کے تیسرے حصہ کا پہلا اور دوسرا جز جس میں معاشرتی وخانگی زندگی کے تمام ضروری وکارآمد باتیں اور ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیاحضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا قیمت معیشت ۸ و قیمت معاشرت عہ (۱۱) تہذیب النسوان و تربیت الانسان (مؤلفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) امراض مخصوصہ نسوان کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں ومسائل ضروری متعدد بار شائع ہوچکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۸۶۴ صفحے قیمت ۸ مجلد عہ (۱۲) سبیل الجنان اس کتاب میں ارکان اسلام پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کی نہایت مفید تقریریں ہیں جو عورتوں اور مردوں کے واسطے ایک ہمدرد اور دلسوز واعظ ہے خاصکر عورتوں کے لئے اس سے بہتر مذہبی امور کی سمجھانے والی کوئی کتاب نہیں ہے قیمت ۸ مجلد عہ (۱۳) سیاحت سلطانی ہر ہائینس کے حالات سفر (مؤلفہ علیاجناب شاہ بانو بیگم صاحبہ جسکا حق تصنیف زنانہ اسکول علیگڈھ کو عطا فرمایا گیا ہے قیمت اعلیٰ مجلد [illegible] (۱۴) حفظان صحت بیگم صاحبہ نواب [illegible] میجر حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر [illegible]

عملیگ ایک تقریر حفظان صحت کے اہم اور کار آمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۲ ر (۱۵) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ جو سیرۃ نبوی پر انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان لڑکیوں اور بچوں پر اسکا مطالعہ فرض ہے قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر (۱۶) سیر یورپ ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ بالقابہا رئیسہ بھوپال کے سفر یورپ کا روزنامچہ جس میں تمام واقعات کو خوبصورتی اور جامعیت کیساتھ قلمبند کیا ہے ۲۴ عکسی تصاویر ہیں صفحات ۸۰۰ قیمت قسم اول ۳ قسم دوم عہ مجلد ۸ اضافہ (۱۷) سرگذشت ہندوستانی عورتوں [illegible] تعلیم نسوان کا فوٹو معہ [illegible] ایکہ فیضی صاحب قیمت قسم اول [illegible] قسم دوم ۲ مجلد [illegible] (۱۸) ترویج الاطفال گھروں میں بچوں کی تعلیم [illegible] کے طریقے ہیں جسکو مسٹر بخش صاحب لیڈی سپرنٹنڈنٹ جما گرلس سکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے قیمت ۹ مجلد ۱۲ ر (۱۹) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اون یا ریشمی دھاگوں کا موزہ بننا سکھانے کیلئے ہے [illegible] اس موضوع پر کتاب اردو میں شائع نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے [illegible] انگلستان [illegible] تعداد ۵۰ ہیں صفحات ۲۰۰ قیمت عہ مجلد [illegible] (۲۰) سوال و جواب [illegible] اس میں [illegible] کے مضامین [illegible] سلطانیہ گرلس سکول کی ایک معلمہ نے ترتیب دیا ہے قیمت [illegible] مجلد ۱۲ ر (۲۱) [illegible] کی تصنیف کردہ [illegible] صفحات ۴۰۰ قیمت [illegible] مجلد [illegible] (۲۲) [illegible] ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کئے ہیں ایک عیسائی [illegible] متعصب یورپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے [illegible] اس میں چار عکسی تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۳) [illegible] تعلیم اصول خانہ داری [illegible] قیمت [illegible] مجلد [illegible] اثبات واجب الوجود [illegible] ذات باری تعالیٰ پر عقلی دلائل [illegible] قیمت [illegible] مجلد [illegible] (۲۵) تاریخ [illegible] کے آغاز کے وقت جنگ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب و غریب تحقیقات قیمت عہ مجلد عار (۲۶) [illegible] فی تہذیب [illegible] تذکرہ [illegible] انسانی [illegible] کا بیان قیمت ۴ مجلد [illegible] (۲۷) حقائق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس میں اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات

نہایت محکم فلسفیانہ دلائل سے ثابت کیے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت صاف و خوشخط ہے صفحات ۲۲۲ قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍ غرض کہ
بالا پانچوں کتابیں منشی انوار احمد صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ و مولفہ ہیں جنکو پبلک سے خلعت قبولیت اور گورنمنٹ سے
بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۸) آغوش مادر یعنی لوریوں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱۰؍ مجلد ۱۲؍ (۲۹) پہیلیاں مجلد
سید مخدوم عالم صاحب اشرف کی تصنیف ہے جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۳۰) [illegible]
اس کتاب میں علم طبیعات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان اور دلنشین
عبارت میں لکھی ہیں جسکی نظیر اردو میں معدوم ہے قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍ (۳۱) ترتیب اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ ہے
جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مولفہ سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج) قیمت ۱۲؍ مجلد
(۳۲) نظام الملک طوسی۔ پانچویں صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی الملقب نظام الملک طوسی
کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبدالرزاق صاحب مولف البرامکہ) صفحات ۲۹۰ قیمت ۱۲؍ مجلد (۳۳) [illegible]
(مصنفہ حکیم عبدالمجید صاحب) اس کتاب میں سر سے لیکر پاؤں تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب و علامات و معالجات یونانی
و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہیں اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب میں نہیں ملسکتے حصہ
اول ۸؍ حصہ دوم ۱۲؍ حصہ سوم ۸؍ مجلد پر ۸؍ اضافہ (۳۴) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی بے نظیر تصنیف ہے
اس میں اصول و کلیات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول ۸؍ حصہ دوم ۸؍ مجلد فی حصہ ۸؍ اضافہ
(محصول ڈاک بذمہ خریدار) (۳۵) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی الیصبات کے حالات
زندگی۔ زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۲۰۰ قیمت غیر مجلد ۸؍ (۳۶) الانسان
محمد مہدی مولف رموز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس میں علم خواص الاعضاء فزیالوجی کے مبادیات
نہایت آسان اور عام فہم زبان میں لکھے گئے ہیں قیمت ۸؍ (۳۷) باغبانی مسٹر فرمنگر صاحب کی کتاب
مینوآف گارڈننگ کا ترجمہ جس میں باغبانی کے متعلق تمام ضروری معلومات اور کارآمد ہدایات ہیں نیز منشی
خورشید احمد صاحب نے تجربات دیرینہ کو فٹ نوٹس کے تحت میں لکھ دیے ہیں جس سے کتاب کی خوبیاں
اور بڑھ گئی ہیں قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍

المشتہر

محمد مہدی تاجر ظل السلطان

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ — قیمت ۲؍ مع محصولڈاک — مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ — ماہ جولائی ۱۹۱۷ع — نمبر ۲

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام منشی محمد عبد المجید صاحب مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید و کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ انگریزی مہینہ میں ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک سے روپے اور ہر حالت میں پیشگی لیجاویگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر و دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہئے۔

زنانہ مراسلت محترمہ کی اڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدر نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلےٰ مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ر سے لیکر عہ ر تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے۔ ان طالبات مدارس نسواں کے لئے جو ظل السلطان میں بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ دل مضامین لکھکر بھیجیں۔ تین انعام عہ ر عہ ر ۲۵ر کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیں۔ اسکے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## اناث مین مذہبی تعلیم کی سخت ضرورت

مذہب کی پابندی ابتدائی نشو و نما سے اطفال اہل اسلام مین اسوقت حاصل ہو سکتی ہے کہ فرقہ اناث کو اعلیٰ پیمانہ پر اعلیٰ مذہبی تعلیم دیجائے کس واسطے کہ اولاد کی پرورش اناث ہی پر موقوف ہے اور اس کی یہ وجہہ ہے کہ عورات کو بذاتہ شفقت اولاد پر ہوتی ہے بنابران (حق حضانت) یعنی پرورش مستورات ہی کو دیا گیا ہے۔ اور مذہبی تعلیم سے پابندی فرائض خمسہ ہو سکتی ہے اسواسطے کہ علم کے بعد عمل ہوتا ہے یعنی صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ کو جاننے کے بعد ادا کرتے ہین۔ اور مذہبی تعلیم سے منہیات شرعیہ جیسے۔ ریا خوارمی غیبت حرام۔ دروغ گوئی وغیرہ وغیرہ سے آدمی پرہیز کرتا ہے اور یہ ایسے امور نہین ہین کہ جنکا ترک کرنا اہل اسلام کے حیز امکان سے خارج ہو۔ عموماً ہماری قوم کے اصحاب ایسے ہین کہ تعلیم نسوان کے مخالف ہین۔ در اصل وہ بہبودی قوم۔ اور اصلاح خاندان نہین چاہتے۔ جس وقت کہ فرقہ اناث کو مذہبی تعلیم سے کافی لقیبا اور وافی حصہ دیا جائیگا تو ممکن نہین کہ وہ اپنی اولاد کو مذہبی تعلیم سے بہرہ ور نکرین

اور نسلاً بعد نسل اس کا اثر باقی نہ رہے۔ قوم میں نمایان مذہبی ترقی تب ہی ہوسکتی ہے کہ فرقہ اناث کو اعلےٰ مذہبی تعلیم دیجائے وہ اصحاب جو تعلیم اناث کے مخالف ہین سچ پوچھو تو وہ اسلام کی بیخ کنی کرتے ہین۔ اگر فرقہ اناث کو مذہبی تعلیم نہ دیجائے تو انکو اس کا کیونکر علم ہوسکتا ہے کہ یہ شرک ہے اور یہ بدعت اور یہ امور ممنوع شرعی ہین اور یہ مباح اور یہ مستحب ہین۔ اکثر ہماری مسلمان بہنین ایسی ہین جو بسبب تعلیم مذہبی سے نا واقف ہونے کی حالت تذبذب مین ہین۔ وہ امور جو خلاف شرع ہین اونکے مرعی رکھنے مین کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہین کرتین۔ اگر ان نا واقف بہنون کو مذہبی تعلیم دیجاتی تو انکو ضرور اس کا یقین ہوتا کہ یہ امور جو ہم کر رہی ہین بالکل خلاف شرع اور خلاف احکام خدا ہین۔ بہی خواہان قوم اور خیر خواہان مذہب اور ملت ہرگز ہرگز اسکو قبول نہ فرمائینگے کہ ہماری اسلامی بہنین مذہبی تعلیم سے محروم اور بے نصیب رہین اکثر ہماری قوم کے اشخاص ایسے ہین جو غیر مذہبی تعلیم کو نہایت مرغوب خاطر رکھتے ہین اور مذہبی تعلیم سے نہایت متنفر۔ چنانچہ بچون نے ہوش سنبھالا کہ انہون نے اسکول بھیجنا شروع کیا۔ جہان مذہبی تعلیم بالکل مفقود ہوتی ہے۔ ہمارا مطلب اسکول بھیجنے سے صرف یہ ہی ہے کہ مذہبی تعلیم حاصل کی جائے نہ کہ غیر مذہب کی۔

میری معزز بہنون آپ خوب خیال فرما سکتی ہو کہ جو آپنے اپنے لڑکپن مین آیات قرآنیہ یاد کی ہونگی ممکن نہین کہ اب بڑھاپے مین فراموش کی ہون۔ یا بزرگان دین کی رباعیات نصائح کو پڑھا ہو وہ صفحہ خاطر سے محو ہوئی ہون۔ لڑکپن کی تعلیم نقش کالحجر ہوتی ہے اور یہ امر مثل دم صبح کے روشن ہے کہ غیر مذہبی تعلیم کا اثر بچون کے دل پر ہوتا ہے یہی وجہ ہے

کہ لڑکے اور لڑکیاں اپنے مذہبی احکام کی پیروی یقین کرتے غیر مذہبی تعلیم کے دل سے طالب یورپ کی تقلید پر دل سے والہ وشیدا۔ انکی طرز معاشرت پر دل سے فدا اور مٹے ہوئے۔ میری اسلامی معزز بہنوں اگر اطفال اور اولاد کو ابتدا از مذہبی تعلیم دیجاتی تو غیر مذہب کی تعلیم انہیں ہرگز خوش نہ آتی اور ہمیشہ دین متین محمدیہ اور شریعت بیضائے مصطفویہ پر آپکو فدا اور دل وجان کو نثار کرتے۔

بچوں کی تعلیم مذہبی اُن کے والدین کے تحت قدرت ہے چنانچہ حدیث شریف آنحضرت الف الف صلواۃ علی قائلہ اس پر شاہد ہے (کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ) یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں باپ اُس کے اسکو یہودی کریں یا نصرانی یا آتش پرست۔ اس شرک اور کفر کے والدین ہی باعث ہوتے ہیں۔ بچہ تو فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین گمراہ کی پرورش اُس کو بھی گمراہ کردیتی ہے۔ اہل اسلام بچہ کو تمیز اور شعور کے وقت سے اس کو صلحا اور اہل تقوی کی صحبت میں رکھیں فیض صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

صحبتِ صالح ترا صالح کند ٭ صحبتِ طالح ترا طالح کند

افسوس صد افسوس فرقہ اناث میں مذہبی تعلیم بالکل مفقود ہے جس محفل میں جاؤ وہاں یہی چرچے ہوتے ہیں کہ فلاں لڑکی نے میٹرک پاس کیا۔ فلاں لڑکی نے انٹرنس فلاں لڑکے نے ایف اے۔ فلاں نے بی اے پاس کیا۔ معزز خواتین اسی پر آپ قیاس کرسکتی ہیں کہ فی زمانناً لوگوں کو غیر مذہبی تعلیم سے کس قدر دلچسپی ہے کسی تقریب میں کسی کی زبان سے یہ نہیں

سنا گیا کہ فلان لڑکی نے صحاح ستہ سے انفراغ حاصل کیا۔ فلان کی فضیلت کی دستاربندی ہوئی فلان لڑکی مشکوٰۃ شریف پڑہتی ہے فلان نے ہدایہ ختم کیا۔ جس لڑکے نے (بی۔ اے) پاس کیا تو وہ فخر خاندان بلکہ عقل اول ہوگیا کہ کوئی اُس کا ثانی عالم مین نہین ہے۔ افسوس کہ ایسی نازک حالت مین بہی معزز خواتین کے ضمیر منیر مین یہ امر جاگزین نہین ہوتا کہ غیر قوم کی تقلید و اتباع چھوڑ دین اور اپنے اسلاف کی پیروی کرین۔ میری تہ دل سے یہ دعا ہے کہ ہادی برحق پردہ ترین ازمنہ خواتین اہل اسلام کو جلد راہ پر لاوے اور علوم دینیہ کی تحصیل مین وہ ساعی و سرگرم رہین۔ اور علوم دین کے اصول بموجب ان اشعار کے یہ ہین۔ نظم۔

سہ آمد اصل دین اے مومن صاف ؛ کتاب و سنت و اجماع اسلاف
قیاس و راسخان علم برحق ؛ بود باہر سہ اصل دین ملحق۔

اور علم کی طلب ہر مسلمہ و مسلم پر ضروری ہے بموجب اسکے (طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ) اور یہ حدیث علم کی تحصیل کے ضروری ہونے پر دال ہے (اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَ لَوْ كَانَ فِي الصِّيْنِ) یعنی علم کو طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو یعنی علم دین کیسی ہی دور اور دراز راہ پر ہو اسے حاصل کرو۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ اِس حدیث کے لئے سیکڑون کوس کے مراحل اور منازل طے کرتے تھے یا اب ایک یہ زمانہ ہے کہ اگر کوئی عالم محلہ ہی ہو تو اس سے علم دین کا استفادہ نہین چاہتے۔ بخلاف غیر علوم دین کے کہ انکے حاصل کرنے کے لئے لاکھون روپیہ صرف کرتے اور منازل بر و بحر اور راہائے خطرناک کو طے کرتے ہین چنانچہ کوئی لندن کو جاتا ہے اور کوئی فرانس اور

کوئی جاپان وغیرہ کو اور جولڑ کا لان بلاد سے پڑھکر آتا ہے تو مان باپ کو بجائے قبلہ وکعبہ کے (بلیک مین) یعنی کالا آدمی کہتا ہے۔ اور اگر کوئی نیکبخت آدمی اپنے بچے کو قران حفظ کرنے کی تعلیم دینا چاہتا ہے تو انگریزی مذاق کے لوگ یہ کہتے ہین کہ کیا کسی مقبرہ مین یا کسی قبر پر انکو بٹھاؤ گے۔ مجھے قوی امید ہے کہ معزز خواتین میری اس ژاژ خائی کو قدردانی کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائینگی

راقمہ این چند سطور دختر خورد قاضی مولوی حکیم محمد تفضل حسین خان
قادری حقانی از حیدرآباد دکن محلہ اندرون دروازہ چادرگھاٹ عقب
مسجد الماس ۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۵ھ

# بچون کی غذا

دودھ بچون کی غذا ہے اور بچون کی پرورش مین مجھکو کچھ کہنا ہے اس لئے ضرور ہوا کہ دودھ کی بابت کچھ عرض کرون۔

یہ مصدقہ ہے کہ دودھ جس وقت جانورون کے تھن سے نکلتا ہے اُس وقت اُس مین اگر جانور کسی بیماری مین مبتلا نہون تو کسی قسم کے جرم یعنی کرم نہین ہوتے جن سے کسی قسم کے امراض پیدا ہوسکتے ہون لیکن تھوڑی دیر اگر کھلا رکھا رہے تو ڈاکٹرون کے مقولہ کے موافق بیشک جرم امراض پیدا ہوجاتے ہین اس لئے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ دودھ کو جوش دے لیا جائے جس سے ڈاکٹرون کا بیان ہے کہ ہر قسم کے جرم مرجاتے ہین۔ البتہ اس مین یہ قباحت ہے کہ جوش دیئے ہوئے دودھ مین ڈاکٹرون کی رائے ہے کہ چند تبدیلیان ایسی ہوجاتی ہین کہ وہ بچون کے حق مین اس قدر پرورش کنندہ اثر نہین رکھتا جیسا کہ تازہ دودھ رکھتا ہے

اسلئے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ دودھ کو جوش آنے کے درجہ تک حدت پہنچائی جائے محض ہلکی آنچ پر گھنٹہ بھر تک ہنے دیا جائے تاکہ جرم پورے طور سے ضائع ہو جائیں یہ تجربہ کیا ہے کہ اس قسم کے دودھ کو بالائی اُتارنے کے بعد بغیر پانی ملائے بھی بچون کو پلا دینے سے کچھ ضرر نہین ہوتا۔ بلکہ آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ بچون کو عرصہ تک دودھ مین پانی ملا کر استعمال کرانے سے بعض اوقات پرورش ناکافی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہڈیان کمزور رہجاتی ہین۔

جب بچے کسی وجہ سے جانورون کے تازہ دودھ کو ہضم نہ کرسکین تو اُنکو عارضی طور پر ٹین کے ڈبون کا دودھ ایک چمچہ مین بارہ چمچہ پانی گھول کر دینا مناسب ہے اس طریقہ سے بچون کو پرورش کرتے رہتے جب بچہ چھ ماہ کا ہوجائے تو اُس کو مان کے دودھ کے علاوہ دیگر غذا کے دینے کی تدبیر کرنی لازمی ہے اسلئے بہتر ہے کہ دودھ مین کسی قسم کا نشاستہ مثلاً بھنے ہوے جو کا پانی ملا کر دینا مفید ہے اور جب دانت نکل آوین تو بسکٹ یا نان یا کھلانا یا دال کے پانی مین جس کے اندر مرچ مصالحہ کم پڑا ہو استعمال کرانا بہترین غذا ہوتا ہے۔

ڈیڑھ برس بعد چاول یا روٹی نرم گوشت مین ملا کر کھلانا بہتر اور مناسب ہے دو برس کے بعد معمولی غذائین بتدریج سب کھلائی جائین۔

(باقی آئندہ) اختر دلہن

## دو بہنون کی خط وکتابت

پیاری نصرت خاتون خدا تم کو خوش وخرم رکھے، آج مجھے انتظار مین تمہارا خط ملا، تم نے جس تفصیل سے گھر کی تمام باتون کو لکھا ہے

اِس سے مجھے اور بھی خوشی ہوئی۔ یہ خط کیا ملا گویا کہ تم ملین ایک عربی مقولہ ہے کہ

"خط بمنزلہ نصف ملاقات کے ہوتا ہے"

لیکن ایسا خط تو پوری ملاقات ہے

بڑے آکا کا مزاج چڑچڑا تو ہے۔ لیکن بھابی جان پر صد آفرین کہ اُنہون نے اپنی حکمت و اطاعت سے بہت کچھ سیدھا کر لیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی ہی باتین حکمت عملی و قابلیت کہلاتی ہین۔ اور یہی شریف عورتون کا بڑا جوہر ہے،

تم میرا اُن سے سلام کہنا اور یہ خط ضرور دکھا دینا۔

تمہارے اِس خط کو مین نے صرف مزے ہی مزے سے نہین پڑھا بلکہ تمہاری املا کو اور تمہاری تحریر کے طرز کو بھی غور سے دیکھا ہے۔ املا تو صاف ہے لیکن خط ابھی کچا ہے، تم کو مشق کی ضرورت ہے، اور میرے خیال مین کاپیون کی جگہہ تختی پر مصطفائی روشنائی اور واسطی قلم سے مشق کرنی چاہیئے، عورتون کے خط عام طور سے کچے ہوتے ہین، میرا خط بھی کچا ہے، مگر اس مین قصور ہمارا ہی ہے کہ ہم مشق نہین کرتے اور سیدھے کاپیون پر لکھنا شروع کر دیتے ہین، مردون کے مقابلہ مین عورتون کا خط تو بہت اچھا ہونا چاہیئے کیونکہ ان کی انگلیون مین تو قدرتاً لوچ زیادہ ہوتا ہے اسی سبب سے عورتین دستی صنعت اور تصویر کشی وغیرہ کے لئے زیادہ موزون ہین

نصرت بانو! دہلی مین کبھی عورتون مین بڑی دستکاری تھی، غریب اور شریف گھرانون کا گذر اسی پر ہوتا تھا۔ مگر اب تو اس زمانہ کی لڑکیون نے پرانی دستکاری کو بھی بُھلا دیا ہے۔ اور بُھلا کیا دیا ہے اُس سے نفرت کرتی ہین۔ پہلے جو لڑکیان

کپڑے کی شوقین ہوتی تھین وہ اپنے ہاتھ سے سیتی تھین اور طرح طرح سے سیتی تھین، کپڑا خود رنگتی تھین، اور ایسے ایسے رنگ ہوتے تھے کہ دھنک بھی شرماتی تھی۔ مگر اب تو اپنے ہاتھ سے اگر کوئی کچھ سیتا ہے تو تکیہ کے غلاف، یا میز پوش، اور رنگنا تو کوئی جانتا ہی نہین۔ آئے دن درزیون، مغلانیون کے یہان کپڑے سلتے ہین، اور اگر رنگنے کی ضرورت ہوتی ہے تو رنگریزون کے ہان رنگے جاتے ہین۔

بات کہان سے کہان چلی گئی مین تو تم کو یہ کہہ رہی تھی کہ عورتون کے ہاتھ دستکاری اور خوشخطی کے لئے بہت موزون ہین، خوش خطی بھی ایک بڑی صنعت ہے۔ دیکھو! اگر کوئی بیوی خوش خط ہون اور وہ کسی مطبع سے کاپیان لکھنے کا بندوبست کرلین تو گھر بار کے دھندون مین بھی رہکر (۴۵) روپیہ مہینہ پیدا کرسکتی ہین۔ یہان ہمارے پڑوس مین ایک بیوی رہتی ہین جو بیوہ ہین انکا ایک لڑکا سرکاری مطبع مین (۴۰) روپیہ کا نوکر ہے، اسکے بھی بیوی بچے ہین، ان بیوہ کے ایک لڑکی بھی ہے جسکی ٹانگون پر تو اس سال فالج گرا تھا، ان بیوی کے شوہر بھی خوش نویس تھے اور اُنھون نے سارے گھر کو خوش نویس بنا دیا تھا، یہ دونون مان بیٹیان اجرت کرتی ہین۔ مطبع سے اُجرت پر کاپیان آجاتی ہین اور (۷۰) روپیہ مہینہ دونون مان بیٹیان پیدا کرتی ہین نہ بیٹے کا احسان ہے، نہ بہو کی دست نگری ہے، مامتا کے مارے رہتی بیٹے کے ساتھ ہین مگر اپنا خرچ خود کرتی ہین اور پوتی پوتون پر بھی دس پانچ روپے مہینہ اُٹھا دیا کرتی ہین لڑکی کے لئے زیور پر زیور گھڑوا رہی ہین۔ ایک دن مجھ سے کہتی تھین کہ اگر خدا نے آنکھین سلامت رکھین اور دس پانچ برس بھی گھر مین خیریت

رہی۔ اور کوئی مصیبت نہ آئی تو مین اس لڑکی کے لئے اتنا جمع کرجاؤنگی کہ اگر خدانخواستہ اس کے ہاتھ بھی مارے جائین تو بھی یہ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ یہ مان بیٹیان بڑی رحم دل ہین۔ ایک سیدانی کی بچی بھی اِنکے پاس رہتی ہے، کیسے شوق سے پڑھاتی ہین اور کیا مجال جو اس سے تنکا بھی اُٹھواتی ہون۔ ہر وقت اس کے منہ کو دیکھا کرتی ہین۔ کہتی تھین کہ شاید اِسی بچی کی بدولت خاتون جنت کا ساتھ نصیب ہو جائے، لو ایک بات اور سنو۔ ابھی بھائی جان ایک کتاب ہاتھ مین لئے ہوئے اندر آئے اور کس طعنہ سے اُنہون نے اِس کی لوح ہم سب کو دکھائی۔ یہ کتاب اعظم گڈہ کے ایک مطبع مین چھپی ہے اور اِس کو کانپور کی ایک خاتون نے لکھا ہے کیسا اچھا خط ہے۔ بھائی جان کے کسی دوست نے اُنکو بتلایا ہے کہ اِس خاتون کے خاوند بھی کاتب ہین، اور بیوی میان سے زیادہ کما لیتی ہین۔

یہان عورتون کا ایک کلب بھی ہے، اور بڑا اچھا کلب ہے چارون طرف بڑی اونچی اونچی دیوارین ہین۔ اندر بہت خوبصورت عمارت ہے۔ بیڈ منٹن، اور ٹینس وغیرہ کے لان بھی ہین۔ اونچے اونچے درختون مین جھولے بھی پڑے ہوئے ہین۔ دو درجے کا باغ ہے یہ جھولے نیچے کے حصہ مین ہین۔ یہان ہمیشہ بڑے بڑے جلسے اور پارٹیان ہوتی ہن۔ چار سال ہوئے جس نمائش مین مینے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزین بھیجی تھین۔ وہ نمائش بھی اسی عمارت مین قائم ہوئی تھی اس کلب مین بڑے بڑے عہدہ دارون اور جاگیرداروں کی بیویان شامل ہین حضور سرکار عالیہ اِس کلب کی مربی ہین اور اس کی ترقی پر بڑی توجہ ہے اِس کی معتمد آبرو بیگم صاحبہ ہین جنکا نام تم نے بارہا سنا ہوگا اور بہت سے اخبار و

رسالون مین دیکھا ہوگا۔ یہ ہمارے مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی ہمشیرہ صاحبہ ہین، بڑی خلیق ہین۔ اور کیون نہو کیسے بھائی کی بہن اور کیسے باپ کی بیٹی ہین۔ اِن کے باپ مولانا خیرالدین صاحب کے لاکھون مرید تھے بسرکار عالیہ اِن پر بہت مہربان ہین اور یہ اُن کے سایۂ عاطفت مین بڑی خوشی سے اپنی زندگی بسر کر رہی ہین۔ مین ابھی باقاعدہ تو اِس کلب کی ممبر نہین بنی ہون اسلیئے زیادہ تفصیلی حالات نہین معلوم۔ آئندہ مہینہ مین جب ممبر ہوجاؤن گی تو سب حالات لکھون گی بھلا ایسی باتین لکھنے سے کیونکر معلوم ہوسکتی ہین یہ تو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہین۔ خدا کرے ابا جان تمھین اجازت دین اور تم یہان دو تین مہینہ آکر رہو اُس وقت تمھین معلوم ہوگا کہ عورتین بھی کسقدر خوش قسمت ہین۔ جن کو بھوپال مین ایسی دلچسپیان میسر ہوجاتی ہین۔

اِسی کلب مین مجھے ایک عہدہ دار کی بیوی ملی تھین۔ تم تو جانتی ہو کہ مین کیسی باتونی ہون اور کیسی ملنسار ہون پانچ منٹ ہی مین اچھا خاصا بہناپا ہوگیا۔ دوسری ملاقات مین عورتون کے پیشون پر کلب مین بڑی لمبی چوڑی بحث ہو رہی تھی اور بحث اِس بات پر زیادہ تھی کہ ایسے کونسے سہل کام ہین جن کو عورتین اچھی طرح کرسکتی ہین۔ اِن بیوی نے بہت زیادہ زور جلد سازی پر دیا۔ وہ کہتی تھین کہ ہمارے گھر مین اِس کا بڑا کارخانہ ہے اور مینے اِس کی مشق اور تجربہ کیا ہے۔ بہت سہل پیشہ ہے۔

اِسی کلب مین بہت سی تصویرین عورتون کے ہاتھ کی بنی ہوئی لگی ہوئی ہین۔ یہ سب مختلف رنگون سے بنائی گئی ہین۔ بعض تصویرین تو چاک کی بنی ہوئی ہین۔ اور کیسی اچھی کہ صرف بولنے کی کسر ہے، اسی نمائش مین

ایک مرہٹہ خاتون "چمپا بائی" نے سوزن کاری سے سرکار عالیہ کی ایک تصویر بنائی تھی۔ اس تصویر مین اِن کے تمغہ اور تمغون کا لباس بھی تھا۔ کیسی اچھی تصویر ہے جو دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ سُنا ہے کہ سرکار عالیہ نے بڑی قدر دانی کی اور چمپا بائی کو بہت کچھ انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا۔

دوسری جو تصویرین ہین وہ سب قیمت سے ہی خریدی گئی ہین اور سُنا ہے کہ بڑی بڑی قیمتین ادا کی گئی ہین۔ مگر یہ سب میمون کے ہاتھ کی ہین۔ ہندوستانی عورتین بھلا ایسے پیشون کو کہان سیکھ سکتی ہین یہ تو کچھ میمون کا حصہ ہے۔ سیکھین تو بہت کچھ۔ مگر غریبون کو کوئی سکھانے یا سیکھنے کا موقع تو دے۔ جو جفاکشی اور محنت کا مادہ ہے وہ بھلا میمون مین کہان۔

انہین تصویرون مین سرکار عالیہ کے ہاتھ کی بنائی ہوئی بھی دو تصویرین ہین۔ اور ایسی تصویرین ہین کہ بیساختہ "سبحان اللہ" کہنے کو جی چاہتا ہے۔

میمون کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویرین بھلا اِن تصویرون سے کیا مقابلہ کر سکتی ہین۔ فن کے جاننے والے نہین معلوم کیا کہتے ہون گے مگر یون دیکھنے مین تو سرکار عالیہ کی تصویرون سے وہ تصویرین کسی طرح لگا ہی نہین کھا سکتین آخر ہماری سرکار بھی تو ہندوستانی ہی ہین جو ان میمون پر سبقت لے گئین۔ اور ہان! سرکار نے یہ فن بچپن مین نہین سیکھا ہے دس بارہ سال ہوئے جب شوق ہوا تھا اور اتنے عرصہ مین ایسا کمال پیدا کیا ہے پھر یہ نہین کہ لگاتار اسی کام کی طرف مصروف رہین بلکہ ریاست اور ملک کے کامون سے جب کبھی سال مین دس پانچ دن فرصت ملی تو اس شوق کو بھی پورا کر لیا۔

غرض گھر میں بیٹھکر بھی عورتیں بہت کچھ کرسکتی ہیں تمکو اسوقت جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ خط خوصاف کرلو دہلی مین کاپی نویسی کا سامان افراط سے ملتا ہے حافظ خیر اللہ خان سے آسانی کے ساتھ اصلاح بھی ملسکتی ہے اسی کے ساتھ ساتھ سوزن کاری اور بنائی کا کام سیکھنا یہاں کے زنانہ اسکولوں کی لیڈی سپرنٹنڈنٹ مسز شش صاحبہ نے سرکار عالیہ کا حکم سے اُردو مین ایک بہت اچھی کتاب لکھی ہے اسکو سامنے رکھکر سیکھنی سے بنائی کا کام تو بہت جلد آجاتا ہے، پچھلے ہفتہ سے مین نے بھی سیکھنا شروع کردیا ہے ایک نسخہ مین تمہارے لئے بھیجتی ہون۔ یہ کتاب تو مین بھیج رہی ہون، تمہارے بھائی جان نے معاشرت و معیشت کئی دن سے تمہارے لئے لاکر رکھی ہے لیکن وہ تو یہ کہتے ہین کہ سرکاری کامون سے فرصت ہی نہین ملی جو کتاب بھیجی جاتی لیکن بات یہ ہے کہ وہ گھر کو خط لکھنے یا کوئی چیز بھیجنے مین ہمیشہ سُست ہین اسلئے وہ کتاب پڑی رہی اب مین اپنی کتاب کے ساتھ اسکو بھی بھیج رہی ہون اس کتاب کی نسبت مین صرف تمکو اتنی نصیحت کرونگی کہ اسکے ہر صفحہ کو بڑے غور کیساتھ پڑھنا۔ اگر تمنے غور کے ساتھ پڑھ لیا تو خانہ داری کے سارے فنون سے واقف ہوجاؤ گی۔

رمضان کے دن ہین زیادہ کام تو ہوتا نہین جی چاہتا ہے کہ تمکو صفحہ کے صفحہ لکھتی چلی جاؤن لیکن زردی کا بُرا ہو کہ اس نے ہاتھ پاؤن سب بیکار کر رکھے ہین خیر اسپر بھی مین تو لکھتی مگر قاسم آیا اور دوات پھینکدی۔ خوش رہو زندہ رہو،

تمہاری بہن

بشیر بانو

# التماس

در بارہ

## پرورش و امداد معذورین

نواب وقار الملک مرحوم کا نام اور اُنکی صفات و سیرت کا کچھ نہ کچھ

تذکرہ آج ہندوستان مین مسلمانون کے ہر مرد وزن اور بچہ بچہ کی زبان پر بڑے ادب و احترام کے ساتھ ہے اور ہر شخص اس زمانہ مین اُنکو سلف صالحین کا مکمل نمونہ اور اسلامی اخلاق کی ایک اعلیٰ مثال سمجھتا ہے اِس مین شک نہین کہ جو شخص مرحوم سے جس قدر قریب تھا وہ ہی اُنکا سب سے زیادہ مداح اور اُن کے اخلاق کا معترف ہے اور جسکو اُن سے بہت زیادہ سابقہ و معاملہ رہا ہے وہی اُنکی راست بازی و صداقت کا سب سے زیادہ گرویدہ ہوا ہے خانگی اور پبلک زندگی مین سرکاری ملازمت اور قومی خدمت مین غرض ہر جگہ جہان اُنکو دیکھو جس پہلو پر آزماؤ اور جس طرح چاہو اُن کے کامون پر غور کرو استقلال، دیانت، سچائی، انکسار، اتقا اور خدا پر توکل ہی نظر آئیگا اور یہ ہی وہ صفات ہین جو ایک مسلم کا حقیقی جوہر ہین۔

ملازمت ادنیٰ یعنی بیگاری مین جس طرح نماز کے لیے روکے جانے پر وہ مستعفی ہو جاتے ہین اسی طرح حیدر آباد کے اعلیٰ مناصب سے محض اپنی خود داری اور اپنا وقار قایم رکھنے کے لیے استعفا دیدیتے ہین۔

ریاستون کی مشکلتون پر ہمیشہ ایمانداری اور صداقت غالب رہی اور اُن کے اس کیرکٹر کا نقش ان کے مخالفون کے دلون پر بھی قایم ہوگیا۔ نواب محسن الملک مرحوم جو اُنکے سب سے بڑے سیاسی رقیب تھے باوجود ان رقابتون کے جب ایک مرتبہ بیمار ہوکر زندگی سے مایوس ہوجاتے ہین تو اپنے

سارے گھر کے انتظام کا اور اپنی بیگم صاحبہ کی آئندہ زندگی کے بندوبست کا اُن ہی کو وصی کرتے ہین۔

اس زمانہ مین جب کہ حیدرآباد کی وزارت عملاً اُن ہی کے ہاتھون مین تھی اور وہ ہی سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے تھے اُنکی رفیع الشان کوٹھی غریبون کا مسکن اور ملجا و ماوا تھی۔ صبح کے وقت اُنکی کوٹھی کے آراستہ کمرون مین مساکین و غربا ہی نظر آتے تھے۔

لوگون نے دیکھا ہے کہ وہ اُنکے ساتھ اُن کی مصیبت پر اشکبار ہوتے تھے اور یہ تو مشہور ہے کہ ایک مستحق کے لئے ہمدردی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ لیکن نا ممکن تھا کہ سرکاری طور پر اُن کے ساتھ ذرا بھی ناجائز یا خلاف قانون رعایت ہو سکے۔

ایک بزرگ کا جو اُن کی پیشی مین سالہا سال بطور پیشکار رہے ہین اور ایک منصب جلیلہ پر فائز ہین بیان ہے کہ وہ ہمیشہ چراغ کی روشنی مین خدا کی اطاعت اور سورج کی روشنی مین گورنمنٹ نظام کی خدمت کیا کرتے تھے۔

غریبون کے ساتھ اُن کی مالی ہمدردی اعزا اور ذوی القربیٰ اور مساکین و یتامیٰ کی نقدی اعانت کا اندازہ اُنکے انتقال کے بعد ہوا ہے کہ اس پنشن کے زمانہ مین بھی وہ اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصّہ اس مد مین صرف کیا کرتے تھے اور اِس طرح کہ داہنے ہاتھ سے دیتے تو بائین ہاتھ کو خبر نہوتی معذورین و محتاجین کی مصیبتوں کا جو درد اُنکو تھا وہ قومی جلسون مین شرکت یا قومی چندون سے دور نہین ہوتا تھا بلکہ اسکے لئے وہ خود مستقل تدابیر اختیار کرتے اور لوگون کو

اُن پر توجہ دلاتے۔

چنانچہ ذیل مین اُنکے ایک مضمون کو جو ایک چوتھائی صدی قبل بطور پمفلٹ اُنھون نے شائع کیا تھا ہم اسلیے شائع کرتے ہین کہ آج بھی خواتین کرام اُسکو پڑہین اور جو تدابیر کہ مرحوم نے غریب عزیزون اور معذورین و مجبورین کی اعانت کی بتائی ہین اُن پر غور کرین اور عمل کرین۔

درحقیقت یہ تدابیر بہت زیادہ خواتین ہی کے غور اور عمل کے لایق ہین اور اگر وہ ان کی عامل ہوجائین تو خاندانون سے ان دردناک مصائب کے بڑے جز کا خاتمہ ہوجاے۔

اس مضمون کو اور ہماری اس مختصر تمہید کو پڑہتے وقت خواتین کو یہ واقعہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ مشتاق حسین یا وقار الملک کی ابتدائی سیرت یا اُنکے کیرکٹر کی بنیاد صرف آغوش مادرین ہی قایم ہوئی تھی اور چند مہینے کے یتیم بچہ کو بیوہ مان نے ہی اس زندگی کیلیے تیار کیا تھا۔

سچ ہے کہ ہر مان اپنے بیٹے کو مشتاق حسین نہین بنا سکتی لیکن وہ مشتاق حسین کی جیسی مان بننے کی تو کوشش کرسکتی ہے۔

---

اس وقت مسلمانون مین کوئی شہر اور کوئی قوم اور کوئی محلہ بلکہ کوئی خاندان ایسا باقی نہین ہے جسمین کچھ ایسے بیکس اور معذور اور درماندہ اشخاص موجود نہون جو اپنی مدد آپ نہین کرسکتے۔ اور اگرچہ اتفاقات اور حوادث زمانہ سے ہر وقت مین اور ہر قوم و ملک مین اس قسم کے واجب الرحم اشخاص موجود پائے گئے ہین اور پائے جاتے ہین لیکن ہمارے اس زمانہ مین اور خصوصاً مسلمانون مین یہ پُر افسوس حالت بہت ہی دردناک

درجہ تک ترقی کر گئی ہے اور ترقی کرتی چلی جاتی ہے بیواؤن سے بدتر اکثر سہاگنون کا حال ہو رہا ہے اور اکثر مردون کی حالت عورتون سے زیادہ ردی دکھلائی دیتی ہے غور کرو کہ عورتین جو دن بھر چرخہ کات کر پسائی پیسکر اور اگر زیادہ سگھڑ ہین تو سلائی سی کر بشکل تمام اپنا گذارا کرتی ہین۔ جبکہ وہ بیمار ہوتی ہین تو اُن کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ مرد جو دن بھر محنت کرنے کے بعد شام کو دو آنے کما کر لاتا ہے اور اُس مین اپنا اور اپنے بال بچون کا دوزخ بھرتا ہے جب وہ خود آزاری ہے تو بتلاؤ کہ اس وقت اُس کے گھر پر کیا گذرتی ہوگی۔ جن مصیبت کے مارون کے لئے نہ ٹھیک طور سے پیٹ کو ٹکڑا میسر ہے اور نہ بدن کو ثابت کپڑا گھر کا چھپر ہے کہ دن کو اُس مین سے سورج اور رات کو مارے نظر آتے ہین چند پولہ پھونس تک میسر نہین جو اُنکی دستی کر سکین تو ایسے آفت زدونکا بار بار بیمار ہونا اور جب ایک دفعہ کسی بیماری مین مبتلا ہون تو مدت تک اُس سے نجات نہ پانا یہ ایک لازمی بات ہے اور ہم سب واقف ہین کہ جس زمانہ مین کوئی بیماری اور وبا کسی شہر یا محلہ مین عام طور سے آتی ہے تو اُن غریبون کی مصیبت ناگفتہ بہ ہوتی ہے گھر کا گھر بیمار ہے نہ باپ کو ہوش ہے نہ ماں مین طاقت ہے بچے جُدا دم توڑ رہے ہین اور کوئی اتنا بھی نہین جو اُن کے منہ مین ایک بوند پانی کی بھی ٹپکا دیوے دوا اور غذا کا تو ذکر ہی کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مین یہ ذکر ادنیٰ قوم کا نہین کر رہا ہون شیخ، سید، مغل، پٹھان جتنی شریف قومین ہین کوئی بھی اُن مین اس مصیبت سے خالی نہین۔ مین اپنی قوم کو بھی جو کمبوہ کہلاتے ہین اور جن مین صرف دو تین ہی پشت پہلے تک فی صدی سو کے سو تعلیم یافتہ تھے اور اپنی اپنی حالت مین سب خوش تھے اس سے مستثنیٰ نہین کرتا لیکن جب تھے تب تھے۔ آج تو جنکے گھرون مین افلاس کی سخت تکلیف طاری ہو وہان بچون کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ درجہ دوم کا مسئلہ ہے۔

۲ ۔ مین اس دردناک بیان کو زیادہ طول دینا ضروری نہین سمجھتا تمام اشخاص جنکی توجہ ان معاملات پر درکار ہے بخوبی جانتے ہین کہ کس طرح پر ایک جم غفیر اس مصیبت مین مبتلا ہے

اکثر لوگ اور خصوصاً وہ جنہون نے اپنی خاندانی شرافت اور آبرو محفوظ رکھنے کی غرض سے آخر وقت تک دست گدائی دراز نہین کیا ہے اور سوال کے لئے لب نہین کھولا ہو سخت سی تکلیف اور مصیبت مین مبتلا ہین - اور میری اس گذارش کا مقصد یہی ہے کہ جہانتک ممکن ہے کوئی نہ کوئی بند وبست ایسا ضرور ہونا چاہئے کہ ان لوگون کی یہ موجود مصیبت رفع ہو - یہ کوئی انسانیت نہین ہے کہ ہم اچھا پہنین اور اچھا کھاوین اور آرام وعیش سے گذارین جبکہ ہمسایہ مین دو دو وقت چولہے مین آگ تک بھی نہ جلے ہم کیا اپنے شہر کے سالانہ باغون کے جلسون کی دہوم دہام سے خوش ہو سکتے ہین جبکہ غریب آدمیون کے بچے چار چار آمون کو ترستے ہون کیا اپنے بال بچون مین بیٹھکر ہنسی خوشی سے ہم اپنا دل بہلا سکتے ہین جبکہ اپنے ہی ابنائے جنس مین سے کچھ بال بچے سردی اور گرمی، بیماری اور فاقہ کی تکلیف مین مبتلا ہون اور کوئی ان کی بات تک کا پوچھنے والا بھی نہ ہو۔

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست
بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست

مین بدل اس بات کا مقر ہون کہ بلا شبہ تمام لوگ جنکی طرف اس وقت میرا روئے سخن ہے سب بدل اس بات کے آرزومند ہین کہ اس مصیبت زدہ گروہ کی مدد کیجاوے اور انکو اس حالت سے نکالا جاوے مگر واقعہ یہ ہے کہ جو مدد ابتک اُس واجب الرحم گروہ کی ہوئی ہے اور ہوتی ہے کافی نہین ہے تو اب خواہ نخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا تدبیر اختیار کیجاوے جس سے اُن غریبون کی امداد کے لئے کافی سرمایہ بہم پہنچے۔ اسلام مین صدقات ومبرات کی بہت سی ترغیبات کے علاوہ جو ایک باضابطہ صیغہ اس غرض سے قایم کیا گیا تھا وہ زکوٰۃ کا صیغہ تھا لیکن آج وہ امیر المومنین کہان ہے جو مسلمانون سے زکوٰۃ کو سرکاری مالگذاری کی طرح وصول کریگا اور بیت المال سے ان غریبون کی مدد کرے گا ابتو جس زمانہ مین ہم گذر رہے ہین اسی کے مناسب حال اگر ہم

کچھ کر سکتے ہین تو اُس کو کرنا چاہیے۔

۳۔ ایک عام طریقہ جس کی طرف ایسے موقع پر ہمیشہ خیال رجوع ہوتا ہے عام چندہ کا طریقہ ہے لیکن ہم بن سی جن لوگون کو چندہ کے کام کا تجربہ ہے وہ یقیناً سب اسباب مین مجھ سے متفق ہونگے کہ چندہ کا ذریعہ ایسی مستقل اور دوامی ضرورت کیلئے کوئی قابل اطمینان ذریعہ نہین ہے اور مالیت کے لحاظ سے بھی چندہ کے ذریعہ سی ہم دسوان حصہ اُس رقم کا بھم نہین پہنچا سکتے جو اس کام کے لیئے درکار ہے خاص اپنے شہر امروہہ کے علاوہ جسکی کیفیت مجھکو زیادہ تفصیل سے معلوم ہے دوسرے بعض شہرون کا بھی مجھکو تجربہ ہوا ہے اور جن دوسرے واقف کار اشخاص سے اس باب مین مجھکو گفتگو کا اکثر اتفاق ہوا ہے سب اس مین متفق ہین کہ کم و بیش ہر جگہہ یہی حالت ہے اور چندہ کے ذریعہ کسی جگہہ اس مین کامیابی کی امید نہین ہے اور گو اس مین شبہہ نہین کہ اس ناامیدی کی اصل وجہہ ہم لوگون کی کم ہمتی ہے مگر کچھ عرصہ سے ایک بڑی وجہہ ہماری ناداری بھی ہے۔ خیر اصل وجہہ کم ہمتی ہو یا ناداری ہو یا اور کوئی وجہہ ہو نتیجہ سب کا ایک ہی نکلتا ہے یعنی کہ چندہ کے ذریعہ سے اس مقصد مین کامیابی کی کوئی امید نہین ہے تو پھر اب سوچنا باقی رہا کہ دوسرا کیا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جس سے مطلوبہ سرمایہ بہم پہنچے۔

۴۔ مین نے کچھ عرصہ سے برابر اس معاملہ پر غور کیا ہے اور میرے نزدیک اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہو سکتی کہ جو روپیہ فضولیات مین صرف ہو رہا ہے اُس کو وہان سے بچا کر ضروریات مین صرف کیا جاوے۔ اگر ہم بغیر زائد سرمایہ بہم پہنچائے ہوئے کوئی کام کر سکتے ہین تو وہ صرف مصرف کو بدل دینے سے کر سکتے ہین اور بالفعل مین اس تجویز کی تکمیل کے لیئے جو پیش کر رہا ہون صرف شادی کی چند تقریبات کے مصرف کو بدلنا چاہتا ہون اور اگر ان مین کامیابی ہوئی تو پھر آئندہ رفتہ رفتہ

بہت سی رقوم کو ہم اسی طرح ایک خانہ سے اٹھا کر دوسرے خانہ مین رکھ سکینگے جن سے اور بہت سے قومی کام جن مین اکثر روپیہ کی ضرورت دائمی ہوتی ہے آسانی سے انجام پاسکینگے۔ اور بالفعل وہ چند تفریبین حسب ذیل ہین۔

اوّل۔ توڑون اور حصون کی بہاجی خواہ وہ دولہا کی طرف سے ہو یا دولہن کی طرف سے ہو۔

دوم۔ مکلاوہ کا کہانا۔ دلہن کی رخصت کے دن یہ کہانا دولہ کے یہان بہیجا جاتا ہے اور وہان سے تمام کنبہ برادری وغیرہ مین بہاجی کی طرح تقسیم ہوتا ہے۔

سوم۔ بری کی مٹھائی اور میوہ جو دولہ کے یہان سے دولہن کے یہان جاکر بہاجی کی طرح تقسیم ہوتا ہے۔

چہارم۔ دعوت ولیمہ کا وہ حصّہ جو منشاے دعوت ولیمہ سے زائد ہے اور جسکی تفصیل مین آئندہ بیان کرونگا آتشبازی اور ناچ رنگ کی محفلین وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بہت سی لغویات ہین جو فوراً موقوف ہونی چاہئین اور مین نے اس فہرست مین اُن کو صرف اسلئے شامل نہین کیا کہ میرے یہان ایک عرصہ دراز سے انکا رواج نہین رہا ہے اور چونکہ مین اِس تجویز کو صرف لفظون سے نہین بلکہ عمل سے شروع کرنا چاہتا ہون لہذا مین نے یہان صرف انہین مدات کے ذکر پر اکتفا کیا ہے جسکی نسبت مین اپنی تجویز کی مطابق عمل کرنا چاہتا ہون اور مجھکو امید ہے کہ اگر میری اس تجویز پر بزرگانِ قوم نے توجہ فرمائی تو آتشبازی اور ناچ رنگ کے لغو مصارف بدرجہ اولیٰ اور فوراً متروک کئے جاوینگے۔

۵۔ بہاجی اور مکلاوہ کا کہانا اور بری کی مٹھائی اور میوہ اِس کی تقسیم جس طرح ہوتی ہے سبکو معلوم ہے بہت ہی کم حصّہ اُنکا غربا کو پہنچتا ہے اور خصوصاً اُن معذور اور بے زبان غربا کو جنھے اِس وقت ہمکو سروکار ہے باقی جو کچھ ہے وہ صرف ایک نمائشی

معاوضہ اُن چیزون کا ہوتا ہے جو دوسرون کے گھر سے ہمارے گھر آتی ہین اور دوسرے دن جسکا کچھ بھی اثر باقی نہین رہتا اور جن لوگون کو وہ حصّے پہنچتے ہین جب وہ اس بات پر غور کرین کہ ایک اُنکا حصّہ موقوف ہونے سے کیسا معقول سرمایہ غربا کی بسر اوقات کے لیے مہیا ہو سکتا ہے تو جہانتک میری سمجھ کام کرتی ہے مین سمجھتا ہون کہ کسیکو بھی اُس کی وجہ سے شکایت نہو گی اور نہونی چاہیے۔

۶- دعوت ولیمہ کی نسبت جناب مولوی احمد حسن صاحب کے اتفاق رائے سے جو ہمارے شہر کے نہایت متبع سنت اور دیندار اور متقی عالم اہل سنت وجماعت کے ہین اور جنپر تمام شہر کا اعتماد ہے یہ امر طے ہوا ہے کہ دعوت ولیمہ کا اصل مقصد اُن چند دوستون کی شرکت سے ہے جنکے ساتھ ناکح کو ایک خاص لطف صحبت حاصل ہو خواہ وہ اُسکے خاندان و برادری سے ہون یا اہل شہر وغیرہ سے ہون باقی وہ کثیر التعداد مہمان جو صرف دعوتون کے معاوضہ کے طور سے اور نام ونمود کی غرض سے بلائے جاتے ہین وہ دعوت ولیمہ کی منشا سے خارج ہین پس دعوت ولیمہ کو اُس کی حد تک قائم رکھکر جو کچھ اسپر مستزاد ہو گیا ہے اُسکو بلا تامل غربا معذورین کی امداد مین شامل کیا جا سکتا ہے۔

۷- اب اُس سرمایہ کی طرز تقسیم پر غور درکار ہے جو حسب مذکورۂ بالا فراہم ہوگا گذشتہ چار پانچ مہینہ مین مین نے برابر اس پر غور کیا ہے۔ اور اپنے خاندان و اہل برادری اور اہل شہر اور دوسرے مقامات کے بعض اہل الرائے سے بھی باہم مشورہ کا اتفاق ہوا ہے بالآخر یہ رائے قرار پائی ہے کہ اگر اس حال کی تجویز مین کامیابی بھی ہو تاہم ابھی عرصہ دراز تک اس بات کی کوئی توقع نہین ہے کہ وہ سرمایہ اس مقدار تک ہم پہنچیگا کہ اُس کی کوئی مستقل جائداد خرید کیجاوے اور اُس جائداد کی آمدنی سے مستقل طور پر مسکین لوگون کی مدد کیجاوے اور اگر کسی مختصر سے سرمایہ کی حالت مین ایسا ارادہ کیا جائے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ بہت کم لوگون کو ہم ابتدا مین مدد دے سکین گے

اُسکا عملی اثر عام لوگون پر جیسا چاہیے ویسا ہو گا۔ لہذا بالفعل یہی مناسب سمجھا جاتا ہی کہ جو روپیہ وصول ہوتا رہا ہے وہی غربا پر اس طرح تقسیم ہو کہ بالفعل ایک سال تک لیے ہر ایک شخص کی طرف سے بیفکری ہو جاوے جس کو اس سرمایہ سے مدد دیجا وے۔ آئندہ کا بھی خدا مالک ہے۔

۴۔ یہ سرمایہ بمفصلہ ذیل کامون مین صرف ہوگا

الف۔ پردہ نشین بیوہ عورتون کی پرورش جنکی بسر اوقات کا اور کوئی ذریعہ نہین ہے۔

ب۔ دوسری پردہ نشین عورتون کی پرورش جو گو بیوہ نہین لیکن کسی اتفاق سے انکا بھی کوئی ذریعہ بسر اوقات کا نہین ہے۔

ج۔ معذور مرد جنکی پرورش کا کوئی ذریعہ نہین ہے۔

د۔ یتیم اور لاوارث بچون کی پرورش اور تعلیم۔

ہ۔ ایسے بچون کی تعلیم مین بقدر ضرورت مدد کرنا جنکے مربی کافی طور پر انکا اہتمام نہین کر سکتے۔

و۔ بیمارون کی دوا و غذا اور دوسری ہر ایک قسم کے ضروریات تیمارداری کا اہتمام جو اپنی بیماری کے وقت مین کوئی دوسرا ذریعہ اپنی مدد کا نہین رکھتے۔

ز۔ مفلس لڑکیون کے نکاح کے اخراجات مین ضروری امداد۔

ح۔ اشخاص مذکورہ بالا کی مدد اُنکے مکانات کی ضروری مرمت مین۔

ط۔ اور کوئی ضروری امداد و مفید عام کام جو مناسب معلوم ہون۔

مذکورہ بالا اخراجات کے لئے کوئی شرح مقرر کرنی ضرور نہ ہوگی بلکہ ہر ایک کی حالت اور ضرورت کے لحاظ سے اُسی قدر مدد دیجا وے گی جسقدر مدد کی کسی شخص کو درحقیقت ضرورت ہے۔

۹- اور بلحاظ گروہون کے جن مین وہ سرمایہ صرف ہو گا سرمایہ کی تقسیم حسب ذیل عمل مین آویگی۔

اوّل- جس شخص سے سرمایہ بہم پہنچا ہے اُسکے خاندان اور کنبہ اور برادری کے غربا کے لئے کوئی مناسب حصّہ۔

دوم- اُن کے محلہ کے غربا کیلئے کوئی مناسب حصّہ۔

سوم- باقی شہر کیلئے کوئی مناسب حصّہ۔

تمام شہر مین جب یہ تجویز جاری ہو جائے تو اسوقت اسی تفریق کے لحاظ سے کمیٹیان مقرر ہون اور ہر ایک قسم کا حصّہ اُس کمیٹی کے اختیار مین ہو اور ہر ایک کمیٹی اپنی تجویز سے اپنے حصہ کی رقم کو امدادہائے مندرجۂ فقرہ ۸ مین صرف کرنے کے لئے مجاز ہو حساب وقتاً فوقتاً مرتب رہے مدد کی تقسیم ماہوار ہو یا جس مناسب طریقہ سے کمیٹی کی رائے مقتضی ہو۔ اطلاع عام کے لئے جمع خرچ چھاپا جاوے مگر اُس مین کسی امداد پانے والے کا نام مشتہر نہ کیا جاویگا۔ تفصیلی حسابات پر جسمین مدد پانیوالون کا نام اور رقوم امداد درج ہونگے صرف ارباب کمیٹی کے دستخط کافی ہونگے امداد کا جو حصہ محلہ اور شہر کا حق قرار دیا گیا ہے اُس مین قوم و مذہب کا کوئی تفرقہ نہوگا البتہ جبکہ مستحقان امداد زیادہ ہونگے اور سرمایہ اُنکے یکسالہ خرچ سے بھی کم ہوگا تو جن لحاظات سے کمیٹی مناسب سمجھیگی بعض کو ترجیح دیگی۔ جو تجویز کمیٹی سے ایک دفعہ ہو جاویگی اُسکو وقتاً فوقتاً کمیٹی اپنے اقتضاے رائے سے منسوخ اور ترمیم بھی کر سکے گی۔

۱۰- یہان تک جو کچھ مینے بیان کیا وہ ایک ایسا مضمون ہے کہ گذشتہ چار پانچ مہینے مین اپنے خاندان اور برادری اور شہر مین اور دوسرے مقامات پر جہان جہان مینے اسکا تذکرہ کیا اکثرون نے اُس سے اتفاق کیا ہے لیکن اس اتفاق سے مین یہ نتیجہ نکالنے کی جرأت نہین کر سکتا کہ جن صاحبون نے اس طرح پر مجھ سے اتفاق کیا ہے

وہ جب وقت آجاوے تو اپنی باری مین قدیمی مراسم کے ترک کرنے کی بھی جرأت کرسکین گے لیکن اگر یہ راستہ چل پڑا تو رفتہ رفتہ پھر لوگ اس گروہ مین شامل ہوتے جاوین گے اور چونکہ بات معقول ہے لہذا اگو دیر مین سہی مگر آخر کار انشاءاللہ تعالے اس مین کامیابی ہوگی۔ معہذا ہمارا کام سعی کرنیکا ہے کامیاب ہونا یا نہونا یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے السعی منی والاتمام من اللہ ہم کو اپنا فرض ادا کرنا چاہئے دوسرون کو اختیار رہے کہ اپنا فرض ادا کرین یا نکرین۔ قدیم وقتون مین صدہا قسم کی رسوم رائج تھین جنکو زمانہ نے غیر مفید سمجھ کر اور اپنے مناسب حال نہ پاکر بتدریج ترک کردیا ہے صدہا باتین جو پہلے نہ ہوتی تہین اب اس زمانہ کے مناسب لوگ ان کو اختیار کرتے چلے جاتے ہین ہمارا مذہب البتہ ہمارے لئے صراط مستقیم ہے جو کچھ ہمکو مذہب کے ذریعہ سے بتلایا گیا ہے اُس کو بلاشبہ قایم رکھنا چاہئے اور یہ فضولیات جس کا مینے اس مضمون مین ذکر کیا ہے ضروریات مذہب مین سے نہین ہین۔ غریب اور معذور مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اور مسلمان بچے جبکہ تکلیف مین مبتلا ہون تو یہ کونسی عقلمندی کا کام ہوگا کہ ہم اپنا روپیہ محض نمائش کی غرض سے فضول صرف کرتے ہون۔ نفل نماز بہت ثواب کی بات ہے لیکن اگر کبھی کوئی قافلہ تشنگی مین مبتلا ہے اور لوگ العطش۔ العطش پکار رہے ہین وہان زیادہ خوبی اسی مین ہے کہ نفلون کو چھوڑے اور ڈول اور رسی ہاتھ مین لے اور پانی بھر بھر کے پیاسون کی پیاس بجھائے۔

صاحبو جب ضرورت کی حالت مین تم نفل نماز چھوڑ سکتے ہو تو فضول رسمون کا ترک کردینا تمہارے نزدیک کوئی مشکل کام نہین ہے خصوصاً جبکہ اُس کے ساتھ ہی ساتھ اسکا بہترین معاوضہ تمام لوگون کی نظرون کے سامنے تمہاری طرف سے ہوا جاتا ہے اور اب یہ تمہارے اوپر منحصر ہے کہ سیر چہلم کے ساتھ ہر رسم کے معاوضہ مین تم اسقدر نقد رقم امداد معذورین مین دو جو اہل برادری اور اہل شہر کو تمہاری نسبت

دوسرا کوئی خیال پیدا کرنیکا موقع نہ ملے۔ اس تجویز کے ذریعہ سے ہم اپنی قوم کو خست کی تعلیم نہین کرتے بلکہ صرف دولت کے مصرف کو بدلے دیتے ہین اور ایک غیر ضروری اور فضول خانہ کی رقم کو اٹھاکر دوسرے خانہ مین رکھے دیتے ہین یہ حال کی موجودہ رواسم جنمین قوم کی دولت کا کثیر التعداد حصہ برباد ہو رہا ہے جقدر مین قایم ہوئی ہین اگر اُسوقت کی سی دولتمندی اور ہمت قوم مین موجود ہوتی اور یہ سیکڑون ہزارون ہمارے ہی ابنائے جنس روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو محتاج اور بحالت تباہ مبتلا ہوتے اور اُن لوگون کی ہمتین جو موروثی رسمون مین اپنی دولت صرف کرنے پر دلدادہ ہین اپنے ان بے زبان اور واجب الرحم ابنائے جنس کی ضرورتون کو بھی ویسی ہی سیر چشمی سے کامل طور پر رفع کرتی ہوتین تو صرف اسراف و معصیت کا مسئلہ باقی رہجاتا جسپر وعظ کرنا قوم کے دیندار عالمون کا کام ہوتا مجھ جیسے ایک جاہل اور گنہگار کا کام نہ تھا کہ بزرگان قوم کے سامنے اس قسم کی جرأت کرتا۔ مگر جو حالت گذر رہی ہے اور جس مصیبت مین لوگ مبتلا ہین وہ ایسی نہین ہے کہ زیادہ عرصہ تک اُس سے بے پروائی کیجاوے اسوقت تک جو کچھ غفلت اُس مین ہوئی وہی مناسب نہ تھی اور آیندہ کے لئے ہر شخص کو ضرور ہے کہ اس مصیبت کے رفع کرنے مین جو کچھ اس سے ہوسکے کوشش کرلے۔

۱۱۔ بعض دوستون نے اس تجویز کے عملدرآمد مین یہ خدشہ پیش کیا ہے کہ اسوقت لوگون نے اگر اس تجویز کو منظور بھی کر لیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ رسمین تو موقوف ہوجاوینگی جنسے شادیون مین رونق ہوتی ہے لیکن جس رسم مین کسی شخص کو سو روپیہ خرچ کرنے چاہیئے تھے اُسکے معاوضہ مین رفتہ رفتہ وہ پانچ روپیہ بھی امداد معذورین مین صرف نہ کریگا مگر اس خدشہ کی نسبت مین عرض کرتا ہون کہ اگر وہ نتیجہ لوگون کے بخل کا ہے تو آج انکو اس سے کون امر مانع ہے کہ اپنے خرچ کو جہانتک ممکن ہو گھٹا وین اور سو روپیہ کی جگہ پانچ روپیہ خرچ کرین اور جو اس قسم کی تنگ طبیعت رکھتے ہین وہ آج بھی یہی کرتے ہین اور اگر وہ نتیجہ اُنکے افلاس

کا ہے اور برادری کی شرم اُن کو اپنی حیثیت اور ہمت سے زیادہ خرچ کرنے پر مجبور کرتی ہے اور آئندہ وہ اس جدید تجویز کے اجرا کے بعد اُس قدر صرف کرنا پسند نکرینگے تو وہ ایک مبارکباد کا مقام ہوگا ہم اس تجویز کے ذریعہ سے روپیہ کو فضولیات مین صرف ہونے سے بچائے دیتے ہین اسکے بعد جہان کہین بھی روپیہ رہیگا روپیہ ہی کا کام دیگا غربا کے کام مین صرف ہوگا تو غریبو نکا اُس سے بھلا ہوگا اگر ان کم استطاعت لوگون کے پاس بچ جائیگا جو برادری کی شرم سے فضول مصارف پر مجبور ہوتے ہین تو وہ قرضہ اور رہائی بھاری سود کی زیر باری اور تباہی سے بچین گے پس دونون نتیجون مین سے جو نتیجہ بھی نکل آوے وہ ہماری اسوقت کی حالت کے لحاظ سے ہر طرح مفید ہوگا۔

۱۲- یہ بات بھی اکثر بیان کی گئی ہے کہ جب ہمنے خاندان و برادری اور شہر کی بہیان لی ہین اور اُنکے یہان عوتین قبول کی ہین تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اپنے یہان کی تقریب مین ہم اُن سب عزیزون اور دوستون کو فراموش کردین اور اُسی قسم کا معاوضہ اُنکے ساتھ نہ کرین اسکے جواب مین مین بہت ادب سے عرض کرتا ہون کہ یہ خیال محض دل کی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے اور ایک شیطانی وسوسہ ہے جو ہمیشہ سے اصلاح کا مانع رہا ہے اگر اس قسم کے خیالات کو وقعت دیجاوے تو ایک دور تسلسل لازم آوے گا اور کبھی کوئی مفید اصلاح نہ ہو سکے گی معہذا ایک بہت بڑی غلطی جسکو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے اس وسوسہ مین یہ ہے کہ اُس مین ہم اپنے دوسرے بزرگان قوم کی نسبت بُرا گمان قائم کرتے ہین جسکا ہم کو کوئی حق نہین ہے اور اُنکی نسبت ایک صریح ناانصافی ہے کسی تجویز کے پیش کرتے اور عمل مین لاتے وقت بشرطیکہ وہ تجویز فی نفسہ عمدہ ہو ہمکو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ ہمارے دوسرے ابنائے جنس بھی بدل اُسکی تائید کرین گے معہذا جب اس تجویز کی روسے ہم نے مطلوبہ سرمایہ کو تین حصون پر تقسیم کیا ہے اور خاندان و برادری اور محلہ اور شہر کو بترتیب

اُس مین شریک کر لیا ہے تو درحقیقت اُس کے ذریعہ سے ہم اُن تینون گروہون کے تمام معاوضون کے بوجھ سے سبکدوش ہو گئے ہین اور یہ امر ہر طرح مسلم سمجھا جائیگا کہ اُن تمام بزرگون مین سے جن کی نسبت اس وقت یہ بحث ہے ایک بھی ایسا ہوگا جو اپنے معذور ابنائے جنس کی پرورش و پرداخت پر اپنی ذات کی ایک وقت کی دعوت اور بھاجی کو ترجیح دیگا۔

۱۳- خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی اعتراض اس تجویز پر جو پیش کی گئی ہے وارد نہین ہو سکتا مشکل اُس مین جسقدر ہے وہ یہی ہے کہ قدیم رسمون کا ترک کرنا خود فی نفسہ بہت مشکل ہے۔ اور اگر ایک دفعہ دل کڑا کرکے اپنا نام اس تجویز کے عاملون کی فہرست مین لکھ بھی دیا جاوے تو عملدرامد کے وقت اُس پر قایم رہنا اس سے بھی زیادہ دشوار کام ہے وہ بہت ہی نازک وقت ہوگا۔

توبہ زمے کردم و آمد بہار
ساقیا توبہ شکنم آرزوست

اور جب تک کوئی شخص اپنے دل کو اسقدر مضبوط نہ کرلے کہ کسی کے بُرا بھلا کہنے کی اُس کو پرواہ نہ رہے اور لا یخافون لومۃ لائم کا مصداق نہ بنجاوے تب تک کوئی شخص اس قسم کی اصلاح کا نام تک بھی نہین لے سکتا اور اسی لئے مین نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ بلا لحاظ اور بلا انتظار اس بات کے کہ دوسرا کوئی شخص میرے ساتھ اس تجویز مین شریک ہوگا یا نہین مین خود اول اس تجویز کا عملدرامد اپنی ذات سے شروع کرون پس مین اس التماس کے ذریعہ سے نہایت ادب کے ساتھ اپنے تمام اہل خاندان کنبہ اور برادری اور احباب اور بزرگان امروہہ کو اور اپنے اُن احباب کو اور بزرگان کو جو دوسرے مقامات مین تشریف رکھتے ہین اطلاع دیتا ہون کہ آج کی تاریخ سے مین نے اپنے آپکو اس تجویز کا پابند کرلیا ہے اور خدا مجھکو اُس پر ثابت قدم رکھے اور یہ پابندی جو مین نے

اپنے اوپر اس طرح عاید کی ہے اُسکا یہ بھی ایک لازمی نتیجہ ہوگا کہ جن رسوم کو مین ترک کرتا ہون اور اُن مین اپنے اہل خاندان و برادری اور بزرگان شہر وغیرہ کی شرکت کی خوشی اور عزت سے محروم رہتا ہون اُن رسوم مین جبکہ وہ دوسرون کے ہان عمل مین آوین مین بھی شریک ہونے سے معاف رکھا جاؤن۔

۱۴- اور چونکہ ابھی مجھ کو اس باب مین کوئی قطعی اطلاع نہین ملی کہ دوسرے کون کون سے عزیز اور دوست اور بزرگ اپنے آپ کو اس تجویز کا پابند کرتے ہین اور جب تک کہ مجھ کو اپنے خاندان و برادری مین سے اور اہل محلہ اور اہل شہر سے اس قسم کے تمام معلوم نہون اُس وقت تک اُن کمیٹیون کا تقرر نہین ہو سکتا جنکا ذکر اس تجویز کے فقرہ ۹- مین کیا گیا ہے لہذا اسکے سوا میرے لئے دوسرا کوئی چارہ نہین ہے کہ جب تک وہ کمیٹیان قایم نہون تب تک تمام اختیارات اُن کمیٹیون کے میرے اختیار مین رہینگے اور سرمایہ کو اُن تین حصون مین جنکا ذکر نوین فقرہ مین ہوا ہے یعنی خاندان و کنبہ و برادری اور محلہ اور شہر پر بلحاظ ضرورت و حاجت مناسب تعداد سے تقسیم کرنا بھی میرے ہی اختیار مین ہوگا اور مجھکو اختیار رہوگا کہ اُس تجربہ کے لحاظ سے جو کارروائی کے وقت مجھکو حاصل ہوگا- تجویزات مندرجہ فقرات ۴ و ۸ و ۹ مین جو مناسب سمجھون ترمیم کرون-

۱۵- آخر مین مین اپنے تمام اہل خاندان اور برادری اور بزرگان شہر اور دیگر بزرگان اہل اسلام کی خدمت مین نہایت ادب اور عاجزی کے ساتھ اِس جسارت کی معافی چاہتا ہون جو اس گذارش مین مجھ سے ہوئی ہے اور جس کے سوا اور کوئی تدبیر اپنے ابنائے جنس کو ایک سخت دردناک مصیبت سے بچانے کی غرض سے میری ناقص سمجھ مین نہین آئی اور مین بمنت عرض کرتا ہون کہ سب صاحب جنکو خدا نے اپنے فضل و کرم سے آج فارغ البالی بخشی ہے موجودہ ضرورت اور اُس تجویز پر جو اُسکے رفع کرنے کی غرض سے عرض کی گئی ہے توجہ فرماوین جسکے بعد مجھے کامل یقین

ہے کہ میری یہ روکھی پھیکی اور خشک تجویز زیادہ بارونق اور شاداب حالت مین آجاوے گی کوئی مشکل سے مشکل کام نہین ہے جبکو کوئی قوم بالاتفاق خداترسی کے ساتھ اور خدا کا نام لیکر شروع کرے اور وہ پورا نہوا اور جو کام آپ کے سامنے ہے وہ آپ کی ہمتون کے سامنے کچھ بھی مشکل نہین ہے اور جو معتدل تجویز عرض کی گئی ہے اُس مین نہ کوئی نیا چندہ آپسے مانگا گیا ہے اور نہ کوئی نیا بوجھ اُس سے آپ پر عائد ہوتا ہے اُس مین صرف اس بات کی درخواست ہے کہ آپ بعض رقوم کے مصرف کو صرف بدل دین جس تبدیلی سے آپ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے اور آپکے دل کی خوشی بھی مصرف کی اس تبدیلی سے بہت بڑھ جاویگی۔ ہر شخص اپنے دل مین غور کرے کہ جسوقت وہ کسی فضول رسم مین روپیہ خرچ کرتا ہے اُس وقت اُسکے دل کو زیادہ سرور ہوتا ہے یا اُسوقت جبکہ وہ اُسیقدر روپیہ سے اپنے درماندہ اور مصیبت زدہ ابنائے جنس کی مدد کرتا ہے۔ میرا قیاس تو یہ ہے کہ باوجود اُن تمام صدمات کے جو مختلف اسباب سے مسلمانون کے اخلاق پر پڑے ہین اب بھی اس گئی گذری حالت مین تین چوتھائی سے زیادہ ہی زیادہ وہ دل ہونگے جو نسبت اوّل الذکر مصرف کے جسکی خوشی محض عارضی ہے آخر الذکر مصرف سے جسکا اثر پایدار ہے بہت زیادہ خوشی حاصل کرتے ہین اور مین تو عرض کرونگا کہ خوشیون کو چولھے مین ڈالو آنکھین کھولو اور اٹھو اور اُس بیکس بے پر بے زبان درماندہ اور تباہ مخلوق کی خبر لو جنکی غور و پرداخت خدا نے تمھارے ساتھ وابستہ کردی ہے اور جو ہر طرح پر اُس ہمدردی کے مستحق ہین جس سے تم بسا اوقات بے زبان جانورون کے ساتھ بھی دریغ نہین کرتے اور جس ہمدردی کو اگر آج تم نے باوجود اس کے علم اور اپنی مقدرت کے ادا نہ کیا تو کل خدا کے سامنے تمسے اُس پر سوال ہوتا ہے اور اس بات کا انتظار نکرو کہ جب سب لوگ اس تجویز پر عمل کرینگے

تب ہی ہم بھی اُس کے عامل ہونگے - ہمین اپنی قبر مین جانا ہے اور اُنھین اپنی قبر مین جانا ہے - اور زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے جو کچھ کرنا ہے جلد کرو

المرقوم غرہ رمضان ۱۳۱۱ھ
مطابق بستم مارچ ۱۸۹۳ء بمقام امروہ

خاکسار وارین مشتاق حسین غفر اللہ لہٗ
دستر عبوبہ - ۳

# مسائل نسوان پر ہر ہائینس مہارانی بروڈہ کے خیالات

نمبر ۲

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ جون ۱۹۱۷ء)

ہوٹل اور بازار کی دکانین وغیرہ | یہ عجیب بات ہے کہ عورتون کو کھانے پکانے کی معاملات سے اسقدر تعلق ہے لیکن خود انگلینڈ مین بھی عورتون نے کسی بڑے کام مین جو کھانے پکانے کے متعلق ہو ہاتھ نہین ڈالا - اچھے باورچی مرد ہین بڑے بڑے باورچی خانے مردون کے ہاتھ مین ہین - تمام بڑے ہوٹلون کے مالک اور منتظم مرد ہین - حالانکہ یہ عورتون کے لئے ایک وسیع میدان ہے -

عورت کے اس طرف کم ترقی کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسکی قوت ذائقہ مرد کے برابر تیز نہین ہوتی - اس ہنر کے اچھے پکانیوالے مرد ہوا کرتے ہین -

انتظام مین اصول کی پابندی لازمی سمجھی جاتی ہے - لندن کی ایک بہت بڑی دوکان اس کا ثبوت ہے - ابتدا مین یہ ایک چھوٹی سی چائے کی دوکان تھی - لیکن آج اس نے یہ ترقی کی ہے کہ لندن کی کوئی سڑک

ایسی نہین جس پر اس دوکان کی شاخ نہو۔ اور لندن کے قرب و جوار کے قصبات مین بھی دوکانین پھیلی ہوئی ہین۔ سڑکون پر گذرنے والا ان دوکانون کا انتظام دیکھکر متحیر ہو جاتا ہے۔ لیکن شاید وہ یہ معلوم کرسکتا ہو کہ ان مین یکسان مقررہ اصول کی پابندی کیجاتی ہے تمام دوکانین ایک صدر دوکان کے تحت مین کام کرتی ہین اور اگر میز کے ہٹانے کا ایک قاعدہ مقرر کردیا گیا ہے تو ہر دوکان مین اس قاعدہ کی پابندی کی جائے گی۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی ملازم کو ایک دوکان سے دوسری پر منتقل کردیا جائے تو کام سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ جو عورتین یہ کام کرنا چاہین اُن کے لئے یہ اچھی مثال ہے۔

ہندوستان کی عورتین اس کام مین کس طرح کامیاب ہوسکتی ہین؟ اُن کو چاہئے کہ مختلف مذاہب اور فرقون کے لحاظ سے چائے کی دوکانین اور ہوٹل کھولین۔

اُن کو چاہئے کہ محض عورتون کے لئے ہوٹل قائم کرین جن مین عورتون کو اچھا کھانا مل سکے۔ محنتی لڑکیون کے لئے جو کھانے کی دوکانین قایم کی گئین اُنہون نے بڑی ترقی کی ہے۔

یہ طریقہ فرانس مین رائج ہے۔ پہلی دوکان ۱۸۹۳ء مین قایم ہوئی تھی ابتدا مین اس کو چلانے مین لوگون نے بڑی مدد دی لیکن بہت جلد یہ آزادانہ کام کرنے لگی۔ اب بے گنتی لڑکیان ان دوکانون مین نہایت اچھا اور صاف کھانا کھانے آتی ہین۔ جہان اُن کو اپنے ملاقاتیون سے ملنے کا موقع بھی نصیب ہوتا ہے۔

ان دوکانون مین ایک کمرہ پڑھنے اور ایک گانے کا بھی ہوتا ہے۔ مہینہ مین دو بار شام کو یہان تمام لڑکیون کا مجمع ہوا کرتا ہے۔

رہایشی ہوٹل قایم کرکے عورتون نے انگلینڈ مین بڑی ترقی کی ہے۔ اس سے ہوٹل والون اور رہنے والون دونون کو آرام ملتا ہے آج کل کی تجارت کا اصول یہ ہے کہ کام کو بڑے پیمانہ پر چلایا جائے اگر کھانون اور کپڑے دہونے کے کمرون وغیرہ کا تمام انتظام عورتون کے ہاتھہ مین رہے تو کام کرنے والون کی کم ضرورت ہوگی۔ ہندوستان مین فرقون کے اختلاف سے کھانے کی دوکانین قایم کرنے سے بڑا فائدہ ہے۔ بڑے بڑے گھرانون تک کھانا مہیا کرنیکا انتظام انگلینڈ جرمنی اور امریکہ مین کامیاب ہوا ہے بڑی بڑی دوکانون مین ہاتھ کا کام مشینون سے لیا جاتا ہے غریب لوگون کو ان دوکانون مین بمقابلہ گھر کے ایک تہائی قیمت مین اچھا اور لذیذ کھانا ملجاتا ہے۔

پبلک کے کامون مین اگر عورتین اس سے زیادہ حصہ لینے لگین جتنا وہ ہندوستان مین لیتی ہین تو اُن کو اپنی ان بہنون کی طرح جو دنیا کے اور حصون مین کام کر رہی ہین معلوم ہوجائیگا کہ گھر کے باورچیخانون مین بھی کچھ ترمیم کی ضرورت ہے۔ جنہون نے ایسا کیا ہے اُنکی رائے ہے کہ اگر کوئی ایسی تجویز کیجائے جس سے دس یا زیادہ گھرون کا کام یکجائی ہوجائے تو کوئی تکلیف نہوگی۔ وہ کہتے ہین کہ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس صورت مین ہر شخص کے جداگانہ مذاق اور ضرورت کے موافق اس کو کھانا نہین مل سکے گا۔ شاید غریبون کو یہ تکلیف ہو تو ہو لیکن متمول لوگ تو ہوٹلون مین ہر قسم کا کھانا تیار کرا سکتے ہین اسکے بعد

گھر کے اور کام بدستور قایم رہین گے بلکہ یورپ اور امریکہ مین تو
یہ خیال ہے کہ ایسا کرنے سے مان کو بہت وقت بچ جاے گا جو وہ اپنے
بچے کی تعلیم مین صرف کر سکے گی وہ اپنے خاوند کے کامون مین حصہ
لے سکے گی اور اپنی جنس کی بہبودی کے کام مین شریک ہو سکے گی
غرضکہ اگر باورچیخانہ کا فضول کام اس سے نکال لیا جائے تو اس کو
اور دوسرے اہم کامون کی طرف توجہ کرنیکا موقع ملجائیگا۔ بہتون
کے نزدیک یہ ایک لغو تجویز ہو گی۔ لیکن یورپ اور امریکہ کے نکتہ خیال
سے جس کشمکش مین مبتلا ہین اس کے طے کرنے کے لئے یہ دوسرا مرحلہ ہے
زمانہ گذرا جب انگریز عورت اس خیال سے کہ بجائے اپنے گھر
کے چولھے کے باہر کا کھانا کھائے کانون پر ہاتھ رکھتی تھی لیکن
آج وہی عورت بغیر کسی پس وپیش کے باورچی کے یہان کا کھانا
کھاتی ہے پہلے گھر کی مٹھائیان بناتی۔ کپڑے دہوتی۔ کپڑے سیتی
بنتی اور کاتتی تھی۔ لیکن اب وہ یہ تمام خدمات باہر والون سے
لیتی ہے۔ نئی تحریک کے لیڈر رکھتے ہین کہ کیون نہ وہ باورچی خانہ
کا کام بھی باہر والون سے لے مذاہب اور فرقون کے لحاظ سے
باورچی خانے قایم کرنے سے ہندوستان کی ان بیوہ او شادی
شدہ عورتون کو بڑا فائدہ ہو گا جو اپنی روزی آپ کمانے پر مجبور
ہین۔ بیوی اور مان ہونیکا تجربہ اُن کو اس کام مین بڑی مدد دیگا۔

ان رہبرون کا خیال ہے کہ جس عورت کو اپنے خاوند کی جدائی
کا صدمہ ہے تو وہ اپنے آپ کو گھر کی سب سے زیادہ فکر کھانے پکانے
سے بچا کر کسی ایسے کام مین لگا سکتی ہے جس سے اُس کو کسی کی غلامی نکرنی

بڑی زیادہ تعداد ایسی عورتون کی ہے جو اپنے گھر کا انتظام خود آپ رکھنا چاہتی ہین۔ لیکن تھوڑی تعداد ایسی عورتون کی بھی ہوگی جن پر اس کام کی پابندی نہین اور انھین کے لیئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔

وہ نو عمر بیوائین جن کے چھوٹے بچے بھی ہون زندگی کی کسی اسکیم سے اسقدر خوش نہین ہو سکتین جتنی کسی ایسی تجویز سے جس مین وہ اپنی ہی جیسی ہم جنسون مین رہ سکین۔ یورپ اور امریکہ مین ان کے لیئے جو کام کرنے والی ہین عورتون کے لیئے رہائشی ہوٹل مفید ثابت ہوئے ہین جس کو کسی پیشہ مین داخل ہونا ہے اس پر سے خانہ داری کے افکار اٹھا دینا ضروری ہے۔ لندن مین رہایش کا ایسا انتظام شروع کیا گیا ہے۔

باورچیخانون کا یہ نیا انتظام کوئی نیا خیال نہین ہے اس مسئلہ مین بہت سی عجیب عجیب تجاویز پیش کی گئی ہین۔ مسٹر سی۔ جے ہولی اوکس اپنی کتاب "ہسٹری آف کواپریشن" مین کہتے ہین کہ تمام شہر پیرس کیلیئے ایک ہی بڑا باورچیخانہ ہونا چاہیئے۔ ایسی تجاویز خود یورپ مین نا قابل عمل ہین تو ہندوستان مین تو ان کو زیر بحث ہی نہ لانا چاہیئے لیکن اگر چھوٹے پیمانہ پر لیا جائے تو مجوزہ باورچیخانے اور دھوبی خانے ہندوستان مین بہت کچھ کر سکتے ہین۔

(باقی آیندہ)

## دنیای اسلام مین مسلمان بچونکی حالت

سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

نمبر ۲

(سلسلہ کیلیئے ملاحظہ ہو ظل السلطان بابت جون ۱۹۱۷ء)

افلاطون کے زمانہ سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ سوسائٹی کی عام حالت

اچھی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ بچون کی پیدائش اور پرورش اچھی ہو- یہ سوال ابھی تک حل نہین ہوا کہ انسان پر وراثت اور گرد وپیش کے حالات کا کہانتک اثر ہوتا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ شیر خوارگی اور بچپن کے زمانہ مین ان دونون کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

چارلس ڈاروِن کہتا ہے کہ "اگر سوسائٹی کے بُرے اور کمزور افراد کی تعداد اچھون سے بڑھ جائیگی تو قوم پستی اور تنزل کی جانب مائل ہوگی جیسا کہ دنیا کی تواریخ شاہد ہے"

مسلمان بچون کی بھی یہی حالت ہے اور وہ بھی جس سوشیل دائرہ اور خانگی زندگی مین پرورش پاتے ہین اُس کا اثر اُن کی زندگی پر پایا جاتا ہے۔ الجزائر مین بہ استثنا رچند تمام لوگ آتشک مین مبتلا پائے جاتے ہین جس کا ظاہری اثر خون اور جلد کے امراض اور اخلاقی اثر ہمت اور ارادہ کی کمی ہوتی ہے۔

مراکو کے متعلق ایک شخص لکھتا ہے کہ "تقریباً اسّی فیصدی بچون کی دماغی اور جسمانی حالت نہایت کمزور ہے اور اس کے اسباب یہ ہین بدکاری طلاق کی کثرت، صفائی کی طرف سے قطعی غفلت اور توہم پرستی"

ایک طبیب اس ملک کی بابت کہتا ہے کہ "پیدائش کے وقت مسلمان بچے ایسے ہی تندرست ہوتے ہین جیسے کہ یورپ مین- لیکن آٹھ یا نو ماہ کے بعد وہ کمزور ہو جاتے ہین اور اس کا سبب متوارث امراض یا گرانی کی کمی ہوتی ہے" یہی حالت تقریباً ہر ملک مین پائی جاتی ہے۔

مسلمان بچون کی حالت اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انکی اموات کا اوسط دیکھا جائے۔ اور گورنمنٹ اور طبی مشنری دونون متفق ہین

اور باوجود تخمینہ کی غلطیوں کا خیال کرلینے کے اسلامی ممالک میں بچوں کی اموات ۵۰ سے ۸۰ فی صدی تک ہیں۔

مصر کے نقشہ پیدائش و اموات ۱۹۱۳ء سے معلوم ہوتا ہے کہ کل نوزائیدہ بچوں میں نصف سے زیادہ پانچ سال کی عمر سے پیشتر مرجاتے ہیں تفصیل یہ ہے:-

| کل تعداد | تعداد اُن بچوں کی جو ایک سال کے اندر مرے | تعداد جو ایک سال سے دو سال تک مرے | تعداد اُن بچوں کی جو مردہ پیدا ہوئے |
|---|---|---|---|
| ۷۵۹۴۷ | ۲۰۵۸۶ | ۹۲۱۰ | ۲۹۸۱ |

مصری گزٹ (مارچ ۱۹۱۳ء) میں ایک شخص اس کا سبب پیدائش کے بعد بچوں کی دیکھ بھال کو بتاتا ہے لیکن جو لوگ مصری خانگی زندگی کے مظالم سے واقف ہیں وہ پیدائش سے قبل کے حالات بھی اس میں شامل کریں گے گزٹ کا اقتباس یہ ہے:-

"پیدائش کے وقت بچہ کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوتا جب تک وہ ماں کا دودھ پیتا ہے اُسکی تندرستی اچھی رہتی ہے۔ دودھ چھڑانے کے بعد جب اُس کو غذا دینی شروع کیجاتی ہے تو جاہل اور کاہل مائیں اس خیال سے کہ بچہ رونا بند کردے اور اُن کے آرام میں خلل نہ پڑے جو کچھ ہاتھ میں آتا ہے اُس کو دیدیتی ہیں اور یہیں سے بیماری کا آغاز ہوتا ہے۔ معدہ خراب ہوجاتا ہے اور دست و پیچش کی بیماری ہوجاتی ہے۔ بچوں کو نم زمین پر ڈالدیا جاتا ہے

اور انکے پیٹ پر فلالین کی پٹی (سردی سے محفوظ رکھنے کیلئے)
نہین باندہی جاتی۔ جب مان کے دودھ نہین ہوتا تو گائے
اور بھینس کا دودھ دیا جاتا ہے جو بہت قوی ہوتا ہے اور عموماً
غلیظ برتن ہین جن ہین صدہا اجرام ہوتے ہین رکھا رہتا ہے ان
حالات مین امراض بڑہتے ہین اور موت بہت جلد آجاتی ہے اور
اس کا سبب ماؤن کی سستی اور جہالت ہوتا ہے"

پیلسٹین مین کسی شخص کے لئے یہ کہنا ایک معمولی بات ہے کہ
میرے چوبیس ۲۴ بچے تھے جن مین سے اب تین یا چار باقی ہین۔
مروان کے متعلق ایک شخص کہتا ہے کہ "بچے مثل مکھیون کے مرتے
ہین۔ کمزور سب مرجاتے ہین صرف قوی بچون کو زندہ رہنے کا موقع ملتا ہے"
ایران کے متعلق ایک طبیب لکھتا ہے:۔ "یہان بچون کے امراض کی
بہت کثرت ہے فوتی کا اندازہ پچاس فیصدی کیا جاتا ہے" ایک اور
تخمینہ کے مطابق ہر دس مین سے ایک بچہ بیس سال کی عمر تک پہنچتا ہے۔
ہندوستان مین بہ نسبت اور قومون کے مسلمانون مین بچون کی
اموات زیادہ ہوتی ہین کلکتہ کا ہیلتھ افیسر اپنی رپورٹ مین لکھتا ہے:۔

"مستورات مین مرض دق بہت کثرت سے پایا جاتا ہے
چونکہ زنانہ حصہ عموماً مکان کی پشت پر چارون طرف سے گھرا
ہوتا ہے اس مین ہوا کی آمد و رفت کا زیادہ خیال نہین
کیا جاتا اور مکانات گنجان ہوتے ہین اس لئے اس مرض
کے جراثیم کی کثرت ہوتی ہے۔ ۱۹۱۲ء مین مسلمان بہ نسبت
ہنود کے زیادہ مبتلا ہوئے اور اس کا سبب پردہ کا سخت

رواج ہے۔ ایک ہزار نوزائیدہ بچون مین سے مسلمانون مین (۳۰۲) ہنود مین (۲۴۸) اور غیر ایشیائیون مین (۱۲۸) مرتے ہین۔

دس بچون مین سے ایک بچہ پیدائش سے ایک ہفتہ کے اندر مرجاتا ہے اور اس کے اسباب کم سنی کی شادی کے باعث کمزوری والدین، بلوغ قبل از وقت اور جہالت ہین جو سب دور کئے جاسکتے ہین۔ یا یون کہئے کہ ایک ماہ کے اندر کی عمر کے بچون کی ۴۲ فی صدی اموات کو روکا جاسکتا ہے۔"

شام سے ایک عورت لکھتی ہے کہ:۔

"چونکہ بچون کی پیدائش کی خوشی اچھے اچھے کھانون اور ضیافتون سے منائی جاتی ہے اس لئے جب وہ بڑے ہوتے ہین تو اُن کے ساتھ محبت کا اظہار اُن کو کھلانے سے کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی دیرہضم اغذیہ بچون کو کھلائی جاتی ہین اور جب وہ اس کے اثر سے بیمار ہوتے ہین تو اس بیماری کو بھوت و پری کا سایہ خیال کیا جاتا ہے سمجھدار اور تعلیم یافتہ مائین کبھی گوارا نہ کرین گی کہ اُن کے بچے کے ہاتھ مین ایسی چیز ہو جو نقصان دہ اور دیرہضم ہو۔"

ایک دوسری عورت عرب کے حالات لکھتے ہوئے بیان کرتی ہے کہ:۔

"جب مین ایک روز شام کے وقت ایک سیکھ کے مکان

ین گئی تو مین نے دیکھا کہ گھر کی سب سے بڑی بوڑھی
صحن مین شہ نشین پر ہم سب سے اونچی بیٹھی ہوئی ہے
تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت آئی جس کو آشوب چشم
تھا اُس نے اس عورت کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور سر پر
ہاتھ رکھکر قرآن شریف کی آیتین تقریباً دس منٹ تک
پڑہتی رہی۔ جب یہ عمل ختم ہوگیا تو وہ عورت اُٹھکر چلی گئی
اُس کے بعد ایک عورت مع ایک بچے کے آئی جس کو بخار تھا
اس کے ساتھ بھی اُس سید عورت نے وہی عمل کیا اور
کئی مرتبہ بچے پر پھونکا"

ایک عورت مس بجے، اے لارڈ پیلسٹائن کے باشندون
کی توہم پرستی کا ایک عجیب دہشتناک واقعہ بیان کرتی ہے:-

"ایک روز جبکہ شدت سے گرمی پڑ رہی تھی مین نے
سنا کہ سامنے کے میدان مین جہان بہت کوڑا کرکٹ اکٹھا
رہتا ہے چند عورتین کچھ گڑہے کھود رہی ہین دریافت
کرنے پر معلوم ہوا کہ اُن گڑہون مین چار چھوٹے چھوٹے
بچے گلون تک دفن کئے جائینگے مزید دریافت سے
معلوم ہوا کہ یہ توہم پرستی کا ایک عمل یا رسم ہے جو صرف
جمعہ کے روز ادا کیجا سکتی ہے۔ اِس رسم کا اختتام
اس طرح ہوتا ہے کہ ایک ایک ٹوکری ہر بچے کے سر پر
رکھی جاتی ہے اور جب مسجد مین ظہر کی اذان ہوتی ہے
تو ایک بڑی بوڑہی عورت ہر ٹوکری پر ایک ضرب

لگائی تہے اور چلا کر کہتی ہے "اے شیطان آ اپنے بچون
کو واپس لیجا اور ہمارے بچے ہمکو دے۔ انہی جن کو بیچ جو
ہمارے تندرست بچے لیگیا اور یہ کمزور ہمکو دے گیا
ہمکو یہ نقصان نہ دے" مین نے کوشش کی کہ ان عورتون
کو اس کام سے باز رکھون۔ لیکن جب مین اُس میدان
مین پہنچی تو خالی گڑہے نظر آئے۔ تم کو یہ سنکر تعجب ہوگا
کہ اُن بچون مین دو کچھ ہی روز کے بعد مرگئے۔

اسلامی ممالک مین مشنری اسپتالون کے ذریعہ سے ماؤن کی
ناقابل یقین جہالت اور سخت دلی کا تعجب انگیز انکشاف ہوا ہے۔

اگر ایک قوم کے بچون کی اموات سے اس کی سوشل ترقی کا
صحیح اندازہ ہو سکتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ اسلام مذہبی قوت کے
لحاظ سے ادنے درجہ رکھتا ہے۔

اگر مغربی گھرانون کے لئے بچے صرف باعث فخر و مسرت ہین تو
ایشیائی خیال کے بموجب اُن کا وجود بہت ہی ضروری اور کہین زیادہ
خوشی و فخر کا باعث ہے۔ قرآن مجید اُن کو دینداروں کی اصلی اور
حقیقی دولت بتاتا ہے اور جیسا کہ پچھلے زمانہ مین تھا بچے اور خصوصاً
اولاد نرینہ خدا کا ایک بڑا عطیہ اور برکت خیال کیا جاتا ہے اور
ہر شخص ہر جگہہ اُس کی آرزو رکھتا ہے۔ عرب مین لاولد شخص کو ذلیل
سمجھا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے۔ لاولد عورت کو ہمیشہ
طلاق کا ڈر لگا رہتا ہے۔ شام مین جو سب سے بہتر دعا ایک دوست
دوسرے کو دیتا ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ خدا تم کو سات بیٹے عطا

کرے، اور جس شخص کی اولاد ہوتی ہے اُس سے کہتے ہین کہ خدا جلد وہ دن لائے کہ اپنی اولاد کی خوشی (یعنی شادی) کرو۔ لڑکیون کی اِس قدر عزت نہین کیجاتی اور اُن کا خیر مقدم اِس جوش سے نہین ہوتا جیسا کہ لڑکے کا۔

ایک شخص جو افغانستان مین آٹھ سال تک رہا ہے لکھتا ہے :۔

"لڑکی کی پیدائش نہایت خاموشی سے گذر جاتی ہے کیونکہ افغانستان مین لڑکیون کی کوئی قدر نہین۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے کئی کئی دن تک ماں کے پاس نہین جاتا۔ جب امیر کی بیگم کے بچہ پیدا ہونے والا ہوتا ہے۔ تو لڑکا ہونے کے خیال سے توپین سر کرنے، آتشبازی چھوڑانے اور دعوتون کا بہت کچھ اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو کوئی خوشی نہین کیجاتی اور زچہ کو تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے عورتین لڑکے کے لئے دعا کرتی ہین کیونکہ اس حالت مین لوگ ماں کو مبارکباد دیتے ہین اور بہت کچھ خوشی کیجاتی ہے"

اِس کے بعد مصنف چند اسلامی مذہبی رسوم کا ذکر کرتا ہے اور اُن پر متعصبانہ تنقید کر کے اسلامی ممالک کی توہم پرستی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان ممالک مین ٹوٹکے وغیرہ کا اِس قدر رواج ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ بھی اِس سے محفوظ نہین۔ بچون کی تمام بیماریان جن و بھوت پریت کا اثر خیال کی جاتی ہین اور نظر بد

خصوصاً بچوں کے لئے بہت مہلک سمجھی جاتی ہے۔ مصر میں نظر بد سے بچانے کے لئے دایہ بچے کے سرہانے ایک روٹی کا ٹکڑا تھوڑا نمک اور ایک چاقو رکھدیتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ بھوت وغیرہ چاقو سے ڈرتے ہیں اور روٹی اور نمک کو خدا کی برکت سمجھتے ہیں اس لئے بچہ کو بھی برکت خداوندی خیال کرکے بغیر ستائے ہوئے چلے جائینگے۔

حالانکہ اسلامی ممالک میں صنعت وحرفت کا زیادہ چرچا نہیں اور بہت کم کارخانہ ہیں مگر پھر بھی کم سنی کی محنت مثل مغربی ممالک کے عام ہے۔ مغربی ممالک میں گو اس کا رواج بہت ہے لیکن اسکے خلاف بہت سے قوانین پائے جاتے ہیں مگر اسلامی ممالک میں اس کے خلاف کوئی قانون نہیں غریب بچے بہت ہی کم سنی سے محنت کرتے ہیں اور اکثر خاندان اُنھیں کی آمدنی سے گذارہ کرتے ہیں۔

شام میں ۹ اور ۱۰ سال کی لڑکیاں ۱۳ - ۱۴ گھنٹہ کارخانوں میں کام کرتی ہیں اور اُن کی مزدوری چھ آنے سے آٹھ آنے تک ہوتی ہے۔ ایران میں بھی یہی حالت ہے اور چار سال سے زیادہ عمر کے بچے اُن کارخانوں میں کام کرتے ہیں جہاں نہ ہوا کا گذر ہوتا ہے اور نہ اُن کو پوری مزدوری ملتی ہے۔

(باقی آئندہ)

عظمت الٰہی زبیری

بی۔ اے (علیگ)

# سقوطری کی بنیاد

سقوطری سلطنت عثمانیہ کے یورپی مقبوضات مین ایک مشہور شہر تھا۔ گذشتہ جنگ بلقان مین یہ ترکون کے ہاتھ سے نکلکران کے دشمنون کے قبضہ مین چلا گیا۔ یہ بہت قدیمی شہر ہے اور ترکی حکومت مین آنے سے بہت زمانہ قبل سے آباد ہے۔ جنوبی قوم سلافی کے ملی گیتون مین ایک گیت سقوطری کے متعلق بھی ہے جس مین اس شہر کی بنیاد کا قصہ نظم کیا گیا ہے جس مین علاوہ دلچسپی کے مان کی ماتا کی بہت عمدہ مثال ہے۔ ناظرین ظل السلطان کی دلچسپی کے لئے وہ نظم اردو نثر کا لباس پہنا کر پیش کی جاتی ہے۔

تینون بھائی بادشاہ وُکاشین شہزادہ الگیشا اور جوانگ تین برس شہر کی تعمیر کرتے ہین۔ تین سو معمار اسکی تعمیر مین مصروف رہتے ہین۔ لیکن سب محنت رائیگان جاتی ہے۔ دن کو جو عمارت بنائی جاتی ہے وہ رات کو ایک پری ڈھا دیتی ہے۔ چوتھے برس پہاڑ کی پری پکار کر کہتی ہے۔

بادشاہ وُکاشین! تمہاری کوشش بیکار ہے۔ دن کو جو کچھ تم بناتے ہو وہ رات کو ڈھا دیا جاتا ہے۔ اور یہ حالت اُس وقت تک رہے گی جب تک ستویان اور اُس کی بہن ستویا تمکو نہ ملے گی۔ جس وقت یہ دونون بھائی بہن یہان آجائین گے تو پھر اسکدار (سقوطری کا سلافی نام) کی دیوارین منہدم نہ کی جائینگی۔

بادشاہ نے اپنے ملازم ویشیمیر کو حکم دیا کہ وہ جسقدر سونے کی ضرورت ہو اپنے ساتھ لے جاوے اور دونون بھائی بہن کو

تلاش کر کے لائے۔

ولیشیرو ور دور کے ملکوں تک گیا۔ لیکن ستو بان اور ستو یا نہ ملے اور ناکام واپس آگیا۔ بادشاہ اور اُس کے دونوں بھائیوں نے کوششیں جاری رکھیں۔ لیکن نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔ آخر پھر ایک پری نے آکر کہا۔

بادشاہ وُکاشین! اسکدار اُس وقت تیار رہوگا جب تمہاری یا تمہارے بھائیوں میں سے کسی کی وہ بیوی دیوار میں زندہ چُن دی جائے گی جو علی الصباح سب سے پہلے ندی بویانہ پر معماروں کا ناشتہ تیار کرنے کیلئے پانی بھرنے جائے بادشاہ نے دونوں بھائیوں کو بلوا کر جو کچھ پری نے کہا تھا وہ سنا دیا پھر تینوں بھائیوں نے قسم کھائی کہ ہم کوئی اپنی بیوی سے یہ بات نہ کہیں گے اور کل صبح جسکی بیوی سب سے پہلے ندی پر جائیگی وہ دیوار میں چُنوا دیجائیگی۔

بادشاہ نے ایمانداری نہ کی اور اُس نے سب حال اپنی بیوی سے کہدیا اسی طرح اگلجیشا نے اپنی قسم کا پاس نہ کیا اور اپنی بیوی کو سمجھا دیا کہ وہ کل صبح ندی پر نہ جائے۔ صرف سب سے چھوٹا بھائی جوانگ اپنی قسم کا پابند رہا اور اُس نے اپنی بیوی سے کچھ نہ کہا۔

بادشاہ کی بیوی بڑے تڑکے اگلجیشا کی بیوی کے پاس گئی اور اُس سے کہا سر کے درد کیوجہ سے میں آج مفتی حز دوروں کا ناشتہ تیار کرنے بویانہ نہیں جاسکتی اُس نے جواب دیا میرے سر میں بھی درد ہے اس لئے میں بھی نہیں جاسکتی چلو ہم چھوٹی دیورانی کے پاس چلیں اور اُسی سے کہیں کہ آج تو بویانہ تمہیں جاؤ یہ صلاح کر کے وہ دونوں جوانگ کی بیوی کے پاس گئیں۔ اور اُس سے کہا۔

پیاری بہن! دیکھو ہم دونوں تو بیار ہو رہی ہین آج ندی پر تمہین جاؤ اور معماروں کیلئے ناشتہ تیار کرو تمکو اسکا بڑا ثواب ہو گا۔

جو انگ کی بیوی نے کہا مین بہت خوشی سے جانیکو تیار ہون لیکن مجھے ایک کپڑا سینا ہے اور اپنے بچے کو دودھ پلانا ہے۔

ملکہ نے کہا اس کی کچھ فکر مت کرو کپڑا مین سی دونگی اور بچے کو میری بہن دودھ پلا دیگی۔ یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور تینون بھائی ندی پر انتظار کر رہے تے کہ ہم تینون مین سے کسی کی بیوی آتی ہوگی۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ جو انگ کی بیوی خراماں خراماں چلی آرہی ہے اُسے دیکھکر جو انگ کے پیرون تلے سے زمین نکل گئی اور وہ بےاختیار رونے لگا۔

حسین شہزادی نے اُس سے پوچھا تم روتے کیون ہو؟

جو انگ نے کہا ایک بیش قیمت سیب میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور بوبا نہ ندی مین گر پڑا شہزادی نے کہا صبر کرو خدا تمہین اس سے اچھا سیب دیگا۔

لیکن جو انگ نے منہ پھیر لیا کہ بیوی کی صورت دیکھنے سے اور بھی زیادہ رنج ہو گا۔

اس کے بعد دونون بھائی شہزادی کا ہاتھ پکڑ کر اُس جگہہ لیگئے جہان شہر کی بنیادی دیوار رکھی جانے والی تھی۔ شہزادی مسکراتی تھی اور وہ یہ سمجھی تھی کہ مجھ سے ہنسی کر رہے ہین اب معمارون نے دیوار بنانا شروع کیا اور شہزادی کے گھٹنون تک بلند ہوگئی وہ اب بھی مسکراتی تھی اور خیال کرتی تھی کہ میرے ساتھ ہنسی کیجارہی ہے دیوار کمر تک پہنچ گئی اور شہزادی مسکراتی رہی۔ جب دیوار گلے تک پہنچ گئی تو شہزادی نے سمجھ لیا کہ یہ ہنسی نہین ہے بلکہ میری موت کا سامان کیا جارہا ہے اس لئے اُس نے

بڑی لجاجت سے کہا۔

پیارے جوانگ! اس جوانی مین میری جان مت لو۔

جوانگ نے کچھ نہین سُنا اور وہ غش کہاکر زمین پر گر پڑا شہزادی نے رادے میر عمارت سے کہا۔ رادے! میرے بھائی مین اپنی موت دیکھ رہی ہون مین تم سے التجا کرتی ہون کہ میری یہ درخواست قبول کرو اِس دیوارین جو میری قبر ہونے والی ہے اتنی جگہہ خالی رہنے دو کہ مین اپنے ایک مہینہ کے بچے کو دودھ پلا سکون۔

رادے میر عمارت رحمدل آدمی تھا۔ اُس نے دیوارین دو سوراخ رہنے دئے کہ شہزادی اپنے بچہ کو دودھ پلا دیا کرے۔ پھر بیچاری شہزادی نے کہا۔

میرے بھائی رادے! ایک سوراخ اور بھی رہنے دو کہ مین بچے کو دیکھ لیا کرون۔ شہزادی کی یہ آخری درخواست بھی پوری کردی گئی روزانہ شہزادی کے بچے کو دودھ پلانے لاتے تھے۔ لیکن زیادہ دنون تک بچے کو اپنی ماں کا دودھ پینا نصیب نہ ہوا چند ہی روز کے بعد شہزادی کا انتقال ہوگیا۔

اسی دیوار پر جس مین شہزادی چنی گئی تھی ایک درخت اُگ آیا جو بچے والی ماؤن کے لئے ایک رحمت تھا جس عورت کا دودھ سوکھ جاتا تھا وہ اُس درخت کی ایک شاخ کاٹ کر لے آتی تھی اور پانی مین پیس کر پیتی تھی۔ اس کے پیتے ہی دودھ اُتر آتا تھا اس درخت مین یہ عجب خاصیت اس وجہہ سے پیدا ہو گئی تھی کہ شہر کی بنیاد قایم ہونے کے لئے ایک قیمتی جان کی قربانی کی گئی

کتبی -- محمد مہدی

## جرمن ڈائنین

آغاز جنگ سے جرمن کے جو وحشیانہ مظالم وقتاً فوقتاً اخبارات مین شائع ہوتے رہتے ہین اُن سے پڑہنے والے کا دل کانپ جاتا ہے اور اُس وحشی قوم کی جانب سے جو نفرت ہوتی ہے وہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے انکے مظالم زندون سے گذر کر مردون تک بہی پہنچ گئے ہین حال مین لاشون سے تیل نکالنے کا جو کارخانہ جرمن مین قایم ہوا ہے وہ کس قدر نفرت انگیز ہے لاش کا احترام ہر قوم مین کیا جاتا ہے - لیکن جرمن وحشت نے اس احترام کو بہی پامال کر دیا -

اِن تمام مظالم مین جو آج تک دنیا مین ہوتے ہین سب سے زیادہ قابل نفرت جرمن عورتون کے ظلم ہین جو انہون نے انگریز جیسے شریف قوم کے سپاہیون پر کئے ہین عورتون مین رحم اور ہمدردی کا مادہ قدرتاً بہت زیادہ ہوتا ہے اور مظالم کے بہت کم واقعات ہوتے ہین جو کسی عورت کے طرف منسوب کئے جاتے ہین مگر جرمن عورتون نے تو قومی طور پر اپنے آپکو جرمن ڈائنون کے خطاب کا مستحق کر دیا ہے - ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ:

اِس جنگ کا سب سے غمناک نتیجہ یہ ظاہر ہوا ہے کہ جرمن عورتون کی ظالمانہ خصلتون کا اظہار ہو گیا اور اسکے ساتھ ہی جرمن صلیب احمر کی حقیقت کھل گئی - جرمن عورتون نے انگریزی زخمیون کے ساتھ ایک دو نہین بلکہ سیکڑون کیساتھ اور دہوکہ مین نہین بلکہ دانستہ اور باقاعدہ وہ وحشیانہ برتاؤ کیا ہے جو کچھ برس پہلے کسی سفید چہرے والی عورت سے ہرگز توقع

...سکتی تھی۔ یون تو کچھ قصے اور کچھ واقعات ابتدا سے سنتے چلے آتے
...لیکن حال ہین ۔۔ ۱۵- انگریز جو جرمن قید خانون سے رہا ہوکر سوئزرلینڈ
...آئے ہین ان کے چشم دید واقعات بہت اندوہناک ہین اور ان سے
...ازہ ہوتا ہے کہ جب جنگ ختم ہوگی اور سب قیدی واپس آئین گے
...یسی کیسی دل ہلا دینے والی داستانین سننے مین آئینگی اور ضخیم ضخیم کتابین
...مظالم کی تیار ہونگی۔

جرمن عورتین جو صلیب احمر کا لباس پہنتی ہین اور اُس سوسائٹی سے
...ق رکھتی ہین جسکا کام زخمیون کو آرام پہنچانا ہے۔ انگریز زخمیون کو جو جرمن
...د وردراز کا سفر کرکے تکلیف سے چور ہوجاتے ہین کھانے اور پینے کی
...چیزون کو دینے سے نہ صرف انکار کردیتی ہین بلکہ نہایت بیہودہ گالیان بھی
...تی ہین۔

ان صلیب احمر کی عورتون کی یہ خاص دلچسپی ہے کہ انگریز زخمیون کو
...ہ وہ بھوک اور پیاس سے مررہے ہون کھانے اور پینے کی چیزون کو
...ملاکر للچاتی ہین اور جب یہ اُن کو لینا چاہتے ہین تو یہ عورتین ان چیزونکو
...ھ لیتی ہین۔ سیکڑون آدمی جب ان سے شراب کے لئے التجا کرتے ہین تو وہ انکو
...ق یا پانی یا شوربا دیتی ہین۔ اور وہ بھی آخری لحہ زندگی ہین۔ وہ خبیث عورتین
...بے یا گلاس مین تھوک بھی دیتی تھین اور انکا مذاق اُڑاتی تھین۔

ایسی ہی ایک اور دلچسپی ان عورتون کی یہ تھی کہ وہ زخمیون کو پانی سے
...ر ہوا گلاس پیش کرتین اور جب وہ لینے کو بڑھتے تو یہ دور ہٹکر آہستہ آہستہ
...ن کو مین لائن کے پلیٹ فارم اور گاڑی کے درمیان کے حصہ پر گرادیتین۔

فرانسیسی سپاہی اسقدر نفرت سے نہین دیکھے جاتے ہین جتنے انگریزی سپاہی

ایک افسر نیلے رنگ کا فرانسیسی پتلون پہنے ہوئے تھا اور اُس نے اپنا کوٹ اُتار دیا تھا ایک صلیب احمر کی عورت سے کھانا مانگا اس عورت نے فرانسیسی سمجھ کر کھانا دیا اس افسر نے جوش مین آکر بے پروائی سے انگریزی الفاظ مین شکریہ ادا کیا اس پر اس خاتون نے قومیت کو سمجھ کر فوراً کھانا چھین لیا۔ اکثر فرانسیسی افسر پوشیدہ طور پر اپنے کھانے مین سے انگریزی ساتھیون کو دیدیتے ہین۔ ایک مرتبہ دو انگریز افسر نو جرمن زخمیون کے ساتھ ریل مین ہمسفر تھے۔ جرمن زخمیون کی ہر اسٹیشن پر کھانے اور شراب اور سگریٹ سے تواضع کیجاتی تھی اور بجائے انگریزی افسر صرف ”انگریزی سور“ کے نام سے پکارلئے جاتے تھے اور کسی قسم کی چیز نہین دیجاتی تھی۔ اِن غریبون کی حالت ۲۴ گھنٹے تک ایسی ہی رہی یہانتک کہ جرمن سپاہی برداشت نہین کرسکے اِن مین سے دو نے اپنا حصہ بہت جلد ختم کرنیکا بہانہ کیا اور دوسری چیزین مانگین یہ جو چیزین مانگی تھین چھپا دین اور جبکہ گاڑی چلنا شروع ہوئی تو نکال کر انگریز افسرون کو دیدین۔

جرمن نرسون کی جسمانی بدسلوکی بھی اسقدر عام اور باقاعدہ ہے جتنی کہ کھانا پہنچانے کے انکار مین ہوتی ہے۔ نرسین ہمیشہ ٹرینا مین آتین اور جرمن زخمیون کی مرہم پٹی کرکے چلی جاتین۔ حالانکہ وہ انگریز زخمیون کو اپنے ملک کے باشندون کے ساتھ موجود دیکھتین تاہم (جہانتک کہ یقین ہوسکتا ہے) وہ اِن زخمیون کو مدد دینے کا خواب تک بھی نہین دیکھتی تھین یہ انکی عام عادت ہے کہ جب کبھی وہ گذرتی ہین تو انکی ذلت کرتی ہین کبھی وہ زخمیون پر تھوک دیتی ہین اور ہمیشہ ان کے بازو یا پیر پر پٹی دیکھکر دکھتے ہوئے حصہ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے اس کو مارتی یا ٹھکراتی تھین

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک انگریز افسر کسی جرمنون کے بیچ مین پڑا ہوا تھا اور ایک نرس اپنی طبیعت کی معمولی ذلت سے پیش آئی اور دوسری نرس نے جو کہ اُس کے پیچھے آرہی تھی سُنا اور کہا کہ "مین تمہارا بازو باندھونگی - کیونکہ مین انگلستان مین رہ چکی ہون اور وہان پر میری اچھی خاطر ہوئی تھی" اُس نے اِس خاتون کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "لیکن مین یہ نہین چاہتا کہ تم میری مرہم پٹی صرف اسلئے کرو کہ تم انگلستان مین رہی ہو - بلکہ مین چاہتا ہون کہ تم صرف اسلئے میری خبرگیری کرو کہ صلیب کا نشان (بازو پر باندھے ہوئی ہو" اثنائے گفتگو مین آدہی پٹی کُھل گئی تھی - اِس خاتون نے نہایت جلدی اور بد احتیاطی سے اُس کو پھر باندہا اور بغیر ایک لفظ بولے ہوئے اُس کے پاس سے چلی گئی - اِس زخمی کے نزدیک اس عورت کا مطلب صرف تکلیف پہنچانا تھا - غرض اِس قسم کے سیکڑون واقعات ہین جو ان جرمن دائیون سے منسوب ہین -

عبید الرحیم
متعلم الگزنڈرا ہائی اسکول بھوپال

# تعلیم نسوان کی متعلق ایک ہندو فاضل کی رائے کا اقتباس

یہ چند صفحے مسٹر دی جی اپرادہان ایم - اے کے ایک بڑے مضمون کا اقتباس ہین جو انہون نے جاپانی عورت کی یونیورسٹی اور ہندوستان کی عورتون کی تعلیمی حالت اور تعلیمی مدارس پر

ایک انگریزی رسالہ مین تحریر کیا تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندو فاضل کس نظر سے اس مسئلہ کو دیکھتے ہین اور اُن کے دل مین کیسے خیالات ہین۔

جاپانی عورتون نے اپنی خاص قوم کی ترقی کے واسطے ایسا ضروری طرز عمل اختیار کیا اور وہ قوتین کام مین لائی گئین جنھون نے اُن کو اس قابل بنایا کہ انسانی ترقی کے مدارج کو اچھی طرح طے کرسکین۔ جاپانی قوم کی یہ حیرت انگیز ترقی کرامت نہین ہے بلکہ بڑی دانشمندانہ اور مآل اندیش اور وسیع الخیال پالیسی کا نتیجہ ہے۔ جاپان نے اُن قوتون کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرکے جو قوم کی ترقی اور رفعت کا باعث ہوسکتی ہین اور یہ یقین کرکے کہ ہر قوم کو خود ہی اپنی بہبودی اور فلاح کے ذرائع بہم پہنچانے چاہئین اصلاح شروع کی اور اُن تدابیر کی اتباع کی جو مطلوبہ مقصد کے پورا کرنے مین افضل سمجھی گئی تھین جاپانی ہوشیار اور ذی حوصلہ تھے اور اچھی طرح سمجھتے تھے کہ قوم کی پوری طور پر ترقی کرنے کی تدابیر مین عورتون کی حالت کو فروگذاشت نہین کرنا چاہیئے انکا خیال تھا کہ جب تک وہ جاہل متعصب پست ہمت اور کم ظرف رہینگے اُس وقت تک وہ پورے طور پر کماحقہ اپنی حالت اور زندگی کے فرائض منصبی کو نہین سمجھ سکین گے اور اُس حد تک اپنی لیاقت کے بموجب ترقی نہین کرسکین گے اور نیز انکا خیال تھا کہ علم اور تربیت کی روشنی عورتون کے واسطے بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ مردون کے واسطے۔ اور وہ لوگ دل وجان سے راستبازی کے ساتھ عورتون کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوگئے اب تک جو کچھ اُنھون نے کیا ہے وہ انکی زنانہ یونیورسٹی کے کام سے ظاہر ہے اگر ہندوستان یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کی تربیت یافتہ اور

شایستہ قوم سمجھی جائے۔ تو اُس کو چاہیئے کہ ابتدا سے اپنا کام شروع کرے اور نسوانی تعلیم کے مسئلہ کو جس حد تک ابتک حل ہو چکا ہے اُس سے بڑے پیمانہ پر حل کرے اور اپنی لڑکیون (یعنی عورتون) کی تعلیم کے عمدہ سے عمدہ ذرائع بہم پہنچائے تاکہ وہ عورتین اِس قابل ہون کہ بحیثیت عورتین اور بیبیان اور مائین ہونے کے اپنے فرائض منصبی کو پورے طور سے انجام دیسکین۔ سب سے پہلے گھر کی ترقی اور صفائی کرنی چاہیئے ہندوستانی مکانون کے ہر کونے اور گوشے مین علم کی روشنی ضرور نفوذ کرنی چاہیئے اور ہر اعزاز اور شرف کا اس کو مرکز ضرور بنانا چاہیئے۔ ایسے ہر مکان کی صدر نشین یہی عورت ہے۔ اور اُن خانگی اور اخلاقی اثرات پر جو انسانی زندگی کو آراستہ کرسکتی اور سچی انسانی ترقی کا باعث ہوسکتی ہین عورت ہی روشنی ڈالتی ہے۔ اِس وجہ سے مرد اسی وقت عالی نقش ہوسکتے ہین جب کہ عورتون پر واقعی من کل الوجوہ نسائیت کا اطلاق ہوسکے۔

عورت اگر بالکل جاہل ہے تو مرد کیسا ہی تعلیم یافتہ اور شائستہ کیون نہو لیکن اسکی قوت اخلاقی اور عمدہ تحریکون کا اثر نصف رہجاتا ہے۔ اسوجہ سے عورتون کو تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ تعلیم بھی کیسی جو بالکل سچی اور صحیح ہو اور اُنکو اِس قابل بنا دے کہ اپنی زندگی کے گوناگون تعلقات کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو پورے طور پر انجام دیسکین۔

جاپانیون نے یہ بات محسوس کی اور کام مین مشغول ہوگئے۔ ہم ہندوستانیون کو قومی عظمت حاصل کرنے کے واسطے اُنکی اتباع کرنی چاہیئے۔ اب بھی بہت سے کام ہین جو ہم بغیر کسی بیرونی مدد کے انجام دیسکتے ہین۔ بشرطیکہ ہم سرگرمی اور خلوص کے ساتھ اُن کامون کو کرین۔ اور ایسی بیرونی مدد پر اعتماد کرنا خودکشی

سے کم نہین ہے ہمکو خود ہی اپنی فلاح اور بہبودی کے مسائل جنکے انجام دینے پر ہم مجبور ہین خواہ وہ کچھ ہی کیون نہ ہون ذرا اور زیادہ ایثار نفسی اور خلوص نیت اور پورے عقیدے کے ساتھ حل کرنے چاہئین۔

چونکہ ہم خود راستباز نہین ہین لہذا ہماری طول و طویل باتین جنسے قومی ترقی بہت کم ہوئی کچھ تعجب انگیز نہین۔

عورتون کی دماغی اور اخلاقی ترقی کی قوم کو اس قدر ضرورت سمجھکر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم نسوان کے متعلق جو کچھ ہم لوگون (مردون) کو کرنا چاہئے تھا وہ ہم (مرد) پورے طور پر انجام دیچکے یا نہین۔ اس امر کے متعلق کچھ سوال نہین کرنا چاہئے کہ تعلیم نسوان کی طرف کچھ نہ کچھ توجہ کی گئی ہے اور اب تک جو نتیجہ ہوا ہے اس سے دل شکستہ ہونا چاہئے۔

ہماری ایسی عورتین معدودے چند ہین جو قومی ترقی کے اپنے منصب اور کام کو محسوس کرتی ہین۔ اور اب ہمکو عمدہ تعلیم یافتہ اور شائستہ ہندوستانی عورتون مین جو اپنی آئندہ نسلون کے عروج اور اپنے پیارے مادری ملک کی ترقی کی خواہان ہین آثار بیداری نظر آنے لگے۔ بنگال کی ہملہ سیتی اور لیڈیز کانفرنس اور تمام ہندوستان کی لیڈیز ایسوسی ایشنز جن کی وجہ سے یہ امید ہے کہ ہر سال قومی مجمع ہوا کریگا عالم نسوان مین بیداری پیدا ہونیکی علامات ہین لیڈیز کانفرنس کے ایک جلسہ مین ہر ہائنس مہارانی بڑودہ نے تقریر صدارت مین یہ ضروری الفاظ فرمائے تھے کہ "امیر ہون یا غریب۔ ادنیٰ ہون یا اعلیٰ گذشتہ زمانہ کی وہ روایتین جو سب کے لئے موجب فخر ہین ایک ہی قسم کی ہین اور سبھون کی آئندہ خواہشات بھی مشترک ہین اور سب ایک ہی طرح کی محبت اور ہمدردی کے رشتہ سے وابستہ ہین" اور نیز یہ بھی فرمایا کہ "ہندوستان کے مرد و عورتین

ہماری کاریگری کا نمونہ ہین۔ اے ماؤن ہندوستان کے مرد اور عورتون کی آئندہ نسلون کو ملکی خدمات کے واسطے خوب تعلیم دو ہماری خداداد وصفت سے متصف ہین مسز سار وجینی نائڈو نے گذشتہ سوشل کانفرنس کی اسپیچ مین کہا ہے کہ اسوقت جو کہ بہت ضرورت اور جانفشانی کا وقت ہے اور ہندوستانی قومین عام قومی خیال کے آخری اتفاق کی متلاشی ہین۔ بہبودی اسی مین ہے کہ ہم یاد رکھین کہ کُل تحریکون کی کامیابی اِس پر منحصر ہے کہ جسکو مسئلہ نسوان کہتے ہین تم (مرد) نہین بلکہ ہم (عورتین) ہین جن کی وجہ سے قوم کی واقعی اور سچی ترقی ہوتی ہے۔ اور ترقی کے ہر کامون مین ہماری (عورتون) شرکت کے بغیر تمہارے (مردون کے) کل جلسے اور مشورے بیکار اور فضول ہین۔ عورتون کو تعلیم دو۔ قوم خودہی اپنی نگہبانی کرے گی۔ اور یہ مثل آج بھی سچ ہے اور پہلے بھی سچ تھی۔ اور قیامت تک سچ رہے گی کہ جو ہاتھ بچون کو تھپکتا یا گہوارہ ہلاتا ہے اُسی قوت کے ذریعہ سے ہے جو تمام دنیا پر بادشاہت کرتی ہے"

یہ پرمغز الفاظ ہین جو عالی ہمتی سے کہے گئے کیا ہم مرد لوگ نے اپنے دلون پر ہاتھ رکھکر سنجیدگی سے کہہ سکتے ہین کہ ہم (مردون) نے اپنے حتی الامکان صحیح پیمانے اور کافی طور پر تعلیم نسوان کی ایسی بنیاد ڈالدی ہے کہ جسکا اثر ہر گھر اور ہر متنفس پر مترتب ہو۔

مردون اور عورتون دونون کی تعلیم کا مقصد بقول اسپنسر یہ ہونا چاہیے کہ پوری زندگی کے واسطے آمادگی ہو اس کا یہ مطلب نہین سمجھنا چاہیے کہ عورتین اپنی ذات کو علم انشا و حکمت و کاریگری و پیشہ و ملازمت مین ممتاز نہ بنائین۔

ایسے مرد اور عورتین معدودے چند ہی ہونگی۔ عورت اور مرد کی تعلیم کے عمومًا یہی معنی ہین اور یہی معنی ہونے چاہئین کہ تمام زندگی کیواسطے آمادگی گوکہ عورتون اور مردون کے فرائض منصبی کی اصل علیحدہ علیحدہ ہے اور انکی اصل خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو لیکن زندگی کے کام انجام دینے کیواسطے پہلے سے تیاری کی ضرورت ہے۔ امریکہ کے ایک حامی تعلیم نے کیا خوب کہا ہے کہ "کثیر التعداد آدمیون کی اعلیٰ درجے اور پیمانہ کی تعلیم سے لڑکون اور اور لڑکیون مین اہلیت پیدا ہو جائیگی جس سے اُن مین تملہ کا موقع نکالنے اور عمدہ حوصلے پیدا کرنے اور خودشناسی کا مادہ پیدا ہو گا۔ اور نیز اُن مین یہ بات بھی پیدا ہو جائیگی جس سے وہ اپنی قابلیت کی قدر کرین جو بروقت گردش تقدیر اگر کبھی پیش آئے ہر امر کے برداشت کی جرات دلائیگی اور آدمیون کی مدد کرنے کی تعلیم کا تاکہ وہ خود اپنی مدد کرین اثر پیدا ہو جائیگا"

تعلیم نسوان مین یہ بھی ضروری امر ہے کہ لڑکیون کو انکی اہلیت اور قابلیت سکھلانے اور ٹھیک وقت اور موقع کے گرفت کرنیکی تعلیم دیجائے۔ عورتون مین بھی وہی ذہنی قوتین اور لیاقتین ہین جو کہ مردون مین ہین۔ اگر وہ قوتین پختہ نہ کیجائینگی اور اُنکا اظہار نہ ہو گا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ عورتون کی وہ قوتین ضائع اور تلف ہو جائینگی اور یہ امر قومی بربادی کا سبب ہو گا۔ ہمنے ایک بہت بڑے قانون قدرت کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور سخت نقصان اُٹھایا ہے۔

قوم نسوان کو بجائے مستحکم اور شریف بنانے کے ہم نے اُن کو ایسا بنا دیا ہے کہ اُن کی تمام زندگی اُنکے مردون کے ظاہری اور جسمانی قوت کے ذلیل کامون مین بسر ہوتی ہے۔ سطح زمین پر اگر کوئی جماعت پانی بھرنے والون

یا ہیزم کشون کی ہوگی تو وہ ہندوستانی عورتون ہی کی ہوگی۔ اب ہم اپنے اس قصور اور غلطی کو محسوس کرنے لگے ہین اور ہم نے گورنمنٹ اور نیز اپنی خانگی کوششون سے اپنے ملک مین عورتون کے مدارس قایم کئے ہین۔ لیکن اُن کی تعداد بہ اعتبار عورتون کی آبادی کے بہت کم ہے اسکا انسداد اسی طرح ہو سکتا ہے کہ لڑکیون کی ابتدائی تعلیم ضروری اور لازمی سمجھی جائے اور اُن کی شادیان ذرا دیر اور عرصہ مین کیجائین۔ اِس امر کی سخت ضرورت ہے کہ لڑکیان چودہ یا پندرہ سال تک زیر تعلیم رہین اور نیز اس امر کی بھی کوشش کرنی چاہیے کہ عموماً بڑی عمر کی لڑکیون کی اُسوقت شادی ہوا کرے جبکہ وہ اُن دماغی اور اخلاقی خوبیون سے آراستہ ہو جائین جو اُن کی شادی کی زندگی کو سمجھداری سے مستفید ہونے اور نکاح کی خوشی کا سچا ذریعہ ہون۔

راقم عبداللہ

# مسلمان بیبیون کے پڑہنے کی خاص دلچسپ دینی کتابین

عورتون کو یہ کتابین علم تہذیب و اخلاق کی خاص تعلیم دیتی ہین

| | | |
|---|---|---|
| معلمہ بہشتی جہیز | بیگمات کیلئے تمام دینی مسائل ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ مین۔ | ۱۲/ |
| رسول عربی | رسول مقبول صلعم کی متبرک سوانح عمری خاص بیبیون کیلئے۔ | ۶/ |
| بنت الرسول | خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کی پاک زندگی کے حالات۔ | ۵/ |
| اصلاح الرسوم | بری رسمون کے دور کرنے کی مفید تدابیر۔ | ۳/ |
| عقیلہ بیگم | ایک کفایت شعار اور سمجھدار بی بی کی داستان نہایت دلچسپ | ۳/ |
| جمیلہ خاتون | ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کسطرح راہ راست پر آتی ہے۔ | ۳/ |
| باورچیخانہ۔ | انگریزی، مسلمانی، ہندوانی کہانے پکانے کی ترکیبین۔ | ۴/ |
| راہ جنت۔ | اسلام کی لاجواب تعلیم دلچسپ قصون کی صورت مین۔ | ۴/ |
| صنعت خانہ | تمام روزمرہ کا کام آنیوالی چیزون کے بنانے کی ترکیبین۔ | ۵/ |
| زنانہ خطوط | عورتون کو خطوط نویسی کے قاعدہ بتلائے ہین۔ | ۵/ |
| آداب النسوان | بیبیون کیلئے تمام آداب و معشرت کی باتین۔ | ۴/ |
| رفیق مرزا۔ | تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیون کا مقابلہ۔ | ۴/ |
| لاڈلہ بیٹا۔ | جاہل اور ناسمجھ والدین اپنی اولاد کو کسطرح بگاڑتے ہین۔ | ۳/ |
| قومی گیت | بچے اور بچیون کو یاد کرانے کے قابل دلچسپ قومی گیت۔ | ۴/ |
| ناصح مشفق | نصیحت کے پورے ایک سو سچے موتی۔ | ۳/ |
| لیکچر اسلام | مسز اینی بسینٹ صاحبہ کا لیکچر اسلام کی خوبیون کی متعلق۔ | ۴/ |
| پہیلی نامہ | سیکڑون دل آویز پہیلیونکا مجموعہ مع انکی بوجھہ کے۔ | ۷/ |
| سولہ کہانیان | ایک تعلیم یافتہ خاتون کی جمع کی ہوئی ۱۶ دلچسپ کہانیان علیحدہ علیحدہ کل قیمت | ۱۲/ |

تمام کتابون کے ملنے کا پتہ: مہتمم پردہ نشین زنانہ لائبریری آگرہ

# رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کے ساتھ ہر انگریزی مہینہ کے آخر مین شائع ہوتا ہے معلومات مفیدہ کا مخزن اور زبان اُردو کا سرگرم معاون ہے۔ ملک کے مستند اہل قلم اسکو دلچسپ کامیاب بنانے مین ہمہ تن مصروف ہین نظم و نثر کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعے کیلیے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوئے باوجود کاغذ کی ناقابل برداشت گرانی کے سالانہ چندہ صرف عہ ہے جو کچھ بھی نہین نمونہ منگا کر دیکھیے صرف سات آنہ کا خرچ ہے نمونہ مفت نہین ملتا

# رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی۔ ایس۔ آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہو گئے ہین اُنکا مجموعہ "ذخیرہ پریس" مین زیر طبع ہے جو عنقریب پورا شاعت سے مزین ہو کر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھ کر اسکی دلچسپی مین اور اضافہ فرمایا ہے۔

اس مجموعہ کے پڑھنے والون پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی و بے تکلفی اور خیالات کی نفاست و پاکیزگی کا خاص عنصر اس مین بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جسکے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات مین کثیر اضافہ ہونیکی پوری امید ہے صفحات (۳۰۰) کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی و چھپائی کے ساتھ طبع ہو کر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت مین پیش کیا جائیگا قیمت (سے ہے) مع محصول ڈاک مقرر ہے۔ جو بزرگان قوم اس علمی مجلس مین حصہ لینا چاہین وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک یا زیادہ نسخون کی فرمائش فرما کر اپنا نام درج رجسٹر کرا دین تاکہ بعد تکمیل طبع

"رسائل عماد الملک" بذریعہ وی پی بھیجدیا جائے اور جو صاحب چاہین بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمالین۔

# رباعیات و قطعات شاد

جسکو عالیجناب ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی۔سی۔آئی۔ای شاد بالقابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات مین نظم فرمایا۔

یہ کتاب آرٹ پیپر پر نہایت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھہ نامی پریس کانپور مین طبع ہوئی ہے (صفحات ۱۷۵) باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت صرف دو روپیہ مقرر ہے تاکہ اس سے عام لوگ فائدہ اُٹھائین اور اس کے مطالعہ سے روحانی و دلی مسرت حاصل کرین۔ موقع کو ہاتھہ سے نہ دیجئے بہت کم مقدار مین جلدین باقی ہین۔ اس اعلان کو پڑہتے ہی ایک کارڈ لکھدیجئے جس وقت آپکے ہاتھہ مین یہ دیدہ زیب کتابت پہونچے گی اور کتاب کے ظاہری و باطنی محاسن پر نظر پڑے گی تو مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ آپ بیحد محظوظ ہون گے بلکہ اپنے دوستون کو بہی اسکی خریداری کی طرف مائل کرنیکی کوشش کرینگے فقط

## مینجر رسالہ ذخیرہ واقع اندرون چادرگھاٹ حیدرآباد دکن سے طلب فرمایئے

# کارخانہ چودھری دیبی پرشاد بلگرامی شہر لکھنؤ گنگاپرشاد روڈ کوٹھی لال پردہ پوسٹ نمبر ۱۱

فی الواقع جیسی کہ تعریف مجرب ادویات جناب چودھری دیبی پرشاد صاحب بلگرامی شہر لکھنؤ گنگاپرشاد روڈ کوٹھی لال پردہ بذریعہ جڑی بوٹیوں کے سنتا تھا بجنسہٖ ویسی ہی پائی گئیں بقول لیکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

مین عارضہ عرق النسا مین عرصہ دو سال سے مبتلا تھا علاج حکمائے نامی گرامی و نیز ڈاکٹران کا کیا یہان تک چار جگہ اینوکلیٹ تک (یعنی دوا بذریعہ پچکاری پہونچائی گئی) کرایا الّا بقول لیکہ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ آخرش رجوع علاج جناب چودھری صاحب ہوا جنھون نے دوا نمبر ۱۴۱ گولی جادو عرق النسا (۲) روغن نمبر ۵۳ عرق النسا (۳) گولی اکسیر حیات نمبر ۱۷۲۔ نیز دو مسہل یکے نمبر ۱۵۲ جسمین کہ جتنی مرتبہ سر و پائی چھانا گیا اُسی قدر دست آتے گئے بعدہ گرم پانی پینے سے معًا بند ہوگئے۔ روز دویم ایک تعجب انگیز مسہل جتنی مرتبہ چھانا جاوے اُتنے ہی مرتبہ دست آوین استعمال کرایا۔ جسنے کہ ایک دست مین کل کثافت نکال دی بعدہٗ متواتر تعداد مقررہ دستون کی یعنی آٹھ سے زیادہ نہوی۔ ادویات کیا ہین کہ گویا بجلی کا کام دینے والی ہین۔ دوسرے ہی دن ایسا ہوگیا کہ گویا کبھی کوئی مرض ہی نہ تھا یہ تحریر کیا چیز ہے بلکہ مجھکو ایڈورٹائز بذات خاص ادویات چودھری دیبی پرشاد صاحب بلگرامی شہر لکھنؤ کا بنا دیا ہے۔

المستہر

فصیح اللہ شہر لکھنؤ محلہ باغ شیر جنگ متصل

لائل اسکول فصیح اللہ سوداگر چوب سوختنی

## بلاد غربیہ مین اسلام کا مشعل بردار اسلامک ریویو مجریہ لندن قیمت سالانہ ۶عہ

اسکا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام قیمت سالانہ (۳؎) ایڈیٹر خواجہ کمال الدین مولوی صدرالدین صاحبان
مسلم پبلک مین اسلامک ریویو کسی معرف کرانیکا محتاج نہین صرف ہم برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہین کہ
اسوقت انہی کے منافع پر انگلستان اسلامی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہین اسکا ہر ایک خریدار اب گویا بلاد غربیہ
مین اشاعت اسلام کا خود متکفل ہو جاتا ہی اگر برادران ملت کوشش کر کے انگریزی رسالہ کے پانچہزار اور رسالہ اردو
کے دس ہزار خریدار پیدا کردین تو اونکا منافع ہمارے دوکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہی ہم چاہتے ہین کہ انگریزی
رسالہ کئی ہزار تک بلاد غربیہ مین مفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی ہمین پانچروپیہ سالانہ بھیجدے تو ہم انکی جگہ
ایک انگریزی رسالہ یورپ مین مفت تقسیم کر دینگے۔ کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند ہزار بھی ہندوستان مین
نہین ہین؟ دوستو اٹھو اجاگو!! وقت کو غنیمت سمجھو!!! اسلامک ریویو ہی ایک کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام کا
ثابت ہوا ہی اور بفضلہ تعالی اسنے اپنی عزت کو یورپ مین نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہی اسکو مضبوط کرنیکی کوشش
کرو اور اللہ تعالی سے اجر جزیل پاؤ والسلام نوٹ۔ نمونہ ۱ہر کے ٹکٹ آنے پر مفت رسالہ
خدمت کیا جائیگا۔ کل درخواستہاے خریداری پتہ ذیل پر آنی چاہئین:۔

**المشتہر منیجر (رسالہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام) عزیز منزل لاہور**

## کیا سچ مچ نہین دیکھا

دلی کا وہ بے نظیر اور لاجواب تحفہ جو رسالہ عصمت کے نام سے آج دس سال سے علامہ راشد الخیری اور شیخ محمد
اکرام صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی ایڈیٹری مین ماہوار شائع ہو رہا ہی جسنے ایک دو نہین بیسون اور سیکڑون
پتھر دلونکو نیلم اور کیونکو نیک اور بگڑے گھر والونکو گلزار ارم بنا دیا اور جسکا ہر مضمون کلیجہ کے پار ہوتا ہی جو کبھی استانی کا کام
دے رہا ہی کبھی سہیلی کا کبھی مدرسہ کا کبھی شفیق بزرگ کا تو دیکھہ لیجئے کہ عصمت اور وہ عصمت ہی آج وہ پرچہ
ہی جسنے موجودہ تہذیب کے مخالف اصولون اور قدیمی جواہر جیسے چمکدار ٹکڑے نسوانی دنیا مین ڈالدے عصمت رنگ
برنگ کے پھولون کا گلدستہ ہی جس مین عورتونکی ساتھ مردونکے لئے بھی بہت کچھہ ہی تاریخ ادب ہب سب کچھہ
اسمین ہی ۶۴ صفحہ کا یہ رسالہ کوڑیون کے مول ہوتی ہی قیمت (۳؎) مع محصول ڈاک نمونہ ۱ہر کے ٹکٹ بھیجکر
مل سکتا ہے۔

منیجر عصمت دہلی

# مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خالص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جسمین مختلف مضامین نہین کمل تاریخین سلسلہ وار شائع ہوتی ہین اور ایسا انتظام کر دیا گیا ہی کہ چند روز کے اندر آپ کی زبان مین تمام قومون اور ملکون کی مبسوط اور ضخیم او مفصل و واضح تاریخین پیدا ہو جائین گی فی الحال مورخ مین دو تاریخین شائع ہو رہی ہین ۔

(۱) مولنٰا محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی "تاریخ ارض مقدس" جو در اصل بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی تاریخ ہے اس مین یہود ۔ نصاریٰ ۔ اور مسلمانون کے حالات کے ضمن مین اسیریا و بابل والون ۔ مصریون ۔ ایرانیون ۔ یونانیون ۔ رومیون اور بہت سی قومون کے حالات آ گئے ہین اس مین عرب کی پوری تاریخ ہے اور آخر مین صلیبی لڑائیون اور ترکون کے حالات بھی آ جائین گے ۔

(۲) کانڈی کی " دولت ہسپانیہ عرب " کا ترجمہ یہ تاریخ تین ضخیم جلدون مین پوری ہوئی ہی انگریزی مین مسلمانون اور عربون کے مذاق کی اگر کوئی کتاب ہی تو یہی ہے ۔ یہ ہسپانیہ کے عرب مصنفین کے اعلیٰ ماخذون سے لی گئی ۔

مورخ مین ماہانہ پانچ جزو شائع ہوتے ہین ۔ تاریخ ارض مقدس کے تین جزو اور دولت ہسپانیہ عرب کے دو جزو ۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصولڈاک ۶ر جملہ ۵۶ر سالانہ مین مورخ جاری کر دیا جاتا ہی لیکن جو صاحب یکشت سالانہ چندہ نہ ادا کرنا چاہین اون کی خدمت مین ہر مہینہ کا پرچہ شائع ہوتے ہی مع محصولڈاک اور فیس منی آرڈر ۹ر پر وی پی بھیج دیا جاتا ہے ۔ نمونہ کے پرچہ کی قیمت ۸ر ہے اور ۱۰ر پر وی پی روانہ ہو سکتا ہے ۔

المشتھر

محمد صدیق حسن ۔ سب اڈیٹر دلگداز و اڈیٹر مورخ گولہ گنج ۔ بیگ خان لکھنو

# بچون اور عورتون کے کام کی کتابین

## بچون کے لیے

تتلیا [illegible] بیرداں [illegible] کہانیاں قیمت ۴ر

تاج گیت۔ ننھے بچون کیلیے بہت آسان [illegible] ۲ر

تاج پھول۔ بچون کیلیے آسان اخلاقی [illegible] ۲ر

دلچسپ کہانیان۔ بچون کیلیے اچھی کہانیاں ۴ر

دلپسند کہانیان جو دلی [illegible] بچون [illegible]

نصیحت آموز کہانیان انگریزی [illegible]

حکایات عجیب دل بہلانے کے لیے قیمت [illegible]

سونے کا ہاتھی بہت دلچسپ قصہ [illegible]

تین شہزادے انکی جلاوطنی اور کامیابی کا قصہ ۳ر

بن باسی [illegible] سانپ [illegible] بہت ہی [illegible] قصہ [illegible]

چچے بلی [illegible] چوہے اور مچھلیون کی لڑائی نظم [illegible]

بدمزاج شوہر شوہر بیوی کا کام بدلکر پچھتایا [illegible]

مرزا پھویا ایک بھولے بھالے طالب علم کا مزیدار قصہ [illegible]

شہر کی [illegible] شہر [illegible] کیا حال [illegible] نظم [illegible]

معجزۂ آل [illegible] حضرت مولی علی کی سخاوت کا قصہ [illegible]

صبح ملال تمام [illegible] ایک یتیم بچہ کی نہایت [illegible] سرگذشت [illegible]

سپاہی [illegible] ایک [illegible] [illegible]

ڈاکو [illegible] قصہ نظم مین [illegible] قیمت [illegible]

سمندری شہزادی [illegible] شہزادی کا نہایت دلچسپ اور دردناک قصہ قیمت [illegible]

بچون کی بہادری و بلند ہمت بچون کا بہت دلچسپ قصہ ۲ر

پھول باغ بچون کیلیے نہایت عمدہ نظمون کا مجموعہ اس سے بہتر نظمون کی دوسری کتاب نہیں قیمت ... ... ... ۹ر

تین بہنون کی کہانی یا [illegible] حسد و رسوائی بہنون کی محبت [illegible] نہایت [illegible] لیلیہ ۳ر

تتلی یا [illegible] الف لیلہ [illegible] کا قصہ [illegible] قصہ [illegible] الف لیلہ قیمت ۴ر

موت کا راگ [illegible] کا نہایت دلچسپ قصہ قیمت ۲ر

[illegible] ایک نہایت [illegible] مزاج لڑکے کا قصہ [illegible] ایک قیمت [illegible]

الہ دین [illegible] جاگنے [illegible] الف لیلہ قیمت ۴ر

[illegible] ایک [illegible] لڑکے کا قصہ [illegible] نہایت [illegible] قیمت ۲ر

[illegible] دنیا [illegible] اور [illegible] قیمت ۔ ۳ر

انگریزی [illegible] بچون کو انگریزی گریمر سکھانے کی نہایت عمدہ کتاب قیمت ۱ر

[illegible] خلیفہ عمادالدین [illegible] جمع کی ہوئی [illegible] اچھی [illegible] کہانیاں قیمت ۔ ۳ر

[illegible] سے لیکر [illegible] تک کی نہایت [illegible] کہانیاں قابل [illegible] قیمت ۲ر

[illegible] سے لیکر ہاتھی [illegible] تک [illegible] قصے [illegible] کی ہوشیاریاں ۔ [illegible] کی [illegible] قابل [illegible] کتاب قیمت ... ... ۱۰ر

زندگی [illegible] کی [illegible] ۵ر

ادیب نسوان لڑکیون کیلیے ضروری آداب آرسی خانہ داری کی مختصر ضروریات قیمت ۸ر

نیک انجام جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے
ایک نہایت ہی عجیب اور دلچسپ قصہ قیمت ۲ر

لڑکیوں کے لیے

سگھڑ بیٹی کنواری بچیوں کیلئے سب سے اچھی سپارہ ۱۲ر
نعمت خانہ ہندوستانی کھانوں کی آسان ترکیبیں ۸ر
سچے موتی سلیس اور دلچسپ نظمیں مستورات کے کام کی ۴ر
حیات اشرف ایک خاتون کی نیک زندگی کے حالات ۱۰ر
شریف بیٹی ایک غریب لڑکی کا دلچسپ قصہ جس نے
ماں کی سخت خدمت کی قیمت ۴ر
آج کل آج کا کام کل پر ٹالنے کا عبرتناک قصہ ۴ر
سوانح عمری آنحضرت صلعم۔ رسول اللہ کی پاک
زندگی کے حالات قیمت ۵ر
نبی جی کی خوشی میلاد شریف چھوٹی لڑکیوں کیلئے
پان کی گلوری پان کی تعریف میں نظم
چپ کی داد خواجہ حالی کی مشہور نظم عورتوں پر ۱ر
انمول موتی عورتوں کو اداے فرائض کی دعا نظم ۱ر
لوریاں بچوں کیلئے منتخب لوریاں ۱ر
آداب ملاقات میل ملاپ کے قاعدے عورتوں کیلئے ۲ر
جیسی کرنی ویسی بھرنی سوکنوں کا عبرتناک قصہ ۱ر
شہیدی بیگم اچھی شوہر نے بیوی کو نماز پڑھتے
میں شہید کیا۔ قیمت ۴ر
طریق الصحت تندرستی کی ضروری باتوں
کا ذکر قیمت ۴ر

نساء المسلمین جو لڑکیاں تنسی لیڈیوں سے
ملتی رہتی ہیں وہ ضرور اسے پڑھیں بہت مفید
دین داری کیلیے ۱۲ر
لڑکیوں کی انشاء زنانہ خط وکتابت میں کتاب ۲ر
قصیدہ بردہ اردو نظم میں قیمت ۱ر
تذکرۃ الانبیاء اردو میں نبیوں کے قصوں کی
سب سے اچھی کتاب قیمت ۱۲ر
عذرا ایک نہایت دلچسپ سفرنامہ جس میں ایک
عورت کا قصہ ہے جو ہزار برس زندہ رہی اور آگ کے
شعلوں میں نہاتی تھی قیمت عمر
اختر النساء بیگم سوتیلی ماں کی بدسلوکیوں اور
تعلیم کے فائدے کا دلچسپ قصہ قیمت عمر
صفیہ بیگم زبردستی کی شادی کا بہت برا انجام ۸ر
فوائد النساء مردوں کے مقابل میں عورتوں
کی حمایت قیمت ۴ر
خزینۃ الاسرار توبہ واستغفار کا طریق جس سے
گناہ بخشے جائیں ۴۲ صفحے قیمت عمر
رسوم دہلی۔ دہلی میں بیاہ شادی کے موقع پر جو رسمیں
عمل میں آتی ہیں ان کا حال قیمت ۴ر
چندن ہار قرض کا عبرتناک انجام۔ ایک
نہایت دلچسپ قصہ قیمت ۱ر
مرآۃ العروس۔ اصغری اکبری کا قصہ
قیمت ۸ر و ۷ر

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار تہذیب نسواں و اخبار پھول
ریلوے روڈ
لاہور

# بیش بہا علمی ذخیرہ

**جہان آرا** شاہجہان بادشاہ کی فاضل بیٹی جہاں آرا بیگم کی سوانحعمری اسکے مارل سوشل اور پولٹیکل کارنامے مورخین یورپ کی نکتہ چینیوں پر محققانہ نظر کاغذ ولایتی قیمت رعایتی ۸ر

**یادگار دربار اسلام** جلد اول یعنی حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلعم کے سوانحات عمر صفحات ۵۶۴

**ایضاً** جلد دوم جسمین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت فاروق خلفائے اول و دوم کی مفصل سوانحعمری مع فتوحات انتظامات و ذاتی حالات وغیرہ پوری تحقیق کے ساتھ قلمبند ہوئے ہین قابل دید کتاب ہے صفحات ۶۶۲ قیمت ہر دو حصہ علاوہ محصول ڈاک

**علمای سلف** محمد حبیب الرحمن خانصاحب شروانی کی مشہور تصنیف بعض علمائے اسلام کے حالات درج ہین قیمت رعایتی ۴ر

**الہارون** سوانحعمری خلیفہ ہارون رشید اعظم مع نقشہ سلطنت عباسیہ و منظر دار الخلافہ بغداد قیمت ۱۲ر

**حیات نور الدین محمود** یعنی ملک العادل سلطان نور الدین زنگی نور اللہ مرقدہ فاتح شام و جزیرہ مصر کی مفصل سوانحعمری قیمت ۸ر

**تہذیب الاسلام** جسمین فلسفہ یورپ کی تحقیقات موجودہ سائنس جدیدہ کی انکشافات کو اسلام کے مسائل حنفیہ کے ساتھ تطبیق اور محققین تمدن کے اعتراضات کی تردید کیگئی ہے اور مسلمانون کے عروج و زوال کا اصلی سبب بیان کیا گیا قیمت

**شاہد رعنا** دہلی کی ایک نامور طوائف کی خود نوشت سوانحعمری

دہلی کی زبان مین مصنفہ قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی سیاح جاپان و انگلستان قیمت ۹ر

**سعید** قاری سرفراز حسین صاحب کے قلم سے نکلا ہوا بیمثل اخلاقی ناول قیمت ۴ر

**سعادت** چند شریف زادون اور ایک طوائف کا راست پیرایہ اخلاقی ناول قیمت ۴ر ۲

**گودڑ کا لال** ایک نہایت دلچسپ اخلاقی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی طبعزاد قصہ جسمین ایک ہندوستانی خاندان کی طرز معاشرت کو نہایت خوبی سے قلمبند کیا گیا ہے مصنفہ محترمہ والدہ صاحبہ محمد افضل صاحب بی اے حصہ اول و دوم صفحات ۴۶۷ قیمت تین روپیہ

**جذبات بھاشا** بھاشا (ہندی) زبان کے شیرین و دلکش نازک تخیلات کا ذخیرہ اردو زبان مین ایک بہترین اضافہ بھاشا زبان کے دلکش و دلفریب اشعار کی توضیح و تشریح اور وہ بھی حضرت نیاز کے دلگداز قلم سے قیمت رعایتی ۸ر

**جمیع حالات جاپان** جسمین ملک جاپان کے تقسیم کے حالات مادی مذہبی تعلیمی وغیرہ جاپان کی ترقی کی تاریخ اور جاپان کے شہنشاہ نامور مدبرین سپہ سالار و امیر البحر وغیرہ کے حالات درج ہین مجلد قیمت ۴ر

**حیات حافظ** جسمین لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہین اور انکی شاعری پر نہایت تفصیل کیساتھ بحث کی گئی ہے قیمت ایک روپیہ ... ... عہ

**ملنے کا پتہ — منیجر تمدن بک ایجنسی نیا گاؤن لکھنؤ**

# کتب خانہ دار المصنفین

## مصنفات علامہ شبلی نعمانی

- الکلام — جدید علم کلام — عہ
- علم الکلام — مسلمانوں کے فن کلام کی تاریخ — عہ
- المامون — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات — ۱۴
- الغزالی — امام غزالی کی سوانح عمری اور انکا فلسفہ — عہ
- سوانح مولانا روم — مولانا روم کی سوانح عمری اور انکا فلسفہ — [illegible]
- الفاروق — حضرت فاروق اعظم کی بالتفصیل اور انکا طرز حکومت — [illegible]
- رسائل شبلی — [illegible] تاریخی مضامین کا مجموعہ — ۱۲
- مقالات شبلی — چند علمی [illegible] مضامین کا مجموعہ — [illegible]
- شعر العجم حصہ سوم — شعرائے فارسی کی [illegible] — عہ
- الانتقاد علی التمدن الاسلامی — [illegible]
- [illegible]
- سیرۃ النعمان — امام ابو حنیفہ [illegible] — [illegible]
- دیوان شبلی — [illegible] فارسی [illegible] کا مجموعہ — [illegible]
- دستہ گل — [illegible] کا مجموعہ — ۴
- بوئے گل — ۴
- برگ گل — [illegible]
- کلام شبلی — [illegible] کا مجموعہ — [illegible]
- مضامین عالمگیر — [illegible] اورنگ زیب عالمگیر پر — [illegible]
- [illegible] — عہ

### مولوی عبد السلام ندوی

- [illegible] — یعنی [illegible] کی ترقی و تنزل
- [illegible]

## مصنفات مولانا حمید الدین صاحب

- الامعان فی اقسام القرآن — قرآن میں قسمیں خدا نے کیوں کھائی ہیں — ۶/
- تفسیر سورہ تحریم — جدید طرز پر عربی میں تفسیر — ۴/
- تفسیر سورہ قیامہ — " — ۳/
- تفسیر سورہ والشمس — " — ۲/
- تفسیر سورہ کافرون — " — ۲/
- تفسیر سورہ والعصر — " — ۲/
- اسباق النحو — [illegible] عربی گرامر — ۴/
- دیوان حمید — مولانا کا فارسی دیوان — [illegible]
- [illegible] — [illegible] زبان [illegible] کا ترجمہ — [illegible]

### مصنفات مولانا سید سلیمان

- ارض القرآن — [illegible] قرآنی [illegible] — [illegible]
- [illegible]
- [illegible] — [illegible] — [illegible]
- دروس الادب — عربی کی [illegible] — ۴/
- [illegible] — مولانا [illegible] کا اردو ترجمہ — ۴/
- مکاتیب شبلی — مولانا کے [illegible] خطوط کا مجموعہ — [illegible]
- [illegible] — [illegible]
- [illegible]
- [illegible] الاسلام — [illegible] — [illegible]

### مولوی [illegible]

- رموز فطرت — علوم جدیدہ [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصنیفات)

(۱) تندرستی حفظان صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کی پہلی کتاب ۱۰۵ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۲) بچوں کی پرورش زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہر اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۱۰۵ صفحے قیمت ۸ر مجلد عہ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کے اصول جن پر والدین کو کاربند ہونا چاہیے ۴۴ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ر مجلد ۶ر (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر زوجہ کے شرعی قانونی حقوق و اختیارات اور فرائض انہیں پر امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۴۴ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۶) التربیت تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پر معلومات تقریر قیمت ۲ر (۷) حفظ صحت اس میں مردوزن کے ان تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لیے اپنی صحت قائم رکھنے کیلئے ضروری ہیں ۱۴۴ صفحے قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آر جے بلیکم صاحب بہادر کی کتاب "انڈین ہوم سنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا مطالعہ کریں اس میں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۱۲ نقشے اور تین ضمیمے بھی ہیں قیمت عہ مجلد ۱۲ر (۹ و ۱۰) معیشت و معاشرت خانہ داری کے تیسرے حصہ کا پہلا اور دوسرا جز جس میں معاشرتی و خانگی زندگی کے تمام ضروری و کارآمد باتیں اور ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیاحضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا قیمت معیشت عہ قیمت معاشرت ۱۲ر (۱۱) تہذیب النسوان و تربیت الانسان (مؤلفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) امراض مخصوصہ نسوان کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں مسائل ضروری متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۸۶ صفحے قیمت عہ مجلد ۱۲ر (۱۲) انجیل اس کتاب میں ارکان اسلام پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کی نہایت مفید تقریریں ہیں جو عورتوں اور مردوں کے واسطے ایک ہمدرد اور دلسوز واعظ ہے خاصکر عورتوں کے لیے اس سے بہتر مذہبی امور کی سمجھانے والی کوئی کتاب نہیں ہے قیمت ۱۲ر مجلد ۱۲ر (۱۳) سیاحت سلطانی ہر ہائینس کے حالات سفر (مؤلفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ جس کا حق تصنیف زنانہ اسکول علیگڈھ کو عطا فرمایا گیا ہے) قسم اعلیٰ مجلد ۱۲ر قسم دوم ۱۲ر (۱۴) حفظان صحت بیگم صاحبہ زوجہ میجر حاجی محمد حمید اللہ خاں صاحب کے

ڈملیگ) ایک تقریر حفظان صحت کے اہم اور کارآمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ۲ر (۱۵) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرۃ نبوی میں انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان لڑکیوں اور بچوں پر اسکا مطالعہ فرض ہے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۱۶) سیر یورپ ہز ہائینس نازلی رفیعہ سلطان نواب بیگم صاحبہ ریاست جنجیرہ کے سفر یورپ کا روزنامچہ جس میں تمام واقعات کو خوبصورتی اور جامعیت کیساتھ قلمبند کیا ہے ۲۴ عکسی تصاویر ہیں صفحات ۲۰۰ قیمت قسم اول ۱۲ قسم دوم عہ مجلد پر ۸ر اضافہ (۱۷) سرگذشت۔ ہندوستانی گھروں میں بعض غیر خوبی اور تمدنی حالتوں کا فوٹو (مصنفہ زہرا بیگم فیضی صاحبہ) قیمت قسم اول [illegible] قسم دوم ۲ر مجلد پر ۴ر اضافہ (۱۸) تفریح الاطفال گھروں کے اندر بچوں کے مہذب و دلچسپ کھیلوں کے طریقے ہیں جسکو مسز بخش صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے ۲۴ صفحے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۱۹) نٹنگ یہ کتاب سوئی کے اونی و ریشمی و سوتی کاموں کے سکھانے کیلئے سب سے بہترین استاد ہے اور اسوقت تک اردو میں ایسی بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی دیئے گئے ہیں جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے گئے ہیں اور جنکی تعداد ۵۰ ہے صفحات ۸۴ قیمت ۶ مجلد ۸ر (۲۰) سوال و جواب تندرستی اس میں تندرستی کے مضامین کو بطرز سوال و جواب سلطانیہ گرلس اسکول کی ایک معلمہ نے مرتب کیا ہے ۴۶ صفحے قیمت ۲ر مجلد ۱۰ر (۲۱) ناول نل دمیان یہ علیا جناب سہیل صاحبہ کا تصنیف کردہ دردانگیز اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۲۳۴ قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۲۲) زہرہ مصنفہ تاج امن ناول میں ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کرکے ایک عیسائی جنٹلمین کے ان شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف بعض متعصب یورپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے اس میں چار عکسی تصاویر ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۳) تعلیم اصول خانہ داری قصے اور کہانیوں میں نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ۱۲ مجلد عہ (۲۴) اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالے پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت ۴ر مجلد ۸ر (۲۵) تاریخ ابو البشر نوع انسان کے آغاز کے وقت جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب و غریب تحقیقات قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر (۲۶) قوت ارادی فی تہذیب الخصال۔ ترک رذائل و کسب فضائل میں انسانی ارادے کے کارگر اثر کا بیان قیمت ۴ر مجلد ۸ر (۲۷) حقائق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس میں اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات

نہایت مستحکم فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہین لکھائی چھپائی نہایت صاف و خوشخط ہے صفحات ۲۷۲ قیمت عہ مجلد عہ کاغذ
بالا پانچون کتابین مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ و مولفہ ہین جنکو پبلک سے خلعت قبولیت و گورنمنٹ سے
بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۸) آغوش مادر یعنی لوریونکا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱ر مجلد ۱۲ر (۲۹) پہیلیان امیر خسرو
سید مخدوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہے جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۳۰) [illegible]
اس کتاب مین علم طبیعات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان اور دلنشین
عبارت مین لکھی ہین جسکی نظیر اردو مین معدوم ہے قیمت ۸ر مجلد ۱۰ر (۳۱) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ ہے
جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہئے (مولفہ سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج) قیمت ۲ر مجلد ۴ر
(۳۲) نظام الملک طوسی۔ پانچوین صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی المخاطب بہ نظام الملک طوسی
کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبدالرزاق صاحب مولف البرامکہ) صفحات ۲۹۰ قیمت ۱۲ر مجلد عہ (۳۳) مجربات
(مصنفہ حکیم عبدالحمید صاحب) اس کتاب مین سر سے لیکر پاؤن تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب و علامات و معالجات یونانی
و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہین اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب مین نہین ملینگے حصہ
اول ۸ر حصہ دوم عہ حصہ سوم ۱۲ر مجلد پر ۲ر اضافہ (۳۴) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی تصنیف ہے
اس مین اصول کلیات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ مجلد پر فی حصہ ۲ر اضافہ
(محصول ڈاک بذمہ خریدار) (۳۵) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی الیصبات کے حالات
زندگی۔ زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۲۰۰ قیمت غیر مجلد عہ (۳۶) الانسان
محمد مہدی مولف رموز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس مین علم خواص الاعضاء فزیالوجی کے مباحث
نہایت آسان اور عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین قیمت ۸ر (۳۷) باغبانی مسٹر فرمنگر صاحب کی کتاب
مینول آف گارڈننگ کا ترجمہ جس مین باغبانی کے متعلق تمام ضروری معلومات اور کارآمد ہدایات ہین جو شیخ
خورشید احمد نے اپنے تجربات دیرینہ کو فٹ نوٹس کے تحت مین لکھدیے ہین جس سے کتاب کی خوبیان
اور بڑھگئی ہین قیمت ۸ر مجلد ۱۰ر

المشتہر

محمد مہدی منیجر ظل السلطان

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ا ۱۶۷ — قیمت [illegible] مع محصول ڈاک — مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ — اگست [illegible]ع — نمبر ۲

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی [illegible] باہتمام [illegible] [illegible]

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید و کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہون یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہین کئے جائین گے۔

(۲) یہ رسالہ انگریزی مہینہ مین ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ے رہے اور ہر حالت مین پیشگی لیجاویگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت: ڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہیئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹر لیس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائین مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائین مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہین۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدر نشینی کی تاریخ ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائے گا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلیٰ مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ر سے لیکر عہ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین ناجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے۔ ان طالبات مدارس نسوان کے لئے جو ظل السلطان مین بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ طلب مضامین لکھکر بھیجین۔ تین انعام عللہ رعہ رعہ کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیں اسکے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## حفظِ صحت کی تعلیم

اِس خیال سے افسوس ہنین بلکہ رنج ہوتا ہے کہ حفظِ صحت کی تعلیم کی طرف اِسوقت تک کافی توجہ ہنین کیجاتی اِس کم توجہی کا یہ نتیجہ ہے کہ قصبے کے قصبے اور شہر کے شہر بعض اوقات جہالت کی وجہ سے تباہ اور برباد ہو جاتے ہین بعض گھرانون مین تودق اور سل خاندانی بیماری ہو جاتی ہے کیونکہ ان لوگون کو حفظِ صحت کے قاعدون سے واقفیت ہنین ہوتی اور اس وجہ سے ضروری احتیاطین ہنین کیجاتین یہ بیماریان ایسی مہلک ہین کہ خدا اِن سے محفوظ رکھے۔ کتنے گھرون کے نام ونشان مٹا دیئے۔ ہزارون انسان اپنی زندگی کی بہار ان کی بدولت ہنین دیکھ سکے جوان آدمی کو اور جبکہ خاصکر شروع عمر مین جب یہ بیماری ہو جاتی ہے تو اِس حسرت نصیب کو دیکھکر کلیجہ شق ہوتا ہے۔ یہ سب مگر اِس موذی مرض سے بچنے کی تدبیر ہنین کیجاتی نہ کوئی احتیاط برتی جاتی ہے۔ اور برتی کیونکر جائے جب سرے سے اُس کے متعلق کچھ واقفیت ہی ہنین ہے۔ کس کو یہ معلوم ہے کہ اسکا

کیا سبب ہے۔ کوئی مریض جو دق یا سل کا یا کسی اور متعدی بیماری کا مرتا ہے تو اسکی لحد دستور کے مطابق مکان کے اندر کھودی جاتی ہے جہاں میت کو غسل دیا جاتا ہے لیکن دافع عفونت اور مہلک جراثیم دوائیں نہیں ڈالی جاتیں۔ اور بعض قصبات میں تو یہ ظلم ہوتا ہے کہ اس پر صاحب خانہ اور تمام عزیز و قریب بیٹھکر روتے پیٹتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی جراثیم اوروں کو لگ جاتے ہیں اور وہ گھر ہمیشہ بیماری کا گھر بن جاتا ہے جس میں جراثیم کی بنیاد قایم ہو جاتی ہے جسکا اثر اکثر وقت پر ظاہر ہوتا رہتا ہے جس کی بدولت ایسے گھروں کا یہی حال رہتا ہے کہ ایک ابھی مرا نہیں کہ دوسرا اسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے علاوہ جو بچے ایسے ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں اُن کی زندگی خطرناک اور موت حسرت انگیز ہوتی ہے۔ غور کیجیے کہ اس کا سبب کیا ہے۔ صرف یہ کہ ہم لوگ حفظ صحت کے اصول سے ناواقف ہیں۔ خیر یہ بیماریاں تو مہلک ہیں خداوند تعالے سب کو انسے بچائے معمولی بیماریوں کے اسباب اور اُنسے بچنے کی تدبیریں بھی ہمکو معلوم نہیں۔ ہم منہ سے تو کہتے ہیں کہ تندرستی عجیب نعمت ہے۔ مگر یہ بات ہمارے ذہن نشین نہیں اگر ذہن نشین ہوتی تو ہم تندرستی اور حفظ صحت کے قواعد کو بڑی وقعت دیتے اور اُس کی تعلیم کو ضروری اور لازمی سمجھتے۔ تندرستی پر دنیا کی خوشحالی اور راحت کا دارومدار ہے۔ بغیر تندرستی انسان محتاج ہے۔ اگر بادشاہ محل میں بیمار ہے تو ایک فقیر سے زیادہ لاچار ہے۔ حفظ صحت کی تعلیم ایک ایسی تعلیم ہے جس کی ضرورت مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں ہے۔ آجکل دیکھا جاتا ہے کہ بعض تعلیم یافتہ اصحاب بھی اس سے بے پروا ہیں۔ بلکہ ایک حد تک یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ اپنا قیمتی وقت اس میں صرف کرنا بیکار تصور فرماتے ہیں۔ جب مردوں کی یہ کیفیت ہے تو عورتیں جو کہ تعلیم ہی سے ناآشنا ہیں انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حفظ صحت

کس جانور کا نام ہے یا بیماریان ہم پر کیونکر حملہ آور ہوتی ہین اس کی خاص وجہ کیا ہے اگر مردون کو حفظ صحت کی طرف توجہ ہو تو عورتون کو بھی اس سے گہری دلچسپی پیدا ہو جائے اصول حفظ صحت کی طرف سب سے زیادہ عورتون کی توجہ مبذول کرانی چاہئے کیونکہ انتظام خانہ داری۔ مکان کی صفائی۔ بچون کی پرورش انکا نہلانا۔ دُھلانا۔ کھلانا۔ پلانا۔ یہ سب کام انکے سپرد ہوتے ہین۔ اب خیال فرمائیے کہ جب عورتون کو اصول حفظ صحت ہی کی خبر نہین تو وہ مکان کو صاف اور بچون کو تندرست کیونکر رکھ سکتی ہین ہمیشہ بیماری اُس شہر مین زیادہ ہوتی ہے جہان صفائی کا انتظام اچھا نہین ہوتا اسی طرح اُس مکان مین بیماری زیادہ ہوتی ہے جہان بناتے وقت حفظ صحت کا خیال نہ رکھا جائے اس ناواقفیت کی بدولت سخت تکلیف اور مصیبت اٹھانی پڑتی ہے اور بعض دفعہ اس وبائی بیماری کا نام جن۔ بھوت۔ پری۔ مشہور کر دیا جاتا ہے کہ اس مکان مین آسیب کا خلل ہے ایک کتاب مین مینے پڑھا تھا کہ ایک مرتبہ ایک تنگ کوٹھری مین ۱۸ آدمی بند کر دیے گئے۔ انکو صبح جب نکالا تو کئی آدمی تو جان سے ہلاک ہو گئے اور کچھ نیم جان سسکتے بلکتے پائے گئے۔ اب خیال فرمائیگا کہ اصول حفظ صحت کی واقفیت کتنی ضروری ہے اور اس کا نہ جاننا کسقدر خطرناک ہے اس کا ہم لوگون کو کسقدر خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اسی پر آئندہ نسلون کی بہبودی کا انحصار ہے جس طرح اور تعلیم انسان کو قابل بناتی ہے اور جہالت سے نجات دلاتی ہے اسی طرح حفظ صحت کی تعلیم ضروری ہے جسکی بدولت ہم تندرست رہ سکتے ہین اور بیماریون کی مصیبت سے نجات پا سکتے ہین۔ مگر ہمارے ملک مین طریقہ تعلیم کچھ اس قسم کا ہے کہ پڑھنے والون کو یہ تو معلوم ہے کہ شنگھائی۔ اور اسٹاک ہوم کہان واقع ہے لیکن اس کی خبر نہین کہ اپنا دل و جگر کس جگہ ہے؟ اسی طرح تمام اگلی پچھلی قومون کی لڑائیان

اور انکی فتح شکست کا حال اور اسکے وجوہات سب نوک زبان ہین۔ مگر نہین جانتے تو یہ نہین جانتے کہ ہمپر بیماریان کیونکر حملہ آور ہوتی ہین اور انسے محفوظ رہنے کا کیا طریقہ ہے یہ حالت قابل افسوس ہے۔ خداوند کریم نے جن بزرگون کو توفیق دی ہے اور وہ اسکا انتظام کرسکتے ہین اُن کو اس جانب توجہ فرمانی چاہیئے فقط۔

خاکسار اہلیہ سعد الدین حیدر

ڈسٹرکٹ جج اوجین سنٹرل انڈیا

**نوٹ۔** اسلام مین تو علم بدن علم دین سے بھی مقدم ہے، احادیث قدسی کا ایک بڑا حصہ اصول حفظان صحت کے متعلق ہے لیکن عموماً مسلمان کیا عورتین اور کیا مردان سے واقف تک نہین۔

درصل عورتون کی تعلیم مین اس حصہ کا داخل کرنا سب سے مقدم اور اہم ہے کیونکہ یہی مدار صحت ہے اُردو مین اس مضمون پر اب کتابون کا شائع ہونا شروع ہوگیا ہے اور خواتین ان کے مطالعہ سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کرسکتی ہین۔ ان تصنیفات مین علیاحضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا کی تصانیف کا مرتبہ نہایت بلند ہے اور حضور ممدوحہ نے اس حالت سے متاثر ہوکر ایسی مفید تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ حضور ممدوحہ کی تصنیفات مین تندرستی[1] حفظان صحت بچون کی پرورش اور معاشرت و معیشت خاص عورتون کے مطالعہ کے قابل ہین۔

اڈیٹر

ع[1] یہ کتابین دفتر ظل السلطان سے بہ قیمت مل سکتی ہین

# ہماری زندگی

ہماری زندگی کیا ہے۔ ایک فنا ہونے والی چیز کا نام ہے۔ خواہ کیسی ہی شان سے اسے بسر کریں۔ لیکن آخر وہی فنا ہے وہ ایک وقت خاص تک اپنی ہستی کا ثبوت دیتی ہے، اور ایسا ثابت کرتی ہے گویا ہمیشہ ہمیشہ قایم رہیگی۔ دنیاوی مشغلے اسے بالکل محو کر دیتے ہیں وہ نہیں جانتی کہ کوئی ایسی زبردست ہستی بھی پوشیدہ ہے جسکو میری ہستی پر پورا تسلط حاصل ہے وہ جب چاہے میرے دعویٰ باطل کا خاتمہ کرکے مجھے نابود کرسکتی ہے۔

ہماری زندگی مین بھی اختلاف ہے۔ کوئی زندگی تو ایسی ہے کہ اس پر فخر کیا جاتا ہے اور ہمیشہ اس کے لئے دعا ہوتی ہے کہ یہ فانی چیز بھی بقا کا جامہ پہن لے اور کبھی نابود نہ ہو۔ اور کوئی ایسی ہوتی ہے کہ اُس کی چند روزہ بقا بھی بُری معلوم ہوتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ یہ اپنے وقت مقررہ سے بھی پہلے فنا ہوجائے تو بہتر ہے اس کا سبب صرف یہی ہے کہ ایک نے اپنے فرائض کو سمجھا اور ادا کیا اور دوسری اس سے غافل رہی ہماری زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ اہل دنیا کے لئے کارآمد ہو۔ فرائض کو بوجہ احسن انجام دے۔ اپنے وجود سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے اگرچہ وہ چند روزہ ہے۔ مگر انہی چند روز مین ایسے کام کرے جو اسے ہمیشہ زندہ رکھیں اور خلق خدا اُس کی کمی کو ہر وقت محسوس کرتی رہے۔ جس طرح ہمارے ارادون کے فسخ ہونے سے خدا کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح اس سرائے فانی کی رفتار کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ یہان ہر روز ہزارون زندگیون کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے اس کی یہی رفتار ہے۔ نہ معلوم اب تک کسقدر ہستیان نابود ہوگئی ہین لیکن بعض تو باوجود نابود ہونے کے بھی ہین اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہین۔

اور بعض کا کچھ پتا نہین چلتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ظاہری تو فانی ہے
لیکن اگر کوشش کیجائے تو ابدی زندگی بھی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ صرف اس
صورت مین ہوگی جبکہ اس فانی زندگی کو نہایت کارآمد بنایا جائے اور ہر ایک
شخص یہ سمجھ لے کہ میرا وجود محض فانی ہے۔ مین خود تو ایک روز ضرور نابود ہو جاؤنگا
لیکن چاہیے کہ ایسا کام کرجاؤن جو نام ہمیشہ زندہ رہے اور اہل دنیا میری کمی کو
پورا نہ کرسکین دنیا مین آئے دن انقلاب ہوتے ہین۔ کوئی قوم بنتی ہے کوئی گڑتی
ہے اور اس کو قدرت سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو
کا اس مین بہت زیادہ دخل اسکا اپنا ہے کیونکہ عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ جو قوم
دنیاوی لہو لعب مین سرشار ہوکر اپنے فرائض کو بھول گئی اپنی معاشرت تہذیب
اور تمدن کو برباد کرکے صراط المستقیم سے دور جا پڑی وہی بہت جلد صفحہ ہستی
سے حرف غلط کی طرح مٹ گئی دنیا مین ایک بڑی سے بڑی قوم سے لیکر ایک فرد واحد
تک کی زندگی کا دارومدار معاشرت اور تہذیب و تمدن پر ہے اسی سے ترقی و
تنزل کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلمانون کے انتہائی تنزل کا باعث انکا تمدن و معاشرت
ہے انہون نے جہان اپنے اور سب فرائض کو چھوڑا وہان اپنی قومی روایات کو بھی
خیرباد کہا اور انکے بدلے دوسرون کی روایات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش
کی جو لاحاصل تھی کیونکہ ہماری اپنی روایات اس قسم کی ہین کہ وہی ہمین فائدہ
پہنچا سکتی ہین۔ دوسرون کی خواہ وہ کیسی ہی ہون ہمارے لئے محض فضول ہین
دراصل اب ہماری قوم کی قومیت نام کو بھی باقی نہین رہی اس نے اپنی تمام
قوتین زائل کردین اور ہاتھ پاؤن توڑ کر بیٹھ رہی عورتین تو پہلے ہی بالکل
نکمی ہوگئی تھین ان کو کسی بات کی حس نہ رہی پھر مردون کی بھی وہی حالت
ہوئی۔ اپنے قوت بازو سے کچھ پیدا کرنا تو بھول گئے۔ دوسرون کے

سہارے پر بیٹھ رہنے کی عادت ہو گئی۔ جس نے حقیقی زندگی کا بالکل خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ آج کل ہماری قوم تمام ان وسائل سے محروم ہے۔ جو قومی عروج و ترقی کے لئے لازمی ہیں۔ اگرچہ اب اسکو یہ دعویٰ ضرور ہے کہ وہ بیدار ہو چکی ہے۔ مگر وہ بیداری فضول ہے۔ کیونکہ ابھی آنکھ کھلی ہے خمار نہیں گیا۔ وہ جو کچھ کر رہی ہے اسی خمار میں کر رہی ہے۔ اور محض فضول کر رہی ہے۔ آجکل ایک مسئلہ تعلیم نسواں ہی کا ہے۔ جو پہلے یا تو بالکل تاریکی میں تھا۔ یا اب جبکہ دوسری قومیں منزل ترقی پر پہنچ گئیں۔ اور آفتاب لب بام نظر آیا۔ تو اسی نیند کے خمار میں خود بھی فوراً اسی طرف متوجہ ہوئی۔ اور بجائے اسکے کہ تمام ابتدائی مراحل طے کر کے منزل مقصود پر پہنچنے کی کوشش کیجاتی۔ وہاں کی گرم بازاری دیکھکر پہلی سیڑہی سے کود کر آخری پر جا پہنچنے کی کوشش کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسئلہ بھی آجتک کامیابی کے ساتھ طے نہ ہو سکا۔ اسی لئے جو تعلیم آجکل جاری ہے۔ وہ محض ایک نمائشی زندگی کا سبق دے رہی ہے۔ نہ مرد ہی اپنے فرائض کو سمجھتے ہیں اور نہ انصاف کے ساتھ ان سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نہ عورتیں ہی جانتی ہیں۔ کہ ہم کس لئے دنیا میں پیدا کی گئیں ہیں۔ اور ہماری زندگی کا سبب اولین کیا ہے۔ دونوں نے اپنے فرائض کو چھوڑ دیا۔ اور سیدھی راہ سے دور جا پڑے۔ نہ مردوں کے دل میں عورتوں کی کچھ عزت و توقیر ہے۔ نہ عورتوں کو مردوں کی عظمت کا کچھ خیال ہے۔ اس صورت میں کس طرح ممکن ہے کہ نظام زندگی قائم رہے۔ ہمارے اخلاق و جذبات سب

پراگندہ ہیں۔ جب تک اعلیٰ اور صحیح اصول پر تعلیم و تربیت نہ ہو۔ یہ درست نہیں ہو سکتے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم صحیح اصول پر ہو اور اس میں مذہبی و قومی اثر کو نمایاں جگہ دیجائے۔ اور قومی خصوصیات کے تحفظ کا خیال رکھا جائے۔ کیونکہ ہر قوم کی عظمت ان خصوصیات سے ہی قائم ہے۔ اور اس کا فرض ہے وہ ان کو کسی صورت میں ضائع نہ ہونے دے۔ اب بھی وقت ہے اگر اصلاح کریں اور سنبھل جائیں۔ مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اُن پر کُلی اعتماد رکھیں۔ اسی طرح عورتوں کا فرض ہے کہ مردوں کی عظمت کو دل میں جگہ دیں۔ اور خدا کے بعد ان پر دلی بھروسہ رکھیں۔ بہت ٹھوکریں کھا چکیں اب جائے عبرت ہے۔ بہتر ہے کہ جو خیال خام دلوں میں سمائے ہیں انہیں نکال دیا جائے۔ نہ مردوں ہی کو مناسب ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم عورتوں پر حکومت کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ہم ہر وقت ہر طرح کا جور آمیز اثر اُن پر ڈال سکتے ہیں۔ اور نہ عورتوں ہی کو چاہئے کہ وہ مساوات کا راگ الاپا کریں۔ اور ہر وقت جائز و ناجائز حقوق کی ٹوہ میں رہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے حقوق کی ضرور محافظ ہیں۔ اپنے تمدن و معاشرت کی ذمہ وار ہیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ یہ بھی خیال ہر وقت رہے کہ وہ عورت ہیں۔ وہ ترقی کریں اور ضرور کریں۔ مردوں کے پہلو بہ پہلو چلیں اور ضرور چلیں۔ مگر ساتھ اس خیال کے کہ عورت ہیں۔ وہ اپنے جائز حقوق کی حفاظت کریں اور ضرور کریں۔ مگر اسی حد تک جہاں تک کہ موزوں ہو۔ مردوں کو بجائے حریف کے اپنا حقیقی معاون و مددگار سمجھیں۔ پرانی باتوں کو دل سے یکلخت نکال دیں۔ اب ان سے بجز بربادی کے اور

کچھ نتیجہ نہیں جو ہو چکا وہ ہو چکا اب زمانہ حال کو دیکھو۔ اگر مرد کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس کو خود غرضی پرست محمول کرو۔ بلکہ انکا ہاتھ بٹاؤ۔ اور حقیقی شراکت کا ثبوت دو اپنی ترقی کے وسائل پر غور کرو اور مردوں کی امداد کو نیک نیتی سے شامل حال رکھو۔ تاکہ تمہیں حقیقی زندگی حاصل ہو۔ کیونکہ یہ نمائشی زندگی بہت جلد ختم ہو جانیوالی ہے۔ بہتر ہے کہ اُسے غنیمت سمجھکر ہمیشہ کی زندگی کا کچھ اسباب مہیا کر لیا جائے ورنہ یہ لابدی ہے کہ ہم دنیا سے مٹینگے اور ایسے مٹینگے کہ کوئی نام سے بھی آشنا نہ ہوگا۔ اور حشرات الارض کی زندگی کی طرح ہماری زندگی ہوگی۔

خاکسار

فاطمہ صغرا بیگم (اہلیہ انصار احمد انصاری)

از ہردوئی

# مسلمان عورتوں کی تعلیم پر بیالیس ۴۲ سال پہلے کے خیالات

ہندوستان میں اگرچہ پوری ایک صدی سے عورتوں کی تعلیم کی تحریک جاری ہے لیکن اس تحریک کا اثر سب سے زیادہ عیسائی پھر پارسی پھر ہندو اور ہندوؤں میں بھی مرہٹہ بنگالی قوم پر کارگر ہوا ہے۔ مسلمانوں کی حالت میں کوئی ایسی ترقی نہیں ہوئی جس کا تذکرہ بھی کیا جا سکے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو نسبتاً انحطاط کی حالت ہے۔

تعلیم نسواں مسلمانوں میں کوئی اجنبی چیز نہیں سب سے پہلے ام المومنین حضرت حفصہؓ کی تعلیم ہوئی انہوں نے باقاعدہ

طور پر ہجرت سے پانچ برس بعد مدینہ طیبہ میں کتابت کی تعلیم حاصل کی حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی تعلیم دی گئی پھر جہاں جہاں مسلمان گئے۔ جن ملکوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ وہاں جس طرح مردوں میں علم کا چرچا رہا اُسی طرح عورتیں بھی اس دولت سے مالا مال رہیں۔ ہندوستان کا عہد اسلامی بھی اس دولت سے تہی دست نہیں۔ تاریخ وسیر کی کتابیں موجود ہیں اور ان میں تعلیم یافتہ عورتوں کے تذکرے بکثرت نظر آتے ہیں اور یہ حالت اُس وقت تک برابر قائم رہی جبتک کہ مسلمانوں میں صحیح طور پر علمی رجحان باقی تھا۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ہمیشہ اہم چیز رہی ہے اور اس کا نمبر تعلیم سے پہلے رکھا گیا ہے اور اب تک اُس تربیت کا یہ اثر ہے کہ غیر تعلیم یافتہ سن رسیدہ بی بیاں خواہ حفظ صحت کے اصول اور تاریخ وجغرافیہ سے ناواقف ہوں لیکن اُن میں عمدہ اخلاق مذہبی جوش اور دینداری اس زمانہ کی عورتوں سے بدرجہا بہت زیادہ ہے۔ وہ قومی انجمنوں میں یتیم خانوں اور مدارس میں بے شک چندے نہیں دیتیں لیکن کھاتے پیتے گھروں میں روزانہ غریب بیواؤں یتیم بچوں اور مسجد کے مسافروں کا ضرور حق نکالا جاتا ہے۔ وہ زنانہ کانفرنسوں میں لکچر نہیں دیتیں اخبارات ورسائل میں مضامین نہیں لکھ سکتیں۔ لیکن نماز روزہ اور زکوٰۃ کی سخت طور پر ضرور پابند ہیں اور دراصل ضرور اُسی تربیت کا ہے جو جبتک نسلاً بعد نسل قائم رہا ہے اور گو اب اس کی کمی

پوری ہو چکی اور شاذ و نادر ہی ایسے نمونے نظر آتے ہیں۔

آج کل کی تعلیم یافتہ مائیں اپنے بچوں میں وہ غیرت وہ اخلاق وہ خوش اطواری، وہ دینداری جو ایک مسلمان کا شعار ہونا چاہیئے پیدا نہیں کر سکیں جو اُن جاہل ماؤں نے پیدا کیا۔ سر سید وقار الملک حالی سب نے اُنھیں ماؤں کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔ اور اُن کی یہ کامیاب زندگی اُنھیں ماؤں کی ممنون احسان ہے

نواب وقار الملک مرحوم نے آج سے بیالیس سال قبل ایک مضمون مسلمان عورتوں کی تعلیم پر تحریر کیا تھا اور اُس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اس مضمون میں اُس زمانہ کی سرگرمی کا بھی کچھ ذکر ہے اور اُس سرگرمی سے جب آج کی سرگرمی کا مقابلہ کرتے ہیں تو سوائے ترقی اور کوئی فرق نہیں پاتے۔ یہ مضمون حیدر آباد کے مشہور رسالہ "ذخیرہ" سے نقل کیا جاتا ہے۔ اور اس رسالہ نے مخزن الفوائد سے نقل کیا ہے جس کو نواب عماد الملک بہادر بالقابہ حیدر آباد دکن سے شائع فرماتے تھے۔ ناظرین ظل السلطان کو اڈیٹر صاحب ذخیرہ کا ممنون ہونا چاہیئے جنکی بدولت نواب وقار الملک جیسے بزرگ قوم کے خیالات کا علم ہم سب کو حاصل ہوا ہے

اڈیٹر

پچھلے زمانہ کی تاریخ اور گذشتہ تصنیفات ہم کو یہ بات بتلاتی ہیں کہ اُس زمانے میں مسلمان عورتوں کی تعلیم ضروری خیال کی گئی تھی اور تمام بڑے بڑے گھرانوں میں اُس کا بخوبی چرچا تھا اور خاندانی شرافت کے ساتھ یہ جوہر لازمی ہو گیا تھا

اب تک بعض ایسے لوگ زندہ ہیں جو اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ اس ملک میں بھی مسلمان عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں اور جن میں سے بعض ایسی تھیں کہ مردوں کو فقہ کی کتابیں پڑھاتی تھیں اور یہ اُس آخر وقت کی کیفیت ہے جبکہ رفتہ رفتہ عورتوں کی تعلیم میں بہت سا نقصان آگیا تھا اور لوگوں کی توجہ اس اہم معاملہ کی طرف سے بالکل ہٹ گئی تھی۔ اب تک بھی عورتوں کی اُن علمی ترقیات کی یادگاریں بعض شریف خاندانوں میں کچھ کچھ پڑھی ہوئی عورتیں پائی جاتی ہیں قرآن شریف تک تو اکثر لڑکیاں پڑھ لیتی ہیں اور بعض قرآن کی حافظ بھی ہیں اور بعض مسئلہ مسائل کی اُردو کتابیں بھی صاف لکھی ہوئی پڑھ لیتی ہیں اور صاف صاف لکھا ہوا خط یا چھاپے کی آسان سی کتابیں بھی پڑھ سکتی ہیں اور بعض عربی کی معمولی درسی کتابیں ادب کی بھی پڑھتی ہیں اور بعض بعض کچھ اُلٹا سیدھا لکھتی بھی ہیں اور بعض بہت اچھی خوشنویس بھی ہیں اور اخباروں اور کتابوں کے واسطے کاپیاں لکھ دیتی ہیں۔ جو بہت اچھے خوشنویس کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جب ان تمام دل خوش کن مثالوں کی مجموعی من حیث المجموع نسبت کل مسلمان عورتوں کے مقابلے میں فی ہزار ایک بھی نہ پائی جائے تو کیونکر کوئی اُس افسوس کو ضبط کر سکتا ہے جو ایسے بڑے نقصان سے پیدا ہوتا ہے مگر ہاں یہ تسکین اس سے البتہ حاصل ہوتی ہے کہ مسلمان عورتوں میں علمی کمال حاصل کرنے کی قابلیت اب تک موجود ہے اور جو کوشش اس اہم معاملہ کی نسبت کیجائے گی وہ بعنایت الہی بخوبی کامیاب ہوگی۔

لیکن تمام ان باہمت مسلمانوں کو جو لڑکیوں کی تعلیم کیطرف توجہ کریں اول لڑکوں کی تعلیم کی دُرستی کا خیال مقدم ہے اس لئے کہ جبتک لڑکوں کی تعلیم ٹھیک نہ ہوگی تب تک لڑکیوں کی تعلیم کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ مردوں

کی کارروائی کو گھروں کے اندر بہت کچھ دخل ہوتا ہے اور مسلمانوں کی عورتیں اپنے مردوں کی مرضی کے مطابق کام کرنے میں نہایت نیک نام ہیں پس اگر لڑکوں کی تعلیم درست ہوگئی تو لڑکیوں کی تعلیم آپ سے آپ درست ہو جائیگی۔

اور پچھلے عرصہ میں بھی جسقدر نقصان عورتوں کی تعلیم کو پہنچا اُس کی صرف یہی وجہ تھی کہ مردوں کی تعلیم خود ناقص ہوگئی تھی۔ لیکن چونکہ معاش کا حاصل کرنا اکثر مردوں سے متعلق ہے اسلئے اِن مین کچھ نہ کچھ سلسلہ تعلیم کا بمجبوری باقی رہا مگر عورتوں کی تعلیم کا چراغ اُس عام بے اتفاقی کے وقت مین بالکل گل ہوگیا۔

الحاصل ہماری عورتوں کی تعلیم کا دار و مدار بالکل ہماری عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس کی مثالین اس ملک اور دیگر ممالک کی تواریخ مین برابر پائی جاتی ہین۔

ہندوستان مین جب مسلمانوں کو علم کا شوق تھا اُن کی عورتین بھی بہت قابل ہوتی تھین جنکی بہت سی مثالین اور بعض تصنیفات ابتک اُس کی شاہد ہین اور بہت سے لوگ اُس سے بخوبی واقف ہین جہانگیر کی رحلت کے وقت جو نظم اُس کی پیاری بیوی نورجہان بیگم نے لکھی اور جس کے چند ہی روز کے بعد اُس نے بھی اِس ماتم کدۂ دنیا کو چھوڑا وہ اس ملک کی قابل عورتوں کی قابلیت کے نمونے کے طور پر ہم بیان لکھتے ہین۔

اشعار

دریغا زین دل آزاری دریغا ... دریغا زین جگر خواری دریغا
نخواہم بے جانش زندگی را ... بملک جاودان پاہندگی را
نہال عمر بے برگ است بے او ... حیات جاودان مرگ است بے او

بقانونِ وفا نیکو نباشد — کہ من باشم بگیتی او نہ باشد
نیخواہم کز و یک سو نشینم — جہان را بے جمال او بہ بینم
چہ آسایش دران گلزار ماند — کز و گل رخت بند و خار ماند

---

اب ایک اور دوسرے ملک کی کیفیت بھی بطور مثال کے بیان کیجاتی ہے -

اندلس مین بادشاہ حکیم المستنصر باللہ بن عبدالرحمن الناصر الدین اللہ کے وقت مین علم کا یہ چرچا تھا کہ جسقدر بڑی بڑی تقریبین اور خوشی کے جلسے اور جشن ہوتے تھے ۔ اُن مین بجائے بیش قیمت نذرون اور تحفون کے اُس ملک کے لایق وفایق مسلمان اپنے تازہ مصنفات بادشاہ کے حضور مین پیش کرتے تھے اندلس کا ایک مصنف اُس وقت کے ذکر مین لکھتا ہے کہ جب علم اور نظم کی اُس ملک مین یہانتک قدر ہوئی تو نتیجہ اُس کا بالآخر یہ نکلا کہ عورتین بھی اپنے گھرون مین پڑھی لکھی اور قابل پائی گیئین -

ایک عورت صرف اور نحو کی پوری عالم اور نظم دوست تھی اور حساب و دیگر فنون مین بخوبی واقفیت رکھتی تھی اور خوشنویسی مین بھی اپنے زمانہ مین یکتا تھی اور بہت اچھی مصنف بھی تھی اور جب کبھی بادشاہ کو کوئی خفیہ خط و کتابت کرنے کی ضرورت پڑتی تھی تو یہ کام اسی عورت کو سپرد ہوتا تھا -

فاطمہ بنت زکریا نامی ایک اور عورت بھی بڑی خوشنویس تھی اُسنے بادشاہ کے واسطے اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھکر بھی -

اِسی طرح عائشہ بنت احمد بن محمد نے بھی بادشاہ کے واسطے ایک کتاب اپنے ہاتھ سے لکھی یہ عائشہ علوم فنون مین بہت ہی کامل تھی - ابن حیان جو بڑا معتبر

مورخ ہے بیان کرتا ہے کہ اندلس بھر مین کوئی عورت ایسی نہ تھی جو خوبصورتی اور نیک کرداری اور عمدہ لیاقتون مین عائشہ پر فایق ہو۔ اور بہت کم عورتین ایسی تھین جو صرف فصاحت و بلاغت اور نظم مین البتہ عائشہ کی برابری کرتی تھین عائشہ نے اپنے وقت کے چند بادشاہون اور شاہزادون کے نسب نامہ لکھے اور ایسی خوبی اور لیاقت کے ساتھ لکھے کہ جس نے اُن کو دیکھا وہ حیرت مین رہ گیا۔ یہ حیرت جیسی اُس تصنیف کی عمدگی کے لحاظ سے تھی ویسی ہی اس کتاب کی خوشخطی پر بھی تھی جسکو عائشہ نے خود اپنے ہاتھ سے کاغذ پر یا کسی قسم کے کپڑے پر لکھا تھا۔

قاذفہ بنت جعفر نصیر التمیمی نے بھی ایک عمدہ مجموعہ ہنرون اور فنون کی کتابون کا جمع کیا اور بہت عمدہ نظمین تصنیف کین جنکو وہ خود نہایت خوش الحانی سے گایا کرتی تھی۔

مریم بنت ابو یعقوب سیول کے بڑے بڑے خاندانون کی لڑکیون کی اُستانی تھی اور اُس کی تعلیم بہت مشہور و معروف تھی اُسکے مدرسہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی لڑکیون نے اپنے آپکو اپنی لیاقتون اور تحصیل علوم مین ممتاز کیا اور اُونچے اُونچے گھرانون مین بیاہی گئین اور امیرون اور شاہزادون کی خوشی اور مسرت کا سبب بن گئین اور بڑے بڑے محلون اور قصرون کو انکی ذات سے زیب و زینت اور افتخار حاصل ہوا۔

رضیہ جو نجم سیدہ کے خطاب سے معروف تھی۔ اپنے زمانہ مین اپنی خوشنما نظمون اور خصوصاً اپنی نہایت اعلیٰ درجہ کی فن تاریخ نویسی مین اعجوبۂ روزگار تھی۔ بادشاہ کی وفات کے بعد اُس نے مشرق کا سفر اختیار کیا اور جہان وہ گئی ہر ایک جگہہ کے عالمون اور فاضلون نے اس کی لیاقتون کا اقرار کیا۔

مذکورہ بالا مثالون سے اِس بات کی بخوبی طمانینت ہوتی ہے کہ تحصیل علم

وفنون کی قابلیت خدا تعالےٰ نے مردون اور عورتون کو یکسان یا قریب یکسان کے عنایت فرمائی ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ مسلمانون نے ایک مدت سے یعنی اُسوقت سے جب سے خود اُنکی تعلیم مین زوال آگیا عورتون کی تعلیم کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے اور ابتک اُس غلطی کو کھینچا تا نا ہے کہ سوائے شاذ و نادر سمجھدار آدمیون کے باقی سب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ عورتون کو تعلیم ست کچھ سروکار ہی نہین ہے اور اس سے بھی زیادہ غلطی اُنہون نے اُسوقت کی جب وہ یہ سمجھے کہ تعلیم کے بعد عورتون کی پارسائی قایم رہنا دشوار ہوگا۔ اور یہ مغالطہ ایسا عالمگیر ہے کہ بڑے بڑے پڑہے لکھے اور سمجھدار آدمی بھی اُسی مین مبتلا ہین۔

ہمکو چاہئے کہ اس نازک معاملہ کے حل کرنے کے واسطے اول مردون کی حالت پر قیاس کرین اور اُس کا یہ حال ہے کہ جو لوگ جاہل محض ہین وہی اکثر زیادہ بے حیا اور بدکار ہوتے ہین اور پھر اُن مقدمات کی مثلون کو ملاحظہ کرنا چاہئے جو ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین عورتون کی بدکاری کی بنسبت عدالتون مین دائر ہوئے ہون یقین یہ ہے کہ سب اِس قسم کی مثلین ناخواندہ اور جاہل عورتون سے متعلق ہونگی۔ علم کا یہ خاصہ ہے کہ اگر اُس کی تعلیم اچھی طرح سے ہو تو وہ انسان کو بدتہذیبی اور بدکاری سے نکالکر تہذیب اور نیک کرداری کی طرف رجوع کر دیتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کا یہ ذاتی خاصہ عورتون کی نہایت نرم اور ملائم طبیعتون مین مؤثر نہو۔ علم کا طلب کرنا جیسا مسلمان مردون پر فرض ہے ویسا ہی مسلمان عورتون پر۔ پس کوئی وجہ نہین کہ عورتین اُس سے جبراً محروم کیجائین۔

جس خرابی کا اندیشہ مسلمانون کو عورتون کی تعلیم سے ہے اُس مین خاندانی

صحبت اور خاندانی اخلاق کو کلی مداخلت ہوتی ہے خواہ تعلیم ہو یا نہو بلکہ یہ ممکن ہے کہ اُس بدصحبت اور بداخلاقی پر محمدہ تعلیم کا اثر کبھی غالب آجاوے۔ پس اگر مسلمانون کو کچھ غیرت ہے تو اُس غیرت کو ایسی بُری طرح کام مین لانا کسی طرح ٹھیک نہین ہے مناسب یہ ہے کہ خود اپنے اخلاق درست کرین۔ خاوند جب اپنی بیبیون سے نہایت بداتفاقی سے پیش آوین اور اُنکو ہر طرح پر حظ زندگانی سے محروم کردین اور خود وہ افعال ناشائستہ اختیار کرین جنکو کسی غیرت دار انسان کا تصور بھی برداشت نہ کرسکے تو ایسے گھرانون مین جو نہ ہو وہ تھوڑا ہے۔ لیکن ہم خدا کا دل سے شکر کرتے ہین کہ ہندوستان مین مسلمان شریف زادیان یہ سب ظلم و ستم نہایت صبر کے ساتھ برداشت کرتی ہین اور اُف نہین کرتین اور ہمیشہ اپنے خاوندون کی رضامندی اور خوشی تلاش کرنے کی فکر مین رہتی ہین اور اُنکی سلامتی اور تندرستی کی دعا کرتی ہین ؎

اپنے ساقی کی شب فرقت مین ۔۔۔ بانی پی پی کے دعا کرتے ہین

اور پھر اپنی پارسائی کو ایسی خوبی اور احتیاط سے قایم رکھتی ہین کہ ان نالایق مردون سے اُنکا عشر عشیر بھی نہ ہوسکے۔ یہ وہ عورتین ہین کہ اُنکو دامن پہ نماز پڑہنے سے انسان کی نجات ہوتی ہے۔ ان پاک دامنون کی نسبت یہ کہنا کہ آسمان اُنہین کے سبب سے تھما ہوا ہے کچھ نامناسب مبالغہ نہین ہے۔ پھر کیا غضب اور کیا قہر ہے کہ یہ سب حالات ہم برابر اپنی آنکھون سے دیکھین اور باانیہمہ ہماری بدگمانی کسی طرح رفع نہو۔

جسقدر احتیاط اس معاملۂ خاص مین درکار تھی وہ خود ہمارے مذہب نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کہنے کے پہلے ہمارے لئے لازم کردی ہے اور وہ عورتون کا شرعی پردہ ہے جو بلاشبہ ہزارون مصلحتون پر مبنی ہے اور بے انتہا خرابیون سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ لیکن اُس مذہب نے یہ کہین نہین کہدیا کہ عورتون کو تعلیم سے محروم رکھنا چاہئے۔

ایک اور غلطی اُسی مذکورہ بالا غلطی کی بنیاد پر مسلمانوں مین یہ واقع ہوئی ہے اور اچھے اچھے سمجھدار آدمیون کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ اگر عورتون کو کسی قدر پڑھنا سکھایا بھی جائے تو خیر لیکن لکھنا اُنکو کسی طرح نہ سکھلانا چاہئے۔ مگر یہ ایک بالکل ہی ہنسی کی بات ہے اور اس قسم کی رایون پر بے انتہا افسوس ہوتا ہے ہر شخص جو کتاب پڑھ سکتا ہے گو اُس کو لکھنا نہ سکھایا جائے۔ لیکن اُلٹا سیدھا غلط سلط کچھ نہ کچھ کارروائی کے لایق وہ بہرحال لکھ سکے گا۔ پھر ہمارے لکھنا نہ سکھلانے سے کیا ہوگا اور جس خیال خرابی کے رفع کرنے کے لئے یہ تدبیر سوچی گئی ہے وہ اُس کے لئے کافی علاج نہین ہے۔ علاوہ اسکے ہر ایک انسان کو جو مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتا ہو اسبات پر ایمان رکھنا چاہئے کہ ہمارے بہ نسبت انبیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ غیرت دار اور شرم والے تھے اور ہرگز کسی مسلمان کا یہ منصب نہین ہے کہ اپنی احتیاط کو اور اپنی بیہودہ غیرت کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احتیاط اور غیرت سے بڑھاوے کما قال تبارک وتعالےٰ یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ۔ پس واضح ہو کہ خود جناب سرور کائنات نے اپنی ازواج مطہرات کو لکھنا سیکھنے کی اجازت دی ہے اور اُس کو جائز رکھا ہے۔

عن شفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا عند حفصة فقال الا تعلمین هذه رقیة النملة کما علمتها الکتابة یعنے روایت ہے شفاء دختر عبد اللہ سے کہا اُنہون نے کہ تشریف لائے میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت جب کہ مین حضرت حفصہ کے پاس تھی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہ کیون نہین سکھلا دیتی ہو تم حضرت حفصہ کو یہ رقیہ النملہ جس طرح سکھلا دیا ہے تم نے ان کو لکھنا ۔ غرض جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایسا فرمایا ہو اور ازواج مطہرات کو لکھنے پڑھنے کا شرف

حاصل ہو۔ تو کوئی مسلمان اب اُس مین گفتگو نہین کرسکتا بلکہ اب ہم بڑے دعوے کے ساتھ فخریہ یہ کہہ سکتے ہین کہ عورتون کے لئے لکھنا پڑھنا گویا ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے جس سے اُن کو باز رکھنا ہرگز کسی مسلمان کا کام نہین ہے۔

علم ایک دریائے ناپیدا کنار ہے جسکا پانی نہایت صاف اور ستھرا اور شیرین ہے اُس مین سے خدا نے انسانون کی کارروائی اور آرام و آسائش اور خوشی کے ساتھ زندگانی بسر کرنے کے واسطے دو نہرین جاری کین ہین۔ ایک نہر علم کا وہ حصہ ہے جسکو مرد حاصل کرتے ہین دوسری نہر وہ علم ہے جو عورتین حاصل کرین پس عورتون کو علم سے محروم رکھنا گویا خدا کی جاری کی ہوئی ایک نہایت عمدہ نہر کو بند کر دینا اور خدا کی بخشی ہوئی دولت کی ناشکری ہے جس سے خدا ہر ایک مسلمان کو محفوظ رکھے۔

ابتک مینے یہ بیان کیا ہے کہ مردون کی تعلیم سے عورتون کی تعلیم درست ہوتی ہے۔ مگر اس کو بھولنا نہ چاہئے کہ عورتون کی تعلیم کو بھی مردون کی تعلیم پر بہت بڑا اثر ہے۔ ابتدائے عمر مین بچون کے اخلاق کی درستی اور اُس کی نگرانی بالکل عورتون سے متعلق ہوتی ہے پس اگر عورتین بے علم اور غیر مہذب رہین تو لڑکون کی ابتدائے تعلیم مین بہت کچھ رخنہ پڑ جاتا ہے اور اکثر یہ بات دیکھی گئی ہے کہ ماؤن کی ناسمجھی سے اولاد نالایق ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات وہ نالایقی ایسے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے کہ اُس کا تدارک اختیار سے خارج ہو جاتا ہے اور اولاد کے ہونے کی تمام مسرت اور خوشی سب خاک مین مل جاتی ہے۔ برخلاف اسکے تواریخ میں بہت کثرت سے ایسی مثالین موجود ہین کہ جن لوگون کی مائین پڑھی لکھی اور لایق اور تربیت یافتہ تھین اُنکی اولاد بھی بہت ہی

قابل نکلی بڑے بڑے نامور شخص جنکا نام تاریخون مین نہایت عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے وہ لوگ ہین جنکی تعلیم وتربیت مین اُنکی نہایت لایق ماؤن کی مداخلت تھی۔

انتظام خانہ داری اور اُس مین ہر قسم کی واجبی کفایت شعاری یہ سب عورتون کی قابلیت پر منحصر ہوتی ہے۔ پس اگر عورتین قابل ہون تو مردون بکو ہزار طرح کے فائدے اُن سے حاصل ہو سکتے ہین۔ برخلاف اُسکے اب سیکڑون گھرانون مین دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی ایسا رئیس مرا جسکے ورثہ ذکور نہ ہون اور صرف عورتین مالک ومختار ہون تو بالکل دارومدار کارندون پر منحصر ہوجاتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ مین اُن لوگون کی بددیانتی اور خیانت اور فضولیات سے ریاست مقروض اور پھر تباہ ہو جاتی ہے۔ اور اُن بیکس عورتون سے ان خرابیون کا کچھ علاج نہین ہو سکتا۔ اگر عورتین تعلیم یافتہ ہون تو اِس قسم کی خرابیان یک قلم موقوف ہو جائین چنانچہ جہان کہین اِس قسم کی کوئی عورت اتفاق سے پڑہی لکھی ہوتی ہے تو وہ اپنے سب انتظام نہایت اچھی طرح سے کرتی ہے اور اپنی ریاست کو بہت خوبی سے قایم رکھتی ہے۔

ایک اور ضروری امر کو بھی بھولنا نہین چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جب عورتین پڑہی لکھی نہین ہوتین تو اُن کو مجبوری اپنی بعض نہایت راز کی باتین غیرون کے سامنے بیان کرنی اور اُن سے لکھوانی پڑتی ہین اور اگر اُن کو بیان نہین کرتین تو مجبوراً ہر طرح کی تکلیف اور نقصان برداشت کرتی ہین اور گویم مشکل گرنہ گویم مشکل مین مبتلا ہوتی ہین۔ اور اِس سے کوئی شخص انکار نہین کر سکتا کہ خانہ داری مین ایسی ہزار ون باتین پیش آتی ہین جنکا اظہار غیرون سے نامناسب اور نہایت نامناسب ہوتا ہے۔ کتنی ہی ایسی باتین ہین جن کو بیبیان اپنے خاوندون کے سوا اور کسی پر ظاہر کرنا نہین چاہتین اور کتنی ہی ایسی باتین ہوتی ہین جنکو بیاہ شادی کے بعد لڑکیان

اپنی ماں یا باپ کے سوا اور کسی سے بیان کرنا گوارا نہیں کرتیں۔ اسی طرح ہزار وں قسم کی باتیں ہیں جو خاوند اپنی بیبیوں سے اور باپ اور ماں اپنی بیٹیوں سے بھائی اور بہن اپنی بہنوں سے صرف کہنا چاہتے ہیں۔ مگر دو سروں سے اُن باتوں کا ذکر کرنا نہیں چاہتے لیکن عورتوں کی بے علمی کی وجہ سے تمام ایسی باتیں جن کے اظہار کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا اور جن کا غیروں پر ظاہر کرنا نہایت شرم کا موجب ہوتا ہے مجبوری غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہیں اور وہ تمام شرم اور ساری غیرت بالائے طاق دھری رہ جاتی ہے۔

پس کہاں ہیں وہ بڑے بڑے غیرت والے جو عورتوں کی تعلیم کو اپنی غیرت کے برخلاف سمجھتے ہیں۔ اب وہ آئیں اور ہم کو بتلائیں کہ آیا عورتوں کا پڑھانا لکھانا بے غیرتی کی بات ہے یا اُن کا جاہل رکھنا بے غیرتی ہے۔

غرض جس حیثیت سے دیکھو کوئی چارہ سوا اس کے نظر نہیں آتا کہ ہم عورتوں کی تعلیم کی طرف دل سے متوجہ ہوں اور جو نہایت روشن موتی ہمارے خزانوں سے کھوئے گئے ہیں پھر اُن کی تلاش میں سرگرم ہوں۔ عورتوں کی تعلیم کے فائدوں کا مفصل بیان کرنا حقیقت میں امکان سے باہر ہے اُس کی قدر آدمی اسیوقت جان سکتا ہے جبکہ اُسکی قوم اور کم سے کم اُسکے خاندان میں عورتوں کی تعلیم و تربیت قرار واقعی ہوجائے یا وہی اب اس نعمت عظمٰی کے مزے اڑاتے ہیں۔ جن کو خدا نے یہ دولت دی ہے۔ خدا ہماری قوم کو بھی یہ دن روزی کرے اور اُس کو بھی اپنی اس نعمت سے محروم نہ رکھے ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً ۃ

ختم مضمون سے پہلے طریقہ تعلیم کی نسبت بھی میں کچھ بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں میری یہ رائے نہیں ہے کہ عام مدارس لڑکیوں کے واسطے کھولے جائیں اور اُنمیں لڑکیاں روزمرہ حاضر ہوکر تعلیم پائیں۔ انگریزی سرکار میں جو مدارس اس قسم کے

جاری ہوئے ہین اُن مین شمال مغربی اضلاع کے مدارس کی کارروائی سے جہان کا مین رہنے والا ہون اور جہان نو دس برس تک مین نے انجمن تعلیم و تربیت کے ایک رکن ہونے کی حیثیت سے سرکاری سررشتہ ہائے تعلیم کو ہمیشہ نہایت غور اور احتیاط اور شوق کے ساتھ دیکھا ہے مین بخوبی واقف ہون اُس ملک مین ان مدارس نسوان نے آنریبل سر ولیم میور صاحب اُس وقت کے لفٹنٹ گورنر کے زمانہ مین بہت ترقی پائی ہر سال سررشتۂ تعلیم کی رپورٹون مین ایسے مدارس اور اُن مین لڑکیون کی تعداد ہر گذشتہ سال سے زیادہ دکھلائی گئی لیکن حقیقت مین وہ صرف ایک دہوکا تھا اور بعض ایسے لوگون کے لگائے ہوئے سبز باغ تھے جنھون نے اُنکو حکام وقت اور خصوصاً آنریبل سر ولیم میور صاحب کی خوشنودی اور عمدہ خطابون اور خلعتون اور جاگیر ... حاصل کرنیکا ذریعہ قرار دیا تھا۔

میری رائے اُن لڑکیون کی نسبت جنکی تعداد اس قسم کے مدارس مین بیان ہوتی ہمیشہ یہ تھی کہ وہ چھامہ کی چڑیان ہین جو کبھی ہین اور ابھی نہین۔ چنانچہ بارہا بعض مدارس کی نسبت گورنمنٹ کے افسرون کو بھی یہ تجربہ ہو گیا کہ جن مدارس کی نسبت بہت سی کارگزاریون کا اظہار رہتا تھا اور بہت سا روپیہ اُنکے خرچ کے واسطے دیا جاتا تھا جب معلوم ہوا تو اُن مدارس کی شہرت خالی ڈہول کی آواز سے کچھ زیادہ باوقعت ثابت نہ ہوئی لیکن ہر ایسے موقع پر اُن افسرون نے اُن خرابیون کو جہانتک اُن سے ممکن ہوا چھپایا تاکہ اُن کی بے بنیاد نیکنامی مین داغ نہ لگے۔

بااین ہمہ مسلمانون کو اس طریقہ تعلیم سے بہت کم سروکار رہا کثرت سے ایسے مدارس کی کتب داخلہ ادنیٰ درجہ ادر غیب ہندوؤن کے نامون سے رنگی گئین اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسلمانون کو اُس سے بہت کم تعلق رہا اسلئے

ایک مدت کے ذاتی تجربے کے بعد میری رائے ان مدارس کی نسبت یہ ہے کہ اشراف خاندانوں کی لڑکیوں کا اپنی موجودہ حالتِ جہالت میں رہنا ان مدارس کے ذریعے سے تعلیم و تربیت پانے سے لاکھوں کروڑوں درجے بہتر ہے۔

مین نے اُن مدارس کے قبلہ گاہ یعنی اُس مدرسے کی کارروائی کو بھی بہت برسون تک نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا ہے جہان جوان عورتین مدارس نسوان کی مدرسی کے واسطے تیار ہوتی ہین اس مدرسۂ دستور التعلیم مین ہندوستانی ارکین مجلس سے تو پردہ ہوتا ہے لیکن علم کے دیوتا یعنے افسران سررشتۂ تعلیم خواہ وہ دیسی ہون یا پردیسی ہندوستانی ہون یا انگریز نوجوان ہون یا بڈھے بلا کسی قید او ر پردے کے بے تکلف داخل دفتر ہوتے ہین۔ پھر جو جو مقدمات اس مدرسے کی کارروائی کے متعلق دائر ہوئے اُن مین سے بھی بہتون کی مفصل کیفیت مجکو معلوم ہے۔

بعض نوجوان علم کے دیوتا کچھ متہم بھی ہوئے اور بعد ثبوت کے ایک نہایت مخفی اور پولیٹکل طور سے وہان سے بدلے سدے گئے اور چھوٹے سے لیکر بڑے افسر تک سبنے اس آگ پر پانی ڈالا۔ غرض جو جو باتین نہ ہونی چاہئین تھین وہ ہوئین۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔

اور اب چونکہ اس قسم کی کارروائیان گویا میری ان آنکھون کے سامنے گذرچکی ہین تو میری رائے اس معاملہ مین نہایت سخت ہوگئی ہے اور مین ہرگز اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ عام مدارس مین شرفا کی لڑکیون کی تعلیم ہو میری رائے صرف اسقدر ہے کہ بھائی اپنی بہنون کو بیٹے اپنی ماؤن کو خاوند اپنی بیبیون کو باپ اپنی بیٹیون کو اسیطرح قریب رشتہ دار اپنی آپس والیون کو پڑھاوین اور جب یہ تعلیم کچھ چل نکلے تو پھر یہی اپنی بہنون کو مائین اپنی لڑکیون کو پڑھانے کے قابل ہو جائینگی۔ یا اگر ضرورت معلوم ہو تو وہ اُستانیان جنکے چال وچلن پر خود گھر والون کو اطمینان ہو گھرون مین آئین اور لڑکیون کو

لکھنا پڑھنا اور سینا پرونا وغیرہ سکھادین اور اگر گھر پاس پاس ہون تو اسکا بھی مضائقہ نہین کہ چند گھرون کی لڑکیان اپنے کسی ایک اہل خاندان اور رشتہ ناتے والے گھر مین یا ایسے گھر مین جس سے رشتے ناتے کے ہو جمع ہون اور وہان پڑھین لکھین اور اور سب کام جو لڑکیون کے کرنے کے ہین سیکھین اور وہی مرد انکی تعلیم کی نگرانی کرین جو خود انکے باپ بھائی یا اور رشتہ دار اور عزیز ہون لیکن جدا مکانون مین مدرسہ قایم کرنا اور اُسکی نگرانی بیگانہ مردون کو سپرد کرنا یہ وہ ایسی بڑی بھاری غلطیان ہین جن سے لوگون کو ہمیشہ کے واسطے ایک دستور العمل کے طور پر بچنا چاہیے۔

اب رہی تعلیم کی درسی کتابین اور تعلیم کا ایک معقول سلسلہ اُسکی نسبت مین کچھ زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ تھوڑے دنون سے جب سے عورتون کی تعلیم کا کچھ چرچا شروع ہوا ہے نہایت لایق لایق آدمیون نے اس مقصد کے واسطے کتابین لکھنی شروع کر دی ہین اور چھاپہ اُن کو برابر مشتہر کر رہا ہے اور یقین ہے کہ اگر توجہ باقی رہی تو آئندہ اور بہت سی عمدہ عمدہ کتابین اس مقصد کی تکمیل کی غرض سے موجود ہو جاوینگی اور پھر جو صاحب ہمت اس کام کو شروع کرنا چاہینگے وہ موقع اور ضرورت کے لحاظ سے خود اُس کا کچھ بند و بست کرینگے اور چند عرصہ کے تجربہ اور کارروائی کے بعد کیا عجب ہے جو عام طور پر کوئی نہایت عمدہ اور معقول سلسلہ قایم ہو جائے۔

آخر مین ہم اپنی ریاستِ حیدرآباد کے تمام شریف خاندانون اور تمام عمایدسے یہ امید رکھتے ہین کہ وہ بھی اس ضروری معاملہ کی طرف دل سے توجہ فرماینگے اور جہانتک ہم کو معلوم ہوا ہے وہان تک اس بات کے دریافت کرنے سے ہم نہایت خوش ہین کہ یہان بھی بعض علم دوست اور دور اندیش مسلمانون کو اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ خدائے تعالےٰ اُن کی کوششون کو کامیاب کرے۔ فقط

وقار الملک مرحوم

# مسائل نسوان پر ہر ہائنیس مہارانی بڑودہ کے خیالات

نمبر ۳

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ جولائی ۱۹۱۶ء)

**صنعت وحرفت** جو عورتین صنعت وحرفت کو اپنا پیشہ بنائین انکو دیکھنا چاہیے کہ آیا جو عورتین اِس راستہ مین پیچھے رہی ہین تو وہ کس طرح آگے بڑھ سکتی ہین۔ اِس زمانہ مین جبکہ مشینون کی ایجاد ہو جانے سے دستکاری کو نقصان ضرور پہنچا ہی لیکن پھر بھی بہت سے کام مثلاً فیتے بنانا۔ زیورات بنانا۔ لکڑی کا کام کرنا وغیرہ جن مین اعلیٰ دستکاری کی سخت ضرورت ہے۔ آجکل بھی بہت سے پیشے ہین جنہین دلگاکر کام کرنے سے وہ خوشی حاصل ہوتی ہے جو ایک صناع کو اپنے نتیجہ دماغ کو کامیاب دیکھکر ہوا کرتی ہے۔ اِن صنعتون مین سونا چاندی پیتل اور تانبے کا کام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔" جو بہت سے ہنرون کو اختیار کرتا ہے وہ کسی مین کمال نہین حاصل کر سکتا۔" اسلئے کسی ایک شاخ کو مثلاً چاندی ہے یا پیتل ہے اختیار کر لینا چاہیے اِس کام کے لئے خاص خصوصیتین۔ مذاق صنعت اور نئی نئی طرزین بنانے کا دماغ ہین بھدے کام کرنیوالے کامیاب نہین ہو سکتے۔ زیورات وغیرہ بنانے مین عورتون کی نازک انگلیان بہت کامیاب ہو سکتی ہین۔

اسکے بعد (اینمل) Enamelling چینی کا رنگ ہے جس سے ہندوستانی عورتون کو خاص دلچسپی ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ قدیم ہندوستان مین پایا جاتا تھا۔ یہ رنگ گل جانے والے شیشے سے بنایا جاتا ہے اور قیمتی برتن پچھے، زیورات اور آرائشی اسباب پر اس سے کام کیا جاتا ہے۔

برش سے رنگ کرنے کے بعد مختلف دھاتون کے لحاظ سے مختلف اوقات تک گرم کیا جاتا ہے۔ یہ رنگ شفاف اور غیر شفاف دونون قسم کا ہوتا ہے۔ اس کام مین دماغ کی مدد سے اعلیٰ جوہر دکھلانے کی گنجائش ہے۔

جلد سازی بھی ایک صنعت ہے جس مین ہوشیار ہاتھ اور اعلیٰ مذاق کی ضرورت ہے۔ اس کام کے شروع کرنے کے لئے کچھ سرمایہ کی اور نقاشی مین تھوڑی بہت مہارت کی سخت ضرورت ہے شروع شروع مین کوئی خاص آمدنی نظر نہ آئیگی اور اچھے کام مین نہایت دلسوزی کرنی پڑے گی چمڑے کی اچھی جلدون کی جنکے پشت پر اچھا کام کیا ہوا ہو اچھی قیمت ملتی ہے۔ عورتون کو ایسی ہی جلد سازی کرنی چاہیئے۔ معمولی جلد سازی انکے لئے موزون نہین۔ کامیابی کے لئے تجارتی معلومات کی بھی ضرورت ہے۔ ایک سال کے عرصہ مین یہ کام بخوبی آسکتا ہے اس کام کو تمام تر مرد ہی کرتے ہین اسلئے اگر عورتین بھی شریک ہونا چاہین تو اُن کو بڑی جد و جہد کی ضرورت ہوگی۔ اگر عورتین محض مسلمانون اور ہندوون کی مذہبی کتابون کی جلد سازی کا اہتمام کرین تو بہت جلد ترقی کرسکتی ہین۔ ہم اپنے ہندو ناظرین کو یہ بتلانا فضول سمجھتے ہین کہ ہندوون مین کسی چمڑے کا استعمال سوائے ہرن کے چمڑے کے وہ بھی خاص صورتون مین جائز نہین ہے اسی طرح مسلمانون کے مذہبی ممنوعات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے آج ہندوستان مین کس قدر سنسکرت اور عربی کے نسخے ہین جن کی جلدین محض اسلئے نہین بنین کہ کوئی کارخانہ جلد سازی ایسا نہین جہان ہندوستان کے مذہبی احساسات کا خیال رکھا جاتا ہو۔

لیس بافی کا پیشہ ایسا ہے جس مین اگر ایک غریب عورت تنہا کام کرے تو کامیاب نہین ہوسکتی۔ اگر ایک تعلیم یافتہ عورت جو اس کام سے واقف ہو

اس مین قدم رکھے تو کامیابی کی صورت پیدا ہو سکتی۔ وہ چھوٹے چھوٹے کام کرنے والون سے کام لے۔ باہر کے کام کرنے والون کا کام ایجنٹون کے ذریعے جمع کرے اور پھر ایک خاص مقام پر انکی فروخت کا انتظام کرے۔ کامیابی کے لئے پُرانی طرزون کا زندہ کرنا اور نئی نئی طرزین ایجاد کرنا ضروری ہے۔ زراعتی مقامات مین غربا کو یہ کام بہت مالی مدد دے سکتا ہے۔ دوسرے اس ہنر سے صفائی کی عادت پڑ جاتی ہے کیونکہ سوئی کے کام مین تھوڑا سا میل تمام کام کو ناقص کر دیتا ہے۔ اچھی مہارت کے لئے ابتدائی عمر سے مشق کی ضرورت ہے اس کام مین جو عورت سرمایہ لگائیگی وہ اپنے ذاتی فائدہ کے علاوہ قومی خدمت یہ کریگی کہ ان غریبون کو مدد دیگی۔ جو اپنے جھونپڑون مین یہ نہین جانتے کہ اپنا کام بازار مین کس طرح لائین۔

مٹی کے برتن بنانے کا پیشہ ایک اور صنعت ہے جس سے عورتون کو بہت مالی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ان ضلعون مین جہان اچھے قسم کی مٹی ملسکتی ہے عورتون کو چاہئے کہ اعلیٰ پیمانہ پر کارخانے قایم کرین اور ذلیل لیکن مفید مٹی کے برتن گلدان اور آرائشی ظروف تیار کر کے بازار مین بھیجین۔ انگلینڈ مین لیڈی بیکر نے ایک کارخانہ کھولا ہے جس مین وہ عنقریب زبردست اضافہ کرنے والی ہین۔

پارچہ بافی سے غریب اور امیر عورتین یکسان فائدہ اٹھا سکتی ہین۔ جن عورتون کی مالی حالت اچھی نہو انکے لئے اور بہرون اور گونگون کے لئے یہ کام بہت مفید ہے قالین اور ریشمین کپڑا بنانا بھی عورتون کے لئے خاص طور پر موزون ہے۔

خوش قسمتی سے ہماری عورتون کو یہ دیکھنے کیلئے کہ انگریزون نے اس کام کا گاؤن وغیرہ مین کیا انتظام کیا ہے باہر نہ جانا پڑیگا کیونکہ سالویشن آرمی نے اس کا بہت کچھ انتظام کر لیا ہے کہ اس ہنر کو گوشہ گوشہ مین پھیلایا جائے۔ ۱۰ جون ۱۹۱۶ء

کے ٹائمس آف انڈیا مین دکھلایا گیا ہے۔کس طرح پارچہ بافی کے کارخانے اور مدرسے قایم کئے گئے ہین اور ریشم کے کام کے لئے چار خاص کارخانے بنائے گئے ہین۔

اور بہت سے کام ہین جنکو ترقی دینا چاہئے۔ ڈلیان بنانا نہایت دلچسپ کام ہے اور یہ بھی اندہون بہرون اور گونگون کے لئے مفید ہے۔ بہت سی وہ عورتین جو کسی محنت کے کام سے قاصر ہین اسکو بہت اچھی طرح کرسکتی ہین اور جو کام تعلیم یافتہ اور سیکھے ہوئے ہاتھون سے ہوگا یقیناً اچھا ہوگا۔

زردوزی۔لیس بافی۔پارچہ بافی۔جمپر کا کام۔لکڑی کا کام۔نقاشی۔دو ہاتون کا کام مٹی کے برتن بنانا اور ڈلیان بنانا یہ سب کام اسوقت ترقی پاسکتے ہین جبکہ ہر ضلع مین اُنکے مرکز ہون۔اور یہ مرکز وہ عورتین قایم کرسکتی ہین جنکے پاس وقت اور سرمایہ ہے اور جو بیچنے والے اور خریدنے والے کی ضروریات کو محسوس کرسکتی ہون۔بڑے مقامات مین ہاتھ کی بنی ہوئی چیزون کی دوکانین ہون نمائشون اور نیلامون کے ذریعے ان کامون مین دلچسپی پیدا کی جائے۔

جیسا کہ ہمنے لیس بافی کے لئے بیان کیا اسی طرح ہر کام کے لئے ایجنٹ مقرر کئے جائین جو باہر سے تمام کام جمع کرین ان پر ایک منیجر ہو جو ایک کمیٹی کی مدد سے تمام انتظام کرے۔اس طرح ہندوستان کی کثیر غریب عورتون کی حالت درست ہوجائیگی جو کام کی قابلیت رکھتی ہین لیکن مجبور بیٹھی ہین۔

اب ہم کچھ خاص ہنرون کا ذکر کرینگے۔اشتہارون کی تصاویر بنانے مین انکو بڑی آمدنی ہوگی جو ڈرائنگ جانتے ہون۔اس ہنر کی باقاعدہ تعلیم کامیابی کے لئے ضروری ہے تصاویر سیاہ اور سفید ہون یا رنگ بھی دیا گیا ہو۔تصاویر مین مختلف مقامات کے مختلف مذاق کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ہندوستان مین مذہبی احساسات کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ایک مسلمان خاتون نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ اس نے کرامون

صرف اسلئے نہین خریدا کہ اس کے اشتہار مین کتے کی تصویر ہوتی ہے۔ اشتہارون مین کوئی ایسی جدت ہونی چاہیئے جو خواہ مخواہ اپنی طرف راغب کرے۔

اس کام کے لئے مختلف کامیاب شدہ اشتہارون کو دیکھنا اور پھر اپنی طبیعت سے حسب موقع نئی طرز اختیار کرنا ضروری ہے اپنا کام پہلے بطور نمونہ بھیجا جائے۔ پھر کارخانون سے مستقل کام ملجائیگا۔ جنتریون کتابون کے سرورق تجارتی فہرستون کے علاوہ اخبارات اور رسائل کی تصاویر کا کام بھی کیا جائے نمونے اخبارات اور کارخانون کو بھیجے جائین۔ پھر جب کسی سے کام مستقل ملنے لگیگا تو ترقی کا ہونا آسان ہے۔

خطبات اور خاص کتابون پر نقاشی ایک نازک کام ہے جسمین عورتین کامیاب ہوسکتی ہین۔ اس کام کے لئے بہت اچھا نقاش اور خوش نویس ہونیکی ضرورت ہے۔

انگلینڈ مین عورتون کے کامون کو ترقی دینے کیلئے ایک خاص سالہ شایع کیا جاتا ہے جسمین ایسی چیزون کے اشتہارات ہوتے ہین جنکو عورتین اپنی جگہہ بناتی ہین جس کام کا اشتہار دیا جاتا ہے اس کا معائنہ ایک کمیٹی کرلیتی ہے تاکہ اسکے اچھے ہونیکا انتظام ہوجائے۔

آخر مین یہ کہنا ضروری ہے کہ کام کے شروع کرنے کے لئے محنت اور صبر واستقلال کی ضرورت ہے اگر یہ خوبیان موجود ہون تو ہر کام کامیاب ہوسکتا ہے۔ سرجے رینلڈس کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہین "اگر تم مین بڑی قابلیتین ہون تو محنت ان مین ترقی دیگی۔ اگر قابلیت معمولی ہو تو محنت اس کو بڑھا دیگی۔ باقاعدہ محنت کبھی رائیگان نہین جاتی۔ اور بغیر محنت کے کچھ حاصل نہین ہوتا"

باقی دارد

(ترجمہ) سید عبدالکریم متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

# دنیائے اسلام مین مسلمان بچون کی حالت

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ما جولائی ۱۹۱۷ء)

( ۴ )

مسلمانون کا خیال بچون کی معصومیت کے متعلق اُن کے اس عقیدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچہ کا دماغ مثل صاف آئینہ کے ہے جس پر ہر قسم کا عکس پڑ سکتا ہے۔

مسلمان ابتدائی گناہ کے منکر ہین۔ اُن کے نزدیک گناہ ورثہ نہین بلکہ قوانین معلومہ کے خلاف سمجھ آجانے کے بعد عمل کرنا ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب مین لڑکون کے طریقہ تعلیم اور اخلاقی درستی کے متعلق ایک مخصوص باب لکھا ہے لیکن لڑکیون کی تعلیم کا کہین ذکر نہین کیا۔ پُرانے مسلمان مصنف عموماً لڑکیون کے پڑہنے لکھنے کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہین:-

"لڑکے کی تربیت کے متعلق جاننا نہایت ضروری ہے کیونکہ لڑکا والدین کے ہاتھون مین بطور امانت کے ہوتا ہے اس کا دل پاک صاف ہوتا ہے اور اسلئے وہ ہر بات کا اثر قبول کرنے اور ہر اُس راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہوتا ہے جس پر کہ اُس کو چلایا جائے۔ اگر وہ اچھی باتین سیکھیگا تو والدین اور اُستاد جزا پائینگے۔ اور اگر بُری باتین

ا۔ عیسائیون کے نزدیک انسان کو گناہ ورثہ مین ملا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت آدم کی نسل ہے اور حضرت آدم نے دانہ گندم کہاکر خدا کی نافرمانی کی اور اس طرح یہ پہلا گناہ ہوا اور اس نے گناہ ہر آدمی کو ورثہ مین ملا ہے حتیٰ کہ انبیا بھی معصوم ہین۔

سیکھ کر بڑا ہوگا تو اس کا گناہ بھی اُنکے ذمہ رہے گا۔ پس لازم ہے
کہ بچے کو ایسی ماما کے سپرد کریں جو نیک، مذہبی اور کم خوراک ہو
کیونکہ بری عورت کے دودھ مین برکت نہین ہوتی۔ اِس کے بعد
بچے کو آداب طعام بُرے اور زیادہ کھانے سے پرہیز اور خوش خلقی
کی تعلیم دینا چاہئے۔ لباس صاف اور سادہ ہو نہ کہ قیمتی۔ جب بچہ
اس قابل ہو تو اُس کو مدرسہ مین بھیجنا چاہئے جہان وہ کلام پاک، احادیث
نیک اور بزرگ لوگون کے سوانح کی تعلیم حاصل کرے تاکہ اُس کے
دل پر مذہب اور اتقا کا نقش ہو جاے۔ اُس کو بری اور غیر اخلاقی
نظمین پڑھنے سے روکنا چاہئے کیونکہ اس کا اثر بہت بڑا ہوتا ہے
جب لڑکا اچھے خلق کا اظہار کرے یا کوئی قابل تعریف کام کرے تو اُسکی
ایک مجمع کے سامنے عزت کرنی چاہئے۔ اور انعام دینا چاہئے۔ کیونکہ
اس سے اُس کو خوشی اور اچھے کامون کی ترغیب ہوگی۔ اگر وہ
کوئی قصور کرے تو پہلے چشم پوشی کرنا چاہئے اور دوسری بار ایسا ہی
کرنے پر سزا دیجاوے۔ اچھی تعلیم پتھر کی لکیر ہوتی ہے جو کبھی نہین
مٹ سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچے مین سچے
مذہب کے قبول کرنے کی قدرتی قابلیت ہوتی ہے اُس کے والدین
ہی اُسکو عیسائی، یہودی یا مجوسی بناتے ہین"

ان نصائح پر بہت کم عمل کیا گیا ہے اور مسلمان بچون کی اخلاقی اور دماغی تربیت
کے متعلق ہر جگہ غفلت کی جاتی ہے۔ ہر شخص خیال کرتا ہے کہ جو مذہب اپنی مقدس
کتاب کا اتنا لحاظ کرتا ہو اور ایک زمانہ مین سائنس اور ادب کا مالک رہا ہو اپنے
ساتھ تمام اقوام مین روشنی اور علم لے گیا ہوگا۔ لیکن واقعات اس کے برخلاف ہین

اور ہم دیکھتے ہین کہ افریقہ کے مسلمان تقریباً نوے فیصدی جاہل ہیں اور ایشیا کی بھی یہی حالت ہے۔ ہندوستان سے برہما میں جاہل مسلمانون کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۹۹ فیصدی ہے۔ کشمیر مین مسلمان ہندوؤن سے بہت پیچھے ہین یعنی ہر ایک ہزار آدمیون مین ۱۶ ہندو اور ۸ مسلمان تعلیم یافتہ ہین۔ کسقدر افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ کشمیر مین پیدا ہونے والے مسلمانون مین سے اِس وقت تک کوئی بی۔ اے نہین ہوا۔ ایک مشنری جو کشمیر مین اٹھارہ سال تک رہا ہے کہتا ہے کہ مینے صرف پانچ یا چھ عورتین ایسی دیکھین جو پڑھ لکھ سکتی تھین۔ اِس مین کوئی شک نہین کہ بچون کی جہالت کا سبب ایک بڑی حد تک مسلمان عورتون کی قطعی جہالت ہے۔ مصر مین ایک ہزار مین سے صرف تین عورتین پڑھی لکھی تھین۔ اور اسی مردم شماری کے مطابق دس سے چودہ سال تک کی عمر کے بچون کی تعداد (۱۰۹۳۳۷۲) تھی جسمین سے (۶۴۱۹۱) لڑکے اور (۳۰۰۵) لڑکیان پڑھ سکتی تھین۔ جب مصر اور ہندوستان (جہان ایک عرصہ سے مغرب کا اثر ہے اور افریقہ و ایشیا کے بہترین ملک خیال کئے جاتے ہین) کی یہ حالت ہے تو اور ممالک کا خدا حافظ ہے۔ یہان بھی عورتون اور لڑکیون مین جہالت عام ہے اور مدرسون کا طریقہ نہایت ابتدائی حالت مین ہے۔

جہالت اور ناواقفیت کے ساتھ توہم اور باطل پرستی کا ہونا ضروری ہے اور مسلمان بچہ ہر ملک مین باطل پرستی کی دنیا مین پرورش پاتا ہے جس کا اثر اُسکے دل و دماغ پر بہت بُرا پڑتا ہے۔ ایک بڑی تعداد فرشتون، جنون، بھوت، پریت اور شیطانون کی ہے جن سے بچے ڈرتے ہین اور جن کی عزت کرتے ہین۔ جنون کے متعلق سیکڑون قصے مشہور ہین جنکا مسلمان بچے یقین کرتے ہین۔ ان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ کنوؤن، کھنڈرون وغیرہ مین رہتے ہین اور ان کا خاص وطن کوہ قاف ہے۔

اسلام کی مذہبی کتابون مین یہ حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "گذشتہ شب ایک خبیث جن یکایک میرے اوپر آیا اور مجھکو نماز مین گڑبڑانا چاہا مین نے اُس کا گلا دبا دیا اور چاہا کہ اُس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دون"

ایک دوسری روایت ہے کہ "ہم سفر حج مین تھے اور جس وقت العریش پہنچے تو دیکھا کہ ایک سانپ لہرا رہا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔ ہم مین سے ایک نے ایک کپڑا نکالکر اُس کو لپیٹا اور ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ہم مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور جب مسجد مقدس مین پہنچے تو ایک شخص نے آکر سوال کیا "تم سے وہ کون ہے جس نے عمرو بن جبیر پر مہربانی کی"؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم نہین جانتے۔ تو اُس نے پوچھا کہ وہ کون ہے جس نے جن پر مہربانی کی۔ ہمارے بتانے پر اُس نے کہا کہ خدا تمہاری بھلائی کا اجر عطا کرے۔ وہ سانپ جس کو تم نے دفن کیا اُن نو جنون مین سے تھا جنھون نے رسول خدا صلعم کی زبان سے قرآن مجید سُنا تھا" (حیاۃ الحیوان)

اسی طرح شیطان کے متعلق مسلمانون کا عقیدہ ہے۔ اس دنیائے شرارت یعنی اُن ارواحون کے خلاف مسلمان مائین اپنے اور اپنے بچون کی حفاظت کے لئے عملیات اور تعویذون کا استعمال کرتی ہین۔ دنیائے اسلام کے ہر حصہ مین یہ باتین پائی جاتی ہین اور ہر جگہ ایسے مکار اور چالاک موجود ہین جو اسکے ذریعہ سے لوگون کی توہم پرستی اور کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے ہین۔

بطور تعویذ کے جو چیزین عموماً استعمال کی جاتی ہین وہ یہ ہین۔ قرآن مجید چھوٹے چاندی کے کیس مین منڈھ کر گلے مین لٹکاتے ہین۔ قرآن مجید کی آیتین، اللہ کے نام یا عدد، آنحضرت صلعم اور اُن کے صحابہ کے نام کاغذ پر لکھکر اور موم جامہ مین لپیٹ کر۔ قیمتی پتھر، پڑلنے سکے، جنگلی جانورون کے دانت اور ناخن، مکہ معظمہ اور کربلائے شریف کی خاک اور کعبہ کے غلاف کے ٹکڑے۔ تعویذ نہایت احتیاط اور

ایک خاص قسم کی روشنائی سے لکھے جاتے ہیں اور بڑی بڑی قیمت کو فروخت ہوتے ہیں۔ عموماً زعفران، گلاب، عرق بیاز، آب زمزم اور اکثر انسان کے خون سے تعویذ لکھے جاتے ہیں۔ تعویذوں کی ایک خاص سائنس ہے۔ اکثر ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر عیسائیت کا کتنا بڑا اثر پڑا ہے۔ مثلاً مصر میں اکثر بچے چاندی کی صلیب گلے میں ڈالتے ہیں جسکے ایک جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہوتی ہے اور دوسری جانب قرآن مجید کی آیتیں۔ شیعہ لوگوں کا تعویذ ناد علی ہوتا ہے جب ہم اوپر بیان کئے ہوئے عقائد کو دیکھتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ عورتیں خصوصاً کسقدر ان میں جکڑی ہوئی ہیں تو ہم خیال کر سکتے ہیں کہ بچے کے دماغ پر ان باتوں کا کیسا گہرا اثر پڑتا ہوگا۔

جو معلم کہ بچوں کو ابتدائی درس دیتے ہیں وہ بھی اس توہم پرستی سے آزاد نہیں ہوتے اور عموماً سست، بدکار، لالچی اور جاہل ہوتے ہیں۔ حدیث کے موافق بچے کی تعلیم چار سال، چار ماہ، چار دن کی عمر میں شروع ہونی چاہئے اس روز بچے سے بسم اللہ کہلوائی جاتی ہے اور اس کے بعد الف، بے پڑھنے کے لئے مکتب میں بھیجا جاتا ہے۔ معلم فرش پر بیٹھتا ہے اور اس کے چاروں طرف اس کے شاگرد ہوتے ہیں جو سب ایک وقت میں اپنا اپنا سبق پڑھتے ہیں بعض شاگرد الف بے، بعض سورتوں کے ہجے اور بعض قرآن مجید لیکن معلم کے کان اس قدر رسدہ ہوتے ہیں کہ ہر ایک کی غلطی کو بتاتا جاتا ہے مسلمان بچہ سب سے پہلے قرآن مجید پڑھتا ہے۔ مکتب شروع ہونے پر نہ کوئی عبادت ہوتی ہے اور نہ گانا۔ گانے کے متعلق حدیث ہے کہ "گانا یا گانا سننا دل میں ریا پیدا کرتا ہے جس طرح بارش سے کھیتوں میں غلہ پیدا ہوتا ہے" (مشکوٰۃ) مکتب کی کوئی مقررہ جگہہ نہیں ہوتی بلکہ بعض معلم تجارت کرتا ہے اور اپنی دوکان پر بچوں کو پڑھاتا ہے اور بعض اور کوئی کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ

تعلیم بھی دیتا ہے۔ اِس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ناکافی توجہ کے باعث بچے رٹنے کے عادی ہوجاتے ہین اور جس کا حافظہ اچھا ہوتا ہے وہی بازی لے جاتا ہے۔ یہی اُن کے اصول تعلیم کا سب سے بڑا قصور ہے۔ حافظہ تو بہت قوی ہوجاتا ہے مگر تقریر اور دلائل لانے کی قوت کو قطعی ترقی نہین ہوتی۔ مسلمان بچہ جو الفاظ اور فقرات روزانہ پڑھتا ہے اُن کے معنی اور مطالب سے ناواقف ہوتا ہے حتیٰ کہ صرف ونحو منطق، تاریخ اور مسائل مذہبی بھی اس کو صرف زبانی یاد ہوتے ہین۔ سیکڑون مسلمان ایسے ہین جو روزمرہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہین اور ایک لفظ کے معنی نہین سمجھتے۔

لکھنا عموماً کاغذ کی کاپی یا لکڑی کی تختی پر سکھایا جاتا ہے۔ سلیٹ اور پنسل کا اسلامی ممالک مین بالکل رواج نہین۔ قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی مین بھی بچے اپنے سبق ٹین کی سلیٹون پر نقل کرتے ہین۔ قلم سینٹھے یا کلک کا ہوتا ہے اور روشنائی سیاہ خانہ ساز۔ خوشنویسی ایک فن سمجھا جاتا ہے اور ہر شخص خوشنویس بننے کی کوشش کرتا ہے۔ تمام باتین جو بچون کی تعلیم وتربیت کے متعلق ہین صرف لڑکون کے واسطے ہین۔ لڑکیون کی تعلیم کا بالکل خیال نہین کیا جاتا۔ بچپن کے بعد عورت کا دائرہ صرف شادی اور گھر ہے۔ یہ حدیث اکثر بیان کیجاتی ہے کہ لڑکیون کو بالاخانہ پر نہ جانے دو اور اُن کو لکھنے کا ہنر نہ سکھاؤ اُن کو صرف کاتنا سکھاؤ اور قرآن مجید کی سورۂ نور پڑھاؤ۔ یہ ایک مشہور مثل ہے کہ جو عورت لکھنا جانتی ہے وہ مثل اُس سانپ کے ہے جسکو زہر پہنچنے کے لئے دیا گیا ہو۔ لڑکے آزاد تعلیم کے لئے قاہرہ، بغداد یا دمشق بھیجے جاتے ہین جہان وہ مختلف علوم حاصل کرتے ہین۔ لیکن طریقہ تعلیم اور نصاب اسقدر برا ہے کہ کوئی خاص فائدہ نہین ہوتا۔ بچون کی ابتدائی کتابون مین جو قصّے درج ہوتے ہین وہ ایسے عجیب

ہوتے ہین اور اُن کا اسلام سے ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ بچون کے لیے اُن کا سمجھنا اور اُن سے سبق حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

معلم عموماً بچون پر بہت ظلم اور تشدد کرتے ہین اور لکڑی سے سزا دیتے ہین اس قسم کی تعلیم و تربیت کا کیا اچھا اثر پڑ سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان اسقدر جاہل اور نامہذب ہوتے ہین۔

باقی آئندہ

عظمت الٰہی زبیری۔ بی۔ اے (علیگ)

# ہندوستان مین شادی

ایک عورت کے ایک سے زیادہ خاوند کرنے کی رسم اب ہندوستان مین معدوم ہوگئی ہے۔ البتہ بعض تاریک گوشون مین یونہی سی جاری ہے۔ مذہب کے پابند ہندؤن مین شادی ایک مذہبی معاہدہ ہوتا ہے جو کبھی نہین ٹوٹ سکتا مسلمانون کا مذہب مرد کو بلاکسی خاص وجہ کے طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس اجازت پر بہت کم عمل کیا جاتا ہے۔ برما کے بدھ مذہب والون کے نزدیک شادی ایک تمدنی نظام ہے جسکو جانبین مین سے جو چاہے توڑ سکتا ہے ہندؤن کے قوانین مین ایک مرد کی عورتون کی کوئی تعداد محدود نہین لیکن بعض فرقے بلاکسی وجہ کے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کی اجازت نہین دیتے۔ ایک مسلمان چار بیویان رکھ سکتا ہے لیکن عموماً اسکی بھی ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔

شادی کے اعداد — عمر اور مذہب کی آبادی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً نصف مرد اور ایک تہائی عورتین غیر شادی شدہ ہین۔ ۴۶ فیصدی مرد اور ۴۸ فیصدی عورتون کی شادی ہوچکی ہے اور ۵ فیصدی مرد رنڈوے

اور ۱۷ فیصدی عورتین بیوہ ہین۔ عمر کے اعداد بتلاتے ہین کہ دونون اصناف کے غیر شادی شدہ افراد مین زیادہ تر تعداد بچون کی ہے۔ بن بیاہے مردون مین تین چوتھائی کی عمر ۱۵ برس سے کم ہے اور اس سے کچھ زیادہ اوسط مین بن بیاہی عورتون کی عمر ۱۰ برس سے کم ہے۔ بن بیاہے مردون مین فی ۴۲ ہزار ایک کی عمر ۳۰ سال سے اوپر ہوگی اور بن بیاہی عورتون مین فی ۴۲ ایک کی عمر ۱۵ برس سے اوپر سے زیادہ عمر والا تقریباً کوئی ایسا نہ ملے گا جس کی شادی نہ ہوگئی ہو۔ علاوہ اُن لوگون کے جن کو کوئی خاص عارضہ لاحق ہو یا گداگری پیشہ بنالیا ہو یا پیشہ کرنیوالی عورتین۔ درویش اور مذہبی خانقاہ نشین۔ یا وہ لوگ جو ایسی برادری مین شادی نہ کرسکتے ہون جن کو سوائے اُس برادری کے دوسری جگہہ شادی کی اجازت نہو۔ ۴۰ برس سے زیادہ عمر والون مین ۴ فیصدی وہ مرد ہین جنکا تذکرہ اوپر کیا گیا۔ اور ۳۰ برس سے اوپر کی عورتون مین صرف ایک فیصدی ایسی ملیگی جسکی کبھی شادی نہوئی ہو۔

**شادی کا عام ہونا** شادی کے عام ہونے نے ہندوستان اور مغربی یورپ کے معاشرتی رسم ورواج مین زبردست فرق پیدا کردیا ہے۔ یہ بتلا دیا گیا ہے کہ ہندؤون مین شادی بلحاظ مذہب ایک ضروری چیز ہے۔ ہر شخص کو شادی کرنی چاہیے تاکہ اس کے لڑکا پیدا ہو جو اس کے مرنے کے بعد ضروری رسوم پوری کرکے اُس کی روح کو دوزخ سے بچائے۔ اگر لڑکی ہو تو والدین کا فرض ہے کہ سن شعور سے پہلے اُس کی شادی کردین۔ اس مین چوکنے سے اس دنیا مین برادری سے اخراج اور دوسری دنیا مین دوزخ کی آگ نصیب ہوتی ہے لیکن صرف ہندؤون ہی مین شادی اسقدر عام نہین ہے بلکہ مسلمانون اور بدھ مذہب والون مین بھی شادی اسی قدر عام ہے۔

**صغر سنی کی شادی** | دوسری بات جس پر نظر پڑتی ہے وہ بمقابلہ مغربی یورپ کے ہندوستان میں کم عمری کی شادی کی رسم ہے۔ ایم۔ سنڈبرگ کے نقشہ کے مطابق جو اہل یورپ کی عمر اور تمدنی درجے سے تعلق رکھتا ہے اور جو ۱۸۸۰ء کی مردم شماری سے تیار کیا گیا ہے فی ۱۲۴۷ صرف ایک مرد ہے جس کی شادی ۲۰ برس کی عمر سے پہلے ہوئی ہے اور فی ۲۴۱ صرف ایک عورت ہے، اس کے خلاف ہندوستان میں ۱۰ فیصدی مرد اور ۲۷ فیصدی عورتیں ہیں، جن کی شادی اس عمر سے کم میں ہوگئی ہے۔ وہ مرد جن کی شادی ۵ برس سے کم عمر میں ہوئی ہو تھوڑے ہیں، لیکن چار فیصدی ایسے ہیں جن کی شادی ۵ اور دس برس کی عمر کے درمیان ہوئی ہے اور جن کی عمر ۱۰ اور ۱۵ کے درمیان ہے اُن کی اوسط ۱۴ فیصدی ہے ۱۵۔ اور ۲۰ کے درمیان والوں کا اوسط ۲۳ فیصدی اور ۲۰ اور ۳۰ کے درمیان والوں کا اوسط ۷۹ فیصدی پہونچ جاتا ہے۔ عورتوں میں ۵ برس سے کم والیوں کی فی ۲۷ ایک کی شادی ہوگئی ہے۔ اور ۵ اور ۱۰ برس کے درمیان کی عمر والیوں میں فی ۱۰ ایک۔ اور ۱۰ اور ۱۵ کے درمیان پانچ میں سے دو سے زیادہ اور ۱۵ اور ۲۰ کے درمیان پانچ میں سے ۴۔ تمام ہندوستان میں ۲۵ لاکھ بیویاں ہیں جن کی عمر ۱۰ برس سے کم ہے۔ اور ۹۰ لاکھ کی عمر ۱۵ سال سے کم ہے۔ ہندوستان کے قوانین میں لڑکیوں کی شادی بہت کم عمری میں کر دی جاتی ہے، البتہ بعض پُرانی قوموں میں اُس وقت تک شادی نہیں ہوتی جبتک لڑکی سن شعور کو نہ پہونچ جائے۔

**بیوگی** | جب ہم اس مسئلہ پر توجہ کرتے ہیں تو ہم کو ہندوستان کی ایک خاص بات جو یہاں کے ہندو متعلقوں کی وجہ سے ہے نظر آتی ہے۔ مردوں میں رنڈوں کا اوسط تمام آبادی میں ۵ فیصدی ہے، دوسرے ملکوں سے کوئی زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ لیکن بیوہ عورتوں کا اوسط ۱۷ فی صدی سے کم نہیں حالانکہ یورپ کے اور ملکوں کا اوسط ۹ فی صدی ہے۔ اور جب ہم اس اختلاف کو عمر کے لحاظ سے دیکھتے ہیں تو اور بھی تعجب معلوم ہوتا ہے

کیونکہ یورپ کی بیواؤں میں ۱ فی صدی ایسی ہیں جن کی عمر ۳۰ برس سے کم ہے لیکن ہندوستان میں ۲۸ فی صدی بیوائیں اس عمر سے کم کی ہیں، اور ۱۱۲۳ فیصدی (پوری تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے) کی عمر تو ۱۵ برس سے کم ہے۔ جس عمر میں یورپ میں شادی بھی نہیں کی جاتی +

ہندوستان میں بیواؤں کی تعداد کچھ تو اس لیئے زیادہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی کم عمری میں کردی جاتی ہے۔ اور کچھ اس لیئے کہ خاوند اور بیوی کی عمر میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر اس لیئے ہے کہ بیواؤں کی دوبارہ شادی نہیں کی جاتی بہت سے فرقے خصوصاً اعلیٰ فرقے اسے بالکل ممنوع ٹھہراتے ہیں، اور جن میں اس کی بالکل ممانعت نہیں اُن میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے، ہندوستان کے مسلمان بھی اس رسم میں تھوڑے بہت شریک ہیں، حالانکہ ان کے مذہب میں اس کی اجازت ہے۔ اس فضول رسم کی ابتدا کس طرح ہوئی بتلانا بہت مشکل ہے، لیکن جب آریوں نے اسکی ابتدا کی تو پہلے پہلے یہ اعلیٰ فرقوں میں رائج رہی پھر اُن فرقوں میں بھی پھیل گئی +

بچوں کی شادی شمار و اعداد کی مدد سے کوئی قطعی فیصلہ کرنا تو ناممکن ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ کم عمر بچوں کی شادی کی رسم اب کمی پر ہے۔ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری پر توجہ کرنی اس وجہ سے ٹھیک نہیں ہے کہ ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۰ء میں قحط سالی رہی اس لیئے ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کو دیکھنا چاہیئے۔ ہندوؤں میں اب فی دس لاکھ ۱۸ لڑکیاں ہیں جن کی شادی ۵ برس سے کم کی عمر میں ہوئی ہے۔ اور اُس زمانہ میں صرف ۱۶ کا اوسط تھا۔ لیکن ۵ اور دس برس کی عمر کا اوسط ۱۶۴ سے ۱۳۲ پر پہونچ گیا، اور دس سے پندرہ برس کی عمر کا اوسط ۵۴۲ سے ۴۸۸ پر گر گیا۔ مسلمانوں میں پہلے بیان کی ہوئی عمر کا اوسط ۷ سے ۵ پر اور دوسری عمر کا اوسط ۸۳ سے ۶۵ پر اور تیسری عمر کا اوسط ۴۷۴ سے ۳۹۳ پر گر گیا ہے +

بہت سے بہی خواہانِ قوم نے اس رسم کی اُس وقت سے مخالفت شروع کی ہے جب سے مسٹر مالاباری نے یہ باب کھولا ہے اور سوشل کانفرنس نے جو ہر سال نیشنل کانگریس کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ صغر سنی کی شادی کی مخالفت اپنا اہم مقصد قرار دے دیا ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے، بنگال کے برہمنوں اور شمالی ہند کے آریوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ وہ فرقے جو بیواؤں کی شادی پر راضی نہیں ہوتے یہ سوچکر جھجک رہے ہیں کہ اپنی لڑکیوں کی اس قدر کم عمری میں شادی کر دینے سے اُن کو تمام عمر کے لیئے بیوہ بنا دینے کے خطرہ میں ڈالنا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں میں سے دو نے اس طرف توجہ کی ہے۔ میسور میں ایک دفعہ قایم کی گئی ہے جس کی رو سے ۸ برس سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور ۱۴ برس سے کم عمر کی لڑکی ۵۰ برس سے زیادہ عمر کے مرد کو نہیں دیجا سکتی۔ دوسری ترمیم اس غرض سے کی گئی ہے کہ اس قسم کی شادیوں سے چونکہ مرد اور عورت کی عمر میں کوئی تناسب نہیں ہوتا اس لیئے عورت کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور چونکہ مرد کی عمر کا آخری سنبھالا ہوتا ہے اس لیئے عورت کو تمام عمر کی بیوگی کا اندیشہ ہوتا ہے گیکوار بڑودہ جو ترمیم قوانین میں سب سے بڑھا ہوا ہے ایک قدم اور آگے رکھتا ہے اس نے ۱۹۰۴ء میں باوجود سخت مخالفت کے اپنی ریاست میں "قانون ممانعت شادی اطفال" رائج کیا۔ اس قانون کی رو سے ۹ برس سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی قطعی منع ہے اور ۱۲ برس سے کم کی لڑکی اور ۱۶ برس سے کم عمر کا لڑکا اُس وقت بیاہا جا سکتا ہے جب کہ والدین ایک جماعت سے جسمیں ایک سب جج اور تین اُسی کی ذات کے پنچایتی ہوں گے منظوری حاصل نہ کرلیں۔ منظوری اُنہیں خاص صورتوں میں دیجاتی ہے جن کی وضاحت اس قانون میں کردی گئی ہے۔

بیواؤں کی شادی | بیواؤں کی شادی خلاف اُصول عزت واحترام سمجھی جاتی ہے اسی لیئے

بعض فرقے ایسی شادی کو تمدنی مدارج میں بہت نیچی جگہ دیتے ہیں، ادنےٰ طبقے کے ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی کو بالکل ممنوع سمجھا جاتا ہے، یا اُسے نہایت ناپسند کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے خلاف بھی تحریک کی جارہی ہے۔ بعض مصلحان کی نزدیک اُن بیواؤں کو جو بچپن ہی میں بیوہ ہو گئی ہیں عمر بھر کے لیئے بیوہ رکھنے کی رسم خلاف قوانین ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ رسم بعد مین نکالی گئی ہے اور ویدوں کے زمانہ میں نہ تھی بعض صوبوں میں حال میں ایسی بیواؤں کی شادی کی مثالیں پیش کی گئی ہیں اور یہ مثالیں صرف برہمنوں اور آریوں ہی میں نہیں بلکہ نہایت متعصب ہندوؤں میں بھی ملتی ہیں۔ احاطۂ بمبئی کے بھاٹوں میں ایسی متعدد شادیاں ہوئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آخری دس سال میں صوبۂ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ مین سو سے زیادہ بیواؤں کی شادی ہوئی ہے۔ ابھی کوئی اطمینان وہ نتائج مُترتب نہیں ہوئے ہیں لیکن ابتدائی مرحلے طے ہو چکے ہیں اور سخت ترین مخالفت گزر چکی ہے ؞

سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

## شریر بچے

ہر گھر مین اور ہر خاندان میں بعض بچے نہایت شریر ہوتے ہیں، حتےٰ کہ تمام گھر کا اور خصوصاً ماؤں کا ناطقہ بند کر دیتے ہین۔ ان کی شرارتوں مین جدّت ہوتی ہے۔ اور تیزی طبع سے عجیب و غریب شکلیں شرارت کی ایجاد کرتے ہیں، بعض اوقات ان کی ذہانت آمیز شرارتوں سے سارا گھر حیران رہ جاتا ہے۔ لیکن یہ شرارتیں یا تو والدین کو غصہ دلاتی ہیں یا دلچسپی اور مذاق و قہقہہ میں اُڑا دی جاتی ہیں۔ پہلی صورت میں مار پیٹ تک نوبت آجاتی ہے، اور دوسری صورت میں ایک وقتی تفریح ہو جاتی ہے لیکن کبھی اس ذہانت و جدت کو جو شرارت کا سرچشمہ ہوتی ہے صحیح راستہ پر نہیں لگایا جاتا عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو بچے زیادہ شریر ہوتے ہیں وہ جب تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دل

لگاتے ہیں تو تعلیم میں بھی تیز ہوتے ہیں اور جوں جوں عقل و شعور آتا جاتا ہے متین و سنجیدہ بنتے جاتے ہیں، مگر یہ حالت بالکل ایک جنگلی اور خودرو درخت کی طرح ہوتی ہے۔ اکثر شریر بچے جو تعلیم میں جی چراتے ہیں، نہایت نکمے۔ جاہل۔ آوارہ۔ اور خطرناک ہو جاتے ہیں اور وہ ذہانت، بداخلاقی اور جرایم و معصیت کے کاموں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ لیکن تعلیمیافتہ قومیں' مہذب مائیں' اور ترقی یافتہ گھرانے ان شریر لڑکوں کو ان کی کامیاب زندگی کا عنوان سمجھتے ہیں اور ان شرارتوں کو پیش نظر رکھکر ان کی آیندہ زندگی کا راستہ بناتے ہیں۔ ذیل میں اسی مسئلے پر ایک قابل غور چھوٹا سا مضمون جس میں شریر بچوں کی ایک آبادی یا سلطنت کا تذکرہ ہے۔ پڑھنے کے قابل ہے اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر والدین تھوڑی سی عقلمندی سے کام لیں تو شریر بچوں کی ذہانت سے نہایت اچھا استعمال ہو سکتا ہے ◆

والدین، انا اور عموماً اُن لوگوں کی زبان پر جو بچوں کی پرورش کرتے ہیں کوئی لفظ اتنی کثرت سے نہیں پایا جاتا جتنا کہ لفظ "شریر" یہ لفظ بہت سی تقصیروں پر حاوی ہے اور اسکا استعمال بغیر سوچے سمجھے اور بلا کسی خیال کے کیا جاتا ہے۔ اگر لفظ شرارت کی تشریح کی جائے تو صرف یہ ہو سکتی ہے کہ بچوں کا وہ کام کرنا جس کو بڑے پسند نہ کرتے ہوں، یہ اچھائی کی ضد اور ایک ایسی چیز ہے جو قابل سزا ہے۔ یہ وہ ابتدائی قصور ہے جو ہر آدمزاد میں پایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ اس لفظ کا استعمال کس وقت ترک کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ایک عرصہ کے بعد اس عام لفظ کے بجائے کوئی خاص لفظ مثلاً نافرمانبردار۔ جھوٹا بے ایمان استعمال ہونے لگتا ہے۔ مگر یہ سب شرارت ہی سے شروع ہوتا ہے اور بعض لوگ تو اس کا یقین رکھتے ہیں کہ شرارت تمام بچوں میں قدرتاً پائی جاتی ہے ◆

اگر ہم غور کریں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایک بچہ کو ایسا ہی کرنا چاہیئے جیسا کہ ایک بڑا آدمی چاہتا ہے؟ اٹلی کی ایک ناول نویس عورت نے ایک بچّے اور اُس کی اتا کا ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک بچہ ایک برتن میں رنگ یا چھوٹے چھوٹے پتھر بھر رہا تھا اور بار بار غلطی کرتا تھا۔ اُس کی دایہ نے محض رحمدلی کی وجہ سے اُس برتن کو بھر دیا۔ اس پر بچہ رونے اور چلّانے لگا۔ وہ خود اُس کام کو کرنا چاہتا تھا اور اُس کو برتن کے بھر جانے میں اتنی دلچسپی نہ تھی جتنی کہ اُس کے بھرنے میں۔ بچے کو فوراً "شریر" کا لقب دے دیا گیا۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں بچے کا کوئی قصور نہ تھا بلکہ یہ واقعہ بچّے کی خصلت نہ سمجھنے سے ہوا۔

اور یہ یقینی بات ہے کہ اکثر بچوں میں شرارت ان ہی وجوہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب بھی والدین۔ معلّم اور اتائیں (نرس) ایسے بہت کم ہیں جو صحیح طور پر بچوں کی خصلتیں سمجھتے ہوں۔ وہ سب چاہتے ہیں کہ بچے اچھے اور نیک ہوں اور یہ وہ نیکی ہے جس کو عموماً بڑے لوگ نیکی سمجھتے ہیں۔ یعنی ہر حکم کی خواہ وہ کتنا ہی لغو ہو قطعی پابندی کرنا لیکن بچے اور بڑے کی نیکی میں بہت فرق ہے اور ایک بڑی حد تک بچے کی نیکی بڑے کی نیکی سے زیادہ اچھی ہے کیونکہ وہ بالکل فطرتی اور خود بخود ہوتی ہے۔ درحقیقت شرارت بچے کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔ لیکن بڑے لوگ بے وقوفی اور کم سمجھی سے اُس کو روک دیتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ بچے کبھی برائی یا غلطی (جو بڑوں کے نزدیک برائی ہے) نہیں کرتے۔ وہ ضرور کرتے ہیں لیکن اس کی وجہ وہی اُن کی شرارت کو بیجا طریقہ پر روکنا ہوتی ہے۔

میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ میرے بعض دلائل بحث طلب ہیں اور وہ لوگ جن کو بچوں کا تجربہ زیادہ ہے اُن کو غلط ثابت کر سکتے ہیں مگر میں اُن سے دریافت کرتا ہوں کہ شرارت سے اُن کا اصلی مفہوم کیا ہے؟ یہ ایک ایسا مضمون ہے

جس کے لئے صاف اور روشن خیالی کی سخت ضرورت ہے اسکے سمجھنے کے لئے ہمکو کسی بڑے پایہ کی شرارت کو دیکھنا چاہئے۔ جس طرح بڑے بڑے حروف بہ نسبت چھوٹے حروف کے آسانی سے پڑھے جاتے ہین اُسی طرح شرارت ایک جماعت مین بہ نسبت ایک فرد کے زیادہ اچھی طرح دیکھی جاسکتی ہے۔ اور ہماری خوش قسمتی سے ڈورسٹ شائر مین ایک چھوٹی سی جمہوری آبادی ایسی موجود ہے جسکو شرارت کا مندر کہنا بیجا نہ ہوگا اور جو ہمارے مقصد کے لئے بہت کافی ہے۔ اس چھوٹی سی آبادی مین بہت سے شریر ترین بچے شامل ہین جنکو اُس کے ڈائرکٹر مسٹر ہومرلین نے پایہ تخت اور دوسرے بڑے شہرون کی پولیس عدالتون اور گندے حلقون سے جمع کیا ہے۔

مسٹر لین کا مقولہ ہے کہ بچہ جتنا زیادہ شریر اور برا ہوگا اُتنا ہی اچھا ہے اگر اُس کو شرارت کا کوئی نیا نمونہ ملجاتا ہے تو وہ اتنا ہی خوش ہوتا ہے جتنا تصویرین جمع کرنے والا کسی پُرانے مشہور مصور کی تصویر ملنے سے خوش ہوتا ہے۔ اس مین دونون صنف کے لوگ شامل ہین اور انگلستان کے مغرب مین ایک خوبصورت مقام پر جمع کئے گئے ہین یہ سب دو تین مکانون مین رہتے ہین اور ہر مکان مین ۹ لڑکے اور ۶ لڑکیان ہین۔ ہر مکان ایک عورت کے چارج مین ہے اور تمام جماعت کے رہنما (نہ کہ حاکم) مسٹر لین ہین کچھ عرصہ ہوا کہ مجھے بھی اس شریر جماعت کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور جو لطف اور تجربہ ہمکو وہان حاصل ہوا وہ میری تمام زندگی مین بہترین تھا۔ جو شخص اسکو ایکمرتبہ دیکھیگا وہ یقیناً اپنی قوی رائے کو تبدیل کرنے پر مجبور ہوگا کیونکہ وہ بطور خود ایک آزاد تعلیم ہے۔ وہ لوگ خود اپنے قوانین بناتے ہین۔ خود اپنا مجسٹریٹ انتخاب کرتے ہین۔ اُن کا اپنا سکہ ہے اور اپنے مکان خود بناتے ہین۔ غرض اُن مین تمام وہ باتین پائی جاتی ہین جو ایک اپنے اور خود حکومت کرنے والی جماعت مین ہوتی ہین۔ بعض باتین اُن مین نہایت عجیب اور قابل تعریف پائی جاتی ہین

ثلاً جب مین وہان تھا تو دو ستر ۱۷ سال کی عمر کے لڑکے ایک عمارت بنا رہے تھے جس کا تخمینہ اور کام بڑے بڑے مشہور ٹھیکہ دارون سے ارزان ور اچھا تھا۔ مین نے اُن کے ساتھ کھانا کھایا جو خود اُن کے ہاتھ کا پکا یا ہوا تھا۔ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام کرنا پڑتا ہے اور یہ عموماً وہ خود تجویز ور انتخاب کرتا ہے۔ وہان سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ کام کرنے سے وکدیا جاتا ہے۔ ڈائرکٹر کو بھی مجسٹریٹ کے احکام کی پابندی کرنی پڑتی ہے گو وہان دونون صنف کے لوگ رہتے ہین لیکن مثل بہن بھائی کے۔ آخر ین یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سے زیادہ پابند قانون اور محنتی جماعت ہمارے ک مین کوئی نہین اور اگر غور کیا جائے تو یہ وہی لوگ ہین کہ جن کو اگر نہ بچایا جاتا پبلک کے بدمعاش ترین لوگ ہوتے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ڈاکو، تیرے، اور بدمعاش کس طرح ایسی اچھی زندگی اور سوسائٹی مین آگئے۔ اس کا جواب رائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کی قوت عمل اور تیزی طبع کو بجائے روکنے کے اچھے مقاصد کی طرف مائل کر دیا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ ان کو ہمیشہ سزائین ی جائین اور اس طرح اُن افعال قبیحہ سے روکا جاتا اُن کو ایک آزاد آب وہوا ین رکھا گیا جہان اُنہون نے یکجہتی اور پابندی قوانین کی ضرورت کو خود بخود محسوس کر لیا۔

ایک بڑے فلسفی کا مقولہ ہے کہ "بدی حقیقتاً جہالت ہے"۔ اور اس مختصر حکایت کی حالت دیکھنے سے اس مقولہ کی صحت ہوتی ہے۔ مین نے ابھی اوپر کہا تھا کہ شرارت نیکی مین تبدیل ہو سکتی ہے اور یہ بات اس قصہ سے ثابت ہو گئی۔ جن لوگون کو کہ بچون سے سابقہ ہو اُنکو چاہیے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرین اور عقل سے کام لین۔

عظمت الٰہی زبیری
بی۔ اے (علیگ)

# "ایک مسلمان بہادر عورت"

سترہوین صدی مین یزد کا ایک خاندان ایران سے آکر ہندوستان مین مقیم ہوا، اور یہان آکر مغل بادشاہون کے دربار مین بہت جلد ترقی کی چنانچہ خلیل اللہ خان نامی نے ملکہ ممتاز محل کی بھتیجی سے شادی کی، یہ اُسوقت ایک صوبہ کا گورنر تھا، انکا لڑکا امیرخان اورنگ زیب کے زمانہ مین افغانستان کا مشہور اور کامیاب گورنر ہوچکا ہے، اس نے بائیس سال تک افغانستان پر حکومت کی۔ اس کا اورنگ زیب کے امیرون مین اعلیٰ عہدہ تھا۔ غرض امیرخان نے اس قدر کامیابی سے افغانون کا مقابلہ کیا کہ آجتک اس کا نام تاریخ مین روشن ہے۔ اسکے بعد کوئی گورنر اس کا ہم پلہ پیدا نہین ہوا۔

امیرخان کی بی بی صاحب جی علی مردان خان کی لڑکی تھی جو کہ شاہجہان کے دربار کا وزیراعظم تھا۔ صاحب جی نہایت ذہین اور عقیل عورت تھی۔ تمام امور حکومت مین اپنے خاوند کا داہنا ہاتھ تھی، اکثر مشکل موقعون پر امیرخان کی کامیابی صرف اس کی تجویز اور ذہانت ہی کا نتیجہ تھی، اور اصل مین یہی افغانستان کی گورنر تھی۔

ایک رات کو اورنگ زیب کے پاس رپورٹ آئی کہ امیرخان گورنر افغانستان کا انتقال ہوگیا۔ فوراً ارشد خان (جو کہ افغانستان کا دیوان رہ چکا تھا) کو بلوایا اور کہا کہ "اب ایک نئی مشکل پیدا ہوگئی۔ امیرخان کا انتقال ہوگیا۔ وہ صوبہ جو ہمیشہ مشکلات اور باغیون کا گھر ہے اب وہان کوئی گورنر نہین رہا۔ یہ اندیشہ ہے کہ جبتک کوئی نیا گورنر مقرر کیا جائے اُسوقت تک

کہین پھر بغاوت نہ ہو جاوے"

ارشد خان نے نہایت آزادی سے جواب دیا کہ "امیر خان تو زندہ ہے۔ کون کہتا ہے کہ وہ مرگیا" اسپر بادشاہ نے رپورٹ جسمین موت کی خبر تھی ارشد خان کو دیدی۔ خان نے پڑھا اور کہا "ہان! لیکن وہ شخص جو افغانستان کی حکومت کرتا تھا وہ صاحب جی تھی۔ جب تک کہ یہ خاتون زندہ ہے اُسوقت تک حضور کو کسی قسم کے فساد کا اندیشہ نہین کرنا چاہیئے"

بادشاہ نے اس خاتون کو فوراً حکم دیا کہ جب تک اُسکے خاوند کا جانشین نہ پہنچ جائے اُسوقت تک وہ صوبہ کی حفاظت کرے۔ چنانچہ دو سال بعد نیا گورنر صوبہ مین پہنچا۔ اس عرصہ مین یہ خاتون خودمختار افغانستان کی گورنر رہی جیسے کہ وہ اپنے خاوند کی زندگی مین تھی۔ اگرچہ نام اس کے خاوند ہی کا ہوتا تھا۔

امیر خان کا اُس وقت انتقال ہوا جب کہ وہ دادیون مین تھا اگر امیر خان کے انتقال کی خبر مشہور ہو جاتی تو افغانون کو ہمت بندھ جاتی اور وہ اُس کے تمام ساتھیون کو مار ڈالتے، صاحب جی نے عقل سے کام لیا۔ تمام غم کو بھول اُس کے انتقال کی خبر کو چھپایا اور امیر خان کا لباس پہن کر ایک شیشے کی پالکی مین بیٹھی اور اس طرح لمبے لمبے سفر طے کیے، ہر روز فوجون کا معائنہ کرتی اور اُن کے فوجی سلامون کا جواب دیتی۔

جبکہ وہ درون کو پار کر گئی تو اُس نے عدت کی۔ اس کے خاوند کے انتقال کے بعد افغانون کے افسرون نے اپنے اپنے رشتہ دارون کو ماتم پرسی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس خاتون نے انکی عزت کے ساتھ خاطر و مدارات کی اور کہلا بھیجا "تم اپنے واجب محاصل بھیجدو۔ مثل پہلے کے تم وفادار رہو اور نہ کسیکو ٹوٹو

ورنہ مین تم سے لڑائی شروع کردونگی اور اگر مینے تمکو ہرا دیا تو تمام عمر میرا نام روشن رہیگا"

افسرون نے یہ خیال کرکے تجدید عہد کیا اور یقین دلایا کہ وہ ہمیشہ وفادار رہینگے۔ اور کبھی قانون کے خلاف سر نہ اُٹھائین گے۔

اسوقت بھی اُس کی ذہانت اور ہمت اُتنی ہی تھی جتنی کہ وہ نوجوانی مین مشہور تھی۔ کئی سال گزرے دہلی مین جبکہ یہ ایک فوجی کرسی کے پاس سے گزر رہی تھی تو ایک بادشاہ کا خاص قسم کا ہاتھی جو کہ مست معلوم ہوتا تھا اُس کے سامنے سے گزرا، اُس کے ساتھیون نے واپس بھگا دینے کی کوشش کی، مہاوت کی ذات بڑی بدمعاش ہوتی ہے اس مہاوت نے یہ خیال کرکے کہ مین خاص بادشاہ کا مہاوت ہون ہاتھی کو نہایت خوفناکی سے آگے بڑھایا اس کے محافظون نے ترکشون مین سے تیر نکال لئے لیکن اس جانور نے سونڈ بڑھا کر کرسی کو پکڑ لیا اور کچل ڈالا دربان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صاحب جی نے نہایت تیزی سے صراف کی دوکان مین گھسکر دروازے بند کر لئے۔

کیا یہ کوئی چستی کا کام نہین ہے جبکہ مسلمان شریف عورتین برقع مین سڑک پر چل رہی ہون، اس طرح اس نے اپنی جان کو بچا لیا لیکن افسوس اُس کا پردہ ٹوٹ گیا جو ہندوستان کی تہذیب کے مطابق ایک ناقابل معاف گناہ ہے، امیر خان اس دلیری پر سخت خفا ہوا اور چند روز تک اس خاتون سے علیحدہ رہا، ایک روز بادشاہ شاہجہان نے کہا "اس عورت نے مردانہ کام کیا ہے اور اسی کے ساتھ اُس نے تمہاری اور اپنی عزت بچائی ہے اگر ہاتھی اُس کو پکڑ لیتا اور اس کو شاہراہ پر پٹک کے ننگا کر دیتا تو پھر پردہ کہان رہتا۔ شاہجہان کے سمجھانے سے امیر خان کا غصہ جاتا

اور دونون مین مصالحت ہوگئی۔

یہ خاتون اگرچہ لاولد تھی لیکن اس کا خاوند بیوی کے ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا دوسری شادی نہین کرسکتا تھا، مگر اسکے ایک حرم تھی جس کے کئی اولادین ہوئین اور آخر کار جب صاحب جی کو اس کی اطلاع ہوگئی تو اس نے مثل اپنے بچون کے انکو پیار سے پالا۔

کابل کا چارج دینے کے بعد وہ حرمین شریفین کو چلی گئی، وہان جا کر بہت سا روپیہ خیرات کیا اور شرایف اور دوسرے لوگون نے بہت عزت کی۔

سید عبدالرحیم متعلم
الگزینڈرا ہائی اسکول بھوپال

# گذشتہ اور موجودہ عہد کی خواتین ہند

(ایک امریکن میگزین سے)

اگر ایک پردیسی کو خاتونان ہند کے مرتبے اور انکی موجودہ حیثیت کا کافی اندازہ کرنا ہو تو اُسے حسب ذیل امور کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے

اول یہ کہ ہندوستان ایک قدیم ملک ہے جس کی تہذیب و شائستگی ہزارہا سال کی ہو چکی،

دوم یہ کہ ہندوستان وہ ملک ہے جس مین ایک دو نہین، سیکڑون قومین ہزارون فرقے اور لاکھون مذہب والے آباد ہین،

سوم یہ کہ ہندوستان ہمیشہ غیر اقوام کی حکومت مین رہا ہے اسکا نتیجہ ہوا کہ خاص ہندوستانی تہذیب و شائستگی ون بدن خلط ملط ہوتی گئی اور مقاصد زندگی

کا سمجھنا ایک دشوار ترین امر خیال کیا جانے لگا۔

ان واقعات نے نہ ہماری قوم مین یک جہتی کا خیال پیدا ہونے دیا اور نہ عادات وخصائل اور رسم ورواج یکسان رہے اور نہ ہماری آرزوئین آئندہ کے لئے ایک ہو سکین۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری موجودہ حالت کا اندازہ کرنا کوئی معمولی بات نہین رہی۔

لیکن پھر بھی اگر ہم ان پیچیدگیون پر جو ہماری عادات مین قدرتا ہوتی ہین ہندوا قوام کی عورتون کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہین تو وہ واضح طور پر معلوم ہو سکتی ہین۔

ہندوستان اور خاصکر شمالی ہندوستان مین جہان کثرت سے ہندو عورتین آباد ہین، وہان ہمارے اول تاریخی فاتحین یعنی آریون کے اثر کی بدولت ہماری زبان وادب، صنعت و مذہب، قانون و رسم ورواج اور نیز وہ باتین جو تہذیب و شائستگی کے لئے ضروری ہین ہم مین ابتک موجود ہین۔

ہم چونکہ قدیم خیالات کے مجسم نمونے ہین، اور ذات پات کا بہت خیال رکھتے ہین۔ اسلئے انگریزی دور تک اپنی حالت کو کسی پہلو سے بھی نہ بدل سکے، البتہ سخت پردہ ہم مین رائج ہوتا گیا، بالخصوص بنگال تو اس کا کلیتاً عادی ہو گیا، جس کی بابت میرا خیال ہے کہ یہ رواج ہم نے یقیناً مسلمانون سے لیا۔

ہماری گزشتہ سوسائٹی کے اعلیٰ معیار کو جن عورتون کی ضرورت ہوئی اور جیسی جیسی عورتین اُسے ملین اُس کا کافی اندازہ قدیم اور معتبر کتابون سے بخوبی ہوتا ہے۔

رامائن اور مہابھارت جو ہمارے کارنامون کی دو بڑی کتابین ہین

اُنہین اُٹھا کر دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عورتین نہایت دلیر اور بہادر ہوتی تھین، بیوی شوہر کی تابعدار، وفادار اور صبر واستقلال کی دیوی ہوتی تھی، خانہ داری کے اہم فرائض کو انجام دیتی تھین - ہر قسم کی مصیبت بلا تکلف برداشت کرتین غرض وہ تمام باتین جو ایک نسوانی زندگی کے لئے ضروری مانی گئی ہین اُن سب سے ہماری عورتین متصف ہوتی تھین -

ویدون کے زمانہ پر نظر ڈالئے تو اُس وقت بھی بہت سی عورتین کہین کتابین تصنیف کرتی ہوئی نظر آئینگی تو کہین شعر گوئی مین کمال دکھاتی ہونگی، اگر ایک جگہ فنون لطیفہ کے دلکش منظر پیش کر رہی ہونگی تو دوسری جگہ اپنے دلیرانہ کارنامون سے مردون کو انگشت بدندان بنا رہی ہونگی - غرض کبھی اور کسی وقت بھی وہ تعلیم سے بے بہرہ نہ رہین - اُنکے گھر اُن کے بہترین درس گاہ ہوتے تھے جہان قدیم فسانے نسلاً بعد نسلٍ - اُن کے خیالات شائستہ اور اُن کے ارادے بلند کرتے گئے - البتہ جیسے جیسے زمانہ بدلتا گیا ویسے ویسے تعلیم اُن کے لئے مضر خیال کی جانے لگی - اب ہندو سوسائٹی نے بھی اس کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھا جسکا اثر ہنوز باقی ہے -

اس زمانہ مین ہندو سوسائٹی نے صدہا چھوٹی چھوٹی باتون کو مذہب مین داخل کر کے اس طرح عورتون پر عائد کیا ہے کہ اُن کا ادا کرنا فرض خیال کیا جانے لگا، بعض نامعقول رسمون کی وجہ سے تو وقت کی بربادی اور مالی حالت مین انحطاط شروع ہو گیا اور اگر یہی حالت رہی تو اس کا نتیجہ معلوم!

واقعی ہماری قدیم پوشش، خورونوش کے اسباب اور گزران کا معیار ایسے اچھے طریقے اور اس سادگی کے ساتھ تھا کہ ذرا بھی دقت نہ ہوتی تھی،

چیزین ہی سستی تھین اور اسی وجہ سے سب خوش اور مرفہ الحال تھے۔ ٹھوس زیور پہنتے اور بڑی آسودگی سے زندگی بسر کرتے تھے، چہ جائیکہ اب ہر بات مین خوشنمائی پر دلدادہ ہین خواہ وہ کمزور اور جلد برباد ہی کیون نہ ہوجائے۔

لیکن انگریزی حکومت کے قایم ہوتے ہی یہ منظر سیاسی، اقتصادی، اخلاقی، عقلی غرض ہر لحاظ سے بدل گیا۔ ترقی کی ابتدا ہوئی، ادبار دور ہوا، تو بھلا عورتین اپنے اسی مرکز پر کیون کر رہ سکتی تھین، مردون کو بھی یہ گوارہ نہ ہوا، عورتون کو میدان ترقی مین لا کھڑا کیا۔ زنانہ مدارس برساتی مینڈکون کی طرح پیدا ہوگئے، اور نصف صدی کے اندر ہی اندر جھڑبیری کے بیرون کی طرح گریجوایٹ لڑکیان نظر آنے لگین۔

یہان مجھے یہ بتادینا ضروری ہے کہ جو کچھ مین لکھ رہا ہون بنگال کے متعلق لکھ رہا ہون اسلئے کہ یہ خطہ ہر نئی چیز کو خواہ اچھی ہو یا بُری فوراً جذب کر لیتا ہے، ہندوستان مین بنگال ہی سب سے زیادہ سبقت کرنے والا صوبہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہان کی عورتین تربیت یافتہ ہین، لیکن جیسے کہ اکثر مقامات اور سوسائٹیون مین نقائص پائے جاتے ہین وہ باتین یہان بھی موجود ہین، ادنٰے درجے والے اعلی طبقہ کے لوگون کی نقل اُتارتے ہین، تعلیمی نقشہ جات مین اگر دیکھا جائے تو تعلیم مین عورتون کا تناسب بہت ہی کم ہے، لیکن متمول جماعتون مین والدین نے اس امر کو اب لازمی تصور کر لیا ہے کہ لڑکیون کو تھوڑی بہت تعلیم ضرور دینی چاہیے، اس سے ایک یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ شوہر تعلیم یافتہ بی بی بآسانی پاسکتا ہے۔ جو اکثر اوقات مشکل ترین امر ہوتا ہے۔

لیکن بہت سے لوگ خیال کرتے ہین کہ اس تعلیم نے ہماری لڑکیون کو بالکل خراب کر دیا ہے، یعنی نہ پُرانی روش ہی باقی رکھی اور نہ جدید تربیت

کی نمونہ بنین -

ایک گروہ وہ ہے جو لڑکیون کو بھی مثل لڑکون کے اعلیٰ تعلیم دینا چاہتا ہے وہ ہندو جو ذات پات کا بہت خیال رکھتے ہین اور جو لکیر کے فقیر ہین مجبور ہوکر اپنی لڑکیون کی اسقدر جلد شادی کردیتے ہین کہ اِس تھوڑے سے عرصہ مین انہین تعلیم دینا دشوار ہوجاتا ہے، البتہ ایک جماعت نے اصلاح کی ہے، لیکن اِسکے بھی دو گروہ ہین، ایک تو وہ ہندو جو برہمو سماج مین داخل ہین، اور جو مورتی پوجن بالکل لغو خیال کرتے ہین، دوسرے وہ لوگ جو ولایت جاکر تعلیم پاتے ہین، یہ دونون جماعتین اکثر ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرتی رہتی ہین، اور چونکہ انھون نے بہت سی مذہبی اور تمدنی بندشین توڑ ڈالی ہین اسلئے جدید خیالات و واقعات سے زیادہ فائدہ بھی اُٹھاتی رہتی ہین -

لیکن ساتھ ہی ساتھ اس انگریزی تعلیم یافتہ نئی ہندو قوم مین ہمکو زمانے کے اثرات بھی دیکھنا چاہئین، اِس مین شک نہین کہ وہ بھی ترقی کی مختلف صورتین مین نمایان ہورہے ہین، بعض باتین تو عام طور سے اُس طبقہ مین مروج ہوتی جاتی ہین، متمول لوگ اپنے کھانے پینے، پوشاک، مکان، فرنیچر، عادات واطوار رہائش کی طریق اور بچون کی تعلیم مین انگریزی طریقون کے بہت دلدادہ اور شیدا ہوتے جاتے ہین، یہی وجہ ہے کہ بعض لڑکیان تعلیم یافتہ ہوکر اپنی قومیت تک سے ناآشنا ہوگئین، البتہ ایک سمجھدار گروہ نے اپنی لڑکیون کو اِس کا موقع دیا ہے کہ وہ مشرقی اور مغربی تربیت مین جو سب سے اچھی باتین ہون اختیار کرین اور وہ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح انگریزی فیشن کے مختلف درجون کو اختیار کررہی ہین آخرکار یہ سب باتین شادی کے مسئلہ تک آکر رک جاتی ہین - لیکن ان مین بھی دو قسمین ہوتی ہین - ایک تو بارہ تیرہ برس کی عمر کی لڑکیون سے لیکر جن کی شادی

والدین اپنے انتخاب سے کرتے ہین اُن عورتون تک جو اپنا شوہر خود پسند کرتی ہین یا اپنے والدین کی بغیر رضامندی بیاہ کرتی ہین۔ ان مین سے بعض وہ لڑکیان ہین جن کو خود معاش حاصل کرنا ہوتی ہے۔ یا خانہ داری کے کامون کے بجائے کوئی اور کام پسند کرتی ہین۔ اور اُن کی معاش کے بھی خاص طریقے ہین۔ وہ یا تو معلمہ کا کام کرین۔ اور اگر یہ نہین تو ڈاکٹری کا پیشہ سیکھین، لیڈی ڈاکٹر تو کم پائی جاتی ہین، نرسین اگرچہ اعلیٰ جماعتون مین سے نہین ہوتین۔ تاہم معلمات بکثرت پائی جاتی ہین، ہندوستانی سوسائٹی جس نگاہ سے عورتون کو دیکھتی تھی اب وہ تو نہین رہا لیکن ہم اس کا بھی دعویٰ نہین کر سکتے کہ وہ انہین عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگی یا خود عورتین بھی اُن صفات سے متصف ہوتی ہین جن پر آج یورپ فخر کر رہا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ علم سے نسائیت کے لئے ترقی کا ایک وسیع میدان مہیا ہو گیا ہے جو واقعی ہمارے لئے مفید ہے، اور ہماری خانگی زندگی کے مقاصد کے خلاف بھی نہین ہے، بنگالی عورتون نے شاعری، ناول نویسی اور اخبار کی اڈیٹری مین اچھا خاصہ نام پیدا کر لیا ہے، موسیقی جس کو پہلے بُری نگاہون سے دیکھتے تھے اب وہ بھی قدر کی نگاہون سے دیکھی جانے لگی، لیکن اس پیشہ مین اعلیٰ خواتین سرگرمی سے حصہ نہین لیتین، بنگالی، (قومی حیثیت سے) علم ادب اور موسیقی کے بہت دلدادہ ہوتے ہین، عورتون مین صناع بہت کم ہین بلکہ قابل ذکر کوئی بھی نہین کیونکہ پینٹنگ (Painting) ہندوستان مین معاش پیدا کرنے کا ذریعہ نہین، البتہ موسیقی سے بہت کچھ فائدہ حاصل ہوا ہے۔ مگر اب متفقہ کوششین کی گئی ہین کہ پینٹنگ (Painting) کا ایک قومی مدرسہ کھول دیا جائے۔

ہماری عورتوں مین قدرتاً نفع رسانی خلائق کا مادہ موجود ہے، جو بیوہ خانون، زنانہ مشنون، اور خیراتی زنانہ مدرسون کی شکل مین نمایان ہو رہا ہے،

ہماری سوسائٹی مین بیواؤن کا مسئلہ ضرور قابل توجہ ہے، کم سنی مین شادی کرنے اور اسی عمر مین بیوہ ہو جانے کی بدولت ان بیچاری بچیون کو طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا ہوتی ہین، اگرچہ یہ رسم اب اٹھتی جاتی ہے تاہم لوگ سختی کے ساتھ اس کے پابند ہین۔ اس کا تدارک یون ہو سکتا ہے کہ جس طرح پہلے خاندان کے خاندان ملکر رہتے اور ملکر کھاتے تھے اسی طرح اب بھی بسر کرین تاکہ ان بیواؤن کی مصیبت اور تکلیف معاش تو کم ہو مگر ہمارے بچہ بچہ مین آزادی اسقدر تسلط کر چکی ہے کہ اس کے اٹھتے ہوئے شعلون کے اثرات سے محفوظ رہنا معلوم!

تحکم ہماری سوسائٹی سے بالکل نیست و نابود ہوتا جاتا ہے اور ہر شخص اپنی من مانی زندگی بسر کر رہا ہے، آجکل مرد جس بات کو اپنے واسطے بہتر خیال کرتا ہے اسی طرح عورت کے واسطے بھی بہترین تصور کیجاتی ہے۔

زمانہ جدید مین یورپ مین عورتون مین شادی کے متعلق جو نیا جنون سوار ہوا ہے اس کی آواز ہندوستانی بہنون تک بھی پہنچ چکی ہے، اگرچہ اس مین وقت اور مقامی حالات کی وجہ سے بہت کچھ اختلاف ہے، لیکن وہ اس وقت تک نہ خاموش ہوگی جب تک کہ ہندوستانی عورتون مین وہ خواہشین نہ پیدا ہو جائین اور جس سے خوبی تعلیم کی بدولت وہ اپنے حقوق کا جائز طور پر دعوی نہ کر لین، اور ان کے گھرون مین بھی ناچاقی نہ پھیل جائے۔

اسلیے اِس کے سدھارنے کا کام ہم مین سے اُن حضرات کا ہے جن کی نگاہین نہایت غیور واقع ہوئی ہین تاکہ وہ اِس کشتی کی ناخدائی سلامت روی سے کرین، جس سے ملک و قوم مین اعتدال قایم رہے۔ فقط

سید نورعالم

## ریویو

مطالب القرآن نام کی کتاب ہمارے دفتر مین بغرض ریویو آئی ہے۔ اِس کی تین جلدین ہین اور ایک جلد مین ایک مفید فہرست ہے جو قرآن پاک کے مضامین کو بلحاظ حروف تہجی بتاتی ہے اور ۱۲۵ صفحات مین ختم ہوتی ہے۔ اور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت محنت و جانفشانی سے مرتب کی گئی ہے۔ پہلے حصّہ کے شروع مین علماء کرام اور دیگر علم دوست حضرات کی نثر و نظم تقریظین ہین جو کتاب کی خوبی کی ضمانت اور شہادت دیتی ہین۔ پھر یہ جلد ایک مدحیہ نظم سے شروع ہوتی ہے جو ۱۰ صفحون مین ختم ہوتی ہے۔ اِس کے بعد ایک مختصر سا دیباچہ ہے اردو و مفید و کارآمد اور ضروری تشریحات و اصطلاحات کے ضمیمے ہین جو بجائے خود بہت ہی ضروری و کارآمد ہین جو مختلف الفاظ عربیہ کی عام فہم معنی و مطالب کو حل کرتے ہین۔ اِن کا سلسلہ ۲۴ صفحہ تک جاتا ہے۔

پھر تین مختصر فہرستین اور ہین۔ پہلی فہرست سورتون کی ترتیب قرآن کے لحاظ سے دوسری فہرست سورتون کی نزولِ قرآن کے لحاظ سے۔ اور تیسری فہرست سورتون کی حروف تہجی کے لحاظ سے ہے۔ یہ فہرستین بھی بجائے خود نہایت ضروری، مفید اور کارآمد ہین اِن تمام ضروری جزئیات کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ اُس کی ترتیب لایق مولف مولوی محمد علی حسن صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر بہار نے یہ رکھی ہے کہ پہلے وہ ایک آیت کا

ترجمہ لکھتے ہین پھر اُس پر نوٹ دیتے ہین۔ پھر اُس آیت اور نوٹ سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین اُن کو تحریر فرماکر خلاصۂ مطالب کو احاطۂ تحریر مین لاتے ہین۔ اس صورت سے ہر آیت قرآنی کا مطلب اور نتیجہ بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے ذہن نشین ہو جاتا ہے اور کوئی شک و شبہہ یا انتظار سامع و قاری کو باقی نہین رکھتا۔ جناب مؤلف نے حقیقت یہ ہے کہ مطالب قرآن لکھکر ملک کی ایک بڑی کمی اور ضرورت کو پورا فرمایا ہے اور جو کچھ محنت و جانفشانی اُن کو اِس کی ترتیب و تالیف مین برداشت کرنا پڑی ہے وہ بلاشک نہایت درجہ قابل تشکر و تحسین ہے۔ طرز بیان بھی نہایت سلیس، عبارت بھی صاف اور بہت عام فہم ہے کہ لڑکے لڑکیاں اور عورتین بے تکلف پڑھ کر خوب سمجھ سکتی ہین اور قرآن شریف کا صرف ترجمہ پڑھنے سے ظاہر ہے کہ کلام پاک کے معانی اور مطالب پر ہرگز عبور نہین ہو سکتا۔ مگر یہ کتاب ایک معمولی لکھے پڑھے آدمی کے دل کی تسکین کر سکتی ہے اور خوب سمجھا سکتی ہے۔ ان تمام خوبیون کے ساتھ مصنف کا ایک یہ بھی قابل قدر احسان ہے کہ کتاب کی قیمت بہت کم رکھی ہے یعنی تینون حصون (مع فہرست) کی قیمت صرف تین روپئے۔ کیونکہ مجموعی کتاب کے صفحات کی تعداد گیارہ سو سے کسی طرح کم نہین ہے اور پھر لکھائی چھپائی، کاغذ بھی بہت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اِس گرانی کے زمانہ مین اسقدر قیمت پر اتنے صفحے اور پھر ایسی عمدہ کتاب کہ جسکا ہر مسلمان کے گھر مین رہنا ضروری ہے بہت ارزان ہے۔ مولوی وحید الدین احمد صاحب زمیندار محلہ رحم گنج دربھنگہ اور منشی ظہور الحق مالک اسٹار آف انڈیا پریس آرہ سے فرمائش کرنے پر ملتی ہے۔

اڈیٹر

# مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خالص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جسمین مختلف مضامین نہین کمل تاریخین سلسلہ وار شائع ہوتی ہین اور ایسا انتظام کر دیا گیا ہو کہ چند روز کے اندر آپ کی زبان مین تمام قومون اور ملکون کی بسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخین پیدا ہو جائین گی فی الحال مورخ مین دو تاریخین شائع ہو رہی ہین ۔

(۱) مولٰنا محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی "تاریخ ارض مقدس" جو در اصل بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی تاریخ ہے اس مین یہود ۔ نصاریٰ ۔ اور مسلمانون کے حالات کے ضمن مین اسیریا و بابل والون ۔ مصریون ۔ ایرانیون ۔ یونانیون ۔ رومیون اور بہت سی قومون کے حالات آگئے ہین اس مین عرب کی پوری تاریخ ہے اور آخر مین صلیبی لڑائیون اور ترکون کے حالات بھی آجائین گے ۔

(۲) کانڈی کی "دولت ہسپانیۂ عرب" کا ترجمہ یہ تاریخ تین ضخیم جلدون مین پوری ہوئی ہو انگریزی مین مسلمانون اور عربون کے مذاق کی اگر کوئی کتاب ہو تو یہی ہے ۔ یہ ہسپانیہ کے عرب مصنفین کے اعلیٰ ماخذون سے لی گئی ۔

مورخ مین ماہانہ پانچ جزشائع ہوتے ہین ۔ تاریخ ارض مقدس کے تین جزاور دولت ہسپانیہ عرب کے دو جز ۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے اور محصولڈاک ۸ر علیٰحدہ چہر سالانہ مین مورخ جاری کر دیا جاتا ہی لیکن جو صاحب یکمشت سالانہ چندہ نہ ادا کرنا چاہین اون کی خدمت مین ہر مہینہ کا پرچہ شائع ہوتے ہی مع محصولڈاک اور فیس منی آرڈر ۹ر پر وی پی بھیج دیا جاتا ہے ۔ نمونہ کے پرچہ کی قیمت ۸ر ہے اور ۱۰ر پر وی پی روانہ ہو سکتا ہے ۔

المشتہر

محمد صدیق حسن اڈیٹر دلگداز و اڈیٹر مورخ گولہ گنج بیگ خان لکھنؤ

# کارخانہ چودھری دیبی پرشاد بلگرامی شہر لکھنو گنگا پرشاد روڈ کوٹھی لال پردہ پوسٹ نمبر ۱ سے طلب کریں

مژدہ واسطے بیماران چشم اور بالخصوص موتیا بند۔ میں عرصہ سے عارضہ موتیا بند میں مبتلا تھا بکی وجہ سے مجکو ملازمت منصرمی رفاہ عام لکھنو وبعدش محرری جناب مسٹر این۔ ایل بیدیا لوکس جناب یرسٹر چھوڑنا پڑی اور حتی الوسع علاج کرتا رہا جو محض بے سود رہا۔ اتفاقاً ایک روز عرصہ دس گیارہ یوم ہوا چودھری دیبی پرشاد صاحب بلگرامی کے مطب پر کہ گنگا پرشاد روڈ میں واقع ہے گذر ہوا چونکہ رصہ سے ان کی دوا جڑی بوٹی کی تعریف سنا کرتا تھا اس وقت چودھری صاحب ممدوح الشان ی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا چودھری صاحب ممدوح نے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد کیا کہ عرق چشم ر بینائی نمبر ۹۔ روغن جسکا نام راوا تیل ہے نمبر ۱۰ اور عرق کافور نمبر ۱۱ میری آنکھوں اور سر پر پنے صاحبزادہ سے لگانے کو ارشاد کیا۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اس قدر فائدہ ہوا کہ آج یہ تحریر پنے خاص ہاتھ سے لکھ رہا ہوں اور حروف موٹے بغیر عینک اور باریک عینک لگاکر بخوبی ن میں پڑھ سکتا ہوں لہذا واسطے فایدہ اپنے ہمصروں کے یہ چند سطور بذریعہ شہری اخبار پیش رتا ہوں کہ جن صاحبان کو عارضہ موتیا بند ہووے یا کسی قسم کی آنکھ میں شکایت ہووے۔ تو خود مطب میں جناب چودھری ممدوح الشان حاضر ہوکر استعمال دوا ان کے دست مبارک سے فرماویں دیا در صورت ناممکن ہونے تشریف آوری کے وابقیمت ذیل بذریعہ ی پی یا پارسل طلب فرماویں اور نفع اٹھاویں اور در صورت فائدہ کمترین احقر العباد کی نسبت ی دعاء خیر سے یاد فرماویں۔

اپنے جمیع ہمعصران کا شکر گذار احقر العباد انندی پرشاد ساکن قدیم کوندرہ تحصیل ملیح آباد وش باش شاہجہانپور محلہ آفریدی حال وارد بذریعہ ملازمت شہر لکھنو تاریخ ۲۷ جولائی ۱۹۱۷ء

## تفصیل قیمت

نور بینائی نمبر ۹ فی شیشی — عرق کافور نمبر ۱۱ فی شیشی — روغن راوا تیل نمبر ۱۰ فی چھٹانک

# بچون اور عورتون کے کام کی کتابین

## لڑکیون کے لیے

بنات النعش۔ مراۃ العروس کا دوسرا حصہ قیمت صر
توبۃ النصوح۔ لڑکیون کو نیکی اور دینداری سکھانے
کا بے حد موثر قصہ قیمت ۴ر ۸ر
نصیحت کا کرن پھول۔ تعلیم نسوان پر ایک
میان بیوی کی دلچسپ بحث قیمت ۴ر
ہنڈکلیا۔ برسات مین پکوان پکانے پر لڑکیون مین
لڑائی ہوگئی۔ مزیدار نظم قیمت ۸ر
دُکھ بھری کہانی۔ دوسری شادی کی برائیون کی
ایک دردناک کہانی قیمت ۱۰ر
روشنک بیگم۔ ایک معزز ہندوستانی خاندان کے حالات
تعلیم کی برکتین۔ نہایت دلچسپ پیرائے مین ۱۲ر
شریف بیوی۔ ایک شریف بیوی نے سلائی کی محنت
سے اپنے شوہر کے گھر کو بنایا قیمت ۲۰ر
حُسن معاشرت۔ دو بیویون کا نہایت دلچسپ اور
نصیحت خیز قصہ۔ قیمت۔ ۶ر
گودڑ کا لال۔ ایک روشن خیال تعلیم یافتہ خاندان
کا قصہ ضخامت ... قیمت صرف ۴ر

## مستورات کے لئے

رفیق عروس۔ بیاہی لڑکیون کی سہیلی ۸ر
طبیب نسوان۔ زچہ اور بچہ کی بیماریون کا علاج ۸ر
بچے کی تندرستی۔ بچون کا رکھ رکھاؤ۔ قیمت ۱۰ر
زنانہ حسن لباس۔ باتصویر۔ مجلد قیمت للعہ
تربیت الاطفال تصنیف حضور بیگم صاحبہ بھوپال ۸ر

تندرستی تصنیف حضور بیگم صاحبہ بھوپال ضخیم ۸ر
بچون کی پرورش تصنیف بیگم صاحبہ بھوپال ۱۴۱ صفحہ ۱۲ر
ہدایات تیمارداری " " " " ۱۴ر
فرانسیسی علم تربیت اولادین کارآمد۔ ۸ر

## متفرق کتابین

علم اللسان۔ انسان کی زبان کس طرح بنی ۴ر
سخندان پارس۔ مولانا آزاد کی مشہور کتاب ۱۰ر
پیارے نبی کے پیارے حالات ۶ر
رحمۃ للعالمین۔ جناب پیغمبر سرور کائنات کی مفصل
سوانح عمری قیمت ۱ر
سیرۃ الشافعی۔ امام شافعی کی زندگی کے حالات
و تصانیف کا تذکرہ قیمت ۶ر
زرتشت نامہ۔ زرتشت بانی پارسی مذہب کے
حالات زندگی۔ قیمت ۶ر
گلشن ہند۔ شعراء اُردو کا نایاب تذکرہ ۶ر
آداب اہل مغرب۔ انگریزون سے ملاقات کرنے
کے آداب۔ قیمت ۱۲ر
ریاض الاخلاق۔ اخلاقی مضامین پر دلچسپ
بحثین اور بہت کارآمد تجربے کی باتین قیمت ۱۰ر
سراج الاخلاق۔ اخلاقی مضامین پر دلچسپ
بحثین۔ از مرزا سلطان احمد صاحب ۱۰ر
پاتال کی سیر۔ ایک عالم عجیب طرح سے پاتال
مین پہنچا۔ اس کا سفرنامہ۔ قیمت ۱ر
ارشادات القرآن۔ قرآن مجید کی آیات کا سلیس

باعادرہ ترجمہ باعربی عبارت کے۔ قیمت ۸ر
ثبوت واجب الوجود۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کو منطقی طور پر آسان پہلوؤں سے ثابت کیا گیا ہے قیمت ۴ر
رد الملاحدہ۔ حضرت امام غزالی کے ایک مختصر نایاب رسالے کا ترجمہ۔ قیمت ۳ر

علم الکلام۔ اس مین علم الکلام کی ابتدا اُسکی عہد بہ عہد کی وسعت اور ترقی و تغیرات درج ہین۔ از علامہ شبلی نعمانی۔ قیمت حصہ اول ۸ر حصہ دویم ۸ر
تاریخ خیالات۔ فلسفی مہاراجہ اوتار کی سنسکرت زبان کی کتاب ویدانت کا ترجمہ فارسی مین قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ

# دفتر اخبار تہذیب نسوان و اخبار پھول ریلوے روڈ لاہور

## اخبار تہذیب النسوان

یہ زنانہ ہفتہ وار اخبار تیس سال سے نہایت کامیابی اور شان کے ساتھ جاری ہے۔ ملک کے تمام نامور اور مستند اہل الرائے حضرات کا قول ہے کہ یہ اخبار عورتون کے لئے اعلیٰ درجے کا معلم ہے جس کی نامہ نگار بڑے بڑے معزز گھرانون کی تعلیم یافتہ مستورات ہین۔ ہندوستان بھر مین صرف یہی ایک ایسا پرچہ ہے جسے شریف مرد بلا تامل اپنے زنان خانون مین بھیج سکتے ہین۔ تہذیب نسوان کے جاری ہونے سے سیکڑون عورتین خانہ داری اور مضمون نگاری مین کمال حاصل کر چکی ہین۔ ضخامت ۲۴ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت صاف اور عمدہ۔ نمونہ مفت قیمت سالانہ للعہ چار روپے۔

## اخبار پھول

بچون کا لاجواب ہفتہ وار اخبار جس کی نظیر پہلے بھی موجود نہ تھی اور اب بھی نہین ہے۔ نہایت آسان عبارت اور موٹے موٹے حرفون مین سولہ صفحون پر بہت صاف اور خوبصورت چھاپا جاتا ہے۔ عجیب اور تعجب خیز کہانیان معلومات بڑھانے کی بہت قیمتی مضمون سادہ اور پر لطف نظمین اس مین درج ہوتی ہین۔ اس کے مضمونون کو چھوٹے بچے اچھی طرح پڑھ اور سمجھ سکتے ہین۔ ٹکسٹ بک کمیٹی پنجاب ہر سال اس اخبار کو ڈیڑھ ہزار پرائمری سکولون کے نام جاری کرتی ہے۔ یہ بچون کا کھلونا۔ بچون کا دوست بچون کا استاد اور بچون کی تعلیم و تربیت کا عمدہ رہنما ہے۔ نمونہ مفت قیمت سالانہ تین روپے آٹھ آنے۔ ۸ر

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار تہذیب النسوان و اخبار پھول لاہور

# بیش بہا علمی جواہرات

نیر اعظم سند رہیلکھنڈ مراد آباد کا ۲۴ سال کا پرانا اور معتبر اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار ہے گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا دلسوز وکیل ہے اسلامی۔ قومی ورعد کی ساتھ پبلک کی اغراض بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے ۲۰×۲۶ کے ۱۶ صفحہ کلان پر ہفتہ وار شائع ہوتا ہے سالانہ چندہ عام پیشگی چار روپیہ ہے صرف ایک کارڈ بھیجکر ایک یا دو پرچہ مفت نمونہ طلب کیجئے

نیز خاطر ہو کہ ہر قدردانی فرمائیے تجارتی سوداگروں کا اشتہار آپکے واسطے بہترین اور آسان ذریعہ ہے گنج شایگان دنیا بھر کے سلطنتوں کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کی تصویریں مع ہیئت وغیرہ ۲ جلد عـه مخزن الفوائد دنیا بھر کے اوزان پیمانہ تصاویر سکہ جات و مختلف صنعتیں دو جلد قیمت عـه تاج و نشان۔ دنیا بھر کی سلطنتوں و ریاستوں کے تاج و نشان ہائے وغیرہ کی تصاویر دو جلد عـه۔ دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ خود شملہ عمامہ وغیرہ کی تصاویر ۸ر ملہم تاریخ فن تاریخ گوئی کی تمام قواعد مع امثلہ اس فن کے صنائع بدائع نادر تاریخیں قیمت ۸ر عمدۃ التاریخ دو ہزار بیس لاکھوں ہر قسم کے تاریخی مادے بنی بنائی تیار قیمت عـه مصباح الادب اخلاقی حکایتیں شاعر ارزقی کے سندباد نامہ کا ترجمہ جو سات زبانوں میں ہو چکا ہے ۸ر جنگ یورپ اس جنگ کے مفصل حالات و تفصیلی واقعات کی پہلی کتاب قیمت ۸ر آئینہ جنگ جنگ یورپ کے نہایت کارآمد مفصل و مبسوط واقعات کی قیمت ۶ر تاریخ خیرپور سندھ تین حصہ ریاست کی تاریخ عمائدین کا تذکرہ۔ اڈیٹر کا سفرنامہ قیمت ۸ر کنز الطغرا قدیم و جدید ۳ نایاب طغرے ایک ایک صفحہ کلاں پر قیمت ۱۴ر تاریخ اودھ برہان الملک سے محمد واجد علی شاہ تک کے مفصل حالات چار جلد قیمت ؎ تذکرۃ السلوک اردو فلسفہ او حکمت کو لئے ہوئے مع مصطلحات صوفیہ قیمت عـه احسن الاذکار بڑے پیر صاحب کی مفصل سوانح کرامات حالات حسب و نسب اور مناقب صحیحہ قیمت ۱۴ر اصول فقہ اردو فقہ میں نہایت مفصل و مشرح پہلی کتاب طلبا کو نہایت مفید ہے قیمت عـه بحر الغرائب طریقہ ہائے جفریہ و تروح و خواص اسماء خداوندی مفصل قیمت ۸ر تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ او مستند تاریخ کلاں و خورد قیمت ۶ر و ۴ر

المشتہر

مینیجر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد

# بیش بہا علمی ذخیرہ

**جہان آرا** شاہجہان بادشاہ کی فاضل بیٹی جہان آرا بیگم کی سوانحعمری اُسکے مارل سوشل اور پولٹیکل کارنامے مورخین یورپ کی نکتہ چینیوں پر محققانہ نظر کاغذ ولایتی قیمت رعایتی ۸؍

**یادگار دربار اسلام** جلد اول یعنی حضرت محمد مصطفے احمد مجتبے صلعم کے سوانحات عمر صفحات ۵۶۴

**ایضاً** جلد دوم جسمین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت فاروق خلفائے اول و دوم کی مفصل سوانحعمری مع فتوحات انتظامات و ذاتی حالات وغیرہ پوری تحقیق کے ساتھ قلمبند ہے قابل دید کتاب ہے صفحات ۶۲۴ قیمت ہر حصہ للعہ مجموعہ ہے

**علمای سلف** محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی کی مشہور تصنیف بعض علمای اسلام کے حالات درج ہیں قیمت رعایتی ۸؍

**الہارون** سوانحعمری خلیفہ ہارون رشید اعظم مع نقشہ سلطنت عباسیہ و منظر دار الخلافہ بغداد قیمت ۱۲؍

**حیات نور الدین محمود** یعنی ملک العادل سلطان نور الدین زنگی نوراللہ مرقدہ فاتح شام و جزیرہ مصر کی مفصل سوانحعمری قیمت ۸؍

**تہذیب الاسلام** جسمین فلسفہ یورپ کی تحقیقات موجودہ سائینس جدیدہ کے انکشافات کو اسلام کے مسائل حنفیہ کے ساتھ تطبیق اور محققین تمدن کے اعتراضات کی تردید کیگئی ہے اور مسلمانوں کے عروج و زوال کا اصلی سبب بیان کیا گیا ہے قیمت

**شاہد رعنا** دہلی کی ایک طائفہ کی خود نوشت سوانحعمری دہلی کی زبان میں مصنفہ قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی سیاح جاپان و انگلستان قیمت ۹؍

**سعید** قاری سرفراز حسین صاحب کے قلم سے لاجواب بے مثل اخلاقی ناول قیمت ۴؍

**سعادت** چند شریف زادوں اور ایک طوائف کا رامائن پیرایہ۔ اخلاقی ناول قیمت ۲؍ ۶؍

**گودڑ کا لال** ایک نہایت دلچسپ اخلاقی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کا معجزہ قصہ جسمین ایک ہندوستانی خاندان کی طرز معاشرت کو نہایت عمدگی سے قلمبند کیا گیا ہے مصنفہ محترمہ والدہ صاحبہ محمد افضل صاحب بی اے حصہ اول و دوم صفحات ۴۶۲ قیمت تین روپیہ

**جذبات بھاشا** بھاشا (ہندی) زبان کے شیرین و دلکش نازک تخیلات کا مرقع اردو زبان میں ایک بیش بہا اضافہ بھاشا زبان کے دلکش و دلفریب اشعار کی توضیح و تشریح اور وہ بھی حضرت نیاز کے دلگداز قلم سے قیمت مجلد ۸؍

**جمیع حالات جاپان** جسمین ملک جاپان کے تفصیلی حالات مادی مذہبی تعلیمی وغیرہ جاپان کی ترقی کی تاریخ اور جاپان کے شہنشاہ نامور مدبرین سپہ سالار و امیر البحر وغیرہ کے حالات درج ہیں مجلد قیمت ۸؍

**حیات حافظ** جسمین لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں اور انکی شاعری پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے قیمت ایک روپیہ ...... عہ؍

**ملنے کا پتہ۔ منیجر "تمدن" بک ایجنسی نیا گاؤں لکھنؤ**

# رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کے ساتھ ہر انگریزی مہینہ کے آخر مین شائع ہوتا ہے معلومات مفیدہ کا مخزن اور زبان اردو کا سرگرم معاون ہے۔ ملک کے مستند اہل قلم اسکو دلچسپ کامیاب بنانے مین ہمہ تن مصروف ہین نظم و نثر کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعہ کیلئے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوئے باوجود کاغذ کی ناقابل برداشت گرانی کے سالانہ چندہ صرف للعہ ہے جو کچھ بھی نہین نمونہ منگا کر دیکھئے صرف سات آنہ کا خرچ ہے نمونہ مفت نہین ملتا

# رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ بزرگ قوم فاضل اجل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی۔ ایس۔ آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہو گئے ہین انکا مجموعہ "ذخیرہ پریس" مین زیر طبع ہے جو عنقریب پورا اشاعت سے فریضہ ہو کر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھ کر اسکی دلچسپی مین اور اضافہ فرمایا ہے۔

اس مجموعہ کے پڑھنے والون پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی و بے تکلفی اور خیالات کی لطافت و پاکیزگی کا خاص عنصر اس مین بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جسکے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات مین کثیر اضافہ ہونیکی پوری امید ہے صفحات (۳۰۰) کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی و چھپائی کے ساتھ طبع ہو کر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت مین پیش کیا جائیگا قیمت (للعہ) مع محصول ڈاک مقرر ہے۔ جو بزرگان قوم اس علمی مجلس مین حصہ لینا چاہین وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک یا زیادہ نسخون کی فرمائش فرما کر اپنا نام درج رجسٹر کرا دین تاکہ بعد تکمیل طبع

"رسائل عماد الملک" بذریعہ وی-پی بھیجدیا جائے اور جو صاحب چاہین بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمالین۔

# رباعیات و قطعات شاد

جسکو عالیجناب ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سر کرشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی-سی-آئی-ای شاد بالقابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات مین نظم فرمایا۔

یہ کتاب آرٹ پیپر پرنہایت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ نامی پریس کانپور مین طبع ہوئی ہے (صفحات ۱۷۰) باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت صرف دو روپیہ مقرر ہے تاکہ اس سے عام لوگ فائدہ اٹھائین اور اس کے مطالعہ سے روحانی و دلی مسرت حاصل کرین۔ موقع کو ہاتھہ سے نہ جانے دیجئے بہت کم مقدار مین جلدین باقی ہین۔ اس اعلان کو پڑہتے ہی ایک کارڈ لکھدیجئے جس وقت آپکے ہاتھہ مین یہ دیدہ زیب کتابت پہونچے گی اور کتاب کے ظاہری و باطنی محاسن پر نظر پڑے گی تو مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ آپ بیحد محظوظ ہون گے بلکہ اپنے دوستون کو بھی اسکی خریداری کی طرف مائل کرنیکی کوشش کرینگے فقط

## منیجر رسالہ ذخیرہ واقع اندرون چادرگھاٹ

## حیدرآباد دکن سے طلب فرمایئے

نہایت محکم فلسفیانہ دلائل پر ثابت کئے گئے ہین لکھائی چھپائی نہایت صاف و خوشخط ہے صفحات قیمت ۸ مجلد عہ ۲۸
بالا پانچون کتابین منشی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی مصنفہ و مؤلفہ ہین جنکو پبلک خدمت تعلیمات گورنمنٹ کے
پیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۸) آغوش مادر یعنی لوریاں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱ مجلد ۶ (۲۹) پہیلیان مجموعہ
سید مخدوم عالم صاحب اشرکی تصنیف ہے جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۳۰) زرگر
اس کتاب مین علم طبیعات، طبقات الارض جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل و آسان و دلنشین
عبارت مین لکھی ہین جسکی نظیر اردو مین معدوم ہے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۳۱) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ
جسکا مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیئے (مولفہ سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج قیمت ۱۲ مجلد عہ
(۳۲) نظام الملک طوسی - پانچوین صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی المخاطب نظام الملک طوسی
کی مفصل سوانح عمری (مصنفہ مولوی عبد الرزاق صاحب مولف البرامکہ صفحات ۲۰۹ قیمت للعہ مجلد عہ (۳۳) بحر المجربات
(مصنفہ حکیم عبد المجید صاحب) اس کتاب مین سر سے لیکر پاؤن تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکا اسباب و علامات و معالجات یونانی
و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہین اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب مین نہین ملینگے حصہ
اول ۱۴ حصہ دوم عہ حصہ سوم ۱۲ مجلد پر ۸ اضافہ (۳۴) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی تصنیف ہے
اس مین اصول و کلیات ڈاکٹری و یونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم عہ ہر مجلد حصہ پر ۸ اضافہ
(محصول ڈاک بذمہ خریدار) (۳۵) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت زکریا کی بیوی الیصبات کے حالات
زندگی زبان نہایت سلیس و شگفتہ (مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۲۰۰ قیمت غیر مجلد عہ (۳۶) النسان
محمد مہدی مولف موز فطرت کی یہ دوسری کتاب ہے جس مین علم خواص الاعضاء فزیالوجی کے مبادیات
نہایت آسان اور عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین قیمت ۸ (۳۷) باغبانی مسٹر فرمنگر صاحب کی کتاب
مینوآف گارڈننگ کا ترجمہ جس مین باغبانی کے متعلق تمام ضروری معلومات اور کار آمد ہدایات ہین منشی
خورشید احمد صاحب نے تجربات دیرینہ کو فٹ نوٹس کے تحت مین لکھدیے ہین جس سے کتاب کی خوبیان
اور دوچند ہو گئی ہین قیمت ۸ مجلد ۱۲

المشتہر

محمد مہدی تحریر ظل السلطان

لال شربت لال شربت لال شربت

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ محصول ڈاک چار آنہ ۴/



قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ محصول ڈاک چار آنہ ۴/

اگر

آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

**لال شربت**

پلاویں۔ کلیجہ کی کمزوری کھانسی لاغری کو دور کرتا ہے

**لال شربت**

پلاویں۔ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک وہ ایک

یکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور رنگ میں سرخ ہے

کیونکہ بچے خواہش سے پیتے ہیں۔

آپ بھی اپنے بچوں کو استعمال کرا کے آزمائش کر لیجیے قیمت

بارہ آنہ ۱۲/ فی شیشی محصول ڈاک چار آنہ ۴/

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ | قیمت ۳ مع محصول ڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ | ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۳

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام مولوی محمد عنایت اللہ مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور اُنکے لئے مفید و کار آمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ انگریزی مہینہ مین ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۳ روپے اور ہر حالت مین پیشگی لیجاوے گی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹرس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین اور صفحے کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کرے گی

اعلےٰ مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۴ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے، ان طالبات مدارس اناث کے لئے جو ظل السلطان مین بتصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھکر بھیجین تین انعام للعہ، للعہ ۲۵ کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیا اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# معذرت

گذشتہ دو مہینے شہر بھوپال مین قیامت کبریٰ کا نمونہ رہا۔ یون تو کئی سال سے یہان پلیگ کی شکایت ہے اور بعض مرتبہ شدید بھی رہا لیکن اس سال شدت کے انتہائی درجہ پر پہنچ گیا تھا۔ ہرطرف موت کا بازار گرم تہا۔ مخلوق پریشان اور کار وبار بند تھے۔ سرکاری دفاتر مین بھی تعطیل دیدی گئی تھی۔ اسی سلسلہ مین مطبع بھی بند رہا اور ہمارا رسالہ وقت پر چھپ کر تیار نہ ہوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ ظل السلطان کسی قدر تاخیر سے شائع ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب یہ مرض ملعون شہر سے قریباً دفع ہوگیا اور کل دفاتر سرکاری کے ساتھ مطبع بھی کھل گیا اور مہتمم صاحب مطبع کی کوشش سے ہمارا رسالہ نہایت عجلت سے چھپکر تیار ہوا ہے۔

ہم ناظرین ظل السلطان سے معذرت چاہتے ہین اور امید ہے کہ مذکورہ بالا مجبوری پر لحاظ فرماکر معاف فرمائینگے۔ آیندہ رسالہ وقت پر شائع ہوا کرے گا۔

آنریری منیجر

# ظل السلطان

## اصول خانہ داری پر ایک نظر

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ عموماً ہماری بہنین بہت سی ایسی ہین جنہون نے اسراف اور فضول خرچی کو اپنی عیش پرستی کا دارمدار قرار دیا ہی اور امور خانہ داری کے اخراجات کی مدات مین ایک اسراف کی بھی مد مقرر کی ہی گویا کہ بغیر اس مد کے موازنہ سالانہ یا ماہانہ کی تکمیل نہین ہوسکتی۔ مستورات پر لازم بلکہ الزم ہے کہ طرز معاشرت کے چند اصول پر نظر غائر ڈالین۔ واضح اور مبرہن ہو کہ جو شخص معاشرت سے واقف ہے وہ اسکو بخوبی جانتا ہے کہ **تبذیر و اسراف** کسقدر ضرر رسان اور نقصان دہ ہے۔ خصوصاً عورات کو بدرجہ غایت مضرت بخش ہے کس واسطے کہ تدبیر منزل مین عورت ہی کے سر سہرہ ہے اور یہ بیل جب اُس کے منڈھے نہین چڑھتی۔ امور خانہ داری مین حسن انتظام کو بڑا دخل ہے اور بدنظمی مین انواع واقسام کی خرابیان مضمر ہین۔ انتظام خانہ داری عورتون ہی کا کام ہے۔ عورت ولایت خانہ داری کی وزیر ہے اور مرد

سلطان ہے۔ سلطان کو سلطنت کا لطف اور فرمانروائی کا حظ اُسی وقت حاصل ہوتا ہو کہ وزیر باتدبیر تدبیر انتظام سلطنت کو باحسن الوجوہ سرانجام دے۔ اور رعایا اور برایا کو خوشنود اور آباد و شاد رکھے اور اُنکی دلجوئی اور آسائش رسانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور جس بادشاہ کا وزیر اصول تدبیر (تمدن) اور انتظامات خلافت اور والایت سے بے بہرہ ہوگا۔ اوس بادشاہ کی رعایا کو ہمیشہ تکالیف اور مصائب کا سامنا رہیگا۔ عورت اگر امور خانہ داری سے ناواقف ہو تو اُسکی انتظامی بنیاد متنزلزل ہو جائیگی اور اُس کا شوہر اُس سے ناخوش ہو جائیگا۔ رفتہ رفتہ اس بدنظمی کا یہ اثر ہوگا کہ اُس کا شوہر مقروض ہو جائیگا قرضخواہون کی یورش ہوگی۔ عدالت کی نوبت پہونچیگی۔ جو جائداد ہوگی وہ ضبط اور قرق ہو کر نیلام ہو جائیگی۔ بجاے خوشحالی کے افلاس اپنا سکہ جمائیگا۔

یہ مطلب اس تمہید سے یہ ہے کہ عورت کو شوہر کی سلامتی مین تمام عمر بادشاہت نصیب ہے حسن انتظام خانہ داری گویا کہ کاروبار سلطنت ہے اسکی انجام وہی اگرچہ بظاہر مشکل اور دشوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جسکو ذرا بھی عقل اور فہم سے نصیب ہے اس کے نزدیک آسان اور سہل ہے۔ انتظام خانہ داری کے ساتھ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری بھی عورت پر واجب ہے واضح ہو کہ جو عورت انتظام امور خانہ داری کو اپنا شعار نہ کرے اور امور خانہ داری اُس کے حسن انتظام سے سرانجام نہ ہون اُسکا شوہر اُس سے ہرگز راضی نہین ہو سکتا۔ انتظام خانہ داری کو خوش اسلوبی سے وہی عورت انجام دیسکتی ہے کہ جسکو اخلاقی اور مذہبی تعلیم کے علاوہ تدبیر منزل کی حکمت بھی تعلیم کیگئی ہو جس سے اُس مین تہذیب اور شائستگی اور کفایت شعاری کی عادت پیدا ہو گئی ہو اور وہ میانہ روی اور سلامت روی کو مستحسن سمجھے۔

کفایت شعاری نہ اتنی ہو کہ بخل کی حد کو پہونچ جاے اور فراخ دستی نہ اسقدر ہو کہ جود وسخا سے گزرکر تبذیر اور اسراف کے درجے کو پہونچے غرض کہ مقولہ خیر الامور اَوسطہا کو ہمیشہ اپنا پیش نظر اور نصب العین رکھے۔ اے میرے عزیزاو رمعزز خواتین انتظام اک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ انتظام اک گوہر نایاب ہے۔ انتظام اک دولت لازوال ہے۔ جس گھر کی بی بی منتظمہ اور سلیقہ شعار ہے۔ وہ گھر رشک فردوس برین ہے اور جس مکان کی خاتون نظم و نسق خانہ داری سے کماینبغی بہرہ یاب ہے وہ مکان خلد آئین ہے[1] اور جس گھر مین بی بی بدنظم اور جاہل اور بدمزاج ہو اُس کے شوہر کو دنیا ہی مین دوزخ ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین

شعر زن بد در سرا اے مرد نکو ۔ ہمدرین عالم است دوزخ او

مستورات خانہ داری مین ان چند خاص امور کو ملحوظ رکھین۔ اوّل شوہر کی محنت کی کمائی کو بیدردی سے فضولیات مین صرف نہ کرین۔ دوّم ہر باب مین اُسکے استمزاج کو فرض کفایہ نہین بلکہ فرض عین سمجھین سوّم کوئی امر ایسا سرزد نہ ہو کہ شوہر جس سے کشیدہ خاطر ہو۔ چہارم اُسکے جادۂ اطاعت سے سرمو تجاوز نکرین

[1] مخفی نہ رہے کہ عورت اگر شوہر کی تابعدار اور فرمانبردار ہے تو یہ تابعداری شوہر کے لیے مادۃ الحیاۃ ہے اور معجون روح افزا ہے چنانچہ یہ حکایت اسپر شاہد ہے (حکایت) بنی اسرائیل مین تین بھائی پیغمبر تھے دو شخص تخاصمین سے چھوٹے بھائی کے پاس آئے اُن سے فصل خصومت کی درخواست کی اُنھون نے کہا کہ مجھسے جو بڑے ہین اُن کے پاس جاؤ منجھلے بھائی کے پاس گئے اُنھون نے کہا کہ مجھسے جو بڑے ہین اُنکے پاس جاؤ وہ سب سے جو بڑے تھے اُنکے پاس گئے اُنھون نے اُنکا فیصلہ شریعت کے موافق کردیا۔ بعد فیصلہ کے دونون نے عرض کی کہ ہمین کچھ اور عرض کرنا ہے فرمایا کہو عرض کی کہ ہم نے آپ کے چھوٹے بھائی کو بوڑھا پایا اور منجھلے کو ادھیڑ اور آپ کو جوان اس کا کیا سبب ہے کہا میری بی بی اطاعت گزار ہے اور چھوٹا بی بی کی طرف سے مصیبت مین گرفتار ہے اور منجھلے کو نہ آرام ہے اور نہ تکلیف۔

نہم ہر امر مین اُسکی رائے کو مقدم جانین ~~ششم~~ دہم اپنی راحت اور آرام کے لئے اُسکو مقروض اور مفلس و مفلوک نہ کرین ~~ہفتم~~ یازدہم اُس کی ناخوشی سے پرہیز کرین ~~ہشتم~~ دوازدہم اسراف اور تبذیر کو کار نہ فرمائین۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اسراف کے درجات مختلفہ ہین ایک یہ کہ جہان خرچ کرنا ضروری نہ تھا وہان خرچ کیا جاے دوسرے یہ کہ جہان تہوڑا خرچ کرنا چاہیے تھا وہان زیادہ خرچ کیا جاے تیسرے یہ کہ قبل از وقت خرچ کیا جاے وغیرہ وغیرہ امور ہین میری عزیز بہنون! اسراف سے بچو درگاہ الٓہی مین اس سے پناہ مین رہنے کی دعا مانگو یہ وہ بلاے بے درمان ہے کہ اس نے لاکھون گھر برباد کر دیے۔ اس نے بادشاہون کے ہاتہہ مین کاسہ گدائی دیدیا۔ اس نے ہزارون امیرون کو مزدور اور سینکڑون امیرزادون کو ماما اور جیبل کا لقب اور خطاب عطا کیا اور مسرف کسی حال مین چین سے زندگی بسر نہین کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام معجز نظام مین مسرفین اور مبذرین کو اخوان الشیاطین کے ساتھہ مخاطب فرمایا چنانچہ یہ آیت اُسپر شاہد حال ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ جب خداوند تقدس و تعالےٰ کا یہ حکم ہے تو ہم کو اُس کے تسلیم کرنے مین چون و چرا کی مجال نہین۔ اُن مردون کی حالت قابل رحم ہے جو اپنی بیبیون کے ہاتہہ سے مقروض اور مفلوک الحال ہین میری راے مین اسراف اور بدخرچی سے زیادہ تر تباہ کن عالم مین کوئی شئی نہین ہے۔ انتظام اک ایسی شئی ہے کہ اگر فی زماننا اسپر اہل زمانہ عمل کرین تو مین یقین اور حزم سے کہتی ہون کہ کوئی مفلس اور تہیدست نظر نہ آئیگا۔ اے عزیز خواتین انتظام وہ آفتاب ہے کہ جسکو کبھی کسوف نہین ہوتا ہے انتظام وہ ماہتاب ہے کہ جسکو نہ محاق ہے اور نہ خسوف۔ انتظام وہ مخزن دولت و اقبال ہے کہ جسکو زوال نہین۔ لب لباب اور ملخص خانہ داری یہ ہے کہ مداخل سے

مخارج متجاوز نہ ہون یعنی آمدنی سے خرچ بڑھ نہ جاے بلکہ مخارج مداخل سے ہمیشہ کم رہے تا اگر غیر معمولی اخراجات پیش آئین تو مداخل کی رقم پس انداز سے اُسکا انصرام باحسن الوجوہ ہوسکے اور قرض لینے کی ضرورت عائد نہ ہو کہ قرض آدمی کے لئے تمام آفتون اور بلاؤن کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور سب ہماری بہنون کو اسراف سے اپنے امن مین رکھے اور حسن انتظام کی توفیق عطا فرماے آمین یا رب العالمین۔

خاکسار سرور سلطان بیگم بنت مولوی قاضی
حکیم محمد تفضل حسین خان قادری حقانی ترقی
از حیدر آباد دکن محلہ اندرون چادر گھاٹ متصل
کالی قبر

# میل ملاپ

میل ملاپ کے اصلی معنی یہ ہین کہ ایک دوسرے سے ملکر اپنے بُرے طریقون کی اصلاح کرے اور اگر دوسرون مین کوئی بُرا رواج رائج ہو تو اُن کو درست کرنے کی صلاح دے۔ بعض مستورات میل جول مین بہت جلدی کرتی ہین اور وہ بلا سوچے سمجھے ہر ایک کو اپنا مخلص دوست جاننے لگتی ہین حالانکہ ایسی پھرتی بعض اوقات نقصان بھی دیتی ہے پس جب کسی کو اپنا دوست بنانا ہو اول اُسمے مندرجہ بالا امور پر غور کر لینا چاہئے یہ ضروری نہین ہے کہ دوست ضرور ہی کسی کو بنایا جاے خواہ وہ کج خصلت کی کیون نہ ہون۔ جو بیبیان جلدی دوست بنا لیتی ہین وہ اپنی جلد بدل جانیوالی طبیعت کے باعث دوستی بھی صرف تین چار روز کے لئے کر کے خیرباد کہدیتی ہین

اس سے دوسرے دوست عموماً رنجیدہ رہتے ہین جہان زمانہ نے اور طرف ترقی کی ہے وہان عورتون مین میل ملاپ کا رواج بھی ترقی پا چلا ہے اور واقعی آجکل اس کی ضرورت بھی تھی کیونکہ جس لڑکی یا عورت کی کوئی دوست نہو اُسے کج خلق اور بدمزاج ٹھرایا جاتا ہے پس اس لحاظ سے ہر ایک عورت کی کوئی نہ کوئی دوست یا سہیلی ضرور ہونی چاہیئے۔ اب رہا یہ جھگڑا کہ سہیلی کیسی ہو؟ امیر ہو یا غریب؟ خلیق ہو یا کج خلق؟ وفادار ہو یا بیوفا؟ شریف ہو یا رذیل؟

دوست امیر ہو یا غریب سب سے اول مسئلہ ہے۔ میرے ناقص خیال مین امیری غریبی کا خیال بالکل فضول ہے البتہ اُسکی عادات و مزاج دیکھنا چاہیئے آیا مہذبانہ ہین یا بیہودہ اس بارہ مین بعض لڑکیان بہت جلدی کر جاتی ہین۔ اکثر تو صرف امیر دوست کی سہیلی اس غرض سے بنتی ہین کہ اتنے بڑے رئیس کی لڑکی سے میل جول رکھنا ہی باعث فخر ہے۔ نہین دوست بنانے مین اس کی خو بو دیکھنی چاہیئے۔ ایسی جلد بازی سراسر نقصان پہونچاتی ہے۔ خلیق دوست جو بات کہیگی اس مین تمھاری دلجوئی مدنظر رکھکر کہے گی۔ کج خلق کو اس بات کی پروا نہین ہوتی جس سے عموماً خواہ مخواہ رنج اُٹھانا پڑتا ہے۔

وفادار ہو یا بیوفا؟ اسکی پہچان مین ذرا مشکل ہے لیکن اس بات کی معلوم کرنے مین جلدی نہین کرنی چاہیئے۔ قبل از وقت آزمانا سراسر بیہودگی مین داخل ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ آزمائش کے وقت تو بیوفا ظاہر ہوئی لیکن دوسرے موقع پر ایسی وفاداری برتی کہ وہ عزیز بن جاتی ہین۔

شریف ہو یا رذیل؟ اسکی بابت یہ ضروری ہے کہ حتے الامکان شریف دوستون کی جستجو کرو رذیل سے کبھی نہ کبھی اپنی رذالت ظاہر ہو ہی جاتی ہے پس ایسی لڑکیون سے بھی پرہیز رکھا جائے۔ بعض لڑکیون کا یہ قاعدہ

ر کہ سب سے بہت جلدی دوستی گانٹھ لیتی ہین جس کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا
ہ اپنی جلد بدل جانے والی طبیعت کے باعث جلدی ترک محبت
ں ہین جس سے ہمیشہ دوسری سہیلی رنجیدہ اور مغموم رہتی ہے اور اکثر
ر عادت کے باعث مشہور بھی ہو جاتی ہین۔ خیر وہ دوسرون کو رنجیدہ
و کر دیتی ہین مگر بعض اوقات خود بھی نقصان اُٹھاتی ہین یعنی وہ اپنا اور
کا راز اپنی سہیلی سے کہہ دیتی ہین۔ کچھ یہین تک نہین بلکہ سفر ریل مین جو
ت ملی اُس سے ہی دوستی گانٹھی اور سارا اپنا راز دل اُس پر ظاہر کر دیتی ہین
ری دوست نیک طینت رکھتی ہے تو خیر ورنہ اگر ان ہی جیسی طبیعت
، تو وہ جیب تک اور دو چار کو وہ حال سنا نہین لینگی اُس وقت تک
م نہین ہو گا۔ حالانکہ اول تو ایسی جلد دوستی کرنی ہی عقلمندی کے خلاف
، بلا تحقیق شرافت خاندانی اور لیاقت ذاتی کے معلوم کئے بغیر ہر کسی کو دوست بنا لینا
وفی ہے۔ پھر اگر کسی شریف نیک دوست کو ایسی چھچھوری سہیلی سے
ں پڑ جائے تو اُس کو لازم ہے کہ اُس کے راز کو اپنا راز اور اُس کے
ا اپنا عیب خیال کرے کیونکہ شرافت حقیقی کے یہی معنے ہین اور واقعی
دوست کو اپنے دوست کا راز اور عیب اُسی طرح چھپانا لازم ہے
ینا۔

اکثر مین یہ قاعدہ بھی ہوتا ہے کہ اپنی ایک مخلص سہیلی کے ساتھ ذرا
بت کرتی ہین اور یہ خیال کرتی ہین کہ یہ ہوتا ہے اور سچے دل سے محبت
ق۔ یہ بھی خلاف انسانیت ہے۔ محبت والے سے محبت کے ساتھ
ے کے دل کو دگنا جوش مسرت سے بھر دیتا ہے جس سے خدا بھی
ا ہے۔ بعض لڑکیاں اس پر بُرا مانتی ہین اگر کوئی اُن کی مخلص دوست اُنکا

کوئی عیب اپنے ظاہر کر دے۔ حالانکہ سچا دوست وہی ہے جو تمہارا عیب تم پر ظاہر کر دے بلکہ وہ دوست دوستی کے قابل نہین جو تمہارے عیب پر دل مین ہنسے مگر زبان سے تمہاری غلطی ظاہر نہ کرے۔ ایسی سہیلی کو کبھی مخلص نہین جاننا چاہیے اُن سے صرف صاحب سلامت ہی کافی ہے۔

اگر مندرجہ بالا خیالات کی دوست تم کو نہ ملے تو بہتر ہے کہ تم پھر ہر کسی کو دوست کے لقب سے ملقب کرکے جو کہ دوستی کے قابل نہ ہو ہرگز دوست جیسے پیارے لفظ کو بدنام نہ کرو۔ اگر اسپر لوگ اعتراض کرین تو بلا سے اسکی پروا نہ کرو اور اپنی اچھی بھلی نیک عادتون کو دوسرے کی صحبت مین بدل کر خراب نہ کرو اور جہانتک ہو سکے اپنے سے زیادہ قابل سہیلی کی جستجو رکھو جس کی صحبت سے تمہاری علمی لیاقت مین ترقی ہو اور ہمیشہ اپنے کل معاملات مین اُس سے مشورہ کرکے فائدہ اُٹھاؤ۔

راقمہ بلقیس بیگم از حصار

# مسائل نسوان پر ہر ہائینس مہارانی بڑودہ کی خیالات

## نمبر ۴

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

دماغی کام آج کل بے گنتی باتین ہین جن مین عورت اپنے دماغ سے کام لے سکتی ہے وہ علم کیمیا مین اتنی ترقی کر سکتی ہے جتنی میڈیم کیوری نے کی اور کوئی نئی ایجاد دنیا کے سامنے لا سکتی ہے۔ فن ڈاکٹری مین وہ بیچھا سے چیر پھاڑ کا کام انجام دے سکتی ہے۔ وہ مصنف یا اڈیٹر بنکر ممتاز ہو سکتی ہے۔ یا

وہ بچون کی تعلیم کا کام کر سکتی ہے جس مین اُس کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا مگر ان تمام شعبون پر آزادانہ بحثین ہو چکی ہین اس لئے ہم چند اُن کامون کو گنائین گے جن سے عورت بہت کم مانوس ہے۔ ان مین سب سے پہلے مقرر بننا ہے یہ کام اُن عورتون کے لئے جن مین گویائی کا مادہ ہے اور جو اپنے علم سے دوسرون کو بہرہ مند بنا سکتی ہین نہایت دلچسپ ہے۔ کوئی ایک مبحث جسکا تم کو شوق ہو انتخاب کر لو اُس پر عبور حاصل کر لو اور پھر تمہارا جوش بیان سامعین کو خود مسخر کر لیگا۔

ادب۔ موسیقی۔ زبان دانی۔ تربیت۔ حفظان صحت اصول خانہ داری اور تمدنی امور وغیرہ بہت سے مضامین ہین جس مین سے کوئی ایک منتخب کیا جا سکتا ہے۔ اگر مقررین دورہ کر کے تقریرین کرین تو ہندوستانی عورت کی دماغی قوت کا پورا پورا انکشاف ہو جائے۔ علم سائنس مین عورتین بہت پیچھے ہین۔ علم الاجسام کی تعلیم اُن کو بالکل نہین۔ اگر ایک عورت تقریر کرنے کھڑی ہو گی تو شاید سامعین مقبول عام ادب کے مقابلہ مین مسائل سائنس پر زیادہ توجہ کرنے لگینگے۔ اگر مقرر غریب ہے تو اُسکو ادب یا سائنس پر تقریرین کرنے سے خاصی آمدنی ہو گی اور اگر اُسکو شوق ہے تو اُسکی دماغی قابلیت مین حیرت انگیز اضافہ ہو گا۔

اس کام مین عورت کا تمام وقت صرف نہین ہو جاتا وہ اپنے خانگی فرائض کو بھی انجام دے سکتی ہے۔ اگر صرف ایک شاخ مثلاً حفظان صحت پر ضلعون اور صوبون مین تقریرین کی جائین تو ادنیٰ طبقہ مین تازہ ہوا روشنی اور صاف غذا کی اہمیت پہونچ جائیگی۔ غریبون کے نزدیک ان الفاظ کا زیادہ اثر ہوتا ہے جو زبان سے نکلتے ہین بمقابلہ اُن الفاظ کے جو قلم سے نکلین۔ اور

ہندوستان جیسے ملک مین جہان جاہلون کی اسقدر کثرت ہے غریبون پر اثر ڈالنے کا سوا اس کے دوسرا طریقہ نہین ہوسکتا۔

دوسرا کام اشتہار نویسی ہے۔ اس کام کو انگلینڈ مین بھی عورتون نے بہت کم کیا ہی۔ بہترین صورت یہ ہے کہ عورتون کو بتلایا جائے کہ کس طرح مردون نے اس شعبہ مین ترقی کی ہے۔

اشتہار نویسی کوئی نیا پیشہ نہین قدیم روم مین بھی اس کا رواج تھا۔ حالانکہ یہ کام بہت پرانا ہے لیکن اس سے روزی کمانے کا طریقہ حال کی جدت ہے پیشتر اس کے کہ اشتہارات کے شائع کرنے کی کوئی ایجنسی قائم کی جائے ضروری ہے کہ ان اصول سے آگاہی ہو جنکی مدد سے اشتہارات کامیاب ہوسکتے ہین۔ اچھے اشتہار نویسون کی اشد ضرورت ہے طبیعت مین جدت ہونی چاہئے۔ تجارت سے واقفیت بھی ضروری ہے اشتہار نویس کی معلومات جس قدر وسیع ہونگی اُسی قدر اسکو کامیابی ہوگی کامیاب شدہ اشتہارات کا مطالعہ اور طبیعت سے نئی بات پیدا کرنے کی قابلیت کامیابی کے راز ہین۔ اگر بیس برس پیشتر کا ایک اشتہار اُٹھا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اُس زمانہ اور اس زمانہ مین کسقدر فرق ہوگیا ہی۔

اس مین شک نہین کہ عورتون کو اس مین ترقی کرنے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے۔ لیکن ہر کام کی ایک ابتدا ہوا کرتی ہے پہلے وہ خود اس مین قابلیت پیدا کرے پھر درجہ بدرجہ وہ ایک دفتر معہ عملہ کے قائم کرسکتی ہے اسکو ہر اخبار کے نرخ اور جن لوگون مین وہ اخبارات جاتے ہین اُنکے متعلق پوری معلومات رکھنی ہوگی۔ اشتہارات کے ایجنٹون مین عموماً یہ دستور ہے کہ اخبار کا کچھ حصہ اشتہارات کے لئے بکوا دیتے ہین

ں مین موقع بموقع اشتہارات دیتے رہتے ہین۔ اسی طرح ایجنٹون
کی طرف سے آمدنی کا ایک حصہ دیا جاتا ہے یہ طریقہ ترقی کے لئے
ین۔ اگر خود مشتہر کرنے والے کی طرف سے اشتہار نویسی کا کام ملجاے
ز اس دلالی کے اس مین زیادہ فائدہ ہوگا۔

ہندوستان مین اشتہار نویسون کو مذہبی پہلو پر بھی غور کرنا چاہیئے۔
ؤن اور مسلمانون کے مختلف مذہبی ضروریات کو ملحوظ رکھا جاے۔
اوقات بہی مثلاً شادیون کا زمانہ بھی یاد رکھی جائین۔ ہر موقع پر تیار رہنے
میابی پوری ہوگی۔

کے فائدہ کے کام | بہت سی عورتون مین ایسے کامون کا مادہ ہوتا ہے۔ لیکن
ی کیوجہ سے اپنی خدمت پیش کرنے سے مجبور رہتی ہین لیکن ان کو اس وجہ سے مجبور نہ کردینا چاہئے کہ
ضلہ کی خدمات نہین سکتین۔ ایسے کامون کی بہی تنخواہین ہوتی ہین البتہ بہ صاحب کی
ون کی نہین ہوتے تھے تو وقت تھی۔ مصیبت زدون کی رہائی۔ مختلف
ین ملاپ اور تمدنی خرابیان دور کرنے مین عورت کا خاص حصہ ہونا چاہئے
ین مذہبی ذوق بمقابلہ مرد کے زیادہ ہوتا ہے اس ہی لئے خیراتی کامون
وہ مرد سے بڑھی ہوئی ہے۔ ایک زمانہ مین ہندوستان کی عورتون نے
ن کی اچھی خدمت کی ہے لیکن یہ خدمت اور اعلیٰ ہوجاتی اگر
ن باقاعدہ تعلیم شامل ہوتی اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ یورپ کی
ن کیا کررہی ہین۔

لیڈی ڈاکٹر بننے کا پیشہ عورت کا شاندار مستقبل ہمارے سامنے لاتا ہے
انہ مین یہ کام عورتون ہی کا تھا اور تعجب ہے کہ اب عورتون کو اسکے لئے
ہ نہین سمجھا جاتا۔ نرسنگ کے کام مین عورت کا مقابلہ نہین ہوسکتا البتہ

جراحی مین اس کی کیفیت دیکھنا ہے تو وہ ڈاکٹر جنکے ساتھہ عورتون نے کام کیا ہو ان کی مہارت کے مداح ہین۔ اس مین شک نہین کہ لیڈی ڈاکٹر اپنی صنف کے لئے خصوصاً ہندوستان مین ایک نعمت ہے۔

لندن کے شفاخانون کے آمنہ کا کام ہندوستان مین ہندوستانی عورتون کو بھی کرنا چاہئے۔ ان کا کام یہ ہے کہ شفاخانہ سے باہر رہنے والون کے پاس جانا اور انکو ضروری امداد بہم پہونچانا۔ جو لوگ شفاخانون مین بغرض علاج آتے ہین اُنکے گھرون پر یہ آمنہ جاتے ہین وہان اُن کو ضروری مدد دیتے ہین اور یہ دیکھتے ہین کہ مریض ڈاکٹر کی ہدایات پر پورا عمل کرتے ہین یا نہین اس طرح اس عہدہ پر مامور ہوکر غریبون کو حفظان صحت کے اصول صفائی مکان وغیرہ کے متعلق ہدایات دینے کا موقع ملجاتا ہے۔ اس کام کے کرنے والون کے لئے ضروری ہے کہ انکی صحت اچھی ہو وہ خوش مزاج ہون اور قومی خدمات کا ان مین جوش ہو۔ اور تندرستی اور حفظان صحت کے متعلق ان کو پوری وقفیت ہو۔ لندن مین لڑکیون کو اس کی باقاعدہ تعلیم دیجاتی ہے۔

کارخانون مین کام کرنے والی لڑکیون کے لئے ابھی ایک خاص عہدہ کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ چند کارخانون مین ایک سکرٹیری مقرر کیا جاتا ہے جو کام کرنے والی لڑکیون کی ضروریات کو دیکھے اور اسکی آسائش کا خیال رکھے۔ اس سکرٹیری کا یہ کام ہوتا ہے کہ نئے امیدوارون سے ملے ان کا انتخاب کرے پھر ان کو اسکی خدمات سے آگاہ کرے اور ضروری باتین سمجھائے یہ سکرٹیری کھانے کے کمرون مین جاکر دیکھتا ہے کہ ان لڑکیون کو صحت بخش غذا دیجاتی ہے یا نہین بعض مرتبہ جلسون مین لڑکیون کے ساتھہ حفظان صحت اعتدال یا کسی اور معاشرتی یا مذہبی مسئلہ پر تقریر کرنی پڑتی ہے۔ اگر کارخانہ کے

متعلق باغ ہو تو اس کا انتظام اس سکریٹری کے سپرد ہوتا ہے۔ لڑکیون کو کتابین تقسیم کرنے کا کام بھی یہی کرتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی بوجہ علالت غیر حاضر ہو جائے تو سکریٹری اس سے ملتا ہے اور اسے دیکھتا ہی۔

انگلینڈ مین یہ بہی انتظام ہے کہ جو لڑکیان دن بھر کام کرتی ہین اُن کو شام کے وقت تعلیم دیجاتی ہے۔

جرمنی مین عورتین اپنی دوسری بہنون کو قانونی امداد بہی دیتی ہین یہ کام اور قومون کو بھی اختیار کرنا چاہئے۔ ہندوستان مین صرف ایک عورت مس سہراب جی قانون دان ہے جسکی خدمات بنگال گورنمنٹ نے لیلی ہین لیکن دوسری عورتون کو بہت گنجائش ہے۔ جرمنی مین بعض جگہ مقررہ اوقات مین اور بعض جگہ ہمیشہ عورتین قانونی مشورہ حاصل کرسکتی ہین۔ ہندوستان کی اکثر عورتین اور خصوصًا پردہ والیان قانونی مشورہ کی بالکل محتاج رہتی ہین۔ جائداد کے معاملات مین بہت سی عورتون کو محض لاعلمی کی وجہ نہایت خسارہ اُٹھانا پڑتا ہے۔

اگر عورتین قانون یا صرف اتنا قانون جو عورتون اور جائداد وغیرہ کے جھگڑون سے تعلق رکھتا ہے پڑھین تو وہ اپنی بہنون کو نہایت فائدہ پہونچا سکتی ہین

سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج علیگڈہ

# تناسب اصناف

## (ہندوستان کی مردم شماری مین)

ہندوستان کی مجموعی آبادی مین عورتون کا اوسط ۱۹۰۱ء مین ۹۵۴

نی ہزار مرد سے بڑھکر سنہ ۱۹۰۱ء مین (۹۷۳) فی ہزار ہوگیا تھا لیکن اب پھر گر کر تقریبًا
اُتنا ہی ہوگیا ہے جتنا سنہ ۱۸۸۱ء مین تھا۔ ان اعداد کی خاص اہمیت یہ ہے
ان کی مدد سے ہم ہندوستان اور یورپ کے نہایت زبردست فرق کو معلوم
کرسکتے ہین۔ یورپ کے ممالک کا اوسط ہے (۱۰۹۳) پرتگال (۱۰۱۳) بلجیم (۱۰۰۳)
آئرلینڈ (۱۰۷۰) برطانیہ اور ویلس۔ اس تفریق پر بحث کرتے ہوے افسر محکمہ
مردم شماری کہتا ہے کہ بیان کئے ہوے فرق کی ایک بڑی وجہ عورتون
اموات کا نسبتًا زیادہ ہونا ہے اور پھر اس زیادتی اموات کے وجوہ بیان
کرتے ہوے وہ کہتا ہے "یورپ مین لڑکون اور لڑکیون کی یکسان نگہداشت
کی جاتی ہے۔ لڑکے طبعًا لڑکیون سے زیادہ نازک ہوتے ہین اس سے لڑکے
جوان ہوئے تک انکی اموات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے مردوں
کی آبادی بڑہنے نہین پاتی اور مردون کا اور عورتون کا اوسط تقریبًا برابر رہتا
اس کے بعد بھی مردون کی اموات کا اوسط اس وجہ سے زیادہ رہتا ہے
کہ ان کو دنیا کے مرحلون مین حصہ لینا پڑتا ہے۔ سخت محنت ہر موسم کو برداشت
کرنا اور پھر حوادث کا شکار بننا اسکی عمر کے سلسلہ کو منقطع کردیتا ہے لیکن عورتین
یا تو گھرون مین رہکر گھرون کا کام کرتی ہین یا باہر نکلکر آسان اور زیادہ محفوظ کامون
مین شریک ہوتی ہین۔ اسی لئے عورتون کا اوسط رو بہ ترقی ہے۔ ہندوستان
کی حالت بالکل اس کے خلاف ہے۔ لڑکون کی زیادہ آرزو ہوتی ہے
اور لڑکیون کی خواہش کم یہ خیال ہر جگہ پایا جائیگا لیکن کہین زیادہ کہین کم راجپوتانہ
مین جن کے یہان لڑکون کا دولھا تلاش کرنے مین بہت دولت لٹانا پڑتی
ہے اور شادی کے اخراجات ناقابل برداشت ہوتے ہین۔ ان ٹھکانوں
مین جو عورت کو ذلیل سمجھتے ہین اور لڑکیون کے باپ کو حقارت سے دیکھتے

یہ خیال بدرجہ ادنے پایا جاتا ہے۔ بعض واقعات بتلاتے ہین کہ لڑکیون سے ناراضگی کا درجہ یہ پہونچ گیا ہے کہ اگر دائی وثوق سے یہ کہدے کہ لڑکی پیدا ہوگی تو حمل کو ساقط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے تو لڑکیون کو پیدا ہوتی ہی ہلاک کر دیا جاتا تھا لیکن اب بھی انکی طرف سے بہت کچھ بے پروائی برتی جاتی ہے۔ لڑکیون کے ساتھ جو رعایت قدرت کی طرف سے ہوتی ہے اسکو والدین کا برتاؤ برابر کر دیتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انکی شادی نہایت کم عمری مین کر دی جاتی ہے اور لڑکیان اُس وقت سے سسرال بھیجدیجاتی ہین جبکہ وہ جسمانی نکتۂ نظر سے اس قابل نہین ہوتین۔ صغرسنی کی شادی کے ساتھ دائیون کی ناتجربہ کاری اکثر نوعمر ماؤن کی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے ہندوستان مین تقریبًا ہر عورت کو ان خطرون کا سامنا ہے تاہم آخرین ادنے طبقہ کی عورتون کو جنکی آبادی زیادہ حصہ مردم شماری کو گھیرے ہوے ہے مردون کی برابر اور بعض صورتون مین مردون سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور اس لحاظ سے ہندوستان کی مزدوری پیشہ عورتین یا دہ مصائب کا شکار ہوتی ہین بمقابلہ اپنی یورپ کی بہنون کے؟

یہ کہدینا انصاف پر مبنی ہے۔ چندان ہندوستانی اہل قلم نے جو آبادی نسوان کی کمی کو افسر محکمہ مردم شماری سے زیادہ محسوس کرتے ہین اس نتیجہ کی مخالفت کی ہے۔

سید عبد الکریم

متعلم محمڈن کالج علیگڈہ

# گھرون مین پیشے

## علیاحضرت فرمانروائے بھوپال کے خیالات زرین

سید عبدالکریم صاحب نے گذشتہ کئی نمبرون مین مسلسل مسائل نسوان پر ہر ہائینس مہارانی بڑودہ کے خیالات کو ناظرات ظل السلطان کے سامنے پیش کیا ہی لیکن جیسا تمہید مین بیان کیا گیا ہے ہر شخص اتفاق کریگا کہ ہر ہائینس مہارانی صاحبہ نے اگرچہ نہایت اعلے قابلیت اور کامل غور و تجربہ کے بعد اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ لیکن یہ امر بہت مشکل ہے کہ ابھی ہندوستانی خواتین ان تمام خیالات و تجاویز کو قبول کر سکین کیونکہ ان مین سے اکثر کی بنیاد اس تمدن و تعلیم پر ہی جو یورپ مین صدیون کی کوشش و تجربہ کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اس مین تو شک نہین کہ یہ پیشے جنکی مہارانی صاحبہ نے رہنمائی کی ہی اگر ہماری موجودہ حالات بھی مساعد ہون تو بہت مفید و اپنی جگہ بہت اچھے ہین لیکن درحقیقت ایسے پیشون کی ضرورت ہے جو گھر کی چار دیواری کے اندر ضرورتمند خاندانون کی مصیبتون کو دور کر سکین اور معمولی ابتدائی تعلیم حتے کہ تعلیم نہ ہونے کی صورت مین بھی مفید ہون۔

اب مین علیاجناب ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ فرمانروائے بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال کی کتاب خانہ داری کے تیسرے حصہ معیشت و معاشرت کی طرف توجہ دلاؤنگا۔ یہ کتاب عورتون کے لئے نہایت عمدہ دائرۃ المعارف ہے جس مین خانہ داری کے متعلق

ہر جزئیہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی اور علیا حضرت نے نہ صرف طبقۂ امرا کی ضروریات کو مد نظر رکھا ہی بلکہ طبقۂ وسط اور طبقۂ غربا کی حالت پر بھی توجہ فرمائی ہے اور معمولی توجہ نہین بلکہ ہر ایک پڑہنے والا کہہ سکتا ہے کہ پورا مطالعہ اور غور فرمایا ہے۔

اس کتاب کے پڑہنے سے جس طرح ایک بیگم ایک مہارانی اور اسی طرح بہت بڑی دولتمند بیبیان فائدہ اُٹھا سکتی ہین اُسی طرح ایک متوسط اور ایک غریب گھر مین بھی اُس سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے غرض اس کتاب مین علیا حضرت نے جن پیشون کی طرف خواتین کو رہنمائی کی ہے وہ ہمارے ملکی اور قومی نقطۂ نظر سے اور ہندوستان کے حالات مدنی و معاشرت کے لحاظ سے ہے۔ میرا مطلب ان دونون جلیل القدر خواتین کے خیالات کا باہم مقابلہ کرنا نہین بلکہ ان دونون کے خیالات اور ان دونون کی رہبری کو اپنی بہنون تک پہونچانا مد نظر ہے۔

علیا حضرت نے جن پیشون کی رہنمائی کی ہے وہ گوشہ، ٹھپہ، زردوزی چکن سازی، کپڑون کا سینا، اُونی کام، کاپی نویسی، مصوری اور نقاشی، دہاتون کے برتنون پر نقش کھودنا، لکڑی پر نقش بنانا، کپڑے کی چھپائی اور جلد بندی ہے ان مین سے اکثر پیشے تو بہت تھوڑے ہی دن گذری کہ ہمارے گھرون مین رائج رہے ہین اور اب بھی بعض بعض گھرون کا گذر اوقات ان پیشون پر ہے۔ قصبات مین بہت سی غریب عورتین بہت سی مصیبت زدہ خواتین کپڑون کی سلائی پر گذر کرتی تھین اور اپنی محنت و دیدہ ریزی سے خاندانی مصائب کے کم کرنے مین ہمیشہ سرگرم نظر آتی تھین اب بھی عصر قدیم کی بی بیون مین یہ سلسلہ جاری ہی اور تعلیمی مدارس مین دستکاری سکھائی جاتی ہی اور ہماری بہنین ان کو سیکھتی ہین لیکن اس تمام دستکاری کا نتیجہ صرف فیشن کی چند معمولی چیزون مین

منحصر ہو گیا ہے کہ یہ دستکاری حصول معاش اور مصائب کے کم کرنے مین مدد و معاون نہین ہوتی ہماری آمدنیون اور ہمارے اخراجات کا غیر موزون اور تکلیف نا مناسب خصوصاً طبقہ وسطےٰ اور طبقۂ غربا مین روز بروز اس ضرورت کو شدید طریقہ سے نمایان کر رہا ہے کہ گھر کی بیویان اپنے خالی اوقات مین وہ کام کرین جو کچھ نہ کچھ ذریعہ آمدنی ہو اور یہ ضرورت مسلمان خاندانون مین سب سے زیادہ ہے کیونکہ ان مین خواہ کیسی ہی کفایت شعاری کیون نہ کرین پھر بھی عموماً آمدنی اتنی نہین ہوتی کہ بغیر تکلیف کے بسر کر سکین اور اگر بچے اور وہ بھی قابل تعلیم ہون اور اُن کو پڑھانے کا خیال بھی ہو تو حالت نہایت دردناک ہو جاتی ہے۔ پس اگر گھرون مین موزون پیشے اختیار کئے جائین تو بہت کچھ امداد مل سکتی ہے۔ علیا حضرت نے جو مشورے دیئے ہین وہ ایک کتاب کا مستقل جزو ہین اور کتاب بھی اُردو مین ہے اس لئے مین صرف اس تمہید کو نقل کرتا ہون جو علیا حضرت نے اس عنوان پر تحریر فرمائی ہے۔

"عموماً تمام ملکون مین گھر مین بیٹھکر ہی عورتین خانہ داری کے کام انجام نہین دیتین بلکہ اسباب معیشت کے فراہم کرنے مین بھی مردون کی مددگار نظر آتی ہین۔ ہندوستان مین بھی عورتین کھیتی باڑی کے کام مین مدد دیتی ہین۔ محنت اور مزدوری مین بھی مردون کے ساتھ ساتھ نظر آتی ہین۔ پیشہ ورون کی بیبیان پیشون کے کامون مین ساتھ ساتھ رہتی ہین۔ لیکن ایسے لوگون کو دہقانی اور اجلاف کہا جاتا ہے۔ مگر شریف عورتین

جو ہمیشہ احاطۂ چار دیواری مین ہی مین رہتی ہین وہ بھی سخت مصیبت اور ضرورت کے وقت سلائی وغیرہ کے کامون سے اپنا اور اپنے بچون کا پیٹ پالتی ہین ورنہ عموماً ایسے خاندانون کی عورتون کو جہان کچھ بھی سہارا ہے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ بیکاری اور زیادہ سے زیادہ بچون کے کپڑے سینے سلانے مین گذار دیتی ہین اور پھر وہ کپڑے بھی پورے نہین بلکہ صرف کرتے پاجامے سی لینا جانتی ہین۔ لیکن اُمرا اور دولتمند خواتین سے اس کی بھی توقع فضول ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک جُلاہے کی بیٹی یا کونجڑے کی بیوی تو اپنے کار ہائے معیشت مین اپنے گھر کے مردون کو مدد دے۔ لیکن شیخ و سید کی بیٹیان اور مغل اور افغان کی بیٹیان تمام دن رات گھر مین بیٹھی ہوئی تنگدستی کا اللہ میان سے گلہ کرتی رہین اور چار پیسے بھی نہ پیدا کر سکین۔ اگر ذرا غور سے دیکھا جاے تو گھر کے اندر بہت سے ایسے پیشے اختیار کئے جا سکتے ہین کہ اگر اُن کو شریف اور پردہ نشین عورتین اختیار کرین تو بہت کچھ اپنے گھر کی آمدنی مین اضافہ کر سکتی ہین اور ان کا کام کسی طرح ذلت کی نظر سے نہین دیکھا جاے گا بلکہ اُن کی عزت کا باعث ہوگا"

سید عبد الجلیل بی اے (علیگ)

# تربیت اطفال میں والدین کا حصّہ

ابتدائے تہذیب میں بچے زیادہ تر والدین ہی کے دامن شفقت میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے لیکن جوں جوں تمدن اور تہذیب کی پیچیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں بچوں کی تعلیم و تربیت کا ضروری حصّہ والدین دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ تعلیم روز افزوں ترقی پر ہے اور اب یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ انگریزی طرز معاشرت اور تہذیب کے دلدادہ بعض خاندان عالم طفولیت ہی سے بچوں کو نرسوں گورنسوں کے سپرد کر کے اُن کو اُس گران بہا ابتدائی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں جو انہیں کے سایۂ عاطفت میں ہونی چاہئے۔ بعض اعلیٰ خیال لوگوں نے تو بچوں سے علیحدگی کو یہانتک روا رکھا ہے کہ اُنکا ملنا ایک اجنبی کی اتفاقیہ ملاقات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اس پر انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ اِن تمام ذمہ داریوں سے جو اُن پر والدین ہونے کی حیثیت سے تعلیم و تربیت کرنے کی ہیں بالکل سبکدوش ہو جاتے ہیں

مائیں عموماً بچوں کی تربیت میں اور خصوصاً لڑکیوں کی تربیت میں کچھ حصّہ لیتی ہیں اور اپنی ذمہ داری کو بھی محسوس کرتی ہیں۔ لیکن باپ اپنے آپ کو اس فرض منصبی سے بالکل بری الذمہ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف اسباب معیشت کا فراہم کر دینا ہی اُن کے تمام فرائض کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ یہ خیال کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں باپ کا حصہ لابدی و ناگزیر ہے۔ گو بادی النظر میں عام آرا کی ضرور مخالفت کرتا ہے۔ مگر اس تعلیم و تربیت کا ہمیشہ قایم رہنے والا اور دلپذیر اثر اپنے اندر ضرور حقیقت کا پہلو رکھتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ زمانہ میں صرف والدین کی تعلیم و تربیت

کافی نہین ہوسکتی بلکہ اگر باپ اپنے لڑکے کو محض اپنے پیشے کی تعلیم دینا چاہے تب بھی وہ اِس تکمیل کے ساتھ نہین دیسکتا جو پبلک کی قبولیت کے قابل ہو۔ اور نہ میرا مقصد باپ کی تعلیم سے کسی خاص ہنر یا پیشہ کی تعلیم دینا مراد ہے۔ بلکہ خود تعلیم مفہوم ہے جو دماغی قوتے کی نشوونما کرتی ہے اور ہر قسم کی تعلیمی عمارت کے لئے ایک استوار اور مستحکم بنیاد کا کام دیتی ہے۔ جسقدر زیادہ یہ بنیاد مضبوط ہوگی اُس ہی قدر زیادہ وہ منازل تعلیم برداشت کرنے کے قابل ہوگی۔ بچے اپنے والدین کے اخلاق، وعادات کچھ تو ورا ثتاً پاتے ہین اور باقی جس طرح اُنھین کرتے دیکھتے ہین ویسے ہی خود کرتے ہین۔ ان مین نقل واکتساب کا خاص مادہ ہوتا ہے اسلئے اگر بچون کی اچھی تربیت منظور رہو اور یہ تمنا ہو کہ وہ اچھے عادات واطوار سے مزین ہون تو ہمیشہ اُن کے سامنے، اچھے اخلاق اور عادات کی نظیر اور نمونے پیش کئے جائین۔

باپ اگر ذرا غور کرے تو وہ بہت آسانی سے بچون کے حرکات وسکنات سے یہ معلوم کرسکتا ہے کہ ان مین کس قسم کی بُری عادتون کی بنا پڑنے کا احتمال ہے اور اُسی وقت اُن کا انسداد او بیخ کنی کیجائے تو بہت جلد دور ہوسکتی ہین لیکن اگر جڑ پکڑ لین تو رفتہ رفتہ وہی طبیعت ثانیہ ہو جاتی ہین۔ باپ تین چار برس کے بچے کو جو کچھ محنت و پیار کے ساتھ با موقع سمجھا دیتا ہے اُس کا اس قدر دیرپا اور جلد اثر ہوتا ہے کہ صدہا اخلاقی لکچرون، سخت تنبیہون اور زندگی کے تلخ تجربون کا نہین ہوتا۔ اُستاد باپ کے مقابلہ مین ہر بُرائی کی تہ اور گردوپیش کے اثرات تک نہین پہنچ سکتا۔ اسی وجہ سے اس کی تنبیہ اور نصیحت عام اور غیر شخصیت کا پہلو لئے ہوتی ہے۔ وہ جب کبھی پند ونصیحت کرے گا تو یہی کہے گا کہ فلان عادات وخصائل مذموم ہین۔ ان سے پرہیز لازمی ہے۔ مگر اس کو بالطبع

نہ تو اس قدر مشاہدے کا موقع ملسکتا ہے جو وہ اُس کے بُرے اطوار کو کما حقہٗ معلوم کرسکے اور نہ بچہ اُس کے ہمیشہ پیشِ نظر رہتا ہے جو موقع بموقع ان کی اصلاح کرسکے۔ جس طرح بچون مین والدین کے اچھے بُرے خصائل وراثتاً پیدا ہوتے ہین۔ اس ہی طرح ان مین اچھی عادتین اور نیکیان بھی موجود ہوتی ہین۔ مگر والدین ہی اس کو اچھی طرح جان سکتے ہین اور اس مین استقامت اور پختگی پیدا کرنے کی بآسانی کوشش کرسکتے ہین۔

بعض خصلتین یا اخلاق اوصاف اس قسم کے ہوتے ہین کہ ابتدا مین ان پر برے یا اچھے ہونے کا اطلاق نہین ہوسکتا وہی ایک بچہ کو بُرائی کی طرف مائل کرتے ہین اور دوسرے کے حق مین اچھے نتائج پیدا کرتے ہین۔ مثلاً آرام و آسائش سے زندگی بسر کرنے کا خیال ایک کو چوری اور جعلسازی کی طرف راغب کرسکتا ہے اور دوسرے کو محنت و مشقت سے روزی کمانے پر۔ ایسی حالت مین استاد اصولی بات سمجھائیگا اور عام نتائج پر بحث کریگا جس کو بچے پورے طور پر ذہن نشین کرکے اپنی حالت پر منطبق نہین کرسکتے۔ لیکن والدین بچون کے رجحانِ طبع پر غور کرکے ان کے احسن یا مذموم ہونے کا فیصلہ کرسکتے ہین۔ اور یہی بنا ان پر عمل پیرا ہونے یا اجتناب کرنے کی ترغیب یا تہدید کی ہوسکتی ہے۔

موجودہ زمانہ مین راحت و آرام ضروریاتِ زندگی مین شامل ہوگئے ہین بغیر ان کے اگر زندگی ناممکن نہین تو ناخوش گوار ضرور ہوتی ہے۔ یہ خیال کرکے تعلیم دینا کہ راحت و آرام سے پورے طور پر لطف اٹھا سکنے کی صلاحیت آجائے اسی طرح اغراض تعلیم کی تکمیل کرنا ہے جس طرح ہر کسی خاص فرض انجام دینے کے لئے تعلیم کا حاصل کرنا۔ لیکن اس عیش و آرام کا جائز طور پر لطف اٹھانے کی تعلیم کوئی آسان کام نہین ہے۔ انسان فطرتاً عیش پسند ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس جائز خوشی و

راحت کے اسباب مہیا نہین ہوتے تو وہ ناجائز ذرائع سے اس کے فراہم کرنے
کی کوشش کرتا ہے۔ والدین کا سب سے اہم فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے بچون کو
حقیقی خوشی و راحت پہنچانے کی کوشش کرین وہ ہمیشہ ان اشغال اور دلچسپیون کی جستجو
مین رہین جو بچون کی حقیقی مسرت اور دلبستگی کا باعث ہون اور جو انہین کسی برائی
کی طرف مائل نہ کرین۔ بچون کو زد و کوب کے ڈرسے پڑہنے پر راغب کرنا یا عجیب
سختی سے بری عادتون سے باز رکھنا ایک حد تک والدین کے اختیار مین ہے
لیکن ان کے لئے ایسے اسباب فراہم کرنا جن سے ان کی سچی مسرت اور تفریح ہو
بہت مشکل کام ہے ان کو کوئی خاص کام کرنے پر مجبور کر سکتے ہین۔ مگر برخلاف اسکے
خوش رہنے یا زبردستی کسی شے سے مسرت حاصل کرنے پر کوئی مجبور نہین کرسکتا
لیکن اگر والدین بچون کی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہین تو جن اشغال سے انہین
دلچسپی ہو اور جو ان کی طبیعت سے مناسبت رکھتے ہون معلوم کرسکتے ہین۔
علاوہ تعلیمی اوقات کے انہین ان معصوم خوشیون کو حاصل کرنیکا موقع دینا چاہئے
بعض بچونکو ورزشی کھیلون سے شوق ہوتا ہے اس سے صحت اور دماغ دونون پر
اچھا اثر پڑتا ہے۔ اس قسم کے کھیلون، شرارتون اور کود پھاند سے بچون کو کبھی
نہ روکنا چاہئے۔ بلکہ ان مین خود اس کا شوق پیدا کرنا چاہئے۔ ان کی خواہشات
پوری کرنے اور انہین معصوم تفریح اور خوشیان حاصل کرنے کی اجازت دینے مین
بجائے اس سوال کے کہ "یہ ٹھیک ہے یا نہین" اپنے دل سے یہ سوال کرنا چاہئے
کہ اس مین کیا ہرج یا خرابی ہے " اگر ان کو ہر کام کرنے سے منع کیا جائے تو ان مین
ایک قسم کی مردنی اور سستی پیدا ہو جائے گی اور وہ کوئی سبق حاصل نہ کرسکین گے
بجائے اس کے اگر ان سے یہ کہا جائے کہ فلان کام یا فلان بات نہ کرو اور فلان
کام کی اجازت ہے تو وہ مضمحل نہ ہون گے اور انہین اچھے یا برے مین تمیز کرنے کی فکر

اور شوق ہو گا- اس تعلیم کا اثر صرف بچپن ہی تک محدود نہین ہے بلکہ جب انہی زندگی مین انہین تفکرات و مصائب کا مقابلہ کرنا پڑیگا تو وہ بچپن کی عادت کی طرح اپنی دل بستگی کے لئے اشغال ڈھونڈلین گے۔

بچون کی ابتدائی تعلیم کا مسئلہ نہایت اہم ہے- لوگون نے مختلف رسالون کے ذریعہ سے حروف تہجی یاد کرنے اور شناخت کرنے کی ترکیبین بتلائی ہین اور الفاظ کی ترکیب اور ہجون وغیرہ کے سمجھانے کے اصول نکالے ہین لیکن میری رائے مین تاوقتیکہ بچون مین ذوق علمی نہ پیدا کیا جائے تعلیم موثر نہین ہو سکتی جب تک بچون کے دل مین یہ اچھی طرح ذہن نشین نہ کر دیا جائے کہ پڑھنا لکھنا اسی طرح ایک جزو زندگی ہے جیساکہ کھانا، سونا، کھیلنا وغیرہ- اُس وقت تک تحصیل علم کا شوق اُنہین نہین ہو سکتا اس کے بعد جس اصول پر بھی تعلیم دیجائے گی کبھی رائیگان نہ ہوگی- بچہ جو کچھ واقعات اپنے گرد و پیش مین دیکھتا اور سنتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ زندگی کا اصل مفہوم یہی ہے اسلئے اگر بچے والدین کو پڑھتا لکھتا دیکھین یا والدین ان کو قصے کہانی کی کتابون مین کہانیان پڑھکر سنائین تو انہین خود بھی شوق ہو گا۔ اس لئے کھلونے، تصاویر وغیرہ بھی ایسی ہون جن مین علمی مذاق ہو- اُن کو بچپن ہی سے باتصویر کتابین دیکھنے اور کھیلنے کے لئے دی جائین- اگر بچے کتابون سے کھیلتے ہوئے کوئی ورق پھاڑ دین اور والدین ان پر غصے ہون تو یہ خفگی اُس ناراضگی سے کہین اچھی ہے جو اُستاد اُن کے مدرسہ سے غائب ہو کر گلیون مین کھیلتے پھرنے پر کرے۔ اس طرح پر وہ پڑھنے لکھنے کی ضرورت اس ہی طرح محسوس کرنے لگین گے جس طرح کہ اپنے ہاتھ سے کپڑے پہننے کی ۔

سید عبدالجلیل بی-اے علیگ

# دنیائے اسلام مین مسلمان بچون کی حالت

نمبر ۴

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اگست سنہ ۱۹۱۷ء)

جس طرح عیسائی علم الاخلاق کا منبع انجیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کیرکٹر ہے اسی طرح مسلمان اپنے اخلاقی اصول قرآن مجید اور حضرت محمد صلعم کے حالات زندگی اور کیرکٹر سے مستنبط کرتے ہین۔ اور اس معاملہ مین بھی تمام مسلمان متفق ہین ان کے حالات گرد و پیش منازل ترقی اور درجات تہذیب کتنے ہی مختلف کیون نہون لیکن ہر مسلمان ہر جگہ اس کا یقین رکھتا ہے کہ حقیقی نیکی (پارسائی) حضرت رسول خدا صلعم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اخلاقی قانون کلام پاک کے احکام مین درج ہے اور افراد و اقوام کے لئے بہترین خوبی وہی ہے جو اسلام اس دنیا اور آئندہ زندگی کے لئے پیش کرتا ہے۔

مسلمانون کا خیال خدا اور اس کے اخلاقی اوصاف کے متعلق عیسائیون سے بہت مختلف ہے۔ ان کا خیال گناہ کے متعلق بالکل علیحدہ ہے اور گناہ کی تقسیم صغیرہ اور کبیرہ ہین۔ اور یہ عقیدہ کہ رسم و رواج اور اخلاقی قانون مین کوئی خاص امتیاز نہین۔ دائرۂ علم اخلاق پر بہت بڑا اثر ڈالتا ہے۔ تمام گناہ سوائے کبیرہ گناہون کے آسانی سے معاف ہوجاتے ہین کیونکہ خدا رحیم و کریم ہے۔ ایک شخص جس نے ٹرکی مین پچاس سال بسر کر تجربہ حاصل کیا ہے کہتا ہے کہ:-

"خدا کے اخلاقی اوصاف کے متعلق مسلمانون کا عقیدہ عیسائیون سے قطعی

مختلف ہے اُن کے خیال مین خدا کی محبت پدری کا وجود نہین اسلام
کے موافق رحم اور انصاف کا اس مین کوئی تعلق نہین۔ گناہ جرم نہین ہے
بلکہ کمزوری ہے اور توبہ کرنیوالے کو رحم کے باعث معاف کردیا جاتا ہے
مذہب اور زندگی دو بالکل مختلف چیزین ہین جن کا آپس مین کوئی علاقہ نہین
یہ کوئی تعجب انگیز بات نہین کیونکہ دریا اپنے منبع سے زیادہ اونچائی پر نہین
بہ سکتا اور مینار اپنی بنیاد سے چوڑا نہین ہوسکتا۔ علاوہ ازین عیسائی اور اسلامی
اصول اخلاق کا مقابلہ ان دونون کے ایک ہی زمانہ کے عام لٹریچر پڑھنے سے ہوسکتا ہے
اسلام کے زمانہ وسطےٰ کی کتاب الف لیلہ[۱] ہے اور عیسائیت کے نائٹس آف دی راونڈ[۲]
ٹیبل (Knights of the Round table) پہلی مین تمام
سے بدظنی بے عزتی اور بے اعتباری کا اظہار ہے اور دوسری اسکی پاکیزگی اور
کریکٹر کی مضبوطی، اخلاقی برتری کی ایک مثال پیش کرتی ہے۔ یہ ہی فرق شکسپیر
اور الحریری مین ہے۔ پہلا جو کہ ایک شاعر ہے ہمیشہ حق کی تعلیم دیتا ہے اور بتاتا ہے
کہ گناہ کی سزا موت اور نیکوکاری کی جزا زندگی ہے لیکن برخلاف اس کے
مقامات حریری مین ہم ایک ایسے شخص کو دیکھتے ہین جو لوگون کو اپنی جادو بیانی سے

[۱] الف لیلہ اصل زبان دری مین تھی جو ہارون الرشید کے زمانہ مین بزبان عربی ترجمہ ہوئی اور اس مین
اصلی سے کسی قدر تغیر کیا گیا ورنہ تمام عجمی تمدن و معاشرت کی تصویر ہے۔ آغاز اسلام کے زمانہ مین
عجم کا تمدن و معاشرت نہایت بڑھا ہوا تھا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے اس مصیبت کو روکنے کے لئے باوجود
شرعی طور پر اجازت ازدواج کے ایک عہدہ دار کو جس نے ایک عجمی عورت سے عقد کرلیا تھا تنبیہ فرمائی تھی
[۲] ایک کتاب ہے جس مین ایک بادشاہ کے درباری حالات ہین

غالباً اس موقع پر مصنف کو اس ترقی یافتہ زمانہ مین رینالڈ کے ناولون اور
مسٹریز (اسرار) کا خیال نہین رہا۔

اعلیٰ ترین پرہیزگاری اور اخلاق کی تعلیم دیگران سے روپیہ وصول کرتا ہے اور اس رقم کو پوشیدہ طور پر بداخلاقی اور گناہوں کے کاموں پر صرف کرتا ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ ایک بڑا لٹریچر آداب تہذیب اور اخلاق پر موجود ہے۔لیکن نہ تو بچے سمجھ سکتے ہین اور نہ والدین سمجھا سکتے کہ آداب تہذیب کا اختتام اور اخلاق کی ابتدا کہاں ہے۔بعض خوبیاں مثلاً صبر، عجز، انکسار، نرمی، شیرین زبانی اور بیماروں کی دیکھ بھال حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسکے خلاف عیب سے اظہار نفرت کیا گیا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے پیشوا ان خوبیوں کے حاصل کرنے مین ایک بڑی حد تک ناکامیاب رہے ہین تو پھر معمولی لوگ کس شمار مین ہین۔

علم اور عمل کے اس اختلاف کے علاوہ خود علم تک بھی بہت سے لوگ نہین پہنچ سکتے جو توہم پرستی اور جہالت مین غرق ہین اور جنھوں نے مسلمان مصنفوں کے نام بھی نہین سنے۔

الازہر یونیورسٹی (جہاں یہ کتابین طبع ہوئی ہین) کے قرب وجوار کے مسلمان بچوں کی حالت اُن کی بُری اخلاقی تربیت کی افسوسناک مثال ہے مصر مین بچہ جو پہلی بات بولنا سیکھتا ہے وہ اکثر نامہذب الفاظ ہوتے ہین اور ان کی زبان ہر وقت گالی اور کوسنے سے گندی رہتی ہے۔اخلاقی مقولوں کی بڑی سے بڑی تعداد بھی بداخلاقی کی آب وہوا کے خطرناک اثر کو زائل نہین کرسکتی تعدادازدواج حرم اور طلاق کی آزادی کا بچوں کے اخلاق پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے افغانستان کے متعلق ایک شخص لکھتا ہے۔

> کہ یہاں بڑے بڑے خاندانوں کے بچے بھی بداخلاقی کے بُرے اثرات سے نہین بچتے کیونکہ وہ حرم سرا کی بدکاری اور زنانی آب وہوا مین پرورش پاتے ہین۔بدزبانی جھوٹ بولنا اور مکاری اُنکی روزمرہ زندگی ہے

چھوٹے بچے اپنی ماؤن کو مارتے اور گالیان دیتے ہین اور مائین اس مردانگی سے خوش ہوتی ہین۔

ایران کے متعلق ایک شخص لکھتا ہے کہ :۔

"یہان امیر گھرانون مین لڑکے اور لڑکیان بچپن ہی سے علٰحدہ کردیے جاتے ہین اور مردانہ و زنانہ حصہ مین رہنے لگتے ہین جہان بڑون کی صحبت سے بجائے نفع کے نقصان اُٹھاتے ہین۔ بعض اوقات اُن سے ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اور اکثر انکو جہالت کے باعث نقصان پہنچتا ہے نہ کہ عداوت کے باعث"

ایک شخص جسنے عرب مین بہت سفر کیا ہے مکہ و مدینہ مین اخلاقی تعلیم کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :۔

"جس وقت بچہ بولنے کے قابل ہوتا ہے اُس کے والدین اُس کا غصہ بڑھانے اور طبیعت کا اندازہ کرنے کے لئے اُس کو گالیان دیتے ہین۔ بچے بھی سخت زبانی کرتے ہین اور بچپن ہی سے گالیان دینا شروع کرتے ہین"

اگر یہ صحیح ہے کہ بچے کی اخلاقی ترقی و تنزل کا سبب والدین اور خصوصاً [illegible] کا اثر ہے تو ماننا پڑے گا کہ مسلمان بچے کی حالت کس قدر افسوس ناک ہے مسلمان [illegible] اپنے بچون کے سامنے بدزبانی کرتے اور گالی گلوچ بکنے سے نہین شرماتین اور جب بچہ اپنے باپ کو گالی دینا سیکھ جاتا ہے تو وہ اُس کی ہوشیاری کی تعریف کرتی ہین خانگی زندگی قطعی مفقود ہے اور باوجود والدین اور بچون کے درمیان محبت ہونیکے بچون کی حالت اچھی نہین۔ بچون کی بدبختی محبت کے باعث نہین بلکہ اُس کا یہ سبب ہے [illegible] والدین یہ نہین جانتے کہ بچون کے لئے بہترین بات کیا ہے۔ اور جو تھوڑا بہت علم اُن کو ہوتا ہے اُس کو کس طرح استعمال کرنا چاہیے۔

ایک شخص جس نے چینی ترکستان کا سفر کیا ہے لکھتا ہے کہ:۔

"والدین باوجود بچون سے بے انتہا محبت کرنے کے پرورش کرنے کا طریقہ نہین جانتے۔ بچے محبت کے باعث حد سے گذر جاتے ہین۔ صفائی کا خیال نہین رکھتے اور تمام بُری باتین جو گھرون اور گلیون مین سنتے ہین سیکھ جاتے ہین"

ایک بہت بڑی اخلاقی کمزوری جو عموماً اسلامی ممالک مین پائی جاتی ہے وہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے جسکا اثر بچون پر بہت ہی برا پڑتا ہے گو قرآن مجید مین بار بار جھوٹ بولنے والون کو کافر و ملحد کہا گیا ہے اور ان کی سزا دوزخ کی آگ بتائی گئی ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہین کہ اسلام ناراستی کو روا رکھتا ہے قسم کے متعلق قرآن مجید کہتا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ (سورہ بقر آیۃ ۲۲۵) یعنی "خدا تمہاری قسم مین اُس غلطی کی جو غفلت سے ہوئی ہو سزا نہ دے گا لیکن اُس کے لئے سزا دیگا جو تمہارے دلون نے کیا ہو"

اس آیۃ کی حدیث مین یون تفسیر ہے "جو شخص قسم کھا کر انشاء اللہ تعالےٰ کہتا ہے وہ گناہ کا مرتکب نہین ہوتا"

قسم کے معاملہ مین مسلمان یہودیون کی پیروی کرتے ہین۔ امام ابو حنیفہؒ نے یہان تک کہا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کی سچائی اور حقانیت کی قسم کھائے تو یہ قسم نہین ہوتی۔

جھوٹ بولنا اکثر موقعون پر فرض ہو جاتا ہے۔ میمون ابن مہران نے کہا کہ جھوٹ بعض سچ سے بہتر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ایک دوسرے کے مار ڈالنے کی فکر مین ہے اور وہ تم سے اُس کے متعلق دریافت کرے

تو اگر تم نے اسکو دیکھا بھی ہو تو یہی کہنا چاہئے کہ ... اس کے متعلق مطلق علم نہ
اور اس قسم کا جھوٹ جائز ہے۔
اگر کسی اچھے نتیجہ پر پہنچنے کے لئے صرف جھوٹ کام آسکتا ہے تو
حلال ہے...... بچوں کو مدرسہ جانے کی ترغیب کے لئے جھوٹ بولنا جا
جب مذہب اسلام کی مستند اور مسلمہ کتابون مین یہ تعلیم دیجاتی
تو اس کے نتیجہ پر تعجب فضول ہے۔
ایران کا ایک شریف بیان کرتا ہے کہ۔

"جھوٹ اس ملک کو تباہ کر رہا ہے ایرانی بچے قبل اسکے کہ بولنے کے قابل ہون جھوٹ بولتے ہین۔ ایران مین کسی شخص کو جھوٹا ... دینا معمولی بات ہے جسکا وہ برا نہین مانتا"

قسم کھانے اور جھوٹ بولنے کی یہی حالت تمام ممالک اسلام
پائی جاتی ہے۔
یہ مسلمہ امر ہے کہ بچون کی اخلاقی تعلیم قاعدہ اور قانون کی پابند نہیں
ہوسکتی بلکہ وہ ہر بات جو اُن کے سامنے آتی ہے سیکھتے ہین۔ وہ نواہی سے
فائدہ نہین اٹھا سکتے بلکہ جو کچھ انکا کیرکٹر درست کرنے کے لئے اُن کو سکھا
جائے اُس سے نفع حاصل کرسکتے ہین۔
مسلمان بچہ ایسی آب وہوا مین پرورش پاتا ہے جہان زبان، و
اور خیالات سب ناپاک ہوتے ہین اور جہان گفتگو اور تحریر مین وہ باتین شا
ہوتی ہین جو بچون کو کبھی نہ معلوم ہونا چاہئین اس کا اثر بچون کے صرف اخا
ہی پر نہین بلکہ جسمانی حالت پر بھی ہوتا ہے۔ بچپن مین حسن اور معصومیت سا
ہوتی ہے ایک عورت موصل کے متعلق کہتی ہے کہ۔

"یہان بچے پانچ چھ سال کی عمر مین حسن کا ایک بڑا حصہ کھو بیٹھتے ہین

اس کا سبب [illegible] اس عمر مین انہین بدی آجاتی ہے اور
یہ بدی چہر[illegible] نکلتی ہے"
یہ سچ ہے کہ [illegible]ن ہوتا ہے لیکن افسوس یہ حسن گناہ کی سیاہی
سے چھپا ہوا ہوتا ہے [illegible] روح مردہ ہوئی تو جسم کیونکر حسین ہو سکتا ہے۔ لڑکے اور لڑکیان اُس آب و ہوا مین پرورش پاتے ہین جو بہت جلد روح کو ناپاک اور گندہ کر دیتی ہے۔ بچپن کی معصومیت جو انگریز والدین کو دل سے پیاری ہوتی ہے مسلمانون کے حرم مین معدوم ہے مسلمان لڑکے کا دل بجائے اس کے کہ سچائی، پاکی، لڑکپن اور نسائیت کے اعلےٰ خیالات سے پُر ہو ذلیل اور گندے خیالات کا مخزن ہوتا ہے۔

اس تصویر کا ایک اچھا رخ بھی ہے اور وہ یہ کہ اب تعلیم یافتہ مسلمان اعلیٰ اخلاق، عورتون کی آزادی اور بچون کی تعلیم و تربیت کے حامی ہوگئے ہین چنانچہ قاہرہ کے ایک شخص عطا حسین بے نامی نے حال ہی مین چند مسلسل سالے "اسلام کا موجودہ تہذیب سے تعلق" کے نام سے شائع کئے ہین۔ تعلیم یافتہ مسلمان اصول اخلاق اپنے لٹریچر سے باہر تلاش کرتے ہین۔ ہندوستان کا اسلامی پریس بھی آنحضرت صلعم کے کیرکٹر کو اچھا دکھانے اور اسلامی علم اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

الیس خدا بخش نے دنیائے اسلام کے تعلیم یافتہ طبقہ کی زبان بنکر خوب کہا ہے:-

"اس بات پر جھگڑا کرنا بالکل بناوٹ اور ظاہرداری ہو گا کہ
اُن مذہبی اور سوشل آئین سے جو تیرہ سو برس ہوئے کہ ہم کو ورثہ
مین چھوڑ گئے تھے اب بغیر کسی خفیف تغیر و تبدل کے کلیتہ"

موافقت کی جائے۔ یہی وہ میدان جنگ ہے جس پر پچھلے
پچاس سال سے نئے اور پرانے خیالات کے لوگوں کے درمیان
ہندوستان میں ایک سخت اور بیدردی کی لڑائی جاری ہے"

(ترجمہ)

عظمت الٰہی زبیری بی۔اے (علیگ)

(باقی آئندہ)

# ستی النسا

ستی النسا ایک نہایت شریف اور فاضل وحکیم خاندان کی معزز خاتون تھی اس کے حالات نہ صرف اس کے اخلاق وصفات کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ اس کی سوانحمری مغلیہ سلاطین کے محل کی اندرونی حالت کا بھی پتہ دیتی ہے۔

اس خاتون کا خاندان مازندران کا رہنے والا تھا وہ جہانگیر کے دربار میں "ملک الشعرا" کے خطاب سے ممتاز تھا۔ اس کا خاوند بھی ایک نہایت معزز آدمی نصیرا نامی اور مشہور حکیم رکنا کاشی کا بھائی تھا۔ ستی النسا جب بیوہ ہو گئی تو ممتاز محل کی ملازمت میں داخل ہوئی۔ ممتاز محل شاہ جہان کی چہیتی بیوی تھی جس کے انتقال کو اگرچہ صدیاں گذر گئیں لیکن اسکا مشہور ومعروف مقبرہ "تاج" کے نام سے آج تک نہ صرف تمام مشہور عمارات سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے بلکہ ہندوستانی فن تعمیر کی قدر ومنزلت کی زندہ تصویر بنا ہوا ہے۔

ستی النسا نے اپنی قابلیت، لطافت بیانی، فرمانبرداری اور علم طب

کی واقفیت اور علاج امراض کی خاص شہرت سے ملکہ ممتاز محل کے دل کو بہت جلد مسخر کرلیا۔ وہ تمام شاہی خدام اور ملازمون کی اعلیٰ افسر تھی اور اس کا اعتماد اسدرجہ بڑھ گیا تھا کہ شاہی مہر اسی کے پاس رہتی تھی اور فرامین پر ثبت کرتی تھی۔

یہ فصیح و بلیغ خاتون قرآن شریف کو بھی نہایت اچھی قرارت سے پڑھتی تھی اور فارسی نظم و نثر مین خوب ماہر تھی۔ اپنی علمی قابلیتون کی وجہ سے شہزادی جہان آرا کی معلمہ مقرر ہوئی اور بہت جلد شہزادی کو کلام مجید پڑھنا اور فارسی لکھنا سکھادیا۔

شاہجہان کے دربار سے عورتون کو جو خیرات دیجاتی تھی ستی النسا اُس کی مہتمہ بھی تھی۔ یہ جب کسی نیک عورت کی مصیبت کا حال سنتی یا کسی ایسی کنواری عورت کا حال سنتی جو بوجہ غریبی کے شادی نہ کرسکتی تو ملکہ کو اس کی خبر کرتی۔ بادشاہ جسوقت رات کو حرم مین آتا تو ملکہ اُس کی اطلاع دیتی۔ اس قسم کی عورتون کو روزمرہ زرکثیر تقسیم کیا جاتا تھا۔ عورتون اور بیواؤن کی زمین، روزانہ وظیفہ یا نقدروپیہ سے مدد کی جاتی تھی اور کنواری عورتون کو شادی کے لیے معقول امداد دیجاتی تھی۔

مورخین نے اس کے اوصاف کی ان جامع الفاظ مین تعریف کی ہے کہ "وہ ہوشیار، شیرین کلام، ماہر اور شریف اخلاق عورت تھی"

۷رجون ۱۶۳۱ء کو جب ملکہ تاج یعنی ممتاز محل کا انتقال ہوا تو ستی النسا اسکے جنازہ کے ہمراہ قبر تک گئی۔

شاہجہان نے ممتاز محل کے انتقال کے بعد اگرچہ وہ ۳۵ سال تک زندہ رہا دوسری شادی نہین کی اور حرم اور محل کا تمام انتظام اپنی بڑی لڑکی

جہان آرا کے سپرد کیا۔ وہ خاندانی تقریبات کو اپنے اہتمام سے کرتی بیگمات اور خواتین کی مہمانداری کرتی اور تمام وہ کام جو شاہی محل مین ممتاز محل کرتی تھی اب بجائے اپنی والدہ کے جہان آرا اُن کو انجام دیتی تھی ان فرائض کے ادا کرنے مین ستی النسائے اپنی پرانی شاگرد کی نہایت قابلیت سے مدد کی۔ جہان آرا نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد مُہر اس کے سپرد کی اور زنانہ اسٹاف بھی اِسکے ماتحت کر دیا۔ وہ شاہزادے اور شاہزادیون کے ساتھ مثل مان کے محبت کرتی تھی۔ وہ ہر شاہی خاندان کی شادی کے وقت مثل (Major domo) کے شاہی تحفون کو دلہن کے گھر لے جاتی تھی۔ مرد افسر جو کہ اس کے ہمراہ ہوتے تھے وہ باہر ٹھہر جاتے اور یہ حرم مین جاکر تحفون کو دلہن کی مان کے سامنے پیش کرتی اس تکلیف کے صلہ مین اس کو بہت انعام واکرام ملتا۔

ممتاز محل انتقال کے وقت اپنے لڑکے کی شادی کے لئے بہت سی قیمتی چیزین اور جواہرات چھوڑ گئی تھی۔ جہان آرا نے بھی اس مین ہمیشہ ترقی دی۔ یہ تمام چیزین شادی کے وقت بادشاہ کے نذرانے اور شہزادون اور بیگمات کے انعام واکرام مین اور اعیان سلطنت کے جوڑون وغیرہ مین صرف کی گئین۔ ولیعہد دارا شکوہ کی شادی مین ۱۶ کرور روپیہ خرچ کیا گیا جس مین سے سات کرور کے جواہرات چار کرور کے سونے چاندی کے زیورات ایک کرور نقد اور باقی دوسری چیزین جو تمام دنیا مین نادر تھین اور ہاتھی اور گھوڑون کے سجانے مین صرف ہوا جہان آرا کے حکم کے مطابق ستی النسائے ان تمام چیزون کو قلعہ آگرہ کے شاندار دالان مین کہلانے کے لئے رکھدیا تھا یہ دالان اس کھڑکی کے سامنے تھا جہان کہ بادشاہ اپنی وفادار رعایا کو اپنی صورت دکھلانے جایا کرتا تھا جس کو درشن جھروکہ کہتے

ہین۔ رات کو تمام محل چراغان کیا گیا جو بالکل نمائش گاہ معلوم ہوتا تھا۔ امیر اور درباری ان بیش بہا چیزون کو دیکھنے آئے یہانتک کہ بادشاہ بہی ان چیزون کو معائنہ کرنے آیا۔ اسی طرح دوسرے شہزادے شجاع کی شادی کے وقت بہی تمام زیورات اور دوسری قسم کی چیزین دکھلائی گئین جن کی قیمت ۱۰ کرور تہی اور یہ تمام تحفے ممتاز محل اور جہان آرا نے مہیا کئے تھے۔ ستی النسا کے سجانے کے شوق اور سلیقہ و نفاست نے ان چیزون کے دکھلانے مین خاص قسم کی دلچسپی پیدا کردی تہی۔

ستی النسا، جہان آرا کے تمام ملازمون کی سردار ہونے کے علاوہ بادشاہ کے حرم کی منتظم یا سردار بہی تہی۔ یہ خاتون بادشاہ کے دسترخوان کو سجاتی اور کہانے پیش کرتی تہی جو کہ ایک نہایت ایماندار اور بھروسہ والی عورت کا کام ہوا کرتا ہے اس طرح یہ ہمیشہ بادشاہ کی نظرون کے سامنے رہا کرتی تہی اور بادشاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا کرتا تہا۔

اس خاتون کی کوئی اولاد نہین تہی۔ بلکہ اپنے ایک عزیز کی دو لڑکیون کو گود لیا تہا۔ ان لڑکیون پر ستی النسا دل و جان سے قربان تہی۔ ان مین کی چھوٹی لڑکی کو سب سے زیادہ چاہتی تہی۔ اس کی شادی اپنے خاوند کے بھتیجے حکیم ضیاالدین سے کی جو ایران سے بلوایا گیا اور ستی النسا کے اثر سے اُس کو شاہی دربار مین رسوخ حاصل ہوا لیکن یہ نو عمر لڑکی جو ستی النسا کے دل کا پہول تہی بچہ پیدا ہونے کے بعد بہت دن تک بیمار رہکر ۱۰ ارجنوری ۱۶۴۷ء مین انتقال کر گئی۔ اس لڑکی کے انتقال کا صدمہ ستی النسا کے لئے ناقابل برداشت تہا اور اگرچہ وہ نہایت عقلمند اور فلسفہ و علم حکمت مین کامل تہی لیکن پہر بہی اس کے ہاتھ سے دامن صبر و استقلال چھوٹ گیا اور گیارہ روز تک قلعہ لاہور کے باہر اپنے مکان پر ماتم کرتی رہی

شاہجہان ایک نہایت مہربان بادشاہ اور محبت کرنے والے خاوند کا نمونہ اور گھر کا بزرگ تھا اس موقع پر وہ اپنی ملکہ کی سہیلی اور اپنے محل کی باوفا منتظمہ کو کیونکر فراموش کرسکتا تھا ۲۲ رجنوری کو یہ خیال کرکے کہ اب کچھ رنج و صدمہ کم ہوگیا ہوگا شاہی محل میں جو کہ شاہی حرم میں تھا بلوالیا اور خود محل کے اندر لے گیا اور جہان آرا کو سپرد کردیا اور ہر طریقہ سے اُسکا غم غلط کرنے میں بذات خاص کوشش کی لیکن دوسرے روز جبکہ بادشاہ شکار کو چلا گیا تھا ستی النسا کسی کام سے اپنے گھر واپس آئی شام کا کھانا کھانے کے بعد نماز پڑھی اور کلام مجید کی تلاوت کی اور رات کے آٹھ بجے کے قریب چلا اُٹھی کہ میرا گلا گھٹا جاتا ہے اور بہت جلد حالت خراب ہوگئی۔ ایک ایرانی حکیم مسیح الزمان نامی جو کہ دور کا رشتہ دار بھی تھا فوراً بلوایا گیا حکیم کے آنے پر اس خاتون نے سلام کرنے کے لئے سر اُٹھایا اور سلام کرنے کے بعد فوراً پیچھے جا پڑی نبض ابھی تک حرکت کر رہی تھی حکیم اور داماد نے فوراً اس کمزوری کو دفع کرنے کے لئے بہت سی چیزیں استعمال کرائیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تھوڑی دیر میں نبض کی حرکت بند ہوگئی اور وہ اس دنیاے فانی سے رخصت ہوگئی۔ اس طرح اپنی لڑکی کے ۱۵ دن بعد ستی النسا نے بھی انتقال کیا۔ دوسرے دن شاہجہان کو شکارگاہ میں یہ خبر پہنچی تو سخت صدمہ ہوا اور جنازہ کی پوری تعظیم کرنے کے لئے فوراً حکم صادر کئے گئے جنازہ پر دس ہزار روپے خیرات میں صرف کرنے اور لاش کو قبر میں امانت رکھنے کا حکم دیا۔

ایک سال بعد قبر سے لاش باہر نکالی گئی اور لاہور سے لاکر تاج محل کے غربی حصہ میں جو چوک جلو خانہ کے نام سے مشہور ہے دفن کی گئی تیس ہزار روپیہ صرف کرکے مقبرہ تیار کیا گیا اور ایک گاؤں تیس ہزار سالانہ محاصل کا

اس کے اخراجات کے لئے وقف ہوا۔ اس طرح بادشاہ اور شہزادی نے مرحومہ کی یاد کو دل سے جدا نہیں کیا۔

(ترجمہ)

عبید الرحیم
متعلم انگلو نارمل ہائی اسکول بھوپال

# ننھی آفتاب زادی

نجمی۔ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات کو وہ اپنے چچا کے یہاں جایا کرتا تھا اُسکے چچا زاد بھائی بہن اُس دن انتظار کیا کرتے تھے ایک دن جمعرات کو عشا کے بعد ہی سے قمر، عذرا، اور اختری تینوں بھائی بہن بیٹھے کہہ رہے تھے کہ آج نجمی بھائی آئینگے تو اُن سے ایک کہانی کہلوائینگے کہ اتنے مین آواز آئی قمر، عذرا چلا اُٹھی کہ لو وہ آگئے اختری دوڑی ہوئی دروازے کے پاس گئی اور کہا بھائی جان آجایئے نجمی اندر آیا تو عذرا لپٹ گئی قمر نے کہا ابھی ہم سب آپ ہی کو یاد کر رہے تھے۔

نجمی۔ کیون خیر تو ہے؟

قمر۔ کچھ نہین عذرا کہہ رہی تھی کہ بھائی جان سے ایک کہانی کہلوائینگے

عذرا۔ ہان بھائی جان ایک کہانی کہئے۔

نجمی۔ واہ واہ آتے دیر نہین ہوئی کہ کہانی کہئے۔

اختری۔ ہان بھائی جان آپ تو کہئے۔

نجمی۔ اچھا ایک پان کھلاؤ تو کہانی کہین

عذرا۔ دوڑی ہوئی پاندان کے پاس گئی اُس کے پیچھے اختری بھی گئی اور

عذرا کے آگے سے پاندان کھینچ لیا کہ مین بناؤن گی عذرا نے کہا نہین تم بگاڑ دوگی تمہین بنانا نہین آتا اختری بولی نہین ہمین بنائین گے اس پر دونون بہنون مین لڑائی ہونے لگی نجمی نے یہ دیکھ کر کہا اچھا بھائی دونون ایک ایک پان بنالو لڑائی وت آخر دونون نے جلدی جلدی ایک ایک پان بنایا اور نجمی کو لاکر دے دیا اس نے ایک پان کھالیا اور ایک رکھ لیا عذرا سے کہا تم یہان بیٹھ جاؤ اور اختری تم میرے پاس بیٹھو اور قمر تم عذرا کے برابر بیٹھ جاؤ ۔

عذرا۔ ہان بھائی جان شروع کیجئے۔

نجمی۔ دیکھو غور سے سننا

عذرا۔ ہم تو غور سے سنین گے آپ تو شروع کیجئے۔

نجمی:۔ سنو! ایک غریب بڑھیا تھی اس کے پانچ لڑکے تھے چار مر گئے تھے صرف ایک لڑکا خورشید بچا تھا اس کو وہ اپنی آنکھون کا نور دل کا سرور جانتی تھی خورشید پانچ ہی برس کا تھا کہ اُس کے باپ کا انتقال ہوگیا اب گھر پر انہین دو مان بیٹون کے سوا کوئی نہین تھا جب تک کچھ اندوختہ تھا بڑھیا اُسے بیچ بیچ کر اپنے بچے کی پرورش کرتی رہی جب وہ اندوختہ ختم ہوگیا تو بیچاری چکی پیسنے اور سلائیان سی سی کر گذارہ کرنے لگی اسی طرح کئی برس گذر گئے۔ غریب بڑھیا پر ایک تازہ مصیبت یہ آئی کہ خورشید بیمار ہوگیا کھانے پینے سے جو کچھ بچتا وہ اپنے اکلوتے بچے کی دوا دارو مین خرچ کرتی خورشید کو بیمار پڑے ہوئے تین مہینے ہوگئے مگر کسی طرح اچھا نہ ہوا مان کی پریشانی حد سے بڑھتی جاتی تھی اور دن رات رویا کرتی تھی اور دعا مانگا کرتی تھی کہ خدا تو خیر رکھنا میرا ایک ہی بچہ ہے یہی میری زندگی کا سہارا ایک

رہ گیا ہے اب اُسکا صدمہ مجھے نہ دکھانا۔

بارش کے دن تھے ایک روز صبح کے وقت غریب بڑہیا اپنے بیٹے کے لئے دوا بناکر کسی کام کو گھر سے باہر چلی گئی خورشید دوا پیتا ہی چاہتا تہا کہ اُسے کھڑکی مین سے مغرب کی طرف قوس قزح نظر آئی وہ اس کو ایسی بہلی معلوم ہوئی کہ ٹکٹکی باندہے اس کی طرف دیکھنے لگا اور ایسا محو ہوا کہ دوا کا بہی ہوش نہ رہا۔

**قمر۔** بہائی جان قوس قزح جو آسمان پر نظر آتی ہے کیا چیز ہے ؟

**نجمی۔** تم نے دیکھا ہوگا کہ جب قوس قزح نکلتی ہے تو اُس کے پیچھے سیاہ بادل ہوتے ہین جب اس بادل پر سورج کی شعاعین پڑتی ہین تو ننہے ننہے پانی کے قطرے جو اس بادل مین ہوتے ہین روشنی کے رنگ الگ الگ کر دیتے ہین قوس قزح مین جو رنگ نظر آتے ہین وہ سورج کی روشنی کے ہین۔

**قمر۔** بہائی جان یہ قوس قزح تو مشرق کی طرف ہوتی ہے مغرب کی طرف خورشید کو کیسے نظر آئی۔

**نجمی۔** شام کو جو قوس قزح نکلتی ہے وہ مشرق کی طرف ہوتی ہے اور جو صبح کو نکلتی ہے وہ مغرب کی طرف ہوتی ہے۔

**قمر۔** قوس قزح کو دیکھو تو کیا بہلی معلوم ہوتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ دیکھے ہی جاؤ

**نجمی۔** بے شک وہ ایسی ہی دلچسپ چیز ہے دیکھو ایک عرب کے شاعر نے کیسی عمدہ تشبیہ دی ہے۔

وہ ہوا نے افق پر ایک چادر پہیلادی ہے جس کے کنارے زمین تک لٹک آئے ہین۔ چادر کے کنارے پر قدرت نے سرخ، سبز

زرد رنگ کی بیلیں تان دی ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دلہن نے اوپر تلے مختلف رنگ کے کرتے پہن لئے ہیں جن کے دامن بہ ترتیب ایک دوسرے سے چھوٹے ہوتے چلے گئے ہیں"

عذرا کا دل کہانی میں لگا ہوا تھا اس کو یہ باتیں بہت ناگوار گذر رہی تھیں آخر اس سے نہ رہا گیا اور کہنے لگی ارے بھائی جان یہ کہاں کا تذکرہ آپ نے نکال دیا آپ تو کہانی کہئے۔

**اختری**۔ ہاں بھائی جان پھر کیا ہوا۔

**نجمی**۔ پھر یہ ہوا کہ جب تک قوس قزح رہی خورشید برابر دیکھتا رہا اس کی بیماری کیوجہ سے عجب حالت ہوگئی تھی جب قوس قزح غائب ہوگئی تو اس کو بجید صدمہ ہوا دوا بھی نہیں پی اور اداس ہوکر لیٹ گیا۔

زہرہ خورشید کی خالہ زاد بہن روز اس کی تیمارداری کے لئے آیا کرتی تھی اُس نے آکر دیکھا کہ دوا رکھی ہوئی ہے اور خورشید بہت اُداس لیٹا ہوا ہے اس نے اسکا سبب پوچھا کہ تم اسقدر غمگین اور اداس کیوں ہو پہلے تو خورشید نے بتانے سے انکار کیا جب زہرہ نے زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ مینے ابھی قوس قزح دیکھی تھی مجھے اس کے رنگ خاصکر دھانی رنگ جو سب رنگوں کے بیچ میں تھا بہت پسند آیا قوس قزح جب سے غائب ہوئی ہے میری طبیعت اُداس ہوگئی جب تک میں پھر قوس قزح کو نہ دیکھ لونگا مجھے تسکین نہ ہوگی زہرہ نے یہ سنکر کہا تم بیمار کیا ہوئے بالکل دودھ پیتے بچے ہی بن گئے قوس قزح ایسی کیا چیز ہے ہزار دن بار نکلتی ہے

کیا اس سے پہلے تم نے کبھی نہین دیکھی خورشید زہرہ کی باتون سے کچھ شرمندہ تو ہوا لیکن اس بیماری مین اسکو قوس قزح کا خبط پیدا ہوگیا تھا اسلیے اُس کی اُداسی رفع نہ ہوئی زہرہ نے یہ حالت دیکھکر کہا اچھا مین ایسی تدبیر کرتی ہون کہ قوس قزح تمکو روز نظر آیا کریگی یہ کہکر وہ اسی وقت گئی اور کہین سے سہپہل بلوری قلم تلاش کرکے لائی اُسے کھپریل مین لگا دیا جا رہے جب سورج کی شعاعین اُسپر پڑین تو رنگین شعاعین کمرے کے فرش پر جاکر پڑنے لگین زہرہ نے خورشید سے کہا دیکھو یہ تماشا! خورشید نے جو غور سے دیکھا تو اُسے وہی سات رنگ کی شعاعین جو قوس قزح مین تھین نظر آئین زہرہ نے کہا کہ یہ سات رنگ کی دھاریان ہین بیچ مین دھانی رنگ کی جو دھاری ہے اس کا نام ننھی آفتاب زادی ہے اور اس کے آس پاس جو چھ رنگ کی دھاریان ہین وہ ننھی آفتاب زادی کی سہیلیان ہین اب یہ روز آیا کرے گی اور تمہارا دل بہلایا کرے گی۔

نجمی یہین تک کہنے پایا تھا کہ قمر نے سوال کیا بھائی جان یہ کوئی طلسمی شیشہ ہے؟

- طلسمی تو نہین معمولی بلوری شیشہ کی خاصیت ہے کہ سورج کی روشنی جتنے رنگون سے بنی ہے وہ سب الگ الگ کر دیتا ہے

قمر- کیا روشنی رنگون سے بنی ہے

- ہان سات رنگون سے بنی ہے بنفشی، نیلا، سبز، اُودا، زرد، نارنجی اور سُرخ، اور تمام روشنی جو ہمارے گرد موجود ہے اس مین بھی یہی سات رنگ شامل ہین۔

عذرا۔ اے بھائی جان آپ نے پھر وہی قصہ چھیڑ دیا آپ تو کہانی کہے جایئے ہان پھر کیا ہوا۔

نجمی۔ خورشید کو یہ تماشا پسند تو آیا لیکن اُسے تو قوس قزح کی ننھی آفتاب زادی کا خبط سمایا ہوا تھا اس لیئے اُس کی کچھ زیادہ تسکین نہ ہوئی اور جس روز مینہ نہ ہوتا تھا وہ ننھی آفتاب زادی خورشید کو نظر نہین آتی تھی تو اُسکو اور بھی صدمہ ہوتا تھا زہرہ کو اُسکے ساتھ بیحد ہمدردی تھی خورشید کی یہ حالت دیکھکر اُس نے اطمینان دلایا کہ تم کچھ غم مت کرو مین نے سُنا ہے کہ طاؤسون کے پہاڑ پر ایک بہت بڑی عابدہ اور زاہدہ رہتی ہین جنکا نام سنبلہ بی بی ہے مین کل صبح پہاڑ پر جاؤن گی اور اُن سے تمہارا حال کہون گی وہ ایک بڑی بزرگ اور خدا رسیدہ بی بی ہین مجھے یقین ہے کہ خدا اُن کی دعا سے تمہین شفا دے گا چنانچہ زہرہ دوسرے روز صبح طاؤسون کے پہاڑ پر گئی سنبلہ بی بی ایک پہاڑ کی کھوہ مین رہتی تہین زہرہ اُس کھوہ کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی اندر سے آواز آئی اے نیک بخت لڑکی یہان آجا زہرہ اندر گئی اور ہاتھ باندھکر سنبلہ بی بی کے سامنے کھڑی ہوگئی سنبلہ بی بی نے زہرہ پر بہت شفقت کی اور سر پر ہاتھ پھیر کر پوچھا بیٹی تو کیسے آئی زہرہ نے اپنے بھائی کا سب حال کہا کہ میرا بھائی کئی مہینے سے بیمار ہے اور اب اُسے ایک نیا خبط ننھی آفتاب زادی کا ہوگیا ہے سنبلہ بی بی نے زہرہ کو اپنے گلے سے لگا لیا اور اُس کی ہمت کی بہت تعریف کی کہ تو محض اپنے بھائی کی ہمدردی کے لیئے ایسے دشوار گذار پہاڑ پر آئی اور نصیحت کی کہ اپنے بھائیون کے ساتھ ایسی ہی ہمدردی کرنا چاہیئے پھر اس کو بٹھا کر شربت پلایا

اور کہا مین خدا سے دعا کرون گی کہ تیرا بہائی اچھا ہو جائے لیکن بیٹی تو ایک کام کر کہ اس پہاڑ پر تہوڑی دور اوپر ایک درخت ہے جس مین بہت خوبصورت دہانی رنگ کے پہول لگے ہین تو اس درخت کے سب پہول توڑ کر لے آ ان پہولون کو تو اپنے بہائی کے پلنگ کے چارون طرف بچہا دینا پہولون کی خوشبو سے وہ اچھا ہو جائیگا اور ننہی آفتاب زادی کو بہی بہول جائیگا۔

**نجمی۔** قصہ کو یہین تک چھوڑ کر چپ ہو گیا اور عذرا کی گھبراہٹ اور بے تابی کا تماشا دیکھنے کے لئے قمر سے پوچھنے لگا کیون قمر تمہین معلوم ہے کہ پہولون مین رنگ کہان سے آتا ہے؟

**قمر۔** بہائی جان مجھے نہین معلوم۔

**نجمی۔** سب رنگ سورج کی روشنی سے پیدا ہوتے ہین جب پہول پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو پہول سب رنگ جذب کر لیتا ہے اور ایک رنگ باہر پہینک دیتا ہے اُسی کو دیکھکر ہم کہتے ہین کہ یہ پہول زرد ہے یہ اُودا ہے یہ سُرخ ہے وغیرہ وغیرہ پہولون پر منحصر نہین ہر چیز سب رنگ جذب کر لیتی ہے اور صرف ایک رنگ باہر پہینک دیتی ہے جو چیز ساتون رنگ باہر پہینک دیتی ہے وہ سفید ہوتی ہے۔

**عذرا۔** ارے بہائی جان آپ تو کہانی پوری کیجئے۔

**نجمی۔** اچھا لو اب پوری کئے دیتے ہین ..... کہان سے چہوڑی تہی؟

**عذرا۔** ننہی آفتاب زادی کو بہول جائیگا۔

**نجمی۔** سنبلہ بی بی نے یہ بہی کہا جب تو پہول توڑ کے لائے تو میرے پاس ہوتی جانا مین تجھے ایک بیڑا دونگی تو ہر درخت کی تلاش مین

روانہ ہوئی کئی جگہ بیچاری گر بھی پڑی لیکن وہ سمجھتی تھی کہ مین ایک بہت بڑی نیکی کا کام کر رہی ہون اسلئے وہ ہمت نہین ہاری اور گرتی پڑتی برابر چڑھی چلی گئی آخر وہ درخت کے پاس پہنچ گئی جتنے پھول اُس مین لگے تھے سب توڑ لیے اور اپنی اوڑھنی مین باندھکر خوش خوش سنبلہ بی بی کے پاس آئی اُنھون نے پھر زہرہ کو گلے لگایا اور دو صندوقچیان پر کاغذ منڈھا تھا دیے کہ یہ میرے پاس پڑے ہوئے ہین ان کو لے جا اور خورشید کو دے دینا گھر جا کر انکا کاغذ کھاڑ ڈالنا اور جو کچھ لکھا ہے اُس کی تعمیل کرنا زہرہ پھر چلی آئی اور خورشید سے سب حال کہا اور دونون صندوقچے دے دیے۔ خورشید نے کاغذ کھاڑ کر دیکھا تو ایک پر لکھا تھا "ایک مہینے کے بعد کھولا جائے" اور دوسرے پر لکھا تھا "ایک سال کے بعد کھولا جائے" خورشید نے دونون صندوق اُٹھا کر رکھدیے اور زہرہ نے پھول خورشید کے پلنگ کے چارون طرف چھپا دیے اس کو ان کی خوشبو ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ خورشید کی طبیعت اُسی وقت سے بحال ہونے لگی اور وہ چند روز مین بالکل اچھا ہو گیا خورشید کی ماں اور خود خورشید زہرہ کے بیحد ممنون تھے خورشید کی ماں اس کی بار بار بلائین لیتی تھی اور شکریہ ادا کرتی تھی کہ میرا لڑکا تمھاری بدولت اچھا ہوا میرے پاس کچھ نہین ہے جو مین تمھین دون بس دعائین ہین مین جب تک جیون گی تمھارے احسان کو نہ بھولون گی۔

چند مہینے کے بعد خورشید کی ماں کو فکر ہوئی کہ بیٹے کی شادی

کر دی جائے خدا جانے مین کب تک زندہ رہون میرے دل مین یہی ایک آرزو ہے کہ خورشید کی دلہن بیاہ کے لاؤن لڑکی تو اور کہین اس نے تلاش کی نہین زہرہ کی مان ہی کو پیغام دیا کہ خورشید جیسا میرا لڑکا ویسا تمہارا اب مجھے کچھ زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہین زہرہ کے ساتھ خورشید کی شادی کردو زہرہ کی مان کی بھی یہی خوشی تھی اُس کا شوہر بھی راضی ہوگیا اور دونون کی شادی کر دی گئی جب مہینہ گذر گیا خورشید نے ایک صندوقچہ کھولا جس پر "ایک مہینے کے بعد کھولا جائے" لکھا تھا کھولا سب سے اوپر اُس مین بہت سے روپیے اور اشرفیان رکھی تھین انکے نیچے دو تھالیان تھین ایک چاندی کی اور ایک سونے کی تھالیون کے نیچے بہت سے جواہرات اور زیور تھا یہ سامان دیکھکر دونون میان بیوی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ خدا نے چھپر پھاڑ کر دیا خورشید نے اپنی مان کو بلا کر یہ سب سامان دکھایا وہ بھی دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہا بیٹا تم دونو کو مبارک ہو اب دونون میان بیوی اور خورشید کی مان فراغ بالی سے زندگی بسر کرنے لگے اور ان کی فلاکت دفع ہوئی۔ جب ایک سال گذر گیا تو خورشید نے زہرہ سے کہا آج دوسرا صندوقچہ کھولنے کا دن ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے عزیزون اور دوستون کو چاء کی دعوت دون اور اُن سب کے سامنے صندوقچہ کھولا جائے زہرہ نے بھی یہ رائے پسند کی اور کہا مین چاء اور پانون کا انتظام کرتی ہون تم سب کو دعوتی خط لکھکر بھیجدو۔ خورشید خط لکھنے لگا اور زہرہ چاء اور پان بنانے مین مصروف ہوئی دن کے چار بجے

کا وقت مقرر کیا گیا تھا اُسی وقت سب لوگ آنے شروع ہو گئے جب سب جمع ہو گئے تو پہلے چا ر کی تواضع کی گئی پھر ایک پر تکلف میز الکر بیچ کے کمرے مین بچھا لی گئی۔ خورشید نے صندوقچہ نکال کر میز پر رکھا سب لوگ بڑے اشتیاق سے میز کے گرد کھڑے ہو گئے لیکن زہرہ پاس نہین آئی وہ دور ہی سے بیٹھی دیکھتی رہی خورشید نے کھول کر دیکھا تو عجب تماشہ نظر آیا اس مین ایک بچہ لیٹا ہوا تھا جو دھانی رنگ کا ایک چھوٹا سا کرتہ پہنے ہوے تھا۔ سب کو ایک حیرت سی تھی صندوقچہ کھلتے ہی بچہ نے رونا شروع کیا زہرہ بچہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہنے لگی مین اس کو پال لون گی خورشید کو اس کے عزیزون اور دوستون نے اس خداداد نعمت پر مبارکباد دی اور یہان کھاکر رخصت ہوے لو کہانی تھی تو پوری ہو گئی

محمد مہدی

## خاندانون مین جرائیم غم وتباہی

شرایف مسلمانون مین بہ استثنائے بعض مقامات اور بعض خاندانون کے ابھی تک ہر طبقہ مین پردہ جاری ہے یہ امر جدا گانہ ہے کہ یہ پردہ منصوص شرعی ہے یا محض رسمی و رواجی ہے مضر ہے یا مفید قوم کی تباہی کا باعث ہے یا قومی ناموس کی حفاظت کا ذریعہ۔ لیکن عموماً اس پر عمل ہے اور وہ ابھی تک ہماری معاشرت کا غیر منفک جزو ہے اور اسی کو شخصی وقومی ناموس کا محافظ اکبر سمجھا جاتا ہے لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ آئے دن ایسی مثالین ضرور ملتی رہتی ہین جو خاندانون کے لئے مصیبت عظمیٰ ہوتی ہین اور اس کو دائمی غم مین مبتلا کر دیتی ہین۔

جب کوئی ایسی مثال پیش آجاتی ہے تو اس کو عامۃً جدید طریقۂ تعلیم کا اثر بتایا جاتا ہے اور تعلیم کو ناموس کی تباہی کا ذریعہ ٹھیرایا جاتا ہے حالانکہ تعلیم تو قدرتاً ہمیشہ اچھی چیز اور اچھا اثر پیدا کرنے والی ہوتی ہے لیکن اسپر غور نہین کیا جاتا کہ ان خاندانون مین طریقۂ تربیت کیا رہتا ہے۔ ایسی مثالون مین بعض مثالین ایسی بھی ہوتی ہین جن کی تعلیم مین مذہبی تعلیم بھی شامل ہوتی ہے مگر وہ بھی کوئی روک نہین کرسکتی اور غیر موثر رہتی ہے تو کیا مذہبی تعلیم بھی غیر مفید ہے اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو طریقۂ تربیت ہی کا نقص معلوم ہوگا۔

لڑکیان جب اُردو پڑھ لکھ لیتی ہین تو فطری طور پر اُن کی طبیعت کتابون کی بھوکی ہو جاتی ہے اور خصوصاً جبکہ گھرون مین اُنکا وقت بیکار گذرنے لگتا ہے تو لامحالہ ان کو زیادہ کتاب کی جستجو ہوتی ہے والدین ایک حد تک انکو اخبارات و رسائل اور کتابون کے منگانے کی آزادی دیدیتے ہین۔ بدقسمتی سے ہماری قوم مین ابھی تک اُردو کا ایسا لٹریچر بکثرت موجود نہین جو علاوہ مفید ہونے کے دلچسپ بھی ہو اسلئے جسقدر کتابین انتخاب کیجاتی ہین اُن مین بڑا حصہ گندہ لیٹریچر کا ہوتا ہے یعنی ناولین اور دیوان۔ ناول عموماً انگریزی ناولون کا ترجمہ ہوتے ہین جو ہمارے مذاق ہماری معاشرت اور ہمارے جذبات سے بالکل متضاد اور مغائر ہوتے ہین اور چونکہ یہ ناول بکثرت طبع اور شائع ہوتے ہین اور ارزان قیمت پر فروخت ہوتے ہین اسلئے بآسانی خریدے جاسکتے ہین ان مین واقعات بھی کچھ ایسے دلچسپ ہوتے ہین کہ نوجوانون اور نوعمرون پر پڑھتے وقت پہلے تو ان کا غیر محسوس اثر ہوتا ہے اور پھر وہ ایک مستقل اثر پیدا کر لیتے ہین اگرچہ ابتدا مین ذرا نفرت ضرور ہوتی ہے لیکن آخر کار ان کی دلچسپی نفرت پر غالب آجاتی ہے اور پھر یہ حس بھی جاتی رہتی ہے۔

ترجمون کے علاوہ اوریجنل یعنی خود اپنی تصنیف کئے ہوئے ناولو
ہی رنگ ہوتا ہے بلکہ انکا رنگ اور زیادہ گہرا ہو جاتا ہے نام طرز معاشر
مین اجنبیت بھی باقی نہین رہتی۔

ناولون کے بعد دیوانون کا نمبر ہے داغ و امیر کے دیوان باعت
شاعری بلاشبہ نہایت اعلیٰ ہین لیکن نوجوانون اور خصوصاً لڑکیون کے
سے نہین۔

ایسے لٹیریچر کا جذبات انسانی پر اثر پڑنا ایک فطری امر ہے ا
قوت [illegible] اس کو نہین روک سکتی پس اس اثر کا وقت آتا ہے اور موقع ملتے
کا انتقام پورا ہو جاتا ہے۔

یہ ناول بعض دوسری قومون مین بھی پڑھے جاتے ہین ا
کی الماری کی زینت ہوتے ہین لیکن ہم کو ان سے بحث نہین جبکہ
کہ وہ تھیٹرون اور متحرک تصاویر کے تماشون مین بھی شریک ہوتی ہ
ان سے حظ حاصل کرتی ہین۔ تھیٹرون کی نقلین، تماشون کی متحرک تصو
ہماری نقطہ خیال سے بڑا حصہ نہایت فحش ہوتا ہے ان کے لئے باعث
ہوتی ہین۔ مان بیٹے کے ساتھ بہن بھائی کے ساتھ بیٹی باپ کے سا
مین لطف اندوزی مین شریک ہوتے ہین۔ لیکن ہماری یہ حالت تو قو
اور وہ دن سب سے بڑی قومی مصیبت کا ہی نہین بلکہ مذہبی ماتم کا دن
مسلمان عورتین اتنی دلیر ہو جائینگی۔ بلاشبہ بمبئی وغیرہ مین دیگر اقوام کے
خال خال مسلمان عورتین بھی نظر آتی ہین۔ لیکن یہ ایک مخصوص طبقہ ا
سے تعلق رکھتی ہین جن مین اصولاً مذہب کا کوئی درجہ نہین ہے۔

اس مسئلہ حفظ ناموس کے ساتھ ہی اقتصاد خانگی کا مسئلہ بھی

خاندانون کی تباہی کے مسائل مین بہت کچھ غور طلب ہے - قریباً چوتھائی صدی سے مسلمان مردون کے فیشن اور معاشرت مین نہایت سخت انقلاب ہوگیا ہے اور اس نے ہمارے اطمینان کو تقریباً ہلاک کر ڈالا ہے اس فیشن کا اثر ابتک مردون کے طبقہ مین متعدی رہا ہے لیکن اب عورتون مین بھی سرایت کرتا جاتا ہے -

ایک تعلیم یافتہ جو ڈہائی سو روپیہ ماہوار کماتا ہے اور قومی معاملات مین بھی دلچسپی رکھتا ہے سال بھر مین اس کمائی کا بڑا حصہ لباس اور کمرون کی آرائش پر صرف کر دیتا ہے - اور ایسے ہی شخصون مین سے بعض نہین اکثر احباب کو دیکھا ہے کہ ان کے کمرہ مین ایک درجن تعداد مین بوٹ شوز سلیپر وغیرہ موجود ہوتے ہین لیکن نیوا ایرا صداقت وہمدم کی قیمت ادا کرنے کی گنجائش نہین نکلتی - ایک ایک سوٹ کی قیمت ایک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ کی تنخواہ کی برابر ہو جاتی ہے - مگر باپ بھائی - ماموں - چچا جو بدقسمتی سے دست نگر ہو جاتے ہین صاحب کے خانساماں سے بھی بدتر حالت مین نظر آتے ہین - گھرون کے اندر کی حالت تو حجاب مین رہتی ہے اسلئے نہین دکھائی دیتی مگر ہان یقیناً اس سے بدتر ہوگی - یہ کیفیت صرف کالجون کے فیشن ایبل نوجوانون کی ہی نہین ہے بلکہ اب اس کا اثر مدارس عربیہ کے طلباء اور تعلیم قدیم کے نمونون حتےٰ کہ معمولی شد بد کے اشخاص تک پر ہوگیا ہے اور وضع قطع مین حسب حال ترمیم کرکے وہ بھی اچھے خاصے فیشن ایبل ہوگئے ہین مردان خانون سے تجاوز کرکے یہ بلا گھرون کے اندر پہنچ گئی ہے اور ہر گھر مین جہان معمولی تعلیم کی کوئی نوجوان خاتون ہے اس مین بھی کچھ نہ کچھ اس کا اثر ہے -

دہلی کے زرد وزجوتے سورت کے مشروع گوٹہ لچکہ جو اپنے وطن کا رہا یہ مین اب ان کے لئے قابل نفرت ہین اور ان کی جگہ ساڑہیون بیلون اور

پیپ شوز کو حاصل ہوگئی ہے۔ ہندوستانی زیور نقرہ و طلائی جو در اصل پہلے ہماری مصیبتوں کا سہارا ہوتا تھا اب گران بار ہے اور فیشن ایبل زیور جو استعمال کے بعد کچھ زیادہ قدر و قیمت نہیں رکھتے دلپسند ہوگیا ہے اور فیشن کے یہ جذبات آناً فاناً ترقی پذیر ہیں۔

ان کے بعد بچوں کا نمبر ہے، بجائے اس کے کہ مائیں بہنیں اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے ان کو کپڑے پہنائیں اب زیادہ تر درزی کے یہاں معقول اجرت پر تیار ہوتے ہیں یا دوکانوں سے خریدے جاتے ہیں اور اس لباس میں بچے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ماں باپ دونوں یا باپ کا شوق ہوتا ہے کہ ان کا بچہ یورپین بچہ کی طرح نظر آئے اور نظر آتا ہے مگر صرف اسی نقل میں ورنہ یورپین بچوں میں جو ادب متانت خودداری اور بے خوفی ہوتی ہے اسکی تو جھلک تک نہیں دکھائی دیتی حتے کہ اس عمدہ صحت کا جو اُن بچوں میں ہوتی ہے عشر عشیر بھی ہمارے بچوں میں نظر نہیں آتا۔

یہ جرائم بہت زیادہ اُن خاندانوں کے لئے موجب تباہی ہیں جنکا گذر موقت آمدنیوں پر ہے۔ میرے ایک دوست جن کی تنخواہ چار سو روپیہ ماہانہ تھی اور جو ہمیشہ نہایت فیشن ایبل رہتے تھے اور جن کے گھر میں بھی فیشن کا خاص مذاق تھا اور بچے بھی یوروپین بچوں سے کم نہ تھے چند روز بیمار رہکر مر گئے تو انکا پورا خاندان گو اُسوقت اپنے وطن جا سکا جبکہ اثاث البیت حتے کہ مرحوم کے سوٹ اور بیوی کی عمدہ ساڑیاں نہایت کم قیمت پر فروخت ہوئیں انکے بچے جو مڈل اور انٹرنس میں تھے ایک بیکس و محتاج رہ گئے اگر انکے ایک کفایت شعار عزیز مدد نہ کرتے تو جورو وہ بھی اسیقدر کہ فیشن اور کتابوں کا خرچ دیں تو بچے اپنی تعلیم بھی جاری نہ رکھ سکتے۔ اس مصیبت میں کم و بیش خود راقم بھی مبتلا ہے

دن ۹ سوسائٹی مین شرکت اور لباس ہی کو ذریعۂ اعزاز سمجھکر وہ بعض چیزین بیچا
ریدیتا ہے اکثر ایسے احباب کے ساتھ بازار مین جاکر قرض بھی لے آتا ہے
نون اور کارخانون کی فہرست دیکھکر یا بلا ضرورت محض فیشن کے
یزین خریدی ہین۔

اس مصیبت کا احساس ہند مصلحین مین بھی ہے اور وہ اب اپنے
ا بہر کوشش کر رہے ہین کہ ان کی قوم اس سے بیا دہین رہے لیکن ہمارے
ور ہمارے لیڈر اپنی موثر مثالون سے خود اس مصیبت کی طرف دھکیل رہے
ہماری قومی مجلسون مین پلیٹ فارم اور آگے والی قطار کی عمدہ کرسیون پر
ن کو جگہہ ملتی ہے جو اپنے ساتھ ان مہلک جراثیم کو لاتے ہین۔

گذشتہ لیڈیز کانفرنس منعقدہ دہلی کے متعلق بھی اسکا چرچا عام
ن سے گذر کر اخباری صفحات مین آگیا ہے اور بعض دوربین نگاہون مین
زائش فیشن اور وضع قطع کی نمائش کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ خواہ اس
ی کتنی ہی تردید کیون نہ کی جائے لیکن گرد و پیش کی چیزین لباسون کے
رق دست و گردن کے زیور خود بین ثبوت ہین۔

بڑی بڑی تنخواہ پانے والے اور معقول آمدنیان رکھنے والے
س مصیبت کو جھیل جائین لیکن غریبون کا حشر کیا ہوگا۔ یہ ایک ایسا
ل ہے جس کا جواب ہر شخص اپنے دل مین پا لیگا مگر زبان یا قلم سے نکالتے
ے جھجک جائیگا اور راقم بھی جھجک رہا ہے مگر نہین قومون اور ملکون
ریخین اس جواب کی منادی کر رہی مین اور ان کے مصلحین ببانگ دہل
تے ہین اور ان مصیبتون کو نہایت دلیری کے ساتھ ظاہر کرتے ہین اب
ہ اس کا ہنین رہا ہے کہ ہم رسم و رواج کی بدولت جائداد ون کی تباہیاں ور

خاندانوں کی مصیبت کا رونا روئین۔ عورتوں کی جہالت پر مرثیہ پڑہین بلکہ وہ وقت ہے کہ اس تعلیم و تربیت اور اس جدید فیشن پر ماتم و نوحہ کرین اور یہ جراثیم جو روز بروز گھرون کے کونوں مین پیدا ہو رہے مین فنا کیے جائین۔

معتصم

# کانفرنس کا صیغہ تعلیم نسوان

گذشتہ دسمبر مین بمقام علیگڈھ کانفرنس کا جو اجلاس منعقد ہوا تہا اُس کے شعبۂ تعلیم نسوان کی صدارت کا قرعہ مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی کے نام نکلا تہا لیکن غالباً یہ اور اس کے ساتھ کے دوسرے قرعے عین وقت پر ڈالے اور اٹہائے گئے ہون گے کیونکہ اکثر شعبون کے صدر صاحبان کو تحریری ایڈریس تیار کرنے کا کافی وقت نا تہا۔ ہم کو دوسرے شعبون پر ظل السلطان مین تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین البتہ شعبۂ تعلیم نسوان ناظرین و ناظرات ظل السلطان کے خاص مذاق کی چیز ہے اس لئے ہم مجبور ہین کہ اس پر ریویو کرین۔

مسلمانوں مین ایک طرف تو مسائل تعلیم نسوان اس قدر دشوار، پیچیدہ اور غور طلب ہین کہ کسی قوم مین نہین۔ دوسری طرف اقوام ہند کے مقابلہ مین نسبتاً جو کمی ہے وہ بہی محتاج بیان نہین۔ اس پر عام بے پروائی اور غفلت کا رونا، ذرائع و وسائل کے فقدان کا ماتم مستزاد ہے لیکن اس سے زیادہ کیا بدقسمتی ہوگی کہ اس شعبہ کے لئے تین دن کے اجلاس مین تین گھنٹے ہی نہین ملتے اور ڈیڑھ گھنٹہ مین اس کی کارروائی ختم کر دی جاتی ہے اور کل کارروائی جناب صدر کے خطبہ صدارت اور زنانہ اسکول کی رپورٹ اور ایک رزولیشن

پر ختم ہو جاتی ہے۔

آنریری سکریٹری کی رپورٹ مین جیساکہ دستور قدیم ہے ایک زبردست تمہید تہی جس مین کچھ تو سرکاری رپورٹون سے تعلیم اناث کی عام حالت اور قومی بے توجہی کو افسوس آمیز الفاظ مین ظاہر کیا گیا اور کچھ اس مسلہ خاص پر کانفرنس نے گذشتہ عرصہ مین جسقدر توجہ دلائی ہے اس کا تذکرہ اور قوم کے توجہ نہ کرنے پر اظہار حسرت اور کانفرنس کے کامون کے متعلق احتساب و اعتراض کرنے والون پر ملامت تہی۔ پہر سال حال یعنی ۱۹۱۶ء کا کام بتایا گیا اور نہایت افتخار کے ساتھ تعلیمی نصاب کے اس حصہ کی تیاری کا بیان کیا جو سب مین ضروری ہے۔ اس حصہ پر جس مین قاعدہ، پرائمر بقاعدہ پانچ ریڈرین اور دینیات کے تین رسالے ہین چار ہزار سات سو چالیس (للعہ ) روپیہ منجملہ پانچ ہزار عطیہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بہوپال دام اقبالہا صرف ہوا ہے تاریخی ریڈرون کی تیاری کا مسلہ زیر غور ہے کہ آیا انکی ضرورت ہے یا نہین۔

اس کے بعد مدرسہ نسوان کے صرف باقاعدہ حسابات جانچ کرنے کا مختصر لفظون مین بیان تہا۔ رپورٹ سنائے جانے کے دوران مین اور ختم ہونے کے بعد آنریبل مولوی رفیع الدین صاحب بیرسٹر پونہ نے نصاب کے معیار اور زنانہ اسکول کے نارمل اسکول نہ ہونے پر بڑی آزادی اور بڑے زور کے ساتھ اعتراضات کئے جسکا خلاصہ یہ تہا کہ نصاب اعلی معیار پر نہین ہے بلکہ معیار سے اتنا گرا ہوا ہے کہ ٹکسٹ بک کمیٹی مین جب پیش کیا گیا تو مجھے شرم آگئی اسکول کی موجودہ حالت قابل فخر نہین ہے اس سے بہتر تو معمولی اسکولون مین تعلیم ہوتی ہے لڑکیون کی تعداد بہی کچھ حوصلہ افزا نہین۔ ہم سے تو نارمل سکول کا وعدہ کیا گیا تہا اور ہمکو نارمل سکول درکار ہے تاکہ استانیان مہیا ہو سکین

جس وقت بڑی سرگرمی کے ساتھ اعتراضات کی بوچھار ہو رہی تھی
آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے ان کو دبی زبان سے تسلیم
کرتے ہوئے یہ رزولیوشن پیش کر دیا کہ " آئندہ جولائی میں ایک کمیٹی اس
مسئلہ پر غور کرے کہ اس مدرسہ کو کیونکر نارمل سکول بنایا جائے " اور
فوراً پانچ مندرجہ ذیل اصحاب اس کمیٹی کے ممبر منتخب ہو گئے (۱) مولانا مولوی
حبیب الرحمن خان صاحب (۲) مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار
(۳) مفتی انوار الحق صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بھوپال (۴) جسٹس عبد الرحیم
صاحب مدراس (۵) مولوی رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر پونا۔ ان منتخب
شدہ حضرات میں سے ۱ و ۲ و ۵ جلسہ میں موجود تھے نمبر ۳ و ۴ موجود نہ تھے
لیکن اس رزولیوشن کا وہی معمولی حشر ہوا اور آج تک کمیٹی اپنا اجلاس
نہ کر سکی اور نہ کسی ممبر نے اس پر التفات یہ غور کیا۔ جو ممبر کہ موجود نہ تھے
ان کو اس مجوزہ کمیٹی اور انتخاب کی اطلاع تک نہ دی گئی۔ جو موجود تھے
اور جنہوں نے ذمہ داری قبول کی تھی انہوں نے بھی اس تساہل پر کوئی
نوٹس نہیں لیا۔ *

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ اجلاس کی جو رپورٹ
شائع ہوتی ہے وہ بہت کچھ اہلکاران دفتر کی تصنیف ہوتی ہے اور بعض
اعتراض معاملہ یا تو بالکل اڑا دیا جاتا ہے یا اس کی صورت تبدیل کر دی جاتی
ہے اور یہ ایک مسلسل بددیانتی ہے جو کئی سال سے ہو رہی ہے اس اعتراض

* یہ تبصرہ طبع میں جا چکا تھا کہ اول ہفتہ ستمبر میں جناب شیخ عبد اللہ صاحب
نے ہم کو اطلاع دی ہے کہ نارمل اسکول کے متعلق سرگرمی سے کام شروع ہو گیا
اور ممبران کمیٹی سے رائیں طلب کی گئی ہیں۔

واقعہ کو رپورٹ مین اس طرح درج کیا گیا ہے:-

"آنریری سکرٹیری صاحب صیغہ تعلیم نسوان کی رپورٹ پیش کرنے کے دوران مین بعض حضرات نے اسکول کی حالت کے متعلق سوالات کئے جن کے معقول جوابات سکرٹیری صاحب نے دیے اور اسی سلسلہ مین جوائنٹ سکرٹیری کانفرنس نے یہ تحریک پیش کی کہ بنظر اس بحث کے جو سالہا سال سے چلی آتی ہے کہ علیگڈہ گرلس سکول کن وجوہ سے اب تک نارمل اسکول کے درجہ تک ترقی نہین کرگیا، مین مناسب سمجھتا ہون کہ ایک کمیٹی جلسہ مین مقرر کیجائے جو تمام حالات و واقعات پر غور کرکے تجویز کرے کہ کس طرح یہ اسکول نارمل اسکول تک ترقی کرے اور اپنی رپورٹ آئندہ ٹیچرز کانفرنس کے موقع پر پیش کرے اور کانفرنس مذکور آخری فیصلہ کرے"

رپورٹ مین تنقیح حسابات پر تو بہت زور دیا گیا ہے لیکن اس سال کی رپورٹ مین اس کا معمولی گوشوارہ بھی درج نہین ہے جس سے اندازہ ہوسکے کہ کسقدر طالبات پر کیا اخراجات ہوتے ہین نہ ان کی تعلیمی ترقی کا تذکرہ ہے جس سے اسکول کی حالت کا اندازہ کیا جاسکے۔

اصل تو یہ ہے کہ کانفرنس مین شعبہ تعلیم نسوان کا اجلاس نہ کوئی اہمیت رکھتا ہے اور نہ ان مسائل پر وقت اور دماغ صرف کیا جاتا ہے محض ایک ضابطہ کو پورا کردیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ جدید سکرٹیری اس شعبہ کی کس مپرسانہ حالت پر خاص توجہ کرینگے اور آئندہ کانفرنس

مین اس کا مفید اور قابل عمل پروگرام قوم کے سامنے پیش کرینگے۔
اور اس طریق عمل پر غور فرمائینگے جو ایک ایسی اہم مجلس تعلیمی کے لئے موزون ہے۔

اڈیٹر

# چارشف یعنی ترکی برقع

## تیارکردہ خاتون اسٹور چاندنی چوک دہلی

---

یہ برقعہ اتنا خوبصورت وآرام دہ ہے کہ ترکی خواتین توصبح سے شام تک اکثر اس کو پہنے ہی رہتی ہیں۔ اس کے دو حصہ ہیں۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکالئے جائیں تو باہر والوں کو نظر نہ آئیں

دوسرا حصہ کمر سے لیکر پیر کے ٹخنہ تک رہتا ہے۔ یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ یا اسکرٹ۔ ڈولی۔ گاڑی۔ یا ریل مین بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اُتار ڈالین اور یہ نیچے کا حصہ پہنے پہنے اس پر دوپٹہ اوڑھ لین تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پائجامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہین۔

اس کے خوش وضع وآرام دہ ہونے کی وجہ سے۔ عربی۔ مصری۔ اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہین اسٹور نے اس مین کچھ ترمیم کر کے اسکو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیون نے خریدا اس کو پسند کیا ہے۔ روشن خیال مرد اس کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکہ کا | دبیز ٹسر کا |
|---|---|---|---|
| | بارہ روپیہ ۱۲ | پندرہ روپیہ ۱۵ | بیس روپیہ ۲۰ |

فرمائش مین کمر سے لیکر پاؤن کے ٹخنے تک کی لمبائی تحریر کرنی چاہئے

چارشف کی عکسی تصویر اسٹور مذکور سے مفت ۲ آنہ کیجاتی ہے

# کارخانہ چودھری دیبی پرشاد بلگرامی شہر لکھنو گنگا پرشاد روڈ

## کوٹھی لال پردہ پوسٹ نمبر ۱۱ سے طلب کریں

مژدہ واسطے بیماران چشم اور بالخاص موتیا بند۔ میں عرصہ سے عارضہ موتیا بند میں مبتلا تھا جسکی وجہ سے مجکو ملازمت منصرمی۔ فاوعام لکھنو وبعدہ محرری جناب مسٹر ایچ۔ ایل ہدیلیاگس صاحب بیرسٹر چھوڑنا پڑی اور حتی الوسع علاج کرتا رہا جو محض بے سود رہا۔ اتفاقاً ایک روز عرصہ دس گیارہ یوم کا ہوا چودھری دیبی پرشاد صاحب بلگرامی کے مطب پر گنگا پرشاد روڈ میں واقع ہے گذر ہوا چونکہ عرصہ سے ان کی دوا جڑی بوٹی کی تعریف سنا کرتا تھا اُس وقت چودھری صاحب ممدوح الشان کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا چودھری صاحب ممدوح نے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد کیا کہ عرق مستر نور بینائی نمبر ۹۴ روغن جسکا نام راد ہا تیل ہے نمبر ۸۹ - اور عرق کافور نمبر ۱۱ میری آنکھوں اور سر پر اپنے صاحبزادے سے لگانے کو ارشاد کیا۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اسقدر فائدہ ہوا کہ آج یہ تحریر اپنے خاص ہاتھ سے لکھ رہا ہوں اور حروف موٹے یعنی جلی بلا عینک اور باریک عینک لگاکر بخوبی دن میں پڑھ سکتا ہوں لہذا واسطے فائدہ اپنے ہمعصران کے یہ چند سطور بذریعہ مشتہری اخبار پیش کرتا ہوں کہ جن صاحبان کو عارضہ موتیا بند ہو وے یا کسی قسم کی آنکھ میں شکایت ہووے۔ تو با خود مطب میں جناب چودھری ممدوح الشان حاضر ہوکر استعمال دوا اُن کے دست مبارک سے فرماویں ویا درصورت ناممکن ہونے تشریف آوری کے دوا بقیمت ذیل بذریعہ وی پی پارسل طلب فرماویں اور نفع اُٹھاویں اور درصورت فائدہ کثیر احقر العباد کی نسبت بھی دعائے خیر سے یاد فرماویں۔

اپنے جمیع ہمعصران کا مشتبہ جنتک احقر العباد آنندی پرشاد ساکن قدیم کونڈرہ تحصیل ملیح آباد وخوش باش شاہجہانپور محلہ آفریدی حال وارد بذریعہ ملازمت شہر لکھنو تاریخ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

## تفصیل قیمت

| | | |
|---|---|---|
| نور بینائی نمبر ۹۴ فی شیشی | عرق کافور نمبر ۱۱ شیشی | روغن رادہا تیل نمبر ۸۹ فی چھٹانک |
| عہ ر | ۱۲ ر | عہ ر |

## وہ آنکھیں کہاں ہیں

جو ہمیشہ درد ملت سے خونبار رہتی ہیں وہ دل کہاں ہیں جو حسن مصیبت و فکر مآل سے زخمی ہو گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ وہ میرٹھ کے دلکش و دلپسند ماہواری مذہبی و اصلاحی رسالہ اسوۂ حسنہ کا نمونہ منگا کر دیکھیں جو سوا دو سال سے نہایت ایمانداری و خلوص اور مآل اندیشی سے قوم و ملت کی خدمت کر رہا ہے اور جس نے اپنے ناظرین کی معلومات و منظومات اور عادات و اطوار میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کیا ہے اس رسالہ میں ہر قسم کی تحریریں چھپتی ہیں اور مذہب و روحانیت کے متعلق وہ تمام باتیں ہوتی ہیں جن کی فی زمانہ مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ اس رسالہ کو دیکھکر انشاء اللہ آپ خود بہت خوش ہونگے سالانہ قیمت عہ مع محصول مقرر ہے۔ **المشتہر منیجر رسالہ اسوۂ حسنہ کیمپ میرٹھ**

## المنح المدینہ

یہ کتاب حضرت شیخ محمد الباقی انصاری لکھنوی نزیل مدینہ طیبہ کی لکھی ہوئی اور خاص مطبع علمیہ مدینہ منورہ کی چھپی ہوئی ہے جس میں نہایت قوی دلائل اور بزرگان دین کے اقوال شریفہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہر وہ باطن جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو باطل ہے اور خلاف ورزی حکم رسول صلعم کرنے والے کیلئے تمام راستے مسدود ہیں آجکل جو صدہا آدمی جبے پہنے اور بال بڑھائے لوگوں کو مرید کرتے پھرتے ہیں انکے اعمال کے محاسبہ کیلئے یہ ایک نہایت بے خطا اور سہل الحصول آلہ ہے یہ کتاب جناب والا نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب کے صرف خاص سے طبع ہوئی ہے اور ممدوح کی جانب سے بلا قیمت شائع کی جا رہی ہے حضرات صوفیہ عربی مدارس کے اساتذہ اور منتہی طلبا و دیگر باذاق اصحاب جو اس کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہیں ایک آنہ کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے بھیجکر یہ کتاب دفتر انسٹیٹیوٹ پریس علیگڈھ سے طلب فرمائیں چونکہ کتاب کی زبان عربی ہے اسلئے صرف وہ اصحاب درخواست بھیجیں جو کتاب سے کافی نفع حاصل کر سکنے کی استعداد رکھتے ہوں طلبہ کی درخواستیں ذمہ دار مہتمم صاحبان مدارس کے توسط سے آنی چاہئیں۔

# کتب خانۂ دار المصنفین

## مصنفات علامہ شبلی نعمانی

الکلام — جدید علم کلام — عہ ر
علم الکلام — مسلمانون کے فن کلام کی تاریخ — عہ ر
المامون — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات — عہ
الغزالی — امام غزالی کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ — عہ
سوانح مولانا روم — مولانا روم کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ و تصوف — عہ
الفاروق — حضرت فاروق اعظم کی لائف اور انکا طریقہ حکومت — عا
رسائل شبلی — بیس علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ — ۱۲ر
مقالات شبلی — پندرہ علمی تاریخی مضامین کا مجموعہ — عہ
شعر العجم جلد سوم — شعرائے فارسی کی لائف — ۱۲ر
الانتقاد علی التمدن الاسلامی، جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو — ۸ر
سیرۃ النعمان — امام اعظم کی لائف اور انکا طریقہ اجتہاد — عہ
دیوان شبلی — مولانا کے فارسی قصائد کا مجموعہ — ۸ر
دستۂ گل — " " غزلون کا مجموعہ — ۴ر
بوئے گل — " " " — ۴ر
برگ گل — " جدید فارسی قصائد کا مجموعہ — ۴ر
کلام شبلی — بعض اردو نظمون کا مجموعہ — ۵ر
مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات — عہ ر و ۱۰ر

### مولوی عبد السلام ندوی

انقلاب الامم یعنی قومون کی ترقی و تنزل کا فلسفہ — عہ

### مصنفات مولانا حمید الدین صاحب

الامعان فی اقسام القرآن عربی زبان مین قرآن کی قسمون کی تفسیر — ۱ر

تفسیر سورۂ تحریم — جدید طرز پر عربی مین تفسیر — ۴ر
تفسیر سورۂ قیامہ — " — ۳ر
تفسیر سورۂ والشمس — " — ۲ر
تفسیر سورۂ کافرون — " — ۲ر
تفسیر سورہ والعصر — " — ۲ر
اسباق النحو حصہ ۱ و ۲ جدید و سہل طرز پر عربی گرامر اردو — ۴ر
دیوان حمید، مولانا کا فارسی دیوان — ۸ر
خرد نامہ، منظوم خالص فارسی زبان مین امثال سلیمان کا ترجمہ — ۸ر

### مصنفات مولانا سید سلیمان

ارض القرآن جلد اول قران مجید کے مقامات کا جغرافیہ اور اُسکے اقوام کی تاریخ — عا ر
لغات جدیدۃ، چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری — عہ ر
دروس الادب۔ عربی کی ریڈر — ۲ر
نوحہ استاد۔ مولانا مرحوم کا اُردو مرثیہ — ۲ر
مکاتیب شبلی مولانا مرحوم کے خطوط کا مجموعہ جو علمی قومی، ادبی، اخلاقی معلومات کا خزانہ ہے — ۱۲ر

### مفتی انوار الحق ایم۔ اے

حقائق اسلام اسلامی مسائل کی فلسفیانہ تشریح اور معترضین کے مدلل جواب — عا ر

### مولوی محمد مہدی صاحب

رموز فطرت۔ علوم جدیدہ کی متعدد مفید شاخون پر ابتدائی مسائل کا مجموعہ قیمت — عہ
انسان۔ انسانی ساخت اور انسانی اعضا منافع و فوائد کے بیان مین ایک مختصر رسالہ — ۴ر

# رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کیساتھ ہر انگریزی مہینہ کے آخر میں شائع ہوتا ہے معلومات مفید کا مخزن اور زبان اردو کا سرگرم معاون ہے ملک کے مستند اہل قلم اسکو دلچسپ و کامیاب بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں نظم و نثر کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعہ کیلئے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوے باوجود کاغذ کی نا برداشت گرانی کے سالانہ چندہ صرف للعہ ہے جو کچھ بھی نہیں نمونہ منگا کر دیکھئے محصول ۲ آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے نمونہ مفت نہیں بھیجا

# رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی - ایس - آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہوگئے ہیں انکا مجموعہ ذخیرہ پریس میں زیر طبع ہے جو عنقریب زیور اشاعت سے مزین ہوکر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھکر اسکی دلچسپی میں اور اضافہ فرمایا ہے۔

اس مجموعہ کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی و بے تکلفی اور خیالات کی لطافت و پاکیزگی کا خاص عنصر اس میں بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جسکے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات میں کثیر اضافہ ہونیکی پوری امید ہے۔

صفحات (۴۰۰) کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی چھپائی کے ساتھ طبع ہوکر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائیگا قیمت (عہ) مع محصولڈاک مقرر ہے۔

جو بزرگان قوم اس علمی مجلس میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک یا زیادہ نسخون کی فرمائش فرماکر اپنا نام درج رجسٹر کرادیں تاکہ بعد تکمیل طبع "رسائل عماد الملک" بذریعہ وی پی بھیجدیا جاے اور جو صاحب چاہیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمالیں۔

# رباعیات و قطعات شاد

جسکو عالیجناب ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی - سی - آئی - ای شاد بالقابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں نظم فرمایا۔

# اعلان

## علم دوست حضرات توجہ فرمائیں

جیسا کہ خطوط اور اسلامی پریس کے ذریعہ سے پبلک کو معلوم ہو چکا ہے تین سال سے فراہمی، ترتیب، تصحیح، تنقید و طبع کلیات حضرت امیر خسرو کا اہتمام درپیش تھا۔ فراہمی کلام میں عموماً اور اسکی تصحیح و تنقید میں خصوصاً جو مشکلات قدم قدم پر پیش آئیں انکا اندازہ صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جن کو اس قسم کے علمی کاموں سے کبھی واسطہ پڑا ہے۔ کوئی بیان ان مشکلات کو واضح نہیں کر سکتا۔ بہرحال بفضلہ تعالیٰ اب کام سمٹتا جا رہا ہے اور اس عظیم الشان کام کی تکمیل میں اب زیادہ دیر نہیں ہے۔

اس سلسلہ کی پہلی جلد مثنوی مجنون لیلیٰ ہے جو مکمل ہے جسکی تصحیح ملک کے مشہور عالم اور ارفع پایہ کے نامور مؤلف اور مصنف جناب مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب رئیس حبیب گنج نے فرمائی ہے اور موصوف نے مثنوی مذکور پر ایک نہایت لطیف اور مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے اور عند الطلب فوراً ہدیۂ ناظرین ہو سکتی ہے۔ مثنوی ہشت بہشت، مثنوی سکندر نامہ، مثنوی عشقیہ، نسخۂ نصاب، بدیع العجائب و خالق باری و رباعیات اب جلد ہی قریب قریب تیار ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ دو تین ماہ کے اندر یہ تینوں مثنویاں بھی صلفیا وغیرہ کے نذر ناظرین ہو جائیں گی۔ باقی مثنویاں اور دواوین اور مقالات نثر زیر ترتیب و تصحیح ہیں جن کی اشاعت کی بابت متعاقب اعلان ہوگا۔

۲۔ جملہ علم دوست حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ کم سے کم ایک ایک نسخہ ہر کتاب کا خود خرید کر اور اپنے احباب کو خریداری پر آمادہ کر کے اپنی قوم کی اس علمی خدمت میں شریک ہوں، اور تنظیم ترتیب کلیات کا ہاتھ بٹائیں۔ ان ابتدائی جلدوں کی خریداری جس قدر جلد عمل میں آئے گی اسی قدر جلد باقی ماندہ اجزاء کلیات شائع ہو سکیں گے اور نامور قومی اساتذہ کا کلام جو مفقود ہوتا جا رہا ہے اس کی بقا کا اس طرح ایک مستقل سلسلہ قائم ہو جائیگا۔

۳۔ قیمت فی جلد قسم اول جلد چرمی کاغذ اعلیٰ درجہ کا نہایت دبیز (پندرہ روپیہ) قسم دوم جلد پارچہ کاغذ دبیز چکنا ولایتی (آٹھ روپیہ) قسم سوم غیر مجلد کاغذ دبیز دیسی (چار روپیہ)۔

اس اعلان سے کیسی خوشی ہوگی قوم کی امید ہے کہ خریداری کی طرف بالخصوص اس قسم کی جلدوں کی جلد ہمت افزائی فرمائیں گے۔

المشتہر۔ خاکسار محمد اسحاق خان عفی عنہ آنریری سکریٹری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

ملنے کا پتہ:۔ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڈھ۔ ستمبر ۱۹۱۷ء

# زنانہ لائبریری کی رونق

(عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) تندرستی ۔ حفظان صحت انسدادامراض متعدی تیمارداری کے اصول ۱۵۰ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ ار (۲) بچوں کی پرورش
زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہر اور زہریلے جانوروں کے
کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حوادث میں تیمارداری عام ممنوعات ۳۱۵ صفحے قیمت ۱۲ مجلد ۱؎ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی
تربیت اخلاق کے اصول جنپر والدین کو کاربند ہونا چاہئے ۱۲۴ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ ار (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری
اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقہ مندرج ہیں قیمت ۲ مجلد ۶ ر (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر زوجہ کے شرعی قانونی حقوق
واختیارات و فرائض انہیں پر امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۸۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ ار (۶) التربیت
تربیت و پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پر معلومات تقریر قیمت ۲ ر (۷) حفظ صحت اس میں روزمرہ کے
اُن تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کیلئے اپنی صحت قائم کرنے کیلئے ضروری ہیں ۱۴۴ صفحے قیمت ۱۲ ر مجلد ۱؎ (۸) ہندوستانی
گھروں میں تیمارداری یہ ہیر آسبے ملکہ صاحب بہادر کی کتاب "انڈین ہوم سنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین اسکا
مطالعہ کریں اس میں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۱۴ نقشے اور تین ضمیمہ بھی ہیں قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ ار (۹ و ۱۰) معیشت و معاشرت
خانہ داری کے تیسرے حصہ کا پہلا اور دوسرا جز جس میں معاشرتی و خانگی زندگی کے تمام ضروری و کارآمد باتیں اور
ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا قیمت معیشت ۱۲
قیمت معاشرت ۱۲ ر (۱۱) تہذیب النسوان و تربیت الانسان (مؤلفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ امراض مخصوصہ
نسوان کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں، مسائل ضروری، متعدد بار شائع ہو چکی ہے اعلیٰ
ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۶۸ صفحے قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ ار (۱۲) سبیل الجنان اس کتاب
میں ارکان اسلام پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کی نہایت مفید تقریریں ہیں جو عورتوں اور مردوں کے واسطے ایک
پند و اور دلسوز واعظ ہے۔ خاصکر عورتوں کے لئے اس سے بہتر مذہبی امور کی سمجھانے والی کوئی کتاب نہیں ہے قیمت ۱۲
مجلد ۱؎ (۱۳) سیاحت سلطانی ہر ہائینس کے حالات سفر (مؤلفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ) جسکا حق تصنیف زنانہ اسکول
کو عطا فرمایا گیا ہے قسم اعلیٰ مجلد ۱؎ قسم دوم ۱۲ (۱۴) حفظان صحت بیگم صاحبہ نواب اور میر حاجی محمد حمید اللہ خاں صاحب

(۱۵) آغاز اسلام مولانا شبلی مرحوم کی ایک تقریر جو حفاظت حقوق کے اہم اور کارآمد نصائح پر مشتمل ہے قیمت ؁ (عالیہ) کی کتاب بدء الاسلام کا ترجمہ ہے جو سیرت نبوی پر ان کی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب شاہ دہ بانو بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام مسلمان لڑکیوں اور بچوں کے پاس اس کا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۸ مجلد ۱۲؍ (۱۶) سیر یورپ ہز ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ فرمانروائے بھوپال کا سفر یورپ کا روزنامچہ جس میں تمام واقعات خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کئے ہیں ۴۲ عکسی تصویریں صفحات ۳۰۰ قیمت قسم اول تے قسم دوم عہ مجلد ۔ (۱۷) سرگذشت ہندوستانی عورتوں پر بعض غیر قوموں اور حقانی خاتون کا فوٹو (مصنفہ زہرا بیگم فیضی صاحبہ) قیمت قسم اول ۱؍ قسم دوم ۳ زنبیلہ پر اضافہ (۱۸) تفریح الاطفال گھروں کے اندر بچوں کے مہذب اور دلچسپ کھیلوں کے طریقے [illegible] مس سکوسنر بخشی جیمبے لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے ۷۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲؍ (۱۹) ٹیلرنگ۔ یہ کتاب سولہ [illegible] سینے اور سوئی کے کاموں کے سکھلانے کے لئے سب سے بہترین استاد ہے اور اسوقت تک اردو میں اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی دیے گئے ہیں جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے گئے ہیں انکی تعداد دو دست صفحات ۲۰۰ قیمت ۱ مجلد ۲؍ (۲۰) سوال و جواب سینا اس میں سدری کے مضامین کو بطور سوال و جواب کے سلطانیہ گرلس سکول کی ایک معلمہ نے مرتب کیا ہے ۴۰ صفحے قیمت ۳ مجلد ۱۰؍ (۲۱) ناول نادر بیان یہ علیا جناب سہیل صاحبہ کا تصنیف کردہ ہے [illegible] اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۳۴۳ قیمت ۸ مجلد ۱۴؍ (۲۲) زہرہ مصنفہ تاج [illegible] میں ایک مسلمان بزرگ کے مذہب [illegible] کے تفصیل بیان کرکے ایک عیسائی جنٹلمین کے ان شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض متعصب یورپین مصنفین کی کتابیں دیکھنے سے اسکے دل میں تاریکی کی طرح چھاگئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے۔ اس میں چار عکسی تصاویر بھی ہیں قیمت مجلد مع محصول ڈاک ۱؍

## چند دیگر مفید کتابیں

(۲۳) تعلیم اصول خانہ داری نقشے اور کہانیوں میں نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ ۱۲؍ مجلد عہ (۲۴) اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالے پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت ۸ مجلد ۲؍ (۲۵) تاریخ ابو البشر نوع انسان کے آغاز کے وقت جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب غریب تحقیقات قیمت ۲؍ مجلد ۴؍ (۲۶) قوت الخیال فی تہذیب الخصال۔ ترک رذائل وکسب فضائل میں انسانی ارادے کے کارگر اثر کا بیان قیمت ۴ مجلد ۸؍ (۲۷) حقائق اسلام۔ یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس میں اسلام کے کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات

نہایت مستحکم نا قابل تردید دلائل سے ثابت کئے گئے ہین لکھائی چھپائی نہایت صاف خوشخط ہے صفحات ۲۰۰ قیمت ۲ مجلد ۲ بالا پانچون
کتابین مفتی انوار الحق صاحب ایم-اے ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم کی مصنفہ و مولفہ ہین جنکو پبلک سے خلعت قبولیت اور گورنمنٹ سے
بیش بہا انعام مل چکا ہے (۲۸) آغوش مادر یعنی لوریون کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۱ مجلد ۴ ر (۲۹) پہیلیان ۱ر مجلد ۲ر
سید مخدوم عالم صاحب اثر کی تصنیف ہے جنپر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے انعام عطا فرمایا ہے (۳۰) رموز فطرت اس
کتاب مین علم طبیعیات، طبقات الارض، جغرافیہ طبعی اور علم ہیئت کے مبادیات ایسی سہل اور آسان اور دلنشین عبارت
مین لکھی ہین جنکی نظیر اردو مین معدوم ہے قیمت ۲ مجلد ۲ (۳۱) تربیت اخلاق یہ ایک ایسا مفید رسالہ ہے جسکا
مطالعہ ہر خواندہ اور تعلیم یافتہ خاتون کا فرض ہونا چاہیے (مؤلفہ سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج قیمت ۲ ر مجلد ۵
(۳۲) نظام الملک طوسی پانچوین صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ ابو علی حسن بن علی طوسی الخاطب بنظام الملک طوسی
کی مفصل سوانحعمری (مصنفہ مولوی عبد الرزاق صاحب مؤلف البرامکہ صفحات ۲۹۰ قیمت للعہ مجلد عہ ر (۳۳) مجمع البحرین
(مصنفہ حکیم عبد المجید صاحب) اس کتاب مین سر سے لیکر پاؤن تک کے کل امراض کا بیان ہے اور انکے اسباب و علامات و معالجات یونانی و
ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھے گئے ہین اس سے زیادہ مجرب نسخے کسی دوسری کتاب مین نہین مل سکتے حصہ اول عہ حصہ دوم عہ
حصہ سوم عا مجلد ہر راضافہ (۳۴) تکمیل الطب یہ بھی حکیم صاحب موصوف کی بیش بہا تصنیف ہے اس مین اصول و کلیات
ڈاکٹری و یونانی کو نہایت شرح اور وضاحت سے لکھا ہے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ مجلد ہر راضافہ محصولڈاک ذمہ خریدار
(۳۵) ازواج الانبیا حضرت حوا سے لیکر حضرت ذکریا کی بیوی الی سبات کے حالات زندگی- زبان نہایت سلیس اور شگفتہ
(مصنفہ محمد حسین صاحب محوی) صفحات ۲۰۰ قیمت غیر مجلد عہ ر (۳۶) انسان محمد مہدی مؤلف رموز فطرت کی دوسری
کتاب ہے جس مین علم خواص الاعضا (فزیالوجی) کے مبادیات نہایت آسان اور عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین قیمت
(۳۷) باغبانی مسٹر فرمنگر صاحب کی کتاب مینوآف گارڈننگ کا ترجمہ جس مین باغبانی کے متعلق تمام ضروری
معلومات اور کار آمد ہدایات ہین منشی خورشید احمد نے اپنے تجربات دیرینہ کو فٹ نوٹس کے تحت مین لکھدیے ہین
جس سے کتاب کی خوبیان اور بڑھ گئی ہین قیمت عا مجلد عار

**محمد مہدی منیجر ظل السلطان**

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت [illegible] مع محصول ڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ | ماہ اکتوبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۵

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام مولوی محمد حبیب اللہ مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد، قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ انگریزی مہینہ میں ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۳؎ ہے اور ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی ایڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کرے گی

اعلےٰ مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ر سے لیکر عہ ر تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے، ان طالبات مدارس اناث کے لئے جو ظل السلطان میں بتصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھکر بھیجیں تین انعام عللہ ر عشہ ر عصہ ر کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیں اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## مدرسۂ نسوان علیگڈھ

---

جناب اڈیٹر صاحب ظل السلطان تسلیمات قبول ہو۔ یہ ایک ضروری مراسلت روانہ خدمت کرتی ہون جلد شائع کر کے طبقۂ نسوان کو ممنون فرمایئن۔

چند دن ہوئے مین نے جناب شیخ عبداللہ صاحب سکریٹری مدرسۂ نسوان علیگڈھ کو ایک خط بغرض دریافت حال مدرسۂ مذکور روانہ کیا اور مین صاحب موصوف کی تہ دل سے شکرگذار ہون کہ اُنھون نے بہت جلد جواب لکھنے کی تکلیف گوارا کی اور مجھے سرفراز فرمایا۔ اس مراسلت کا کچھ حصہ یہان درج کرتی ہون تاکہ ناظرات محسوس کرسکین کہ انکے متعلق ملک مین کیسے خیالات پھیلے ہوئے ہین اور وہ کن نظرون سے دیکھی جاتی ہین مین نے اپنے خط مین لکھا تھا۔

مدرسۂ نسوان علیگڈھ کو قایم ہوئے کئی ایک برس گذر چکے لیکن
اس عرصہ مین اس نے کوئی نمایان ترقی نہین کی جس کی وجہ مین
یہ خیال کرتی ہون کہ اس مدرسہ کے ساتھ اسلامی پبلک کو ویسی
ہمدردی و دلچسپی نہین ہے جیسی کہ چاہیئے اور جب تک کہ یہ مدرسہ
ایک قومی مدرسہ ہونیکی حیثیت سے قوم کی متفقہ کوششون کا مرکز
نہ ہوگا اسے پوری کامیابی نہ ہوگی۔ ادہر ہماری قوم کی یہ حالت
ہے کہ جب تک کوئی آدمی اپنے ذاتی اثر اور شخصی وجاہت کا کاسۂ گدائی
لیکر اُنکے دروازون پر نہ جائے اور ان کی جیبون مین ہاتھ ڈالکر
زبردستی اُن سے وصول نہ کرے تب تک وہ اُن تحریکون کی امداد
مین کچھ بھی عملی حصہ نہین لیتے۔ ایسی حالت مین جب تک کہ کارکنون
کی ایک جماعت قومی بھیک مانگنے کے لیئے مستعد نہ ہو مطلب برآری
کی صورت نظر نہین آتی۔ کیا اڈیٹر صاحبہ شریف بی بی آبرو بیگم
صاحبہ اور سیدہ احسان الحق صاحبہ جیسی بلند ہمت و ہمدرد قوم بی بیان
اس کام کے کرنیکو تیار نہ ہونگی؟ مین بھی اپنا نام اس قومی بھیک
مانگنے والی جماعت کے رجسٹر مین درج کرانیکو خوشی سے تیار ہون ۔؛

اس خط کا جواب مجھے آج موصول ہوا ہے اور مین کہہ نہین سکتی کہ اس جواب کا میرے اوپر کیا اثر ہوا کیونکہ خوشی اور رنج دونون برابر کی مقدار مین تھے سکریٹری صاحب نے میرے متعلق چند عنایت آمیز کلمات لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے ۔

"جو تجویز آپ فرماتی ہین یہ کسی کے کہنے سے یا اُبھارنے سے ہر ایک
کے دل مین پیدا نہین ہو سکتی بلکہ قدرتی جوش سے جو بات پیدا ہوتی ہے

اُسی کا کچھ ظاہری اثر بھی ہوتا ہے آپ کے دل مین ایک قدرتی خیال ہے دوسرون سے مین اس خیال کی تائید کے لئے کہہ سکتا ہون لیکن مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ میرا کہنا لاحاصل ہوگا۔ جب مین کہونگا اور آپ تحریک فرمائینگی تو جس کے دل مین پورا ہمدردی کا خیال اور احساس ہوگا وہ اس خیال کی تائید کریگی۔ لیکن جن بی بی کی توجہ ادہر نہ ہوگی وہ بیسیون حجتین پیش کرینگی اور خوئے بد را بہانۂ بسیار کی مصداق بنینگی یہی وجہ ہے کہ مین بجز عام اپیل کے کسی سے خاص طور پر اپیل نہین کیا کرتا۔ لیکن مدرسہ کی حالت کے متعلق مجکو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو واقعات سے کم واقفیت ہے مین گذشتہ سالانہ رپورٹ آپکی خدمت مین بھیجتا ہون اس کو ملاحظہ فرمایئے۔ اور علاوہ برین مزید حالات یہ ہین کہ امسال اینگلو ورنیکلر مڈل کے امتحان مین چھ لڑکیان بھیجی تہین وہ سب پاس ہوگئین ایک لڑکی تیسرے نمبر پر رہی اور دوسری چوتہے نمبر پر رہی ان دونون کو سرکاری وظیفہ بھی ملا ہے۔ اب یہ مدرسہ ہائی اسکول ہوگیا ہے میٹرک کی تعلیم ہو رہی ہے۔ لڑکیان کم و بیش سو ہین۔ لڑکیون کی تعداد مین افزائش ہو سکتی ہے مگر مکان کی تنگی کی وجہ سے اس وقت زیادہ لڑکیان بھرتی نہین کی گئین۔ مکان کی توسیع کے لئے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے اور امید ہے کہ گرانٹ مل جاویگی"

مدرسہ کی اس کامیابی و ترقی پر ہم اظہار مسرت کئے بغیر نہین رہ سکتے اگرچہ اس درجہ تک مدرسہ کے پہنچنے مین ایک عرصہ گذر گیا تاہم دیرآید درست آید ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ مدرسہ کے چلانے کیلئے راستہ صاف ہوگیا اور اب

ان کانٹونکے چبھنے کا خوف دل سے جاتا رہا جنہون نے ہمارے تلوے چھلنی کر دیئے تھے۔ لیکن ہمین افسوس ہے تو اس امر کا کہ یہ مدرسہ حقیقی معنون مین قومی مدرسہ نہین کہا جا سکتا۔ اور اگر یہی حالت رہی تو اس مدرسہ کیساتھ قومی مفاد کی بہت سی خوشگوار امیدین والبستہ نہین ہو سکتین۔ اس حلیہ سے میرا یہ مقصد نہین کہ مین انتظامیہ جماعت کے اوپر کسی قسم کا اعتراض کرون یا کام کرنیوالون کا دل دکھاؤن لیکن میری شکایت عام مسلمانون سے خصوصاً مسلمان خواتین سے ہے جو ان مواقع پر دست امداد نہین بڑھاتین۔

اگرچہ مسلمانون مین تعلیم بڑھتی جاتی ہے۔ طبقہ نسوان اپنی پستی کو محسوس کر رہا ہے اور ترقی حاصل کرنے کی تدابیر سوچی جا رہی ہین لیکن اگر مین یہ کہون تو بیجا نہ ہوگا کہ یہ سب کچھ ہے لیکن مسلمانون مین سلیف ہیلپ یا اپنی مدد آپکا عنصر مفقود ہے۔ جب ہمین کسی دقت کا سامنا ہوتا ہے یا کسی بڑی رقم کی فراہمی کی ضرورت آن پڑتی ہے تو بجائے اسکے کہ ہم اپنی جیبون کی طرف ہاتھ بڑہائین ہماری نظر توقع فوراً گورنمنٹ یا امیر طبقہ کی طرف اٹھجاتی ہے حالانکہ ہم یہ خوب جانتے ہین کہ کسی خشک کھیت یا باغ کے شاداب کرنے کے لئے ہم اگر نہرون کا سارا پانی کھینچ ڈالین تو بھی ہمین پوری کامیابی نہین ہو سکتی لیکن بارش کی ننھی ننھی بوندونکی بوچھارین تپی ہوئی زمین کو سیراب کر دیتی ہین اسی طرح وہ رقم جو آنہ دو آنہ کی صورت مین ہمارے خلوص و ہمدردی کے کیسہ سے نکلین نہایت آسانی کے ساتھ اس ضرورت کو رفع کر سکتی ہین جسکے لئے گورنمنٹ یا والیان ریاست کو زیر باری اٹھانی پڑتی ہے۔

ابھی تھوڑے دنون کی بات ہے کہ آپ کے ہمسایہ بہن بھائیون نے اپنی مدد آپ کی۔ بہترین نظیر زنانہ یونیورسٹی کی صورت مین قایم کی اور ایک باحوصلہ

حمیت خاتون نے ایک لائبریری کے قایم کرنے کے لئے چار ہزار کی رقم عطا کرتے ہوئے اپنی وطن پرستی و ایثار کا ثبوت دیا بلکہ تمام مہذب و متمدن ممالک مین بڑے بڑے انسٹیٹیوشن یا تعلیم گاہین سیلف ہیلپ کے اصول پر یا خانگی امداد سے قایم ہین لیکن مسلمان ہین کہ تمام عالم کی طرف سے آنکھین بند کئے ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہین اور ان کی عورتون کو ننھے کی شادی رچانے یا لاڈ نے کی نیتین اُتارنے سے فرصت ہی نہین۔ ان مواقع پر لاکھون روپیہ خرچ کئے جاتے ہین اور اُس خوشی کے حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے جو بالکل عارضی ہے اور کبھی دیرپا نہین ہوسکتی۔ اگر ہماری خواتین غور کرین تو شیخ عبداللہ صاحب کے یہ جملے "لیکن مجھے اِس بات کا بھی یقین ہے کہ میرا کہنا لا حاصل ہوگا" اُنکے غیرت دلانے کو کافی ہین +

ایک دوسرا خط جو مجھے امروہہ سے موصول ہوا ہے اُسکی چند سطور بھی قابل توجہ ہین مدرسہ امروہہ کی ہیڈ معلمہ صاحبہ تحریر فرماتی ہین:۔

"تعلیم مدرسہ کی شاخ سوزن کاری ہے اور اُس کے متعلق آپ جیسی فیاض خاتون سے کافی امداد کی امید نہ رکھنا بھی ظلم ہے کیونکہ اسکی امداد کی اشد ضرورت ہے" +

تعلیم نسوان کا مسئلہ اس وقت نہایت نازک ہے اور ہر طرح اہل ملک کی توجہ و عنایت کا محتاج ہے۔ اشاعت تعلیم کے لئے زر کثیر کی ضرورت ہے اور جب تک متعدد فنڈ اس مبارک تحریک کی امداد کے لئے کھولے نہ جائین گے کامیابی کی صورت نظر نہین آتی۔ لہذا مین تحریک کرتی ہون اور جناب ایڈیٹر صاحب سے استدعا کرتی ہون کہ وہ تعلیم نسوان کی امداد کے لئے ایک فنڈ کا افتتاح فرمائین اور مجھے امید ہے کہ ناظرات ظل السلطان اس تحریک کا

گرمجوشی کے ساتھ استقبال کرین گی اور ہر ماہ بذریعہ ظل السلطان کے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتی رہین گی۔ مین بھی اپنا نام اس فہرست مین درج کرانے کو خوشی سے تیار ہون اور بہت جلد رقم چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرونگی۔ فقط

زیب النسا

از چھپرہ

## لڑکی کی تعلیم

اگر لڑکے کی تعلیم سے زیادہ ضروری نہین ہے تو کم بھی نہین لاتعلیم انسان گویا قالب بے جان۔ تعلیم مرد و عورت دونون کیواسطے فائدہ مند ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو عورت کی تعلیم کے فوائد مرد کی تعلیم کے فوائد سے بڑھکر ہین۔ مرد کو بعد تعلیم حاصل کرنے کے فقط ایک کار روزی انجام دینا پڑتا ہے۔ مگر عورت جو کہ سلطانۂ خانہ ہوتی ہے اور تمام انتظام کی باگ اُسکے ہاتھہ مین ہوتی ہے۔ سیکڑون قسم کے کام اُس کو انجام دینے ہوتے ہین اور گھر کے کاروبار کی خوبی کا ایک سچا نمونہ اس کو دکھانا پڑتا ہے سب سے بڑھکر عورت کے واسطے ایک کام ہے جو کہ ہزارہا کارنمایان سے بڑھکر ہے وہ کام تعلیم الاطفال ہے اس سے بڑھکر کوئی مشکل کام نہین کہ اولاد کو تمیز تہذیب عقل۔ دانائی۔ سمجھ۔ ہوشیاری۔ دینداری۔ فرزانگی کی باتین سکھائے۔ یہہ باتین کونسی ماں سکھا سکتی ہے فقط ایک تعلیم یافتہ ماں۔ اگر خود ماں ہی مین یہہ اوصاف نہ ہونگے تو وہ اپنی اولاد کو خاک سکھا سکتی ہے۔ بہنو عورت کی تعلیم بہت ضروری بلکہ نہایت ضروری ہے باپ تو روزی کی فکر مین صبح کو گھر سے نکل جاتا ہے قریب شام کو گھر مین قدم رکھتا ہے اسے کیا معلوم کہ میرے بچے

کرتے رہے۔ یہ فرض مان کا ہے کہ جب لڑکا مدرسہ سے آئے تو
کرے کہ آج کا کیا سبق ہے۔ سنے اور اگر اُس کو یاد نہو تو یاد کرائے
رت کرسکتی ہے فقط ایک تعلیم یافتہ عورت۔ یورپ مین خاص ترقی
یا ہے کہ اولاد کی تعلیم مین مان اور باپ دونون کی برابر کوشش
پھر کیون نہ انکا ملک سرسبز اور شاداب ہو بعض پرانے خیالات
ن کے یہ خیال ہین کہ تعلیم لڑکی کے واسطے نہایت نقصان دہ ہے
مت مین دھبہ لگاتی ہے ان کو ہرگز تعلیم نہ دینی چاہیئے۔ غلط بالکل غلط
یہ معنے ہین کہ وہ انسان کو راہ راست سے راہ کج پر لائے بلکہ اگر
ہی انسان ہوتا ہے تو وہ راہ راست پر آجاتا ہے۔ وہ لڑکیان جو
ہوتی ہین وہ حالت قوم۔ دین اسلام کے فرائض اور ان کے
ے واقف ہوتی ہین۔ جاہل عورت مثل ایک کٹ پتلی کے ہے اسے
کہدو تو مان جائیگی صبح کہدو تو۔ غرض میری بہنون علم لازمی ہے اور
کو تعلیم دو اپنی لڑکیون کی تعلیم مین لڑکون کی تعلیم سے کچھ کم کوشش
۔ عورت کی تعلیم سے آئندہ نسل مین خوبی اور علمیت پیدا ہوتی ہے
نہ خیالات کو ترک کرکے راہ راست پر آؤ اور دنیا کا کچھ لطف اُٹھاؤ

عر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہی انسان کو انسان بناتا ہے ؎ یہی تو بادشاہ کنگ اور سلطان بناتا ہے
روا و حاکم دوران بناتا ہے ؎ یہی مفلس کو دولت مند باسامان بناتا ہے

ایس۔ جی۔ ہاشمی بیگم
اندرکوٹ نو محلہ
مطبع ہاشمی

## فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

## پردہ اور شائستگی کی نسبت میرے چند خیالات

اس عنوان کے بہت سے مضامین میری روشن خیال بہنوں کی چشم نکتہ بین سے گذرے ہوں گے اور سیکڑوں کالم اخبارات کے اس مضمون سے پڑھ چکے ہوں گے۔ مگر میں بھی اس مضمون پر خامہ فرسائی کرنا چاہتی ہوں نئی روشنی والے اصحاب اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مسلمان خواتین میں بھی دیگر اقوام یورپ، امریکہ، جاپان وغیرہ کی طرح تہذیب و شائستگی کا مادہ پیدا ہونا چاہیے اور وہ کسی بات میں دوسروں کی محتاج نہ رہیں اور حصول تہذیب و شائستگی کے لئے وہ پردہ کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ پردہ پوشی سے عورتوں کی نشو و نما میں فرق آجاتا ہے۔ پردہ دل و دماغ کو صحت بخش آب و ہوا سے محروم رکھتا ہے۔ تعلیم نسواں کا مانع ہے۔ پردہ کی وجہ سے عورتیں دنیا کی سیر و تفریح سے محروم رہتی ہیں۔ مگر جو اصحاب تہذیب و شائستگی کے لئے پردہ کو مانع اور مزاحم خیال کرتے وہ غلطی کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں عورتوں کی مثالیں بتائی جا سکتی ہیں جو پردہ میں رہ کر مہذب و شائستہ اسی طرح ہیں جیسے کہ تہذیب و شائستگی کا حق ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور دیگر[1] بلند پایہ بیبیوں کا نام آج بھی چمکتا ہے کیا ان کی تہذیب و شائستگی میں کوئی کلام ہے؟ کیا ہندوستان کی پردہ نشین خاتون میں ایمانداری، راستبازی، نیک نہادی و فاشعاری، بلند خیالی، امانت داری، متانت، مستقل مزاجی، اسلامت روی۔

[1] اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

علم اور حلم نہین ہے؟ عورت کا فریضہ خدا کی عبادت، مرد کی اطاعت، گھر کا انتظام، بچون کی تربیت ہے۔ کیا ہماری عورتین اپنے فرائض مین قاصر رہتی ہین؟ برخلاف اس کے اگر پردہ اٹھا دیا جائے۔ تو تہذیب اور شائستگی کی بنیاد متزلزل ہوجاتی ہے۔ شرم وحیا جو نسوانی تہذیب اور شائستگی کا زیور ہے اور عصمت کا جوہر ہے پردہ اٹھا دینے سے خطرہ مین آجاتی ہے۔ بہت سی بے پردہ عورتین ایسی ملتی ہین کہ جن مین تہذیب وشائستگی نام کو نہین ہوتی۔ پردہ پردہ جو کہا جاتا ہے اور اس کی جو عیب جوئی کی جاتی ہے وہ ناواقفی اور غلطی اور پردہ کی اصل حقیقت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔ غریبون کی عورتین جن کے مردون کی کمائی زندگی بسر کرنے کے لئے ناکافی ہے بے پردہ ہو کر ماما، انّا، مغلانی، وغیرہ کی خدمت کرتی ہین بعض دکان لگاتی ہین۔ بعض محنت ومزدوری کرتی ہین۔ دولت مند اور امیرون کی عورتین تو اپنے مکانات عالیشان ہوادار اور وسیع بنگلون مین رہتی ہین۔ خانہ باغ چمن۔ بنگلہ۔ کوٹھی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ سواریان رہتی ہین اپنے عزیزون اور اہل رابطہ کے پاس تقریبون اور ملاقات کے لیے ہمیشہ جاتی ہین گرمیون مین باغون مین۔ جاگیر وغیرہ مین رہتی ہین۔ لڑکیون کو پردہ کیساتھ تعلیم کے لئے مدرسہ روانہ کرتی ہین۔ غذاے لطیف وقت معین پر کھاتی ہین۔ فاسد اور غلیظ وکثیف اشیاء کا استعمال نہین کرتی ہین۔ اسیطرح ان کو پردہ محسوس ہی نہین ہوتا ہے۔ رہین متوسط الحال شریف گھرانون کی خاتونین ان کو اپنے گھر بار اور خانہ داری کے کامون اور لڑکیون کی تعلیم وتربیت سے فرصت ہی نہین کہ سیر سپاٹے کرین۔ یہ بھی تقریبون پر اپنے رشتہ ناتہ اور رابطہ کی جگہہ جاتی ہین۔

پردہ حکم خدا اور رسول ہے۔ بزرگان دین کا ورثہ ہے اور روہ ہزارون

دنیوی شر و فساد سے محفوظ رکھتا ہے۔
اب رہا عورتون کی تعلیم کا معاملہ تو پردہ مانع تعلیم نہین ہے۔ تعلیم یافتہ مائین، اور باپ بھائی خود تعلیم دے سکتے ہین۔ اور دیتے بھی ہین۔ اسلیے عورتون کے مذاق اور طبیعت اور ضرورت کے لحاظ سے اردو کتابین جسقدر زیادہ تالیف ہون اسیقدر تعلیم عورتون مین زیادہ ہوگی۔ کتابین نماز روزہ احکام مذہبی بزرگان دین کے قصون۔ تاریخون۔ اور اخلاقی امور خانہ داری کی متعلق ہون ایسے پیرایہ مین ہین تو تعلیم کی تعلیم بھی ہوگی اور نصیحت کی نصیحت بھی۔
مجھے امید ہے کہ یہ چند ناقص خیالات معزز خواتین کی ضمیر منیر مین ضرور بانظر و رضا جاگزین ہونگے فقط

منقہ احقر دختر قاضی مولوی حکیم تفضل حسین قادری
حقانی مولف کتاب صاف اصطلاحات العلوم
از حیدرآباد دکن محلہ عقب مسجد الماس اندرون دروازہ
چادر گھاٹ

# اناث مین مذہبی تعلیم کی سخت ضرورت

جولائی کے رسالہ ظل السلطان مین مندرجہ عنوان بالا پر جو مضمون لکھا گیا ہے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی غرض سے عرض ہے۔
یہ ظاہر ہے کہ ہر زبان کے سیکھنے کے واسطے ایک مدت عمر درکار ہے۔ جب انگریزی زبان کے حاصل کرنے مین صرف اس قدر کہ ہم اس زبان کو سمجھ سکین اور اپنا مطلب بخوبی حاصل کرسکین کم سے کم ہمکو بی۔ اے تک

ا پڑتا ہے اور اس ڈگری کے حاصل کرنے مین ہماری ایک حصہ عمر ختم
ہے۔ یعنی اگر ہم ٹھیک طور پر ایک راستہ سے چلے جاوین اور اُس مین
نہ پیدا ہون تو بیس برس کی ہماری عمر ہو جاتی ہے اور اس سے پہلے
جو بہت ذہین اور خوش قسمت ہین وہ بھی حاصل نہین کر سکتے ہین۔
بیس برس رکھ لئے جاوین اب رہے دو حصے عمر کے یعنی اکیس سے
ب جو اقل درجہ آجکل عمر کا رکھا گیا ہے اس مین خواہ ہم نوکری کرین
ے کا امتحان پاس کرکے وکالت کرین یا کوئی تجارت بہرحال کوئی کام
ینتل برس اور کام کرنے یا دنیا کمانے کے واسطے ہو سکتے ہین۔
اب سوال یہ ہے کہ جب ہم اعلیٰ تعلیم انگریزی یا عربی کی جو اس ملک
اینن مین حاصل کرنا چاہین تو ہماری متذکرہ بالا عمر ختم ہو جاتی ہے
نی مدت ہم انگریزی سیکھنے مین لگا دین گے اُسی قدر عمر ہماری عربی سیکھنے
نیلت کی دستار بندی کرانے مین صرف ہوگی۔ مردون کے واسطے
حصہ تحصیل علوم دینی یا دنیوی مین صرف ہو جانا کچھ مضائقہ نہین
گے چلکر اُس کے ذریعہ سے ان کو تو معاش پیدا کرنا ہوتا ہے مگر عورات
ے اتنی مدت تعلیم مین لگانا بالکل بے سود ہے۔
عورتون کو تو بالغ ہونے تک تعلیم اور تربیت طریقہ پرورش اولاد
ست اور خانہ داری سب ہی کچھ اس تھوڑے زمانہ مین سیکھنا ہے
ل ہے کہ فرقہ اناث کو اعلیٰ پیمانہ پر اعلیٰ مذہبی تعلیم دیجائے۔ صحاح ستہ
غ حاصل کر لیا جائے یا فضیلت کی دستار بندی کرائی جائے تو کسقدر
رکار ہوگی۔
تحصیل علم کی کوشش یا تعلیم کا سوال عام ہے نہ کہ خاص۔ ضرورت اسکی

ہے کہ تعلیم عام ہو جاوے ہر کس و ناکس اتنا پڑھ جاوے کہ اپنے مذہب کی کتابین جن مین ضروری مسائل ہین خود پڑھ کر سمجھ لے اور خط وکتابت اور ضروری حساب کتاب اپنے گھر کا کر سکے۔ اِس کے واسطے مادری زبان ہر قوم کے لوگون کے واسطے کافی ذریعہ ہے۔

اُردو ہماری مادری زبان ہے جس کو ہم دن رات بولتے ہین۔ وہ بعد ختم قرآن شریف دو برس مین اتنی حاصل ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے مذہب کے رسالے جن مین روزہ نماز حج زکوٰۃ اور ضروری مسائل لکھے ہین پڑھکر سمجھ لین اور اپنے گھر کا حساب رکھ سکین۔ پس اسی کی ہمکو ضرورت ہے اور کم سے کم اتنا تعلیم یافتہ ہونا یا پڑھنا لکھنا سیکھنا ہر مرد اور عورت کو ضروری ہے اس کے سوا جسقدر مہلت اور موقع ہو اُسی قدر زیادہ تحصیل علم کرنا مناسب ہے اور بہتر۔

ہمارا یہ کہنا کہ اسکول مین بھیجنے سے مطلب یہی ہے کہ صرف مذہبی تعلیم حاصل کیجاوے اُس وقت درست ہوسکتا ہے جبکہ ہماری اپنے اسلامیہ اسکول ہون۔ جہان اخلاقی رسالے اور دینیات کی کتابون کے سوائے جغرافیہ اور حساب بھی اُردو مین پڑھایا جائے۔

اس قسم کے اسکولون کی ہر جگہ جہان مسلمان آباد ہین ضرورت ہے۔ جب تک مسلمان سب ملکر اِس کی طرف متوجہ نہین ہونگے ہرگز ہرگز فلاح کو نہین پہنچ سکتے۔ کیونکہ وہ اسکول جن کو سرکار سے امداد ملتی ہے اُنہین اُسی قسم کا نصاب تعلیم پڑھانے کی اجازت ہے جو منجانب سررشتہ تعلیم مقرر ہوا ہو۔ اور مذہبی تعلیم ایسے مدرسون مین نہین ہوتی ہے۔

بے شک مسلمانون کو سرکار برٹش کا شکر گذار ہونا چاہیے اور

خصوصاً جناب نواب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سرجیمس مسٹن صاحب بہادر کا جنہون نے مدارس سرکاری کے باہر مذہبی تعلیم دینے کا ایک گھنٹہ مدرسہ کے وقت کے علاوہ منظور فرمالیا ہے - اس حکم سے مسلمان اگرچاہین تو اپنا انتظام مدرسہ کی عمارت مین مذہبی تعلیم دینے کا اپنے خرچ سے کراسکتے ہین - اگر نہ کرائین تو سوا بدقسمتی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے -

اب رہی ان لوگون کی تعلیم جنکو تعلیم کیطرف اپنے افلاس کیوجہہ سے توجہہ نہین ہے یعنی وہ بوجہہ مفلسی کے اپنے بچے مکتبون اور مدرسون مین نہین بھیج سکتے تو انکی تعلیم کسطرح ہوسکتی ہے اس کے لئے بھی مسلمانون کی خود اپنی تعلیم گاہین اس قسم کی ہون جہان مسلمان بچے مفت بلا معاوضہ فیس وغیرہ تعلیم پاسکین -

اگر مسلمانون کی خود اپنی تعلیم گاہین ہون جہان تعلیم کے اخراجات غربا کو برداشت نہ کرنے پڑین تو بہت ممکن ہے کہ مفلس لوگ جو تعلیم کا خرچ برداشت نہین کرسکتے ہین اپنے بچے تعلیم کے واسطے مکتبون اور مدرسون مین بھیجدیا کرین ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ہر مسلمان پڑھا لکھا ہو - بغیر اس کے دنیا مین بسر اوقات بہت مشکل ہے - خصوصاً آجکل -

خواجہ فیاض حسن

# دنیائے اسلام مین مسلمان بچون کی حالت

تتمہ

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۷ء)

(۶)

ہم دیکھ چکے ہین کہ مسلمان بہ نسبت اخلاقی تعلیم کے مذہبی تعلیم پر زیادہ زور دیتے ہین - خدا کا خوف ان کے نزدیک تعلیم او عقل کی ابتدا ہے - ضروری عقائد

بچپن ہی مین سکھا دئے جاتے ہین اور اسلام کی عظمت و فوقیت دکھا کر مذہبی جوش پیدا کر دیا جاتا ہے۔ زمانہ طفولیت سے آخر عمر تک لوگون کی زندگی مذہبی ہوتی ہے۔ اسلام کا ہر بات مین تذکرہ رہتا ہے کہ بازار اور گفتگو مین بھی اعتراف کیا جاتا ہے اور بچے اُسی آب و ہوا مین پرورش پاتے ہین جس مین مذہب کا پورا نفوذ ہوتا ہے۔

اس مین شک نہین کہ اصلی عقائد کا صغر سنی مین یاد کر لینا اور ان کا بار بار دہرانا ایک حد تک نفع دہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی صحیح ہے کہ اس سے تنگ خیالی اور تعصبانہ جوش ترقی پاتا ہے۔ سمرنا کا ایک پروفیسر کہتا ہے:۔

"مسلمانون کی مذہبی تعلیم اخلاقی کیرکٹر نہین پیدا کرتی ہے بلکہ وہ مذہب کو ایک رسم و رواج سمجھتے ہین جس کی پابندی لازمی ہے۔"

ٹیونس سے ایک شخص اپنے تجربہ کی بنا پر لکھتا ہے کہ:۔

"مسلمانون کا طرز تعلیم بجائے دماغ کو درست اور روشن کرنے کے اُس مین ایک ہیجان پیدا کر دیتا ہے"

ایک اور شخص مصر کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

"مسلمان بچہ اسی طرح اپنے مذہب پر فخر کرنا اور سوائے اپنے ہم مذہبون کے عیسائیون اور دوسرے مذہب والون سے نفرت کرنا سیکھ جاتا ہے جیسا کہ ایک بڑا آدمی"

ہر مسلمان بچہ خواہ وہ قاہرہ مین ہو یا سمرقند مین یا تبریز مین یا بغداد مین۔ کلکتہ مین یا الجزائر مین اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ تمھارا عقیدہ کیا ہے تو یہی جواب دے گا کہ مین خدا، اس کے فرشتون، اس کی کتاب۔ اس کے نبیون، زندگی بعد موت اور نیکی و بدی کے

پہلے سے تقدیر کئے جانے پر ایمان رکھتا ہون اور جب مین بڑا ہونگا تو نماز پڑھونگا۔ خیرات کرونگا۔ رمضان شریف مین روزے رکھون گا اور اگر استطاعت ہوئی تو حج کرونگا۔

مسلمان اپنی مذہبی کتاب یعنی قرآن شریف کی بے حد عزت کرتے ہین بچے بھی بہت جلد یہ جان جاتے ہین کہ اس کتاب کو نہ تو ادہر اودہر ڈالنا چاہئے اور نہ کسی دوسری کتاب کے نیچے رکھنا چاہئے۔ ایک پادری ہندوستان کے متعلق کہتا ہے کہ:۔

"یہان یہ ایک عام بات ہے۔ کہ لوگ اس کتاب کو ازاول تا آخر حفظ کرتے ہین اور اکثر حافظ ۱۲ - ۱۴ سال کی عمر کے بچے ہوتے ہین جو اس کا ایک لفظ بھی نہین سمجھتے یہ ضرور ہے کہ قوت حافظہ پر اتنا زیادہ زور دینے سے دوسری قوتون کو نقصان پہنچتا ہے لیکن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ کلام خدا کی کس قدر زیادہ عزت کرتے ہین اور یہی بات ہم مین سے بہت سے لوگون کے شرمندہ کرنے کو کافی ہے۔"

قرآن شریف اور حدیث شریف کا وہ حصہ جہان عہد عتیق کے نبیون حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلعم کے قصص درج ہین سب سے زیادہ دلچسپ ہے اور بچون کے دلون کو یقیناً مرغوب ہوگا بچون کی لایق نہ تو مذہبی کتابین ہین نہ مذہبی گیت اور نہ مخصوص بچون کے لئے کوئی عبادت موجود ہے۔ مذہبی کتابون سے انتخابات کرکے بچون کو بغیر سمجھائے ہوئے طوطے کی طرح رٹ لینے کی ہدایت کیجاتی ہے

پہلا سبق بچہ اپنی مان سے لیتا ہے اور چونکہ عورتین بالعموم توہم پرست اور جاہل ہوتی ہین وہ بچون کو ایسے قصے سناتی ہین جن کا اثر بچون پر اچھا نہین ہوتا مثلاً ابابیل کی دُم کا دو حصون مین تقسیم ہونا اس کے نیک کام کی یادگار ہے جب

اُس نے حضرت آدم کو سانپ کے حاسدانہ منصوبہ کی اطلاع کر دی تھی۔ سانپ نے غصہ میں آکر ہابیل پر حملہ کیا لیکن اُس کے دانت اُس کی دُم پر پڑے جس سے وہ دو ہو گئی وغیرہ وغیرہ

جب کبھی بچوں سے مذہبی باتیں کی جاتی ہیں تو قیامت بہشت اور دوزخ کا تذکرہ زیادہ ہوتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ شہدائے مذہب کی روحیں جنت میں رہتی ہیں۔ قیامت کے روز تمام مُردے حساب کتاب کے لئے اٹھائے جائیں گے بہشتوں کی تعداد آٹھ ہے جن میں سے ہر ایک دوسرے سے لطافت و خوبی میں بہتر ہے اور اُن میں دودھ اور شہد کی نہریں اور مختلف قسم کے میوے موجود ہیں۔ مسلمانوں کی دوزخ جس کا نام ہمیشہ بچوں کی بھی زبان پر رہتا ہے نہایت خوفناک چیز ہے۔ قرآن مجید میں اُس کا ایندھن آدمی اور پتھر بتایا گیا ہے اُس میں خون اور پیپ، سانپ اور بچھو بکثرت ہیں جو دوزخیوں کی سزا ہوں گے

لیکن اِس عام عقیدہ کے پھیلانے کے لئے ہم اسلام کی تعریف کرتے ہیں کہ دوزخ میں کوئی بچہ نہ جائیگا۔ مسلمانوں کا یہ خیال کہ جب تک انسان سن تمیز کو نہ پہنچے وہ کسی بات کا جوابدہ نہیں ہوتا بچوں کی نجات کا عقیدہ پیدا کرتا ہے اور اِس عقیدے میں کفار کے بچوں کی نجات بھی شامل ہے۔

جسوقت بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو پہلی بات جو اسکو سکھائی جاتی ہے وہ نبی کریم صلعم کا نام اور خدا کی وحدانیت ہوتی ہے۔ اسکے بعد ان کو کلمہ شہادت اور درود وغیرہ سکھایا جاتا ہے اور سات برس کی عمر میں نماز اور اسکے پڑھنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے بعض اسلامی ممالک میں دستور ہے کہ وبائی امراض یا زلزلہ وغیرہ کے وقت بچوں کو ایک جا جمع کرکے ان سے عبادت کرائی جاتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اُن کی دعا جلد قبول ہوگی۔

بچے نماز کو ایک مذہبی فرض - بہشت کے داخلہ کا ٹکٹ اور نجات کا بیمہ تصور کرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اگر ہم اس کو چھوڑینگے تو عقبیٰ مین سزا اور تکالیف پائینگے -

ان ملکون مین جہان اسلامی سلطنت ہے مذہبی اور اخلاقی محتسب دُرہ کا استعمال کرتا ہے اور بار بار کر لوگون کو نماز کی ترغیب دیتا ہے - مسجد بھی مسلمان بچون کی مذہبی زندگی مین ایک بڑا رتبہ رکھتی ہے - اور باوجود اس کے کہ وہان مخصوص بچون کے لئے کوئی خاص عبادت نہین ہوتی وہ مذہبی زندگی اور نمو کا مرکز ہوتی ہے - اسلام کی تاریخ مین مسجد نے بڑا حصہ لیا ہے - وہ ایک ہی وقت مین عبادت گاہ ، مدرسہ - کتب خانہ ، شفاخانہ اور یونیورسٹی رہی ہے - اکثر ہزارون طلبا جن مین بڑی اور چھوٹی عمر کے لوگ ہوتے تھے مسجدون مین درس لیتے رہے ہین -

اسلام مساوات کا سبق دیتا ہے اور ان ہی درسون مین شاہ و گدا ، امیر و غریب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے پاتے گئے ہین - لڑکیان مسجد کے درسون مین شامل نہین کی جاتین بلکہ ان کے لئے اکثر دوسرے مقامات مدرسے ہوتے ہین لیکن اس مذہبی تعلیم کا کوئی خاص نتیجہ نہین جس کو اکثر مسلمان بھی مانتے ہین -

ماہ رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہین اور بچون کو بھی بہت چھوٹی عمر سے روزہ رکھنے کا عادی بنایا جاتا ہے -

خیرات سے بچون کا کوئی خاص تعلق نہین لیکن غریب و یتیم بچون کو خیرات دینا زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے -

تواضع اور مہمان نوازی اسلامی ممالک مین بہت زیادہ ہے اور

اس معاملہ میں اسلام دوسرے مذاہب اور قوموں کے لیئے ایک مثال اور نمونہ ہے۔

حج میں اکثر والدین اپنے بچوں کو ساتھ لے جاتے ہیں اور اس کا اثر اُن پر یہ پڑتا ہے کہ اُن کے دلوں میں اسلام کی عظمت اور شان و شوکت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

مسلمان بچوں پر مذہبی حیثیت سے جس بات کا سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے وہ زندہ اور مردہ پیروں کی پرستش ہے۔ ان میں سے بعض مقامی شہرت رکھتے ہیں اور بعض دور دور مشہور ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تعویذ گنڈے کرتے ہیں اور جاہل عورتیں اور مردان کے پاس یا ان کی قبروں پر جاکر منتیں مانگتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں ایسے پیروں کی بہت کثرت ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان بچے اِن اثرات میں پرورش پا رہے ہیں جن کے بُرے نتائج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

(۷)

دنیائے اسلام میں اِس وقت دو طاقتیں کام کر رہی ہیں جن کا مقصد ایک ہی ہے۔ یہ طاقتیں مغربی تہذیب اور عیسائی مشن ہیں۔ ریل، مل، کارخانہ تجارت وغیرہ کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور اِن سب کے اچھے اثرات بچوں پر پڑتے ہیں۔ مغربی رسم و رواج کی پابندی، پریس کی کثرت و آزادی وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو بچوں کے لئے ایک نئی آب و ہوا پیدا کرتی ہیں عیسائی رسم و رواج کے موافق سوشل حالات میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے مثلاً ایک سے زیادہ شادی نکرنا، اصناف کی مساوات، لڑکیوں کے لئے مدرسے کھولے جانا۔ غرض اِس قسم کی بہت سی باتیں اسلام میں آتی جاتی ہیں۔ لڑکیاں

اور لڑکے لباس میں بھی تبدیلی کرنے لگے ہیں اور یورپ کا لباس عام طور پر استعمال ہونے لگا ہے۔ مسلمان خود قرآن مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرنے لگے ہیں۔ تعلیم کی خواہش عام ہوگئی ہے اور اسلامی ممالک جہالت سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ سب انگریزی اور امریکن مشنوں کی بدولت ہی۔

جو کچھ ڈاکٹر مرینل (Pennell) نے ہندوستان کے متعلق لکھا ہے وہ ہر اس ملک کے لئے صحیح ہے جہاں یورپین سلطنت ہو وہ لکھتا ہے کہ :-

"یہاں (ہندوستان میں) تعلیم کو چار مختلف نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے ایک عام لوگون کا نقطۂ نظر ہے جو تعلیم کی اس لئے خواہش کرتے ہیں کہ اسکے بعد گورنمنٹ کی ملازمت ملیگی یا دوسرے تجارتی کاموں میں آسانی پیدا کریگی دوسرا مولویوں اور مذہبی لوگوں کا نقطۂ نظر ہے جو اس تعلیم کے قطعی مخالف ہیں۔ تیسرا عیسائی مشنری کا نقطۂ نظر جو اچھے طبقہ کے لوگوں میں عیسائی مذہب کی اشاعت کرنا چاہتا ہے۔ چوتھا گورنمنٹ کا مولوی اور مشنری کے نقطۂ نظر کو نظر انداز کرتا ہے کیونکہ اُس کو تعلیم یافتہ کی ملازمت کے لئے ضرورت ہے"

ایران اور ٹرکی میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم میں بہت دلچسپی لی جاتی ہے اور عورتیں خود اعلے تعلیم حاصل کرنے کی خواہشمند ہوگئی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنسیں بہت کچھ کر رہی ہیں اور بعض تعلیم یافتہ لیڈر بچوں کی تعلیم کے مسئلہ پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک کانفرنس کے اجلاس دہلی (سنہ ۱۹۱۱ء) میں بیگم صاحبہ بھوپال نے لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق فرمایا :-

"یہ ظاہر ہے کہ آجکل کی لڑکیاں آئندہ نسلوں کی مائیں ہوں گی اور تمام قوم کی تربیت اُن ہی کے ذمہ ہوگی۔ ایسی حالت میں یہ امر کسقدر

افسوسناک ہے کہ ان کی تعلیم اس قدر بُری حالت میں ہے میں اپنی صنف کی جانب سے آپ لوگوں کی ان کوششوں کا پورا اعتراف کرتی ہوں جو آپ نے تعلیم نسوان کی ترقی کے لئے کی ہیں لیکن میں یہ بھی جتا دینا چاہتی ہوں کہ جن کی ترقی کے لئے آپ کوشاں ہیں وہ بہت کمزور ہیں اور مقام مقصود ابھی بہت دور ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہر گھر میں تن دہی اور پوری کوشش سے ان کی مدد جاری رکھی جائے ہماری قومی تاریخ اور روزمرہ کا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ عورتوں کی جہالت کا سبب مردوں کی بے رخی اور غفلت ہے جس نے خود مردوں کو بہ نسبت عورتوں کے زیادہ نقصان پہونچایا ہے"

ایران کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے ایک مرتبہ لکھا کہ :-

"ایران کی بہبودی کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز لڑکیوں کی تعلیم ہے۔ ہمارے ملک کا امید ان کی تعلیم ہے اور جب تک کہ مائیں تعلیم یافتہ نہ ہوں گی ہم میں سٹیٹس مین کیسے پیدا ہو سکتے ہیں"۔

تمام جدید تعلیم یافتہ مسلمان اس بات کو مانتے ہیں کہ اسلامی ممالک میں تعلیم جدید بیلوہ ترمشنوں کے ذریعہ سے پھیلی ہے نہ کہ گورنمنٹ کی کوشش سے چنانچہ میجر سید حسن بلگرامی مرحوم نے سنہ ۱۹۱۲ء کے اجلاس کانفرنس لکھنؤ میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا تھا :-

"اُن کا طرز تعلیم بہت ہی اچھا ہے اور تمام مشنوں میں امریکن مشن نے سب سے زیادہ نفع پہونچایا ہے"

کتابی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے۔ مسلمان بچے کو صرف الف، بے ہی نہیں سکھانا چاہئے بلکہ اُس کو بتانا چاہئے کہ بیکار بیٹھنے

ہے کہ ان کو تجربے اور کھیلوں میں دیں کہ حوصلہ اور بڑے خیالات کو دل میں
دلانا چاہئے ۔ اسی طرح اُن کو محنت کی خوبی اور سستی کی برائی سکھانا چاہئے ۔

مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت میں ہر جگہ ترقی ممکن ہے لیکن پرانے خیالات کے مسلمان بچوں کو مشنری اسکولوں میں جانے اور مشنریوں سے ملنے سے روکتے ہیں اور اس وجہ سے بڑی دقتیں پیش آتی ہیں لیکن مشنری اس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور باوجود مخالفتوں کے اپنا کام برابر جاری رکھتے ہیں اور آخر کار کچھ نہ کچھ نفع ہی پہونچاتے ہیں ۔ میڈیکل مشنوں نے بھی خصوصاً بچوں اور عورتوں کے لئے بہت کچھ کیا ہے ۔ اس وقت اسلامی ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں سو سے زیادہ ایسے مشن موجود ہیں جہاں لوگ دُور دُور سے علاج کرانے کے لئے آتے ہیں ۔

اسکے بعد مصنف بہت سی تدابیر بتاتا ہے جن کے ذریعہ سے مسلمان بچوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرکے اس مذہب کی تلقین کرنا چاہئے ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

"چونکہ اب تعلیم کا چرچا زیادہ ہوتا جاتا ہے اور انجیل کا ترجمہ بھی قریب قریب تمام زبانوں میں ہو گیا ہے اسلئے اسکی بہت مانگ ہے حتے کہ مکہ معظمہ سے بھی اسکے آرڈر آتے ہیں ۔ ہمکو چاہئے کہ انجیل کی خوب اشاعت کریں تاکہ لوگ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت محمد صلعم کے درمیان فرق و امتیاز کرسکیں اور اس کو اس قدر آسان بنایا جائے کہ بچے بھی اس فرق کو سمجھ سکیں ۔"

انگلستان اور امریکہ میں ہر عمر کے بچے کے قابل کتابیں موجود ہیں لیکن اسلامی ممالک میں ایسا نہیں ۔ ہمکو چاہئے کہ ایسی کتابیں بھی تیار کریں کیونکہ ان کی ضرورت ہونے کے علاوہ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں

تصویردار خوبصورت چھوٹی چھوٹی کتابون کو بہت دلچسپی اور رغبت سے پڑھینگے اور اس ذریعہ سے بھی بہت کچھ کامیابی کی امید ہے۔ یہ کام بعض مشنون نے شروع کردیا ہے لیکن ابھی ابتدائی حالت مین ہے اور ضرورت ہے کہ اس کو ترقی دی جائے مسلمان بچے کے دماغ کو تربیت دینا اور اُسکے دل کو فتح کرنا ایک بڑی جنگ ہے جس مین ہمارا مدمقابل وہ تمام رسم ورواج اور آب وہوا ہے جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور جو مسلمان بچون کا ورثہ ہے اس مقابلہ مین ہم تنہا کچھ نہین کرسکتے اور چونکہ وہ جو سب سے بڑا ہے ہمارا مددگار ہے اس لئے ہمکو قوی امید ہے کہ یسوع اُن کو گناہون سے بچائے گا۔ تاریکی مین ان کی رہنمائی کرے گا اور ان کی جہالت کو دور کرے گا اور جب وہ اُسکی آواز ایک مرتبہ سن لینگے تو پھر اس راستہ سے نہ بھٹکینگے۔

الجزائر کی دو بہنون کا جن مین ایک ۱۵ سالہ اور دوسری ۱۷ سالہ تھی اور جنہین مشن کے ہوسٹل مین پہلی مرتبہ بچون کے دوست (یسوع) کا علم ہوا تھا ایک قصہ مشہور ہے کہ جب وہ تین دن کی چھٹی مین اپنے گھر گئین تو عورتون نے دھمکی دیکر حضرت محمد صلعم کی پیروی کرنے کو کہا۔ اس پر بڑی لڑکی نے جواب دیا کہ جب تک زندہ رہون گی یسوع کی پیروی کرون گی اور چھوٹی لڑکی نے یہ گیت گایا "ہم مرتے دم تک وفادار رہینگے" تب انھون نے لڑکیون کو موت کی دھمکی دی لیکن وہ نہ مانین۔ اس پر ایک عورت نے کہا کہ یہ لڑکیان کتاب پر بھروسہ کرتی ہین لہذا انجیل کو پھاڑ ڈالنا چاہئے۔ جب انھون نے کتاب کو پھاڑا تو وہ لڑکیان رونے لگین۔

ایسی وفاداری کی مثالین بہت پائی جاتی ہین۔ مسلمان بچون کو عیسائی بنانا خدا کے منصوبے کا ایک حصہ ہے جس سے کوئی عیسائی مرد و عورت

انکار نہین کرسکتا اور موجودہ زمانہ کے برابر یہ کام کبھی اہم اور ممکن نہین ہوا۔ اسلامی سلطنتین اپنے ملکون مین مشن کے کام مین رکاوٹین پیدا کرتی ہین لیکن زمانہ بدل رہا ہے اور موجودہ جنگ مین بعض ملک یورپین مقبوضات ہو گئے ہین اور اس طرح بہت سی سہولتین خود بخود پیدا ہوتی چلی جاتی ہین۔

ٹرکی، مصر، مراکش، ایران، ہندوستان غرض ہر جگہ سے مشنری یہ ہی لکھتے ہین کہ اس وقت بہت اچھا موقع ہے جو آئندہ ممکن نہین اور ہمکو پوری قوت اور کوشش مسلمان بچون کے سنبھالنے کی کرنی چاہیئے اگر ہم نے ایک نسل مین مذہب عیسوی کی محبت اور خیال پیدا کر دیا تو آئندہ بہت کم کام کرنے کی ضرورت ہوگی اور جس نسل مین یہ خیال آسانی سے پیدا ہو سکتا ہے وہ موجودہ نسل ہے۔

عظمت الٰہی زبیری۔ بی اے (علیگ)

## ہندوستان مین لڑکے اور لڑکی سے برتاؤ

(ایک ہندو کے قلم سے)

جو محبت ہندو والدین اپنے بیٹون سے کرتے ہین اور جو نفرت اُنکو اپنی بیٹیون سے ہوتی ہے اُس کا تذکرہ یہان بیجا نہوگا۔

لڑکے اور لڑکی کی پیدایش سے جو شگون لیے جاتے ہین اُن کا تذکرہ کرنا کوئی ضروری نہین معلوم ہوتا مگر لڑکے کے پیدا ہونے پر والدین کو جو خوشی ہوتی ہے وہ لڑکی کے پیدا ہونے سے کہین زیادہ ہوتی ہے۔ لڑکی کی خاندان مین بہت کم وقعت ہوتی ہے اور لڑکے کے ساتھ صرف والدین ہی کو محبت نہین ہوتی بلکہ خاندان کا ہر فرد اُسے پیار کرتا ہے۔ والدین کے دلون مین اور خوشیون سے زیادہ خوشی اسکی ہوتی ہے کہ لڑکا خاندان کا وارث بنے گا اور خاندان کا نام اُچھالیگا لڑکی محض ایک امانت ہوتی ہے جو پہلے والدین

کے ہاتھوں میں رہتی ہے اور پھر خاوند کے ہاتھوں میں دیدی جاتی ہے ۔
لڑکے کے گھر سے میں وہ خاص بات ہوتی ہے جو خاندان کے تمام لوگوں کو اپ
طرف کھینچتی ہے اور لڑکی چاہے اپنے والدین کا کسی قدر خیال کیوں نہ رکھے اُس
کے ساتھ بے توجہی اور نفرت برتی جاتی ہے ۔ گھر والے سرد مہری سے پیش آتے
ہیں نوکر چاکر ہنسی اُڑاتے ہیں ۔ والدین جو اپنی حقارت کو مصنوعی محبت میں نظا
پوشیدہ رکھتے ہیں ہمیشہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ کاش یہ لڑکا ہوتا ۔ لڑکا ان کی آنکھو
کا نور دل کا سرور ہوتا ہے ۔ اور اُس پر اُن کی تمام محبت صرف ہوتی رہتی
اُس کے ساتھ والدین وہ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں جو غریب لڑ
کو کہاں نصیب ۔ لڑکی کے متعلق اُن کی بس ایک کوشش یہ ہوتی ہے کہ اُس
شادی کسی ایسے شخص کے ساتھ کر دی جائے جو قسمت سے اُن کے ہاتھ لگ جا
شادی تک وہ لڑکی کو اپنے گھر میں آسائش سے رکھتے ہیں اور اُس وقت سے
جب یہ دوسرے کے دامن سے باندھ دی جاتی ہے ۔ والدین کے گھر سے
تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں ۔ والدین جو کچھ مہربانی اس کے ساتھ قدرتی محب
کی وجہ سے کرتے تھے وہ بھی بند ہو جاتی ہے اور والدین سے وہ بالکل جدا ہو جا
ہے ۔ البتہ اُن کی تھوڑی بہت محبت اُس کے ساتھ ہوتی ہے ۔ اب اُس کے وا
کا برتاؤ ایسا ہوتا ہے جیسے کسی اجنبی کے ساتھ ۔ اب وہ اپنے خاوند کے ہاتھو
میں پہونچ جاتی ہے جو اُس کا حاکم ہوتا ہے اور اُس کا ہر لفظ اُس کے لئے قانون ہو
اُس کے والدین اُسکو اپنے گھر بلاتے ہیں تو ہفتوں بلکہ مہینوں ٹھہراتے ہیں
لیکن یہ غریب لڑکی اب بھی یہ دیکھکر جلا کرتی ہے کہ اسکے ساتھ وہ محبت نہیں
کی جاتی جو اس کے چھوٹے بھائی کے ساتھ کی جاتی جس کے ذرا سے رونے پر جاد
بے چین ہو جاتی ہے اور جس کے ذرا سے چلانے پر باپ کی محبت جوش میں آجاتی

ہے - اس بات کا اندازہ کہ ہندو والدین اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ اس قدر تفریق کا برتاؤ کرنے مین کہان تک حق بجانب ہین مشکل ہے - لڑکے کی پیدایش پر خوشی کیون ہو؟ اور لڑکی کے پیدا ہونے پر مایوسی کیون پہیل جاے؟ یا لڑکے کی پیدایش کے ساتھ کوئی موافق نتائج پیدا ہو جاتے ہین اور کیا لڑکی کیساتھ کوئی نحوست ہوا کرتی ہے؟ بہرحال ہندوستان مین والدین کے کچہ ایسے ہی خیالات ہین - اور ان خیالات کی پشت پناہ وہم ہو جایا کرتا ہے - لڑکی سے اسی لئے کم محبت ہوتی ہے کہ آیندہ کے لئے وہ ان کے واسطے بہت کم مفید ثابت ہو سکتی ہے - یہ خیال بہی ہوتا ہے کہ وہ صنف نازک سے تعلق رکہنے کی وجہ سے کوئی جسمانی خدمت انجام نہین دیسکتی - اور ان سب کے علاوہ بہت جلد ان سے جدا ہو کر کسی دوسرے گہر جانے والی ہوتی ہے - لڑکے کے ساتہ خاص توجہ اور محبت کا برتاؤ اسی لئے نہین ہوتا کہ وہ اُن کی جائداد کا وارث ہوگا - وہ اُن سے اسوقت تک جدا نہ ہوگا جب تک موت اپنا ہاتہ بیچ مین نہ ڈالے بلکہ اس لئے بہی محبت کی جاتی ہے کہ وہ آیندہ اپنے سوسایٹی مین چاہے کسی درجہ سے تعلق کیون نہ رکہتا ہو اچہی خدمت کر سکے گا - انہی وجوہ سے والدین لڑکیون کے ساتہ پوری پوری شفقت اور محبت کا اظہار نہین کرتے - اور ان کا یہ برتاؤ جو سراسر خود غرضی پر مبنی ہے اُن فرائض کے بالکل خلاف ہے جو قدرت نے اُن کے ذمہ اپنے بچون کی پرورش کے متعلق عاید کئے ہین - اور عقل و شعور اور انسانیت سے جن کے نزدیک ایسی تفریق ہرگز جائز نہین ہو سکتی بہت دور ہے - ضعف اور کمزوری جو صنف نازک کے ساتہ وابستہ ہے عیب سمجہی جاتی ہے - اور یہ کمزوری ان قابلیتون اور قوتون کے بیجا استعمال کی طرف جو قدرت سے ان مین ودیعت کی جاتی ہین ہرگز نہین لیجاتی - اس لئے اگر وہ دنیا مین کوئی اہم کام انجام دینے کے قابل نہ سمجہی جاے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ لوگ جنکے ہاتہون مین قدرت نے

جب کہ مقبروں میں سے مصری ممی (وہ لاشیں جو صدہا برس سے دواؤں کی وجہ سے محفوظ چلی آتی ہیں) نکال کر قاہرہ میں لے جائی گئیں تو لوگوں نے کچھ عرصہ تک رات میں اِن اوقات راستوں پر چلنا بند کر دیا تھا۔ ان کے کانوں میں ممیوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں اسلئے آتی رہیں کہ صدہا برس کی نیند اور آرام میں خلل ڈالا گیا تھا۔ اسی طرح جب قاہرہ کی ایک پرانی عمارت سے ممیوں کو نئے عجائب خانہ کی عمارت میں منتقل کیا گیا تو لوگوں کا قول ہے کہ کئی راتوں تک ان کے رونے کی آوازوں سے انھیں سونا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن ممیوں کے متعلق اس قسم کے اعتقاد صرف مصریوں ہی تک محدود نہیں ہیں۔ مصر کے ایک انگریزی پرچہ میں ایک انگریز کا لکھا ہوا مضمون میری نظر سے گذرا جس میں وہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ مجھے ایک مصری ملکہ کی ممی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اپنے ہمراہی سے اس کی صورت پر کچھ نکتہ چینی کی۔ اس ہی وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ کوئی گلا گھونٹ رہا ہے یہانتک کہ میں بیہوش ہو کر فرش پر گر گیا۔ مصری ان ممیوں کو زندہ تصور کرتے ہیں ان کی قبروں پر کپڑے، روپیہ پیسہ، غلاموں کی تصویریں رکھتے ہیں۔ ان پر اونٹ وغیرہ کی قربانی دیتے ہیں اور ان سے زیارت کرتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

مصر کا یہ عام دستور ہے کہ مقدس لوگوں اور ولیوں کی قبروں پر منتیں اور مرادیں مانی جاتی ہیں قاہرہ میں باب زبیدہ ایک مقام ہے جس کے دروازوں پر کیلیں گاڑنے سے بعض امراض سے صحت ہو جاتی ہے اور اگر ٹوٹا ہوا دانت باندھ کر لٹکا دیا جائے تو پھر کبھی دانتوں کے درد کی شکایت نہ ہو۔

مصری عورتیں گنڈے، تعویذ کی بھی بہت معتقد ہوتی ہیں۔ بڈھے سے لیکر بچے تک کوئی ایسا شخص مشکل سے نظر آئیگا جس کے گلے میں یا بازو پر کوئی تعویذ امراض سے یا جن بلیات سے یا دشمن کے غلبہ وغیرہ سے محفوظ رہنے کے

لیے نہ تبدیل ہوتا ہو۔ یہانتک کہ اونٹنیوں ، گایوں ، بھیڑوں تک کی گردن میں بھی موجود ہوتے ہیں۔

ماؤن کو سب سے زیادہ جو خوف وفکر اپنے چھوٹے بچون کے متعلق دامنگیر ہوتی ہے وہ نظر لگ جانے کی ہے بمصر مین لڑکے کا پیدا ہونا ایک بہت بڑی نعمت اور لڑکی کی رحمت مانا جاتا ہے۔ اور لڑکی کا وجود باعث زحمت اسلئے عموماً مصر مین عورتین اپنے لڑکون کو نظر بد سے بچانے کی غرض سے یا اس خیال سے کہ وہ دوسری عورتون کے حسد ورشک کا نشانہ نہ بنین یا تو انھین لڑکون کے کپڑے یا کانون مین بالیان پہناتی ہین یا میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے مین رکھتی ہین تاکہ کوئی اُن کی طرف توجہ نہ کرے یا جن وپری انھین لڑکی سمجھکر نہ چھیڑے اور نہ ستائے۔

نظر بد کا اثر کا یقین مصر کے ہر فرد وبشر کے دل مین اسدرجہ جاگزین ہوگیا ہے کہ تعلیم یافتہ اور مذہبی لوگ بھی اس پر یقین کرتے ہین اور اپنے خیالات کے متعلق اس کی تاویلین کرلیتے ہین مثلاً مین نے ایک مصری ڈاکٹر سے جس نے ولایت مین تعلیم پائی ہے اس مسئلہ پر بحث کی۔ اس نے نظر بد کے اثر پر اعتقاد رکھنے کی یہ دلیل پیش کی کہ تار نظر برقی قوت ہے جو آنکھ سے نکل کر جس چیز کو دیکھا جائے اُس پر آتی ہے۔ جس طرح کی یہ نظر ہو خواہ نیک یا بد وہی اثر اُس چیز پر پڑتا ہے اس کی مثال ایسے واقعات سے دی کہ اُس نے بارہا آزمایا ہے کہ جب کبھی کسی نے اُس کے بچے کو غور سے دیکھا یا تعریف کی تو وہ ضرور بیمار ہوا۔

مین نے ایک خاتون کے بچے کو دیکھکر اُس کی تعریف کی۔ اُس وقت تک مجھے مصر کی اس ضعیف الاعتقادی کی خبر نہ تھی وہ بہت چین بجبین ہوئی۔ میرے ایک اور ساتھی نے اُس کی ناراضگی کی وجہ بتلائی اور یہ بھی کہا کہ میرے جانے کے بعد مغرب کو شفق پھولنے کے وقت اُس نظر بد کا اثر دور کرنے کے لئے وہ بچے

کم نہیں - یہ مثالیں تھوڑی ہیں اور پردہ گمنامی میں پڑی ہیں لیکن اس ظلم کو مندکردینے کے لئے کافی ہیں جو عورتوں کو باورچیخانہ کی چار دیواری میں بند کرکے اور اعلیٰ سوسائٹی کی ہوا نہ دیکر اُن پر کیا جارہا ہے - کاش ہندو والدین اپنی کوتاہ نظروں کو دور کریں اور تھوڑی ہی سمجھ سے کام لیں تو اُنکو اس وہم سے رہائی ہوجائیگی جسکی بنا پردہ لڑکے کے پیدا ہونے سے خوش ہوتے ہیں اور لڑکی کا پیدا ہونا انھیں مایوس کردیتا ہے - ایک کے ساتھ اس قدر محبت کا اظہار اور دوسرے کے ساتھ اسقدر نفرت کا برتاؤ - ایک نہایت ظالمانہ اور شرمناک بے انصافی کا نمونہ ہے - صرف جہالت اور توہم اسکو جائز رکھسکتے ہیں - انسانیت اس خیال ہی پر کانپ جاتی ہے - نیکی شرماتی ہے عقل ٹھٹھکتی ہے -

جس طریقہ سے اور جن اصول پر اوپر بیان کیا گیا ہندو گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کے ساتھ برتاؤ کیا جاتاہے - ایک تو سردار ہے اور دوسرا غلام ایک گھر کا زیور اور دوسرا معمولی اوزار جو دوسروں کے ہاتھ میں ہے - لیکن یہ سب کچھ بچپن کی شروع عمر میں ہوتا ہے - بہت جلد صورت بدل جاتی ہے اور واقعات متغیر ہوجاتے ہیں - جیسے بیٹے اور بیچاری بیٹی کی عمر دہ یا ۱۱ سال کے قریب پہونچتی ہے اور اُسکی شادی کی فکر شروع ہوجاتی ہے -

(ترجمہ)

سید عبدالکریم
متعلم محمڈن کالج علی گڈھ

## مصر میں توہم پرستی

روے زمین پر کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں جس میں کچھ نہ کچھ توہم پرستی کا وجود نہو خاصکر وہ قومیں جو تہذیب میں بلند پایہ نہیں رکھتیں اور غیر تعلیم یافتہ اور جاہل ہیں

اُن میں یہ مرض عام ہے ۔ چونکہ عورتیں نسبتاً بے پڑھی لکھی اور زود اعتقاد ہوتی ہیں اسلئے اُن میں توہم پرستی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ اُن کا پایہ مذہبی اعتقادات سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

مصر گو تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے نہایت قدیم اور تاریخی ملک ہے لیکن زمانہ کی گردش سے وہ اپنی تمام خوبیاں زائل کر چکا اور اب اس کی وقعت دیگر پس ماندہ اور رجا عامل ممالک سے زیادہ نہیں ۔ چنانچہ وہ بھی ان ہی توہم پرستی اور اعتقاد باطل کا شعار ہے ۔

مصر میں علاوہ چند روشن خیال اور تعلیم یافتہ گھرانوں کے شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو جن ، بھوت ۔ دیو اور پری کے وجود کا قائل نہ ہو اور یہ نہ مانتا ہو کہ وہ جیسی چاہیں شکل اختیار کر سکتے ہیں اور دریا ، کنوئیں ، ویران مقامات ، پرانے مکان ، کھنڈر وغیرہ میں رہتے ہیں ۔ غرض وہ ہر جگہ چپے چپے پر موجود ہیں اور ہر کام میں اور ہر موقع پر اُن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ۔ مثلاً جب کبھی کوئی عورت گھر کا کوڑا کرکٹ یا میلا پانی کھنڈر پر پھینکے گی تو " دیستور " ( Dastoor ) کہے گی جو اس جن سے ایک قسم کی اجازت ہے جو شاید اس میں چھپا بیٹھا ہو ۔ اس ہی طرح جب وہ کوئیں میں ڈول ڈالتی ہے تو اس ہی قسم کی معذرت چاہتی ہے ۔ نگینے اور آندھی میں شیطان کا موجود ہونا ایک مسلمہ امر ہے اور یہ ایک عام عقیدہ ہے کہ ٹوٹتا ہوا ستارہ اصل میں وہ آگ کا شعلہ ہے جو آسمان پر چڑھنے والے شیطان کو مار کر گراتا ہے۔

رات کو جب مکان کا دروازہ بند کیا جاتا ہے تو بھوت پریت کو بھگانے کے لئے آیتیں پڑھی جاتی ہیں ۔ دلہن جب میلے کپڑوں کی گٹھری باندھتی ہے تو ناپاک ارواح کو نکالنے کے لئے دعائیں پڑھتی ہے ۔

ڈالتی ہے اُس کے ساتھ بے توجہی اور نفرت کا برتاؤ کرین بلکہ وہ تو تمام اِس عز
مستحق ہے جو اِس نازک جنس کے لئے ضروری ہے۔ جیسی کچھ وہ ہے قدرت نے اُ
بنایا ہے اور قدرت نے اِس لئے ایسا بنایا ہے کہ وہ مرد کی اچھی ساتھی ثابت ہو اور
مین جن فرائض کو پورا کرنے دی بھیجی گئی ہے ان کو سہولت سے انجام دے سکے ۔ اِس
اُس ضعف کی بنا پر اِس کے ساتھ درشتی کا برتاؤ کرنا اور وہ تمام باتین اِس تک
نہ پہونچانا جو اِس کے بھائی کو نصیب ہین ہندو والدین کا وہ طرز عمل ہے جو
اور قدرت کے احکام کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن ہندون کے وہم پر یہ معمولی نصیح
غلبہ نہین پا سکتین ۔ یہ وہم عورت کو دن بدن گراتا جائیگا اور گھر مین ہر قسم کی ا
اُس کو پہونچائیگا۔ اصل مین اِس کو بالکل معطل کر دیا گیا ہے ۔ ہماری یہ بے انص
ہمارے لئے باعث شرم ہے اور سوسائٹی (جس پر عورت کا پورا قبضہ ہے) کے
کے لئے نہایت مضر ہے۔ پس ہندو والدین کو چاہئے کہ اپنی لڑکیون کے ساتھ بھ
ہی محبت اور توجہ کا برتاؤ کرین جیسا وہ لڑکون کے ساتھ کرتے ہین۔ یہ خیال کرین
دونون کو خدا نے بنایا ہے اور دنیا مین مختلف کامون کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہین ۔ ایک
انتہا کی محبت اور دوسرے سے نفرت کو ترک کر دینا چاہئے ۔

ایک اور وجہ جس کی بنا پر والدین لڑکیون پر نفرت کی نظر ڈالتے ہین
ہے کہ دماغی کامون مین بھی لڑکیان اپنی مخالف جنس کے مقابلہ مین پیچھے ہین ۔ جیسا کہ ہر
خیال شخص جانتا ہے یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اِس غلط خیال نے
کو اِس دنیا اور آنے والی دنیا کی کامیابی سے دور کر دیا ہے ۔ ان کی تعلیم جس
ان کے اخلاق اور ان کے دماغ روشن ہو سکتے ہین بے توجہی مین پڑی ہے ۔
لئے وہ اپنے والدین اور اپنے خاوند کی جابرانہ حکومت کو برداشت کر رہی
اِس خیال نے کہ ان کے دوسرے فرائض جنکے لئے وہ پیدا کی گئی ہے ان کو

کاموں میں مانع ہیں اُن کو دنیا کے لئے بے سود بنا رکھا ہے ۔ اور وہ اپنے بزرگوں کے ہاتھ میں ایک پتلی ہے۔ یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں (کیونکہ اسکی مخالفت کی ہی نہیں) کہ عورت کا دماغ نہایت اعلیٰ خدمات انجام دینے کی قابلیت رکھتا ہے ۔ وہ دقیق سے دقیق علوم اور مشکل سے مشکل فنون کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ وہ باریک سے باریک نکات کو سمجھ سکتی ہے اور اس کا تخیل بلند سے بلند پرداز ی کر سکتا ہے ۔ وہ جو یہ کہتا ہے کہ عورت صرف باورچیخانہ کے کاموں کے لئے موزون ہے اور سوسائٹی کی خدمات کے لئے نہیں بنائی گئی قوانین قدرت سے نا واقف معلوم ہوتا ہے تاریخ اور تجربہ تبلاتا ہے کہ عورتیں بڑی بڑی اہل قلم۔ شاعرہ فلسفی اور فقیہہ گذری ہیں ۔ان کی یادگارین آج ہمارے کتب خانون کی زینت بنی ہوئی ہیں ۔ اُن والدین کی غلطی اور جہالت کا کیا کہنا جو ایسی قابل قدر اور قابل عزت چیز کے ساتھ ایسی درشتی کا برتاؤ کریں ۔ کسقدر ظالم ہیں وہ والدین جو اپنی لڑکیوں کو بالکل جہالت میں رکھتے ہیں جو نہ صرف لکھنے پڑھنے سے بے بہرہ ہوتی ہیں بلکہ وہ اپنے اخلاقی فرائض سے بھی لاعلم ہوتی ہیں وہ لڑکی جاہل رکھی جاتی ہے جس کی اگر تعلیم ہو تو وہ اپنے والدین اور اپنی سوسائٹی کے لئے ایک نعمت ثابت ہو قدیم ترین تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ عورتوں نے اپنے گھروں میں بڑے بڑے کام کئے ہیں اور عقل و فہم کی باتوں میں مردوں سے کم نہیں رہی ہیں ۔تمام زمانہ میں اور تمام قوموں میں عورتوں نے بڑی بڑی حکومتوں پر حکمرانی کی ہے ۔اور سیاسی امور میں اعلےٰ مہارت کا ثبوت دیا ہے ۔پیشواؤں کے خاندانوں میں بعض بیوقوف خاندانوں کی بیویوں نے اپنے علم و عقل اور ہوشیاری کے اعلےٰ نمونے دکھلائے ہیں ۔ اور اب برطانیہ میں ایک زبردست جماعت اہل قلم عورتوں کی ہمیں نظر آتی ہے ۔تاریخ کے ہر زمانہ میں عورتوں نے جو کمال دکھلائے ہیں کسطرح مردوں سے

کے بدن پر کے کپڑے کی ایک دھجی پھاڑ کر اس کی دھونی دے گی اور میرے گھر سے نکلتے
ہی وہ فوراً دروازہ میں کچھ دعائیں دم کر کے نمک چھڑکے گی۔

مصر میں یہ ایک عام طریقہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو کلام مجید کی آیتیں
کاغذ کے پرچہ پر لکھ کر اس کو پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے۔ مصر میں امراض چشم کی عام
شکایت ہے لیکن اس کا تیر بہدف علاج یہی ہے کہ جس کسی کو شکایت ہو وہ ایک
خاص مقام کی بتی لے کر قاہرہ کے دریا کو عبور کرے۔ جس کی آنکھوں میں روہے پڑے
ہوں اس کو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں مل سکتا کہ سات مختلف دروازوں سے
حضرت فاطمہؓ کے نام پر بھیک مانگ کے روٹی کے ٹکڑے جمع کر کے اور ان سب کی
گولی بنا کر اس پر لگائے۔ میں نے ایک بچے کو دیکھا جس کے بدن کے مختلف
حصوں پر صرف آنکھ کے علاج کے لئے ۸ مختلف تعویذ بندھے ہوئے تھے۔

جو بچہ پیر نہ چلتا ہو تو اسے جلد چلوانے کی یہ ترکیب ہے کہ اس کے پیروں
کو کھجور کے پتہ سے تین گرہ دے کر باندھیں اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پہلے
تین نمازیوں سے ان گرہوں کو کھلوائیں۔ اگر کسی سفر کی روانگی کے وقت یا کوئی
نیا کام شروع کرتے وقت کوئی چھینک دے تو یہ گویا خدا کی طرف سے اس کام نہ
کرنے کی ممانعت ہے۔ صرف ایک چھینک آنا بدشگونی سمجھی جاتی ہے۔

دریائے نیل کے متعلق مصریوں کے کئی توہمات ہیں منجملہ ان کے ایک
یہ بھی ہے کہ موسم گرما کے وسط میں کسی خاص رات شبنم کا ایک قطرہ دریا میں گرتا ہے
اس ہی قطرہ سے دریا میں طغیانی آتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ قطرہ ٹوٹتے ہوئے
ستارہ کے مانند گرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی رات کو مصری لوگ آٹے یا چکنی مٹی کی ایک
مورت اس شخص کی جس کی عمر وہ دریافت کرنا چاہتے ہیں یا یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں
کہ وہ مالدار ہوگا یا نہیں بنا کر رکھتے ہیں۔ اگر یہ مورت ترخ جائے جو عموماً ہوتا ہے

تو اُس سے یہ شگون لیا جاتا ہے کہ اُس شخص کی عمر زیادہ ہوگی اور وہ مالا مال ہوگا اور اگر کھین وہ سورت چکنی ہی رہی تو اُس سے یہ تعبیر لی جاتی ہے کہ اُس کی بہت کم عمر ہوگی اور بہت عسرت کی حالت مین زندگی بسر کریگا۔

مصری خواب اور اُس کی تعبیرون پر بھی بہت اعتقاد رکھتے ہین۔ جمعہ کے دن کا خواب عموماً صحیح مانا جاتا ہے۔ خواب سے عام طور پر اُلٹا سید صاحب طرح مرضی ہوتی ہے تعبیر لے لیا کرتے ہین۔ سنیچر کا خواب نہایت منحوس خیال کیا جاتا ہے اور اُس روز کوئی کام شروع کرنا بہت بڑی غلطی تصور کرتے ہین۔ ہر کام کے لئے جمعہ بہت متبرک ہے کیون کہ ان کے خیال کے مطابق اسی دن حضرت آدم دنیا مین آئے اور اُسی دن قیامت بھی آئے گی۔

علاوہ اس کے شگون لینے کا یہ عالم ہے کہ لوگون نے اگر رات کو تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو اُن کو رات بھر کی نیند حرام ہوگئی۔ رات کو اُلّو کی آواز سن لینا اتنا ہی خوف و دہشت کا باعث ہوتا ہے جتنا کہ ڈاکوؤن کے حملہ کی خبر۔ رات کو جھینگر کا شور شیر کے دھاڑنے سے کم خوف اور ہراس پیدا نہین کرتا۔

ان واقعات کے سننے سے اُن لوگون کی عقلون پر سخت تاسف ہوتا ہے کہ دنیا انسان کے لئے ویسی ہی ایک ماتم کدہ ہے اس کو مغموم و پریشان رکھنے کے لئے ارضی و سماوی آفات ہی کیا کم ہین کہ ان کو رانہ توہمات سے بے بنیاد اور فرضی علامات کو ایک قیاسی اور ان ہونی مصائب و آفات کا پیش خیمہ سمجھے اور ان رکیک واقعات سے اتنی ہی روحانی تکلیفین اُٹھائے جتنی کہ اصل مصیبت کے آنے سے اٹھانی پڑتین۔ یہ تمام برائیان جہالت اور مذہبی کمزوریون کی بدولت ہین ہندوستان مین بھی تقریباً اس قسم کے توہمات ہین بلکہ بعض تو ایسے ہین کہ اگر اُنکو بیان کیا جائے تو نہایت ہی مضحکہ انگیز ہون۔

سید عبد الجلیل بی اے (علیگ)

# دلچسپ تاریخی باتیں

آئینہ ۔ اہل وینس فن آئینہ سازی کے اسرار کو نہایت خود غرضی سے پوشیدہ رکھتے تھے اور جو لوگ اس کام کو انجام دیتے تھے اُن کے ساتھ بڑی رعایتیں ہوتی تھیں ۔ اُن کے قوانین کی رو سے ہر آئینہ ساز جو اس فن کو غیر ملک میں پہونچاوے وہ اپنے اقرباکی سزا ے قید برداشت کرنے پر وطن آنے کی اجازت پاتا تھا اور اگر وہ نافرمانی کرتا تھا تو اُس سرکش کو قتل کرنے کو سپاہی تعینات کئے جاتے تھے ۔ باوجود اس سخت قانون کے کولبرٹ نے سنہ ۱۶۶۴ء میں فرانس کے سفیر کے ذریعہ سے وینس کے ماہرین فن کو فرانس میں لانے کی کوشش کی سفیر یعنے بشپ بیزئیر نے بتایا کہ ان کاریگروں کو لیجانے ۔ سے کولبرٹ کی بحرہ ایڈریاٹک میں ڈبوئے جانے کا خوف ہے ۔ باوجود ان حالات کے سنہ ۱۶۶۵ء میں بیس آئینہ ساز فرانس کو بھیجے گئے اور آئینہ سازی کا کام پیرس میں زیر نگرانی کولبرٹ شروع ہوا ۔

روس میں ڈاڑھی ۔ جب پیٹر اعظم نے اہل روس کی ڈاڑھیوں پر ٹکس تشخیص کیا تو اُس نے محض انگلستان کا اتباع کیا تھا روسا کی ڈاڑھیوں پر ایک روبل لگایا گیا اور عوام الناس کی ڈاڑھیوں پر ایک کوپک عوام میں بے چینی پیدا ہوگئی اور جو ٹکس ادا نہیں کرتے تھے انکو جبراً اپنی ڈاڑھیں منڈوانی پڑتی تھیں ۔ اب روس میں ڈاڑھیوں کی کچھ قدر نہیں ہے ۔ اب تو ڈاڑھی والے روس میں بے وقعتی کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں برخلاف اس کے ہسپانیہ میں فلپ پنجم کے عہد تک ڈاڑھیاں نہایت قدر و منزلت کے ساتھ رکھی جاتی تھیں اگرچہ وہ خود اپنی داڑھی نہ بڑھا سکا بے ڈاڑھی والے بزرگان مذہب نہایت افسوس کے ساتھ کہا کرتے تھے " چونکہ ہمارے ڈاڑھیاں نہیں ہیں اسلئے ہم روح بھی نہیں رکھتے ،، اس طرح سے وہ مثل اوس فرقہ کے عقیدہ

رکھنے لگے جس کا یہ ایمان تھا کہ خدا کی شکل داڑھیوں مین نہان رہتی ہے - پرتگال اس معاملہ مین اسپین سے پیچھے نہین رہا - جب پرتگال بحری فوج کے افسر جوان ڈی کاسٹرو نے شمر گو آسے ایک ہزار پسٹل قرض لئے تو اپنی ایک مونچھ یہ لکھکر مکفول کردی کہ دنیا کا تمام زر و جواہرات سے مردانگی کا یہ قدرتی زیور بیش قیمت ہے موجودہ زمانہ مین کوئی شخص اس قسم کی ضمانت کی حقیقت کچھ نہین سمجھیگا

**تیراندازی** ہنری ہشتم کے عہد مین متعدد قوانین اس فن کو ترقی دینے کیلئے نافذ ہوئے تھے - ایک مین یہ حکم تھا کہ تمام قصبون مین چاند قایم کئے جاوین اور تعطیل کے دنون مین لوگ چاندماری کیا کرین - اسی قانون مین یہ بھی تھا کہ ہر تندرست آدمی جو پادری یا جج نہو بڑی کمان سے نشانہ بازی کی مشق کرے - لڑکون کے آقا و مربی ذمہ وار تھے کہ وہ اُن لڑکون کو جو اُن کے زیر نگرانی ہون مشق کرانیکے لئے لاوین ورنہ سزاے جرمانہ کے مستوجب ہوتے تھے اس زمانہ مین تیراندازی کی رائج کرنیکی بڑی کوشش ہوتی تھی اور اہل انگلستان غیر اقوام سے اس معاملہ مین اس درجہ شک کرتے تھے کہ غیر ملکیون کو بڑی کمان استعمال کرنیکی ممانعت تھی - فلاڈین فیلڈ کے معرکہ مین انگریزون کی فتح تیراندازون کی ہمت آور مندی پر منحصر تھی شاہ ایڈورڈ ششم اپنا زیادہ وقت تفریح طبع کے لئے تیراندازی مین صرف کیا کرتے تھے اور روہ رسالہ جس مین شاہ موصوف کی فتح و ہزیمت کی بکثرت مثالین درج ہین اب بھی برٹش میوزیم مین محفوظ ہے -

**تاش** - یورپ مین تاش کا کھیل کب اور کیونکر جاری ہوا صحیح نہین معلوم لیکن اس امر کی شہادت مین کہ تاش تیرہوین صدی عیسوی کے وسط مین انگلستان مین رائج تھا ورسیسٹر کونسل ۱۲۵۶ع کا اڑتیسوان ضابطہ پیش کیا جاتا ہے - لیکن جس کھیل کا اس قانون مین ذکر ہے وہ ایک قسم کا خاموش کھیل ہے جو بقول آسٹرٹ کے شطرنج ہے - یورپ کے ابتدائی زمانہ کے تاش مین بیبیا نہین پائی جاتی - چارلس ششم شاہ فرانس کے

وزیر خزانہ نے ۱۳۹۲ء یا ۱۳۹۳ء مین اپنے حساب مین گرن گونز کے نام ایک رقم نگساری کی بابت درج کی ہے۔ اس اندراج سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ گرن گونز تاش کا موجد ہے حالانکہ ادائیگی نقش و نگار کرنے کی بابت ہے۔

**چھتری** مشرقی ممالک مین زمانہ قدیم سے چھتری بادشاہت و حشمت کی علامت ہے۔ قدیم مصر کی منقش یادگارون مین بادشاہون اور دیگر ارکین سلطنت کے ایسے نقش ملتے ہین جو جلوس مین چتر شاہی کے نیچے نظر آتے ہین۔ اور کل براعظم ایشیا مین چتر کے اب تک یہی مطلب سمجھے جاتی ہین مرہٹہ سردار اپنے خطاب کیساتھ "صاحب چتر" شامل کرتے تھے۔ پادریون کی کرسی۔ تخت شاہی در قربان گاہ کی شامیانے چھتری ہوتے ہین اور انسے وہی مقصد ہوتا ہے جو چتر سے۔ روما کی عبادت گاہون مین اب تک ایک بڑی چھتری لٹکا کرتی ہے۔ یونان اور روما مین چھتری کا استعمال عورتون تک محدود تھا اور مردون کے لئے اسکا استعمال زنانہ پن خیال کیا جاتا تھا۔ سترہوین صدی عیسوی مین چھتری کا استعمال انگلستان مین معدوم نہین تھا اور بارش سے حفاظت کے لئے لوگ اسکو لگاتے تھے۔ اٹھارہوین صدی عیسوی کے آغاز مین قہوہ خانون مین ایک چھتری رکھنے کا رواج اگرچہ ہو چلا تھا تاہم اسکا رواج عام طور سے نہین ہوا ہو گا کیونکہ ۱۷۵۲ء مین کرنیل وُلف نے پیرس سے چھتری کو محافظ بارش اور دھوپ لکھا اور تعجب کیا تھا انگلستان مین اب تک اسکا رواج کیون نہین ہوا جونس ہینوے (James Hanway) المتوفی ۱۷۸۶ء پہلا انگریز سیاح بیان کیا جاتا ہے جو چھتری لئے پھرنے کا عادی تھا۔

انیس احمد مارہروی
(علیگ)

# قومی موت کے آثار

مین نے تقریباً ۳۰ سال سے برابر ان کوششون کو غور کیساتھ دیکھا ہے جو اشاعت تعلیم نسوان کے متعلق ہماری قوم مین کی گئی ہین اور جنکا سلسلہ اس عصر جدید مین بڑی زور شور کیساتھ

جاری ہے۔ مین نے ان رسائل کو بڑے شوق کے ساتھ پڑھا ہے جو اسی مقصد کے لئے جاری
ہوئے اور جاری ہین اور آپ کے رسالہ کو تو مین ابتدا سے اگرچہ خریدار نہین ہون لیکن ایک دوست
کی عنایت سے غیر منقطع سلسلہ کے ساتھ پڑھتا رہتا ہون۔ مین نے ان بزرگون کی راؤن کا بھی
صبر وتحمل کے ساتھ مطالعہ کیا ہے جو تعلیم نسوان کے مخالف ہین۔ مجھے ان پڑھ، جاہل۔ بد سلیقہ
ضروریات زمانہ سے ناواقف، اپنے حقوق سے بے خبر نانیون اور دادیون کی حالت
بھی معلوم ہے اور نئی روشنی اور جدید عصر کی تعلیم یافتہ سلیقہ شعار، ضروریات سے باخبر حقوق
شناس اہل اور حقوق بہنون کی کیفیت کا بھی علم ہے اور چونکہ میرے خاندان مین دونون قسم کی
مثالین موجود ہین مین نے ان کے حالات واخلاق کا بھی معائنہ کیا ہے۔ اکثر فراخ دل اور غیر
متعصب احباب سے تبادلہ خیالات بھی ہوا ہے لیکن ابھی تک یہ امر سمجھ مین نہین آیا کہ اس سرگرم
تحریک اور اس پرزور کوشش سے ہم کیا نتیجہ اور کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہین اور مسلمان
عورت کی نسبت ہمارا کیا منتہائے خیال ہے۔ مردون مین اشاعت تعلیم جدید کی جب بڑے
زور شور سے منادی ہو رہی تھی۔ سرسید اور اُن کے رفقائے محترم مسلمانون کے تمام امراض روحانی
وجسمانی کا صرف یہی ایک علاج تجویز کر رہے تھے اور اسی کو تریاق نوشدارو کھتے تھے اور قومی فلاس
وہلاکت ذلت وجہالت کے طوفانی سمندر مین تعلیم جدید کو ہی ذریعہ نجات اور ساحل امن سمجھا ہے
تھے تو اسوقت علمائے کرام کی جانب سے یہ کھا جاتا تھا کہ نہین یہ تعلیم علاج نہین نہ تریاق
ونوشدارو ہے بلکہ جسد وروح مذہب کے لئے سم قاتل ہے اور اسی کنارہ پر مذہبی عصبیت
کی کشتی پاش پاش ہو کر رہے گی۔ قریب قریب آغاز کار سے زنانہ تعلیم کے متعلق بھی ایسی
ہی صدائین بلند ہوتی رہی ہین۔ آپ ہر اُس شہر وقصبہ مین جایئے جہان تعلیم جدید کا چرچا ہے
سرکاری وقومی مدارس جاری ہین۔ مسلمانون کے بچے جوق جوق اُن مین جاتے ہین کالجون
کو دیکھیے جہان طربوش پوش مسلمان اگر زیادہ نہین تو خیر کمی کے ساتھ ہی نظر آتے ہین
آپ ان کو تعلیم مین بھی مصروف دیکھینگے اور ورزشی کھیلون مین بھی نمایان پائینگے لیکن کیا

کوئی خفیف جھلک مذہب کی بھی نظر آئے گی؟ بہت سے فارغ التحصیل نوجوانون مین وکیل، انجینیر، بیرسٹر، ڈاکٹر، پروفیسر ہین آپ تعلیم یافتہ طبقہ کو ادنی و اعلے عہدون پر بھی ممتاز دیکھینگے مگر کیا اُن کی روح کو مذہبی حیثیت سی کوئی شخص زندہ کہے گا ؟ آپ کہدینگے کہ ان کی تعلیم مین مذہبی حصہ ہی شامل نہ تھا تو مذہبی اثر کیونکر ہوگا - مین عرض کرونگا کہ اُس دار العلوم مین بھی جو مذہب کے نام سے قایم کیا گیا ہے یہی حالت ہے اور یہ ایک ایسا دعوے ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہین - زمانہ طالب علمی مین آپ ان جرمانون کی آمدنی دیکھ لیجئے جو مسجد مین حاضر نہ ہونے کی سزا سے حاصل ہوتی ہے - اگر پروفیسر عہدہ دار اور ٹرسٹی بھی اسی قاعدہ کے ماتحت ہوتے تو اُن کے جرمانون کی مقدار طلبا سے کچھ کم نہ ہوتی -

ہر جگہ علیگڈہ کا اولڈ بوائے یعنی سابق طالب علم موجود ہے - اور عموماً اچھی حیثیت رکھتا ہے اور کم و بیش آرام و اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن اگر مذہبی عینک سے دیکھا جائے تو کچھ خوشی نہوگی - قریباً یہی حالت اُس دوسرے عظیم الشان دار العلوم یعنی اسلامیہ کالج لاہور کی بھی ہے - پس ہمارے زنانہ قومی مدارس اور زنانہ تعلیم کی اشاعت کا بھی یہی ماحصل ہوگا اور کیا ہم ایسے ہی نوجوانون اور تعلیم یافتہ طبقہ کی مثال صنف اناث مین بھی قایم کرینگے؟ ہان فرض کر لیا جائے کہ ایسی ہی مثال ہوگی تو کیا وہ دن ہمارے مذہبی ماتم کا نہوگا لیکن یہ ماتم بھی کون کرے گا کیونکہ اُسوقت تو ماتم کرنے والے ہی نہ رہینگے - ہمارے نوجوان اور تعلیم یافتہ اصحاب مسز اینی بسنٹ، مسز نائیڈو، سرلا دیبی چودہرانی کی طلاقت لسانی، قوت بیانی، طرز تقریر، انداز بیان کی تعریفون مین رطب اللسان رہتے ہین جن جلسون مین ان مین سے کسی کی تقریر کا اعلان ہوتا ہے تو بڑے ذوق و شوق سے جاتے ہین وہ ذوق و شوق جو کبھی نماز جمعہ و عید مین بھی نہین ہوتا تو کیا وہ نہین چاہتے کہ خواتین اسلام مین بھی ایسے ہی نمونے ہون - جب وہ

نیشنل کانگرس کے پنڈال مین موقع بہ موقع غیر قومون کی لڑکیون سے سریلی آواز اور دلکش راگون مین "بندے ماترم" کے ترانے سنتے ہین جن سے خدمات قومی وملکی مین ہیجان پیدا ہوتا ہے تو اسوقت مسلم لیگ مین محمود صاحب کی زبان سے اقبال کا ترانہ "چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا" کچھ اچھا معلوم ہو سکتا ہے اور کیا وہی منظر دیکھنا نہین چاہتے جو دو دن پہلے کانگرس مین دیکھ چکے ہین ؟

جس وقت ہم اخبارون مین دیکھتے ہین کہ اوٹا کمنڈ مین مسز بسنٹ کے مجلس پر ہوم رول کا پرچم لہرا رہا ہے تو ہماری خواہش نہین ہوتی کہ نینی تال مین کسی بادشاہ یا وزیر بیگم کے مجلس پر بھی ایسا ہی پرچم لہرا رہا ہو؟ کیا یہ تمام خواہشین مذہب کو قربان کئے بغیر حاصل ہو سکتی ہین؟ آپ کہینگے کہ آخر وہ بھی تو مسلمان عورتین ہی تھین جنہون نے بڑی بڑی قومی وملکی خدمات کی ہین۔ میدان جنگ مین ان کی تلوارون نے شجاعت کا مجسم نمونہ دکھا دیا ہے۔ پبلک پلیٹ فارمون پر اپنے زور بیان سے مردون پر غلبہ حاصل کیا ہے درس و تدریس مین اُن کے سامنے بڑے بڑے فقیہہ طفل مکتب نظر آتے ہین۔ بیشک وہ ہماری قوم کا فخر تھین اور ہماری تاریخ کا افتخار ہین۔ لیکن آپنے کبھی اُنکی سیرت، اُنکے اخلاق، اُنکی مذہبی زندگی کا بھی مطالعہ کیا ہے اور اُن مذہبی قوانین پر بھی نظر ڈالی ہے جن کی حفاظت مین وہ زندگی بسر کرتی تھین۔ آج ہماری قوم مین عورت کا صحیح مفہوم علیاحضرت بیگم صاحبہ دام اقبالہا فرمانروائے بھوپال ہین۔ اچھا ان ہی کی مثال لیجائے کیونکہ وہ اسی زمانہ مین ہین اور تعلیم نسوان کی بھی زبردست حامی ہین اُنکے کمالات و اخلاق، صفات و عادات چار دانگ عالم مین زبان زد خاص و عام ہین۔ وہ بیدار مغز حکمران ہین۔ ملک کا انتظام کرتی ہین۔ فوجی ریویو فرماتی ہین۔ انکی تقریرون مین ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ بڑے بڑے معاملات پر قابل ترین مردون سے زیادہ قابلیت کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار پر قادر ہین۔ وہ فن مصوری مین ماہر ہین۔ صاحب تصنیف و تالیف ہین انہون نے

یورپ کی سیاحت اور ممالک اسلامی کا سفر کیا ہے اور اقوام کے عروج و تنزل کا مشاہدہ فرمایا ہے پس وہ جس تعلیم کی حامی ہین ضرور اس طبقہ کے لئے جس کی وہ خود ایک فرد ہین بہا ضروری ہے۔

مین عرض کرونگا کہ اس مین کس کو کلام ہوسکتا ہے لیکن اسی کے ساتھ اُن کی مذہبی زندگی بھی عورتون اور مردون کے لئے قابل نظیر ہے۔ وہ نماز کی پابند ہین اُنہون نے حج کے لئے بھی صعوبات سفر برداشت کی ہین۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہین اور اُس کے معنی سمجھتی ہین۔ زکوٰۃ دیتی ہین۔ مزاج اور وضع قطع مین سادگی ہے۔ یتیمون۔ غریبون اور بیواؤن کیساتھ ہمدردی ہے۔ خدا کا ادب و رسول کا احترام ہے وہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے مجامع ملکی و ملّی مین آنے۔ دربارون اور سوسائیٹیون مین شریک ہونے کے لئے مجبور ہین لیکن کس شان سے آتی ہین۔ اس شان سے جو خواتین قرون اولےٰ کی ہوتی ہے۔ بیشک وہ پھر بھی بظاہر تعلیم جدید کی حامی ہین۔ لیکن مین عرض کرونگا کہ ان کی یہ حمایت مشروط ہے۔ ان کی تقریرون کو پڑھیئے کہ وہ سب سے مقدم مذہب کو سمجھتی ہین۔ وہ اپنی جیسی مثالون کو مستثنیات سے جانتی ہین۔ وہ اُس راستہ اور اُس رفتار کو جو آجکل تعلیم نسوان کی ہے خطرہ سے بھرا ہوا پاتی ہین اور مذہبی بے پروائی کو شدت الم کے ساتھ محسوس کرتی ہین اور دل ہی دل مین نہین کُڑھتین بلکہ دل کا افسوس خواتین کے مجامع مین زبان سے ظاہر کردیتی ہین۔ آپنے تو ممدوحہ موصوفہ کی کتاب "سبیل الجنان" اور اُسکی وجہ تالیف کو ضرور پڑھا ہوگا۔

تعلیم یافتہ اصحاب کی ترغیب و اعانت سے جابجا زنانہ کلب اور سوسائٹیان قایم ہونی شروع ہوگئی ہین لیکن ابھی تک خود یہ اصحاب اپنے کلب اور سوسائٹیون سے کیا فایدہ حاصل کررہے ہین جو ان نمائشون سے خواتین کرام حاصل کرین گی۔

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے وزن پر آل انڈیا محمڈن لیڈیز کانفرنس قایم تو ہوگئی۔ اس کے چار اجلاس بھی منعقد ہوچکے۔ سالانہ روئداد بھی

طبع ہوئیں مگر سوال یہ ہے کہ جو خواتین اپنے گھر کی اور اپنے بچوں کی تربیت و اصلاح نہیں کر سکتیں وہ قوم کی اصلاح کیونکر کرینگی۔ جن سے اپنے بچوں کی تعلیم کا اہتمام نہیں ہو سکتا وہ قوم کے بچوں کے بندوبست کرنے کی ذمہ داری کس طرح قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی ہیں۔

اب تو تیز قدمی کی یہ حالت ہے کہ قومی اصلاح کے خیالات سے متجاوز ہو کر ملکی اصلاح کی آمادگی ہے مسز بسنٹ کی تقلید اور اُنکی پیروی طرہ شرف ہے۔ ہوم رول کی طلب و حمایت میں سرگرم ہیں مگر کیا انہوں نے اپنا انتظام خانگی بھی مکمل کر لیا ہے اور کیا خیر سے گھر کی چار دیواری کے اندر جو اُن کے لئے ایک ملک کی حیثیت رکھتی ہے اس میں اُنہوں نے آزادانہ حکومت کی قابلیت کا اظہار کیا ہے۔ یہ سب بیہودہ فیشن اور نمایش ہے جو ہماری قومی حالت کا مقتضی ہے۔ افسوس ہم محض وہم و گمان پر آنکھ بند کر کے کورانہ تقلید کے مذبح پر اپنے مقدس مذہب کو قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اگر ہماری تعلیم کا یہی مقصد اور یہی نتیجہ ہے تو ہم کو اپنے قومی ناموس اور اپنے پاک مذہب کو لازماً خیرباد کہنا ہوگا۔ یہ مدارس اور یہ اسکول، یہ کلب اور یہ سوسائٹیاں، انجمنیں اور مجالس ہمارے امراض کا علاج نہیں۔ ہمارے ایک حصہ کا مذہب ختم ہو چکا ہے اور اگر کوئی جھلک باقی ہے تو صرف خواتین کرام کی بدولت ہے یا اُس ظلوم و جہول طبقہ میں نظر آتی ہے جس کو ہمارے مقدسین و رہبران قوم حقیر سمجھتے ہیں۔

کسی شہر و قصبہ اور گاؤں کی مساجد میں اگر کچھ رونق نظر آتی ہے تو انہیں جاہلوں اور مُلّاؤں کے دم سے۔ اگر گھروں میں کچھ مذہبی چرچا یا خیر خیرات ہے تو وہ بھی ان پڑھ اور ... ہمارے نام خواندہ بہنوں کی بدولت۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مساجد میں کبھی یہ مقدس رہبر جھانکتے بھی ہیں؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جس مشہور روز گار مسجد (کانپور) کے معاملہ میں ہمارے لیڈروں نے داد مردانگی دی، اُنہوں نے کبھی اس زمین پاک پر چند نماز بھی رکھی؟ ہمارے قومی و ملی مجامع میں اوقات نماز کا تو اتنا احترام کیا جاتا ہے کہ جلسہ ملتوی رہتا ہے مگر وہ وقت کس شغل میں گذرتا ہے۔ آرام، چا، سگریٹ تبادلۂ خیالات میں۔ کیا یہی

حالت اس طبقہ مظلوم میں بھی ہم پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں ؟ کیا اس عصر جدید
میں کوئی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ہم نے کسی دوست کی لڑکی کے مڈل ، انٹرنس ، ایف اے
منشی فاضل پاس کرنے پر مبارکباد کے تار دیئے ہوں اور خطوط لکھے ہوں ۔ اُسی طرح
کسی لڑکی کے حافظہ ہونے یا تکمیل فقہ و حدیث کرنے پر مبارکبادیں دی گئی ہوں جس طرح
آج ہم کسی بہن یا لڑکی کی تقریروں پر فخر کرتے ہیں اُسی طرح اسکے عمدہ وعظ پر بھی ہم نے افتخار
کیا ہو؟ یہ امر تو ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ سکتا ہے کہ جو سادہ زندگی اور
کفایت شعاری ان جاہل ماؤں میں تھی وہ آج تعلیم یافتہ بہنوں اور بیویوں میں موجود
ہے یا نہیں ۔ بیشک اسباب عیش و راحت کا سلیقہ اس طبقہ میں زیادہ ہوگا لیکن اطمینان
کے اسباب مفقود ہوں گے بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب ایسے نکلینگے جن کے باپ اور ماؤں
نے بہت قلیل آمدنی پر ایک کنبہ کی پرورش اور ان کی تعلیم کی ہوگی لیکن وہ ہی آج بیش قرار
آمدنیوں کی صورت میں بھی تنگ حالی کا شکوہ کرتے ہیں ۔ بہت سی بیوہ مائیں جنہوں
نے جہالت میں عمر بسر کی اُن کے یتیم بچے علم و فضل اور شرف و دولت میں ممتاز ہوئے
آج اُن تعلیم یافتہ ماؤں سے ہزار با درجہ زیادہ قابل اعتراض ہیں جن کے ذرائع آمدنی
معدوم یا کم ہوتے ہی خاندان مصائب کا شکار ہو جاتا ہے اور بچے تعلیم جاری رکھنے
سے معذور ہو جاتے یا خیرات پر گزارہ کر کے تعلیم پاتے ہیں ۔

یہ جاہل بیویاں خاندان کی مصیبتوں میں ہمیشہ ہمدرد رہی ہیں اگر درم سے مقدرت
نہیں ہوتی تو قدم سے ضرور مدد کی ہے لیکن آج کسی غریب عزیز کو ہیضہ یا طاعون ہو جائے یا وہ
کسی اور دکھ درد میں مبتلا ہو تو یہ تعلیم یافتہ خواتین اس گھر میں جانا موت کا سامنا تصور
کرینگی ۔ محلہ کی غریب بیواؤں اور مفلس و یتیم بچوں کی ہمیشہ وہ جاہل خواتین غمگسار و مددگار
نظر آئی ہیں لیکن ان تعلیم یافتہ خواتین کے نزدیک ان کی امداد کرنا قومی گناہ ہو جاتا ہے
یہ تو ابھی ابتدائی حالت یا مرض کا حملۂ اولین ہے آیندہ خدا ہی حافظ ہے ۔

میرا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جہالت بمقابلہ تعلیم بہتر ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا مناسب حال ایک معیار، ایک طریقہ، ایک صورت قایم ہونی چاہئے۔ ان کی تعلیم میں وہی مضامین شامل ہونے چاہئیں جن کی ضرورت ہے۔ جو نصاب تعلیم اس وقت مدارس نسوان میں جاری ہے وہ ہماری قومی ضروریات کے لئے کچھ مفید نہیں۔ ہم کو اسی نصاب کی تعلیم دی جاسے جو ہر منزل زندگی پر ہمکو درکار ہے۔ ہمارے نصاب میں قران مجید مع ترجمہ۔ ضروری احادیث و مسائل، قومی تاریخ آنحضرت صلعم و صحابہ کرام اور صحابیات عظام کی سیرۃ خیزو اعظم ہونا چاہئے۔ یہی مضامین ہمارے مذہب اور قومی ناموس کے محافظ ہیں اور انہی پر ہماری دینی و دنیوی نجات منحصر ہے۔ ورنہ قومی موت کے آثار ہمارے چہروں اور صورتوں سے ظاہر ہونے لگے ہیں

مستقیم

## شعبہ تعلیم نسوان کا خطبہ صدارت

ہم گذشتہ نمبر میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغہ تعلیم نسوان پر ریویو کر چکے ہیں اب ہم ذیل میں بغیر کسی طولانی تمہید کے خطبہ صدارت کو درج کرتے ہیں جو حامیان تعلیم نسوان اور خود خواتین کرام کے غور کے قابل ہے جن مسائل و ضروریات پر اس خطبہ میں روشنی ڈالی گئی ہے وہ ہماری ملی و قومی زندگی کی ضروری ترین امور مسائل ہیں۔ جناب موصوف ایک عالم و فاضل مجرب ہیں انکے خاندان میں تعلیم نسوان کا عرصہ سے رواج ہے اور قدیم اسلامی روایات کی حامی اور جدید ضروریات زمانہ سے واقف ہیں انکی تعلیم محترمہ نفیس بیگم صاحبہ ان زمانہ کی ان ممتاز خواتین میں ہیں جنکو اسلامی تعلیم کا نمونہ کہا جا سکتا ہے وہ زنانہ کانفرنس کی سکریٹری ہیں اور جو مستعدی کیساتھ اپنے فرائض ادا کرتی ہیں بس ایسے حامی تعلیم نسوان کے خیالات بہت زیادہ غور و توجہ کے قابل ہیں۔

حضرات اس زمانہ میں بھی تعلیم نسوان کا مسئلہ ہمارے سامنے تقریباً اسی زمانہ سے آچکا ہے جب سے کہ لڑکوں کی تعلیم کا مسئلہ پیش ہے۔ سرسید مرحوم نے ۱۸۸۴ء میں جب پنجاب کا مشہور سفر کیا اور خاتونان پنجاب کی طرف سے اُن کو ایڈریس دیا گیا اس کے جواب میں انہوں نے تعلیم نسوان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اُسیوقت سے تعلیم نسوان کا مسئلہ قوم کے سامنے ہے۔ اسی زمانہ میں سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ نے اخبار

نسوان جاری کیا جو باعتبار نفیس کاغذ عمدہ چھپائی اور اعلیٰ قسم کے مضامین کے نہایت اچھا اخبار تھا۔ مولوی نذیر احمد صاحب اور دیگر مصنفین نے عمدہ عمدہ کتابیں لکھیں مولوی محبوب عالم صاحب نے "شریف بی بی" نام اخبار جاری کیا جو اب دوبارہ جنم لیکر شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد "عصمت" اور "خاتون" اور "پردہ نشین" نکلے اور اچھو رہے۔ لیکن بعض اُن میں سے فنا ہو گئے اور بعض جاری ہیں۔ بھوپال سے رسالہ "ظل السلطان" نکل رہا ہے اور لاہور سے اخبار "تہذیب نسوان"۔ علاوہ کتابوں اور اخباروں کے کانفرنس کے جلسوں میں تعلیم نسوان کے متعلق لکچر اور مضامین پڑہے جاتے تھے۔ اور ایک زمانہ میں مختلف اخباروں کے کالم تعلیم نسوان ہی کے مضامین سے بھرے رہتے تھے۔ کانفرنس کے بعض جلسوں میں مستورات بھی شریک ہوئیں زنانہ مصنوعات کی نمائشیں ہوئیں، ریزولیوشن پڑہی گئیں۔ لیکن جب یہ اسٹیج ختم ہوئی اور عملی طور سے کام شروع ہوا تو افسوس ہے کہ کچھ کا عالم طاری ہو گیا اور آج نہ وہ جوش و خروش ہے اور نہ وہ سرگرمی ہے جو پہلے تھی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بحث اور مباحثہ کا دور ختم اور اخباروں اور رسالوں کے مضامین کا رخ تبدیل ہو گیا۔

حضرات! آج ہی آپ نے ایک لکچر ایک ماہر تعلیم کا سنا ہے وہ آپکے حافظہ میں محفوظ ہوگا اس لکچر میں اُنہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ بتلایا ہے کہ تعلیم کی غرض و غایت کیا ہے اور اس تعلیم میں جس طرح اور جس حد تک لڑکوں کا حصہ ہے اُسی طرح لڑکیوں کا۔ یہ مساوات تو دنیاوی تعلیم کے اعتبار سے ہے لیکن میں آپ سے عرض کرونگا کہ مذہبی تعلیم کے اعتبار سے بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم یکساں ضروری ہے۔

حضرات آپ غور فرمائیں کہ اسلام نے عورت کا مرتبہ، عورت کے حقوق اور عورت کی تعلیم کے حدود کیا مقرر کئے ہیں؟ کلام مجید میں جہاں کہیں خدائے تعالیٰ نے بندوں کو مخاطب کیا ہے وہاں مرد اور عورت دونوں مراد ہیں جنت اور دوزخ دونوں کے لئے ہیں۔ عیسائیوں نے البتہ یہ ضرور رکھا کہ مسلمانوں کے نزدیک عورت میں روح نہیں لیکن

ہمیں الزام اور بہتان ہو۔ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جس قدر مسائل ہیں اُن کی پابندی مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض ہے۔ خداوند تعالیٰ نے کلامِ پاک میں اثباتِ توحید کے واسطے کثرت سے اس پر زور دیا ہے کہ مشاہداتِ قدرت کا مطالعہ کرو۔ سوچو اور غور کرو کہ ہوا کس طرح چلتی ہے بارش کیسے ہوتی، زمین سے سبزی کس طرح اُگتی ہے۔ دیکھو کس طرح ستارے بنائے ہیں کس طرح رات اور دن پیدا کئے۔ ذالک تقدیر العزیز الحکیم۔ علیٰ ہذا جس قدر مظاہرِ قدرت ہیں اُن کے متعلق غور کرنے بلکہ فکر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور یہ ہدایت جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے۔ جب اسلام نے عورتوں اور مردوں کی ذمہ داریاں اعمال و افعال کے متعلق یکساں کی ہیں تو اُن کو حصولِ علم کا بھی یکساں موقع دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانے سے کیا حاصل؟ کیا اُن سے نوکریاں کرانی ہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ مذہبی نقطۂ خیال سے بھی تعلیم عورتوں کے لئے ازبس ضروری اور لازمی ہے۔ مظاہرِ قدرت میں غور کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ عورتیں علم نباتات، علم معدنیات، اور دیگر علوم پڑھیں۔ زکوٰۃ مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض ہے اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ عورتیں نصاب سے واقف ہوں اور یہ بغیر علمِ ہندسہ کے ممکن نہیں۔ کیا عورت مرد سے دریافت کرے؟ یہ فرض اس کے ذمہ ہے لہٰذا اس کو حساب جاننا لازم ہے۔ اسی طرح حج بھی دونوں پر یکساں فرض ہے۔ حج کے ارکان و فرائض سے واقف ہونا اور سفر کرنا ان سب کے لئے جغرافیہ وغیرہ علوم کی ضرورت ہے۔ غرضکہ وہ کونسے احکام ہیں اور کونسے اوامر و نواہی ہیں جن میں عورت مرد کے ساتھ ساجھی نہیں ہے۔ پردہ کا مسئلہ ضرور حائل ہوتا ہے اور اس کے متعلق تیز تیز بحثیں ہوئی ہیں لیکن اس وقت ہم اس نازک بحث کو اٹھانا نہیں چاہتا۔ اگر پردہ تحصیلِ علم میں حائل ہے تو ہو، مگر حصولِ علم میں مانع نہیں ہے۔ رکاوٹ ضرور ہے۔ مگر اس قسم کی رکاوٹوں پر غالب آنے کے لئے جد و جہد لازم ہے۔ ایسی حالت میں جس قدر تعلیم ہم دے سکتے ہیں کیوں نہ دیں۔ لیکن ابھی تک اس طرف قدم ہی نہیں بڑھایا۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ سرسید

نے جس طرح لڑکون کی تعلیم کے لئے اپنا وقت اپنی کوشش اور طاقت وقف کی تھی کسی مسلمان نے
ہندوستان مین اِس کنارہ سے لیکر اُس کنارہ تک لڑکیون کی تعلیم کے لئے اِس سے نصف
وقت اور کوشش صرف کی ہے. جب یہ نہین ہے تو بتلائیے کہ اِس مسئلہ کو قومی ضروریات
کے لحاظ سے کس طرح سلجھا سکتے ہین. لیکن اسباب ہین جو کچھ کوشش اور محنت آپ نے کی ہے اُس کا
نتیجہ اور ثمر آپ ملاحظہ فرمائیے انجمن حمایت اسلام لاہور نے تعلیم نسوان کے بارہ مین ایک حد تک
جدوجہد کی کچھ مدارس لڑکیون کی تعلیم کے لئے قایم کیے جسٹس سید کرامت حسین صاحب نے
لکھنؤ مین اپنی ذاتی ایثار اور کوشش سے اسکول قایم کیا اور جناب الاراجہ صاحب محمود آباد نے
فیاضانہ امداد دی۔ اس اسکول کے ساتھ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی ہے۔ لیکن یہ شکایت ہر جگہ
اور ہر اسکول کے متعلق ہے کہ پبلک توجہ نہین کرتی، لڑکیون کی تعلیم کا عام طور سے احساس نہین
علیگڈھ مین گرلس اسکول عرصہ سے قایم ہے۔ لیکن مین پوچھتا ہون کہ مسلمانون کی قوم نے اس
اسکول سے کیا دلچسپی لی؟ جو کچھ دلچسپی لی ہے اُس کا حال آپکو سکریٹری صاحب کی رپورٹ
سے معلوم ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اپنی حالت کا اِس ملک کی دوسری قومون سے مقابلہ کرین
تو ہمکو شرم آئیگی۔ اور ممالک کو چھوڑیے خود اپنے ہی ملک کی حالت پر غور کیجیے اور ایک دہلی ہی
کو لیجیے، جو مسلمان شرفا کے گھرانون کا ایک مرکز ہے وہان کے مسلمانون مین تعلیم نسوان کے متعلق
بالکل جمود و سکون کی حالت ہے۔ لیکن اہل ہنود مین کیا حال ہے؟ آپکو وہان کے ہر محلہ کی سڑکون
پر چھوٹیون کی ایک رَو ملے گی۔ کتابین بغل مین دبائے چھوٹی چھوٹی لڑکیان مدرسہ جا رہی ہین جالندھر
مین کنیا پاٹ شالہ کی کامیابی کا حال آپکو اخبارات سے معلوم ہوگا غرضکہ ہر مقام پر ہمارے برادران
وطن خاصکر تعلیم نسوان مین حیرت انگیز ترقی کر رہے ہین۔ اور تعلیم نسوان کی ترقی سے جو اثر قومی اور
ملکی ترقی پر براہ راست پڑتا ہے اُس کو اُنھون نے پورے طور سے محسوس کر لیا ہے۔

حضرات! ہمکو تعلیم نسوان کی دنیاوی طور ہی سے نہین بلکہ مذہبی طور سے بھی سخت ضرورت ہے
اور مین اِس کا دعویٰ کرتا ہون کہ کوئی شخص یہ ثابت نہین کرسکتا کہ تعلیم نسوان کی تاکید اسلام مین کم ہے۔

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عورتوں کی تعلیم، اُن کے حقوق اور اُن کے درجہ کو اسلام اور صرف اسلام ہی نے دنیا مین قایم کیا اور باوجود اِس حالت کے اگر ہم نے لڑکیون کی تعلیم کے متعلق بھی ایسی ہی غفلت کی جس طرح ہم لڑکون کی تعلیم مین کر چکے ہین تو اس سے ہم اپنی قومی ترقی کی راہ مین سخت رکاوٹ پیدا کر دینگے۔ لیکن حضرات! مین اس بات کو صاف صاف عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ موجودہ تعلیم سے اگر وہی نتایج لڑکیون مین پیدا ہو گئے جو لڑکون مین ہین، اسراف، خود پرستی عیش و عشرت کی لت جو لڑکون مین ہے اگر لڑکیون مین بھی آگئی تو آپ کا قومی جہاز تباہی اور بربادی سے محفوظ نہین رہ سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ پہلے بھی اسراف تھے۔ مثال کے طور سے مین گوٹہ کناری کو لیتا ہون۔ لیکن حالت یہ تھی گوٹہ کا تھان سولہ سترہ آنہ کو خریدتے اور استعمال کے بعد ۹ یا ۱۰ آنہ اس کے دام آٹھ آنے تھے۔ مگر آج جو لیس سیکڑون روپیہ کی خرید کیجاتی ہین وہ استعمال کے بعد بالکل بیکار ہوتی ہین۔ اور فیشن کی حالت یہ ہے کہ صبح اور اور شام اور۔ کیا ہماری قوم کی مالی حالت اس کی مقتضی ہے اور کیا ہماری قوم مین اتنی سکت ہے کہ فیشن کی اس بلا کا مقابلہ کرین۔ حضرات! کیا یہ خیالی قصے ہین؟ کیا یہ واقعات نہین ہین؟ آپ غور فرمائین کہ ایک آفت آرہی ہے اور اگر اسکے لئے ہم تیار نہین ہین تو قومی تباہی کا موجب یقینی سمجھنی چاہیے۔

حضرات! آپ کلام مجید پڑھیے اس مین جیسی توحید کی تاکید ہے اور جیسا توحید پر زور دیا گیا ہے ویسی ہی علم کے حاصل کرنے کی تاکید ہے۔ حدیث مین ام الایمان کے ساتھ باب العلوم ہے۔ اور فرمایا ہے کہ علم حاصل کرنے والون کی راہ مین فرشتے پر بچھاتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ علما کی دوات کی سیاہی شہیدون کے خون سے زیادہ متبرک ہے۔ حصول علم کی اس تاکید کے اندر مرد اور عورتین یکسان ہین اور اسی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان بیبیون نے حصول علم کے متعلق پوری کوشش کی۔ حافظ ابن عساکر دمشقی مشہور مورخ ہین انھون نے مشایخ اور استادون کی جو فہرست دی ہے اُس مین ۸۰ سے زیادہ بیبیان ہین۔ حافظ ابن حجر عسقلانی محدثین کے امام تھے انھون نے بتلایا ہے کہ اُن کے شیوخ فن حدیث مین متعدد خواتین داخل ہین۔ صحیح بخاری کس کی توجہ اور کوشش کا نتیجہ ہے؟ حضرت امام بخاری کی والدہ کی کوشش کا۔ انھون نے بچپن ہی سے گو دستنا کر امام کو تحصیل علم کرائی۔ اسی طرح سیکڑون مثالین کتب تاریخ

ہے مسلمان بیبیوں کے تجربہ علمی اور خدمات علمی کے بیان کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جس طرح مردوں میں علمی تنزل ہوا اسی طرح عورتوں نے بھی اس جوہر گرانمایہ کو کھو دیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اب غفلت و تساہل کا پردہ اٹھتا جاتا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کی تعلیم قومی ترقی کے لئے اہم اور بیش بہا فوائد کا موجب ہے تو کمربستہ ہوجائے ورنہ صرف رزولیوشن پاس کردینا یا جس طرح اب کوشش ہو رہی ہے یہ تو کسی مرض کی دوا نہیں۔

اب ایک بات اُن حضرات کی خدمت میں عرض کرنا ضروری ہے جو تعلیم نسواں کے حامی ہیں اور وہ یہ کہ ہماری مستورات میں دنیا بھر کے عیوب سہی۔ جہالت اور کوتہ اندیشی اُنکا حصہ سہی لیکن اسی کے ساتھ اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ان میں اب بھی بہت سے جوہر ہیں جو شرافت کا نچوڑ ہیں۔ انکا ایثار، عزیزوں کے ساتھ ان کی سچی اور بے ریا ہمدردی، اپنے عیش کو اپنے شوہروں اور اپنی اولاد اور اپنے اعزا پر قربان کرنا، ان کا صبر اور انکی محبت یہ بڑے قیمتی جوہر اور صفات ہیں۔ آج مرداں و صفات سے معرا نظر آتے ہیں جو بیبیوں میں باقی ہیں۔ خاتونان پنجاب کے ایڈریس کے جواب میں سرسید نے فرمایا تھا کہ آج ہم میں جنید اور شبلی نہیں لیکن ہمیں فخر ہے کہ سیکڑوں رابعہ بصریہ موجود ہیں۔ اگرچہ آپ یہ جوہر بہت کم ہوگئے ہیں لیکن مٹے نہیں۔ لہذا جو اصحاب کہ تعلیم نسواں کا بیڑا اٹھاتے ہیں انکا اولین فرض ہونا چاہئے کہ یہ صفات قایم رہیں یہ نہو کہ نئی تعلیم کا سیلاب اس پونجی کو بھی بہالیجائے یہ خطرہ بیجا نہیں ہے۔ مردوں میں جو جوہر تھے وہ مٹتے جاتے ہیں۔ جو اخلاق بھلا بھی اپنے بزرگوں میں ہمنے دیکھے تھے وہ اب کہیں نظر نہیں آتے دور دراز زمانہ سے قطع نظر کیجئے اسی زمانہ کو لیجئے۔ خواجہ حالی مولانا شبلی مرحوم خلیفہ محمد حسین مرحوم میجر سید حسن بلگرامی وغیرہ بزرگوں میں جو اخلاقی دلکشی تھی وہ اب کہاں نظر آتی ہے جب ہم باوجود ہر قسم کی تعلیمی ترقی کے ان جوہروں کو کھو رہے ہیں تو نہایت اندیشہ ہے کہ نئی تعلیم ہماری بچیوں سے ان اخلاقی جواہر کو ختم نہ کردے۔ ایک امر دقت یہ ہے کہ آپکے پاس آپکی ہم قوم استانیاں نہیں

مجبوراً غیر اقوام کی استانیون سے کام لینا ہے اور یہ امر آپ کی ذمہ داریون کو اور زیادہ
کردیتا ہے۔ نہ صرف آپکو مسلمان بچون کے جوہر شرافت کو قایم رکھنا ہے بلکہ غیر اقوام
کی مضر خصوصیات سے بچانا ہے۔ مین دوسری اقوام پر کوئی تعریض نہین کرتا۔ صرف
یہ عرض کرونگا کہ ہماری جو قومی خصوصیات ہین وہ لاجواب اور بے مثال ضامین اور
انکو قایم رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ اگر ہماری عورتین تمام علوم پر حاوی ہون، فرنچ
لاطینی سے، تاریخ سے آشنا ہون لیکن جو شرافت کے جوہر ہین جو ہمارے مایہ ناز اور
فخر ہین وہ نہون تو ایسی تعلیم ہمارے کسی کام کی نہین بلکہ ہماری تباہی کا موجب ہوگی
پس تعلیم نسوان کا جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اس مین اس کا انتظام اور اہتمام نہایت درجہ
لازمی ہے کہ قومی خصوصیات برقرار رہین۔ آج ہی صبح کے جلسہ مین ایک ماہر فن
تعلیم نے تعلیم کے اعلیٰ مقاصد بیان کئے ہین۔ Supreme Being
(ذات باری) کے خیال کو تعلیم کی ابتدائی سیڑہی بتلایا ہے۔ حضرات اگر ہماری عورتین
مذہبی تعلیم اور مذہبی اعمال سے خدانخواستہ معرا ہوگئین یا اس مین کچھ بھی کمی گئی
تو بتلائیے کہ تعلیم کی یہ ابتدائی سیڑہی کہان ہوگی۔ اگر ہمارے گھرون مین مذہبی پابندی
نہ رہے یا ماؤن مین جو ابتدائی تعلیم کا گہوارہ ہین مذہب کی پابندی کا خیال نہ رہے
تو مہربانی کرکے بتلائیے کہ وہ کس قوم کی تعلیم ہوئی اور اُس سے کیا نتیجہ ہوا۔

خلاصہ میری گذارش کا یہ ہے کہ پورے عزم کے ساتھ اب اس مسئلہ کو
ہاتھ مین لیجئے اور اس تجربہ سے فائدہ اوٹھائیے جو لڑکون مین غلطیان کرنے
سے ہوا ہے۔

مولانا مولوی حبیب الرحمن خانصاحب
شروانی

# چارشف یعنی ترکی برقع

## تیار کردہ خاتون اسٹور چاندنی چوک دہلی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہو کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اسکو پہنے ہی رہتی ہین۔ اس کے دو حصہ ہین۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکائے جائین تو باہر والون کو نظر نہ آئین۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر ٹخنے تک رہتا ہے۔ یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ یا پاجامہ یا اسکرٹ۔ ڈولی گاڑی یا ریل مین بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اتار دالین اور نیچے کا حصہ پہنے رہین اس پر دوپٹہ اوڑھ لین تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے غرارہ پاجامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہین۔

اس کے خوش وضع و آرام دہ ہونے کی وجہ سے عربی مصری اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہین۔ سٹور نے اسمین کچھ ترمیم کرکے اسکو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اتنا ہی خوبصورت بنایا اس کو پسند کیا ہے اور خیال رکھا ہے کہ آخری حصہ پہنتے ہین

| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکہ کا | دبیز ٹسر کا |
|---|---|---|---|
| | بارہ روپیہ عہ | پندرہ روپیہ عہ | بیس روپیہ عہ |

فرمائش مین کمر سے لیکر پاؤن کے ٹخنے تک کی لمبائی تحریر کرنی چاہئے

چارشف کی عکسی تصویر اسٹور مذکور سے مفت روانہ کیجاتی ہے

## رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کیساتھ ہر انگریزی مہینہ کی آخر میں شایع ہوتا ہے معلومات مفید کا مخزن اور زبان اردو کا سرگرم معاون ہے ملک کے مستند اہل قلم اسکو عجیب کچھ بنا بنانے میں ... نثر و نظم کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعہ کیلئے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوے باوجود کاغذ کی نا برداشت گرانی کے سالانہ چندہ صرف للعہ ہے جو کچھ بھی نہیں نمونہ منگا کر دیکھیے صرف سات آنہ کا خرچ ہے نمونہ مفت نہیں ملتا

## رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی سی ایس آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہوئے ہیں انکا مجموعہ ذخیرہ پریس میں زیر طبع ہے جو عنقریب بعد ترتیب اشاعت سے مزین ہو کر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند شاعر ... نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھکر اسکی دلچسپی میں اور اضافہ فرمایا ہے

اس مجموعہ کو پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی بے تکلفی اور خیالات کی لطافت و پاکیزگی کا خاص عنصر اس میں بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات میں کثیر اضافہ ہونے کی پوری امید ہے۔

صفحات (۴۰۰) کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی و چھپائی کیساتھ طبع ہو کر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائیگا قیمت ۴ روپیہ مع محصولڈاک مقرر ہے۔ جو بزرگان قوم اس علمی مجلس میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک یا زیادہ نسخوں کی فرمایش فرماکر اپنا نام درج رجسٹر کرادیں تاکہ بعد تکمیل طبع رسائل عماد الملک بذریعہ وی پی بھیجدیا جاے اور جو صاحب چاہیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمائیں۔

## رباعیات و قطعات شاد

جسکو البتہ ایک انتخاب کہنا چاہیے یہ مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی آئی ای شاد بالقابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں نظم فرمایا۔

# کتب خانہ دارالمصنفین شبلی منزل اعظم گڑھ

## مصنفات علامہ شبلی نعمانی

- الکلام — جدید علم کلام — عہ ر
- علم الکلام — مسلمانوں کے فن کلام کی تاریخ — عہ ر
- المامون — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات — عہ
- الغزالی — امام غزالی کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ — عہ
- سوانح مولانا روم — مولانا روم کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ و تصوف — عہ
- الفاروق — حضرت فاروق اعظمؓ کی لائف اور انکا طریق حکومت — ع
- رسائل شبلی — بیس علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ — ۱۲ ر
- مقالات شبلی — پندرہ علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ — عہ
- شعر العجم جلد سوم — شعرائے فارسی کی لائف — عہ
- الانتقاد علی التمدن الاسلامی — جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی میں ریویو — ۸ ر
- سیرۃ النعمان — امام اعظمؒ کی لائف اور انکا طریقہ اجتہاد — عہ
- دیوان شبلی — مولانا کے فارسی قصائد کا مجموعہ — ۸ ر
- دستہ گل — " غزلوں کا مجموعہ — ۴ ر
- بوئے گل — " — ۴ ر
- برگ گل — " جدید فارسی قصائد کا مجموعہ — ۴ ر
- کلام شبلی — بعض اردو نظموں کا مجموعہ — ۵ ر
- مضامین عالمگیر — شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات — عہ ر / ۱۰ ر

## مولوی عبد السلام ندوی

- انقلاب الامم — یعنی قوموں کی ترقی و تنزل کا فلسفہ — عہ

## مصنفات مولانا حمید الدین صاحب

- الامعان فی اقسام القرآن — قرآن میں خدا نے کیوں قسمیں کھائی ہیں — ۲ ر
- تفسیر سورہ تحریم — جدید طرز پر عربی میں تفسیر — ۴ ر
- تفسیر سورہ قیامہ — " — ۴ ر
- تفسیر سورہ والشمس — " — ۲ ر
- تفسیر سورہ کافرون — " — ۲ ر
- تفسیر سورہ والعصر — " — ۲ ر
- اسباق النحو — حصہ اول جدید و سہل طرز پر عربی گرامر اردو میں — ۴ ر
- دیوان حمید — مولانا کا فارسی دیوان — ۸ ر
- خرد نامہ — منظوم حکیمانہ اقوال فارسی زبان میں امثال سلیمان کا ترجمہ — ۸ ر

## مصنفات مولانا سید سلیمان

- ارض القرآن جلد اول — قرآن مجید کے مقامات کا جغرافیہ اور اقوام کی تاریخ — عہ ر
- لغات جدیدہ — چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری — عہ ر
- دروس الادب — عربی کی ریڈر — ۲ ر
- نوحہ استاد — مولانا کی مرحوم کا اردو مرثیہ — ۲ ر
- مکاتیب شبلی — مولانا مرحوم کے خطوط کا مجموعہ جو علمی، قومی، ادبی، اخلاقی معلومات کا خزانہ ہے — ۱۲ ر

## مفتی انوار الحق ایم اے

- حقائق اسلام — اسلامی مسائل کی فلسفیانہ تشریح اور معترضین کے مدلل جواب — ع ر

## مولوی محمد حسن صاحب

- رموز فطرت — علوم جدیدہ کی متعدد مفید شاخوں [illegible] — عہ ر
- انسان — انسانی ساخت [illegible] — عہ ر
- [illegible] — عہ ر

## بیش بہا علمی ذخیرہ

**جہان آرا** شاہجہاں بادشاہ کی فاضل بیٹی جہان آرا بیگم کی سوانحعمری اُسکے مارل سوشل اور پولٹیکل کارنامے مورخین یورپ کی نکتہ چینیوں پر محققانہ نظر کاغذ ولائتی قیمت رعایتی ۸؍

**یادگار دربار اسلام** جلد اول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلعم کے سوانحات ۴۰۰ صفحات ۵؍ ۲؍

**ایضاً** جلد دوم جسمین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاروقؓ خلفاے اول و دوم کے مفصل سوانحات مع فتوحات انتظامات و ذاتی حالات وغیرہ پوری تحقیق کے ساتھ قلمبند ہوئے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے ضخامت ۴۲۴ قیمت ہر دو حصہ علاوہ محصول ۳؍

**علماے سلف** محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی کی مشہور تصنیف بعض علماے اسلام کے حالات درج ہیں قیمت رعایتی ۸؍

**الہارون** سوانحعمری خلیفہ ہارون رشید اعظم مع نقشہ سلطنت عباسیہ منظر دار الخلافہ بغداد قیمت ۱۲؍

**حیات نورالدین محمود** یعنی ملک الجمال سلطان نورالدین زنگی نوراللہ تربتہ۔ فاتح شام و جزیرہ مصر کی مفصل سوانحعمری قیمت ۸؍

**تہذیب الاسلام** جسمین فلسفہ یورپ کی تحقیقات موجودہ سائنس جدید کے انکشافات کو اسلام کے مسائل خفیہ کے ساتھ تطبیق اور محققین تمدن کے اعتراضات کی تردید کیگئی ہے اور مسلمانون کے عروج و زوال کا اصلی سبب بیان کیا ہے قیمت ۱؍

**دہلی کی زبان** میں مصنفہ قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی سیاح جاپان و انگلستان قیمت ۹؍

**سعیدہ** قاری سرفراز حسین صاحب کے قلم سے نکلا ہوا بیمثال اخلاقی ناول قیمت ۴؍

**سعادت** چند شریف دونون ایک طوائف کا سیرت آنا اخلاقی ناول قیمت ۴؍ ۶؍

**گودڑ کا لال**۔ ایک نہایت عجیب اخلاقی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کا طبعزاد فسانہ جسمین ایک ہندوستانی خاندان کی طرز معاشرت کو نہایت خوبی سے قلمبند کیا گیا ہے مصنفہ محترمہ والدہ صاحبہ محمد افضل صاحب بی اے - حصہ اول و دوم ۴۰۰ صفحات قیمت تین روپیہ

**جذبات بھاشا** بھاشا و ہندی زبان کے شیرین و دلکش نازک تخیلات کا مرقع اردو زبان میں ایک بہترین اضافہ بھاشا زبان کی دلکش و دلفریب اشعار کی توضیح و تشریح اردو میں حضرت نیاز کے دلگداز قلم سے قیمت رعایتی ۸؍

**جمیع حالات جاپان** جسمین ملک جاپان کے ہر قسم کے حالات حاوی مذہبی تعلیمی وغیرہ جاپان کی ترقی کی تاریخ اور جاپان کے شہنشاہ و نامور مدبرین سپہ سالار و امیر البحر وغیرہ کے حالات درج ہین مجلد قیمت ۸؍

**حیات حافظ** جس مین لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہین اور ان کی شاعری پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے قیمت ایک روپیہ

**شاہد رعنا** دہلی کی ایک تائب طوائف کی خود نوشت سوانحعمری عمر

ملنے کا پتہ - منیجر "تمدن" بک ایجنسی نیا گاؤن - لکھنو

## کارخانہ چودھری دیبی پرشاد بلگرامی شہر لکھنؤ گنگا پرشاد روڈ کوٹھی لال کہ دہ پوسٹ نمبر ۱ا سے طلب کرین

مژدہ واسطے بیماران چشم اور بالخاص موتیابند۔ مین عرصہ سے موتیابند مین مبتلا تہا کہ جسکی وجہہ سے مجھکو ملازمت منصرمی رفاہ عام لکھنو و بعدش محرری جناب مسٹر این۔ ایل بیدیلیا لوکس صاحب بیرسٹر چھوڑنا پڑی اور حتی الوسع علاج کرتا رہا جو محض بے سود رہا۔ اتفاقاً ایک روز عرصہ دس گیارہ یوم کا ہوا چودھری دیبی پرشاد صاحب بلگرامی کے مطب کہ گنگا پرشاد روڈ مین واقع ہو گذر ہوا چونکہ عرصہ سے انکی دوا جڑی بوٹی کی تعریف سنا کرتا تہا اسوقت چودھری صاحب ممدوح الشان کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا چودھری صاحب ممدوح نے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد کیا کہ عرق سرمہ نور بینائی نمبر ۹ و روغن جسکا نام رادہا تیل ہے نمبر ۹۰۔ اور عرق کافور نمبر ۱۱ میری آنکھوں اور سر پر اپنے صاحبزادہ سے لگانے کو ارشاد کیا ایک ہفتہ کے استعمال سے اسقدر فائدہ ہوا کہ آج یہ تحریر اپنے خاص ہاتھ سے لکھتا ہوں اور حروف موٹے یعنی جلی بلا عینک اور باریک عینک لگا کر بخوبی دن مین پڑھ سکتا ہوں لہذا واسطے فائدہ اپنے ہمعصران کے یہ چند سطور بذریعہ مشتہری اخبار پیش کرتا ہون کہ جن صاحبان کو عارضہ موتیابند ہو دے یا کسی قسم کی آنکھ مین شکایت ہووے تو یا تو خود مطب مین جناب چودھری ممدوح الشان حاضر ہوکر استعمال دوا انکے دست مبارک سے فرماوین ویا درصورت ناممکن ہونے تشریف آوری کے دوا بقیمت ذیل بذریعہ وی پی پارسل طلب فرماوین اور نفع اوٹھاوین اور بصورت فائدہ کمترین احقر العباد کی نسبت بھی دعاے خیر سے یاد فرماوین۔

اپنے جمیع ہمعصران کا سیٹہ چنتک احقر العباد انندی پرشاد ساکن قدیم کو تذرہ تحصیل ملیح آباد خوش باش شاہجہانپور محلہ آفریدی حال وارد بذریعہ ملازمت شہر لکھنؤ تاریخ ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

### تفصیل قیمت

| | | |
|---|---|---|
| نور بینائی نمبر ۹ فی شیشی | عرق کافور نمبر ۱۱ فی شیشی | روغن رادہا تیل نمبر ۹۰ فی چہٹانک |
| عہ ر | سہ ر | ۸ ر |

# عصمت

(ایڈیٹر۔ مولانا راشد الخیری مدظلہ محمد اکرم صاحب بیرسٹر ایٹ لا)

جہان یہ مسئلہ طے ہو چکا کہ تعلیم نسوان ترقی کا پہلا راز ہی وہان اکثر بزرگان قوم نے یہ بھی مان لیا ہی کہ خواتین کے مطالعہ کے واسطے عصمت ایک نعمت ہی جس مین دینی اور دنیوی دونون قسم کی فلاح و بہبودی ملحوظ ہی۔ کنواری لڑکیون کے واسطے عصمت سے بہتر سہیلی عصمت سے بہتر شفیق رفیق عصمت سے بہتر ناصح صلاح کار ملنا ناممکن ہی۔ عصمت اُن کو بتائیگا کہ کنوار پتے کی زندگی انکو کسطرح گذارنی چاہیے ماں باپ کا ادب۔ بہن بھائیون کی خدمت۔ بڑون کی تعظیم چھوٹون سے محبت انکا فرض منصبی ہی جس نئی دنیا مین انکو شامل ہونا ہی اُس کے لئے انھین کیا تیاری کرنی ہی جو دقتین اُنکو پیش آئینگی انکو کس طرح رفع کرنا ہی۔ ساس نندون کیساتھ انکے تعلقات کیسی ہونی چاہئین غرض ان کی آئندہ زندگی کو تمام خطرات سے بچا کر پر لطف و با اطمینان بسر کرنے کے واسطے عصمت سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہین۔

بیاہی ہوئی لڑکیون کو خانہ داری گھر کے حساب کتاب ان بچون کی پرورش مین سب سے زیادہ جس چیز سے مدد ملسکتی ہی وہ عصمت ہی۔ عصمت اُنکو بتائیگا کہ جس آمدنی کو بے غل و غش خرچ کررہی ہین کس محنت و مشقت سے پیدا کیگئی ہی جو بچے قدرت نے انکے سپرد کئے ہین اُنکی ذمہ داریان اُنپر کیا کیا ہین کیا طریقے ہین جن سے یہ بچے پل پلا کر جب گھر بار والے ہونگے تو عزت سے زندگی بسر کرینگے اور عمر بھر اپنی ماؤن کو دعائین دینگے۔ عصمت بتائے گا کہ انھین گھر کس طرح کرنا ہی۔ روپیہ کس طرح صرف کرنا ہے خاندان کے ساتھ کیونکر بسر کرنی ہی۔ غرض عصمت لڑکیون کو سچ مچ کی بیگم بنائیگا۔

ٹائیٹل پیج کی آب و تاب۔ سنہری بیل۔ درجہ اعلی کا کاغذ۔ تنہائی مین دل بہلانے والا فرصت مین کہانیان سنانیوالا مذہب کی وقعت بتانیوالا عصمت سے بہتر ذریعہ اور کیا ہوگا۔ عصمت کا ایک ایک حرف گوہر آبدار ہی۔ ماہواری ۴۸ صفحہ کا رسالہ کوڑیون کے مول ہوتی ہین سالانہ قیمت ۲ روپے، نمونہ ۳ر

مینیجر عصمت (دہلی)

# مسلمان بیبیوں کے پڑھنے کی خاص دلچسپ اور نئی کتابیں

## عورتوں کو یہ کتابیں علم تہذیب اخلاق کی خاص تعلیم دیتی ہیں

| | | |
|---|---|---|
| معلم بہشتی زیور | بیگمات کے لئے تمام دینی مسائل ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں۔ | ۱۲ر |
| رسول عربی | رسول مقبول صلعم کی متبرک سوانح عمری خاص بیبیوں کے لئے۔ | ۶ر |
| بنت رسول | خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا کی پاک زندگی کے حالات | ۵ر |
| اصلاح الرسوم | بری رسموں کے دور کرنے کی مفید تدابیر | ۴ر |
| عقیلہ بیگم | ایک کفایت شعار اور سمجھدار بی بی کی داستان نہایت دلچسپ ہے۔ | ۴ر |
| جمیلہ خاتون | ایک ضدی اور ناسمجھدار خاتون کس طرح راہ راست پر آتی ہے۔ | ۳ر |
| باورچیخانہ | انگریزی مسلمانی ہندوانی کھانے پینے کی ترکیبیں۔ | ۴ر |
| راہ جنت | اسلام کی لاجواب تعلیم دلچسپ قصوں کی صورت میں۔ | ۴ر |
| صنعت خانہ | تمام روزمرہ کا کام آنیوالی چیزوں کے بنانے کی ترکیبیں۔ | ۵ر |
| زنانہ خطوط | عورتوں کو خطوط نویسی کے قاعدہ بتلائے ہیں۔ | ۵ر |
| آداب نسواں | بیبیوں کے لئے تمام آداب ومعاشرت کی باتیں | ۴ر |
| رفیق مرزا | تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیوں کا مقابلہ۔ | ۴ر |
| لاڈلا بیٹا | جاہل اور ناسمجھ والدین اپنی اولاد کو کس طرح بگاڑتے ہیں۔ | ۴ر |
| قومی گیت | بچے اور بچیوں کو یاد کرانے کے قابل دلچسپ قومی گیت | ۴ر |
| ناصح مشفق | نصیحت سے پورے ایک سو سچے موتی۔ | ۴ر |
| لیکچر اسلام | مسز اینی بسینٹ صاحبہ کا لیکچر اسلام کی خوبیوں کے متعلق | ۴ر |
| پہیلی نامہ | سیکڑوں دل آویز پہیلیوں کا مجموعہ مع انکی بوجھ کے۔ | ۷ر |
| سولہ کہانیاں | ایک تعلیم یافتہ خاتون کی جمع کی ہوئی ۱۱ دلچسپ کہانیاں علحدہ علحدہ کل قیمت | ۱۱ر |

تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ پردہ نشین (زنانہ) لائبریری آگرہ

# زنانہ لائبریری کی رونق

## (عالی مرتبت خواتین کی تصانیف)

(۱) تندرستی حفظان صحت انسداد امراض متعدی تیمارداری کے اصول ۵۰ صفحہ قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۲) بچوں کی پرورش زچہ خانہ کی احتیاط بچوں کی رضاعت غذا امراض نگرانی صحت متعدی امراض سے حفاظت زہر اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا دفعیہ اتفاقی حادثات میں تیمارداری عام ممنوعات ۱۵۰ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۳) تربیت الاطفال بچوں کی تربیت اخلاق کے اصول جن پر والدین کو کاربند ہونا چاہئے ۵۴ صفحہ قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۴) ہدایات تیمارداری میں ڈاکٹری اصول کے مطابق تیمارداری کے ضروری طریقے مندرج ہیں قیمت ۲ مجلد ۱ (۵) ہدیۃ الزوجین شوہر زوجہ کے شرعی و قانونی حقوق و اختیارات اور فرائض انہیں پر امور خانہ داری کی بنیاد ہے اور یہ پہلا حصہ خانہ داری کا ہے ۸۲ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۶) اکسیر تربیت پرورش اولاد کے متعلق نہایت عالمانہ کارآمد اور پرمعلومات تقریر قیمت ۲ (۷) حفظ صحت اس میں روزمرہ کے اُن تمام اصول کو بیان کیا ہے جو عورتوں کے لئے اپنی صحت قائم رکھنے کیلئے ضروری ہیں ۴۰ صفحہ قیمت ۲ مجلد ۸ (۸) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری یہ میجر آر جے بلیکہم صاحب بہادر کی کتاب "انڈین ہوم سنگ" کا ترجمہ ہے اور اس قابل ہے کہ تمام خواتین مطالعہ کریں اس میں علاوہ ۲۴۲ صفحوں کے ۸۰ نقشے اور تین ضمیمے بھی ہیں قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۹ و ۱۰) معیشت و معاشرت خانہ داری کے تیسرے حصہ کا پہلا اور دوسرا جز جس میں معاشرتی و خانگی زندگی کی تمام ضروری و کارآمد باتیں اور ہدایتیں نہایت تحقیق اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں مصنفہ علیا حضرت سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا قیمت معیشت ۸ و قیمت معاشرت ۸ (۱۱) تہذیب النسوان و تربیت الانسان (مؤلفہ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم صاحبہ) امراض مخصوصہ نسواں کی طبی احتیاطیں خانہ داری کی ضروری اور کارآمد باتیں مسائل ضروری متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اب ہر ہائینس سرکار عالیہ نے خاص طور پر ترمیم فرمائی ہے ۴۴۸ صفحے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۱۲) سبیل الجنان ایک کتاب میں ارکان اسلام پر حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کی نہایت مفید تقریریں ہیں جو عورتوں اور مردوں کے واسطے ایک ہمدردانہ اور دلسوزانہ وعظ ہے خاصکر عورتوں کے لئے اس سے بہتر مذہبی امور کی سمجھانے والی کوئی کتاب نہیں ہے قیمت ۸ مجلد ۱۲ (۱۳) سیاحت سلطانی ہر ہائینس کے حالات سفر (مؤلفہ علیا جناب شاہ بانو بیگم صاحبہ) جس کا حق تصنیف [illegible] کو عطا فرمایا گیا ہے قسم اول مجلد ۸ قسم دوم ۸ (۱۴) حفظان صحت بیگم صاحبہ نواب [illegible]

(علیگ) ایک تقریر جو حضرات مصنف کے اہل اسلام کو ان کی بعض خرابیوں پر متنبہ کرتی ہے قیمت ۲ر (۱۵) افادات اسلام مرحوم

مرحوم کی کتاب روح الاسلام کا ترجمہ جو سیرت نبوی میں انکی پہلی تصنیف ہے یہ ترجمہ علیا جناب والا تبار بیگم صاحبہ نے کیا ہے اور تمام

مسلمان مرد و عورت اور بچون پر اس کا مطالعہ فرض ہے قیمت مجلد ۱۲ ار (۱۶) سیر یورپ ہز ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ فرمانروا ریاست

بھوپال کا سفر یورپ روزنامچہ ہے واقعات کی خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ تقریباً ۳۴ فوٹو تصاویر ہیں صفحات ۳۰۰ قیمت قسم اول

تین روپیہ قسم دوم مجلد ۱۲ ار (۱۷) سرگذشت ہندوستانی گھرون میں بعض غیر خوبی اور تمدنی حالتون کا فوٹو مصنفہ مسز ... صاحبہ

قیمت قسم اول ۱۲ قسم دوم مجلد ۱۲ ار (۱۸) تفریح الاطفال گھر والون کے اندر بچون کو مشغول رکھنے کے عجیب کھیلون کے طریقے ہیں مسز ... صاحبہ

لیڈی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گرلس اسکول بھوپال نے تصنیف کیا ہے ۸۰ صفحے قیمت مجلد ۱۲ ار (۱۹) نغمۂ سنگ

یہ کتاب سوئی کے اونی و ریشمی اور سوتی کامون کے سکھانے کے لئے سب سے بہتر ہے وستاویز ... قیمت ...

اردو مین اس سے بہتر کتاب تصنیف نہین ہوئی ہر کام کے سمجھانے کیلئے نقشے بھی دے دئے ہین جنکے بلاک انگلستان سے تیار کرائے

گئے ہین اور جنکی تعداد ۵۰۰ ہے صفحات ۴۶ قیمت مجلد عہ (۲۰) سوال و جواب تربیت اطفال یہ کتاب ہستی کریمہ صاحبہ کے طور سوال و جواب کے

سلطانیہ گرلس اسکول کی ایک متعلمہ نے مرتب کیا ہے ۱۴۶ صفحے قیمت مجلد ار (۲۱) ناول وردان علیا جناب ... صاحبہ

کا تصنیف کردہ درد انگیز اور دلچسپ ناول ہے صفحات ۴۴ قیمت مجلد ار (۲۲) زہرہ مصنفہ ... اس ناول

مین ایک مسلمان بزرگ نے مذہب اسلام کے محاسن بیان کرکے ایک عیسائی جنٹلمین کے ان شکوک کو جو ملت بیضا کی طرف سے بعض

متعصب یوروپین مصنفین کی کتاب دیکھنے سے اسکے دل مین تاریکی کی طرح چھا گئے تھے بطریق احسن رفع کیا ہے اسمین

چار عکسی تصاویر ہین قیمت مجلد مع محصول ڈاک عہ

## چند دیگر مفید کتابین

(۲۳) تعلیم اصول خانہ داری قصے اور کہانیون مین نہایت ضروری تعلیم قیمت ہر چہار حصہ مجلد ...

(۲۴) اثبات واجب الوجود ہستی باری تعالیٰ پر عقلی پہلو سے ایک نظر قیمت مجلد عہ (۲۵) تاریخ ابو البشر

نوع انسان کے آغاز وقت جگہ اور کیفیت کی بابت علوم جدیدہ کی عجیب و غریب تحقیقات قیمت مجلد ... (۲۶)

قوت الخیال فی تہذیب الخصال ترک رذائل و کسب فضائل مین انسانی ارادے کے کارگزار کا بیان قیمت ۴ر مجلد

(۲۷) حقائق اسلام یہ ایک جدید محققانہ تصنیف ہے جس مین اسلام کی کل اہم مسائل عقائد عبادات معاملات

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۷ | قیمت مع محصول ڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ | ماہ نومبر ۱۹۱۶ء | نمبر ۶

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام ابو محمد حبیب اللہ مہتمم مطابع ریاست طبع ہو کر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید کار آمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ میں ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصولڈاک تے روپے اور ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر امداد و دیگر نامہ پیام منیجر کے نام ہونا چاہیئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی ایڈیٹریس ظل سلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحے کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کرے گی

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۸ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے۔ ان طالبات مدارس نسواں کے لئے جو ظل السلطان میں بتصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھ بھیجیں تین انعام عنہ ۔ عتہ ۔ عتہ کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر اطلاع دیجائے اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## شائستہ شادی

دہلی کے بہترین حصہ مین ایک بنگلہ واقع ہے مکان کی قطع سے نہ صرف مالک مکان کی خوشحالی ظاہر ہوتی ہو بلکہ اس کی نہایت اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ طبیعت، نفیس مذاق اور شائستگی کا صاف صاف پتہ چلتا ہو خوش قسمتی سے اس مختصر کوٹھی کے مالک محمد حمید ہین جو اسوقت ججی کے عہدہ پر ممتاز ہین۔ اُن کی بیگم حمیدہ خاتون نہایت لائق، نیک اخلاق بیگم ہین۔ اولاد بھی کم اور سعادت مند ہے۔ ایک لڑکا محمد ناصر ایم۔ اے مین پڑھ رہا ہے لڑکی فہمیدہ خاتون نو سالہ ہے۔ حمیدہ خاتون اپنی بچی کو نہایت اعلےٰ تعلیم دے رہی ہین۔ ایک اُستانی عربی پڑھانے کے لئے عرب سے بلائی ہین دوسری سکینہ خانم سینا، کاڑھنا، اُردو، فارسی، حساب وغیرہ سکھاتی ہین تیسری عیسائی مس وہیلر انگریزی پڑھانا بُننا سکھاتی ہین۔ پیاری فہمیدہ کی تربیت اس قدر اچھی ہوئی ہے کہ کبھی کسی کام سے نہین گھبراتی ہر وقت ہر کام کو وقت پر انجام دیتی ہے۔ اسوقت بھی انگریزی اپنی اُستانی سے پڑھ رہی ہین۔

مس ویلر۔ فہمیدہ بائی! کل ہماری ناصرہ بائی نے بلایا ہے اُنکی سالگرہ ہے۔
تمکو بھی تمہاری سسٹر بہن نے بلایا یا نہین ؟

فہمیدہ خاتون میرے پاس بھی اُن کی ملازمہ رقعہ لائی تھی جانے کا ارادہ بھی ہے
اگر خدا کو منظور ہوا تو کیا آپ بھی تشریف لائینگی ؟

مس ویلر۔ ضرور ہم بھی آئیگا۔

چار بج چکے۔ مس ویلر رخصت ہوئین۔ فہمیدہ نے نماز عصر ادا کی اور اپنے کام مین مشغول ہوگئین جمعہ کا دن ہے۔ چار بج چکے ہین ہماری فہمیدہ پیاری ساڑہی پہنے تیار ہے، ہاتون مین ہیرے کے کڑے، کانون مین آویزے، گلے مین سچے موتیون کا ہار۔ فہمیدہ برامدے مین داخل ہوئی اور اجازت طلب کی۔

فہمیدہ۔ امی بیگم مین اسوقت حاضر ہوسکتی ہون ؟

حمیدہ خاتون بیٹی اندر آجاؤ

فہمیدہ خاتون اندر داخل ہوئین تو مان کو متفکر پایا۔

فہمیدہ۔ امّی بیگم آپکا مزاج کیسا ہے ؟

حمیدہ خاتون بیٹی آج میرے سر مین سخت درد ہے اس لئے مینے اپنا جانا بھی ملتوی
کردیا میری بجائے بھی تم ہی ہو آؤ۔

فہمیدہ امی بیگم مین بھی نہین جاتی۔ میرا دل پریشان ہوگیا۔ دوسرے آپکا
مزاج اچھا نہین اسلئے کسی طرح بھی جانے کو دل نہین چاہتا گاڑی کو
روکے دیتی ہون اور آپا بیگم کو رقعہ لکھے دیتی ہون۔

حمیدہ خاتون بیٹی یہ مناسب نہین وہ بُرا مانین گی۔ سر کا درد ایسی چیز نہین۔ میرے
سر مین معمولی درد ہے۔ ابھی باغیچہ مین جاکر ٹہلون گی جاتا رہے گا۔ مین

وہان بھی چلی جاتی لیکن بیٹا سب نہین معلوم ہوتا کہ وہان جاکر چپ چاپ بیٹھون بولنے سے درد سر مین زیادتی ہو جائیگی تم چلی جاؤ میری طرف سے عذر کر دینا۔

فہمیدہ نے گھنٹی دی۔

نرگس بیگم صاحب کا کیا حکم ہے؟

فہمیدہ دیکھو گاڑی تیار ہے ورنہ جلدی کہو تیار کر دین۔

تھوڑی دیر بعد نرگس آئی اور اس نے خبر دی۔ بیگم صاحب گاڑی تیار ہے فہمیدہ اور احسانی خانم (فہمیدہ کی انا) گاڑی مین سوار ہوئین تھوڑی دیر مین گاڑی عزیز منزل پہنچ گئی۔ یہان آج خوب بہار ہے۔ عزیز منزل خوب سجائی گئی ہے۔ عزیز احمد صاحب کی بیگم عزیزہ خاتون اور بیٹی ناصرہ خاتون برآمدہ مین سب کی منتظر ہین۔ گاڑی آئی اور فہمیدہ برآمدے مین داخل ہوئین۔ یہان بہن اور خالہ منتظر تھین یہ دونون فہمیدہ سے ملکر بہت ہی خوش ہوئین لیکن حمیدہ خاتون کے نہ آنے کا افسوس ہوا۔ اب سب مہمان بیویان آنی شروع ہوئین۔ ناصرہ اور فہمیدہ دونون برامدے مین استقبال کیلئے کھڑی ہین اور ہر مہمان بیوی کو جگہ مقررہ پر بٹھاتی جاتی ہین۔ عزیزہ خاتون سب مہمان بیویون کو باغ مین لے گئین یہان سب بہت دیر تک اخبارات کے ذکر کرکے اپنا دل بہلاتے رہے۔ پھر فہمیدہ نے چھوٹا سا لکچر رسومات قبیح پر دیا اس کے بعد سب کی چاء اور میوہ سے خاطر کی۔ پھر سب مہمان بیویان ہنسی خوشی رخصت ہوئین۔ اب فہمیدہ نے بھی اجازت چاہی ناصرہ، عزیزہ نے بہت اصرار کیا کہ کھانا کھا کر جانا لیکن فہمیدہ نے عذر کیا اور رخصت ہوئین۔ عزیزہ اور ناصرہ بھی بہن اور خالہ کے دیکھنے

کو گئین لیکن فوراً ہی واپس آگئین۔ دوسرے روز حمیدہ نے رقعہ لکھکر اپنے بہائی حامد علی کو بلایا اور بہن کو بہی عزیز منزل رقعہ لکھدیا کہ تم سب ہمارے ساتھ چاء پیو۔ اس وقت چار بجے ہین سب چاء کی میز پر ہین۔

محمد حمید۔ بہائی حامد اور بہائی عزیز مین نے آپ کو آج اسلئے تکلیف دی ہے اور کل حمیدہ سے بتاکید کہکر یہ رقعے لکھوائے کہ آپ سب ضرور تشریف لائین۔ یہ پوچھتی بہی رہین کہ کیا بات ہے لیکن مین نے کہا کہ سب کے سامنے ہی سنتا۔ اب مین آپ سے ایک رائے لینی چاہتا ہون۔

عزیز احمد و حامد علی۔ فرمایئے۔

محمد حمید۔ مین یہ چاہتا ہون کہ فہمیدہ کو علی گڈھ نارمل اسکول مین داخل کردون کہئے آپ سب کی کیا رائے ہے؟

حامد علی۔ مجھے آپ سب کے خیالات سے اتفاق ہے۔ مینے بارہا آپا جان سے کہا بہی ہے کہ آپ فہمیدہ کو گو بہت اچھی تعلیم دے رہی ہین لیکن وہان باقاعدہ تعلیم کا انتظام رہیگا۔ اور صحت جو محنت کے باعث خراب ہوگئی ہے اچھی ہو جائیگی۔ یہان بیچاری کو گھر کا انتظام اور پڑہنا۔ اس مین صحت کا خیال رکھنا مشکل ہے۔ بی احسانی خانم (فہمیدہ کی اتا) کو ساتھ بہیجدین۔ آپ سعیدہ (اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کرکے) سے دریافت کرسکتے ہین یہ ایک سال سے وہین ہین مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ جب سے یہ وہان گئی ہین ان کی صحت بہت ہی اچھی ہوگئی ہے ایک سال کے بعد مین ان کو اچھی حالت مین پاتا ہون۔ اس سال چونکہ یہان

انکی صحت خراب تھی بیمار ہوگئیں اور اسی باعث کامیابی نہ ہوئی
سال آئندہ امید کامل ہے کہ کامیاب ہونگی۔ سعیدہ اور فہمیدہ
ایک جگہہ رہ کر خوب ترقی کرلینگی۔ وہاں کی منتظمہ سکندر جہاں بیگم
نہایت ہی بااخلاق بیگم ہیں۔
عزیز احمد۔ مین بھی آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہون۔
محمد حمید۔ اب آپ سب کی رائے اور وہان کے حالات معلوم ہوکر مین
اور بھی مطمئن ہوگیا۔ کہو حمیدہ تمہارا کیا خیال ہے؟
حمیدہ خاتون۔ مین صرف اتنا ہی انتظار کررہی تھی کہ آپ بخوشی اجازت
دیدین۔ میری دلی آرزو ہے کہ فہمیدہ اس قدر پڑھ لے کہ
قوم کی خدمت کو بخوبی انجام دے سکنے کی مستحق ہوجائے۔
محمد حمید۔ پھر کیا ہے۔ کل ہی تیار کردو۔ مین جاکر داخل کرآؤنگا۔ کہو بیٹی
سعیدہ! تمہاری رخصت کب ختم ہوگی؟
سعیدہ۔ ابا جان! مین بھی کل ہی جاؤنگی۔ اگر فہمیدہ گئین تو مین اور وہ
ایک ٹرین سے چلے جائینگے۔
محمد حمید۔ کہو فہمیدہ! تمہارا کیا ارادہ ہے؟
فہمیدہ۔ مین آپ کے اور امی بیگم کے حکم کی تعمیل کے لئے بسروچشم
حاضر ہون میری دیرینہ آرزو تھی جو آج آپ سب بزرگون کی
شفقت سے پوری ہوئی۔

چاء ختم ہوئی اور سب باغیچہ مین چلے گئے۔ فہمیدہ بھی اپنی پیاری
ہم عمر بہن کا ہاتھہ ہاتھہ مین لیکر دوسری طرف چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد
گاڑی آئی اور سعیدہ یہ کہکر رخصت ہوئی "بہن فی امان اللہ کل انشاءاللہ"

اسٹیشن پر ملاقات ہوگی ؟

فہمیدہ تیاری میں مشغول ہوئیں گھنٹی بجی ایک ملازمہ کمرے مین داخل ہوئی جہان حمیدہ خاتون بیٹھی اخبار دیکھہ رہی ہین۔

حمیدہ۔ (نگاہ اُٹھاکر یا غطیما ملازمہ کا نام) ذرا امانی خانم کو بہیجدو تھوڑی دیر بعد امانی خانم کمرے مین داخل ہوئین۔

امانی خانم۔ بیگم صاحب کیا حکم ہے ؟

حمیدہ۔ مین نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ علیگڈہ تم کو فہمیدہ کے ساتھہ جانا ہوگا۔ تیار ہوجاؤ۔

امانی خانم "بہت بہتر" کہکر رخصت ہوئین۔ دوسرے روز محمد حمید جاکر بیٹی کو علیگڈہ داخل کر آئے۔ اب فہمیدہ کو پڑھتے پانچ سال گذر گئے ہر تعطیل پر گھر آتی ہین۔ اُنکے بھائی محمد ناصر تعلیم سے فارغ ہوکر ڈاکٹر بن آئے اور ایک شفاخانہ بھی ساکین کے لئے کھولدیا۔ اس وقت حمیدہ خاتون تلاوت قرآن مجید سے فارغ ہوکر کچہہ سوچ رہی ہین۔ یکایک کسی خیال نے چونکا دیا۔ گھنٹی دی۔ گلشن کمرے مین داخل ہوئی۔

گلشن۔ بیگم صاحب کا کیا حکم ہے ؟

حمیدہ۔ ذرا فہمیدہ کو بہیجدو۔

کچہہ دیر بعد فہمیدہ آئی۔

فہمیدہ۔ امی بیگم مین حاضر ہون۔

حمیدہ۔ اندر آجاؤ۔

فہمیدہ۔ السلام علیکم۔

حمیدہ۔ وعلیکم السلام۔ بیٹھہ جاؤ۔

فہمیدہ۔ امی بیگم آپ کیا فرماتی ہین۔
حمیدہ۔ بیٹی مین کل سے ارادہ کر رہی ہون کہ تم سے ذکر کرون لیکن یاد نہین رہتا۔ آج مین نے خیال آتے ہی تم کو بلایا۔ ناصر کو آئے ایک عرصہ ہو گیا۔ تمہارے والد نے تو اسی روز سب کو چار دیدی تہی میرا دل چاہتا ہے کہ مین بہی اپنے عزیزون اور چند بہنون کو چار دیدون۔ تم بہی اپنی بہنون کو بلا لینا۔ میرا خیال ہے کہ اب ناصر کی نسبت شادی بہی ہو جانی چاہیئے۔ تم نے ناصر سے دریافت کیا وہ کہان رضامند ہین۔
فہمیدہ شاید مین آپ سے ذکر کرنا بہول گئی۔ مین نے کل بہائی جان سے پوچہہ لیا وہ آپا بیگم (ناصرہ خاتون) سے خوشی ظاہر کرتے ہین
حمیدہ۔ بس تو پہر کیا ہے۔ میرا خیال ہے اُس روز جو سب مہمان آئین گے سب کے سامنے ہی ناصرہ کو انگوٹھی پہنا دین گے۔
فہمیدہ بے شک یہ آپ کا خیال بہت ہی اچھا ہے پہر فرمایئے کونسا دن مقرر کیا؟
حمیدہ۔ بس بیٹی کل جمعہ ہے آج ہی تم سب کو رقعے لکہدو۔
فہمیدہ۔ بہت مناسب۔
حمیدہ۔ اچھا بیٹی رقعہ کا مضمون بہی تم خود سوچکر لکہدینا میرا وقت بہت صرف ہو گیا۔
فہمیدہ نے اجازت طلب کی اور رخصت ہوئین فہمیدہ نے رقعے لکھے اور چار بجے کا وقت دیدیا۔ جمعہ کے روز وقت مقررہ پر سب بیویان آن پہونچین سب کو چار دی گئی۔

**حمیدہ خاتون** (اپنی بہن سے) عزیزہ! مین آج ناصرہ کو انگوٹھی پہناؤنگی۔
**عزیزہ۔** بہت اچھا۔
عزیزہ اور ناصرہ رخصت ہوئین۔ حمیدہ۔ فہمیدہ اور چند قریبی رشتہ دار بیویان جاکر انگوٹھی پہنا آئین چند دن بعد شادی بھی ہوگئی۔ اب چھٹی ختم ہوئی اور فہمیدہ اپنی مان اور بھاوج سے ہنسی خوشی رخصت ہوئین اسوقت چار بجے ہین۔ فہمیدہ اسکول سے آئی ہین بہت سی ان کی سہیلیان جمع ہین مبارکباد دیرہی ہین۔ فہمیدہ خندہ پیشانی سے سب کا شکریہ ادا کرتی جاتی ہین۔
**عابدہ۔** بہن کہئے آپ کی بھاوج کس مزاج کی آدمی ہین۔
**فہمیدہ۔** بوانئی آدمی نہین وہی ہین جو پہلے تھین۔
**عابدہ۔** یہ آپ کی بات غلط ہے شادی کے بعد اصل امتحان ہے۔
**فہمیدہ۔** بہن میری بھاوج ہی لائق ہین۔ برے خیالات نہین ہوسکتے۔
**سکندر بانو۔** اچھا بہن یہ سب سہی لیکن یہ بتایئے تمام دن باتین کیا ہوا کرتی ہین
**فہمیدہ۔** یہی اخبارات کے ذکر مباحثے۔
**وحیدہ بیگم۔** بہن خیر یہ باتین تو ہو چکین اب مجھکو آپ اپنی بھائی کی شادی کا حال سنائیے۔
**فہمیدہ** بہن آپ جانتی ہین کہ مجھے آجکل بالکل فرصت نہین امید ہے اس کام کو میری پیاری حامدہ انجام دین گی جو اسوقت وہان موجود تھین۔
**حامدہ۔** بخوشی لیکن اس وقت تو نہین ہین کل اسکول سے آکر بہن وحیدہ تم کو سناؤن گی ہان تم اگر تکلیف گوارا کرو تو آجانا۔
**سب لڑکیان۔** بہن ہم سب ہی مشتاق ہین۔ کل جس وقت آپ کہین وہین آجائین

دوسرے روز سب لڑکیاں آگئیں حامدہ نے یوں سنانا شروع کیا

حامدہ۔ بہن واقعی فہمیدہ کے بھائی کی شادی بالکل نئے طرز سے ہوئی کوئی بیہودہ اور فضول رسم نہین کی گئی۔ نکاح سے ایک روز پہلے سعیدہ کے پاس تار آیا۔ مین اور سعیدہ فوراً دہلی روانہ ہوگئے۔ بلاوا تو سب کا تھا لیکن وجوہات ایسی پیش آئے کہ جو اور بہنین یہان موجود تھین وہ بھی نہ جاسکین۔ مجھو دہلی کی شادی اور پھر فہمیدہ کے خیالات اس لئے چلی ہی گئی جس وقت ہم پہونچے تو ان کے ہان کوئی سامان شادی نہ تھا سب اپنے روزانہ کامون مین مصروف تھے۔ والدہ فہمیدہ بھی اخبار مطالعہ کر رہی تھین ہمین فہمیدہ اسٹیشن پر لینے آئی تھین اُنھون نے سب سے ملاقات کرائی بعد کو اپنے کمرے مین لیجا کر ہم کو بٹھا دیا۔ فہمیدہ کا کمرہ مختصر اور سادہ طریقہ سے سجا ہوا تھا۔ صفائی تمام مکان مین بے انتہا تھی۔ خیر ونں بجے ہمکو کھانا کھلایا اس کے بعد ہم سب باتین کرتے رہے لیکن کوئی سامان نہ تھا۔ مین حیران تھی یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے نہ مہمان ہین نہ کوئی سامان آخر فہمیدہ سے کہے بغیر نہ رہ سکی۔ مین نے کہا بوا مین تو صرف دو روز کی چھٹی لائی ہون یہان تو آج نکاح ہوتا نظر نہین آتا۔

سکندر۔ بہن معاف کرنا۔ مین اس وقت قطع کلام کرتی ہون۔ بوا تم نے نکاح کا نام لے دیا اور کسی نے تمہارا نہین مانا اس کا تو لوگ بہت بُرا مانتے ہین تم نئے خیالات کی ہوگئین۔ اور پرانی رسمون کو بھول گئین۔

حامدہ- بہن واللہ یہ بھی کوئی عیب ہی مجھکو ضرور بتائیے-

سکندر- بہن اسپر تو ہماری ہمسائی نے اس قدر رنگ کی کہ آلہی پناہ-

حامدہ- بہن خدا کے لئے وہ قصہ تو سننے کے قابل ہی پہلے آپ سنا دین-

سکندر- ایک روز ہماری ہمسائی کے ہان اُن کی رشتہ کی بہن نے اپنی ملازمہ کو بھیجا وہ خیریت دریافت کرنے آئی تھین اُنکی جو شامت آئی تو یون اُٹھین کہ بیوی اب اللہ رکھے لڑکی سیانی ہوئی کب نکاح کروگی" یہ کہنا تھا کہ حسینی بیگم (ہمسائی) سر ہوگئین آئین تو جائین کہان- واہ بوا تم نے خوب منھ بھر کوسا اللہ رکھو اُس کے باپ کو نکاح کیون ہونے لگا- نکاح ہوتا ہی بیوا اون کا- نکاح اُن کا ہوتا ہی جن کے وارث نہ ہون- غرض ایک منہ مین ہزارون باتین بیچاری بڑی بی کو کہہ ڈالین- غریب نے بہتیری معافی مانگی کہا بیوی مجھکو خبر نہ تھی معاف کرو اب آئندہ ایسا نہ ہوگا لیکن حسینی بیگم ایسی غصہ مین آئین کہ اُسی وقت بہن کو رقعہ لکھہ بھیجا کہ بوا میرے ہان اب کبھی ان کو نہ بھیجنا اور مین تمھارے ہان نہ آؤن گی جب تک یہ رہین گی- بڑی بی اُن کی انا تھین اُن کو کوئی بات بن نہ آئی بھلا کیسی بڑھاپے مین نکالدیتین-

حامدہ- بہن! خوب- لڑائی بڑے مزے کی ہی اور معافی غریب کے مانگنے پر بھی نہ ملی- معلوم ہوتا ہی بہت تیز مزاج اور جاہل آدمی ہین

سکندر- بہن یہ باتین ہین ہی ایسی جو لوگ رسمون کی پابندی کرتے ہین اُن کی یہی حالت ہوتی ہی-

سب لڑکیان- بوا حامدہ اب تو تم شادی کا حال پورا سنا دو-

حامدہ۔ نوبوا سنو لیکن مجھ تو رہ رہ کر ان بہن کی حماقت پر ہنسی آرہی ہے اور اپنی مسلمان بہنون کی قابل افسوس حالت دیکھکر رونا آتا ہے حضرت رسول مقبول کا فرمان ہے کہ جو بوڑھون کا ادب اور بچون پر رحم نہین کرتا وہ ہم مین سے نہین۔ جاہل بھی رکھا تو اس قدر کہ مذہب سے بھی غافل کر دیا اللہ تعالے ہم سے جہالت کو دور کرے اور اپنی رحمت عنایت فرمائے۔

سب بہنین۔ آمین!

حامدہ۔ اچھا بہن سنو فہمیدہ نے کہا بہن نکاح مین سامان کی کیا ضرورت ہے خیر اگر نہ ہوا تو تم چلی جانا۔ اسی ہنسی مذاق مین تین بجگئے۔ اُن کی لونڈی آئی۔ فہمیدہ سے کہا کہ بیگم صاحب فرماتی ہین تین بج چکے تم مع سب بہنون کے تیار ہو جاؤ۔ ہم سب نے تیاری شروع کی۔ فہمیدہ آدھ گھنٹہ مین تیار ہو کر آگئین اُنکی دو چچا زاد بہنین ایک پھوپی زاد بہن سب لڑکیون کے لباس سادہ اور خوبصورت تھے اُنکی پھوپی، چچی سب تیار ہو گئین۔ اُس وقت اندر گرمی تھی فہمیدہ نے صحن مین فوارے کے قریب کرسیان بچھوا دین۔ اس وقت وہان عجیب لطف تھا۔ یہ جگہ جنت کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ ہم آرام سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عظیمن (ملازمہ) نے آکر اطلاع دی۔ بیگم صاحب پانچ بج چکے گاڑی تیار ہے۔ فہمیدہ ہم سب کو کوٹھی کے دوسرے کمرے کی طرف برآمدے مین لے گئین وہان گاڑی موجود تھی۔ پردہ بھی خوب تھا ہم لوگ بیٹھ گئے گاڑی روانہ ہوئی اور دس منٹ کے اندر عزیز منزل

(دولھن کی کوٹھی) پر پہونچ گئے وہان دو لڑکیاں موجود تھین اُنہون نے استقبال کیا اور سبکو جگہ مقررہ پر بٹھاتی گئین ایک یہ عجیب بات تھی کہ لڑکیون کے لئے علحدہ جگہ تھی اور بزرگ دوسری طرف ہی اُترے اور اُن کا استقبال بھی بڑون ہی کے ذمہ تھا۔

وحیدہ۔ بہن! یہ لڑکیاں کون تھین؟

حامدہ۔ ایک دولھن کی ماموں زاد بہن یعنی سعیدہ کی سگی بہن رشیدہ خاتون اور دوسری دولھن کی چچازاد بہن عطیہ فاطمہ سعیدان کی طرف تھین اور رشیدہ اُن کی طرف سے آئی تہین۔ یہ دونون نہایت خندہ پیشانی سے ملین بڑی بااخلاق تھین۔ الائچی اور پان لائے گئے وہ بھی نہایت خوبصورتی سے گلوریاں بنی ہوئی۔ خیر تھوڑی دیر بعد وکیل پوچھنے کے لئے آئے اور نکاح ہوگیا اس کے بعد سب کو دودھ کا شربت پیتے با داموں کی ہوائیاں ڈال کر پلایا گیا اور اس کے بعد میوے کھلائے گئے اسی طرح باہر سب کو میوہ اور دودھ کا شربت۔ پھر دولھن کی والدہ نے دولھا کو گھر مین بلایا اور دولھا نے سات بار سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کی اور کوئی بیہودہ رسم نہین ہوئی۔ دولھا باہر گئے۔ اب دولھن کو گاڑی مین سوار کرایا اور نماز مغرب کے قریب سب گھر پر پہونچ گئے یہان سب نے نماز ادا کی اور دولھن کو بھی علیحدہ کمرے مین نماز کے لئے بھیجدیا گیا۔

عابدہ۔ بہن مجھکو یہ بات بہت ہی پسند آئی کہ دولھن کی نماز کا بھی خیال رکھا گیا ورنہ کوئی اس کا لحاظ نہین رکھتا۔ اگر نماز کے وقت

مُنہ دکھائی ہو رہی ہی تو منہ دکھائی فرض ہے نماز کی کچھ حقیقت نہین۔ دولھن کی امان اور دولھا کی دونون ہی قابل تعریف ہین۔ انھون نے آرسی مصحف جو بیہودہ سی رسم ہے۔ نہ کرائی اور انھون نے نماز پڑھانے کا خیال رکھا۔

وحیدہ۔ بوا مین نے سنا ہی آرسی مصحف سنت ہی۔

حامدہ۔ بوا یہ کون کہتا ہی۔ ذرا نام تو بتاؤ کونسی حدیث مین لکھا ہی خود رسمین کرنے کو دل چاہا سنت اور فرض بنا لیا۔

زاہدہ۔ بہن حامدہ! ایک بیوی مجھ سے ذکر کرتی تھین کہ شربت دولھا کا جھوٹا نہ ہو تو نکاح ہی نہین ہوتا۔

حامدہ۔ بالکل غلط یہ تو بنائی ہوئی باتین ہین تم کبھی نہ سنا کرو بلکہ اُن سے کہو کہ لاؤ مجھے وہ کتاب دکھاؤ جس مین لکھا ہی ایسی باتون سے ایمان خراب ہوتا ہی جیسے بچاری وحیدہ کو کسی نے آرسی مصحف سنت بتا دیا۔ دیکھو حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے حالات کہان آرسی مصحف کی رسم لکھی ہی۔ اگر سنت ہوتی تو پہلے اُن کے عمل مین آتی۔

فاطمہ۔ اچھا بہن بتائیے کہ جہیز کیا کیا ملا۔

حامدہ۔ ایک کوٹھی ناصرہ منزل جس کا نام ہی ۱۲ جوڑے جس مین ۶ ساڑیان اور ۶ گھڑے پاجامے۔ ۶ قمیص، ۶ بنیان، بارہ دوپٹے غرض بہت خوبصورت سادہ اور نفیس کام کے چاندی کے پلنگ، بنیان توشکین، چادرین، غلاف تکیہ، تکیہ، پنج ایک دراز پیڑھی کی دوسری شیشے کی الماری اس مین تمام کتابین سنہری جلدین

بندہی ہوئی۔ سونے کی دوات۔ گنگا جمنی قلم۔ کاغذ الغلف غرض
جس قدر ضروریات کی چیزین ہین وہ دی ہین۔ ان سب کو
کوٹھی مین سجا کر دیا۔ کمرہ جو بڑا ہے وہ خوب آراستہ ہے۔ سونے کا
کمرہ اور غسلخانہ جو جو چیزین جہان مناسب تہین وہین رکھی تہین
زیور صرف اکہرا اور سجا تھا۔ ہاتھون مین چوڑیان۔ کانون مین جڑاؤ
بجلیان گلے مین جڑاؤ گلو بند، پاؤن مین جڑاؤ چھلے۔ اب یہان کا
سنو۔ دو ساڑیان دو پاجامے اور دو جوڑے کھڑے پاجامون
کے ساتھ۔ غرض چار جوڑے لیکن یہ بھی نہایت نفیس اور
خوبصورت ہاتھون مین جڑاؤ کڑے۔ گلے مین موتیون کا ہار۔
کانون مین آویزے سر پر جہومر سچے موتیون کا۔ ایک بنک
کی کتاب اس مین جو فضولیات سے بچا دولھن کے نام جمع
کر دیا تھا وہان دونون جگہ سے ایک ایک بروچ ساڑی مین
لگانے کا ایک انگوٹھی بجائے چاندی کے سونے کا چھلا۔
فہمیدہ کے ہان کوئی فضول رسم نہین ہوئی نہ کھیر کھلائی گئی۔
نہ گودی مین دولھن کو اٹھوایا۔ دوسرے دن فہمیدہ نے
رقعے جو چھپے ہوئے رکھے تھے۔ سب عزیزون کے یہان بھجدیئے
زنانہ رقعے اُن کی والدہ کی طرف سے اور مردانہ والد کی طرف
سے اُس دن میلا دشریف ہوا اور سب بیگمات اس متبرک
محفل مین شریک ہوئین اس کے بعد مٹھائی مع تشتریون کے
تقسیم کر دی گئی۔ سب مہمان بیبیان رخصت ہوئین۔ مردانہ ولیمہ
دعوت ولیمہ تھا اس لئے باہر کھانا کھلایا گیا اس روز دولھن

بہین رہین نہ جانے ہوسے نہ چوتھی کھیلی گئی نہ کسی کی شکایت نہ شکوہ۔ بس یوں شادی ختم ہوئی۔ تیسرے روز ہم واپس آگئے۔

سکندر۔ یوں ان سب کے بہت اچھے خیالات ہین ہم تو فہمیدہ ہی کو سمجھتی تھی۔ لیکن ان کا سارا خاندان ہی قابل عزت ہے۔ دیکھو لوگ ڈومنیون کو دے کر عذاب مول لیتی ہین اور انھون نے میلاد مبارک کی تقریب کر کے خود بھی ثواب عظیم حاصل کیا اور اورون کو بھی ثواب مین شریک کیا دوسرے یہ کہ رقعے چھپوا کر بھیجدئے کہ لوگون کو شکایت کا موقع نہ ملا ورنہ اکثر بلاوا لیجانے والی عورتین غلطی ڈالدیتی ہین جس سے ایسے اتفاق ہوتے ہین کہ آنے والی اور گھر والی بیگم دونون شرمندگی اُٹھاتی ہین۔

وحیدہ۔ واقعی ہم سب کو ان کی تقلید کرنی چاہیئے ان بیہودہ رسمون کے باعث ہم لوگ تباہ ہوگئے اور قومین ترقی کے مدارج طے کر کے اوج کمال پر پہونچ گئین۔ لیکن ہم اپنی رسمون پر کاربند ہین بہن سکندر تم جانتی ہو ہمارے ہمسایہ مین حیدری بیگم رہتی ہین بیچاری شہزادی ہین لیکن قسمت نے پلٹا کھایا اب کچھ بھی نہین مفلسی گلے کا ہار ہے دیکھے سے دل کڑھتا ہے۔ اُن کی لڑکی کی نسبت ٹھری ہوئی تھی سسرال سے تقاضہ پر تقاضہ تھا جب تم لوگ فہمیدہ کے بھائی کی شادی مین گئے ہو تو رشید کی بھی شادی تھی۔ بیچاری حیدری بیگم کے پاس کچھ نہ تھا بڑی مشکل سے جہیز کے کپڑے تیار کئے تمام دن مان بیٹیان محنت کرتی تھین تیئیس روپیہ کا بڑا لڑکا ملازم تھا چھوٹا ابھی پڑھتا ہی دس شاید سرکار سے اُن کی تنخواہ ہے لیکن آج کل کے

اخراجات اس قدر بڑھے ہوے ہین کہ آمدنی سے زیادہ خرچ کی
ضرورت ہے آخر بے انتہا بیٹے والون کے تقاضہ سے تاریخ ہٹائی سخت
پریشان تھین بیٹے سے کہا کہ قرض نکلواؤ بھلا اس غریب تیس روپیہ
پر کون قرض دیتا بڑی مشکل سے اپنے والد کے واقف کارون
سے کہکر ایک ہزار قرض نکلوایا۔ غرضکہ خوب دہوم دہام سے شادی
رچائی۔ اب پریشان ہین قرض خواہون کا تقاضہ الگ مارے ڈالتا ہے
قرض کا نکرچیدار ہا اُس وقت تو کوشش بھی تھی کہ کوئی رسم نہ رہجائے
بدشگونی ہو لوگ نام رکھین آہ! ہمین ہمین اس نام ہی نے کھودیا۔
اب ہم گم نام ہوجائین گے۔ یہ سب ہماری غفلت کا نتیجہ ہے۔

سکندر۔ بوا مین تم کو سچا واقعہ سناتی ہون ایک بہت بڑے جاگیردار تھے
اسّی ہزار سالانہ آمدنی تھی لڑکی کا بیاہ کرنے اٹھے جس سال شادی کی
اُس سال اتفاق سے زمین پر کچھ نہ ہوا ایک بنئیے سے قرض لیا اور
خوب دہوم دہام ہوئی دوسرے سال خدا کے فضل سے زمین پر سے
دوگنا آگیا انھون نے اُسی وقت بنیے کو بلا کر قرض ادا کردیا لیکن بنیے نے
بذاتی سے بہت سی خوشامد کی کہ نہین حضور مجھے سلام کے قابل رکھئے
ایک صاحب اور بیٹھے ہوے تھے اُنھون نے کہا کہ جناب جب
یہ اتنا اصرار کر رہا ہے تو رکھہ لیجئے بیچارے نے سو روپیہ رکھ لئے قسمت
کا چکر ایسا ہوا کہ اب روز بروز کمی ہوتی گئی یہانتک کہ بنیے کے
ہان سے ہر چیز قرض آنے لگی امیر آدمی حساب کی کسے پروا
سود در سود لگاتار ہا ایک سیر آیا دس سیر لکھا جب دیکھا تمام
جائداد قرض مین آگئی تو نالش کردی ڈگری ہوئی تمام گانون نیلام

ہو گئی پھر بھی اُس کا قرض ادا نہ ہوا تھا نے جو اس قدر اس وقت عزت کر رہا تھا سرکار میں کہا کہ اسے قید کر لو میں اس کا خرچہ ادا کرونگا یہ بت بد ذات ہے۔ اسے عزیز بہن ان جاگیر دار کی یہ عزت ہو گئی جن کے سامنے یہ بنیا ہاتھ جوڑ رہا تھا اور اب ان الفاظ سے خطاب کر رہا ہے ہم سب کو ایسے واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئیے اور ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھکر نام کرنے کی خواہش سے احتراز کرنا چاہئے

**سب بہنین**۔ بے شک بہن سکندر اگر واقعات پر غور سے نظر ڈالی جاے تو ایسے حادثے گذرتے ہین کہ دل ہل جاتے ہین۔ ان جاگیردار کی حالت دنیا کے لئے اگر دماغ تہی نہ ہون تو عبرت کی بڑی اچھی نظیر ہے۔
خدا ہم سب کو عمل کی توفیق دے آمین +

خاکسار
اکرم جہان
ازرا جپورہ

# مستورات کے لئے علم انگریزی کی ضرورت

آج کل اس عاصیہ کی نظر سے رسالون مین اکثر ایسے مضمون گذرتے ہین کہ لڑکیون کو تعلیم انگریزی سے روکا جاے اور اُس کے خلاف بھی اس سے زیادہ لکھا جاتا ہے اسی کشمکش مین تعلیم کی مشکلات روبترقی ہو رہی ہین حیرت ہے کہ کیا روش اختیار کرین کدہر چلین کوئی ادہر بلاتا ہے تو کوئی اُدہر تعلیم نسوان کا ٹوٹا پھوٹا کام بھی رک رہا ہے۔ عام لوگون پر سب سے زیادہ

ہو کلاہٹ ہوگئی ہے جو کام قرآن شریف بلا ترجمہ طوطی کی طرح پڑھکر اور زبانی روزمرہ کو مسائل فی الجملہ سیکھ کر چل رہا تھا اُس سے بھی نفرت ہورہی ہے۔

جس طرح ایک مولوی صاحب نے جب بہت مشقت سے وعظ وپند کرکے بیس پچیس آدمیوں کی جماعت پنجوقتہ نماز کے لیے مسجد میں قائم کرلی تھی ایک روز ایک بزرگ مشایخ صاحب نے مسجد میں آکر کہا کہ یہ نماز مثل خالی لفافہ کے ہے جب تک تمام کاروبار دنیا دی چھوڑکر نماز پوری خشوع اور خضوع سے نہ پڑھی جاوے اُس کا نہ پڑھنا بہتر ہے۔

بس یہ سنتے ہی اُسی روز سے کئی آرام طلب لوگ نماز چھوڑکر گھر بیٹھ گیے۔

اسی طرح نئی تعلیم کے شوق میں پرانی ٹوٹی پھوٹی تعلیم بھی موقوف ہورہی ہے یا انگریزی سے نفرت دلانے کے اثر سے اُس کی مفید وکارآمد باتوں سے بھی نفرت ہوتی جاتی ہے اور یہ نتیجے ان متضاد مضمونوں کی بھرمار سے پیدا ہورہے ہیں۔ لیکن میرا تجربہ جہاں تک ہے انگریزی تعلیم بُری نہیں بلکہ زمانہ حال کی ضرورتوں کے لحاظ سے ہر کام کے لئے انگریزی علم کی ضرورت ہے اس کے بغیر نہ ہم ایک خط کسیکو بھیج سکتے نہ خط آیا تو پڑھ سکتے نہ ایک مکان کی خرید و فروخت کرسکتے نہ بیماری کا علاج کرسکتے نہ ایک سودا بازار سے خرید سکتے جسکی مثالیں خود ہمارے یہاں روز دیکھنے میں آتی ہیں ایک ماہوار دار بیوی نے اپنی حیات کی تصدیق کے لئے ایک لیڈی کمشنر (؟) کو بحکم سرکاری بلوائی اُس نے بذریعہ ڈاک ایک خط لکھا کہ وقت فرصت معلوم کراؤ ڈاکیا خط لایا تو یہ کہکر پلٹا دیا گیا کہ ہمارا نہیں ہے جب ماہوار خزانہ سے منگوائی تو اس سبب سے نہیں ملی کہ تصدیق حیات نہیں ہوئی تھی غرض ایکماہ اخراجات کی تکلیف اُٹھائی بہت مشکل سے معلوم ہوا خط یوں پلٹا دیا گیا تھا

اور ایک بیوی نے اپنے قیمتی مکان کا قبالہ جو انگریزی میں تھا اور کسی بے احتیاطی سے ردّی میں پڑ گیا تھا دوکان پر پھینکوا دیا ملازم چالاک انگریزی خوان تھا اُسکو لیکر اُس کے ساتھ جعلی بیعنامہ کروا کے مکان پر قبضہ کر بیٹھا۔ اور ایک کسی بیوی نے بیماری کے علاج کو لیڈی ڈاکٹر بلائی۔ انگریزی میں نسخہ لکھا گیا دو عرق آئے ایک ملنے کا ایک پینے کا دونوں سفید تھے ملنے کا عرق پی لیا گیا وہ زہر تھا فوراً قے دست شروع ہوئے اور دم کے دم میں بیہوش ہو گئی گھر کے مرد لوگ گھبرا کر بھاری فیس کے ڈاکٹر کو بلا لائے زہر پیٹ سے دھویا گیا ہزار محنت اور صرف کثیر سے جان بچی۔ کسی نے بازار سے دس روپیہ کا کپڑا منگوایا ملازم شاپ سے تین روپیہ کا کپڑا لایا رسید بھی تین ہی روپیہ کی آئی ایک روز مہمان بیوی انگریزی دان نے پاندان میں وہ رسید دیکھکر تین روپیہ قیمت پڑھ سنائی گھبرا کر کہنے لگیں ہائیں میرا بہت معتبر ملازم لایا ہے یہ سات روپیہ زیادہ کیسے لئے غرض ایسی سیکڑوں مثالیں ہیں جن سے باوجود عربی فارسی اُردو پڑھنے کے لکھی پڑھی بیبیاں ایسے نقصان انگریزی نہ جاننے سے اٹھا رہی ہیں اب تو دیسی ریاستوں میں روزانہ ہر محکمہ میں انگریزی بڑھ رہی ہے اور جیسے اُردو نہ آنے سے نقصان تھا ویسا انگریزی نہ آنے سے جب عورت مرد دونوں ہی صاحب معاملہ و املاک ہوتی ہیں تو عورت کو بھی انگریزی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی مرد کو۔

البتہ جو لڑکیاں ابتدا ہی سے بلا تعلیم مذہبی اسکول یا گھر میں مشنری معلمات سے صرف انگریزی ہی پڑھتی ہیں۔ اُن کو اپنے مذہب سے کچھ واقفیت نہیں ہوتی وہ انگریزی تعلیم کے ساتھ اس کا طرز معاشرت اور فیشن بھی سیکھ لیتی ہیں اور ہمارے اسلام میں بالکل منع ہے زہی

باتون سے بمصداق حدیث شریف مین من تشبہ بقوم فھو منھم آیا ہی معاذ اللہ
ایسا عمل دائرہ اسلام سے بھی خارج کردیتا ہی ورنہ غیر مسلمون سے علم حاصل
کرنے مین کوئی قباحت نہین ہمارے جناب حضور انور کا حکم ہے کہ
اطلبوا العلم ولو کان بالصین علم طلب کرو اگرچہ چین مین ہو۔ اور
عورت مرد دونون کو علم سیکھنا فرض اور ضروری ہی طلب العلم فریضۃ
علے کل مسلم ومسلمۃ اس کے سوائے علم کو مذہب سے اور مذہب کے
علم سے کیا واسطہ ہی۔ زبان عربی تو ہماری مذہبی زبان اس لئے ہوئی
کہ قرآن مجید اس زبان مین اُترا لیکن ایام جاہلیت کے دوسرے
علوم وفنون جو مسلمان مرد وعورتون نے حاصل کئے وہ کیا مذہبی نہ تھے اس کے
سوائے جن ملکون مین مسلمان فتح کرتے گئے وہان سے علم وہنر
وفن سب حاصل کرتے گئے کوئی خیال مذہبی حائل نہ ہوا البتہ
باوجود علم وہنر سب حاصل کرنے کے مذہب وطرز معاشرت اور آداب
واخلاق اسلامی مین کچھ خلل وخرابی اُن لوگون نے نہ آنے دی اور
پابندی کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہکر سب ہنر وفنون سے
فیض حاصل کئے یہان تک کہ ہماری طرز معاشرت اخلاق آداب
کفایت شعاری دیانت داری تواضع حلم حیا سخاوت باہمی معاملات
ولباس مین سادگی دیکھکر دوسری قوم کے لوگ تقلید کرنے لگے۔

پس ہمارے اسلامی اخلاق کیا بُرے ہین جو دوسرون سے
سیکھین۔ انصاف کی بات ہی تو یہ کہ انگریزی طرز معاشرت وفیشن مین
کوئی عمدگی یا کفایت شعاری نہین جسکی تقلید علم انگریزی حاصل کرتی ہی
لڑکیون کو اور اُن سے زیادہ دو بول زبانی سیکھکر فیشن ایبل بننے والی

لڑکیون کو ضروری ہو جاوے اور اس ادا کے ساتھہ مزید بران دیدہ دلیری یا
بیباکی بے محل آزادی بھی لازمی ہو جاوے اور اُسکو انگریزی پڑھنے کا نتیجہ
سمجھکر دوسرے لوگ گھبرائین یہ باتین تعلیم انگریزی سے نہین بلکہ ناقص
تعلیم سے پیدا ہوتی ہین یا والدین کی عدم نگرانی و عدم تقلید سے اگر
لڑکیون کی تعلیم مذہبی پہلے اعلے درجہ کی ہو جاوے اور ان کے نرم
اور نازک دل مین مذہب اور قوم کی طرز معاشرت کا پکا اثر پیدا ہو جاوے
بعد دنیاوی انتظام کی آراستگی کے لئے علم انگریزی اس احتیاط سے
سکھایا جاوے کہ حدود اسلام سے باہر نکلنے کی گنجائش نہ رہے تو اور
بھی نورٌ علیٰ نور عمدہ سے عمدہ نتیجے برآمد ہون ایسی تعلیم سے مذہب کیون
خراب ہوتا جیسے لڑکے اسکول مین صرف انگریزی پڑھکر مذہب کی
تعلیم سے بے بہرہ ہون تو شریف انگریزون سے تو کیا مقابلہ کرین جاہلین
کافر سے بھی بدتر ہو جائینگے ویسا ہی مذہب کی تعلیم نہ ہونے سے
صرف انگریزی پڑھکر مشنری معلمات کا اثر لڑکیون پر ہونا ممکن ہے اور
جو لڑکے بعد مذہبی پختہ تعلیم کے ایم اے - بی اے ایل ایل بی -
وغیرہ ہو کر بھی اسلام پر مولویون مشائخون سے زیادہ قائم حامی دین
ریفارمر ہو سکتے ہین ویسا ہی عورتین بھی بعد پختہ مذہبی تعلیم کی انگریزی
علم و ہنر سے آراستہ ہو کر زینت خانہ تو کیا فخر خاندان و قوم ہو سکتی
ہین بلکہ غیر قومون کو بھی فیض اسلام سے مستفیض کر سکتی ہین - جو
کام صرف اپنے ملک کی تعلیم سے نہین ہو سکتا وہ بھی کر دکھا سکتی
ہین - ایسی بیگمات مین اس وقت چند موجود ہین جن سے ہر طرح
اسلام کو فوائد ہو رہے ہین جن مین سب سے افضل جناب بیگم صاحبہ بھوپال

خلداللہ ملکہا خدا ان کے سایہ کو مسلمان عورتوں کے سر پر قائم رکھے اور سب مستورات کو جناب ممدوحہ کی پیروی نصیب فرماے۔ آمین

والدۂ قطب الدین حسین

# روس میں بچوں کی خانگی زندگی

روس میں بچوں کی خانگی زندگی میں پچھلے پندرہ سال کے اندر زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح بہت تبدیلی واقع ہوئی ہے وہاں بچے ہمیشہ پیارے رہے ہیں لیکن اُس وقت سے پیشتر اُن کی کوئی شخصیت نہیں تھی والدین بچوں سے بہت محبت کرتے اور اُن کی تمام ضدیں پوری کرتے تھے لیکن اُن کو یہ خیال کبھی نہ ہوتا تھا کہ ہم ایک انسان کی تربیت کر رہے ہیں نئے خیالات کی موج جو سنہ ۱۹۱۷ء میں تمام روس پر حاوی ہو گئی تھی اُس نے ہمارے ملک کی بہت سی باتوں میں تغیر پیدا کر دیا چنانچہ بچہ بھی ایک ایسی ذات سمجھا جانے لگا جس کو مطالعہ کرکے تعلیم و تربیت دینا ضروری ہے اور جس سے آئندہ کی امیدیں وابستہ ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے بعض برے اثرات بھی اُس میں چھوڑے۔ اگر اُس سے پیشتر عورتیں اور لڑکیاں اپنے کو شہری باشندہ اور سوسائٹی کا ممبر سمجھنے لگی تھیں تو سنہ ۱۹۱۷ء نے سوشل زندگی میں اُن کا درجہ اُن پر پوری طرح نمایاں کر دیا۔ اب تعلیم یافتہ والدین کی کوئی لڑکی بغیر کسی

پیشہ کے اختیار کئے ہوئے شاید ہی اپنی زندگی شروع کرنیکا خیال کریں
روس مین عورتون کے لئے سیکڑون پیشے کھلے ہوئے ہین وہ اسوقت
ڈاکٹری، دندان سازی، پروفیسری، انجینیری، معلمی، تصنیف و تالیف
غرض ہر پیشہ مین پائی جاتی ہین۔ قانون بھی پڑھتی ہین گو ابھی تک
وکالت کی اجازت نہین ملی۔ صرف غیر شادی شدہ بیوہ اور مطلقہ
عورتین (روس مین طلاق بہت آسانی سے ہو جاتی ہے) ہی ان پیشون
مین نہین پائی جاتین بلکہ نوجوان مائین بھی گو اُن کو روپیہ کمانے کی ضرورت
نہ ہو ویسی ہی سخت محنت و مشقت کرتی ہین۔ یا اگر وہ ایسی محنت نہین
کرتین تو لکچرون اور جلسون مین جاتی ہین یا کسی سوسائٹی کا کام اپنے ذمہ لیتی ہین اور سیاسی اقتصادی اور
سوشل مسائل پر مباحثہ کرتی ہین لیکن یہ تمام باتین گو بطور خود قابل ستائش ہین مگر عورتون کا اسقدر وقت
لیتی ہین کہ بچون کی تعلیم و تربیت کے لئے بہت کم باقی رہ جاتا ہے
ماں باپ کو مثل دوسرے ممالک کے روس مین بھی بچون کی تعلیم
دیکھ بھال کا بہت موقع ملتا ہے اس لئے ان تمام باتون کا نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ بچون کی پرورش اور دیکھ بھال بالکل دایہ اور کھلائی کے
ہاتھون مین ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان ہاتھون مین کیا تربیت
ہو سکتی ہے اس کا یہ مطلب نہین کہ روس مین تمام مائین ایسی ہی
ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ قسم بکثرت پائی جاتی ہے۔

بعض عورتین جو گھر سے باہر نہین نکلتین اپنے بچون کو خود
تربیت کرتی ہین۔ لیکن چونکہ اکثر مائین اپنے پر قابو نہین رکھتین
اور نہ اُن کی طبیعت مین نرمی ہوتی ہے اس لئے بچون مین اچھی عادتین
پیدا کرنا اور بُری عادات کا روکنا مشکل ہو جاتا ہے اور اکثر وہ قوت

مفقود ہوتی ہے جس سے بچوں کے ساتھ سچے دوستانہ تعلقات پیدا ہو سکیں مگر با وجود ان تمام باتوں کے بچے کی شخصیت ہر ایک کے دل میں رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے۔ بچہ کی تربیت زیادہ تر عقلی اور اخلاقی اصول پر ہوتی ہے اور تعلیم یافتہ خاندانوں میں جسمانی سزا بالکل نہیں پائی جاتی۔ روسی بچے کی پرورش اور تربیت میں بہت سے لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے دودھ پلائی اور اگر دودھ پلائی کی ضرورت نہیں ہوتی تو ماں اور ایک دایہ۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بچے کے لئے دودھ پلائی اور دایہ دونوں نوکر رکھی جاتی ہیں۔ گائے کا دودھ پلانا بچے کے لئے مضر سمجھا جاتا ہے۔ دودھ پلائیاں اب معدوم ہوتی جاتی ہیں کیونکہ اُن کے اپنے بچے دودھ نہ ملنے کے باعث اکثر ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایک سال کی عمر کے بعد بچہ ایک گورنس کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو چار پانچ سال کی عمر تک اس کو رکھتی ہے۔ اس زمانہ میں اُس کو مادری زبان سکھائی جاتی ہے اور اس عمر کے بعد غیر زبانیں شروع کرا دی جاتی ہیں۔ بچے کا دن آٹھ بجے شروع ہوتا ہے اور پہلی غذا اُسکو دودھ مکھن روٹی دی جاتی ہے اس کے بعد تھوڑی دیر کھیلنے کا وقت ملتا ہے اور پھر ۱۱ بجے تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۲ بجے کھانا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر کھیل اور تفریح میں چھ بج جاتے ہیں جس کے بعد کھانا کھا کر ۸ بجے سو جاتا ہے۔ تین یا چار سال کی عمر سے بچوں کو ہر قسم کی غذا سوائے بیار اور قہوہ کے دی جاتی ہے اور اُس کے بجائے دودھ دیا جاتا ہے۔ گھر کے باہر کی زندگی بچوں کے لئے بہت

دلچسپ ہوتی ہے۔ بہت سے کھیل جو برف پر کھیلے جاتے ہین رائج ہین۔ اور بچے اُن مین بہت خوشی سے حصہ لیتے ہین۔

مدرسہ مین داخل ہونے سے پیشتر بچے روسی، فرانسیسی اور جرمنی زبانون کا لکھنا پڑھنا صرف و نحو حساب کتاب اور انجیل کے سبق سیکھ لیتے ہین اسکی بعد جغرافیہ اور تواریخ پڑہائی جاتی ہے جغرافیہ پڑہانیکا طریقہ بہت اچھا ہے یعنی مختلف ممالک کے قصے، تصویرین اور نقشے وغیرہ بچون کو دیئے جاتے ہین جس سے اُن کو دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آسانی سے پڑھ جاتے ہین۔ موسیقی بھی خاص طور پر سکھائی جاتی ہے۔ روسی بچے کی مذہبی تعلیم انگریزی بچے سے بالکل مختلف ہوتی ہے روس مین بچے کو صرف عبادت سکھائی جاتی ہے جس کو وہ بغیر سمجھے ہوئے ادا کرتا ہے اور جو دل سے نہین ہوتی۔ بچون کو بالکل اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اُن کو مذہب مین قطعی دخل نہین دیا جاتا بجائے احکام شرعی کے اُن کو اصول اخلاق کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی گرجا مین عبادت پُرانی زبان مین جو اب رائج نہین ہے ہوتی ہے جس کو کوئی سمجھ نہین سکتا اور نیز یہ کہ روس مین گرجا اور اُس کے متعلقین سے قوم سے اتنے قریبی تعلقات کبھی نہین رہے جتنے کہ انگلستان مین البتہ انجیل کے قصے بچون کو بطور سبق کے پڑھائے جاتے ہین۔ لیکن انجیل کا پڑھنا تو درکنار بچے انجیل کو دیکھتے بھی نہین۔ ان تمام باتون کی وجہ سے روسی بچون مین سچا مذہبی جوش نہین ہوتا۔

بچے حالات سفر مین بہت دلچسپی لیتے ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خود بہت سفر کرتے ہین۔ موسم گرما مین عموماً لوگ مع اپنے بچون کے شہر سے باہر چلے جاتے ہین۔ اور اکثر لوگ باوجود چھوٹے چھوٹے بچون کے ہمراہ ہونے کے لمبے لمبے سفر کرکے تفریحاً دوسرے ممالک مین جاتے ہین۔ ان سفرون کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جو لوگ ملازم ہین ان کے تبادلے ہوتے ہین اور اس لئے اُن کو مع خاندان کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ مدرسہ کی چھٹیون کے زمانہ مین جو پورے تین ماہ کی ہوتی ہین۔ مائین اپنے بچون کو دوسرے ممالک مین تجربہ، دوسری زبانین اور عام معلومات حاصل کرنے کی غرض سے لے جاتی ہین یہی وجہ ہے کہ روسی بچہ عموماً سفر کو پسند کرتا ہے اور حالات سفر کے پڑھنے مین دلچسپی رکھتا ہے۔

موجودہ لڑائی کے متعلق بچون کے خیالات دلچسپی سے خالی نہین۔ آسٹریا اور جرمنی سے بچے بخوبی واقف ہین۔ بہت سے ان ممالک مین جاچکے ہین اور اُن کی بہت سی کتابین جرمن زبان مین ہین جن کو وہ شوق و دلچسپی سے پڑھتے ہین۔ جرمن گورنسین اب بھی بہت سے خاندانون مین موجود ہین مگر باوجود ان تمام باتون کے روسی بچون مین وطن پرستی اعلےٰ درجہ پر ہے اور اس لڑائی نے اُن مین قومی احساس کو بہت ترقی دی ہے وہ لڑائی کے نقصانات کا مطالعہ کرتے ہین نقشون مین اپنی افواج کی فتح و شکست کو دیکھتے ہین اور بہت سے ایسے ہین جو مختلف فنڈون کیلئے روپیہ فراہم کرنے مین عملی حصہ لیتے ہین وہ اگر اس قابل نہین کہ اپنی جانین دے سکین

تو اپنا وقت اور روپیہ صرف کرتے ہین اور اکثر بچے ایسے ہین جو اپنا پورا جیب خرچ زخمیون اور مریضون کے لئے دیدیتے ہین۔ بچے سپاہیون کو تحائف بھیجتے ہین اور اس طرح سلسلۂ خط وکتابت جاری ہوجاتا ہے اور جب کسی سپاہی کا خط اُن کے پاس آتا ہی تو اپنے والدین اور احباب کو فخریہ دکھاتے ہین۔ گو لڑائی کا اثر بچون پر بُرا بھی ہوتا ہے کیونکہ اُن کے دلون مین خیالات اور جوش پیدا ہوتا ہی جس کے لئے وہ ناموزون ہین مگر اتنا فائدہ ضرور ہے کہ بچے اپنے کو روسی اور اپنے ملک کا شہری سمجھنے لگے ہین۔

ترجمہ عظمت الٰہی زبیری بی اے (علیگ)

# مہربانو

## (۱)

خیرآباد مین مولوی ظہور حیدر ایک بڑے مرتبہ کے عالم تھے ان کا گذر محض اس معافی کی قلیل آمدنی پر تھا جو شاہی زمانہ سے اُنکے خاندان مین بطور ورثہ کے چلی آرہی تھی جس کا دو ڈھائی سو روپئے سالانہ منافع تھا اُن کی بیوی بھی نہایت سلیقہ مند اور اچھی خاصی پڑھی لکھی تھین مگر یہ تعلیم مذہب تک محدود تھی البتہ کچھ طب پڑھی تھی کیونکہ ان کے باپ ایک قابل طبیب بھی تھے معمولی امراض کا علاج کرلیتی تھین۔ ان دونون میان بیوی مین بڑی محبت تھی ان کے ابتدائی حالات تو معلوم نہین۔ البتہ ادھیڑ عمر کی حالت ضرور معلوم ہوئی۔ دیوان خانہ مین محلہ کے لڑکون کا اور زنانخانہ مین لڑکیون کا مدرسہ تھا اور دونون میان بیوی صبح وشام دو دو گھنٹے غریبون کی تعلیم مین صرف کرتے تھے

خدا نے ان کو ایک مہ پارہ نوزنظر عنایت کی تھی اور یہی ان دونوں کی زندگی کا سہارا تھی۔ اس لڑکی "مہربانو" میں وہ تمام خوبیاں جمع تھیں جو اُس کے والدین میں تھیں اس کی تربیت و تعلیم میں ان دونوں نے اپنا پورا کمال صرف کر دیا تھا۔ اس کے اخلاق اسکے عادات و اطوار اس کا سلیقہ خانہ داری ایک نمونہ تھا۔ ماں نے اُتنی طب جتنی خود پڑھی تھی اس کو بھی پڑھا دی تھی اور یہ ماں بیٹی قصبہ کی غریب عورتوں اور بچوں کا علاج بھی کیا کرتی تھیں۔

(۲)

ایک دن کوئی دس بجے کوئی برقع پوش عورت اپنا بیمار بچہ لیکر آئی۔ ماں نے نسخہ تجویز کیا اور لکھکر دیدیا۔ عورت نے نسخہ ہاتھ میں لیکر اٹھنے کا قصد کیا مگر زمین نے پاؤں پکڑ لئے اور نامعلوم تکلیف سے آہ بھر کر رہ گئی مہربانو پاس کھڑی تھی یہ حالت دیکھکر بے چین ہو گئی سمجھی کہ بچہ کی تکلیف کا سبب ہے جو اس دکھیا کی یہ حالت ہے دلدہی کرنے لگی کہ خدا نے چاہا جلد اچھا ہو جائیگا تم جاؤ اور جلدی سے دوا پلا دو۔ مہربانو کے یہ لفظ بجائے تسکین کے پکے پھوڑے کی ٹیس ہو گئے وہ غریب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مہربانو حیران تھی کہ کیا ماجرا ہے ہرچند غور کیا سمجھ نہ سکی۔ ماں کسی کام کو دوسرے دالان میں چلی گئی تھی۔ مہربانو نے وہاں جاکر قصہ بیان کیا وہ شریف خاتون سمجھ گئی کہ کیا سبب ہے فوراً آکر جو نسخہ لکھا تھا وہ اس عورت سے لے کر عطار کے یہاں بھیجا اور جب دوا آگئی تو اپنے ہاتھ سے بنا کر بچے کو پلائی بچہ جب دوا پی چکا تو اس مصیبت زدہ عورت نے ایک تسکین محسوس کی اور شکر گذار نظروں سے دونوں ماں بیٹی کو دیکھکر اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر صدہا دعائیں دیں۔

مہر بانو اتنی دیر تک متحیر اور خاموش تھی۔ اب اُس نے ایک پان بنا کر اس عورت کو دیا۔ عورت سلام کر کے اور برقع پہن کر جانا چاہتی تھی کہ ماں نے روک لیا اور کہا کہ ذرا ٹھہر کر جانا۔ وہ ٹھہر گئی۔ مہر بانو نے جھولا ڈالا اور آرام کے ساتھ بچے کو اُسی میں لٹا دیا اب ذرا سے بے تکلفی کے ساتھ اس عورت سے باتیں شروع ہوئیں۔ باتوں ہی باتوں میں اس دکھیا نے اپنی مصیبت کی ساری کہانی سنا دی اُس نے کہا کہ۔

"کل شام سے ایک دانہ بھی میرے منہ میں نہیں گیا گھر میں بجز بورئے اور مٹی کے ٹھیکرے اور لوٹے کے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو آنے دو آنے کو بیچکر ایک وقت کی غذا اور بچہ کی دوا میں صرف کروں بوا سیدانی ہوں ہمت گوارا نہیں کرتی کہ آل رسول کہلاؤں۔ اور خیرات و صدقہ لوں۔ پردیس ہے کوئی جاننے والا نہیں۔ دیس میں بھی کوئی عزیز قریب ایسا نہیں جو اس مصیبت کے وقت کام آئے۔ بچے کا باپ یہاں تحصیل میں پندرہ روپے کا نوکر تھا۔ وہ تین مہینے بیمار رہکر مر گیا جو کچھ گھر گرستی تھی اُسکی دوا دارو، دفن کفن میں بیچ بیچ کر صرف کی جو برتن بھانڈے بچے تھے وہ ایک رات چوروں نے لوٹ لئے بس اب یہ ڈیڑھ سال کا بچہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے باپ کی یادگار ہے سو یہ بھی مہینہ بھر سے بیمار ہے۔ دانتوں کا مرض معلوم ہوتا ہے۔ میں تو عدت کے سبب سے باہر نہیں نکل سکتی تھی لڑکے کچھ کام دھندا کر دیا کرتے تھے وہ حکیم سے کہکر دوا لا دیتے تھے۔ پرسوں سے وہ لڑکے کسی برات میں گئے ہیں

کل حالت ختم ہوئی اور آج صبح کو بمشکل حکیم صاحب کے یہان برقع پہن کر گئی وہان بھیڑ لگی تہی بڑی مشکل سے باری آئی حکیم صاحب نے بچہ کی نبض دیکھی نسخہ وسخہ تو کچھ دیا نہین کہہ دیا کہ دو دو گھنٹہ بعد ماشہ ماشہ بھر دوا المسک چٹاؤ۔ دوا کا نام سنکر کلیجہ دھک ہوکر رہگیا کہ اتنی قیمتی دوا کہان سے خریدونگی۔ وہان سے مایوس ہوکر یہان آئی تم نے بھی نسخہ لکہہ کر دیدیا۔ تم عورت ذات ہو تمہارے سامنے ضبط نہ ہوسکا۔ مین نے تو بہت کوشش کی کہ آنسو پیتی ہوئی چلی جاؤن مگر وہ کم بخت اتنے کڑوے تھے کہ اُن کو نہ پی سکی۔ بوا! تم کو خدا جزائے خیر دے موت زندگی خدا کے ہاتھ ہے اگر اُسکو منظور رہے تو بچہ جئے گا اچھی بری زندگی بسر کرے گا مگر تمہارا احسان اور تمہاری محبت مرتے دم تک مجھے یاد رہے گی۔

مہربانو تصویر خاموشی بنی ہوئی یہ تمام داستان مصیبت سن رہی تھی اسکی آنکھین پرنم تھین جب داستان ختم ہوئی تو مان بیٹی سے اشارون اشارون مین کچھ طے ہوگیا۔ کھانے کا وقت ہوچکا تہا۔ مہربانو باورچیخانہ مین گئی سینی مین کھانا لگا کر لائی۔ آفتابہ بھر کر رکھا۔ پہلے سیدانی کے اور پھر مان کے ہاتھ دھلائے۔ خود پنکھا ہاتھ مین لیا اور دونون کو کھانا کھلایا۔ بچہ سکون کے ساتھ جھولے مین سو رہا تہا۔ مہربانو کئی دفعہ اُس کے پاس سے گذری اور اُس کو پیار کرتی گئی۔

(۳)

بارہ بجے مولوی ظہور حیدر گھر مین آئے۔ زنانہ دروازہ پر کنڈی کھڑکھڑائی

مہربانو نے سیدانی کا پردہ کیا اور وہ دوسرے دالان میں گئے۔ بیوی نے جاکر کھانا کھلایا اور اسی درمیان میں ان دونوں میاں بیوی نے سیدانی کی قسمت کا فیصلہ کرلیا۔

چار گھنٹے سکون سے سونے کے بعد بچہ جاگا۔ رونے کی آواز ماں کے کان میں پڑی۔ جاکر گود میں اُٹھالیا آج ہفتوں کے بعد ذرا اچھی طرح دودھ اُترا تھا۔ بچہ دیر تک چھاتی سے لپٹا رہا اور شکم سیر ہوکر دودھ پیا۔ ۹ بجے سیدانی نے اجازت چاہی۔ مگر اجازت نہ ملی۔ دو تین دن رہنے پر اصرار ہوا۔ سیدانی بھی مان گئیں۔ رات کو مہربانو کی ماں اور سیدانی کا پلنگ برابر بچھا۔ بچہ دو ہی گھنٹے میں مہربانو سے مانوس ہوگیا۔ وہ اسی کی گود میں کھیلا کیا۔ تکلیف میں بھی کمی رہی اور اسی کے پاس سویا مگر مہربانو نے اتنی ہی دیر میں اس کے نئے دو کرتے دو پاجامے مشین پر تیار کرلئے تھے جب وہ دودھ پی چکا تھا تو اس کو کپڑے بھی بدلوادئے تھے۔ آج اس گھر میں غیر معمولی کام تھے۔ مہربانو کا سبق بھی ناغہ ہوگیا تھا۔ لڑکیوں کو بھی چھٹی دیدی گئی تھی۔ یہ سب کچھ ہو رہا تھا مگر مہربانو ایک خیال میں مستغرق تھی کہ خدا جانے ایسے کتنے بچوں نے دواداروں سے محتاج رہکر مایوس ماؤں کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان توڑی ہوگی۔ کتنی فاقہ زدہ مائیں بچوں کو چھاتی سے لپٹائے ہوئے حسرت کے عالم میں رہگئی ہونگی۔ نماز مغرب میں اس نے بغیر کسی خیال کے سورۂ ماعون شروع کی لیکن ارأیت الذی یکذب بالدین فذٰلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علیٰ طعام المسکین[1] کے پڑھنے کے بعد وہ بے اختیار رودی۔ خیر بہ ہزار مشکل نماز تو ختم کی مگر اب ایک جدید کانٹا روز جزا کے خوف کا اس کے دل میں آ رہا تھا۔

[1] کیا تو نے اس کے حال پر غور کیا جو دین کو جھٹلاتا ہے پس وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دیتا

(۴)

صبح کو بچہ اچھا اور بہت اچھا تھا دوا منگائی گئی اور پلائی گئی کبھی ماں کی گود میں اور کبھی مہربانو کی گود میں کھیلتا تھا۔ دو تین سال پہلے مولوی ظہور حیدر نے بیٹی کو ایک مشین سینے کی خرید دی تھی ابھی تک اس مشین سے گھر کے کپڑے سل جاتے تھے اور سال میں چند ہی دن کام میں آتی تھی۔ مہربانو کی ماں نے پہلے سیدانی کی غیرت کی تعریف کر کے کہا کہ دو بی سیدانی محنت مزدوری میں تو تمھیں عار نہ ہو گا اگر عار اور ننگ نہ سمجھو تو جو کچھ لے سلائی کر لیا کرو خدا نے چاہا تو یہ محنت تمہاری تمام مصیبت دور کر دے گی۔ چار چھ مہینے میری مہمان رہو جب تک بچے میں طاقت آئے گی اور میں ہر وقت اس کو دیکھتی رہوں گی"

سیدانی نے کبھی بچپن میں ایسی مشین پر صرف بخیہ کا کام کیا تھا معمولی قطع برید بھی جانتی تھیں آمادہ ہو گئیں۔ مہربانو کی ماں نے لڑکیوں سے اُن کے گھروں میں کہلا بھیجا کہ میں اور مہربانو آج سے سلائی کرونگی اگر کوئی بیوی گھر کے کپڑے سلوانا چاہیں تو سلائی پر بھیجدیں۔

محلہ میں شام تک گھر گھر یہ خبر پھیل گئی طرح طرح کے چرچے ہونے لگے مگر چونکہ اس گھر کا سب پر احسان تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں مفت پڑھتے تھے بغیر نذر اور فیس کے عورتوں اور بچوں کا علاج بھی ہوتا تھا پہلے ہی دن بہت سا سینے کا کام آگیا۔ مہربانو اور اس کی ماں نے سیدانی کو مدد دی اور چار دن میں دو روپے سلائی کے آگئے۔ جب روپئے سیدانی کے ہاتھ میں آئے تو انھوں نے کہا کہ بوا میرے ذمہ چار مہینہ کا مکان کا کرایہ چڑھا ہوا ہے یہ روپئے مکان والے کو بھیجدو تو اچھا ہے وہ بڑی نیک ہیں کبھی نام کو بھی تقاضا نہیں کیا باقی

دو روپئے پھر بھیجدونگی۔ مہربانو کی مان نے فوراً دو روپئے اور ملا کر کرایہ بے باق کر دیا۔

(۵)

سیدانی برابر کام مین مصروف رہتی ہین۔ ہر جگہ سے سلائی آتی ہو مہربانو کا زیادہ وقت بچہ کی دیکھہ بھال مین گذرتا ہو۔ وہ بے انتہا مانوس ہوگیا ہو۔ دن رات مین جب بھوک سے بیتاب ہوتا ہے تو مان کی پاس جاتا ہو۔ اسی طرح چھہ مہینے گذر گئی سیدانی کا ہاتھہ مشین پر خوب رواں ہوگیا۔ قطع و برید مین بھی ید طولے حاصل ہوگیا۔ مشین کے پرزون سے بھی کام لینا آگیا۔ کچھہ نقد بھی جمع ہوگیا۔ اب سیدانی نے چاہا کہ مولوی صاحب کے قریب ہی علٰحدہ مکان لیکر اپنا گذارہ کرے مگر میان بیوی نے اجازت نہ دی اور چھہ مہینے اور ٹہرنے پر اصرار کیا۔ چھہ مہینے بھی گذر گئی اب سیدانی کے پاس سو نقد اور ایک نئی مشین موجود ہو۔ بچہ روز بروز تندرست ہوتا گیا۔ اس کا رنگ نکھر گیا اب وہ بلا کا خوب صورت اور پیارا تھا۔ پورا سال ختم ہونے پر مہربانو کی مان نے ایک رات سیدانی سے باتون باتون مین نکاح ثانی کا تذکرہ چھیڑا اور رد و کد کے بعد راضی کرلیا۔

(۶)

ایک صبح کو مولوی صاحب کے گھر مین غیر معمولی چہل پہل ہی قصبہ مین شہرت ہو کہ مولوی صاحب کی ایک بیوہ بہن کا آج نائب تحصیلدار سے عقد ہوگا اور مولوی صاحب کا مردانہ مین اور مہربانو کا زنانہ مین کچھہ وعظ بھی ہوگا۔ قصبہ کے تمام وضیع و شریف عورتین اور مرد لمبے باہر جمع ہین۔ چار شربت اور پانی کا انتظام ہے بعد ظہر مردانہ مین مولوی صاحب نے عقد بیوگان پر وعظ کہا اور زنانہ مین

مہر بانو نے یتامیٰ اور مساکین کی امداد و ہمدردی پر دل ہلا دینے والی تقریر کی۔ اُس نے اپنی تقریر کو سورۂ ماعون سے شروع کیا اور اس طرح کہ تمام عورتیں زار زار روتی تھیں۔ اس نے تقریر کے خاتمہ پر بیویوں کے سامنے یہ تحریک پیش کی کہ صرف کھانے پینے کے گھروں میں دونوں وقت ایک چٹکی آٹا ان کا حق نکال دیا جایا کرے تو اس قصبے کے بہت سے یتیموں اور مسکینوں کی پرورش ہو سکتی ہے۔ سب نے اسکو منظور کیا اور مولوی صاحب کو اس کا مہتمم بنایا آج وہ کانٹا نکلا جو اس دن نماز مغرب میں مہر بانو کے دل میں چبھا تھا۔ تمام بیویوں نے مہر بانو کو دعائیں دیں۔ عصر کے وقت میدانی کا نکاح ہو [illegible] رخصت ہو گئی

(۷)

[illegible] کی تمام [illegible] تم تھا مہر بانو کی اجازت [illegible] وہ خدمت یا سسرال [illegible] اجازت لیلی گئی۔ میدانی اپنے نئے گھر میں بہت خوش [illegible] دنیا و دین کی دولت خداداد حاصل ہو گئی وہ دنیا دار اور [illegible] تمام وقت نیکی اور نیکی کے کاموں میں بسر کرتی ہیں۔ قصبہ میں ایک یتیم خانہ قائم ہے جس کا دار و مدار اسی آٹے کی چٹکی پر ہے تقریباً ہر گھر سے ایک چھٹانک روزانہ کے حساب سے باقاعدہ ہفتہ وار آٹا آتا ہے اور ڈیڑھ دو سو روپیہ مہینے کا اوسط ہے۔ مولوی صاحب نے یتیموں کا اسکول قائم کر دیا ہے جس میں مذہبی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ دستی کر گھوں پر بھی کام سکھایا جاتا ہے مساکین کو نجاری وغیرہ کے سکھانے کا انتظام ہے اور ان کو معقول اجرت دی جاتی ہے۔

---

مہر بانو تجھ پر اور تیرے ماں باپ پر خدا کی رحمت ہو تیرے دل کا کانٹا اس طرح نکلا کہ بہت سے دلوں میں چبھے گا۔ یہ دولت تو نے مذہبی تعلیم کی بدولت حاصل کی ہے تیری تدبیر تیری ترکیب تو ہر محلہ، قصبے اور شہر میں قابل العمل ہے۔

اڈیٹر

# چارشف یعنی ترکی برقعہ

## تیار کردہ خاتون اسٹور چاندنی چوک دہلی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اسکو پہنے ہی رہتی ہیں۔ اس کے دو حصہ ہیں۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکائے جائیں تو باہر والوں کو نظر نہ آئیں۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ یا اسکرٹ ڈولی گاڑی یا ریل میں بیٹھکر اگر اوپر کا حصہ اُلٹ دیں اور نیچے کا حصہ پہنے پہنے اس پر دوپٹہ اوڑھ لیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے غرارہ پاجامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں۔

اسکی خوش وضع و آرام دہ ہونیکی وجہ سے عربی۔ مصری اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑی شوق سے پہنتی ہیں ہمارے اسٹور نے اس میں کچھ ترمیم کرکے اسکو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیوں نے خرید اسکو پسند کیا ہے۔ روشن خیال مرد اسکو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

| قیمت فی چارشف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکا کا | دبیز ٹسر کا |
| --- | --- | --- | --- |
| | بارہ روپیہ ۱۲ | پندرہ روپیہ | بیس روپیہ |

فرمائش میں کمر کو لیکر ٹخنے تک کی لمبائی تحریر کرنی چاہیئے

چارشف کی عکسی تصویر اسٹور مذکور سے مفت منگوائی جا سکتی ہے

## رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی
سید حسین صاحب بلگرامی سی ایس آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہو سکے ہین انکا مجموعہ ذخیرہ پریس مین زیر طبع ہی
جو عنقریب زیور اشاعت سے مزین ہو کر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار
جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھکر اسکی دلچسپی مین اور اضافہ فرمایا ہی
اس مجموعہ کی چند سطرین دیکھنے والون پر ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت کی عام فہمی بے تکلفی اور خیالات کی بلند
پایگی کا خاص عنصر اس مین بدرجہ اتم موجود ہی ایک ایک مضمون پڑھنے کے قابل ہی جس کے
مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات مین کثیر اضافہ ہونے کی پوری امید ہی۔
صفحات ۵۰۰ کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی چھپائی کیساتھ
چھپکر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت مین پیش کیا جائیگا قیمت دو روپے محصول ڈاک علاوہ ہی
جو حضرات اسکی [illegible] حاصل کرنا چاہتے ہین وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک بار اپنا نام
کارڈ پر لکھکر ہمارے نام [illegible] تاکہ پہلی ہی جلد رسائل عماد الملک [illegible]
[illegible] طلب فرمایئے

## رباعیات [illegible] شاد

[illegible]
[illegible] مین نظم فرمایا

# کتب خانہ دار المصنفین شبلی منزل اعظم گڑھ

## مصنفات علامہ شبلی نعمانی

الکلام — جدید علم کلام — عہ
علم الکلام — مسلمانوں کے فن کلام کی تاریخ — عہ
المامون — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات — عہ
الغزالی — امام غزالی کی سوانح عمری اور انکا فلسفہ — عہ
سوانح مولانا روم — مولانا روم کی سوانح عمری اور انکا فلسفہ و تصوف — عہ
الفاروق — حضرت فاروق اعظم کی لائف اور انکا طریق حکومت
رسائل شبلی — بیس علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ — ۱۲ر
مقالات شبلی — پندرہ علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ — عہ
شعر العجم جلد سوم — شعرائے فارسی کی لائف — عہ
الانتقاد علی التمدن الاسلامی — جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی میں ریویو — ۸ر
سیرۃ النعمان — امام اعظم کی لائف اور انکا طریق اجتہاد — عہ
دیوان شبلی — مولانا کے فارسی قصائد کا مجموعہ — عہ
دستہ گل — غزلوں کا مجموعہ — ۴ر
بوئے گل — ایضاً — عہ
برگ گل — ایضاً — عہ
کلام شبلی — مولانا کے اردو قصائد کا مجموعہ — عہ
مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم
سوانح عالمگیر — شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات — عہ

### مولوی عبد السلام ندوی

انقلاب الامم — مصر کی قوموں کی ترقی و تنزل کا فلسفہ — ۸ر

### مصنفات مولانا حمید الدین صاحب

الاتقان فی اقسام القرآن — قرآن کی قسموں پر عربی میں نہایت محققانہ کتاب

تفسیر نظام القرآن — جدید طرز پر عربی میں تفسیر — ۲ر
تفسیر سورۂ تبت یدا — عہ
تفسیر سورۂ والشمس — ۲ر
تفسیر سورۂ کافرون — عہ
تفسیر سورۂ والعصر — ۲ر
اسباق النحو — حصہ اول جدید طرز پر عربی گرامر اردو میں — عہ
دیوان حمید — مولانا کا فارسی دیوان — عہ
خرد نامہ — منظوم حکیمانہ ارشادات پیشتر عربی میں — عہ

### مصنفات مولانا سید سلیمان

ارض القرآن جلد اول — قرآن مجید کے مقامات کا جغرافیہ اور اقوام کی تاریخ — عہ
لغات جدیدہ — چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری — عہ
دروس الادب — عربی کی ریڈر — ۲ر
نقوش سلیمانی — مولانا مرحوم کا مرثیہ — ۲ر
مکاتیب شبلی — مولانا مرحوم کے خطوط کا مجموعہ علمی و تاریخی — عہ
ادبی، اخلاقی، معلومات کا خزانہ — عہ
مفتی انوار الحق صاحب
حقائق اسلام — اسلامی مسائل کی فلسفیانہ تشریح — ۸ر
مشرقین — سیکولر جواب — ۸ر

### مولوی محمد مہدی صاحب

رموز فطرت — علم جسمانی کے مسائل کا مجموعہ — ۸ر
الانسان — انسانی ساخت اور انسان کی ابتدا — عہ
وہ خود کی کہانیاں — ایک مختصر رسالہ — ۸ر

## بیش بہا علمی ذخیرہ

**جہاں آرا** شاہجہاں بادشاہ کی فاضل بیٹی جہاں آرا بیگم کی سوانحعمری اسکے اول سوشل و پولیٹیکل کارنامے مورخین یورپ کی نکتہ چینیوں پر محققانہ نظر کاغذ ولایتی قیمت رعایتی ۸؍

**یادگار دربار اسلام** جلد اول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلعم کے سوانحعمری صفحات ۵۴۴

**ایضاً** جلد دوم جسمیں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت فاروق خلفاء اول و دوم کے مفصل سوانحعمری مع فتوحات انتظامات و ذاتی حالات وغیرہ پوری تحقیق کے ساتھ قلمبند ہوئے ہیں قابل دید کتاب ہے صفحات [illegible] قیمت ہر دو حصہ علاوہ محصول [illegible]

**علمائے سلف** محمد حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی کی مشہور تصنیف بعض علمائے اسلام کے حالات درج ہیں قیمت رعایتی ۸؍

**الہارون** سوانحعمری خلیفہ ہارون رشید مع نقشہ سلطنت عباسیہ منظر [illegible] بغداد قیمت ۱۲؍

**حیات نور الدین** یعنی ملک العادل سلطان نور الدین زنگی ذکی نور الدین تربیت فاتح شام و جزیرہ و مصر کی مفصل سوانحعمری قیمت ۸؍

**تہذیب اسلام** جسمیں مغرب کی [illegible] موجودہ سائنس تہذیب کے اکتشافات کو اسلام کے مسائل [illegible] ساتھ تطبیق [illegible] اعتراضات کی تردید [illegible] [illegible] شاہجہان [illegible]

دہلی کی زبان میں مصنفہ قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی سیاح جاپان انگلستان قیمت ۸؍

**سعید** قاری سرفراز حسین صاحب کے قلم سے نکلا ہوا بیمثل اخلاقی ناول قیمت ۳؍

**سعادت** جنید شریف دل آویز [illegible] پر آثار اخلاقی ناول قیمت [illegible]

**گودڑ کا لال** ایک نہایت عجیب اخلاقی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کا طبعزاد فسانہ جسمیں ایک ہندوستانی خاندان کی طرز معاشرت کو نہایت خوبی سے قلمبند کیا گیا ہے مصنفہ محترمہ والدہ صاحبہ محمد افضل علی خاں [illegible] حصہ اول و دوم [illegible] صفحات قیمت تین روپیہ

**جذبات بھاشا** بھاشا ہندی زبان کے شیرین [illegible] نازک تخیلات کا مرقع اردو زبان میں ایک بہترین اضافہ بھاشا زبان کو دلکش [illegible] اشعار کی [illegible] اردو بھی حضرت نیاز کے دلگداز قلم سے قیمت رعایتی ۸؍

**جمیع حالات جاپان** جسمیں ملک جاپان کی تاریخ کے حالات [illegible] وغیرہ جاپان کی ترقی کے [illegible] اور جاپان کے شہنشاہ [illegible] وغیرہ کے حالات مع [illegible] قیمت ۸؍

**حیات حافظ** جسمیں لسان الغیب حافظ شیرازی کے حالات زندگی [illegible] ان کی شاعری پر [illegible] تفصیل کے ساتھ [illegible] کی گئی ہے قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ منیجر [illegible] بک ایجنسی [illegible] لکھنؤ

# عصمت

ایڈیٹر۔ مولانا راشد الخیری مدظلہ محمد اکرم صاحب بیرسٹر ایٹ لا

جہان یہ مسئلہ طے ہو چکا کہ تعلیم نسوان ترقی کا پہلا زینہ ہے وہان اکثر بزرگان قوم نے یہ بھی مان لیا ہے کہ خواتین کے مطالعہ کے واسطے عصمت ایک نعمت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونون قسم کی فلاح و بہبودی ملحوظ ہے۔ کنواری لڑکیون کے واسطے عصمت سے بہتر سہیلی عصمت سے بہتر شفیق رفیق عصمت سے بہتر ناصح صلاح کار ملنا ناممکن ہے۔ عصمت اُن کو بتائیگا کہ کنوار پنے کی زندگی انکو کسطرح گذارنی چاہیے ماں باپ کا ادب۔ بہن بھائیون کی خدمت۔ بڑون کی تعظیم چھوٹون سے محبت انکا فرض منصبی ہے جس نئی دنیا مین اُنکو شامل ہونا ہے اُس کے لئے انھین کیا تیاری کرنی ہے جو دقتین اُنکو پیش آئینگی انکو کس طرح رفع کرنا ہے۔ ساس نندون کیساتھ اُنکے تعلقات کیسے ہونی چاہئین غرض ان کی آئندہ زندگی کو تمام خطرات سے بچاکر پرلطف و با اطمینان بسر کروانے کے واسطے عصمت سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہین۔

بیاہی ہوئی لڑکیون کو خانہ داری گھر کے حساب کتاب بال بچون کی پرورش مین سب سے زیادہ جس چیز سے مدد مل سکتی ہے وہ عصمت ہے۔ عصمت اُنکو بتائیگا کہ جس آمدنی کو بے فکر و غش خرچ کر رہی ہین وہ کس محنت و مشقت سے پیدا کی گئی ہے جو بچے قدرت نے انکے سپرد کئے ہین اُنکی ذمہ داریان اُنپر کیا کیا ہین کیا طریقے ہین جن سے یہ بچے پل پلا کر جب گھر بار والے ہونگے تو عزت سے زندگی بسر کرینگے اور عمر بھر اپنی ماؤن کو دعائین دینگے عصمت بتائے گا کہ انھین گھر کس طرح کرنا ہے۔ روپیہ کس طرح صرف کرنا ہے خاندان کے ساتھ کیونکر بسر کرنی ہے۔ غرض عصمت لڑکیون کو سچ مچ کی بیگم بنائیگا۔

ٹائیٹل پیج کی آب و تاب سنہری بیل درجہ اعلی کا کاغذ تنہائی مین دل بہلانے والا عمدہ عمدہ کہانیان سنانیوالا مذہب کی وقعت بتانیوالا عصمت سے بہتر ذریعہ اور کیا ہوگا عصمت کا ایک ایک حرف گوہر آبدار ہے۔ ہر مہینہ ۲۸۔ ۳۲ صفحہ کا رسالہ کوڑیون کے مول ہوتی ہے سالانہ قیمت ۲ روپیے ۴ آنے نمونہ مفت

مینیجر عصمت (دہلی)

# بال جیون گھٹی

کمزور اور لاغر بچوں کو موٹا تازہ اور طاقتور بناتی اور ان کی ہر ایک بیماری مثلاً تپ لرزہ کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، پیٹ پھولنا، پسلی چلنا، ہرے پیلے آؤں یا خون کے دست آنا، دست میں کیڑے نکلنا، مرگی، ہچکی، قبض، مروڑ وغیرہ دور کرنے کے لئے حکمیہ اور شرطیہ دوا ہے دانت نکلنے کے ایام میں بچوں کو جو جو تکلیفیں ہوتی ہیں ان سب کے دفعیہ کے واسطے جادو کا اثر رکھتی ہے اگر اس گھٹی کو پانچویں چھٹے دن اچھے بھلے بچے کو پلا دیا کریں تو بچہ ہمیشہ تندرست رہے گا جسم میں خون زیادہ پیدا ہوگا اور کوئی بیماری اس کے پاس تک نہ آئیگی۔ جو بچے سوکھ جاتے ہیں ان کے لئے اکسیر ہے اور میٹھی اور خوش ذائقہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے اور بڑے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ باوجود ان تمام صفتوں کے قیمت فی شیشی صرف پانچ آنے۔

# پیچش بندو

یہ ایک بہا چیز ایک سو [illegible] مرض کے لئے حکمیہ اور شرطیہ دوا ہے [illegible] بچوں اور عورتوں کو بیماریاں عام طور پر گھروں میں ہوتی ہیں [illegible] کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے کوئی گھر اس دوا کی ایک شیشی سے خالی نہیں رہنا چاہئے معلوم کس وقت [illegible] قیمت فی شیشی صرف [illegible]

ملنے کا پتہ

**ایس آر شرما اینڈ سنز گھوڑانی ریاست پٹیالہ**

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| انسان | ۸ر | انقلاب الامم | عمر |
| ازواج الانبیا | عہ | ارض القرآن | ۶ر |
| سلک مروارید | ۱۴ر | خرد نامہ | مہر |
| گل وریحان | ۸ر | لغات جدیدہ | عصر |
| ذکر مبارک | ۵ر | **مطبوعات انجمن ترقی اردو** | |
| **تصانیف بیگم صاحبہ جنجیرہ** | | | |
| سیر یورپ | ۶ر | فلسفۂ تعلیم | ۶ر |
| ناول نادر بیان | ۸ر | القول الاظہر | ۱۲ر |
| خوان دعوت | عہ | رہنمایان ہند | عہ |
| مرقع تعلیم | عہ | نیپولین اعظم (مکمل جلدین) | عہ |
| سرگذشت | ۱۰ر | امرائے ہنود | [illegible] |
| نیلی چھتری | ۱۲ر | تاریخ تمدن | [illegible] |
| **تصانیف مولانا شبلی** | | مبادی سائنس | [illegible] |
| | | فلسفۂ جذبات | عہ |
| مقالات شبلی | [illegible] | فلسفۂ اجتماع | عہ |
| دیوان شبلی (فارسی) | ۸ر | البیرونی | [illegible] |
| بوئے گل (فارسی) | ۴ر | طبقات الارض | [illegible] |
| شعر العجم حصہ سوم | [illegible] | مقدمات الطبیعات | [illegible] |
| الانتقاد (عربی) | ۸ر | مشاہیر یونان و روما | [illegible] |
| مکاتیب شبلی حصہ اول | [illegible] | علم المعیشت | [illegible] |

| نام کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| قواعد اردو | ۶ر |
| **لڑکیوں کی لئی مفید کتابیں** | |
| معلمہ (یا) بہشتی جوہر | ۱۲ر |
| حلیمہ خانم | ۱۰ر |
| رسول عربی | ۸ر |
| کفایت شعاری | ۴ر |
| عقیلہ بیگم | ۳ر |
| زنانہ خطوط | ۵ر |
| لاڈلا بیٹا | ۳ر |
| بنت الرسول | ۵ر |
| جمیلہ خاتون | ۳ر |
| نیا باورچی خانہ | ۶ر |
| چڑیا چڑے کی کہانی | ۳ر |
| چپ کی داد | ۱۰ر |
| نوری نامہ | ۲ر |
| فیسل ڈائری | ۸ر |
| خیابان ادب | ۴ر |
| **متفرق کتابیں** | |
| شاعر کا انجام | ۸ر |

| نام کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| گلدستہ | ۴ر |
| دعا | ۹ر |
| مسلم کی زندگی | ۱۳ر |
| تہذیب الاسلام | ۲ر |
| صراط المستقیم | ۲ر |
| اتفاق اتحاد | ۱ر |
| حدیقۃ الامثال | ۲ر |
| تکمیل الطب (ہر دو حصہ) | سے ر |

المشتہر

منیجر ظل السلطان ریاست بھوپال

# ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت مع محصولڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۵ | ماہ دسمبر ۱۹۱۷ع | نمبر ۷

## فہرست مضامین



مطبع سلطانی ریاست بھوپال میں باہتمام مولوی محمد حامد الرشید مہتمم مطابع ریاست طبع ہوکر دفتر سے شائع ہوا

# مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند میں اشاعت و ترویج تعلیم اور انکے لئے مفید و کار آمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہوں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ میں ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا۔

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ۳ ہے اور ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام منیجر کے نام ہونا چاہئے۔

زنانہ مراسلت ہر قسم کی ایڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے کیجاوے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت میں نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط میں اور صفحے کے ایک کالم پر تحریر فرمائیں مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ مسند نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ "سلطانیہ پرائز" دیا جائیگا مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کرے گی

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۱۰ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے، ان طالبات مدارس اناث کے لئے جو ظل السلطان میں بتصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھکر بھیجیں تین انعام ۱۰ و ۷ و ۵ کے مقرر ہیں جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائیے اس کے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

# ظل السلطان

## ایک بہن کے نام دو خط

### خط نمبر (۱)

ہمشیرہ صاحبہ محترمہ          السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۵ شوال کل دوپہر کی ڈاک سی ملا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ان دنون موسم کے تداخل کی وجہ سی بیماری کا ہونا عام ہے خصوصاً آپکے شہر مین صفائی کا انتظام بہت برا ہی ابکی دفعہ میری صحت غیر معمولی طریقہ پر درست رہی۔ مین نے حفظان صحت پر ایک کتاب پڑھی تھی اور اسکی ہدایتون پر کاربند ہوئی جس کی بدولت بخار سے ابکی مرتبہ امن رہا وہ اصول جنکی مین نے پابندی کی اس خیال سی لکھ دیتی ہون کہ شاید آپکو پسند آئین اور مفید ثابت ہون۔ مین بہت صبح اٹھتی ہون اور کلی کر کے ٹھنڈے پانی کے تین گھونٹ پیتی ہون پھر نماز ادا کر کے کھلی ہوا مین ٹہلتی ہون دس پندرہ منٹ تک گہرے گہرے سانس لیتی ہون اس سے آٹھ ہی دن مین میری دل کی

دھڑکن جاتی رہی۔ مین کھانا جب کھاتی ہون تو ایک ایک نوالہ کو خوب چباتی ہون کھانے کے بعد کوئی سبز میوہ مثلاً نارنگی یا کیلہ کھالیتی ہون۔ پاؤن کو نم اور سردی سے بچانے کے لئے صبح و شام جرابین پہنے رہتی ہون پانی نلون کا ہے اس لئے ہمیشہ پہوٹنے کے زمانہ سے پہلے جوش کرکے پانی پینے کی ضرورت نہین ہوتی۔ رات کا کھانا مین سورج چھپنے سے پہلے کھالیتی ہون۔ پھر کام کاج مین لگ جاتی ہون۔ عشار کی نماز آٹھ بجے اذان کے ساتھ ہی پڑہتی ہون اب رات کو پلنگ پر لیٹنے سے پہلے چار پانچ چلو بھر پانی پیتی ہون اور دس پندرہ منٹ تک ہاتھ کو کس کس کر آگے پیچھے لیجاتی ہون۔ جب اس ورزش سے فارغ ہوتی ہون تو کوئی دس منٹ عمیق تنفس کی مشق کرکے پلنگ پر لیٹ رہتی ہون۔ ہوا کا مجھے بیحد خیال ہے اس لئے ہمیشہ سونے کے کمرے کے کیواڑ چوپٹ کھلے رہنے دیتی ہون۔ مگر بہن سب سے زیادہ جس چیز نے میری صحت کو قائم رکھا وہ تین چیزین ہین۔ اوّل ٹھنڈے پانی سے نہانا جو صبح کے وضو کے بجاے ہوتا ہے۔ دوسرے پانچون وقت کی نماز کا پابندی سے پڑہنا اور ہر ایک نماز کے بعد خداوند کریم و رحیم سے دعا کرتی ہون کہ اے میرے پروردگار تو مجھسے میرے فرائض ادا کروا اور مجھکو صحت دے تاکہ مین بیمارون کی تیمارداری کرون اور جنکو میری مدد کی ضرورت ہو انکے کام آؤن۔ تیسری بات یہ ہے کہ مین اپنے آپ کو حتی الامکان بیکار نہین رہنے دیتی۔ اگر گھر کے کام دہندون سے فرصت ملی تو کتاب پڑہی اور اگر کتاب سے دل اکتایا تو نقشہ کشی یا کشیدہ کاری سے دل بہلایا۔ رات کو جب سونے لیٹتی ہون اور دن بھر کے کامون پر نظر خیالی دوڑاتی ہون تو جس دن سارا دن کسی نہ کسی مصروفیت مین پاتی ہون غور کرکے یہ بھی سائے۔ دن کی باتون یا ہنسی مذاق مین بھی جھوٹ اور دنائت کا اثر معلوم

نہین ہوتا تو کیا کہون کس خوشی سے پاؤن پہیلا کر سوتی ہون اور کیسی مسرت
سے سر تکیہ سے اٹہاتی ہون۔ یہین میرا دستور العمل یہ ہے۔ خدا نے چاہا تو آئندہ
خط مین بعض تشریح طلب باتون کو بہی لکہون گی۔ اس وقت یہان بادل
گہرا ہوا ہے ہوا مین خنکی پائی جاتی ہے۔ یہ موسم گو بارش کا تو نہین ہے لیکن یہ سمان آنکہون
کو بہلا معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتہہ حبس نہ ہو۔ مگر سنتی ہین کہ یورپ کے
لوگ اکثر ابر بارش کے شاکی رہتے ہین۔ یہ بہی خدا کی قدرت ہے کہ انکی زبان پر مینہہ
بوندی کی شکایت رہا کرتی ہے لیکن ہمین موسم دیموسم گہٹا کی خوشی ہوتی ہے۔ راقمہ ایک بہن

## خط نمبر (۲)

جناب ہمشیرہ صاحبہ محترمہ۔ السلام علیکم۔ مجہے آپکے عنایت نامہ سے یہ معلوم کر کے
نہایت خوشی ہوئی کہ جو باتین مین نے اپنی صحت درست رکہنے کی بابت مین لکہی تہین
وہ آپکو پسند آئین اور مین بخوشی آپکے سوالات کے جوابات لکہتی ہون آپنے دریافت
کیا ہے کہ عمیق تنفس سے صحت پر کیونکر اثر پڑتا ہے لکہتے وقت مجہے خود خیال تہا کہ اس کی
تشریح کی ضرورت ہوگی۔ بہن آپکو یہ معلوم ہے کہ انسان پر وقت پڑے تو کئی کئی دن
بے آب و دانہ کے زندہ رہ سکتا ہے مگر سانس لئے بغیر چند لمحہ بہی جینا محال ہے آپ نے
نواب سراج الدولہ کے زمانے کا مشہور قصہ بلیک ہول پڑہا ہوگا کہتے ہین کہ ایک
چہوٹی سی تیرہ و تار کوٹہری مین نواب کے ملازمون نے ایک سو ستائیس انگریزون کو
جو کلکتہ سے قید ہو کر آئے تہے ساری رات بند رکہا صبح کو جب نواب نے سنا تو کوٹہری
کہولی گئی مگر اس وقت تک سب کے سب مر چکے تہے اور جو دو ایک سسکتے بلکتے پڑے تہے
وہ بہی جانبر نہ ہو سکے اس سے ظاہر ہوا کہ صاف ہوا نہ ملنے سے کتنی جانین تلف ہوئین بات
اصل یہ ہے کہ جو کہانا ہم کہاتے ہین وہ معدے مین جا کر پکتا ہے وہان سے اسکا اچہا رس
بنکر جگر مین جاتا ہے اور فضلہ انتڑیون اور بدن کے مسامات مین سے پسینہ بنکر خارج

ہوتا ہے جب ہماری کھانیکا عرق پھیپڑون مین آتا ہو تو وہ ہوا جو سانس کی ذریعہ سے لیتی ہین اس عرق کو سرخ رنگ دیتی ہے اور پھر یہ خون صاف ہوکر ہمارے جسم کی ہر حصہ مین شریانون کے راستہ پھیل جاتا ہے۔ اس سے ہمارے جسم کی نشو و نما ہوتی ہے۔ اگر ہم کھلی اور صاف ہوا مین سانس نہ لین تو یہ خون پوری طرح صاف نہین ہوتا جس سے ہر طرح کی بیماری پیدا ہوتی ہے پھیپڑے کی مثال لوہار کی دھونکنی کی طرح ہے۔ پھیپڑے مین عام طور پر تین سو بیس انچ خالی ہوا کی گنجائش ہے دو سو بیس انچ ہوا آتی جاتی رہتی ہے مگر سو انچ ہوا نیچے والے حصہ مین موجود رہتی ہے اگر یہ ہوا نہ ہو تو پھیپڑے کی آمنے سامنے کی حصے ملکر چپکا ہو جائین اب عمیق تنفس سے نیچے کی ہوا تازی ہوا سے بدلی جاتی ہے۔ اگر اس ہوا کو نہ بدلین تو اس مین ایسی بدبو پڑ جاتی ہے کہ جیسے بے ہوا کی کوٹھری مین مدت تک بند رہنے سے پڑ جاتی ہے۔ کہ وہان جاتے ہوے دم بند ہوتا ہے۔ تپ دق اور سل کے مہلک امراض اسی ہوا مین کیڑے پڑنے سے پیدا ہوتے ہین اور یہ کیڑے پھیپڑے کو کھا جاتے ہین اور اس مین پیپ لہو پیدا ہو جاتا ہے اور عمیق تنفس اس بلاے بے درمان سے حفاظت کرتا ہے اور اس سے تازی ہوا کافی مقدار مین پھیپڑون کو ملتی ہے جو صحت کے لئے بالعموم بہت مفید ہے۔ سل اور دق کا ذکر خاص طور پر اس واسطے کیا کہ مین نے بہت بیکس عورتون کو اس مرض کا شکار ہوتے دیکھا اور سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ جس گھر مین یہ مرض ہو پھر اس کے کیڑے خاندان کے خاندان کا صفایا کر دیتے ہین کیونکہ طبی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ کیڑے بہت ہی سخت جان

ہوتے ہین۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اور دوسرون کے فائدے کے واسطے صاف اور کھلی ہوا کا بہت خیال رکھین اور بے کوڑی پیسے کے نسخہ عمیق تنفس سے فائدہ اُٹھائین اس خط کو لکھتے ہوئے میرا دل خود لرزا جاتا تھا اور بے اختیار ان عورتون کی تصویرین میری آنکھون مین پھر رہی ہین جو اس موذی مرض کا شکار ہو چکی ہین۔

خاکسار

اہلیہ مولوی فاضل سعد الدین حیدر رضا صاحب

ڈسٹرکٹ جج اوجین (سنٹرل انڈیا)

# قدر نعمت ست بعد زوال

۱۔ باری تعالی کی نعمات انسان پر اسقدر ہین کہ اُن کا بار ہا احساس نہین ہوتا ہے۔

۲۔ اس وجہ سے جب نعمت آلہی مین کمی ہوتی ہے تو اُسکو انسان جلد محسوس کرتا ہے اُس وقت انسان کو اُس کمی کے اسباب پر توجہ کرنا چاہیئے کہ اُسکی حصول کا کیا انتظام مناسب ہے۔

۳۔ انسان کے لئے مختصر تحریر اردو ایک نعمت آلہی ہے فارسی اور عربی مین یہی طریقہ تحریر مستعمل ہے۔

۴۔ البتہ انگریزی اور ہندی مین اکثر تحریر طویل ہوتی ہے عموماً مختصر تحریر انگریزی بلا خاص تعلیم کے کام مین نہین آسکتی ہے۔

۵۔ تعجب ہے کہ بعض انگریزی دان مسلمین انگریزی طویل تحریرین

تضییع اوقات اور کاغذ خراب کرتی ہین۔

۲۔ اُردو دان حضرات کو مناسب ہو کہ بلا خاص وجہ کے اپنی مضامین کو اردو مین تحریر کیا کرین تاکہ کاتب اور مکتوب الیہ دونون کا تحفظ اوقات ہو

مورخہ ۸ر جنوری سنہ ۱۹۱۸ء سہ شنبہ مسکن نمبر ۹۱ لاٹوش سٹرک لکھنؤ

ساجدۃ الرب

بنت نظام الدین حسن

# معاشرتی زندگی

اس وقت ایک مشہور انگریز مصنف لارڈ ایوبری کی کتاب "دی یوز آف لائف" (زندگی کا استعمال) ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے ایک باب معاشرتی زندگی کا ترجمہ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جسکے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ فاضل مصنف نے اہم نکات کسقدر دلچسپ پیرایہ مین بیان کئے ہین۔ جو ہر مرد و زن کے مطالعہ اور غور کے قابل ہین۔

یہ ہمارا فخر ہے کہ ہر انگریز کا گھر اسکا "قلعہ" ہے لیکن اسکو قلعہ سے کچھہ زیادہ ہونا چاہیئے یعنی اصل معنی مین "گھر" ہونا چاہیئے۔ گھر کا قلعہ بنانا وہ حق ہے جسکا قانون سے مطالبہ کیا جاتا ہے لیکن اپنے گھر کو گھر بنانا خود اپنے ہاتھہ مین ہے۔ "گھر" کس طرح بنتا ہے؟ محبت۔ ہمدردی۔ اور اعتبار سے گھر بنا کرتا ہے بچپن کی یاد۔ والدین کی شفقت۔ جوانی کی امیدین بہنون پر فخر۔ بھائیون کی ہمدردی اور مدد۔ باہمی اعتبار سبکی یکسان خوشیان دلچسپیان اور غم ان باتون سے اصل گھر بنتا ہے۔

وہ گھر جہاں محبت نہو قلعہ ہو سکتا ہے۔ محل ہو سکتا ہے لیکن گھر نہیں ہو سکتا ہے سچے گھر کی جان محبت ہے۔ بے محبت کا گھر ایسا ہی جیسے بے روح کا قالب

"وہ جسکا دل خوش ہے ہمیشہ باغ باغ رہتا ہے۔ تھوڑا جس مین خوف خدا ہوا چھا ہے بڑے خزانون سے جن مین خدشہ لگا ہو وہ ساگ پات کی دعوت جس مین محبت ہو بہتر ہے مرغن بیل (کے گوشت) سے جس مین حقارت ہو خشک نوالہ جو آرام کے ساتھہ نصیب ہوا چھا ہے اس نعمت سے جس مین قربانیان اور درد سری کرنا پڑے"

(حزب الشلین) پراوربس

اب ہم گھر کی قیمت کو جان گئے کہ گھر وہ قلعہ نہین ہوتا جہان ہم کسی کے جبر سے یا کسی زبردست قوت سے یا حکومت کے خوف سے پناہ لیتے ہون بلکہ گھر مین ہمکو زندگی کے افکار اور مشکلون سے پناہ ملنی چاہئے۔ گھر وہ بہشت ہو جہان ہم اون طوفانون اور آندھیون سے پناہ لے سکین جو ہمکو سفر دنیا مین درپیش آتی ہین۔ نہایت کامیاب زندگیون مین بھی ایسا وقت آتا ہے اور صرف خوشحالی خوشی اور اطمینان نہین پیدا کر سکتی۔

انسان اسلئے نہین بنایا گیا کہ وہ تنہا رہے چاہے وہ گلزار عدن ہی مین کیون نہو۔ وہ باہر کام کیون نہ کرے لیکن اسکا دل گھر مین ہونا چاہئے۔ ہم اس لئے نہین پیدا کئے گئے ہین کہ یا تو بالکل سوسائٹی مین رہین یا بالکل تنہا گذر کرین دونون باتین اچھی بلکہ لازمی ہین۔

قدرت کی خوبصورتی ہمیشہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن سورج کی چمک کیا بھلی معلوم ہوگی جب دل مین چمک نہو۔

گھر سے ہمارے تعلقات۔ جذبات اور محبت وابستہ ہوتے ہین یہین سے تہذیب اور شائستگی کی ابتدا ہوتی ہے۔ جو کچھ اچھا ہے اسکی تعلیم کی یہ درس گاہ ہے یہان ہم مین اعلی خیالات اور نیک اطوار پیدا ہوتے ہین۔ تمہارا گھر غریب۔ بدنما۔ بے موقع۔ ٹھنڈا اور تکلیف دہ کیون نہ ہو لیکن تمہارے فرائض اس ہی کے ساتھ وابستہ ہین۔ اور جتنی تم کو تکلیفین ہون گی ویسے ہی تم پھل پاؤ گے۔

صبر۔ مصیبت یا بے انصافی پر استقلال۔ کسی سخت محنت سے زیادہ دشوار ہے یہ زندہ قربانی ہوتی ہے۔ دولت وقت یا قوت کی قربانی سے زیادہ اہم ہے بہت تھوڑے لوگ ایسے ہین جو دوسرون کو دانستہ تکلیف پہونچاتے ہین) اور وہ تھوڑے شاید جو کچھ لکھا جائیگا اسکو پڑھنے کا خیال بھی نہ کرین گے لیکن غالباً زیادہ تر تکلیف خیالات اور افعال مین بے توجہی سے پہونچتی ہے بمقابلہ اسکے کہ ارادتاً تکلیف پہونچائی جائے۔ ہر ایک سے کشادہ پیشانی کے ساتھ میٹھے الفاظ استعمال کرو خوشی سے اسکا استقبال کرو صرف انہین سے محبت کرنا کافی نہین ہوسکتا جو تم کو عزیز ہین اور اپنے اس خیال کا عملی اظہار بھی کرنا چاہیئے ہم مین سے اکثر محض بے توجہی۔ جہالت۔ اور بے غوری سے انکو صدمہ پہونچا دیتے ہین جنکو ہم فائدہ پہونچانا چاہتے ہین اور جنسے ہم کو محبت ہوتی ہے۔

یہ ہم سب جانتے ہین کہ دل بڑھانے والے چند الفاظ ہمکو کسقدر مدد اور قوت دیتے ہین۔

لارڈ چیسٹر فیلڈ نے کہا ہے کہ "مین نے اکثر سوچا ہے اور اب بھی سوچتا ہون کہ عموماً لوگ یہ بہت کم جانتے ہین کہ کسطرح محبت کرنا چاہیئے

۔اور کسطرح نفرت اکثر انکو جنسے محبت ہوتی ہے محض جہالت۔ اور بے غوری سے نقصان پہونچا دیتے ہین۔ جہان نفرت کرتے ہین وہان بے موقع غصہ اور جوش سے خود نقصان اُٹھاتے ہین"

دوستون کے مجمع مین بھی ہماری زندگی تنہائی ڈہونڈتی ہے وہ باہمی تعلقات کے لحاظ سے ہم علیحدہ علیحدہ ایک ایک جزیرہ مین پڑے ہین ہڈیون کی سلاخین ہم کو قید کئے ہوئی ہین اور جلد کا پردہ سامنے حائل ہے"

ہم اپنے دوستون اور عزیزون کو کسقدر کم پہچانتے ہین۔ ایک ہی خاندان کے مختلف افراد ایک دوسرے سے اصلی معنی مین جدا ہوتے ہین انکے دماغ خطوط متفاذی ہین جو کبھی نہین ملتے۔ اصل مین انکو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہین ہوتا۔

"وہ نازک سا نازک دل جو ہم سے قریب ترین ہو ہمارے قہقہے اور ہمارے آہ سرد کی نصف وجہون سے واقف نہین ہوتا" (کیبل)

ہم موسم۔ فصل۔ تازہ ناول کی اشاعت۔ ملک کے سیاستی جھگڑے اپنے ہمسایہ کی صحت اور مزاج پر بحثین کرتے ہین جو ہماری اندرونی زندگی سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔ اور اصل مین جو چیز جسقدر غیر ضروری ہوتی ہے اُسیقدر اسپر گفتگو کی جاتی ہے۔ وہی سب سے زیادہ بولتا ہے جس کو کوئی اچھی بات بولنی نہین ہوتی

بہت کم لوگ جانتے ہین کہ بول چال بھی ایک ہنر ہے۔ ایک گھر کے خوش وخرم ہونیکے لئے صرف باہمی محبت اور ہمدردی ہی درکار نہین ہے بلکہ اپنے خیالات دوسرون کو پہونچانے اور دوسرون کے خیالات خود اخذ کرنے کی قابلیت بھی ضروری ہے۔ اگر لوگ تم کو خوش نہین کرتے ہین

تو تم انکو خوش کرنے کی کوشش کرو۔

لوگ عموماً جو انکے دماغ مین آتا ہے کہکر فخر کرتے ہین اور اس مین شک نہین کہ ہر ایک کو صادق اور راست باز ہونا چاہئے۔ لیکن اگر ہم بول چال سیکھنا چاہین تو اور چیزون کی طرح اس کے لئے محنت کرنی پڑیگی۔

ہم گھرون کو خوش بنانیکے لئے بہت کچھہ کرسکتے ہین

"دولت کی موجون سے ضروریات مخلوق کو سیراب کرنا انھین
قوت دینا یا انکو صحت عطا کرنا ہمارے بوتے سے باہر ہے
لیکن دوسرون کو آرام پہونچانے کا عطیہ قدرت
نے سبکو عطا کیا ہے صبر اور محبت وہ خوبیان ہین جن کی
تعریف امکان سے باہر ہے۔"

(ہنامور)

جب تمپر عیب لگایا جائے تو غصہ مت ہو اور غصہ مین کسی پر عیب نہ لگاؤ۔ بدمزاج شخص دوسرون سے زیادہ خود اپنے آپ کو سزا دے لیتا ہے

"جو کہ ہمیشہ دوسرون کو دق کرتا ہے خود دق رہتا ہے اور
اسکی خوشی صرف یہ رہجاتی ہے کہ وہ غصہ ہوا کرے۔" (پوپ)

اور چونکہ ہمیشہ غصہ رہتا ہے اسلئے وہ کبھی خوش نہین ہوتا۔ اور ساتھہ ہی وہ دوسرون کے لئے بھی بہت کچھہ باعث تکلیف ہوتا ہے۔ دوسرون کو خوش کرنیکے لئے کوئی زیادہ قربانیون کی ضرورت نہین ہوتی اور نہ محض ارادہ ہی ارادہ کافی ہوتا ہے اسکے لئے قابلیت علم اور مشق کی ضرورت ہے۔ جو کچھہ کرنا ہو اچھا یا برا تم کو مشق کرنی ہوگی۔

مہربان اور ہمدرد مزاج کیا نہیں پیدا کرسکتا ہے۔ پرانی ضرب المثل ہے

کہ "اطوار انسان کو بناتے ہین" اور اس مین شک نہین کہ جو لوگ بنے ہین
وہ اپنے اطوار سے بنے ہین اور جو بگڑے ہین وہ اطوار سے بگڑے ہین
جب ایک وزیر اعظم اپنی مجلس کے لئے افراد منتخب کرتا ہے تو صرف
عقل، گویائی۔ قابلیت اور کیرکٹر ہی نہین دیکھتا بلکہ اسکے اخلاق کو بھی دیکھتا
ہے کہ دوسرون کے ساتھ اسکی بنہہ بھی جائیگی یا نہین۔

اگر تم دوسرون کی عیب چینی پر مجبور ہو تو ملائم زبان استعمال کرو۔
خصوصاً بچون کے سامنے اسکا زیادہ لحاظ رکھو کیونکہ "بچہ کا چھوٹا سا پالنا
بہت جلد تاریک ہو جاتا ہے بمقابلہ مرد کے آسمان کے" ریونس کے متعلق مشہور
ہے کہ اسکے ایک وار مین ہنستا بچہ رونے لگتا تھا۔ ہم سب زندگی مین
ایسا کر سکتے ہین اور صرف ایک لفظ کافی ہے

"ہمیشہ نرمی ہی بولو یہ وہ قطرہ ہے جو دل کے گہرے کنوین مین
گر جاتا ہے اور پھر اس سے جو بھلائی اور خوشی پیدا ہوتی
ہے وہ دوامی ہوتی ہے" (لانگ فورڈ)

یہ اچھا طریقہ ہے کہ برائی تنہائی مین کرو اور تعریف سب کے سامنے
جب تنہائی مین کسی برائی سے آگاہ کروگے تو اچھی طرح قبول کی جائیگی۔ اسکا
زیادہ اثر ہوگا اور سب کے سامنے تعریف کرنے سے تعریف والے کا
دل بڑھے گا اور اسکو زیادہ فائدہ پہونچے گا۔

اگر تم کو عیب گوئی کا موقع درپیش ہو تو افسوس و تاسف کے ساتھ کہو اگر ممکن ہو تو غصہ
یا ناراضگی کا اظہار نہ ہونے دو اور جینس نے اپنے غلام سے کہا تھا کہ "مین تجھکو سزا دیتا اگر مین
غصہ مین نہ ہوتا" اگر تم غصہ مین ہو تو بولنے سے پہلے سوچ لو اور غور کر لو ہر ایک کے
ساتھ کوئی رعایت کرو اگر تمکو واقعات سے اطلاع ہو جای تو شاید تمہاری عیب چینی ہمدردی بن جا

جہان تک ممکن ہو دوسرون کی خوبیون کو دیکھو اور حسد سے دور رہو۔ موت سب برابر کر دیتی ہے۔ اس کا خیال رکھو اور ہر ایک سے خُلق کے ساتھ پیش آؤ جو کہ شریفون کا دستور ہے۔

بعض الفاظ سورج کی شعاعین ہوتے ہین اور بعض بھالے کی نوکین یا سانپ کی زبان۔ اور سخت الفاظ اسقدر گہرا زخم ڈال دیتے ہین تو کیون نہین ملائم الفاظ سے خوشی ہوگی۔

بقول جارج ہربرٹ "اچھے لفظون مین کچھ نہین جاتا اور بہت کچھ آجاتا ہے"

کیونکہ

"بہت سے تیر جو بے نشان چلا دیے گئے ہون اس نشانہ پر جا لگتے ہین جو تیر انداز کے گمان مین بھی نہین ہوتا۔

اور بہت سے الفاظ جو بے سوچے کہہ دیے گئے ہون ٹوٹے ہوئے دل کو یا تو زخمی کر دیتے ہین یا مرہم کا کام دیجاتی ہین"

(لابرُدیر)

اور یہ بھی ضرورت نہین کہ ہر وقت بولا ہی جائے۔ جب پیٹر نے حضرت مسیح کے سامنے انکار کیا تو مسیح نے صرف پیٹر کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا ملامت کی وہ افسوسناک نظر کافی تھی۔ پیٹر باہر جا کر زار قطار رونے لگا۔

جیسا یہ سچ ہے کہ ایک نظر اسقدر رنج دیسکتی ہے اُسی طرح ایک تلطف کی نظر خوشی سے باغ باغ کر سکتی ہے۔ ایک دراز جدائی کے بعد محض اس خیال سے ہم کو خوشی ہوتی ہے کہ نہایت گرم استقبال کیا جائیگا۔ اور صبح کی (بوقت ملاقات) معمولی سی مسکراہٹ ہمارے سب سے زیادہ تاریک دن کو منور کر دیتی ہے۔

بہت زیادہ خاموش نہ رہو۔ جو محبت تمہارے دل مین ہے اسکو مخفی رکھنا فضول ہے اور محبت کس کام کی۔ اگر تم خاموش ہوجاؤ ہم انسان کی خدمت کرنے سے زیادہ اس کے ساتھ ہمدردی کرکے اس کے کام آسکتے ہین۔ محبت روپیہ سے زیادہ ہوتی ہے اور ایک میٹھی بات ایک تحفہ سے زیادہ خوش کرتی ہے۔

جب بنجامن ویسٹ سے پوچھا گیا کہ وہ نقاش کیون بن گیا تو اُس نے کہا کہ "مری ماں کے پیار نے مجھے نقاش بنادیا"۔ کنفوسیس نے کہا ہے کہ "اگر گھر کے فرائض پورے طور پر انجام دیے جائین تو باہر قربانیان کرنے کو جانا فضول ہے"۔

اپنے دوستون کے انتخاب مین نہایت احتیاط سے کام لو "یہ زندگی کے نہایت اہم جزو ہین" جارج ہربرٹ کا قول ہے کہ اچھی صحبت اختیار کرو اور تمہارا شمار اچھے لوگون مین ہوجایگا۔ اسپین کی ایک ضرب المثل ہے "مجھسے کہو تم کس صحبت مین رہتے ہو اور مین بتادونگا تم کیسے ہو" جو شخص خود اپنے لئے اچھا دوست نہ بنے وہ دوسرون کے لئے کیا دوست ہوسکتا ہے۔

"اچھا پسند کیا ہوا دوست تمام نعمتون سے بڑھکر ہے
وہ ہماری خوشیان دوگنی اور ہمارے رنج کو نصف کردیتا ہے" (ڈنیٹیم)

بقول للی "دوستی زندگی کا زیور ہے" سب دوست آدمی پر الفنوس کرنا چاہیئے کیونکہ اس مین اس ہی کا قصور ہے۔

"وہ کوئی اسقدر بدقسمت نہین ہے کوئی اسقدر تنہا نہین ہے
بجز اس ایک دل کے جس کا دائرہ اس ہی تک محدود ہے"
(لانگ فیلو)

ضروری نہین ہے کہ ہم بالکل تنہا اور مجبور ہین جیسا کہ کپیل کی رائی ہو اس مین شک نہین ہے کہ بعض مرتبہ تنہائی حاصل کرنے کا ہم کو اختیار ہونا چاہئے کیونکہ ہم اس ہمسایہ سے کیا محبت کر سکتے ہین جس سے ہم جدا ہی نہ ہوسکتے ہون۔

بعض مرتبہ تم سوچوگے کہ تم کو شکایت کا حق ہے اگر ایسا ہو تو تم ذرا صبر سے کام لو اور مستقل مزاج بنو جس بات پر شکایت ہو اس کو اپنے دوست کے نکتہ نظر سے دیکھو۔ کوئی عمل جلدی سے نہ کرو پرانی ضرب المثل ہے کہ "جتنی جلدی کرو گے اتنی دیر لگے گی" اگر تم کو صرف شک ہی ہو تو اس کا خیال چھوڑ دو۔ کبھی جلدی مین آکر جھگڑا نہ کر بیٹھنا چاہئے۔ خوب غور کرو۔ پھر وقت دو۔ شب کو تم کسی قدر متفکر کیون نہ ہو صبح کو تم دوسری صورت دیکھوگے اگر تم نے آخری خط لکھدیا ہو تو اس کو ایک دن کے لئے روک رکھو اور اکثر یہ ہوگا کہ تم یہ خط نہ بھیجوگے۔

جہان تک ممکن ہو اچھے دوست تلاش کرو۔ برا دوست دوست نہ ہونے کے برابر ہے۔

"برے آدمی کے راستے مین مت جاؤ اس سے بچو اس کو ترک کردو وہان سے مڑو اور چلی آؤ کیونکہ ان کو نیند نہین آتی جب تک کوئی آفت نہ ڈھائین اور یہ نہین سوتے جب تک کسی کو نقصان نہ پہونچائین۔ یہ شرارت کی روٹی کھاتے ہین اور بد معاشی کی شراب پیتے ہین لیکن اچھے آدمی کا راستہ چمکتی ہوئی روشنی ہے چمکتی ہوئی روشنی جو پورے دن مین بڑھتی چلی جاتی ہے"

(پیرا ورلیس)

حالانکہ یہ غلطی اور حماقت ہے کہ بروں کو دوست بنایا جائے لیکن یہ بھی بے وقوفی ہوگی کہ ان کو دشمن بنا لیا جائے کیونکہ ان کی تعداد بہت ہوتی ہے۔

جو کچھ تم دیسکتی ہو دوست تم سے مانگ سکتی ہیں لیکن قرض انکو نہ مانگنا چاہئے۔

نہ قرضدار بنو نہ قرض خواہ

دوست تم کو بہت سے خطرون سے بچائین گے اور بہت سی مصیبتون کو ہلکا کردین گے۔

اور جب تم کو اچھے دوست ملجائین تو انکو مضبوط پکڑو۔

"جو تمہارے دوست ہین اور جن کا تم امتحان کرچکے ہو
ان کو اتنی زنجیرون سے اپنی جان کے ساتھہ باندھ لو"

(شیکسپیر)

اپنے دوستون کو کبھی شکایت کا موقع نہ دو چاہے کتنا ہی خفیف کیون نہ ہو اور اگر موت دوستون کو جدا کردے تو انکو پھر دیکھنے کی میٹھی امید باقی رہتی ہے اس سے ہمارے نقصان کی تلافی تو نہین ہوسکتی پھر بھی-

"ہر سال ہمارے عزیز دوست جو قسمت کا مقابلہ
کرتے ہین جنت مین ہم سے ملنے کے لئے کس قدر
اچھا مجمع بنا رہے ہین"

(کیمبل)

زندگی کا سب سے اہم درجہ شادی ہے۔ محبت کی وجہ سے قدرت مین جان پڑجاتی ہے محبت سے ہم زمین کے معمولی پتنگے کو کوئی آسمانی تتلی سمجھنے لگتے ہین۔ جگنو کی چمک ہماری آنکھون مین ہوتی ہے۔

چڑیوں کے راگ ہمارے کانوں میں ہوتے ہیں۔ غیر ذی روح اشیا ہم کو جاندار نظر آتی ہیں اور پھولوں میں ہم عجیب عجیب رنگ دیکھتے ہیں۔

سائمن داس کا قول ہے کہ "اچھی بیوی سے زیادہ کوئی نعمت نہیں اور بری بیوی سے زیادہ کوئی بلا نہیں"

انتخاب کے بارے میں کوئی کارآمد صلاح دینا شاید آسان نہ ہوگا لیکن بعض باتیں ایسی ہیں۔ جن کا لحاظ ضروری ہے یہ اچھا نہیں ہے کہ کم عمری میں شادی کر لی جائے۔ شادی دولت کے لئے نہ کیجائے اور نہ دولت کے ہی شادی نہ کیجائے جو روپے کی لالچ سے شادی کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو روپیہ سے کم قدر ثابت کرتے ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک زندگی کی ہر خوبی سے دولت زیادہ قیمتی ہوتی ہے لیکن جب اُن کو اپنی دولت اور اپنے افکار کا موازنہ کرنا پڑتا ہے تو وہ تمام دولت سے اپنی بچی ہوئی زندگی پھر خریدنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔

یہ نہ خیال کرو کہ شادی سے زندگی ویسی ہی رہے گی جیسے پہلے تھی اور اس میں ایک پسندیدہ بھولے بھالے ساتھی کا اضافہ ہو جائے گا جو تنہائی کے کاموں سے اکتانے کے بعد ساتھ ہوگا۔ اور جب تم چاہو گے ایک دوسرے سے دور ہو جائے گا یہ باتیں محض گمان ہیں۔ ان کو خواب کہنا چاہیے

جرمی ٹیلر کہتا ہے "ہومر نے خاوند کے فرائض کو بہت نازک بنا دیا ہے۔ تم کو اس کا (بیوی کا) باپ ماں اور بھائی بننا چاہیے اور اگر شادی ایسی ہی ہو جیسی ہونی چاہیے تو یہ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ وہ

جو تمہاری خاطر اپنے باپ ماں اور بھائی کو چھوڑتی ہے یا تو یتیم و بیکس بچے کی طرح رہے یا باپ ماں اور بھائی کی باتیں اور اُس سے بھی کچھ زیادہ تم میں پائے۔ اگر تم کو اس میں ذرا بھی شبہ ہو تو شادی نہ کرو۔ شادی کے بعد کی زندگی یا تو بہت خوش ہوتی ہے یا بہت مغموم۔ لیکن اگر محبت کا آغاز ضروری ہے تو اس کے قائم رکھنے کی ضرورت اس سے زیادہ ہے۔ شادی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ محض اپنی آنکھ پر بھروسہ مت کرو یا آنکھ سے دھوکا مت کھاؤ کیونکہ "شادی ہاتھوں اور آنکھوں کے درمیان نہیں ہوتی ہے بلکہ عقلوں اور دلوں کے درمیان ہوتی ہے۔"

ایک اچھی بیوی صرف جسمانی کاموں ہی میں مونس نہیں ہوتی بلکہ دماغی باتوں میں بھی مدد دیتی ہے شیکسپیر کہتا ہے کہ "ذلیل لوگوں میں بھی محبت سے اتنی شرافت پیدا ہو جاتی ہے جتنی ان میں پہلے سے نہیں ہوتی" تو اگر ذلیل لوگوں میں یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے تو ان میں کیا کچھ نہ ہوگا جنمیں پہلے سے شرافت موجود ہوتی ہے۔

اگر شادی خوشی کا باعث ہے تو بقول ٹرٹولین کے "ہم اوس خوشی کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے لائیں؟ ...... یہ ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ ساتھ روزے رکھتے ہیں اور ساتھ دعائیں مانگتے ہیں ......... مشکلوں میں اور خوشیوں میں یہ ساتھ ہوتے ہیں کوئی دوسرے سے کچھ نہیں چھپاتا۔ کوئی دوسرے کے لئے بار نہیں ہے"

اسٹینلی کہتا ہے "یہ شادی نئی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے یہاں سے خوشیاں شروع ہوتی ہیں۔ اس موقعہ پر ہم اپنی گذشتہ کلفتوں اور خرابیوں کو شاندار مستقبل کی امید پر ہمیشہ کے لئے بہت دور چھوڑ دیتے ہیں

اور نئے توقعات نئی ہمت اور نئی قوت کے ساتھہ آگے قدم اٹھاتے ہین۔ ایک خوش گھر بالکل جنت کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس گھر مین خاوند اور بیوی باپ اور مان۔ بہن اور بھائی۔ بچے اور والدین ہر ایک اپنے اپنے طور پر دوسرے کی مدد کرتا ہی۔ کسی اور کو ایسا کرنے کا موقع نہین ملتا کسی اور مین ایسا کرنے کا مادہ نہین ہوتا۔ کسی اور کو ایک دوسرے کی بہبودی اور شہرت کی اسقدر فکر نہین ہوتی جسقدر ان کو ہوتی ہی جن کی ہڈی ایک ہوتی ہے جنکا گوشت ایک ہوتا ہے جو خوشی مین خوش ہوتے ہین۔ اور جن کو رنج مین رنج ہوتا ہے جن کی خودغرضی کمزوری اور دنیا سازی سے ہم زیر زمین جا پڑتے ہین اور جنکی صداقت اور شرافت سے ہم آسمان سے بالاتر ہو جاتے ہین اور اپنے فرائض اور اپنی خدا کے سامنے آسکتے ہین۔

سب کے بعد بچے نہایت اہم اور نازک ذمہ داری ہین۔ جارج ہربرٹ کہتا ہی کہ "ایک اچھی مان سینکڑون مدرسہ کے معلمون سے بڑھکر ہوتی ہی"۔ بچون کو اکثر "امانت" کہتے ہین اور والدین اکثر یہ عذر کیا کرتے ہین کہ "خدا جب پیدا کرتا ہے تو رزق بھی مقرر کر دیتا ہے"۔ لیکن میتھو آرنلڈ کا خیال بالکل ٹھیک ہے کہ انھین دنیا مین ایسے بچے پیدا کرنے کا کوئی حق نہین ہے جن کی تم احتیاط اور آسائش سے پرورش نہین کر سکتے۔

محبت کی روشنی مین بچون کی پرورش ہو۔ اگر محبت کی گرمی سے بچون کے بچپن کو پختہ کیا جائے گا تو وہ زندگی کی سردی کو برداشت کر سکین گے۔

سوائے اس کے جو اپنے بچون کے ساتھ محبت کرتا ہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ بچون سے گفتگو کرنے مین کتنے لفظ ایسے اُنکی زبان سے نکلتے ہین جنکو سنکر دل خوشی سے اچھلنے لگتا ہے۔ انکا بھولا پن۔ انکا ڈگمگانا ان کا معصومانہ غصہ۔ انکی معصومیت۔ انکی کمزوریان۔ اس شخص کے لئے خوشی اور آرام کا باعث ہوتی ہین جو انکے ساتھ رہنے کو پسند کرتا ہے اور وہ جو اپنی بیوی اور بچون سے محبت نہین کرتا اپنے گھر مین شیرنی پالتا ہے اور اپنے لئے رنج کا گھونسلا بناتا ہے۔ صرف نعمتین اس کو خوش نہین بنا سکتین۔ پس خدا کے وہ تمام احکام جو "بیوی سے محبت" کرنے کی تاکید کرتے ہین کچھ نہین ہین۔ سوائے ہماری خوشی کے ذرائع اور وسائل کے۔"

(جرمی ٹیلر) سید عبد الکریم متعلم محمڈن کالج علیگڈھ

## مختلف ملکون کی مذہبی رسمین

جاپان — ہر ماہ مین شب چہار دہم کو ہر ایک جاپانی اپنے گھر مین چودہوین رات کے چاند کی رسم اس طرح پر ادا کرتا ہے کہ باغات سے انواع واقسام کے پھل اور پھول لائے جاتے ہین اور ایک میز پر ایک جانب پھل اور دوسری جانب پھول رکھے جاتے ہین اور دونون کے درمیان روشن شمع رکھی جاتی ہے گھر والے تمام رات جاگتے اور اس پرلطف منظر کو دیکھتے رہتے ہین اور ملکہ ماہتاب کے حسن وجمال اور اسکی ظاہری اور باطنی خوبیون کی شان مین نظمین تیار کی جاتی ہین اور یہ رات ان اشیاء کے

گانے اور ملکہ ماہتاب کی تعریف و توصیف مین گذرتی ہے۔
مُردون کی برسی منانے کی رسم اس طرح پر ادا کی جاتی ہے کہ سال مین ایک دن مقرر کرکے گھر کے اندر اور باہر عجیب وغریب صنعت کی خوشنما لالٹینین روشن کی جاتی ہین۔ مکان کے دروازہ کے سامنے سن جلایا جاتا ہے جس سے روحین آتی ہین اور مکان کے اندر طرح طرح کے کھانے رکابیون اور طشتریون مین چنے ہوے رکھے رہتے ہین۔ روحین ان کھانون کو دیکھکر قبول کرتی ہین اور پھر بطور تبرک کھانا احباب اور اعزا مین تقسیم کر دیا جاتا ہے۔
سور کا شکار کرنا جاپانیون مین سب سے بڑی مذہبی رسم ہے اور شکار کرنے سے پیشتر دیوتاؤن سے بہت سی دعائین مانگی جاتی ہین اور کامیابی پر شکر ادا کیا جاتا ہے اور اس کی خوشی مین دعوتین دی جاتی ہین۔
سیلون سیلون کی جنگلی قوم ویدا مین جب کبھی کوئی متعدی مرض مویشیون یا انسانون مین پھیل جاتا ہے تو اس آفت سے نجات پانے کے لئے مذہبی رسم اس طور پر ادا کی جاتی ہے کہ لکڑیون کا ایک کٹہرا تیار کیا جاتا ہے اور اس مین چند خاص درختون کی پتیان آویزان کی جاتی ہین اور ویدا لوگ پتون کے گچھے اپنے ہاتھون مین لیکر اُس کٹہرے کے گرد چکر لگاتے ہین جس مین اُن کے دیوتا یا کوئی روح آجاتی ہے اور پھر ناچنا شروع کرتے ہین شروع مین ناچ آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور پھر اسکی رفتار بڑھتی جاتی ہے ذرا دیر بعد ایک ناچنے والے پر یا کو دیوتا کی روح مسلط ہوجاتی ہے اور وہ اپنے تمام جسم کو نہایت زور سے حرکت دینا شروع کرتا ہے جب دیوتا کا پورا اثر ہوجاتا ہے اس وقت دیوتا کہتا ہے کہ بہت ناکافی تحفہ

میرے لئے انہون نے فراہم کئے ہین۔ لیکن رسم کے ادا ہونے پر اسکی شکایت کا کچھ بہت زیادہ اثر نہین ہوتا ہے۔ اس کے بعد ناچنے والے پتون کے گچھے زمین پر رکھدیتے ہین اور اُن کی بجائے تلوارین اور تلوارون کی بجائے لکڑیان اٹھالیتے ہین اور ان لکڑیون سے کٹہرے مین لٹکی ہوئی پتیون کو توڑ ڈالتے ہین اور جس شخص پر یا کو دیوتا کی روح مسلط ہے وہ ہانپ ہانپ کر کہتا ہے کہ تم چلے جاؤ اور باقی حاضرین شہر کے اندر اور باہر ناچتے ہین اب دیوتا کی روح خوشی سے ساتھہ رخصت ہو جاتی ہے اور ناچ ختم ہو جاتا ہے۔ اور لکڑیان بطور تبرک کے زمین رکھدی جاتی ہین۔

نجومی نیا سال شروع ہونے پر اپریل مین کامل کے روز ستارون کی رفتار دیکھکر وقت معین کرتا ہے اور اُس وقت آگ جلائی جاتی ہے کھانا کھایا جاتا ہے اور پانچ قسم کا تیل سر مین ڈالا جاتا ہے تاکہ تمام سال فارغ البالی سے بسر ہو اس کے بعد ایک میز پر ایک پیالہ مین تیل اور اُس کی قریب روشن شمع رکھی جاتی ہے۔ صاحب خانہ شمع کے سامنے کھڑا ہوکر اپنے داہنے ہاتھہ کی ایک انگلی تیل مین ڈبوتا ہے اور داہنی کنپٹی کے قریب کے بالون مین وہ انگلی لگا دیتا ہے اور پھر اسی طرح گھر کے اور آدمیون کے سر مین تیل لگاتا ہے سب لوگ خاموش کھڑے رہتے ہین اسکے بعد وہ سب پانی مین بھیگے ہوئے سبز پتون مین باری باری سے اپنی انگلیان ڈبوتے ہین اور اپنے سرون مین تیل ڈالنے کی رسم ادا کرتے ہین۔

کانڈی مین بودھ مذہب والے پھریرہ نکالنے کی رسم بڑے تزک و احتشام کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور یہ رسم دو ہفتہ مین ختم ہوتی ہے

ان ایام مین روزانہ بوقت شب ہتھیار اور چار دیوتاؤن کے نشان کا جلوس نکالا جاتا ہی اور جلوس مین ہاتھی۔ روشنی اور ناچنے والے ہوتے ہین۔ پندرھوین شب کو گوتم بودھ کا دانت بطور تبرک نکالا جاتا ہی اور اس مین ہزارون آدمیون کا ہجوم ہوتا ہے۔ تمام شہر مین گشت لگانے کے بعد دانت ایک مندر مین رکھدیا جاتا ہے اور سارا مجمع دریاے مہاویلی گنگا کو چلدیتا ہی دوسرے روز علی الصباح پجاری تلوارون سے دریا کے پانی مین ایک دائرہ بنا دیتے ہین اور اس دائرہ کا پانی چار برتنون مین بھرکر اپنے مندر کو واپس چلے آتے ہین جہان پر متبرک پانی کے یہ چارون ظروف سال آئندہ تک نہایت حفاظت سے رکھے رہتے ہین دریا کے بعض حصون پر اس رسم کے ادا کرنے مین کسی قدر اختلاف ہوتا ہی اور دریا مین دو آدمی پھریرہ پکڑکر کھڑے ہو جاتے ہین اور پھریرہ کی معطر ہوکر جو پانی نکلتا ہے وہ ایک برتن مین جمع کر لیتے ہین اور پانی کو تلوار سے کاٹ دیتے ہین۔ بعض اوقات یہ متبرک پانی مریضون کو بغرض شفا یابی پلایا جاتا ہے۔

جنوبی ہندوستان کے بعض دیہات مین کہ مندر ہوتا ہے۔ وہان پر ایسے دیہاتی جنھون نے کسی دیبی کی پرستش مانی ہو روزانہ مندر مین جاکر چاول پھول اور پھل چڑھاتے ہین اور کافور لوبان وغیرہ خوشبوئین جلاتے ہین بعض مقامات پر سالانہ پوجا ہوتی ہے اور جب کسی قسم کا وبائی مرض پھیل جاتا ہی تو دیبی کو راضی کرنے کے لئے قربانی کی جاتی ہے اور ہزارون بھینسے اور مینڈھے۔ بکرے۔ سوئر اور مرغ ذبح کرکے دیبی پر چڑھائے جاتے ہین بیلور مین ہر سال ہزارون جانورون کی قربانی

ہوجاتی ہے اور اُمرا کے طبقہ کا ایک ایک شخص پچیس پچیس اور تیس تیس
جانور قربانی کے لئے بھیجتا ہے۔ خون بہکر قریب کے کھیتون مین
چلا جاتا ہے۔ مندر کے سامنے ذبیحہ جانورون کے سرون کا انبار
لگا دیا جاتا ہی اور ایک بڑے چراغ مین تیل بھر کر اس انبار پر رکھدیتے
ہین اور موٹی سی بتی چراغ مین ڈالکر اُسکو روشن کردیتے ہین پجاری
آدھی رات تک جانور حلال کرتا رہتا ہی اور پچیس بھینسے ذبح کر کے
چاولون کے ڈھیر پر ڈالدئے جاتے ہیں حتےٰ کہ اُن کا خون چاولون مین
جذب ہوجاتا ہے۔

مچھلی فروش وید الوگون کی خاص دیبی اندر سنڈیا ماہے جس کی
نسبت اُن کا عقیدہ ہے کہ یہ دیبی کشتی مین سوار ہوکر رات کے وقت
سمندر کی سیر کیا کرتی ہے اس کی پوجا کے وقت مکان کے سامنے
پجاری کو ایک بکرے پر سوار کر کے کسی ستون سے باندھ دیتے ہین
اور اُس کے پاس مٹی کی بنی ہوئی کشتی رکھدیتے ہین اس کے بعد پجاری
بکرا کشتی اور دیبی کی مورت کو مندر مین لیجاتے ہین اس کے بعد پوجا
شروع ہوتی ہے اور بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ اگر حالت نزع مین بکرا
پھڑ پھڑا کر چارون پیرون کے بل آگے کو سرکنے لگتا ہی تو قربانی مقبول
تصور کی جاتی ہے اور اگر ایسا ظہور مین نہین آتا تو پھر دوسرا بکرا ذبح
کیا جاتا ہے۔ تمام مذہبی رسمین زرعی سال کے شروع مین ادا کی جاتی
ہین۔ خشک سالی ہوجانے کی حالت مین مینھ کے دیوتا سے دعائین
مانگی جاتی ہین اور قبر کن مٹی کی ایک مورت بنا کر سارے گاؤن مین
گھسیٹتے پھرتے ہین۔

دسہرہ — دسہرہ ہندؤن کا سب سے بڑا مذہبی تیوہار ہے - گنگا مین ہندو اشنان کرتے ہین جس کا متبرک پانی اُن کے سارے گناہون کو دھوکر ان کو پوتر بنا دیتا ہے جنگی ہتھیارون کی پوجا کی جاتی ہے - اور وسیع پیمانہ پر دعوتین ہوتی ہین -

دسہرہ مین اکثر مقامات پر سری رام چندر جی کا ڈراما کیا جاتا ہے اور رامائن اور مہابھارت مین اُن کی پیدائش - شادی - جلاوطنی - اُنکی بیوی سیتا کی خوبیان و وفاداری - راون کا سیتا کو چرا لیجانا - رام چندر کا راون سے جنگ کرنا اُسکو شکست دینا - لنکا مین آگ لگا کر سیتا کو واپس لانا بعد جلاوطنی واپس آنا - تخت نشین ہونا وغیرہ وغیرہ جو واقعات درج ہین وہ سب ڈراما کی شکل مین ادا کئے جاتے ہین -

محرم — مسلمانون کے فرقہ شیعہ کی سب سے بڑی مذہبی رسم تعزیہ داری ہے اور اکثر جاہل سنی بھی اس مین حصہ لیتے ہین - تعزیہ داری حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو ڈراما کی شکل مین ادا کی جاتی ہے - حضرت امام حسین علیہ السلام کا تابوت یا تعزیہ بنا کر نکالا جاتا ہے اور اسکے ہمراہ ہزارون مسلمانون کا مجمع - گھوڑے ہاتھی اور آرائش وغیرہ ہوتی ہے - تعزیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار کی نقل ہے اور مذہبی حصہ تعزیہ داری کا صرف اسی قدر ہے باقی روشنی اور آرائش گھوڑون وغیرہ کے جلوس سب اوہام پرستی مین داخل ہین جسکو جاہل مسلمان اور ہندو نہایت ذوق و شوق سے محرم مین نکالتے ہین - محرم مین دس روز تک شب کو تعزیہ پر روشنی ہوتی رہتی ہے اور آتشی ہنڈیان پھرائی جاتی ہین اور منتین مانی جاتی ہین -

**ہولی** اس مذہبی تیوہار مین ایک خاص دیبی کی پوجا کیجاتی ہی اور تمام ہنود عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہین اور آپس مین گلے ملتے ہین۔ مے نوشی بکثرت ہوتی ہے اور ضرورت سے زیادہ بے تکلفی کا برتاؤ کیا جاتا ہی جو حد تہذیب سے گذر کر فواحشات تک پہونچ گیا ہے ناچ اور گانا بجانا خوب ہوتا ہے۔ اور جی کھول کر رنگ رلیان منائی جاتی ہین۔

**دیوالی** موسم سرما کے شروع مین ہوتی ہے۔ تمام رات خوب روشنی ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ اس شب کو لچھمی جی جو دولت کی دیبی ہے گشت کے لئے نکلتی ہے اگر کسی جگہ روشنی نہ ہوگی تو اندھیرے مین ان کے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہے اور جس مقام پر روشنی ہوگی وہان پر لچھمی جی کا قدم رنجہ فرمانا ممکنات سے ہے یہ رات پوجا مین گذارنی چاہئے اور تمام شب جاگنا چاہئے۔ اب امتداد زمانہ سے ہندوؤن مین رات بھر جاگنے کے لئے جوا کھیلنے کی قبیح رسم رائج ہوگئی ہے لچھمی کی پوجا اور روشنی کرنے سے لچھمی کے آنے یعنے سال بھر کے لئے دولتمندی حاصل ہونے کا موقعہ ہوتا ہے اب اُس رات کو جوا کھیلنے مین ہار اور جیت سال بھر کے نفع اور نقصان کا معیار قرار دیدیا گیا ہے اس مین دعوتین کیجاتی ہین اور مٹھائیان عموماً اور شکر کے کھلونے خصوصیت کے ساتھہ تقسیم کئے جاتے ہین۔

**شمالی ہندوستان** شمالی ہندوستان کے جنگلی اور رذیل اقوام کی مذہبی رسمین قوم کول کی سب سے زیادہ اہم مذہبی رسم سرہول ہے۔ سب لوگ بمقام سرنا جمع ہوتے ہین جہان پر کہ سرنا بوڑھیا کا مندر ہے مٹی یا پتھر کی ایک بھونڈی مورت پر مرغ چڑھائے جاتے ہین اور

جو لوگ وہان پر موجود ہوتے ہین اُن مرغون کو بھون بہان کر فوراً تبرکاً
کھا جاتے ہین۔ تمام دن سارے گاؤن مین دعوتین ہوتی ہین اور
رات کو سال کے پھولون کے ہار لیکر ڈہول تاشے بجاتے اور
ناچتے گاتے یہ لوگ سارے گاؤن مین گشت لگاتے پھرتے
ہین۔ صبح کو عورتین سال کے پھولون کے گجرے گلے مین ڈال کر
آپس مین ملتی جلتی پھرتی ہین۔ ایک عورت کے پاس ڈہول ہوتا ہے
اور دیگر عورتون کے پاس پھول ہوتے ہین اور جس گھر مین وہ جاتی
ہین اُس مین پھولون کے ڈہیر لگا دیتی ہین اور پھولون کے
معاوضہ مین گھر والی اُن عورتون کو چاول یا زر نقد دیتی ہے اور یہ سب
دام جمع کر کے مرغ خریدے جاتے ہین اور دیبی پر چڑھائے جاتے ہین
اور پورے زور شور کے ساتھ ناچ شروع ہو جاتا ہے جو رات بھر اور
پھر دوسرے روز دوپہر تک ہوتا رہتا ہے۔

بنگال بہار اور اڑیسہ | سنتھال لوگ قسمت آزمائی کی رسم جس کا نام سہارئی ہے
اِس طرح ادا کرتے ہین کہ گاؤن کے سرے پر کسی سڑک پر
چاول ایک دائرہ کی شکل مین رکھ دیے جاتے ہین اور وسط مین
ایک انڈا رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اُس سڑک کے دوسرے سرے سے گاؤن
کے مویشی بیل بھینس۔ بکریان ہانک کر لائے جاتے ہین اور گاؤن
والے چاولون کے قریب نہایت انتشار اور امید و بیم کی حالت مین
مویشیون کی آمد کو دیکھتے ہین کہ کس کا مویشی اپنے پیر سے انڈے کو
توڑتا ہے کیونکہ خوش نصیبی اور بدبختی کا انحصار صرف اسی پر منحصر ہے
اکثر مویشی چاولون کے قریب سے بچکر نکل جاتے ہین آخر مین اگر

کوئی بیل بھینس یا بکری چاولون کی جانب رخ کرتی ہی اور انڈے کو توڑ ڈالتی ہے تو اُس کا مالک اپنی خوش نصیبی پر بیحد ناز کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک نیک شگون ہے اور اس کی بدولت وہ سال بھر تک فارغ البال رہے گا۔

**ایشیاے کوچک فلسطین اور شام**

بیت المقدس مین عیسائیون کے دو نہایت مقدس مقامات ہین (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی جگہ (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کی جگہ

اب ان مقامات پر ایک عالیشان گرجا تعمیر ہو گیا ہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی تفصیلی حالت ظاہر کرنے کے لئے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے گرجے بنا دیے گئے ہین۔ اکثر عیسائی ان کو اصلی اور قدیم عمارت مانتے ہین لیکن ان کی تعمیر سے بنانے والون کا یہ دعا نہ تھا اُس چٹان کے نیچے جسکو قربان گاہ کہتے ہین ایک مقبرہ ہے جسکو حضرت آدم علیہ السلام کا مزار کہتے ہین اور یونانی چرچ کی مروجہ انجیل کی روایات کے بموجب یہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کا مزار تصور کیا جاتا ہے اس کے متعلق انجیل مین جو آیت درج ہے اُس کے یہ معنی ہین کہ جب صلیب بلند کی گئی تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے مزار پر ٹھیر گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خون حضرت آدم علیہ السلام کی ہڈیون پر بہنے لگا اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا مزار مقام صلیب کے نیچے واقع ہے۔

ہزارون عیسائی ان مقامات کی زیارت کے واسطے جاتے ہین اور مختلف اقسام کی مذہبی رسمین ادا کرتے ہین جن مین سے سب سے

زیادہ دلچسپ متبرک روشنی کی رسم ہے جو ایسٹر[1] کے موقع پر ادا کیجاتی ہے اور اس میں بے شمار زائرین موم کی بتیان ہاتھ مین لئے ہوئے اور ایک خاص جگہ پر اُن کو روشن کرتے ہین۔

گرجے کے اندرونی حصہ کا منظر الفاظ مین بیان نہین ہو سکتا ہی جب اندر جگہ نہین ملتی تو مختلف ملکون کے سفرا کے ذریعہ سے کوشش کی جاتی ہے کہ گیلریون ہی مین قدم رکھنے کا موقعہ ملجاسے اور وہان سے یہ لوگ گرجا کے اندر کی تمام حرکات اور مذہبی رسوم کو نہایت شوق اور دلچسپی کے ساتھ دیکھتے ہین جس طرح کہ زمانہ قدیم مین اہل روما دنگل دیکھا کرتے تھے۔ زائرین اپنی موم بتیان روشن کرنے کے لئے دنون بلکہ ہفتون پہلے سے جگہ کا بند وبست کر لیتے ہین۔ گرجے کے اندر دورویہ مسلمان مسلح سپاہیون کا دستہ صف بستہ کھڑا رہتا ہی اور ایک کمپنی توپ خانہ کی گرجے کے صدر دروازہ کے سامنے اور دوسری قریبی بارکون مین متعین رہتی ہے حکام شہر ہر ایک احتیاطی تدبیر عمل مین لاتے ہین تاکہ پرجوش غیر مسلم جماعت سے اگر کسی قسم کا فتنہ و فساد بپا ہو تو اُس کو فوراً رفع کر دیا جاسے۔ دوپہر تک یہ لوگ بالکل خموش رہتے ہین لیکن پھر پرجوش بلند آوازین آنے لگتی ہین۔

اکثر اشخاص تو اس حالت مین بالکل خبطی ہو جاتے ہین اور زائرین کا ہجوم مثل سمندر کی موجون کے آگے بڑہتا اور پھر پیچھے ہٹتا ہی جس وقت کہ چرچ کے مقدس پادری صاحبان تشریف لاتے ہین فوراً ہی سارے مجمع مین اپچل پڑجاتی ہے اور سب لوگ پیچھے کو ہٹا دئے جاتے

---

[1] یہ دن عیسوی مذہب مین خوشی کا دن ہوتا ہی کیونکہ کہا جاتا ہی کہ اُس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے

ہین تاکہ اُن کی آمد کیلئے جگہ کشادہ ہوجاے۔ ذرا دیر بعد پادری صاحب چرچ کے ایک گوشہ مین جاتے ہین اور اُس کے ایک سوراخ سے ایک روشن شمع نمایان ہوتی ہی اور ایک آدمی روشن شمع کو دیکھتے ہی اُس کی طرف لپکتا ہی اور اُس کو اپنے ہاتھ مین لیکر دوسرے مقام پر چلدیتا ہی اُس وقت کی گڑبڑ جو سارے مجمع مین پڑجاتی ہی بیان مین نہین آسکتی اس کے بعد یکے بعد دیگرے ہزارون شمعین روشن ہوتی ہین اور سارا چرچ روشنی کا کرہ معلوم ہوتا ہی۔ فوراً ہی اپنی اپنی موم بتیان روشن کرتے ہوے زائرین چرچ سے باہر نکلنا شروع کرتے ہین اور خوشیان مناتے چلے جاتے ہین۔

ایران مین محرم | واقعہ کربلا کی یاد تازہ رکھنے کے لئے محرم کے مہینہ مین یہ واقعہ ڈراما کی شکل مین دکھایا جاتا ہے جس سے مرد اور عورتون کے جذبات اس قدر مشتعل ہوجاتے ہین کہ جو ایکٹر شمر بنتا ہے وہ اصلی شمر معلوم ہوتا ہے گویا اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تھا اور اس کی پاداش مین وہ قتل کردیا جاتا ہی۔ عشرہ کے روز شہر کے ہر ایک گلی کوچہ سے عورتون بچون اور مردون کے غول کے غول نکلتے ہین اور عشرہ کے جلوس مین شریک ہوتے ہین اور حسین حسین کہکر سینہ کوبی کرتے ہین اور اس جلوس کے آگے آگے جماعتین ہوتی ہین۔ یہ لوگ چادرین اوڑھے ہوے ہوتے ہین اور ان کے پاس زنجیرین۔ گھوڑے کی نعل اور خنجر ہوتی ہین جن سے وہ ماتم کرتے اور اپنے جسم کو زخمی کرڈالتے ہین اور اسقدر زور سے حسین حسین پکارتے ہین جس سے سارے مجمع پر اثر پڑتا ہے

گویا ہر ایک شخص کو ماتم کرنے کی ترغیب دیتے ہین۔

یزد مین حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک عظیم الشان تابوت بنایا جاتا ہے جس پر جھنڈے۔ تلوارین۔خنجر اور آئینے آویزان ہوتے اور دو شالے لپٹے ہوتے ہین اس تابوت کو قریبی گاؤن محمد آباد کے ..۵ آدمی آہستہ آہستہ شہر کے چوراہہ تک لے جاتے ہین جس شخص نے کہ یہ ماتمی جلوس دیکھے ہین وہ اُس سخت جذبہ سے بغیر متاثر ہوئے نہین رہسکتا ہے جو اس موقعہ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

اکثر مقامات پر علم محمدی جلوس کے ساتھہ نکالا جاتا ہے اور ایرانی کے دلون مین اُس کے دیکھنے سے واقعہ کربلا کی یاد تازہ ہوتی ہے اور وہ اس عَلَم کے ساتھہ ماتم کرتے ہوئے چلتے ہین۔

واقعہ کربلا کے ڈرامے زیادہ تر مساجد مین دکھائے جاتے ہین اور تمام واقعات کی ہو بہو نقل کی جاتی ہے۔

بعض شیدای مذہب عشرہ مین اپنی جان قربان کرنے کی منت مانتے ہین اور چادر اوڑھ کر خنجر یا زنجیر سے ماتم کرتے ہین اور سب سے پہلے اپنے سر کو زخمی کرتے ہین تاکہ چادر خون آلودہ ہوجاے اور اسی کو اپنا ذریعہ نجات سمجھتے ہین۔

شان الٰہی (زبیری)

## اہل چین کے دلچسپ حالات

ملک چین وسعت مین تقریبًا ہندوستان کے برابر ہے اس کا رقبہ

۳۹ لاکھ ۱۳ ہزار پانچسو ساٹھہ میل ہو اور آبادی بتیس ۳۲ کروڑ ۹۰ لاکھ پچاس ہزار ہے اس مین تین خاص قومین آباد ہین۔ قدیم باشندے چینی اور مانچو تاتاری زمانہ موجودہ مین حکمران قوم مانچو تاتاری ہین۔ اہل چین کا رنگ بھورا رخساروں کی ہڈیان ابھری ہوئی۔ آنکھین بشکل بادام۔ بال سیاہ اور موٹے اور ڈاڑھیاں بہت چھدری ہوتی ہین ۱۶۴۴ء تک لمبے لمبے بال رکھتے تھے اور اُن کو یکجا کر کے سر پر گچھا کر لیتے تھے۔ لیکن مانچو نے تالو کے بال چھوڑ کر سارا سر صاف کرانے کا حکم دیدیا۔ شروع مین تو مدت تک چینیون نے اس کی مخالفت کی لیکن بعد کو تعمیل حکم مین سر صاف کرانا پڑا۔ یہ لوگ ان بالون کو بڑے سلیقہ سے گوندہتے ہین اور اُن کی ایک لمبی چوٹی بنا کر پشت پر لٹکا لیتے ہین۔ لمبی چوٹی بڑے فخر کا باعث ہوتی ہے۔ اگر بال چھوٹے ہوتے ہین تو ریشم ملا کر چوٹی کو لمبا کر لیتے ہین۔ "بے چوٹی والا" ایک معمولی دشنام ہے۔ شریر لڑکے اکثر اپنے ساتھیون کی چوٹیان چپکے سے مذاقاً باندھ لیتے ہین۔ قلی کام کرنے کے وقت اپنی چوٹیان سر پر لپیٹ لیتے ہین۔ شادی کے موقعہ پر اہل چین مین دولھن کے متعلق حسن و لیاقت کا سوال برطرف صرف یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کا پیر کتنا لمبا ہے۔ ۳۔ انچہ لمبا پیر اعلے درجہ کا حسن ہے۔ اس کو "سنہرا نیلوفر" کہتے ہین۔ اُمرا کی خاتون بچے کے شانہ یا چھڑی کے سہارے بدشواری چل سکتی ہین۔ وہ عورتین جن کے پیر زیادہ چھوٹے نہین ہوتے کچھ فاصلے تک چل سکتی ہین۔ ایک چینی شاعر اُن کی رفتار کو سرو کی جنبش سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ ایسی ہی چلتی ہین جیسے کہ ہم اپنی ایڑیون کے بل چلتے ہین۔

پانچ برس کی عمر مین بچے کے پیرون کو تھیلی سے باندھ دیتے ہین۔ انگلیون کو تلوے کی جانب جھکا کر کپڑے کی پٹیون سے مضبوط باندھ دیتے ہین اور اُس کے کنارے سی دیتے ہین۔ اس حالت مین پیر کو ہفتے دو ہفتے چھوڑ دیتے ہین۔ بچے کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی چینی گھر سے گذرین تو آپ اکثر بچون کے چیخنے چلانے کی آواز سنین گے۔ سال بھر کے قریب تک تکلیف رہتی ہے۔ گرمی کے موسم مین اکثر بخار آجاتا ہے۔ اور جاڑے مین پیر ڈھکنے سے خوف معلوم ہوتا ہے کیونکہ پیرون کے گرمانے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ بعض اوقات لڑکیان دو ایک انگلیان کھو بیٹھتی ہین۔ لیکن اس تکلیف کی تلافی یون ہوجاتی ہے کہ پیر چھوٹے ہوکر زیادہ خوشنما ہوجاتے ہین۔

اہل چین کی پوشاک ڈھیلی اور چوڑی ہوتی ہے۔ اُمرا گرمیون مین ریشمی کپڑے پہنتے ہین اور سردی مین اونی یا سمور کی جو ٹخنون تک نیچے ہوتے ہین اور کمر مین ایک پٹکا بندھا ہوتا ہے۔ آستین ہاتھون تک لمبی ہوتی ہے اور جیب کا بھی کام دیتی ہے۔ طالب علم اکثر امتحان کے کمرون مین (sleeve edition) اسلیو ایڈیشن کتابین اپنے کپڑون مین چھپاکر لیجاتے ہین اور دہوکہ دینے کی کوشش کرتے ہین۔ اہل یورپ چینی افسران گورنمنٹ کو (Mandarins) مینڈارنس کہتے ہین۔ یہ لفظ غالباً سنسکرت سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشیر کے ہین۔ ان کی دو قسمین ہین۔ سول یعنی۔ اور ملٹری۔ سول حکام کی پوشاک مین سینہ اور پشت پر چڑیون کی تصویرین ہوتی ہین اور فوجی حکام کی پوشاک پر بہائم کی۔ ٹوپی [illegible] کے [illegible] لیس سے بھی امتیاز ہوتا ہے۔ بادشاہ کی

پوشاک سادہ ہوتی ہے۔ لیکن تاج مین ایک موتی لگا ہوتا ہے۔

گورنمنٹ سے حکم نافذ ہوتا ہے جس مین سردی اور گرمی کی پوشاکین تبدیل ہونے کی تاریخین مقرر کی جاتی ہین۔

عہدہ داران کی مستورات بھی وہی نشانات لگاتی ہین جو انکے شوہر لگاتے ہین اور اُن کی پوشاکین بھی مثل مردون کی پوشاک کے ہوتی ہین۔

چاول خاص غذا ہے۔ بجز شمالی کے غریب آدمی بجاے چاول کے مکا یا جوار کھاتے ہین۔ چاول۔ ترکاری مچھلی یا گوشت کے ساتھہ کھائے جاتے ہین۔ میز کے وسط مین ایک بڑے بادیہ مین گرم گرم چاول ہوتے ہین اُس کے گرد چھوٹے چھوٹے پیالے ہوتے ہین جن مین مصالحہ دار گوشت مچھلی یا ترکاری ہوتی ہے۔ ہر شخص کے پاس ایک پیالہ اور دو تیلیان ہوتی ہین وہ بادیہ سے اپنے پیالہ مین چاول بھر لیتا ہے اور بائین ہاتھ سے اُس کو منھ تک اُٹھاکر تیلیون سے چاولون کو حیرت انگیز سرعت کے ساتھہ اپنے منھ مین بھر لیتا ہے تیلیان پہلی تین انگلیون کے درمیان مین قائم رہتی ہین اور روزمرہ کی مشق سے ایک چینی کھانے کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی اُٹھا لیتا ہے اگرچہ بمقابلہ چمچہ کے یہ طریقہ زیادہ دقت طلب ہے۔ لیکن ہاتھہ سے کھانے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ چاولون کے ساتھہ ترکاری بھی انھین تیلیون کے ذریعہ سے منھ مین رکھ لی جاتی ہے اور چاء یا گرم پانی کے ذریعہ سے لقمۂ دہن اُتارا جاتا ہے۔ اہل چین سرد پانی کبھی نہین پیتے کیونکہ وہ مضر خیال کیا جاتا ہے۔ خالص ٹھنڈا پانی مفید سمجھا جاتا ہے لیکن اگر پانی

خالص نہین ہے تو اس سے بخار آنے کا اندیشہ ہے چینیون کو بخار بہت کم آتا ہی۔ صرف چاء یا اُبلا ہوا پانی پینے سے بخار آجاتا ہے۔ ہندوستان کے اُن مقامات سے جہان بخار کثرت سے پھیلتا ہی یہ تدبیر اموات کو کم کرنے کے لئے نہایت کارآمد ہوگی۔ مرغ، بطء، سور کا گوشت علی العموم کھایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی کتے اور بلی کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ سیاہ رنگ کے کتے اور بلی کا گوشت نہایت عمدہ خیال کیا جاتا ہی۔ چین کے جنوب مین کتے کا گوشت سال کے شروع مین ایک خاص دن اس عقیدہ سے کھایا جاتا ہے کہ یہ دافع امراض ہے۔ مچھلی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ مینڈک بھی پکڑی جاتی ہین اور بعض حصون مین ٹیڑی اور ٹڈی بھی بھون کر کھائی جاتی ہے۔ چین مین گاے کا دودھ نہین پیا جاتا لیکن انسان کا دودھ بعض بیماریون مین استعمال کرایا جاتا ہی۔ نہایت قابل قدر غذا چین مین ایک قسم کا شوربہ ہے جو ایک قسم کی ابابیل کے گھونسلے سے تیار کیا جاتا ہی اس گھونسلے کی قیمت اسی کے وزن کے برابر چاندی ہوتی ہے۔

چاء عام طور سے پی جاتی ہے۔ لیکن بغیر دودھ اور شکر کے چند پتیان ایک پیالی مین ڈال کر گرم پانی بھر دیا جاتا ہی تھوڑی دیر ڈھک کر رکھدی جاتی ہی اس کے بعد پی لی جاتی ہی۔ چاء خانے بڑی بڑی سڑکون پر قائم ہین۔ چین مین چانڈو پینے کی خراب عادت عام ہے۔

شادی کی رسومات قریب قریب وہی ہین جو ہندوستان مین ہین بہت کم ایسے لوگ ہین جن کی عمر بغیر شادی کے بیس برس سے تجاوز کر جاے ایک چینی کے لئے ایک بڑی بدنصیبی ہے کہ وہ بغیر اولاد ذکور

چھوڑے ہوئے مرجاے جو اپنے مردہ باپ کے رسومات غمی ادا کرتا ہی اور قبر پر وقتاً فوقتاً نیاز گزرانا کرتا ہی اور اسی اولاد کی وجہ سی وہ اوائل عمر مین شادی کرتا ہی چینیون مین صرف ایک شادی جائز ہی اگر پہلی بیوی بانجھ ہو تو قبل دوسری شادی کرنے کی اوسکو طلاق دینا لازمی ہے شادی طے پا سنے سے تین دن کے اندر اگر کوئی چیز ٹوٹ جاے یا چوری جاے تو ایک فال بدخیال کی جاتی ہی اور فوراً معاہدہ شکست ہو جاتا ہی۔ شادی اُس وقت تک نہین ہوتی جب تک دولھن کے باپ کو دولھا کی حیثیت کے مطابق کوئی تحفہ نہ مل جاسے تب نجومی ایک روز سعید اس مبارک کام کی ادائگی کے لئے مقرر کرتا ہی۔ مہمان جمع ہوتے ہین اور برات دولھن کو رخصت کرانے جاتی ہی۔ آسیب کو راستہ سے دفع کرنے کی غرض سے ایک پارچہ خنزیر کے گوشت کا آگے آگے چلتا ہی آسیب اس گوشت کو کھا کر بارات کو صحیح سالم گذرنے دیتا ہے۔ عروس اعلے قسم کی پوشاک زیب تن کر کے سنہری پالکی مین سسرال کو جاتی ہے۔ چوکھٹ کے اوپر ایک دہکتی ہوی انگیٹھی رکھی ہوتی ہے اور اس کے اوپر سے دو خوش نصیب عورتین جن کے شوہر اور اولاد زندہ ہون دولھن کو اُٹھا کر ایک کمرے مین لے جاتی ہین جہان نوشہ منتظر ہوتا ہے۔ نوشہ ایک چبوترہ پر کھڑا ہوتا ہے جس کے نیچے یہہ بچکر دولھن سر تسلیم خم کرتی ہے۔ نوشہ چبوترے سے اُتر کر اودھر سے نقاب ہٹا کر پہلی مرتبہ اس کے نظارہ سے مسرور ہوتا ہے اس کے بعد خاموشی کے ساتھ کشمکش شروع ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کے دامن پر بیٹھنے کی خاموش کوشش کرتا ہی کیونکہ آئندہ حکومت کا

انحصار اس کامیابی پر ہے۔ اس کے بعد آسمان و زمین اور اپنے بزرگون کی پرستش کرتے ہین۔ تب ایک کتا دو راستہ سے مہمانون کے سامنے ہو کر عروس و نوشہ گذرتے ہین اور مہمان دولھن کی شکل و شباہت پر رائے زنی کرتے ہین تو تب یہان ضیافت مین شریک ہوتا ہے لیکن دولھن کو کھانا ممنوع ہے۔ اس کے بعد نوشہ اور عروس دونون کو شراب پیش کی جاتی ہے اور آپس مین عہد و پیمان ہو کر رسومات ختم ہو جاتی ہین۔

علی العموم زبردست کا رجحان خاطر کمزور پر جبر و تعدی کا ہوتا ہے۔ مثل بعض دیگر ممالک کے چین مین بھی طبقہ اناث کی تذلیل ہوتی ہے اور چین کا مشہور معلم کنفیوسی اس کا مقولہ ہے "جس فرقہ کی اصلاح سب سے زیادہ دشوار ہے وہ عورتون کا ہے۔ اگر تم ان سے اختلاط و انس کرو تو وہ قابو سے باہر ہو جائینگی اور اگر تم ان کو منہ نہ لگاؤ تو وہ شاکی رہین گی"۔

مندرجہ ذیل قصورات پر شوہر کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔

(۱) خسر اور خوشدامن کی نافرمانی (۲) بانجہ ہونا (۳) زنا (۴) حسد (۵) جذام (۶) زیادہ گوئی (۷) سرقہ۔

اسکے خلاف شوہر کا کوئی قصور کیسا ہی سنگین کیون نہ ہو زوجہ کو طلاق لینے کا حق نہین دیتا، وہ زیادہ سے زیادہ اپنے شوہر کی بدچلنی پر اس سے نہایت نرمی کے ساتھ شکایت کر سکتی ہے لیکن اس طریقہ سے نہین کہ اس کو برافروختگی ہو۔ بیواؤن کی دوسری شادی نامناسب خیال کیجاتی ہے اور امراء مین بہت کم یہ دستور ہے غرباء مین البتہ ضرورتاً بیوائین عقد ثانی بسر اوقات کی مجبوری سے کر لیتی ہین

(ترجمہ) انیس احمد مارہروی

# چادر شف یعنی ترکی برقع

## تیار کردہ خاتون اسٹور چاندنی چوک دہلی

یہ برقعہ اتنا خوبصورت و آرام دہ ہے کہ ترکی خواتین تو صبح سے شام تک اکثر اسکو پہنے ہی رہتی ہیں۔ اس کے دو حصہ ہیں۔

ایک حصہ سر سے لیکر جسم کے بالائی حصہ کو ڈھانکتا ہوا اتنا نیچا رہتا ہے کہ اگر ہاتھ لٹکا دئے جائیں تو باہر والوں کو نظر نہ آئیں۔

دوسرا حصہ کمر سے لیکر ٹخنہ تک رہتا ہے یہ حصہ بالکل ایسی ہی شکل کا ہوتا ہے جیسے کہ غرارہ پاجامہ یا اسکرٹ ڈولی گاڑی یا ریل میں بیٹھ کر اگر اوپر کا حصہ اتار دیں اور نیچے کا حصہ پہنے اس پر دوپٹہ اوڑھ لیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے غرارہ یا پاجامہ پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں۔

اسکی خوش وضع و آرام دہ ہونیکی وجہ سے عربی مصری اور ایرانی خواتین بھی اسکو بڑے شوق سے پہنتی ہیں ہمارے اسٹور نے اس میں کچھ ترمیم کرکے اسکو ہندوستانی بیگمات کے مذاق کے مطابق بنا دیا ہے اور اب تک جن بیبیوں نے خریدا اسکو پسند کیا ہے۔ روشن خیال مرد اسکو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

| قیمت فی چادر شف | رنگین سوتی کپڑے کا | سیاہ الپکا کا | دبیز ریشم کا |
|---|---|---|---|
| | بارہ روپیہ ۱۲ | پندرہ روپیہ | بیس روپیہ |

فرمائش میں کمر سے لیکر پاؤں کے ٹخنے تک کی لمبائی تحریر کرنی چاہئے

چادر شف کی عکسی تصویر اسٹور مذکور سے مفت طلب کیجاتی ہے

## رسالہ ذخیرہ

عروس البلاد دکن سے نہایت آب و تاب کیساتھ ہر انگریزی مہینہ کی آخر میں شایع ہوتا ہے معلومات مفید کا مخزن اور زبان اردو کا سرگرم معاون ہے۔ ملک کے مستند اہل قلم اسکو دلچسپ بنانے مین مصروف ہین نظم و نثر کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ کئی روز تک مطالعہ کیلئے کافی ہے ان خصوصیات پر نظر کرتے ہوے باوجود کاغذ کی نایابی و قیمت گرانی کے سالانہ چندہ صرف للعہ ہے جو کچھ بھی نہین نمونہ منگا کر دیکھیے صرف سات آنہ کا خرچ ہے نمونہ مفت نہین ملتا

## رسائل عماد الملک

ہم اس امر کا نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ بزرگ قوم فاضل اجل آنریبل نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی ایس آئی کے مضامین جو کچھ دستیاب ہوئے ہین انکا مجموعہ ذخیرہ پریس مین زیر طبع ہے جو عنقریب پورا شایع ہوکر پبلک کی دیرینہ آرزو پوری کریگا ملک کے مستند ادیب علامۃ العصر نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھکر اسکی دلچسپی مین اور اضافہ فرمایا ہے۔

اس مجموعہ کے پڑھنے والون پر ظاہر ہوجائیگا کہ عبارت کی عام فہمی بے تکلفی اور خیالات کی نفاست و پاکیزگی کا خاص عنصر اس مین بدرجہ اتم موجود ہے ایک سے ایک مضمون بڑھا ہوا ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص کی معلومات مین کثیر اضافہ ہونے کی پوری امید ہے۔

صفحات (۴۰۰) کے قریب ہونگے اور نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر بہترین لکھائی و چھپائی کیساتھ طبع ہوکر ملک کے علم دوست حضرات کی خدمت مین پیش کیا جائیگا قیمت دہے، مع محصولڈاک مقرر ہے۔ جو بزرگان قوم اس علمی مجلس مین حصہ لینا چاہین وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک یا زیادہ نسخون کی فرمایش فرماکر اپنا نام درج رجسٹر کرادین تاکہ بعد تکمیل طبع رسائل عماد الملک بذریعہ وی پی بھیجدیا جاسے اور جو صاحب چاہین بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمالین۔

## رباعیات و قطعات شاد

جسکو عالیجناب آنریبل کسلنسی الحاج راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی آئی ای شاد القابہم سابق مدار المہام دولت آصفیہ نے مختلف مواقع اور مختلف اوقات مین نظم فرمایا۔

# کتب خانہ دار المصنفین شبلی منزل اعظم گڈھ

## مصنفات علامہ شبلی نعمانی

الکلام جدید علم کلام عہ ر

علم الکلام مسلمانون کی فن کلام کی تاریخ عہ ر

المامون خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات عہ

الغزالی امام غزالی کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ عہ

سوانح مولانا روم مولانا روم کی سوانحعمری اور انکا فلسفہ و تصوف عہ

الفاروق حضرت فاروق اعظم کی لائف اور انکا طرز حکومت ع

رسائل شبلی بیس علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ ۱۲ر

مقالات شبلی پندرہ علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ عہ

شعر العجم جلد سوم شعراے فارسی کی لائف عہ

الانتقاد علی التمدن الاسلامی جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو ۸ر

سیرۃ النعمان امام اعظم کی لائف اور انکا طریقہ اجتہاد عہ ر

دیوان شبلی مولانا کے فارسی قصائد کا مجموعہ ۸ر

دستہ گل ۔ ۔ غزلون کا مجموعہ ۸ر

بوے گل ۔ ۔ ۔ ۸ر

برگ گل ۔ جدید فارسی ۔ و قصائد کا مجموعہ ۸ر

کلام شبلی بعض اردو نظمون کا مجموعہ ۵ر

مضامین عالمگیر شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات عہ ر ۱۰ر

### مولوی عبد السلام ندوی

انقلاب الامم یعنی قومون کی ترقی و تنزل کا فلسفہ عہ

### مصنفات مولانا حمید الدین صاحب

الامعان فی اقسام القرآن قرآن مین قسمین خدا نے کیون کھائی ہیں ۲ر

تفسیر سورۂ تحریم جدید طرز پر عربی مین تفسیر ۴ر

تفسیر سورۂ قیامہ ۔ ۴ر

تفسیر سورۂ والشمس ۔ ۲ر

تفسیر سورۂ کافرون ۔ ۲ر

تفسیر سورۂ والعصر ۔ ۲ر

اسباق النحو حصہ اول جدید و سہل طرز پر عربی گرامر اردو ۴ر

دیوان حمید مولانا کا فارسی دیوان ۸ر

خرد نامہ منظوم فارسی زبان مین امثال سلیمان کا ترجمہ ۸ر

### مصنفات مولانا سید سلیمان

ارض القرآن جلد اول قرآن مجید کے مقامات کا جغرافیہ اور اسکی اقوام کی تاریخ ۶ر

لغات جدیدہ چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری عہ ر

دروس الادب عربی کی ریڈر ۲ر

نوحۂ استاد مولانا ی مرحوم کا اردو مرثیہ ۲ر

مکاتیب شبلی مولانا مرحوم کے خطوط کا مجموعہ جو علمی و قومی ادبی و اخلاقی معلومات کا خزانہ ہے عہ

### مفتی انوار الحق ایم اے

حقائق اسلام اسلامی مسائل کی فلسفیانہ تشریح اور معترضین کے مدلل جواب ۶ر

### مولوی محمد مہدی صاحب

رموز فطرت علوم جدید کی متعدد مفید شاخون پر ابتدائی مسائل کا مجموعہ قیمت عہ

انسان انسانی ساخت اور انسان کی صحت و منافع و فوائد کے بیان مین ایک مفید رسالہ ۸ر

# عصمت

ایڈیٹر مولانا راشد الخیری مدظلہ محمد اکرم صاحب بیرسٹر ایٹ لا

جہاں یہ مسئلہ طے ہو چکا کہ تعلیم نسوان ترقی کا پہلا زینہ ہے وہاں اکثر بزرگان قوم نے یہ بھی مان لیا ہے کہ خواتین کے مطالعہ کے واسطے عصمت ایک نعمت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کی فلاح و بہبودی ملحوظ ہے۔ کنواری لڑکیوں کے واسطے عصمت سے بہتر سہیلی عصمت سے بہتر شفیق رفیق عصمت سے بہتر ناصح مصلح کا ملنا ناممکن ہے۔ عصمت ان کو بتائیگا کہ کنوارپنے کی زندگی انکو کس طرح گذارنی چاہیے ماں باپ کا ادب بہن بھائیوں کی خدمت بڑوں کی تعظیم چھوٹوں سے محبت انکا فرض منصبی ہے [illegible] دنیا میں انکو شامل ہونا ہے اس کیلئے انھیں کیا تیاری کرنی ہے جو جو دقتیں انکو پیش [illegible] طرح رفع کرنا ہے۔ ساس نندوں کیساتھ انکے تعلقات کیسے ہونی چاہئیں غرضکہ [illegible] زندگی کو تمام خطرات سے بچا کر پر لطف و با اطمینان بسر کرنے کے واسطے عصمت سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں۔

[illegible] لڑکیوں کو خانہ داری گھر کے حساب کتاب بال بچوں کی پرورش میں سب سے زیادہ جس چیز [illegible] سکتی ہے وہ عصمت ہے۔ عصمت انکو بتائیگا کہ جس آمدنی کو بے غل و غش خرچ کر رہی ہیں وہ کس محنت و مشقت سے پیدا کی گئی ہے جو بچے قدرت نے انکے سپرد کئے ہیں انکی ذمہ داریاں انپر کیا کیا ہیں کیا طریقے ہیں جن سے یہ بچے پل پلا کر جب گھر بار والے ہونگے تو عزت سے زندگی بسر کرینگے اور عمر بھر اپنی ماں کو دعائیں دینگے عصمت بتائے گا کہ انھیں گھر کس طرح کرنا ہے۔ روپیہ کس طرح صرف کرنا ہے نندوں کے ساتھ کیونکر بسر کرنی ہے۔ غرض عصمت لڑکیوں کو سچ مچ کی بیگم بنائیگا۔

ٹائیٹل پیج کی آب و تاب سنہری بیل درجہ اعلی کا کاغذ تنہائی میں دل بہلانے والا فرصت میں کہانیاں سنانیوالا مذہب کی وقعت بتانیوالا عصمت سے بہتر ذریعہ اور کیا ہوگا۔ عصمت کا ایک ایک [illegible] گوہر آبدار ہے۔ ہر مہینہ [illegible] صفحہ کا رسالہ کوڑیوں کے مول ہوتی ہیں سالانہ قیمت [illegible] نمونہ [illegible]

منیجر عصمت (دہلی)

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| انسان | ۸ر |
| ازواج الانبیا | عہ ر |
| سلک مروارید | ۱۴ر |
| گل وریحان | ۸ر |
| ذکر مبارک | ۵ر |
| **تصانیف بیگم صاحبہ جنجیرہ** | |
| سیر یورپ | ۲ر |
| ناول نادر بیان | ۸ر |
| خوان دعوت | عہ ر |
| مرقع طلیم | عہ ر |
| سرگذشت | ۱۲ر |
| نیلی چھتری | ۱۲ر |
| **تصانیف مولانا شبلی** | |
| مقالات شبلی | ۱۲ر |
| دیوان شبلی (فارسی) | ۸ر |
| بوے گل (فارسی) | ۴ر |
| شعر العجم حصہ سوم | عہ ۱۲ر |
| الانتقاد (عربی) | ۸ر |
| مکاتیب شبلی حصہ اول | عہ ۱۲ر |

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| انقلاب الامم | عہ ر |
| ارض القرآن | ۲ر |
| خرد نامہ | ۸ر |
| لغات جدیدہ | ۵ر |
| **مطبوعات انجمن ترقی اردو** | |
| فلسفۂ تعلیم | ۲ر |
| القول الاظہر | ۱۲ر |
| رہنمایان ہند | عہ ر |
| نیپولین اعظم (مکمل جلدین) | عہ |
| امراے ہنود | عہ ر |
| تاریخ تمدن | عہ ر |
| مبادی سائنس | ۲ر |
| فلسفۂ جذبات | عہ ر |
| فلسفۂ اجتماع | عہ ر |
| البیرونی | عہ ر |
| طبقات الارض | عہ ر |
| مقدمات الطبیعات | عہ ر |
| مشاہیر یونان و روما | عہ ر |
| علم المعیشت | عہ ر |

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| قواعد اردو | عار |
| لڑکیوں کی لئے مفید کتابیں | |
| معلمہ زیاں بہشتی جوہر | ۱۲ر |
| حلیمہ خانم | ۱۰ر |
| رسول عربی | ۸ر |
| کفایت شعاری | ۴ر |
| عقیلہ بیگم | ۳ر |
| زنانہ خطوط | ۵ر |
| لاڈلا بیٹا | ۳ر |
| زینت الرسول | ۵ر |
| جمیلہ خاتون | ۳ر |
| نیا باورچی خانہ | ۶ر |
| چڑیا چڑے کی کہانی | ۳ر |
| چیپ کی داد | ۱۰ر |
| نوری نامہ | ۲ر |
| فیسل ڈائری | ۸ر |
| خیابان ادب | ۴ر |
| **متفرق کتابیں** | |
| شاعر کا انجام | ۸ر |

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| گلدستہ | ۳ر |
| وفا | ۸ر |
| مسلم کی زندگی | ۱ر |
| تہذیب الاسلام | ۶ر |
| صراط المستقیم | ۶ر |
| اتفاق اتحاد | ۱ر |
| حدیقۃ الامثال | ۶ر |
| تکمیل الطب (ہر دو حصہ) | سے ر |

**المشتہر**

**منیجر ظل السلطان ریاست بھوپال**